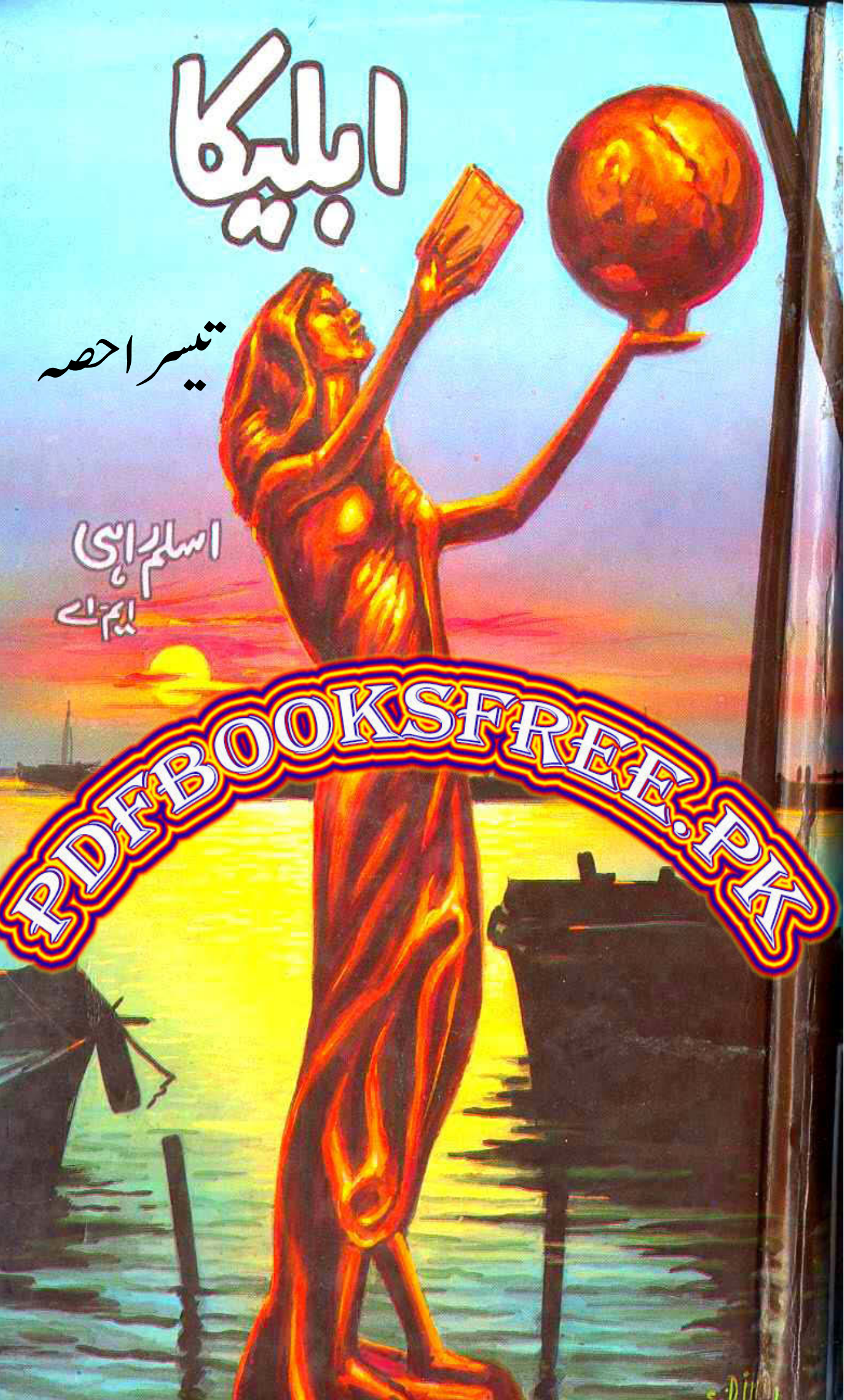


ابلیس

تیسرا حصہ

اسلم ای
ایم ای

PDFBOOKSFREE.PK

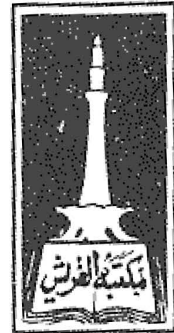


صدیوں کے سکوت میں لپٹی ہوئی ایک حسین داستان

ایک

تیسرا حصہ

اسلم راہی ایم۔ اے



مکتبہ القریش، چوک اردو بازار لاہور۔ فون: 7231595

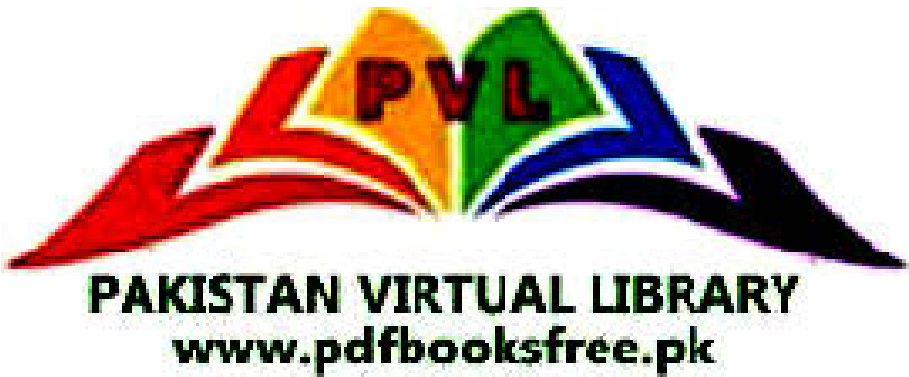
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالب دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری





اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے کے لیے ساحرہ ترورہ بھاگتی ہوئی دروازے کی طرف گئی تھی اس لمحہ اس کے سپرے پر تفکرات کو قشاندہ قہص تھا اس کی آنکھوں میں اداسی کے طوفان اور غلام تھے دروازہ پاس جا کر ساحرہ ترورہ لمحہ کی پھر اس نے بڑھ کر یوناف کی طرف دیکھا اس کے یوں دیکھنے کے انداز سے یوناف کو ایسا لگا گویا اس کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ دیرانیوں جیسی خاموشی اور بوسیدہ کفن کفن جیسی دیران ہو کر رہ گئی جو چند ثانیوں تک ساحرہ ترورہ نے اخلاق کے شہر خاموش جیسی اداسی کے سے انداز سے یوناف کی طرف دیکھا اس وقت کمرے میں رات کی تنہائیوں کے انداز موت کا ایک خوف محیط تھا ساحرہ ترورہ کی یہ حالت دیکھ کر یوناف نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے روپوش ہو گیا تھا اور اس کے ایسا کرنے پر ساحرہ ترورہ کی حالت خوشگن بمبم کی کرنوں نجات کے خواہوں اور زندگی کی بشارتوں جیسی اطمینان بخش ہو گئی تھی پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر زنجیر اتارتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا دروازہ کھلتے ہی عارب بوسہ اور منیطہ طوفانی انداز میں سیلاب کے کسی خوف ناک ریہے کی طرح کمرے میں داخل ہوئے اور پھر ساحرہ ترورہ کی طرف غور اور شگ و شبہ کے سے بھرپور نگاہوں سے ساحرہ کو دیکھتے ہوئے عارب نے پوچھا !

اے مقدس ترورہ تھوڑی دیر پہلے تمہارے کمرے سے کسی کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ساحرہ ترورہ نے تعجب خیز انداز میں عارب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ایم آج کیسی گفتگو کر رہے ہو تم دیکھتے ہو کہ میرے کمرے کے دروازے کو زنجیر لگی ہوئی تھی اور میں نے یہ دروازہ ابھی ابھی تمہارے سامنے کھولا ہے پھر بھلا کون میرے دروازے میں داخل ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ میں گفتگو کر سکتی ہوں ویسے مجھے امید نہ تھی کہ تم میری ذات پر اس طرح کی الزام تراشیاں شروع کر دو گے اور سن رکھو میں تمہیں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ یوں بات کے وقت

ناگوار اور ناقابل برداشت ہے تو پھر میں معذرت خواہ ہوں اور آئندہ ہم تمہارے کسی بھی معاملہ میں دخل اندازی نہ کریں گے اس کے ساتھ ہی عارب نے یوسر اور مینطہ کو انکھ کا اشارہ کیا اور وہ مینوں ایک ساتھ کمرے باہر نکل گئے جب کہ ساحرہ ترورہ پہلے کی طرح دروازے کو نہ بھر لگانے کے بعد اپنے بستر میں دوبارہ جا گھسی

ساحرہ ترورہ کے کمرے سے ذرا ہٹ کر عارب نے یوسر اور مینطہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میری بہنوں کیا تم دونوں ساحرہ ترورہ کے لب و لہجہ اور بولنے کے انداز میں بے رحمی اور اجنبیت محسوس نہیں کرتی ہو اس پر یوسر نے جواباً کہا اے میرے بھائی تیرا اندازہ درست ہے ساحرہ ترورہ اس سے قبل یوں ہمارے ساتھ پیش نہ آئی تھی آج ہمارے لیے اس کے بولنے کے انداز میں اجنبی پن اس کے لہجہ میں ترشی اور تلخی تھی ایسا لگتا ہے۔

گو ایک قوت نے اسے ہمارے خلاف ابھارا اور بھرکا دیا ہو اور اسے میرے بھائی مجھے نڈھال ہے کہ اس نے کہیں یونان کے ساتھ رابطہ نہ کر لیا ہو جو یوسر کے فائنش ہونے میں مینطہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوسر میری بہن تمہارے خدشہات کسی حد تک درست ہیں پھر یہ ساحرہ کیسے ادھر کیوں کر یونان کے ساتھ رابطہ قائم کر سکتی ہے جب کہ طلسمی دیوار کی تعمیر کے پہلے ہی دن ہم یونان کو ایک عذاب اور کرب میں مبتلا کر چکے ہیں پھر کیسے ادھر کیوں کر ترورہ اور یونان کے تعلقات استوار ہو سکتے ہیں مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں مصر کی ملکہ دلو کو نے ہی ساحرہ کو بہ حکم نہ دیا ہو کہ وہ ہمارے ساتھ ایسا رویہ اور سلوک رکھے ہر ماں دیکھ بھی ہو اب ہمیں ترورہ کے معاملہ میں محتاط اور چوکنا ہو جانا چاہئے آخر میں عارب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میری بہنوں اگر ساحرہ ترورہ نے یونان کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا ہے تو پھر واقعی ہمیں محتاط ہو جانا چاہیے ورنہ یہ ساحرہ ترورہ یونان کے ساتھ مل کر ہمارے لیے خطرناک ثابت بھی ہو سکتی ہے۔ میری بہنوں رات کے اس وقت اب اس موضوع کو ترک کر دو اور اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو اور اس کے ساتھ ہی عارب وہیں سے ہٹ گیا جب کہ یوسر اور مینطہ اپنی خواب گاہ کی طرف چل گئیں تھیں۔

تھیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم مجھے نیند سے بیدار کر کے ازیت اور کرب میں مبتلا کرو اب میں تمہوں سے یہی کہوں گی کہ اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو اور آئندہ اس انداز سے کبھی بھی میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کی کوشش نہ کرنا اور تم مینوں میں سے کسی نے پھر مجھے ایسی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مجھ پر کسی بھی طرح کی الزام تراشی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو پھر میں بھی تم مینوں کے خلاف ایسی حرکت میں آؤں گی کہ تمہیں اپنی یہ حالت مزگ کرنے پر مجبور ہونا ہوگا۔

اس بار عارب نے غور اور استنباط سے انداز میں یوسر مینطہ کی طرف دیکھا پھر اس نے دوبارہ ساحرہ ترورہ کو مخاطب کرتے ہوئے کسی قدر نرم لہجہ اور نیچی آواز میں کہا۔

اے مقدس ساحرہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا لہجہ اور تمہارا سلوک ہمارے ساتھ بدلا بدلا سہے کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ تمہارا ہم پر کوئی بھروسہ اور اعتماد نہیں ہے عارب کے اس سوال پر ساحرہ ترورہ نے زیادہ پھرتے اور کمر ہوتے ہوئے کہا بھروسہ اور اعتماد تو تم مینوں کو مجھ پر نہیں ہے پھر تو اتنی رات گئے پوری چھ مہینے میرے کمرے کا طواف کرتے پھر رہے ہو اب اگر تم مینوں یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہاری نیند ہوں تو پھر یہ تم مینوں کو غلط فہمی ہے میں آج تمہاری یہ غلط فہمی میں رد کر دینا چاہتی ہوں اور یہ حقیقت تم پر واضح اور آشکار کر دینا چاہتی ہوں کہ طلسمی دیوار کی اس عمارت کے اندر میں تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ تم مینوں میری وجہ سے رہ رہے ہو تمہاری حیثیت اس عمارت کے اندر ثانوی ہے۔

اولین اس بات کو مصر کی ملکہ دلو کو بھی جانتی ہے کہ تم مینوں اس عمارت میں میرے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے ہو جو کچھ تم نے آج کیا ہے اگر آئندہ بھی تم نے ایسی حرکت کرتے ہوئے مجھے پر کسی قسم کا شک ظاہر کیا یا مجھے میری اجازت کے بغیر نیند سے بیدار کیا تو سن رکھو میری اور تمہاری دونوں بلبلہ اور جیلا ہوگی اور یہ بات بھی اپنے پاس تحریر کر لو کہ میں صرف غزائیل کے کہنے پر تمہارا ساتھ دے رہی ہوں ورنہ میں تمہوں کی حیثیت کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

ساحرہ ترورہ کی یہ گفتگو عارب یوسر اور مینطہ کی نا پر ایک بہت بڑی غریب تھی اور وہ مینوں ساحرہ ترورہ کی اس گفتگو پر ملے سے گھٹتے تاہم عارب نے حالات کو اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے کہا اے مقدس ساحرہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بے جا ہم پر ناراض اور خفا ہو رہی ہو ہم نے تم پر کوئی شک اور شبہ نہیں کیا اور نہ ہی تمہاری ذات پر کوئی الزام تراشی کرتے کی کوشش کی ہے بلکہ ہم نے تو تمہارے کمرے سے اٹھتی ہوئی کچھ آوازیں سنی تھیں ہم تو تمہاری حفاظت کی خاطر اس طرف آئے تھے تاکہ یہاں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے اے مقدس ترورہ اگر ہمارا یہ رویہ تمہارے لیے

اور پھر اس دیوار کو ویسے ہی عارب کے خلاف حرکت میں لائیں جس طرح وہ ترورہ کی طلسمی دیوار کو ہمارے خلاف حرکت میں لایا تھا یونان نے تائید کرتے ہوئے کہا تم ٹھیک کسی ہوا بیگا ابھی ٹھوٹی دیر تک میں اس دیوار کو مکمل کر لیتا ہوں پھر اسے عارب کے خلاف آزادانا ہوں اس گفتگو کے بعد یونان اپنے عمل کے اندر نئی محنت کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا تھا جب کہ اس کام میں بیگا بھی اسکی مدد کر رہی تھی۔

جب وہ طلسمی دیوار تیار ہوئی تو یونان نے جلی ہوئی لکڑی کے ایک کوٹھ سے دیوار پر عارب کی تصویر بنائی پھر اس تصویر کے پیٹ کے حصہ پر عارب کا نام لکھا پھر اس نے طلسمی دیوار کا عمل شروع کرتے ہوئے دیوار پر بنی ہوئی عارب کی تصویر کو چھری سے اذیتیں دینا شروع کر دی تھیں اس موقع پر ابیگا نے پھر یونان کی گردن پر بس دیتے ہوئے مشورہ دیا اسے یونان تم یوں ہی عارب کو اذیتیں دیتے رہو اور میں یہ دیکھ کر آتی ہوں کہ وہ تمہارے اس سری عمل سے کس قدر اذیت اور دکھ میں مبتلا ہے یونان نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں ابیگا یہ ٹھیک ہے میں عارب کو اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں تم جاؤ اور واپس اگر مجھے اس کی حالت سے آگاہ کرو پس ابیگا یونان کی گردن سے بیٹھہ ہو کر چلی گئی تھی یونان کے اس طلسمی دیوار کے عمل سے رات کے پچھلے حصہ میں عارب کب اور اذیت میں مبتلا اٹھا تھا اور وہ اپنے بستر سے اٹھ کر کمرے کے اندر ادھر ادھر بھاگتا ہوا شور و داد مچا کرتے لگا تھا ٹھوٹری ہی دیر بعد اس کا شور سن کر یوسہ اور بیٹھہ بھی بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں اور ان دونوں نے دیکھا عارب کی حالت بری ہو رہی تھی وہ اپنا سر پیٹنے کے ساتھ ساتھ چلا بھی رہا تھا اور اس کے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ کر اس کے کپڑوں کو زنگیں کرتا جا رہا تھا یوسہ اور بیٹھہ عارب کی حالت پر دونوں تڑپ کر رہ گئیں پھر وہ بھاگ کر آگے بھڑھیں اور دونوں نے عارب کو پکڑ کر سنبھلا اور اسے اس کے بستر پر بٹھاتے ہوئے بیٹھنے پوچھا اسے میرے بجائی تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے اور تمہیں کیا تکلیف ہے۔

عارب نے انتہائی مشکل سے اپنی اس اذیت پر ضبط کرتے ہوئے کہا اے میری بہنوں ایسا لگتا ہے جیسے ساحرہ ترورہ نے طلسمی دیوار پر میری تصویر بنا کر اسے اذیت دینی شروع کر دی ہو یقیناً یہ ویسی ہی اذیت ہے جو طلسمی دیوار سے دی جاسکتی ہے کیا تم دونوں بہنیں نہیں دیکھتی ہو کہ میرے اس عذاب کے علاوہ میرے جسم پر جگہ جگہ پر خراشیں بھی از خود ہی آگئیں ہیں اور ان سے خون نکلنا شروع ہو چکا ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی انتہائی بے رحمی سے چھری کے ساتھ

ترورہ کے ساتھ اپنا معاملہ کرنے کے بعد یونان دریا سے نیل کے کنارے جب اپنے محل میں داخل ہوا تو ابیگا اس کی گردن پر بس دیتی ہوئی بولی اسے یونان اب جب کہ تم طلسمی دیوار کے عمل کو حاصل کر چکے ہو تو آؤ اس گزرتی شب میں اس عمل کو استعمال کرتے ہوئے ہم بھی اس طلسمی دیوار کی تعمیر کریں

پھر نہ جانے کس کی طرف سے مجھے ایسی تکلیف میں مبتلا کر لیا گیا ہے اور اگر یہ یونان کی طرف سے ہے تو پھر یقیناً یونان ہمارے لیے پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو چکا ہے۔

عرب کی یہ گفتگو سن کر عزرائیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ چند قدم آگے بڑھنا ہوا بولا اسے عرب یہ کوئی اتنی اہمیت کی بات نہیں ہے دیکھو میں ابھی تمہیں اس اذیت سے نجات دے دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزرائیل آگے بڑھا اور پھر وہ عرب کی طرف اپنی پشت کر کے کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں کو کچھ پھیلا یا اور دونوں بازو فضا کے اندر خوب اکٹرا کر بند کرتے ہوئے اس نے کوئی عمل شروع کیا جس کے جواب میں عرب کی تکلیف جاتی رہی تھی وہ بالکل پرسکون ہو گیا تھا اور اس کے جسم سے جو خون بہنے لگا تھا وہ بھی اب بند ہو چکا تھا عزرائیل نے اپنے دونوں بازو فضا میں بند رکھتے ہوئے ہی مگر عرب کی طرف دیکھا اور اسے پرسکون پا کر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اسے عرب جب تک میں اپنے اس انداز میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں تمہیں کوئی اذیت اور تکلیف نہ ہوگی۔



یونان اپنی طلسمی دیوار پر عرب کی بنائی ہوئی تصویر کو چھری سے اذیتیں دے رہا تھا کہ اب اس نے اس کی گردن پر لٹ دیا اور کہا اسے یونان اب اس عمل کو بند کر دو اس لیے کہ اس کی اس ضرورت نہیں رہی یونان نے دیوار پر بنی ہوئی عرب کی تصویر سے چھری بٹالی اور پوچھا اسے ایک کام کیا کیا چاہتی ہو اور اب اس عمل کی کیوں ضرورت نہیں رہی اس پر ایک کانٹے کہا اسے یونان تمہارے اس عمل سے عرب انتہائی تکلیف دہ اذیت میں مبتلا تھا اور اس کے جسم پر جگہ جگہ سے بھی خون بہنے لگا تھا میں یہ حسب کچھ خود دیکھ کر آئی ہوں اور اس تکلیف پر ملاب کو یہ شک گذر رہا تھا کہ شاید ساحرہ تردد نے اس کی یہ حالت کر دی ہے اس پر انہوں نے یوسف کو کہنے کے لیے بھیجا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران اور ہراساں ہوئے کہ طلسمی دیوار پر کوئی نقش نہ تھا اور ساحرہ تردد نے اپنے گہری نیند ہوئی تھی پر تھوڑی ہی دیر بعد اسے یونان وہاں عزرائیل نمودار ہوا وہ عرب کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اس نے وہاں اپنا کوئی ایسا عمل کیا ہے کہ جس کی وجہ سے عرب کو طلسمی دیوار کی اس اذیت سے نجات مل گئی ہے لیکن اسے یونان ہم عرب کے ساتھ عزرائیل کو بھی معاف نہ کریں گے اس لیے کہ عزرائیل عرب یوسف اور منظر سے بھی بدترین دشمن ہے لہذا اسے یونان عزرائیل اس وقت جس انتہائی شکل و صورت میں ہے وہ میں تمہاری اس طلسمی دیوار پر تصویر بناتی ہوں لہذا تم

میرے جسم کو اذیتیں دے رہا ہو اور یہ بھی سن رکھو میری بنوں کہ اگر یہ اذیت زیادہ دیر رہی تو میرے لیے یہ نیند نامہاں برداشت ہوگی اور میں نہیں جانتا کہ پھر میرا انجام کیا ہوگا عرب کی اس گفتگو پر یوسف نے انتہائی فکر و غم میں منظر کو مخاطب کر کے کہا اسے منظر میری بہن! تم یہیں رہو اور عرب کو سنبھلاؤ میں طلسمی دیوار کو جاکر دیکھتی ہوں کہ وہاں تردد نے عرب کی تصویر بنا کر اسے اذیت میں تو نہیں مبتلا کر رکھا ہو سکتا ہے کہ رات کے وقت جو ہماری اس سے تلخ کلامی ہوئی تھی تو اس کے نتیجے میں اس نے یہ حرکت کر دی ہو اس پر منظر نے انتہائی غصہ میں دانت پیستے ہوئے کہا اگر ساحرہ تردد نے ایسی گہری ہوئی حرکت کی تو وہ بھی ہمارے عذاب اور ہماری قہر مانی سے بچ نہ سکے گی اسے یوسف تم جاؤ دیکھ کر آؤ میں عرب کو سنبھالتی ہوں پس یوسف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور وہ وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوسف لوٹ کر آئی اور اس نے عرب اور منظر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے عرب اور منظر میں حیران ہوں کہ ساحرہ تردد سوئی ہوئی ہے اور طلسمی دیوار پر کسی قسم کی کوئی تصویر بھی نہیں پھر عرب کی کسی مصیبت اور اذیت میں مبتلا ہے خود دیکھ کر آ رہی ہوں کہ طلسمی دیوار بغیر کسی نقش کے ہے جب کہ ساحرہ تردد اپنی خواب گاہ میں گہری نیند سو رہی ہے اب سوچنے کا یہ مقام ہے کہ یہ عرب کو کس کی طرف سے اذیت پہنچائی جا رہی ہے اور اگر جیسا کہ عرب خدشات ظاہر کر رہا ہے یہ اذیت اسے طلسمی دیوار سے مل رہی ہے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ ساحرہ تردد کے علاوہ کوئی اور بھی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور وہ اس وقت ہمارے خلاف خرگ ہے اور اسے منظر بھی ممکن ہے کہ جس طرح عزرائیل نے ہمارے لیے طلسمی دیوار کا عمل جاننے والی اس ساحرہ تردد کو تلاش کیا ہے ایسے ہی کسی اور کو بھی یونان نے بھی تلاش کر لیا ہو جو طلسمی دیوار کے عمل پر عبور رکھتا ہو اور اگر ایسا ہو چکا ہے تو پھر یونان ہمارے لیے پہلے سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو جائے گا یوسف کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی کیونکہ رات کے اس وقت ان کے کمرے میں عزرائیل نمودار ہوا تھا اسے دیکھتے ہی یوسف اور منظر کھڑی ہو گئیں تھیں۔

قریب اگر عزرائیل نے یوسف اور منظر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ عرب کیسی اذیت میں مبتلا ہے جو اس کے جسم پر جگہ جگہ سے خون بہ رہا ہے اور یہ ایک نامہاں برداشت تکلیف میں مبتلا دکھائی دے رہا ہے قبل اس کے کہ یوسف یا منظر میں سے کوئی بولتا عرب خود ہی عزرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے آقا مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی طلسمی دیوار کے عمل کو میرے خلاف حرکت میں لائے ہوئے ہو میں نے یوسف کو بھیج دیا کہ آیا ہے کہ شاید ساحرہ تردد کی طرف سے مجھے اس تکلیف میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی ہو لیکن ساحرہ تردد اس وقت اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی ہے جب کہ طلسمی دیوار ہر طرح کے نقش سے خالی ہے

اس عزائیل کی شبیر کو اپنے سری عمل سے اذیت دینا اور اس طرح دی اذیت عزائیل کو بھی پہنچے گی اور اسے یہ احساس ہو جائے گا کہ اگر وہ عارب کی مدد کو آتا ہے تو عارب کی طرح اسے بھی عذاب میں مبتلا کیا جاسکتا ہے۔

یونان نے محسوس کیا کہ ابیکا تیزی کے ساتھ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی پھر یونان نے یہ بھی دیکھا کہ اس کی طلسمی دیوار پر وہاں کونکے کے ساتھ بڑی تیزی سے عزائیل کی شبیر بننے لگی تھی جب طلسمی دیوار پر عزائیل کی وہ شبیر مکمل ہو گئی تو ابیکا نے پھر یونان کی گردن پر بس دیتے ہوئے یونان کو ہدایات دینے کے انداز میں کہا اے یونان تھوڑی دیر قبل تک جس طرح تم عارب کی تصویر کو اذیت پہچانے رہے ہو ایسے ہی ابیکا اس سے بھی بڑھ کر طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزائیل کی اس شبیر کو اذیت دو اور پھر دیکھتے ہیں کہ عزائیل کیسے اور کیوں کہ ہمارے سری عمل سے بچ سکتا ہے۔

ابیکا اس گفتگو پر یونان کے چہرے پر گہری اور پُر سکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کے ساتھ ہی اس نے پھری سنبھالی اور دیوار پر بنی ہوئی عزائیل کی تصویر پر اپنا سری عمل کرنے کے لیے وہ آگے بڑھا تھا عارب کو یونان کی طرف سے طلسمی دیوار کے اذیت ناک عمل سے بچانے کے لیے عزائیل عارب کے سامنے اس کی طرف پشت لیے ہوئے کھڑا تھا اس وقت جب یونان نے اس کے خلاف بھی

اپنے سری عمل کی ابتداء کی تو عزائیل ایک اذیت ناک تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر پڑا وہ بڑی طرح دادیلا کرنے لگا تھا اور اس کے جسم پر مختلف جگہوں پر خراشیں اُگر رہاں سے خون بہنے لگا تھا عارب بوسہ اور منہ عزائیل کی اس حالت پر پریشان اور فکر مند ہو کر رہ گئے تھے اچانک عزائیل بے بسی کی حالت میں کمرے کے فرش پر گر گیا پھر وہ اپنے آپ کو طلسمی دیوار کے عمل سے بچانے کے لیے اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ نائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزائیل پھر عارب کے کمرے میں نمودار ہوا اور اس بار اس نے پُر سکون انداز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو کو عارب کی طرح مجھے بھی طلسمی دیوار کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تھا لیکن میرا اس مصیبت میں مبتلا ہونا بھی تمہارے لیے سودمند ثابت ہوا ہے اس لیے کہ میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک طریقہ بھی جان لیا ہے اور وہ یوں جب کوئی تمہیں طلسمی دیوار کی اذیت میں مبتلا کرے تو تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنی شکل تبدیل کر لو اور ایسا کرنے کے بعد تم یقیناً طلسمی دیوار کے عمل سے نجات پاؤ گے اور وہ اس طرح

کہ جس وقت میں تمہارے سامنے طلسمی دیوار کے سحر میں مبتلا ہوا تو میں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے فوراً یہاں سے غائب ہو گیا پس میں جب انسانی صورت سے نکل کر اپنی اصلی حالت پر آیا تو وہ طلسم آپ سے آپ مجھے پرستے جاتا رہا پس میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب کبھی مجھے تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے پھر تو پھر اپنی ہیئت کو بدل کر تم اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہو۔

عزائیل ذرا رکھا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا اور اسے میرے عزیز و میری ایک اور بھی بات یاد رکھو کہ اب جب کہ ہم پر واضح ہو چکا ہے کہ ساحرہ ترورہ کے علاوہ بھی کوئی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور اگر یہ عمل جانتے والا یونان ہے تو پھر وہ ہمیں بار بار اس عذاب اور اذیت میں ڈالتا رہے گا پس تم کل سے ساحرہ ترورہ پر زور ڈالنا شروع کر دو کہ وہ تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سحری عمل سکھادے اور اسے میرے عزیز و من رکھو کہ ساحرہ ترورہ نے تم تینوں کو یہ عمل سکھانے سے انکار کر دیا تو پھر تم اسے دھمکی دے دینا کہ اگر اس نے تم تینوں کو طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا تو وہ ہر صورت میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اور تم جانو ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے پس جب ساحرہ ترورہ کہ یہ خبر ہو جائے گی کہ اس نے اگر طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا تو تم تینوں اس پر موت بن کر نازل ہو جاؤ گے تو وہ ہر صورت میں تم تینوں کو یہ عمل سکھانے پر آمادگی کا اظہار کر دے گی۔

اور یہ عمل سیکھنے کے بعد تم یقیناً آتے والے دور میں یونان کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس کر دینے پر قادر ہو جاؤ گے سو اے میرے عزیز و تم کل سورج طلوع ہونے کے بعد ساحرہ ترورہ سے سری عمل حاصل کرنے کی جدوجہد کا آغاز کرو اس کے ساتھ ہی عزائیل وہاں سے چلا گیا تھا۔

مقابلہ مارب اس ساحرہ ترورہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے ساحرہ تم تمہارے دل کی یہ عہد اور
فیصلہ کیا ہے کہ آج ہر عورت میں ہم تم سے طلسمی دیوار کا سری عمل جان کر رہیں گے سوائے ساحرہ اپنے
اسی عہد اپنے اسی فیصلہ کو بد نظر رکھتے ہوئے میں تمہیں تاکید تینہ کرتا ہوں کہ تم آج ہی ہمیں طلسمی دیوار کا
عمل سکھا دو ورنہ یاد رکھو۔

مارب کی بات سناتے ہوئے ساحرہ ترورہ نے فوراً پوچھ لیا ورنہ تم میرا کیا بگاڑ
لو گے ساحرہ ترورہ کے اس سوال پر مارب کی آنکھوں میں حقارت برسی رخص کرنے لگی
تو اس کی حالت صحرے کے شریر بار بگولوں اور جان کنی کے خوف ناک لمحات جیسی ہو گئی تھی پھر
اس نے جھلسا دینے والی آگ اور بجلیوں کی لپکتی زبان کی مانند ساحرہ ترورہ کو مخاطب کر کے رگوں
میں چنگاریاں بھردینے والے لہجے اور ہولناک آواز میں کہا اے ساحرہ ترورہ تو کسی غلط فہمی اور
بدگمانی کے اندر مبتلا نہ رہنا ہم تمہیں طلسمی دیوار کا عمل نہ جانتے ہوئے بھی سری قوتوں میں تم سے زیادہ
اہم اور پر قوت ہیں پس میں تمہیں تینہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے آج ہمیں طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سکھایا تو
آج کا دن تیری زندگی کا آخری دن ہو گا اور مجھے امید ہے کہ تم موت پر زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے
ہیں یہ سری عمل ضرور سکھا دو گی۔

مارب کی اس گفتگو پر ساحرہ ترورہ کے حسین لبوں پر ہلکی ہلکی مگر فزیر سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر
اس نے اپنی چنگاریاں برساتی ہوئی آنکھوں سے مارب کی طرف دیکھتے ہوئے طوفانی بھر پور قوت کا
ظاہر کرنے کے انداز میں کہا اے مارب تم تینوں خود کسی غلط فہمی اور بدگمانی میں مبتلا نہ ہونا اگر تم تینوں یہ
مجھے ہو کہ تم مجھے موت کی دھمکی دے کر میرا یہ طلسمی دیوار کا سری عمل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ
تو میں ہرگز نہیں اور۔ اور۔

سنوایہ تمہاری بد خیالی ہے اگر تم نے یہ عمل حاصل کرنے کے لیے مجھ پر سختی بھی کی تو یاد رکھنا میں
اس عمل کی ایسی حفاظت کروں گی کہ تم تینوں کے سامنے میں زندگی پر موت کو ترجیح دے دوں گی تم
تینوں مجھے صاف اور کھل کر سن لو کہ میں کسی بھی صورت تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سیکھاؤں گی۔
پہلی میں نے ارادہ کیا تھا کہ اگر تم تینوں میرے بھروسہ اور اعتماد پر پورے اترے تو میں تمہیں یہ سیکھاؤں
گی لیکن اب میں نے ٹھان لیا ہے کہ تم تینوں بد نیت ہونے کے ساتھ بد معاملہ بھی ہو لہذا میں تم تینوں کو
یہ عمل سیکھانے سے صاف طور پر انکار کرتی ہوں اس پر مارب نے حیوانی اور زندگی کی کسی کیفیت
میں کہا اے ساحرہ ترورہ ہم تینوں تمہیں دہ پتر تک کی مصلحت دیتے ہیں اگر تم نے وہ پتر تک نہیں یہ

دوسرے روز جب سورج طلوع ہو چکا اور مارب بوسہ بیٹھ اور ترورہ ایک بن
کمرے میں بیٹھ کر صبح کے ناشترے سے فارغ ہو چکے اور ساحرہ ترورہ وہاں سے جانے لگی تو مارب
نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ترورہ تھوڑی دیر اور یہاں بیٹھو میں بوسہ اور بیٹھ ایک
اہم مومنوں پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں مارب کے کہنے پر ترورہ دوبارہ اپنی جگہ پر
بیٹھتی ہوئی بولی کہ تم تینوں مجھے کیا کتنا چاہتے ہو اس پر مارب بوسہ اور بیٹھ نے ایک بار گہری
اور ذومعنی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کر لیا

عمل نہ سیکھایا تو پھر یاد رکھو آج کے دن کی دوپہر تمہاری زندگی آخری دوپہر ہوگی۔

ساحرہ ترورہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھی کھڑی ہوئی اور نفرت کا زہر برساتی ہوئی اپنی آواز میں اس نے کہا میں نے تم جیسے موت کی دھمکیاں دینے والے بہت دیکھے رکھے ہیں دوپہر بہت دور کی بات ہے میں کبھی وقت نہیں بچتے مزم کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں کسی بھی صورت تمہیں یہ سری عمل نہ سکھاؤں گی اس کے ساتھ ہی ساحرہ ترورہ نفرت کے اظہار کے طور پر زور سے پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی ساحرہ ترورہ دروازے کے لہو لہے چلے جاتے کے بعد عارب نے یوسہ اور مینظہ کو مخاطب کرتے ہوئے راز دار انداز میں کہا

اے میری عزیز بہنوں تم دونوں اس ساحرہ ترورہ پر نگاہ رکھنا کہ وہ دوپہر تک یہاں سے نکل کر کہیں اور نہ جانے پائے وہ ہماری اس دھمکی کی اطلاع مصر کی ملکہ ولوکہ کو بھی کر سکتی ہے اور اگر ایسا ہوا تو سن رکھو ہم نہ صرف طلسمی دیوار کے عمل سے محروم ہو جائیں گے بلکہ مصر کی سرزمین کے اندر ہمارا رہنا بھی مشکل اور ناممکن ہو کر رہ جائے گا پس رد پر تک ساحرہ ترورہ اگر اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کرنا ہم تینوں مل کر اس کا تعاقب کریں گے اور اگر اس نے مصر کی ملکہ ولوکہ کی طرف جانے کی کوشش کی تو ہم راستے میں ہی اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے اس طرح ہم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا کہ تم نے ساحرہ ترورہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بلکہ وہ گم ہیں جانیں گے کہ ساحرہ کے کسی دشمن نے یہ کارروائی کی ہے۔

اے میری بہنوں تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر غائب ہو جاؤ اور ساحرہ ترورہ کے کمرے کے طرف میں چلتی رہو جب بھی وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا! اب میں اپنے کمرے کی طرف جاؤں گا اس کے ساتھ ہی یوسہ اور مینظہ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئیں تھیں جب کہ عارب وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ عارب کے اپنے کمرے میں آکر بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک یوسہ اور مینظہ اس کے کمرے میں نمودار ہوئیں۔

پھر یوسہ نے بدحواسی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی تمہارے اندیشے اور فحشیات درست ثابت ہوئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ ساحرہ ترورہ کا تعاقب کریں اس لیے کہ وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عارب فوراً بول پڑا اور کہا اؤ میری بہنوں وقت غائب کئے بغیر ہم تینوں ساحرہ ترورہ کا تعاقب کریں پس وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انسانی آنکھ سے اوجھل ہو کر وہ ساحرہ ترورہ کی طرف پلکے تھپتھپاتے انہوں نے دیکھا ساحرہ ترورہ

اپنے کمرے سے نکل کر عمارت سے باہر آئی پھر وہ دائیں ہاتھ مڑتی ہوئی دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھنے لگی تھی جب کہ عارب یوسہ اور مینظہ انسانی آنکھ سے اوجھل ہی رہ کر اس کا تعاقب کر رہے تھے اس موقع پر عارب نے حیرت اور پریشانی میں ملے جلے جذبات میں یوسہ اور مینظہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے میری بہنوں یہ ساحرہ ترورہ کدھر جا رہی ہے اگر یہ ملکہ ولوکہ کے محل کی طرف جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر مصر کی ملکہ کا محل تو جنوب میں رہ گیا ہے جب کہ ساحرہ ترورہ شمال کی طرف شہر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس موقع پر حسین یوسہ نے بولتے ہوئے عارب سے کہا۔ اے عارب میرے بھائی کہیں ایسا تو نہیں کہ ساحرہ ترورہ کے یوناف کے ساتھ مراسم ہوں یوناف نے کسی قوت یا محبت سے کام لے کر اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر لیا ہو اور یہ ساحرہ ترورہ اس وقت ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہو کیونکہ یہ دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی سمت جدھر جا رہی ہے اُدھر تو یوناف ہی کا محل ہے اس موقع پر مینظہ نے توجہ انداز میں یوسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوسہ میری بہن قسم خداوند لا زوال کی تمہارے اندیشے درست ہیں یہ ساحرہ ترورہ یقیناً ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہے۔

مینظہ کے خاموش ہونے پر عارب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے میری بہنوں اگر یہ ساحرہ ترورہ ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے لیے یوناف کی طرف جا رہی ہے تو پھر سن رکھو اس کی زندگی کے چند لمحات باقی ہیں اس لیے کہ جب یہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھے گی تو میں اس بد بخت اور بددیت ساحرہ ترورہ کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔

اس گفتگو کے جواب میں یوسہ نے تفکرات سے بھری ہوئی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی یہ بھی سن رکھو کہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر ساحرہ ترورہ کا کام تمام کرنے کے بعد ہمیں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے

یہاں سے غائب ہو جانا پڑے گا اس لیے کہ جب یوناف کو اس ساحرہ ترورہ کے مرنے کی خبر ہوگی تو وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اگر ساحرہ ترورہ کے اس کے ساتھ مراسم ہیں تو اسے یہ جاننے میں دیر نہ لگے گی کہ ساحرہ کا قتل ہم تینوں نے ہی کیا ہے لہذا وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس بار اس کا ہمارے خلاف حرکت میں آنا زیادہ اندیشہ ناک ہوگا اس لیے کہ اپنی پہلی سری قوتوں کے علاوہ یوناف یقیناً ساحرہ ترورہ سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر چکا

ہوگا اور ہو سکتا ہے اس سری عمل کے علاوہ بھی یوناف نے ساحرہ ترورہ سے دیگر نفع بخش عمل بھی حاصل کر لیے ہوں ایسی صورت میں یوناف ہمارے لیے پہلے کی نسبت زیادہ ضروریاں اور خطرناک ثابت ہوگا پس ہمیں یوناف کی اذیت سے بچنے کے لیے طلسمی دیوار کی عمارت سے کچھ عرصہ کے لیے غائب رہ کر عزائیل کے احکامات کا انتظار کرنا چاہیے اور پھر عزائیل کے احکامات ملنے کے بعد ہم اپنے لیے کسی نئے لا عمل کی ابتداء کریں گے۔

یو سرجب خاموش ہوئی تو عارب نے کہا اسے یو سہ میری بہن میں سو فی صد تمہارے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں یقیناً ساحرہ ترورہ کا فائدہ کرنے کے بعد ہمیں محض شہر سے غائب رہ کر عزائیل کے احکامات کا انتظار کرنا ہوگا اور میرا خیال ہے کہ ساحرہ ترورہ کو قتل کرنے کے بعد ہم ستقارہ کے ان میدانوں کی طرف نکل جائیں گے جہاں پر ماضی کے فرعونوں نے اپنے احرام تعمیر کر رکھے ہیں۔

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ساحرہ ترورہ دریائے نیل کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی ہوئی اب یوناف کے عمل کے قریب آگئی تھی اس پر عارب نے پھر اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا اے میری بہنوں تمہارے اندیشے درست ثابت ہوئے کہ ساحرہ ترورہ یقیناً یوناف ہی کی طرف آرہی ہے اور میرے خیال میں یہ یوناف کو طلسمی دیوار کا عمل سکھا چکی ہے۔ اور گزشتہ رات جو مجھے اور محترم عزائیل کو اذیت اور کرب میں مبتلا کیا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں یہ عمل یوناف ہی کی طرف سے تھا۔

پس اے میری بہنوں تم دیکھتی ہو کہ یہ ساحرہ ترورہ یوناف کے عمل کے بالکل قریب آرہی ہے سو تم دیکھو جب یہ پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتی ہے تو میں یکے ہولناک انداز میں اس کا فائدہ کئے دیتا ہوں عارب کی اس گفتگو پر یوسہ اور یوسہ خاموش ہی رہیں۔ اور ساحرہ ترورہ یوناف کی طرف جانے کے لیے آگے بڑھتی ہوئی جب اس کے عمل کے قریب آئی اور جوں ہی اس نے ان سیڑھیوں پر قدم رکھنا چاہا جو عمل کے سامنے دریائے نیل تک پھیلی ہوئیں تھیں۔

تو عارب اپنے کسی سری عمل کو حرکت میں لایا اور جوں ہی اس نے اپنا ہاتھ ساحرہ ترورہ کی طرف بند کیا تو پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے ساحرہ ترورہ نے ایک ہولناک اور کرب خیز چیخ بند کی اور پہلی ہی سیڑھی پر گرتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئی تھی جب کہ عارب یوسہ اور یوسہ فوراً وہاں سے چلے گئے تھے۔

یوناف اور قرطبہ قننت نام کی بستی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے۔ اس لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر پس دیا اور ابھی ابلیکا اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے

بعد ابلیکا لوٹ کر آئی اور یوناف کی گردن پر اس نے پھر بس دیتے ہوئے غمگین سی آواز میں کہا اسے یوناف میرے حبیب وہ تینوں اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت میں موجود تھیں ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اس ساحرہ ترورہ کا خاتمہ کرنے کے بعد کہیں روپوش ہو چکے ہیں یوناف نے ابلیکا کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اپنے عمل کے اندر جا کر وہ ایک کدال سے کہ دو بارہ باہر آیا دریاے نیل کے کنارے اپنے عمل کی بیڑیوں کے پاس اس نے ایک کھودا اور ساحرہ ترورہ کو وہاں اس نے دفن کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک یوناف ساحرہ ترورہ کی قبر پر افسردہ حالت میں کھڑا رہا پھر وہ کدال کندھے پر رکھے اپنے عمل میں اندر داخل ہوا اور جب اس نے کدال خشت پر رکھ دی تو وہ ایک نشت پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے ابلیکا تو کہاں چلی گئی تھی میں نے تجھے کتنی بار پکارا تب کہیں جا کر تم نے میری گردن پر بس دیا اے ابلیکا اگر ایسا ہوا ہے کہ تم روٹنا ہونے والے حالات سے پیشگی اطلاع اور خبر کر دیا کرتی تھی۔

کاش اس ساحرہ ترورہ کے سلسلہ میں بھی تم یہاں موجود ہوتی اور مجھے قبل از وقت اطلاع دے دیتی کہ عارب یوسہ اور بینطہ ساحرہ ترورہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ اور بدلت بنانے والے ہیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً میں ان ظالموں سے ساحرہ ترورہ کی حفاظت کر سکتا اے ابلیکا کاش تم یہاں ہوتی کیا میں جان سکوں گا کہ جب ساحرہ ترورہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا تھا تو تم اس وقت کہاں تھیں۔ اس موقع پر ابلیکا نے اپنی موجودگی کے گیت بارش کے سنگیت اور حسن کے لغزوں جیسی آواز میں کہا اے یوناف میں فلسطین کی سرزمین سے لوٹ رہی ہوں مجھے افسوس ہے کہ عارب یوسہ اور بینطہ کے ہاتھوں ساحرہ ترورہ کا قتل ہو گیا ہے کاش اس موقع پر میں یہاں ہوتی اور ان ظالموں کے مقابل میں ضرور ساحرہ ترورہ کی مدد کرتی پر اسے یوناف اب جب کہ ساحرہ ترورہ کا معاملہ ہو چکا ہے اس کے علاوہ عارب یوسہ اور بینطہ بھی یہاں سے بھاگ چکے ہیں تو میں سمجھتی ہوں ہمارا دریاے نیل کے کنارے شوط رکھے اس عمل میں یوں فضول ٹھہرنا بھی مناسب نہیں ہے اسے یوناف موسیٰ کی موت کے بعد بنی اسرائیل یوشع بن نون کی سرکردگی میں ارض کنعان داخل ہونے والے ہیں۔

اس موقع پر تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ فی الحال جب کہ عارب یوسہ اور بینطہ بھی یہاں موجود نہیں ہیں تم ساحرہ ترورہ کے انتقام کو القوامین ڈال دو اور اراض کنعان کا رخ کریں اور ان کے اندر رہ کر یہ دیکھیں کہ خداوند اپنے عہد اور وعدہ کے مطابق کس طرح بنی اسرائیل کو ارض کنعان کے اندر داخل ہونے کی سعادت فرماتے ہیں۔

ساحرہ ترورہ کی کرب ناک چرخ سن کر یوناف بھاگتا ہوا جب اپنے عمل سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا تو دریاے نیل کے کنارے اس کے عمل کی پہلی بیڑی پر ساحرہ ترورہ کی لاش پڑی ہوئی تھی وہ بدحواس ہو کر وہاں بیٹھ گیا اور ساحرہ ترورہ کی جب اس کی حالت کا جائزہ لیا تو وہ اداس اور افسردہ ہو گیا تھا اس لیے کہ ساحرہ ترورہ چکی تھی یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور غصہ کی حالت میں اس نے غلامی گھورتے ہوئے کہا ساحرہ میں جانتا ہوں کہ تیرے متاعی کون ہیں تو ضرور عارب یوسہ اور بینطہ کے خلاف مجھ سے مدد طلب کرنے کے لیے آئی ہوگی اور ان تینوں نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہوگا۔

کاش تم میرے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتی تو میں ان مددگاروں اور دشمنوں سے ضرور تیری حفاظت کرتا! کاش مجھے خبر ہوتی کہ وہ خون کی بھیڑ بٹھے تیرے درپے ہیں تو میں ضرور تیری مدد کو پہنچتا پھر یوناف کو نہ جانے کیا خیال گزرے کہ وہ پکارا اٹھا۔ ابلیکا۔ ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر یوناف نے پھر پکارا! اے ابلیکا تو کہاں ہے مصیبت اور دکھ کے ان لمحات میں میں بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

چند ہی لمحوں بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی بس دیا پھر اس نے دکھ اور پریشانیوں کی بھرپور آواز میں پوچھا اے یوناف یہ کیا ہوا تمہارے اس عمل کی بیڑیوں پر میں ساحرہ ترورہ کی لاش دیکھ رہی ہوں کس نے اس کے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی کی ہے یوناف نے افسردہ اور غمگین سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا میں سمجھتا ہوں عارب یوسہ اور بینطہ نے اس ساحرہ ترورہ کا خاتمہ کر دیا ہے میرے خیال میں ان تینوں نے اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل جاننے کی کوشش کی ہوگی اور اس ساحرہ نے ان کے دباؤ کو قبول نہ کرتے ہوئے انہیں یہ سری عمل بتانے سے انکار کر دیا ہوگا اور ان کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یہ ساحرہ میری طرف آئی ہوگی جب کہ ان تینوں نے اس کا تعاقب کیا ہوگا اور پھر مزید یہ کہ ان تینوں نے اسے خاص طور پر میرے عمل کی بیڑیوں پر ختم کر دیا تاکہ میں یہ جان جاؤں کہ انہوں نے مجھ سے مدد حاصل کرنے کی اس ساحرہ کو کس قدر بھیاں لگائی اور خوف ناک سزا دی ہے پس اے ابلیکا میں چاہوں گا کہ تم دیکھ کر آؤ کہ عارب یوسہ اور بینطہ اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت کے اندر رہی ہیں۔

اگر ایسا ہے تو میں اسی وقت ان کی طرف جاؤں گا اور ان سے اس ساحرہ کا انتقام لوں گا ابلیکا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ یوناف کی گردن پر بس دیتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ جب کہ یوناف وہ ساحرہ ترورہ کی لاش پر کھڑا ہو کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر

تیرے ساتھ بھی ہوں میں نہ تجھ سے دست بردار ہوں گا اور نہ تجھے چھوڑوں گا سوائے یوشع تو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تو اس قوم کو اس ملک کا وارث کرانے کا حصہ اس نے اباؤ جائد سے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں یہ سرزمین دوں گا۔

اور اسے یوشع لوگوں سے کہو کہ وہ اس ساری شریعت پر عمل کریں جس کا حکم میرے بندہ موسیٰ نے تم لوگوں کو دیا تھا اور تو بھی اسی شریعت پر کاربند رہ اس سے نہ دائیں ہاتھ اور نہ بائیں ہاتھ مڑنا تاکہ جہاں تو جائے تجھے خوب کامیابی حاصل ہو سو شریعت کی یہ کتاب تیرے سامنے سے نہ ہٹے بلکہ تجھے دن اور رات اسی کا دھیان ہوتا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سب پر تم لوگ احتیاط سے عمل کرو اور اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو اقبال مندی تمہارا نصیب بن کر رہ جائے گی

بنی اسرائیل اس وقت چونکہ شیطیم کے مقام پر پڑاؤ رکھے ہوئے تھے اور شیطیم سے آگے بڑھنے کے لیے سب سے پہلے یریح کی سرزمین آتی تھی لہذا یوشع بن نون نے یہ خیال کیا کہ یریح پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس سرزمین کی جاسوسی کر لینی چاہیے تاکہ اس کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس ملک پر حملہ کیا جائے اس مقصد کے لیے یوشع بن نون بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں کا انتخاب کیا ان دو میں سے ایک کا نام کسیم اور دوسرے کا نام یوسیاہ تھا۔ پس یوشع بن نون نے ان دونوں کو طلب کیا جب یہ کسیم اور یوسیاہ یوشع بن نون پاس آئے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے میرے عزیز و خداوند کے حکم کے مطابق اب مجھے بنی اسرائیل کو لے کر آگے پیش قدمی کرنا ہوگی لہذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ شیطیم سے یریح کی طرف سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں یریح کی سرزمین کی طرف جاؤ وہاں کے حالات کا جائزہ لو اور پھر واپس آکر مجھے وہاں کے سارے حالات سے آگاہ کرو اور پھر میں ان ہی حالات کے مطابق اس سرزمین پر حملہ آور ہوں گا۔

یوشع بن نون جب خاموش ہوئے تو ان دونوں میں سے یوسیاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یوشع کیا ہمیں خاص یریحو شہر کا رخ کرنا چاہیے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر واپس شیطیم کی طرف چلے آنا چاہیے یوسیاہ کے استفسار پر یوشع بن نون نے کہا اے یوسیاہ ایسا ہی ہوگا تم دونوں یہاں سے امور یوں کی سلطنت کے مرکزی شہر یریح کی طرف روانہ ہو جاؤ اس قوم کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر میں ہی رہتا ہے لہذا اس قوم کے مفصل حالات تم دونوں کو یریحو شہر سے ہی مل جائیں گے پس ان حالات سے مطلق خبریں حاصل کرنے کے بعد تم دونوں واپس شیطیم چلے آنا اور اس کے بعد ہم امور یوں کی سلطنت پر اپنے حملہ کی ابتداء کریں گے اب تم دونوں یہاں سے کوچ کر جاؤ اور اس کے ساتھ ہی یوسیاہ اور کسیم

اسے یوناف بنی اسرائیل کے اندر اس وقت یوشع بن نون اور قالب بن یونفا کی صورت میں نیکی کے فروغ اور نیکی کا کام کرنے والے لوگ موجود ہیں پس بھی ان کے ساتھ اور بنی اسرائیل کے اندر رہ کر نیکی کے پھیلانے کا کام کرنا چاہیے لہذا آؤ شوطار کے اس محل سے نکل کر ارض کنعان کا رخ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح بنی اسرائیل پر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے۔

ایلیکا کے خاموش ہوتے پر یوناف نے دلیکیری آواز میں کہا اے ایلیکا اپنے محل کی سیڑھیوں پر ساحرہ ترورہ کی لاش دیکھنے کے بعد میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں ساحرہ ترورہ کے اس قتل کا انتقام غارب یوسہ اور بینط سے ضرور لوں گا۔ اب جب کہ وہ تینوں یہاں سے بھاگ چکے ہیں اور تم مجھے ارض کنعان کی طرف چلنے کا مشورہ دے رہی ہو تو اے ایلیکا میں نے ان حالات میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ ساحرہ ترورہ کے انتقام کو اتنا میں ڈالتے ہوئے میں ارض کنعان کا رخ کروں گا لیکن اے ایلیکا ایسا مناسب نہ ہوگا کہ اس محل سے نکلنے سے پہلے اس محل کے اندر ایک ایسا عمل کروں کہ اگر اس محل کے اندر کوئی آباد ہونے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کر سکے اس پر ایلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا یوناف تم ایسا عمل شوطار کے محل میں ضرور ڈالو تاکہ جب تم یہاں واپس آنا چاہو یہ محل تمہیں غالی اور غیر آباد حالت میں ملے۔

پس یوناف نے شوطار کے اس محل کے اندر اپنا کوئی سری عمل ڈالا پھر اس نے بند آواز میں ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ایلیکا آؤ اب ارض کنعان کی طرف روانہ ہوں اور دیکھیں کہ اس مقدس سرزمین کے اندر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے ارض کنعان کی طرف کوچ کر گیا تھا

مصر سے نکل کر یوناف شیطیم کے مقام پر بنی اسرائیل میں آ شامل ہوا تھا اور موسیٰ کی وفات کے بعد خداوند نے ان کے خلیفہ یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے وحی کے ذریعے یوں فرمایا اے یوشع جب کہ میرا بندہ موسیٰ گزر گیا ہے سو جب تو اٹھا اور ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر اس پار سرزمین میں جا۔

جسے بنی اسرائیل کو دیتا ہوں اور اسے یوشع جس جس جگہ تمہارے پاؤں کا توازن لگے اسے میں نے تجھے دیا جس طرح میں نے موسیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا سو یہاں بالوں اور اس لبنان سے لے کر بڑے دریا فرات تک کا سارا ملک اور مغرب میں بڑے سمندر تک تمہاری حکومت ہوگی تیری زندگی تک کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا نہ سکے گا اور جس طرح میں تیرا خداوند موسیٰ کے ساتھ ویسے ہی میں

فیصل کے قریب ہو تو تمہارے قیام کے لیے میرا یہ ذاتی مکان حاضر ہے تم اس کے اندر جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو اس عورت کی اس پیشکش پر بوسیاہ اور کسیم نے ایک دوسرے کو خوشی اور اطمینان کے سے انداز میں دیکھا۔

انہوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا تب بوسیاہ نے اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون تیرا کیا نام ہے اور تیرے گھر کے کتنے افراد ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ہمیں اپنے گھر میں قیام کرنے کی پیشکش کر دے اور تیرے گھر کے دوسرے افراد اس پر آمادہ نہ ہوں سو اس وجہ سے تنازعہ اور جھگڑا اٹھ کھڑا ہو اور اگر ایسا ہوا تو یہ معاملہ ہمارے لیے ناپسندیدہ ہوگا۔

اس عورت نے بوسیاہ کے استفسار پر بتایا اے اجنبیوں! پہلے تم دونوں اپنے نام کہو اس کے بعد میں تفصیل سے اپنا تعارف کراتی ہوں اس پر بوسیاہ بولا اے خاتون میرا نام بوسیاہ اور میرے ساتھی کا نام کسیم ہے اور ہم دونوں شیطیم کی سرزمین کی طرف سے آئے ہیں جب بوسیاہ خاموش ہوا تب اس عورت نے کہا اے بوسیاہ میرا نام راحب ہے میں کسی ہوں یعنی ایک پیشہ ور عورت ہوں اور اس مکان کے اندر میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں رہتا پس جب کہ میں تمہیں یہاں قیام کرنے کی پیشکش کر رہی ہوں تو اس گھر کے اندر کوئی اور ایسا فرد نہیں ہے جو تمہارے یہاں قیام کرنے میں مانع ہو پر تم بخوشی اندر آؤ اور جب تک چاہو میرے اس مکان کے اندر قیام کرو ساتھ ہی ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ گو میں اس مکان کے اندر ایک ایسی عورت کی حیثیت سے اکیلے ہی رہتی ہوں لیکن اس شہر کے اندر میرے یہاں باپ بن بھائی اور بہت سے دیگر رشتے دار بھی رہتے ہیں پر وہ ایسے مکانوں میں قیام کئے ہوئے ہیں جو یہاں سے فاصلہ پر ہونے کے علاوہ شہر کے وسطی حصہ پر ہیں تم یہاں اطمینان اور سکون سے قیام کر سکتے ہو۔

کسیم نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون جیسا کہ تم خود بتا چکی ہو کہ تم ایک کبھی اور پیشہ ور عورت ہو پس تم تمہارے ہاں قیام کرنے کے لیے تیار ہیں اور تمہیں یہاں قیام کرنے کا معقول معاوضہ بھی دیں گے لیکن اے خاتون گواہ رہا تمہارے ہاں قیام کرنے کے دوران ہم یہ بھول جائیں گے کہ قسم ایک پیشہ دار اور کبھی عورت ہو اور نہ ہی تمہارے ان کاموں سے ہمارا کوئی سروکار ہوگا ہم دونوں شرفاء میں سے ہیں اور تمہارے ہاں قیام کے دوران ہماری اور تمہاری باہمی حیثیت کی سی ہوگی قصہ کسیم کی اس گفتگو پر راحب خوش ہو گئی اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر دونوں آؤ جب تک چاہو اس گھر میں باعزت طور پر اس کے اندر قیام کر دو لیکن راحب کے کہنے پر بوسیاہ اور کسیم دونوں اس راحب کے گھر میں داخل ہو کر وہاں قیام

یوش بن تلون کے سامنے سے ہٹ کر یو کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

بوسیاہ اور کسیم ایک روز زیر جو شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا وہ ایک بہت بڑا اور بارونق شہر تھا اور اس کے گرد پتھروں سے بنی ہوئی ایک خوب چوڑی اور مضبوط فیصل تھی شہر میں داخل ہونے کے بعد کسیم نے بوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے دوست اب جب کہ ہم اس اجنبی شہر میں داخل ہو چکے ہیں تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ یہیں کسی ایسے مکان یا ایسی سرائے کے اندر قیام کرنا چاہیے جو بالکل شہر کی فیصل کے قریب ہو اس لیے کہ اگر خدا نخواستہ یہاں کے باشندوں اور بادشاہ کو یہ خبر ہوگی کہ ہم جاسوسی کی غرض سے ان کے شہر میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اگر ہم کسی ایسے مکان میں ٹھہرے ہوں جو فیصل کے قریب ہو تو وہاں سے ہمارے بھاگ نکلنے اور بچ جانے کے موقع پیدا ہو سکتے ہیں کسیم کی اس گفتگو پر بوسیاہ نے تو صیغی نمازیں کسیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے کسیم میرے عزیز تمہارا مشورہ بے محفل ہے لہذا آؤ پہلے کسی ایسی سرائے تلاش کریں جو شہر کی فیصل کے قریب ہو پس دونوں یرجھو شہر کے اندر گھومنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک کسیم اور بوسیاہ دونوں یرجھو شہر کے اندر گھوم پھر کر جائزہ لیتے رہے اس دوران انہوں نے مختلف لوگوں سے بنی اسرائیل کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہوئے ان کے خیالات جاننے کی بھی کوشش کی تھی لیکن انہیں کوئی ایسی سرائے نہ مل سکی جو شہر کی دیوار کے قریب ہو تاہم ایک قریب بازار سے گزرتے ہوئے ان کی نگاہ ایک ایسی عورت پر پڑی جو اپنے مکان کے بیروانی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مکان جس کے دروازے پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ مکان بالکل شہر کی فیصل کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر بوسیاہ اور کسیم دونوں عورت کے پاس آئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کسیم نے پوچھا۔

اے خاتون ہم دونوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ایک خاص مقصد کے تحت اس شہر میں داخل ہوئے ہیں ہم کافی دیر سے اس شہر کے اندر گھوم پھر رہے ہیں اور ہمیں ایسی سرائے کی تلاش ہے جو شہر کی فیصل کے قریب ہو لیکن ہم ایسی کوئی سرائے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں اے خاتون کیا تم ہم دونوں کو اس یرجھو شہر کے اندر کسی ایسی سرائے کی نشاندہی کر سکتی ہو جو شہر کی فیصل کے ساتھ ہو اس عورت نے اس سوال پر پہلے ان دونوں کا جائزہ لیا پھر اس نے مدہم اور دھیمی سی آواز میں کہا۔

اے اس شہر میں داخل ہونے والے اجنبیوں! سنو اس یرجھو شہر کے اندر کوئی بھی سرائے ایسی نہیں ہے جو شہر کی فیصل کے قریب ہو بلکہ اگر تم کسی اعیانہ کے تحت ایسی جگہ قیام کرنا چاہتے ہو تو جو شہر کی

پذیر ہو گئے تھے

بوسیاہ اور کریم نے چند روز تک راجب کے گھر قیام کیا اور اس دوران شہر کے اندر گھوم پھر کر انہوں نے اپنی سودمندی کے لیے کافی اطلاعات فراہم کر لی تھیں ایک روز جب کہ وہ دونوں شام کا کھانا کھانے کے بعد گھر پر بیٹھے ہوئے تھے تو دروازے پر دستک ہوئی اس دستک پر بوسیاہ اور کریم دونوں چونک اٹھے اور دونوں مستعد ہو کر دیوان سے محققہ کمرے میں اکھڑے ہوئے دستک چونکہ دیوان جانے کے دروازے پر ہوئی تھی اور راجب راجب نے وہ دروازہ کھولا تو تین مصلح جوان دیوان خانے میں داخل ہوئے اور راجب کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا اے راجب کیا گزشتہ چند دنوں کے دوران دو آدمیوں نے تمہارے ہاں قیام کیا ہے ان دونوں کے نام بوسیاہ اور کریم بتائے گئے ہیں وہ دونوں ہی بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں۔

اور وہ اس لیے ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں تاکہ وہ یہاں کے حالات جاننے کے بعد قوم کو مطلع کریں اور اس کے بعد ان کی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو جائیں گے پس اے راجب ہیں ہمارے بادشاہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور ان ناموں کے دو جوان اگر تمہارے ہاں قیام کئے ہوئے تو تمہاری حب الوطنی کا تقاضا یہی ہے کہ تم ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ سن رکھو تمہارے مکان کی تلاشی لیں گے اور تلاشی کے دوران اگر ہم نے ان دونوں جوانوں کو تیرے گھر کے اندر سے ڈھونڈ نکالا تو پھر سن رکھو تمہاری حالت یر بخور کے رہنے والوں کے لیے عبرت ہو کر رہ جائے گی۔

بوسیاہ اور کریم نے ساتھ دالے کمرے میں کھڑے ہو کر جب یہ گفتگو سنی تو وہ دونوں حرکت میں آئے اس کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے بیڑیاں چڑھتے ہوئے مکان کی چھت پر چلے گئے وہاں چھت کے اوپر سن کی لکڑیوں کے ٹوہڑے ہوئے تھے اور ان دونوں نے ان سن کی لکڑیوں کے اندر گھس کر اپنے آپ کو چھپایا تھا راجب چونکہ دیوان خانے اور اس سے محققہ کمرے کے بیچ والے دروازے میں کھڑی ہوئی تھی لہذا اس نے بوسیاہ اور کریم کو بیڑیوں کے راستے سے چھت پر چڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا جب کہ وہ تینوں مصلح ہاں جو یر بخور کے بادشاہ کی طرف سے آتے تھے وہ چونکہ دروازے سے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے لہذا وہ تینوں بوسیاہ اور کریم کو چھت پر جلتے ہوئے نہ دیکھ سکے تھے بوسیاہ اور کریم کے اس عمل نے راجب کو اور زیادہ دیر کر دیا پس اس نے بادشاہ کے تینوں مصلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز دین ایک وطن اور قوم پرست دعوت

ہوں میں اس سے انکار نہیں کرتی کہ اس نام کے دو شخص میرے پاس آئے تھے انہوں نے چند روز قیام بھی کیا۔

لیکن آج شہر کے پھاٹک بند ہونے سے کچھ پہلے وہ یہاں سے چلے گئے اور میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں کدھر گئے ہیں اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ وہ دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں تو میں یقیناً ان دونوں کو اپنے مکان کے اندر بند کر کے بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دیتی سواے میرے عزیز وہ دونوں ابھی دور نہ گئے ہوں گے اور تم جلدی جلدی ان کا پیچھا اور تعاقب کرو اور مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان دونوں کو جالو گے تم تینوں کو میری ان باتوں کا یقین نہیں ہے تو پھر آؤ میں تمہیں فراخت کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ تم میرے گھر کی تلاشی لے لو پھر راجب کی راہنمائی میں بادشاہ کے تینوں مصلح جوانوں نے راجب کے گھر کی تلاشی لی اور اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد راجب بھی شہر کے پھاٹک کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اور اس نے دیکھا جو تین آدمی اس کے گھر کی تلاشی ابھی لے کر گئے تھے ان کے ساتھ اور مصلح جوان بھی بوسیاہ اور کریم کی تلاشی میں شہر سے باہر نکل گئے تھے۔

راجب شہر کے پھاٹک سے پھر گھر آئی اور اپنی چھت پر جا کر اس نے پکارا اے بنی اسرائیل کے فرزندوں تم دونوں نے اپنے آپ کو کہاں پھپکار کھلے باہر آ جاؤ وہ بادشاہ کے تینوں مصلح جوان جو تم دونوں کی تلاش میں ادھر آئے تھے یہاں سے جا چکے ہیں اب اس مکان میں تمہارے لیے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔

راجب کی اس پکار پر بوسیاہ اور کریم دونوں سن کر لکڑیوں سے باہر نکل آئے اور انہیں دیکھتے ہی راجب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز دیکھو خبر ہو گئی ہے کہ تم دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہو اور اس سے پہلے بنی اسرائیل کی یہ خبریں بھی ہم تک پہنچی رہی ہیں کہ جس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو بحر قسطنطنیہ کا پانی خشک کرنے کا کام اور کس طرح بنی اسرائیل اموریوں کے علاوہ ہوابیوں کے بادشاہ اور دیگر حکمرانوں پر غالب آگئے اور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اے میرے عزیز دین یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ خداوند نے یہ ملک تم کو دے دیا ہے اور تمہارا رعب یہاں کے باشندوں پر چھا چکا ہے اور اس ملک کے سارے باشندے اس غم اور پریشانی میں گھسے جا رہے ہیں کہ نہ جانے کب اور کس وقت بنی اسرائیل ان پر حملہ آور ہو کر ان کا قاتل کر دیں اے میرے عزیز دین سمجھتی ہوں کہ خداوند تمہارا خدا ہی آسمان کا اور زمین کا مالک ہے اور اسے

میرے عزیز دم دیکھتے ہو کہ تم دونوں کی جان محفوظ رکھنے کی خاطر میں نے بادشاہ کے مصلح جوانوں کے سامنے جھوٹ اور دروغ گوئی کا کام لیا ہے۔

وہ راجہ نام کی کسی تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اپنی بات کو جاری رکھتے وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے میرے عزیز وہاں پر جو شہر ہے کچھ مصلح گھوڑ سوار تم دونوں کے تعاقب میں شہر سے باہر گئے ہیں اس لیے میں نے انہیں یہ تاثر دیا تھا کہ بوسیاہ اور کریم نام کے دو جوان میرے پاس ٹھہرنے کے بعد شہر سے باہر نکل گئے ہیں سو اے میرے عزیز آج کی رات تمہارے یہاں سے بھاگنے کی بہترین رات ہے تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر شہر کی فیصل کے بالکل ساتھ ہے اور میرے گھر کی چھت والی کھڑکی عین شہر کی فیصل کو پرے پس میں ایک اپنے گھر کی اس پشت والی کھڑکی سے باندھ دیتی ہوں اور تم دونوں اس رستے کی مدد سے نیچے اتر کر شہر سے باہر نکل جانا شہر کے جنوب میں ایک پہاڑی سلسلہ ہے اور تم دونوں اسی پہاڑی سلسلہ کے اندر کہیں چھپ رہنا اور تین دن تک اسی پہاڑی سلسلہ کے اندر قیام رکھنا اس دوران وہ لوگ جو تمہاری تلاش کے سلسلہ میں شہر سے باہر گئے ہیں لوٹ آئیں گے اور ان کی واپسی کے بعد بغیر کسی خطرے بغیر کسی ہمدردی کے تم شیطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے۔

اے میرے عزیز وہاں پر جو شہر سے کوچ کرنے سے قبل تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جب بنی اسرائیل پر جو شہر کو فتح کریں گے تو میرے علاوہ میرے ماں باپ میرے بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار بنی اسرائیل کی قتل و غارت سے محفوظ رہیں گے مجھے امید ہے جو نیکی اور بھلائی میں نے جو تمہارے ساتھ کی ہے اس کے صلہ میں تم ضرور میرے ساتھ ایسا وعدہ کرو گے بوسیاہ اور کریم دونوں نے پہلے کچھ دیر

آپس میں مشورہ کیا بوسیاہ نے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قانون تم نے ہمارے ساتھ بہت بڑی نیکی اور بھلائی کی ہے اگر تو ہماری خاطر بادشاہ کے مصلح جوانوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولتی تو یقیناً تمہارے گھر سے گرفتار کر لیے جاتے اور ریر یو کا بادشاہ اب تک ہمارے سر قلم کر چکا ہوتا۔

ہم تمہارے مہمان ہیں کہ تم نے ہماری خاطر جھوٹ بول کر ہم دونوں کی جانیں بچائیں پس اے راجہ تمہاری اس نیکی کے صلہ میں ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر پر حملہ آور ہوں گے اور اس شہر کو فتح کریں گے تو ہر وہ شخص جو بھی تمہارے گھر میں پناہ لے گا قتل و غارت گری سے محفوظ رہے گا۔

بوسیاہ کے خاموش ہوتے پر کریم نے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قانون ہمارے جانے کے بعد تو اپنے گھر کی جتنی کھڑکی کے ساتھ سرخ رنگ کا سوت باندھ دینا اور سرخ رنگ

کا سوت جو تمہاری کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا ہو گا بنی اسرائیل کی اس امر کی نشانی ہوگی کہ اس گھر کے اندر ہر فرد کو یقینی طور پر محفوظ اور محفوظ رکھا جاتا ہے میں چرتو تہا سے جانے کے بعد اپنی کھڑکی سے سرخ رنگ کا سوت باندھ دیتا ہوں تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر کو فتح کریں گے تو کوئی بھی اسرائیلی اس سرخ رنگ کے سوت کو دیکھتے ہوئے تمہارے گھر میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرے گا کہیں کی اس گفتگو پر راجہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم دونوں نے اپنی گفتگو سے میرا دل ٹھنڈا اور روح کو پرسکون کر دیا ہے اب میں یہاں سے تمہاری روانگی کا بندوبست کرتی ہوں اور اس مقصد کے لیے تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔

بوسیاہ اور کریم دونوں چھپ چھپ کر راجہ کے ساتھ ہونے تینوں چھت سے نیچے اترے راجہ نے پہلے ان دونوں کے لیے کچھ زادراہ تیار کیا پھر اس نے ایک مبارک رسالے کو اپنے گھر کی عقبی کھڑکی سے ایک سرا باندھ کر اس رستے کا دوسرا سرا لے کر دیوار سے باہر پھینک دیا تھا پھر اس نے تیار کیا ہوا زادراہ بوسیاہ اور کریم کے حوالے کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم اس رستے کے ذریعے شہر کی فیصل وادراہ سے باہر نکل کر کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو جاؤ رات کی اس تاریکی میں کوئی بھی تمہیں دیکھ نہ سکے گا اور تم تین دن تک ان پہاڑوں میں چھپے رہنے کے بعد محفوظ طریقہ سے شیطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے بوسیاہ اور کریم دونوں نے شکریہ ادا کیا اور کھڑکی کے ساتھ باندھے ہوئے رستے کی مدد سے وہ فیصل کے باہر چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد راجہ نے کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا رسالہ کھول دیا اور وہاں اس کھڑکی کے ساتھ اس نے سرخ رنگ کا سوت باندھ دیا تھا۔

بوسیاہ اور کریم تین دن تک ریر یو کے نواحی کوہستانی سلسلہ میں چھپے رہے اور اس زادراہ کو کھا کر گزرا کرتے رہے جو راجہ نے ان کے لیے تیار کیا تھا تین دن کے بعد کریم اور بوسیاہ نے کوچ کیا اور شیطیم میں آکر وہ یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ریر یو شہر میں قیام کے دوران جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا وہ سب عن وین کہ سنایا بوسیاہ اور کریم سے ریر یو کے حالات سننے کے بعد یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ساتھ شیطیم سے کوچ کیا اور میردن کی وادیوں میں داخل ہوئے یوشع بن نون کے حکم پر بنی اسرائیل نے لگاتار تین دن تک میردن کی وادیوں میں قیام کیا پھر یوشع بن نون نے یہاں سے بھی کوچ کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔

کوچ کا حکم دیتے ہوئے یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وادی میردن سے ریر یو کی طرف روانگی کے وقت تابوت سکینہ یعنی عہد کا صندوق جسے کاہن اٹھائے ہوئے

دوسرے کنارے پر جا اتر تھا۔

دریائے میردن کو پار کرنے کے بعد یوشع بن نون کی راہنمائی میں بنی اسرائیل آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ یریحو شہر سے ذرا فاصلہ پر وہ رک گئے اور اہل جلال کے میدانوں میں انہوں نے ڈال لئے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل نے عید فصح منائی اور عید فصح کے دوسرے روز انہوں نے وہاں کی قریبی بستیوں سے اناج حاصل کیا اور سارے بنی اسرائیل نے اس اناج کی بے خمیری روٹیاں کھائیں چونکہ من و سلویٰ نے کے بعد بنی اسرائیل نے پہلی بار اناج کی روٹیاں تیار کر کے استعمال کی تھیں لہذا جلال کے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل کے لیے من و سلویٰ ختم اور موقوف کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد پھر کبھی بنی اسرائیل کو من و سلویٰ دیا جلال کے میدانوں میں چند روز قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کے حکم کے مطابق پھر کوچ کیا اور یریحو شہر کے قریب انہوں نے ڈال دیے ڈال دئے تھے۔

شہر کے باہر قیام کے دوران یوشع بن نون کو خداوند نے وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ ہم نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور شہر کے زبردست سربراہ کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پھر تم ایسا کر دو کہ بنی اسرائیل جنگجو جوانوں کے ساتھ ہر روز شہر کے گرد چکر لگاؤ اور یہ چکر لگاتے وقت اسرائیلی جنگجوؤں کے آگے آگے تابوت سکینہ کو جسے کاہن اٹھائے ہوئے ہیں اور اس تابوت سکینہ کے آگے ایسے کاہن ہوں جن کے پاس مقدس کے سینگ ہوں اور وہ ان سینگوں کو چھونکتے ہوئے شہر کا چکر لگائیں اور ایسا چھوڑ کر گئے کیا جائے اور ساتواں روز یریحو شہر کے سات چکر لگائے جائیں اور ساتویں چکر کے بعد پوری قوت اور ہتھیار کے ساتھ اپنے رب کی نگینہ بند کرو اور ایسا کرنے کے بعد تم دیکھو گے کہ یریحو شہر کی مضبوط اور پختہ فصیل آپ کے آپ تمہارے سامنے گر جائیں گی اور اس طرح تم آسانی کے ساتھ یریحو شہر پر قابض ہو جاؤ گے

پس یوشع بن نون نے یریحو شہر کے گرد چکر لگانے کے لیے بنی اسرائیل کے لشکر کو تیار کیا اس لشکر کے آگے انہوں نے تابوت سکینہ رکھا جسے کاہن اٹھائے ہوئے تھے اور اس تابوت سکینہ کے آگے انہوں نے سات ایسے کاہن مقرر کئے جن کے ہاتھوں میں نرسینگ تھے پس یہ ساتوں کاہن نرسینگوں کو چھونکتے ہوئے شہر کے گرد گھومنے لگے اور اس کے پچھے تابوت سکینہ کو اٹھانے والے کاہن اور بنی اسرائیل کا لشکر بھی یریحو شہر کے گرد طواف کرنے لگا تھا پس جب شہر کا ایک چکر پورا ہو گیا تو یوشع بن نون - واپس اپنے پڑاؤ میں چلے گئے تھے اور دوسرے دن پھر انہوں نے شہر کے گرد اسی حالت میں -

ہوں گے بنی اسرائیل کے آگے آگے رہے گا اور بنی اسرائیل تقریباً دو ہزار چکر کا فاصلہ رکھ کر اس تابوت سکینہ کے پیچھے آگے بڑھیں گے اور وہ اس لیے کہ بنی اسرائیل کو ان راستوں کی خبر نہیں ہے لہذا جس راستے پر تابوت سکینہ کو لے جایا جائے گا بنی اسرائیل اسی راستے پر آگے بڑھتے رہیں گے جب کوچ شروع ہوا تو کچھ کاہنوں نے تابوت سکینہ کو اٹھالیا تھا اور بنی اسرائیل اسی تابوت سکینہ کے پیچھے وادی میردن سے نکل کر یریحو کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دریائے میردن کے کنارے آکر بنی اسرائیل پھر رک گئے یہاں پر یوشع بن نون کو خداوند کی طرف سے وحی کی گئی اور اسی وحی کے مطابق انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل ان سرزمینوں کے اندر دریائے میردن میں خداوند کریم تم لوگوں کو میری راہنمائی میں اسی طرح ایک مجوزہ سے سرفراز فرمائے گا جس طرح اس نے موسیٰ کی راہنمائی میں قلمزم کو خشک کر دیا تھا پس خداوند کی طرف سے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کل یہاں سے ہمارے آگے آگے ہو گا اس کے پیچھے بنی اسرائیل کوچ کریں گے اور اے بنی اسرائیل حکم خداوندی کے مطابق وہ کاہن جو تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوں گے دریائے میردن کے وسط میں جا کر رک جائیں گے اور ان کا ایسا کرتے پر دریائے میردن کا بہاؤ بھی ختم جائے گا سارا پانی رک کر جمع ہو جائے گا اور دریا کو پار کرنے کے لیے اس سے بیچ و بیچ ایک راستہ بن جائے گا پس اے بنی اسرائیل جب ایسا ہو جائے تو تم دریائے میردن کے بیچ میں بننے والے راستے پر جمع ہو کر دریا کو پار کر جاؤ۔

دریائے میردن کے شرقی کنارے پر ایک دن قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی سرکردگی میں پھر وہاں سے کوچ کیا ان کے آگے آگے کاہن تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے اور جب یہ تابوت سکینہ کو اٹھانے والے کاہن دریا میں اترے تو دریا کا پانی رک گیا اور بیچ میں ایک خشک راستہ مجرلو طور پر نمودار ہو گیا تھا سو یوشع بن نون کے احکامات کے مطابق بنی اسرائیل اس خشک راستے پر ہوتے ہوئے دریا میردن کو پار کر گئے - اور دوسرے کنارے پر جا کر خیمہ زن ہونا شروع ہو گئے تھے تابوت سکینہ کو اٹھانے والے وہ کاہن اسی طرح دریا کے بیچ میں کھڑے رہے تھے اور جب سارے بنی اسرائیل دریائے میردن کو پار کرنے کے بعد دوسرے کنارے پر جا اترے تب وہ کاہن بھی تابوت سکینہ کو لے کر دریائے میردن کے مغربی کنارے پر چڑھ گئے اور ان کو ریاستے نکلنے کے ساتھ ہی ساتھ دریائے میردن پھر پہلے کی طرح اپنے معمول کے مطابق پھر شروع کر دیا یونان جو بنی اسرائیل کے اندر ہی گذر بسر کر رہا تھا وہ بھی اسرائیلیوں کے ساتھ دریائے میردن کو پار کر کے

پر سکھا ہٹ بھرتے ہوئے اس نے کیم اور بوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے امید تھی شہر کی اس بربادی اور تباہی کے دوران تم دونوں ضرور مجھے یاد رکھو گے اور میری خبر گیری کرو گے پس اے میرے عزیزو میں تم دونوں کی ممنوں ہوں کہ تم نے اس تباہی اور بربادی کے درمیان میرا خیال رکھا اور میں قتل و غارت گری سے محفوظ رہی ہوں اس پر بوسیاہ نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے خاتون ہم دونوں کو ہمارے سالار اور ہمارے راہنما یوشع بن نون نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے وہ اس لیے کہ تمہیں تمہاری سلامتی اور تمہاری عزت افزائی کی خبر کی جائے لہذا سن رکھو کہ تم محفوظ ہو تمہارے گھر کے اندر اس وقت جو بھی تمہارے عزیز رشتہ دار ہیں وہ بھی تمہاری نسبت سے اور تمہارے تعلق سے محفوظ ہیں پس تم اپنے سارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ اور جس طرح بنی اسرائیل کے حقوق ہیں ایسے ہی تمہارے اور تمہارے عزیز و رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل باہم پر امن زندگی بسر کرتے ہیں ایسے ہی ان کے اندر رہ کر تم بھی باعزت زندگی بسر کر سکو گی بس یہی ہے وہ پیغام جو ہم دونوں تمہیں پہنچانے آئے ہیں اب تم اپنے اس مکان سے نکل کھڑی ہو اور بنی اسرائیل میں اپنے عزیزوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور تمہیں یہ بھی یقین دہانی کی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسرائیلی تمہارے رشتہ داروں کے خلاف بغض نہ کرے گا اس لیے کہ تمہارے متعلق یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ہر فرد کو احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

سو اے خاتون ہم دونوں اب جاتے ہیں اور تم اپنے عزیز و اقارب اور ضرورت کی ہر چیز کو لے کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ یوں کیم اور بوسیاہ واپس چلے گئے تھے جب کہ تھوڑی دیر بعد راحب نام کی وہ خاتون اپنے عزیز و رشتہ داروں سمیت بنی اسرائیل میں شامل ہو گئی تھی۔

چکر لگایا اس طرح وہ پھر روز تک نرسنگے بجانے والوں تابوت سیکینہ اور بنی اسرائیل کے ساتھ شہر کے گرد طواف کرتے رہے کیونکہ خداوند کی طرف سے انہیں ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

اور ساتویں روز ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی راہنمائی میں تابوت سیکینہ کے ساتھ یریحو شہر کے گرد سات چکر لگائے اور یہ چکر لگانے کے بعد جب انہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق لٹکارتے ہوئے اپنے رب کی تکیہ بندی کی اور ایسا ہوا کہ یریحو شہر کی مضبوط فصیل آپ کے آپ گر گئی اور بنی اسرائیل کا لشکر بغیر کسی مزاحمت کے یریحو شہر میں گھس گیا ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس لشکر نے شہر کے اندر ہر جامہ و چیز کو اپنی تلواروں کی دھار پر رکھ کر نیست و نابود کر دیا کیا مرد کی عورت کیا جوان کیا بوڑھے حتیٰ کہ جانوروں تک کو بھی ہلاک کر دیا صرف راحب نام کی کسی عورت کا گھر محفوظ رہا جس نے بنی اسرائیل کے دو جاسوسوں بوسیاہ اور کیم کی جانیں بچائی تھیں۔

پس جب شہر تباہ و برباد کر دیا گیا تب یوشع بن نون نے بوسیاہ اور کیم نام کے جوانوں کو طلب کیا جب یہ دونوں جوان یوشع بن نون کے سامنے آئے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

اے میرے عزیزو جب کہ ہم نے مکمل طور پر یریحو شہر کے جیالوں کو نیست و نابود کر دیا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ اس شہر کے اندر صرف راحب نام کی اس عورت ہی کا گھر محفوظ ہے جس نے اس شہر کی جاسوسی کے موقع پر تم دونوں کی جانیں بچائی تھیں اے میرے عزیزو تم دونوں اسی وقت راحب نام کی اس عورت کے پاس جاؤ اور اسے یقین دلاؤ کہ بنی اسرائیل کے اندر کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہیں اذیت اور تکلیف دینے کے مطلق سوچ بھی سکے اور اسے یہ بھی کہو کہ جس طرح بنی اسرائیل باہم بے خوف اور پر امن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں اس طرح آج کے بعد وہ بھی اسی طور پر بنی اسرائیل کے اندر زندگی بسر کرے گی اور جو حقوق بنی اسرائیلوں کے ہیں انہی حقوق کی وہ بھی حق دار ہوگی اب تم جاؤ اور اس خاتون کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ پس کیم اور بوسیاہ دونوں یوشع بن نون کے سامنے سے ہٹ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کیم اور بوسیاہ دونوں نے جب اس کبی عورت راحب کے مکان کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ مکان کی وہ کھڑکی جو شہر کی فصیل کی طرف کھلتی تھی اس پر ابھی تک سرخ رنگ کا سوت لٹک رہا تھا دونوں راحب کے مکان کے سامنے آئے اور کیم نے آگے بڑھ کر دروازے پر دھک دی تھوڑی دیر بعد راحب نے ہی دروازہ کھولا اور اپنے چہرے

تھیں ایک روز بچے کو سنانے کے لیے اپنے گھر کے کام کاج میں معروف تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر کسی نے دستک دی تھیں نے جب دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا کہ دروازے پر ایک شخص اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے کھڑا تھا قبل اس کے کہ وہ شخص کچھ بولتا تھیں نے فوراً اس سے پوچھ لیا تم کون ہو کس غرض سے تم نے میرے دیوان خانے پر دستک دی ہے اور تم کس سے ملنا چاہتے ہو تھیں نے اس سوالات پر وہ شخص ہکا بکا مسکرایا پھر اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ تھیں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو آپ ہی رستم کی بیوی تھیں ہیں۔ تھیں نے جھٹ کہا ہاں میں ہی رستم کی بیوی تھیں ہوں پر تم کون ہو اور تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اس شخص نے پھر تھیں کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا اے خاتون میں خوش قسمت ہوں کہ میں نے صبح دروازے پر دستک دی ہے میں سیتان سے ادھر آیا ہوں مجھے آپ کے شوہر رستم نے آپ کا حال جاننے کے لیے بھیجا ہے اس شخص سے یہ انکشاف سن کر تھیں دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی اور اسے مخاطب کر کے انتہائی نرمی اور پابندی میں اس نے کہا اگر تم رستم کی طرف سے آئے ہو تو پھر گھوڑے کو باہر باندھ دو اور دیوان خانے میں آکر آرام سے میرے ساتھ گفتگو کرو جواب میں اس شخص نے گھوڑے کو دیوان خانے سے باہر باندھ دیا پھر وہ اندر داخل ہو کر ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا جب تھیں بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی تب اس شخص نے اپنی کر کے ساتھ باندھی ہوئی ایک تھیلی کھولی اور اسے تھیں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ وہ تحائف ہیں جو رستم نے آپ کے لیے بھیجے ہیں۔

تھیں نے چڑے کی وہ چھوٹی سی تھیلی جب کھول کر دیکھی تو اس میں انتہائی قیمتی دریا قوت اور تین لکڑی تھے ان تحائف کو دیکھ کر تھیں کے لبوں پر لمحہ بھر کے لیے گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا ان تحائف کے علاوہ رستم نے تمہیں میرے لیے پیغام بھی دیا تھا۔

جواب میں رستم کے اس ایچی نے کہا اے خاتون رستم نے مجھے صرف یہ جاننے کے لیے بھیجا کہ تم کی طرف رواد کیا ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ رستم سے آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی ایچی کے اس سوال پر تھیں لمحہ بھر کو چونکی پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا لیا اور فوراً اس ایچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں کہ رستم کی خواہش تھی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو لیکن بد قسمتی سے اس کی غیر موجودگی

عالم سیمکاں کی بیٹی اور رستم کی بیوی تھیں کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اپنے اس لڑکے کا نام اس نے سہراب رکھا تھیں نے اپنے اس لڑکے کی پیدائش کی خبر رستم کو اس احتیاط کے تحت نہ کی کہ ایسا نہ ہو کہ رستم بچے کا سن کر وہاں آئے اور اس کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائے لہذا اس نے بچے کی پیدائش پر نہ تو کسی قسم کی خوشی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی لوگوں کو اس نے یہ خبر ہونے دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے بلکہ منہ والا جو بھی کوئی پوچھتا اسے وہ یہی تاثر دیتی کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

کر کے ایران کی افواج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا جاتا ہے پس اسے میرے بیٹے تم تو یہ بات اپنے ذہن میں ڈال کر رکھو کہ حسب و نسب اور فائز اور طاقت و قوت کے لحاظ سے تیرا باپ سب سے اعلیٰ ہے اور میری ایک نصیحت بھی یاد رکھنا کہ تو کسی کے سامنے اپنے باپ کا ذکر نہ کرنا اور اسے میرے بیٹے ایسا ہے کہ سہرا بیٹے فوراً اپنی ماں کی بات کاٹتے ہوئے کہا اسے میری ماں اگر میرے باپ کا نام رستم ہے وہ سینان کا حاکم ہے تو میں اسے ملنے ضرور سینان کا رخ کروں گا۔

تخمینہ بے منت کرتے کے انداز میں کہا اسے میرے بیٹے ایسا ہرگز نہ کرنا تیرا باپ مجھ سے شادی کرنے کے بعد چند ہفتوں تک میرے ساتھ رہا اس کے بعد وہ یہاں سے ایسا گیا کہ پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا ہاں تمہاری پیدائش پر اس نے اپنے ایک ایلچی بھیجے تھے میں نے یہ کہہ واپس کر دیا تھا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے کیونکہ مجھے ڈرتھا کہ اگر بیٹے تھا تو ذکر کر دیا تو وہ تمہیں مجھ سے چین لے گا اور میں زندہ نہ رہ سکوں گی اسے میرے بیٹے اگر تم اپنے باپ سے ملنے گئے تو وہ تمہیں اپنے پاس روک لے گا اور واپس نہ آنے دے گا اس طرح میں سمیگان شہر میں تمہارا انتظار کرتے ہوئے تڑپ تڑپ کر مریاؤں کی ماں کی یہ گفتگو سن کر سہرا ب کا دل بھر آیا آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ اپنی ماں سے پیٹ گیا اور کہا میری ماں میں تمہیں مرتے نہ دوں گا نہ کہ میں دلو کسی سے اپنے باپ کا ذکر کروں گا اور نہ ہی اس سے ملنے جاؤں گا پس میں تمہاری خوشی اور تمہاری رضامندی کی خاطر تمہارے ساتھ رہوں گا تخمینہ اپنے بیٹے سے کچھ کنا چاہتی تھی پر اس وقت اس کا باپ حویلی میں داخل ہوا اور معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لیے تخمینہ سہرا ب کو چھوڑ کر اپنے گھر کے کام کاج میں لگ گئی تھی۔

میں میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور تم واپس جا کر رستم کو بھی کنا کہ وہ قیدی میرا یہاں سے رخصت ہوئے ہوئے مجھے دے گیا تھا وہ میں نے اس کی بیٹی کے بالوں میں پرو دیا ہے تخمینہ سے یہ انکشاف سن کر ایلچی تھوڑی دیر کے لیے مایوس سا ہو گیا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور تخمینہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے خاتون میں اب جاتا ہوں جو کچھ میں معلوم کرنے آیا تھا وہ میں جان چکا ہوں لہذا اب یہاں سے قیام کر کے میں کیا کروں گا تخمینہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی راہ روکتے ہوئے اس نے کہا آخر تم سینان سے آئے ہو اور میرے شوہر کے ایلچی بھی ہو لہذا میں تمہیں یوں اجنبیوں کی طرح یہاں سے رخصت نہ ہونے دوں گی تم کچھ روز تک یہاں قیام کرو اس کے بعد تم یہاں سے رخصت ہو جانا اس پر اس ایلچی نے کہا اے خاتون آپ کے حکم پر میں ضرور یہاں رک جاتا لیکن میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں اور ہم سب سمیگان شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں پرسوں ہم اس شہر میں داخل ہوئے تھے یوں اس شہر میں ہم کافی آرام کر چکے ہیں۔

لہذا آپ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اب ہم سب آج ہی سمیگان شہر سے سینان شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے اس ایلچی کی یہ گفتگو سن کر تخمینہ ایک طرف ہٹ گئی اور کہا اگر ایسا ہے تو پھر میں راہ نہ روکو گی اس پر وہ ایلچی دیوان خانے سے باہر نکلا اپنا گھوڑا کھول کر وہ اس پر سوار ہوا اور اسے ایلچی لگا کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

سمیگان شہر میں رستم کی بیوی تخمینہ اپنے بیٹے سہرا ب کی پرورش شاہانہ انداز سے کرتی رہی یہاں تک کہ سہرا ب دس سال کا ہو گیا ایک روز یہی سہرا ب باہر سے بھاگا بھاگ آیا اور اپنی ماں تخمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا اے میری ماں باہر میرے ساتھ کھینے والے سارے لڑکے ایک دوسرے سے اپنے اپنے باپ کا ذکر کرتے ہیں وہ مجھ سے میرے باپ کے متعلق پوچھتے ہیں تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا اے میری ماں کیا تم مجھے یہ بتاؤ گی کہ میرا باپ کون ہے اس کا نام کیا ہے اور وہ کہاں ہوتا ہے سہرا ب کے ان سوالات پر تخمینہ چونکی پر وہ سنبھلی اور سہرا ب کی تسلی کے لیے اس نے کہا۔

اسے میرے بیٹے سینان کا مشہور اور نامی و گرامی پلوان رستم تیرا باپ ہے اور وہ سینان کے ایک معروف خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کے علاوہ وہ وہاں سینان کا حاکم بھی ہے۔ ایران کے بادشاہ کو جب بھی بیرونی قوتوں سے خطرہ لاحق ہوتا ہے یا اس نے خود اپنے کسی دشمن کے خلاف یغارا و سپیش قدمی کرنا ہوتی ہے تو تمہارے باپ رستم کو سینان سے طلب

اسے میرے عزیز و تم نے مل کر یونان پر کسی تکلیف دہ حرب لگائی ہے تم نے کسی خوبی کے ساتھ ساحرہ ترورہ کا قاتلہ کر کے یونان کی ذات پر ایک اذیت ناک زخم لگایا ہے اسے میرے عزیز و یونان اور اہلکاکو اپنے سامنے مجبور اور سچا دکھانے کے لیے میں نے اپنے انتہائی ہولناک انتظاموں میں سے ان دونوں کے خلاف ایک بدترین انتظام کیا ہے۔

عزائیل کی یہ گفتگو سن کر عارب کی آنکھوں میں امیدوں کی چمک پیدا ہو گئی تھی جب کہ یوسر اور بینطہ دونوں کے لب خوشی اور سکون میں ٹھک اور دھمک اٹھے تھے۔

پھر عارب نے عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے آقا یونان اور اہلکاکے خلاف آپ نے کیسا بدترین انتظام کیا ہے کیا آپ اس کا ذکر نہ کریں گے کہ آپ کا وہ انتظام ہماری خوشی اور سکون کا باعث ہو سکتا ہے۔

پھر عارب کے اس سوال کے جواب میں عزائیل کہہ رہا تھا اے میرے عزیز و یونان اور اہلکاکو اپنے سامنے ذلیل و رسوا کرنے کے لیے میں نے دو طرح کے انتظامات کئے ہیں میرا پہلا انتظام یہ ہے کہ میں نے دو انتہائی غیث اور خون خوار روجوں کو اپنے ساتھ ملا یا ہے۔

اور یہ روجیں ہنر رخ میں زیرِ کتاب ہیں۔ اور میرے ایک اشارہ پر یہ دونوں روجیں یونان اور اہلکاکے خلاف حرکت میں آجائیں گے عزیز و میرا دوسرا انتظام بھی ہولناک ہو گا اور وہ یہ ستارہ کے میدانوں میں واقع بستیوں بلکہ محض شہر اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے قریوں کے اندر

تباهی و بربادی کا دھواں پھیلا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح جانتے ہو ستارہ کے میدانوں کے شمالی حصوں میں مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کے وزیر محوqb نے احرام تعمیر کروائے تھے اور

ان احرام کے اندر قریوں زوسر کے علاوہ اس کے اہل خانہ اس کی اولاد اور اس کے خاندان کی دوسری ہستیوں کی لاشوں کو بھی کی صورت میں محفوظ کر دیا گیا تھا اگر تم یہ بھی جانتے ہو محوqb ایک بے مثل

ساحر تھا اور اس محوqb نے ان احرام کے اندر ایک ایسا طلسم بھی ڈال دیا تھا جس کی بناء پر آج تک کوئی بھی ان احرام کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا ہے۔

فدراک کہ پھر عزائیل کہہ رہا تھا اے میرے رفیقو! آج کی رات میں ان احرام کی طرف بڑھوں گا اور اپنی بے پناہ قوتوں کو بروئے کار لا کر محوqb کے پھیلائے ہوئے سحر کو اپنی مٹھی

میں بند کر لوں گا پھر میں ان احراموں کے اندر داخل ہوں گا اور ان کے اندر جو سب سے زیادہ کڑواہٹ والی ہولناکی اور کڑواہٹ والی مٹھی میں اپنی مٹھی میں بھی بند محوqb کے سحر کو اس مٹی کے منہ

ندیم

یونان کی مصر کی سرزمین سے بنی اسرائیل کی طرف روانگی کے بعد عارب یوسر اور بینطہ محض شہر کے قریب ستارہ کے میدانوں میں نمودار ہوئے اس وقت رات آدمی کے قریب جا چکی تھی ستارہ کے میدانوں میں جہاں وہ نمودار ہوئے تھے وہاں دیوتا کے پجاریوں کی خانگاہ تھی اور رات کے وقت وہ خانگاہ اجاڑ و دیوان لگ رہی تھی ستارہ کے میدانوں میں نمودار ہونے کے بعد عارب یوسر اور بینطہ باہمی گفتگو کر کے یونان سے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہتے تھے کہ عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

مقاصد کی جانتیں موت کی ہلک، گردب کی شورش، طلسم کی طغیانیاں، اجالوں کا لٹو اور رگوں میں
نہر گھول دینے والا عشق رقص کر چوگے گا تم دیکھو گے میرے عزیز کو کہ میں آزادی اور غلامی اور تباریک
شراروں کو باہم ٹکڑا کر رکھ دوں گا اب آؤ اس دیران اور جاڑا نگاہ کے پاس وقت ضائع کرنے
کے بجائے ہم زور کے تعمیر کئے ہوئے احرام کا رخ کریں اور اپنے مقصد کی کامیابی کے حصول کی جدوجہد
کریں اس کے ساتھ ہی عزائیل اس خانگاہ سے ہٹ کر زور کے احرام کی طرف چل دیا تھا اس کے
ساتھیوں کے علاوہ عارب بنیظہ اور یوسہ بھی اس کے ساتھ لٹے تھے۔

عزائیل کی راہنمائی میں جب وہ سب زور کے احرام کے قریب گئے تو چابک سب چونک
پڑے اس لیے ان کے قریب جانے پر اچھوٹ کا ڈالا ہوا سر حرکت میں آگیا تھا اور ایسا محسوس
ہونے لگا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑی اور وزنی عزت بھاگتی ہوئی اور پھٹکتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے
لگی ہو اور اس کے یوں بھاگنے سے زمین کا سینہ دھکنے لگا ہوا انہوں نے محسوس کیا گویا پانے احرام سے
نشکی کا اہم سمندر موت کے طلعات اور تاریکوں کے ہجوم بدھیبی کے سائے اور چند سنہ آندھیوں
کے بھنور حرکت میں آگئے ہوں۔

اور وہ سب انتہائی بے بسی اور لاچارگی سے عزائیل کی طرف دیکھنے لگے تھے اس موقع پر
عزائیل نے ایک بار مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر اپنا رخ اس نے
سامنے کی طرف کرتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی یوں محسوس
ہونے لگا جیسے احوط کا طسم جلد ہو کر رہ گیا ہو اور ساتھ ہی عزائیل ایک بار پھر اپنے ساتھیوں
کی طرف مڑا اور گہری مسکراہٹ میں نے کہا اسے میرے عزیز زوہم احوط کے طلعت کی
سمندر کی گہرائی اور فلک کی بندی اور منہ زور آندھی طسم اب اس وقت میری مٹی میں ہے
اور میں اس سے وہ ہولناک کام لوں گا کہ جو آج تک کسی نے نہ لیا ہو اس کے ساتھ ہی عزائیل
بڑی تیزی سے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا اور اس کے ساتھی بھی یوں تیزی سے آگے بڑھنے میں
اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

احرام میں داخل ہونے کے بعد عزائیل دیواروں کے ساتھ کھڑی مختلف میوں کا ہتیک
جائزہ لینا رہا پھر ایک انتہائی کمرہ مقرر اور چہرے سے ہتیک اور ایک ایسی مٹی کے پاس
رہ رک گیا جو حسادت اور قہر کا ٹھکانہ تھی پھر عزائیل اپنا بایاں ہاتھ
اس مٹی کے منہ میں سے لگا اور احوط کا طسم اس نے اس مٹی کے منہ میں داخل کر دیا تھا۔

کے راستے اس کے جسم میں داخل کر دوں گا اس کے علاوہ اس مٹی پر میں اپنی طرف سے بھی ایک عمل کا اضافہ
کر دوں گا جس کے نتیجے میں وہ مٹی انتہائی خون خوار اور ہولناک فطرت کی مالک ہونے کے ساتھ میرے
ہر حکم کا اتباع کرے گی پس اس مٹی کی مدد سے میں ستارہ کے میدانوں کے اطراف میں تباہی اور
بربادی پھیلا کر رکھ دوں گا وہ مٹی انتہائی ہولناک کے انداز میں لوگوں کو قتل کرنے کے علاوہ ان کا خون بھی
پیتی رہے گی اس طرح تیرہ اور بستی بستی دہشت پھیلنا شروع ہو جائے گی۔

اور پھر جب ابلیس اس تباہی کی خبر یونان کو دے گی تو لازمی طور پر یونان اور ہر کارخ کرے
گا اور پھر اس مٹی اور گرفت میں آنے والی خون خوار روجوں کی مدد سے میں یقیناً یونان اور ابلیس
کو دن کے وقت تارے دکھا کر رکھ دوں گا اور ان پر ایسی ہولناک عذاب طاری کر دوں گا کہ آئے
والے دور میں کبھی بھی میرا مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے سامنے آنے تک ان پر خوف اور لرزہ
طاری ہوتا رہے گا۔

عزائیل کی اس گفتگو پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا اسے میرے
آقا آپ اس کام کی ابتداء کب کریں گے اس عزائیل نے تھوڑی دیر تک غور سے عارب کی
طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا اسے میرے عزیز تو قبل اس کے کہ قطرہ قطرہ ٹپکتی یہ رات سمجھیں تبدیل
ہو کر اپنے ماتھے سے شبنم چھڑک دے قبل اس کے کہ کائنات کے دل کی دھڑکنوں کی اسیر
سرگوشیاں آفاق کی گنگناہٹوں میں بدل جائیں قبل اس کے کہ زمین کے نیچے کے عناصر سیاہ کاروں کے زور
اور ہوس کاروں کے جوش خاتمہ کر دیں قبل اس کے کہ رات کی سیاہ آنکھوں میں نفرت کی بجلی ہوئی آگ
کا دھواں تحلیل ہو کر ختم ہو جائے اسے میرے رفیق آؤ اس جاڑ اور دیران خانگاہ سے زور
کے احرام کا رخ کریں تاکہ وہاں ان احرام کا داخل ہو کر میں اپنی خواہش اور اپنے ارادوں کے مطابق
ایک ہولناک مٹی کو حرکت میں لاسکوں۔

اور اسے میرے عزیز جب میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تم دیکھو گے کہ وہ مٹی اور
میرے گرفت والی خون خوار روہیں کبھی مشرق کبھی مغرب میں کبھی شہروں کبھی بستیوں میں کبھی جنگلوں
کبھی دیرانوں میں ہولناک کھیل کھیلتی ہوئی کبھی انتشار اور کبھی تباہی کا دھواں اور دھند پھیلا
کر رکھ دیں گی

اور جب ایسا ہو گا تو اسے میرے عزیز تو تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر نہ صرف یہ کہ ہولناک
ہولناک اور دھن شدہ کسانیاں اٹھ کھڑی ہوں گی بلکہ ہر سو نیست کی غمخیزیاں، ارادوں کی ناپائیاں

پھر دوسرے روز محض شہر اور اس کے اطراف میں یہ خبر پھیلی کہ کسی ایک ان دھبی اور
بہ معلوم عزرائیل نے سقارہ کے میدانوں کے اندر روع دیوتا کی خانگاہ میں پجاریوں کی حلقہ کاٹ کر اور
ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے تو اس خبر سے نہ صرف محض شہر بلکہ اس کے اطراف کے
قبضوں اور بستیوں کے اندر بھی خوف و ہراس پھیل کر رہ گیا تھا۔



یہ جو شہر فتح کرنے کے بعد یوشع بن نون نے چند ہفتوں تک بنی اسرائیل کے ساتھ اسی شہر کے
باہر ٹھہرا رکھا پھر انہوں نے اپنے چند آدمیوں کو شمال مشرق کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ امویوں
کے بڑے شہر سے متعلق معلومات حاصل کریں اور ان ہی معلومات کے مطابق ہی شہر پر حملہ کر
کے اس پر قبضہ کر لیا جائے جن لوگوں کو یوشع بن نون نے شہر کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا تھا انہوں نے
امانت اور خیانت اور بددیانتی سے کام لیا انہوں نے شہر کا کوئی جائزہ دیا نہ ہی وہاں کے اصل
حالات معلوم کیے بلکہ واپس آ کر انہوں نے یوں ہی یوشع بن نون سے یہ کہہ دیا کہ یہی شہر تو کسی اہمیت
کا حامل ہی نہیں ہے بنی اسرائیل کا اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونا بنی اسرائیل کی توہین
ہے انہوں نے نہ صرف یوشع بن نون سے یہ بھی کتا کہ اس شہر کو فتح کرنے کے لیے صرف دو
تین ہزار اسرائیلی ہی روانہ کر دے جائیں تو ہی شہر کے محافظ چٹکوا اور وہاں رہنے والے تمام
لوگ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

پس اپنے ان جاسوسوں کی بات مانتے ہوئے یوشع بن نون نے تین ہزار چٹکوا اسرائیلیوں کا
لشکر ہی شہر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض ہو جائیں اور پھر بنی اسرائیل
کو یہ یوحی اطلاع کریں کہ بنی اسرائیل یہ جو شہر سے نکل کر شہر میں خیمہ زن ہو جائیں۔

یہی شہر کے عالم کو جب یہ خبر ہوئی کہ تین ہزار اسرائیلی اس کے شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے اس
کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ایک حصہ کو اس نے ان اسرائیلیوں کی طرف روانہ
کیا اور ہی شہر کے اس مختصر لشکر نے شہر سے دور ہی تین ہزار بنی اسرائیل کو موت کے گھاٹ
تار کر رکھ دیا جب اس شکست اور بنی اسرائیل کے قتل عام کی خبر یہ یوحی بنی اسرائیل کو پہنچی تو بنی اسرائیل
کے اندر ایک طرح سے غم اور ماتم کی صفیں بچھ گئیں جس وقت بنی اسرائیل اپنے مرتے والوں کا
ماتم کر رہے تھے اور یوشع بن نون اپنے خیمہ کے اندر اندر وہ دھبی بیٹھے تھے اس وقت یونا ف
یوشع بن نون کے خیمے کے دروازے پر گیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے استغفار انداز
میں پوچھا۔

اس کے بعد عزرائیل نے اپنے دونوں ہاتھ می کے سر پر رکھتے ہوئے اس پر اپنا عمل کیا جس پر وہ می بالکل
زندہ انسانوں جیسی محسوس ہونے لگی تھی اس کے چہرے کی کھینچی اس کی آنکھوں کا بھیانک پن بڑھ
گیا تھا اور اس کے دانت قدرے آگے کی طرف نکلے ہوئے تھے وہ کسی خون خوار اور آدم خور
جیسے کہ اس انتظار پیش کرنے لگے تھے۔

اس می کو حرکت میں لانے کے بعد عزرائیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
اے میرے رفیقو! میں اپنے کام کی تکمیل کرنے میں کامیاب رہا ہوں اب یہ می مکمل طور پر میرے
بس میں ہے اور میری کچھ شیطانی قوتیں نامرئی یہ کہ میرے احکامات کا اتباع کرنے میں اس می کی
راہنمائی کریں گی بلکہ اس کی حفاظت بھی کریں گے اب یہی می محض شہر اور اس کے اطراف میں
بسنے والے لوگوں کے لیے ایک تباہی اور غلاب کی صورت اختیار کرے گی اور عنقریب تم
دیکھو گے کہ محض شہر سے نکل کر اس می کی تباہ کاریوں کے قحطے مصر کے دوسرے شہروں اور بستیوں
تک بھی پھیل جائیں گے اور تم جانو جب اسے حالات پیدا ہوں گے تو یونا ف ضرور ادھر کا رخ
کرے گا جب وہ اس طرف آئے تو پھر میں اس سے ایسا انتقام لوں گا جو آج تک وہ نے زمین
پر کسی نے بھی اپنے دشمن سے نہ لیا ہو۔

اپنے ساتھیوں پر یہ انگشتاں کرنے کے بعد عزرائیل نے اس می کی طرف دیکھتے ہوئے
کیا اے میرے حواریوں اس می کو حرکت میں لاؤ اور اس کے ذریعے آج کی رات سقارہ کے
میدانوں میں روع دیوتا کی خانگاہ کا رخ کرو اور اسے میرے حواریوں سنو اس خانگاہ کے اندر جس
قدر پجاری موجود ہیں ان کا کام تمام کر دو اس کے بعد تم اس می کو یہی لاکھڑا کر دو اور میرے
علم کا انتظار کرو اب تم اس اجاڑ اور ویران خانگاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اس کے ساتھ
ہی وہ می ایک عام اور زندہ انسان کی طرح حرکت میں آئی بڑی تیزی سے چلتی ہوئی احرام
سے وہ نکلے اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی تھی عزرائیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ
اس می کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ وہ می انتہائی بھیانک اور خون خوار حالت میں
روع دیوتا کی خانگاہ میں داخل ہوئی اور رات کے وقت اس خانگاہ کے اندر جس قدر بھی پجاری
سوئے ہوئے تھے اس سے انتہائی بے رحمی کے انداز میں ان کے معلوم کاٹ کر اور ان کا خون
پی کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا ایسا کرنے کے بعد وہ می پھر احرام کی طرف لوٹ گئی بھی جب کہ
عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ محض شہر کی طرف چل دیا تھا۔

اسے سیدی! کیا میں آپ سے ایک اہم گفتگو کرنے کے لیے آپ کے خیمہ میں داخل ہو سکتا ہوں یوشع بن نون نے ایک بار نگاہ اٹھا کر غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے پہلو میں ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا اؤ بیٹھو اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو یوناف آگے بڑھ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا تو یوشع بن نون نے پوچھا اسے اجنبی میں نہیں جانتا تم کون ہو تاہم میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تو اسرائیلوں میں سے نہیں ہے اس لیے کہ تیرا گفتگو اور خطاب ہونے کا انداز یقیناً اسرائیلوں جیسا نہیں ہے کیا تو مجھے بتائے گا کہ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے مجھ سے کیا کہنے آیا ہے اور فاصلہ کس اس موقع پر جب کہ بنی اسرائیل اپنے مرنے والے لشکریوں کی وجہ سے دکھا اور غم میں مبتلا ہے۔

یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے ان کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اپنی گفتگو کی ابتداء کی اسے نون کے بیٹے! آپ کا انداز درست ہے میں اسرائیلی نہیں ہوں اسی لیے میرا انداز سے خطاب بھی ان سے جداگانہ ہے میں مصر کا ایک قدیم باشندہ ہوں کیونکہ میں مواحد ہوں۔ خدا کو ایک مان کر اسی کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں اور ضرورت کے وقت اسی کو میں اپنی مدد کے لیے پکارتا ہوں اسی وجہ سے میں بنی اسرائیل میں شامل ہوا کہ وہ مجھ کو میرا اب اپنا خانہ و مدینہ کی کیسے مکمل کرتا ہے جو اس نے بنی اسرائیل کے اجداد کے ساتھ کئے تھے کہ وہ کنعان کی سرزمین کو انہیں عطا کر دے گا اسے نون کے بیٹے میرا نام یوناف ہے میں تو صرف ایک سعادت کی خاطر بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں میں بنی اسرائیل کے اندر ایک گناہم فرد کی جنت سے ہی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن بنی شہر کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ جو بنی اسرائیل کے بے شمار لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو میں اسی سلسلہ میں آپ سے کچھ کہنے آیا ہوں۔

یوشع بن نون نے پرامید آنکھوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز مجھے خوشی ہوئی کہ تیرا تعلق مصر سے ہے اور میری سب سے بڑی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ تو ایک مواحد ہے بیشک واحد اتیت ہی ہر دین کا محور اور ستون ہوتی ہے۔

اور اے یوناف! اب تو مجھے یہ بتا کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کے ہاتھوں اسرائیل مارے گئے ہیں تو ان کے متعلق کیا کہنا چاہتا ہے یوناف پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اسے نون کے بیٹے جن لوگوں کو آپ نے جاسوسی کی خاطر بنی شہر کی طرف بھیجا تھا انہوں نے تیرے اور تیرے خاندان کے کام لیا اور اٹھ پاک کو تمہارے خاندان کے گزند نہیں ہے انہوں نے بنی شہر کی غلوص

دل سے تحقیق نہیں کی اور یوں ہی آپ سے اگر کہہ دیا کہ بنی اسرائیل کے ہاکم کی سرگرمی کے لیے دو تین ہزار اسرائیلی ہی کافی ہیں سو یہ ان کا تکبر تھا اور اسی تکبر کی وجہ سے ہولاکریم نے بنی اسرائیل کو اس ابتلاء اور مصیبت میں ڈالا ہے کہ ان کے اس قدر لشکری مارے گئے ہیں میں آپ سے یہ گزارش کرنے آیا ہوں کہ ان لشکریوں کے مارے جانے پر بنی اسرائیل کے اندر بددلی اور نامرادی پھیلتی جا رہی ہے لہذا انہیں اس دھندہ سے نکلنے کے لیے بنی شہر پر ایک نئے طریقے سے حملہ آور ہوا جائے تاکہ جب بنی اسرائیل کو بنی شہر کی کامیابی ہو تو ان کی یہ بددلی کی موجودہ کیفیت رفع ہو جائے گی۔

اس موقع پر یوشع بن نون نے بنی شہر کے ایک مسکراہٹ میں پوچھا اے یوناف بنی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے تم کیا مشورہ دیتے ہوئے تم ایک عقل مند اور دانا انسان لگتے ہو اور میں سمجھتا ہوں تمہارا مشورہ یقیناً قابل عمل ہو گا یوناف نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے سیدی بنی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے جو کچھ میں نے اپنے دل میں سوچ رکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں ایک حصہ آج رات بنی شہر کے قریب مغرب میں بیٹھا دیں اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو کہ بنی اسرائیل کا کوئی لشکر بنی شہر کے اطراف میں گھات لگا کر بیٹھ چکا ہے۔

یوناف ذرا رکا اپنے ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا سیدی جو آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ ہو گا اسے لے کر آپ کل بنی شہر کی طرف روانہ ہو جائیں اور بنی شہر کے سامنے نمودار ہوں ظاہر ہے بنی شہر کا بادشاہ جب یہ دیکھے گا کہ بنی اسرائیل ایک اور لشکر کے ساتھ اس کے مقابل آئے ہیں تو وہ ضرور شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی ٹھانے گا اس لیے کہ وہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک لشکر کو شکست دے کر نیست و نابود کر چکے ہیں لہذا ان کے حوصلے بلند ہیں اس بنا پر بنی شہر کے لشکر کی ضرور شہر سے باہر نکل کر بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنا پسند کریں گے اگر وہ ایسا کرتے ہیں یقیناً جانے میری مٹی میں بنی اسرائیل کی کامیابی اور فتح مندی ہے۔

یوشع بن نون نے درمیان میں بولتے ہوئے بنی شہر کی حالت میں پوچھ لیا اے یوناف بنی شہر کے لشکریوں کے باہر نکلنے میں کس طرح بنی اسرائیل کو فوج مندی اور کامیابی پمتا ہے یوناف پھر کہہ رہا تھا سیدی جب بنی شہر کا بادشاہ آپ کے لشکر کے مقابل آنے کے لیے

اپنے شہر سے باہر نکلے اور آپ پر حملہ آور ہو جائے تو تھوڑی دیر تک آپ اس کے لشکر کا مقابلہ کرتے رہیں پھر آپ یہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیں گویا بنی اسرائیل شکست کھا کر بھاگنے کی فکریں ہیں اور جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے پسپا ہونا شروع ہو جائیں گے تو غی شہر کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ فردر آپ کا تعاقب کرے گا اس نیت کے تحت کہ بنی اسرائیل کو آگے بڑھ کر محسوس کر دے تاکہ پھر کبھی انہیں غی شہر پر حملہ آور ہونے کی جرأت اور سمجھ نہ ہو اور یہی غی شہر کے بادشاہ کی سب سے بڑی حماقت ہوگی۔

اور جب یہ تعاقب شروع ہو جائے یعنی آپ پسپائی اختیار کر لیں اور شہر کا بادشاہ آپ کا تعاقب شروع کر دے تو آپ کچھ دیر تک پیچھے پیچھے رہتے رہیں لیکن ایک تنظیم اور نظم کے ساتھ تاکہ آپ کے لشکر کی صفوں کے اندر سب سے قریبی نہ پیدہ ہو۔ اور جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو گا بنی اسرائیل کو یقین دلاتا ہوں کہ غی شہر کے دوسرے مسلح اور غیر مسلح لوگ بھی شہر سے باہر نکل کر اس تعاقب میں شامل ہو جائیں گے تاکہ وہ بنی اسرائیل کی لوٹ مار شروع کر دیں اور جس لشکر کو آج کی رات گھات میں بیٹھائیں گے اسے آپ پہلے ہی سمجھا دیں کہ جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو جائے اور غی شہر کے لوگ تعاقب کرتے ہوئے کافی آگے نکل جائیں تو آپ کا گھات میں بیٹھا ہوا وہ لشکر اپنی گھات سے نکل کر شہر کی طرف بڑھے اور شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیں اور آپ کو خبر کرنے کے لیے کہ وہ شہر میں داخل ہو گئے ہیں شہر کے چند مکانوں کو آگ لگا دیں اور جب اس آگ کے باعث دھواں فضا میں بلند ہو تو آپ پسپا ہوتے ہوئے شہر کی طرف دھیان رکھیں اور جب آپ دیکھیں کہ فضا کے اندر دھواں بلند ہو رہا ہے تو آپ پلٹ کر اپنے لشکر کے ساتھ غی شہر کے جنگجوں کے اوپر حملہ آور ہو جائیں اور پوری قوت سے ان کے خلاف فساد کر دیں۔

پس اسے سید بنی اسرائیل اس اچانک حملے اور مڑنے پر غی شہر کے لشکر کی ضرورت پسپا ہوں گے اور جب وہ مڑ کر دیکھیں گے کہ ان کے شہر کو آگ لگی ہوئی ہے تو وہ اور زیادہ بدحواس ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگیں گے اس موقع پر آپ بھی پوری قوت کے ساتھ ان کا تعاقب کریں۔

اور اپنی تواروں پر رکھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیں غی شہر کے لشکریوں کو دوسری مایوسی یہ ہوگی کہ جب وہ شہر کے قریب جائیں گے تو شہر کے دروازے بند ہوں گے اس لیے کہ آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ تو شہر پر قابض ہو چکا ہو گا پس اسی بدحواسی کے عالم میں غی شہر کے لشکر یا

اور اس کے بادشاہ کا قصہ آپ اور آپ کے لشکریوں کے ہاتھوں پاک ہو کر جاتے گا اسے سید بنی اسرائیل کو یقین دلاتا ہوں کہ غی شہر کے بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اگر یہ طریقہ کار اپنایا جائے تو یقیناً اس میں بنی اسرائیل کو کامیابی اور غی شہر کے لشکریوں کو اپنی تباہی اور بربادی دیکھنا نصیب ہوگی۔

یوشع بن نون کو یونان کا یہ مشورہ ایسا پسند آیا کہ انہوں نے آگے بڑھ کر یونان کو گلے لگاتے ہوئے کہا یونان تو نہ صرف دانش مند اور خیم انسان ہے بلکہ تیری گفتگو تیرے مشوروں سے خلوص اور دامن دی شکستی ہے قسم خداوند کی غی شہر کے لشکریوں سے بیٹھنے کے لیے جو طریقہ کار تم نے بنایا ہے وہ ایک احسن اور پسندیدہ تجویز ہے اور اس پر عمل کر کے بنی اسرائیل یقینی غی شہر پر قابض ہو جائیں گے۔ اور اسے یونان اب میرا فیصلہ بھی سوجھ بوجھ میں نہ رہا ہوں تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہو میں یقیناً تمہارے مشورہ دا اور تمہاری صلاح کاری کو پسند کروں گا تمہارا خیمہ میرے خیمہ کے قریب نسب ہو کر رہے گا اور بنی اسرائیل کے اندر تمہاری ایسی ہی عزت اور ایسا ہی احترام ہو گا کہ بنی اسرائیل کے رؤساء اور میرے بڑے بڑے مشیروں کا ہوتا ہے اس پر یونان نے اس بات میں گردن ہاتے ہوئے کہا اسے سید بنی اسرائیل کے اندر آپ کے قریب رہنے کے لیے تیار ہوں پر پہلے میں آپ کو اپنی اصل حقیقت سے آگاہ کر دوں تاکہ آپ پر دامن نہ ہو جائے کہ میں کون ہوں کیوں بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں اور میری اصلیت کیا ہے یوشع بن نون نے چونکہ کہا تھا تم پہلے تو بتا چکے ہو کہ تمہارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے اور یہ کہ ایک سعادت حاصل کرنے کی خاطر تم بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہو اس پر یونان نے سکراتے ہوئے کہا اسے سید بنی اسرائیل کے علاوہ بھی میری ذات کے ساتھ راز و اسبط ہیں اور وہ میں آج آپ پر آشکارا کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ میری اصلیت سے آگاہ ہو میں یوشع بن نون نے غور سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک جستجو کے انداز میں کہا اچھا کو تم کیا کہنا چاہتے ہو اور اس کے جواب میں یونان نے اپنی زندگی کے سارے راز یوشع بن نون کے سامنے اگلے دے دیے تھے اس نے انہیں بتا دیا تھا کہ کس طرح اس کا تعلق آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث کی نسل سے ہے اور کس طرح اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہوا۔

کیسے ایسا کہ اس کے ساتھ تعاون اور مدد کرتی ہے اور کس طرح وہ صدیوں سے ایلیس اور اس کے اہل کاروں کے ساتھ برسرِ پیکار رہے یہ انکشافات سن کر یوشع بن نون چونکہ

اُترا ہوا دونوں طرف سے کسی نے بھی انفرادی جنگ کی ابتداء نہ کی بلکہ تھوڑی دیر تک اپنی صفیں درست کرنے کے بعد دونوں لشکر ایک ہولناک انداز میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوش بن نون کافی دیر تک جم کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے پھر انہوں نے یوناف کی تجویز کے مطابق آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا عی شہر کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں اسرائیلی جنگ سے منہ موڑ کر پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے اپنے حملہ میں اور زیادہ تیزی اور ہولناکی پیدا کر لی تھی لیکن اپنے ان پرچوش حملوں میں وہ بنی اسرائیل کو کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا سکا تھا اس لیے کہ یوش بن نون نے یہ پسپائی بڑے منظم طریقے سے کی تھی اور ان کی اگلی صفیں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھیں عی شہر کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے لشکر کے مقابلہ میں بنی اسرائیل شکست کھا گئے ہیں اور اب وہ پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی ایک بہت بڑی حماقت کا مظاہرہ کیا وہ یہ کہ اپنے لشکر میں شامل ہو کر بنی اسرائیل کی لوٹ کھسوٹ کرنے کے لیے وہ بھی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

عی شہر کے باشندوں کا اپنے لشکر میں آ شامل ہونا اور دیکھ کر کام یوناف کی تجویز کے مطابق رونما ہو رہا تھا یوش بن نون آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوئے دشمن کو عی شہر سے ذرا فاصلہ پر لے گئے اس دوران یوش بن نون کا وہ لشکر حرکت میں آیا جو بیت اہل اور عی شہر کے درمیان گھات لگائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور عی شہر کے لوگوں کو اس لشکر کی کوئی خبر نہ تھی پھر یہ لشکر چپکے سے اپنی کہیں گاہ سے نکلا اور عی شہر میں داخل ہو گیا اس لیے کہ عی شہر خالی ہو چکا تھا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے پس اس لشکر کو شہر میں داخل ہونے میں کسی بھی طرح کی مزاہمت پیش نہ آئی۔

یوش بن نون اپنے لشکر کے ساتھ برابر پسپا ہو رہے تھے لیکن اچانک انہوں نے ایک جگہ اپنے لشکر کو رک جانے اور دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے کا حکم دے دیا اس لیے کہ انہوں نے دیکھا عی شہر کے اندر سے دھواں اٹھ رہا تھا جس سے انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کا وہ لشکر جو گھات میں بیٹھا ہوا تھا وہ شہر میں داخل ہو کر قابض ہو چکا ہے پس ایک جگہ رک کر یوش بن نون نے اپنے لشکر کی تنظیم درست کی اور پھر انہوں نے پٹ کر پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا تھا اور ان سارے امور میں یوناف ایک گھوڑے پر سوار ان کے ساتھ ساتھ ہی تھا بنی اسرائیل نے یوش بن نون کے حکم پر ایسا زوردار اور جان لیوا حملہ کیا

سے لگے چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتے رہے پھر سینچھے اور گہری مسکراہٹ میں انہوں نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اور شفقت سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اسے یوناف میں تیرا منون ہوں کہ تو نے اپنے راز مجھ سے کہہ دئے اور مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور اب جب کہ تو نے مجھے اپنی اصل زندگی سے آگاہ کر دیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں تمہاری قدر اور تمہاری عزت اور زیادہ بڑھ گئی ہے اب میں کوئی کام کرنے سے قبل اوروں کی نسبت تمہیں زیادہ اہمیت دیا کروں گا اس لیے کہ دیگر سب سے بڑھ کر تم میرے لیے سودمند اور بہتر ثابت ہو سکتے ہو۔

اور اسے یوناف میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری تجویز کے مطابق میں آج ہی عی شہر کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں اس کے ساتھ ہی یوش بن نون اٹھ کھڑے ہوئے اور یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے انہوں نے کہا آؤ میرے ساتھ تاکہ ایک لشکر کو ترتیب دے کر عی شہر کی طرف روانہ کیا جائے تاکہ وہ آج رات کی تاریکی میں شہر کے قریب گھات میں بیٹھ جائے اور کل میں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ عی شہر پر حملہ آور ہو جاؤں گا اور اس حملے میں تم میرے ساتھ ہو گے اور اس کے ساتھ ہی یوش بن نون یوناف کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے جھنڈے سے باہر نکل گئے تھے۔

اسی رات یوش بن نون نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اور اسے بھی شہر کے مغرب میں یعنی بیت اہل اور عی شہر کے درمیان گھات میں بیٹھا دیا اور اس سارے کام میں یوناف یوش بن نون کے ساتھ رہا یوناف کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے رات کے وقت اپنے لشکر کا ایک حصہ عی شہر کے مغرب میں گھات میں بیٹھانے کے بعد یوش بن نون کس قدر مطمئن اور پرامید ہو گئے تھے پس اس تجویز کی تکمیل کے لیے دوسرے روز انہوں نے اپنے لشکر کے دوسرے حصہ کے ساتھ یہ جو شہر سے کوچ کیا اور جب سورج کافی چڑھ آیا تب وہ عی شہر کے شمال میں نمودار ہوئے اور وہاں انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

عی شہر کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل اپنے پہلے لشکر کی تباہی و بربادی کا انتقام لینے کے لیے ایک اور لشکر لے کر نمودار ہوئے ہیں اور شہر کے شمال میں انہوں نے پڑاؤ کر لیا ہے تو اس خبر پر عی شہر کے بادشاہ نے مقابلہ پر آنے میں کسی قسم کی دیر اور تاخیر نہ کی اس نے فوراً اپنے لشکر کو تیار کیا اور شہر سے نکل کر وہ یوش بن نون کے لشکر کے سامنے صف

ہوا ہوں اور انہیں کوئی بہتر رائے اور سودمند تجویز پیش کر سکا ہوں یونان جب خاموش ہوا تو یوشع بن نون نے نور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم اور مشفق آواز میں کہا اے یونان میرے عزیز ہیں نے لشکریوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دے دیا ہے جب تک کھانا ہمارے لیے تیار ہو کر نہیں آتا تو تم وقت گزارنے کے لیے مجھے اپنی زندگی کا کوئی اہم واقعہ نہ سناؤ گے۔

اس لیے کہ تم تو انسانیت کے ارتقاء کے راز دار اور آئین ہوتے ہو تم سے بہتر انسانوں کے اندر کون انسانیت کے عروج اور زوال کا جاننے والا ہو سکتا ہے جواب میں یونان ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا اے سیدی میری طویل زندگی تو طوفانوں اور انقلاب سے بھری پڑی ہے قبل اس کے کہ میں آپ کو اپنی زندگی کے کچھ اہم واقعات سناؤں آپ پہلے مجھے یہ بتائے کہ بنی اسرائیل کے اندر سیامصر کی سرزمین میں موسیٰ و ہارون کے بعد آپ کس ہستی سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

یوشع بن نون نے مسکراتی ہوئی آنکھوں سے یونان کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں انہوں نے کہا اے میرے عزیز موسیٰ و ہارون کے بعد اپنی زندگی میں میں جس سے میں زیادہ متاثر ہوا ہوں وہ ایک بہترین شخص تھا اور فرعون کا رشتہ دار تھا اس کا نام شمعان تھا اور وہ فرعون منہاج سلطنت میں ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھا یہ شخص موسیٰ پر ایمان لا چکا تھا پر اپنے ایمان کو فرعون اور اس کے اہل کاروں کے خوف سے چھپائے ہوئے تھا مصر کو خداوند کی طرف سے معجزات دکھانے کے بعد جب فرعون کی آخری ملاقات ہوئی تو فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ اس بنا پر کہ فرعون دیکھتا تھا کہ موسیٰ کی تبلیغ سے نہ صرف بنی اسرائیل بلکہ قبیل بھی متاثر ہوتے جا رہے تھے۔

پس وہ موسیٰ کا قاتلہ کر کے اس تحریک کو کچل دینا چاہتا تھا اور اس روز جب موسیٰ فرعون منہاج کے سامنے کھڑے تھے اور وہ ان کے قتل کا فیصلہ کر رہا تھا اس وقت کسی کو فرعون کے خوف سے یہ جرات نہ تھی کہ فرعون کے اس فیصلہ کے خلاف موسیٰ کے حق میں تر بان کھائے پر اسے یونان اس موقع پر یہ شمعان ہی تھا جس نے نہ صرف فرعون کے فیصلہ کے خلاف زبان کھولی بلکہ شدید احتجاج کرتے ہوئے اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ مومن ہے اور موسیٰ اور اس کے خداوند پر ایمان لا چکا پس فرعون جس وقت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا اس وقت فرعون کے دربار میں شمعان نام کا یہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بلا توقف اور بغیر کسی خوف خطرہ کے

کئی شہر کے لشکری اس حملہ کی تیزی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ سے ان کے پاؤں اکھڑتے ہوئے دیکھائی دینے لگے شہر کے بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ اچانک بنی اسرائیل ہٹ کر ہر طرف سے اس کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے اور لمحہ بے لمحہ اس کے لشکر کی ترتیب اور تنظیم خراب ہوتی جا رہی ہے تو اس نے اپنے لشکر کو ہٹ کر شہر میں محصور ہو جانے کا حکم دے دیا تھا۔

بنی اسرائیل کے آگے آگے بھاگتے ہوئے بنی اسرائیل کا بادشاہ اور اس کے سارے لشکری جب شہر کے قریب آئے تو وہ جنگ رہ گئے اس لیے کہ شہر کے دروازے بند تھے اور شہر کے ایک حصہ کو آگ لگی ہوئی تھی اب شہر کے وہ غیر مسلح افراد جو صرف بنی اسرائیل کی لوٹ مار کرنے کے لیے شہر سے نکل کر اپنے لشکر میں داخل ہو گئے تھے وہ شور و دایا کرنے لگے تھے اور ابھی ان پر یہی کیفیت طاری تھی کہ اچانک شہر کا شمالی دروازہ کھلا اور شہر کے اندر جو بنی اسرائیل کا لشکر قابض ہو گیا تھا اس نے شہر سے نکل کر دشمن پر حملہ کر دیا تھا اب بنی اسرائیل کے لشکری اور عوام دونوں طرف سے بنی اسرائیل کے درمیان پسے گئے تھے باہر کی طرف سے یوشع بن نون نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا تھا جب کہ شہر کے اندر مقیم بنی اسرائیل کے لشکر نے انتہائی خون خواری کے ساتھ ان پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یوں بنی اسرائیل کے لشکر اور عوام زیادہ دیر تک ان دو طرفہ حملہ کو برداشت نہ کر سکے بنی اسرائیل نے ان کے بادشاہ سمیت کاٹ کر رکھ دیا تھا اور یوں بنی اسرائیل پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے اپنے لشکر کو شہر کے شمالی حصہ میں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ بنی اسرائیل کے داخل کر دیا تھا تاکہ بنی اسرائیل کا نظم و نسق نئے سرے سے چلانے کے انتظامات کے جائیں جب یوشع بن نون کا خیمہ نسب ہو چکا اور ان کے خیمہ کے قریب ہی یونان کا خیمہ بھی گاڑ دیا گیا تب یوشع بن نون یونان کا ہاتھ تھامے ہوئے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور دونوں ایک جگہ آئے سامنے بیٹھے گئے پر یوشع بن نون نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تو نے کسی پھر بہترین عمدہ بتائی تھی جس پر عمل کر کے آج بنی اسرائیل بنی اسرائیل کے لشکر کے خلاف فوج مند اور کامیاب ہو گئے ہیں یقیناً میں ہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل تک تمہارے منوں ہیں کہ تم ایک پر خلوص دیانت دار و امین محسن اور عمدہ دوست یونان نے انتہائی عاجزی اور انکساری میں کہا اے سیدی میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میرے لیے تو یہ ایک سادہ سادہ ہے کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں میں شامل

مزد کر دیا اور شمعان کو بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر سے خیریت کے ساتھ نکال لیا اسے یونان
یہ شمعان بھی اس لیے پسند تھا کہ اس نے فرعون کی جباریت کی پرواہ کیے بغیر اس کے سامنے نہ
صرف اپنے ایمان کا اظہار کیا بلکہ فرعون کو جھوٹا اور حد سے گنہگار ہوا کہا اس لیے موسیٰ اور
ہارون کے بعد اس شمعان نے اپنے اعمال و اقوال سے مجھے بے حد متاثر کیا اور یہ شمعان مصر
سے بھگتے سے کچھ عرصہ بعد مصر کے سینہ میں انتقال کر گیا تھا۔

اپنا سلسلہ کلام ختم کرتے ہوئے یوشع بن نون نے خود سے یونان کی طرف دیکھا پھر اسے
کہا اے یونان میں تمہارے سوال کا جواب دے چکا ہوں اب تو مجھے تفصیل کے ساتھ یہ بتاؤ
کہ ملائے اعلیٰ میں آدم و عزرائیل کا تنازعہ کیسے ہوا۔

کیسے آدم کو زمین پر بھیجا گیا اور آدم کے علاوہ بعد میں آنے والے پیغمبروں نے اپنی اپنی
اقوام کو کیا پیغام دیا جن اقوام نے اپنے پیغمبروں کا اتباع نہ کیا ان کا خداوند نے کیا حشر کیا اسے یونان
تو تو ایک قدیم ترین انسان کی حیثیت سے اس سرزمین کے اندر انسانی ارتقاء کا امین ہے تو
بھی اس انسانی ارتقاء کے حالات تفصیل سے بتا یونان نے خیمہ کے دروازے کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے مسکرانے کے انداز میں کہا سیدنی جو حالات سننے کے لیے آپ نے مجھے کہا ہے
میں یہ حالات ضرور تفصیل کے ساتھ آپ سے کہوں گا پس اس وقت تو دیکھیں آپ کے آدمی
کھانا لے آئے ہیں لہذا آئیں پہلے کھانا کھائیں اس کے بعد کسی موضوع پر گفتگو کریں گے یوشع بن
نون نے دروازے کی طرف دیکھا واقعی کچھ اسرائیلی ان کا کھانا لے کر آئے تھے۔

لہذا یوشع بن نون خاموش رہ گئے بنی اسرائیل کے ان جوانوں نے جب کھانا ان دونوں
کے سامنے رکھ دیا تو وہ خود بہر نگل گئے جب کہ یوشع بن نون اور یونان خاموشی کے ساتھ
کھانا کھانے لگے تھے!



چند یوم کا وقفہ ڈالنے پر عزرائیل ایک روز پھر عارب یوسہ اور بنیظ
کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کے احرام میں داخل ہوا وہ خوف
ناک اور خوفناک محمی کے اندر اس نے جسے محوپ کے سحر کو داخل کیا تھا اور جیسے حرکت میں
لانے کے لیے اس نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کئے تھے اس محمی کے پاس وہ اکھڑا ہوا اور اپنے
ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ایک مبلغ اور ایک مصلح کے سے انداز میں کہا اسے
میرے رفیقو تم دیکھتے ہو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا اور فضاؤں میں اس وقت گہری اور
ستیاک تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

اس نے فرعون اور اس کے درباریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تم موسیٰ کو اس لیے قتل کرنا چاہتے
ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب تو اللہ ہے جو واحد ہے اور یہ موسیٰ تمہارے پاس اپنی رسالت کی
کھلی دلیس بھی لے کر آئے ہیں پس اسے میری قوم اگر خدا نخواستہ موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کا جھوٹ
خود ان پر ہی پٹ پٹ پڑے گا لیکن اگر وہ سچے ہیں اور جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتے ہیں تو
ان نتائج کا تم لوگوں کو ضرور سامنا کرنے پڑے گا۔

اسے میری قوم آج تمہیں بادشاہت حاصل ہے اور تم ادروں پر غالب دکھائی دیتے ہو
اگر خدا کا عذاب تم پر آگیا تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا پس اسے میری قوم تم موسیٰ کے
معاملہ میں حد سے نہ گزرو اور جھوٹ اور حد سے گزر جانے کا کام نہ لو اور اس لیے کہ میرا رب
حد سے گزرنے والوں اور جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یوشع بن نون تھوڑی دیر کے لیے رکے اور دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ
کہہ رہے تھے اے یونان اس شمعان نے فرعون اور اس کی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی
کہا اے میری قوم کے لوگو! مجھے خوف ہے کہیں تم پر وہ دن نہ آجائے جو اس سے پہلے بہت
گزر چکا ہے جیسا برا وقت قوم نوح اور قوم عاد و ثمود علاوہ ان کے بعد آنے والی
قوموں پر آیا تھا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ پھر کوئی ایسا پر عذاب دن نہ آجائے جب تم
ایک دوسرے کو پکار دگے اور بھاگے پھر دگے مگر اس وقت اللہ سے بچانے والا تمہارے
لیے کوئی ہوگا پس اے یونان اس شمعان نام کے شخص نے فرعون پر اپنا ایمان بھی ظاہر کر دیا۔
اور اسے خدا سے واحد کی طرف بلاتے ہوئے یہ گفتگو بھی کی تو فرعون اس کے خلاف
ہو گیا۔

پس فرعون نے موسیٰ کے قتل کو ٹال دیا اس لیے اسے وہم ہو گیا تھا کہ اس کے اہل کاروں
میں بھی موسیٰ کی تبلیغ پھیل گئی ہے پس وہ تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنے سے پہلے یہ
معلوم کیا جائے کہ میرے اراکین سلطنت میں سے کون لوگ ہیں جو اس تبلیغ سے متاثر ہو چکے ہیں
سو اس نے سب سے پہلے شمعان کے خلاف حرکت میں آنا چاہا لیکن شمعان فرعون کے پاس
سے بھاگ کر پہاڑوں کے اندر جا چھا اور قبل اس کے کہ فرعون موسیٰ کے خلاف حرکت میں آتا
اس دوران خداوند نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا
اور اس ہجرت کے وقت شمعان بھی بنی اسرائیل میں شامل ہوا تھا یوں فرعون کو تو خداوند نے

دے گی۔

پھر وہ می حرکت میں آئی اور زور سے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے رخ پر روانہ ہو گئی تھی عزرائیل بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس می کے نقاب میں دریائے نیل کی طرف جا رہا تھا جس وقت وہ می محض شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے پہنچی اس وقت مشرقی گھاٹیوں کی اوٹ سے سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی آفت کے بھونکے ہوئے کی طرح شفق رنگ بکھر گئے تھے اور کائنات کی مردہ رگوں کے اندر زندگی کا خون مچنے لگا تھا رات کو سوئی ہوئی ہر شے بیدار ہونے لگی تھی دریا کے کنارے اگر وہ می رک گئی عزرائیل اور اس کے ساتھ اپنی اس ہست اور کیفیت میں تھے کہ انسانی آنکھ انہیں دیکھ نہ سکتی تھی اس موقع پر عزرائیل نے پھر می کو حرکت میں لانے والی اپنی شیطانی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حواریو! وہ سامنے دیکھو ان گنت ملاحوں کی کشتیاں دریائے نیل کے اندر تیر رہی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ یہ ملاح کیسے سکون اور پرخطر انداز میں دریائے نیل کے اندر جا رہے ہیں اور کچھ رہے ہیں۔ پس تم اس می کو دریائے نیل کے اندر لے جاؤ اور اسے ان ملاحوں اور ان کی کشتیوں اور ان کے بچنے اور بچھنے والوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنا کر رکھ دو۔

اور ساتھ ہی وہ می حرکت میں آئی اور دریائے نیل پر چلتی ہوئی وہ آگے بڑھنے لگی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دریائے نیل کے پانی پر نہیں بلکہ ٹھوس ترین پر چل رہی ہو۔

دریائے نیل کے اندر کام کرتے ملاحوں نے چڑھتے سورج کی روشنی میں جب اس می کو انتہائی خوف ناک انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل ہولا کھانے لگے تھے اور وہ بچا رہے انتہائی بے بسی اور لاجارگہ کے عام میں کنارے پر کھڑے اپنے ساتھی ملاحوں کو اپنی مردہ کیسے پکارنے لگے تھے لیکن اتنی دیر تک وہ می آگے بڑھ کر سبکتی ہوئی آج کی طرح اور رقص کرتے بیکار شہر کی مانند ان پر حملہ آور ہو گئی تھی اور ان کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پیتے ہوئے اس نے انہیں ان کے جسم کے سرد خانوں سے نجات دینا شروع کر دی تھی چند ہی لمحوں کے اندر۔

طوفانی انداز میں اس می نے سارے ملاحوں کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر رکھ دیا ان کشتیوں کو توڑ پھوڑ دیا اور ان کے جالوں کو اس نے جھیر جھیر کر کے رکھ دیا تھا۔

کنارے پر کھڑے ملاحوں نے جو یہ فرق عادت اور فوق الفطرت دیکھا تو وہ بچے ہٹ کر چند مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے اس اقیانوس کے تحت کہ وہ می دریا کے اندر کام کرنے والے

میرے عزیز حواریو! تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس می کے ذریعے جو ہم نے رع دیوتا کی خاک کاہ میں بجا رہیوں کے اندر ایک خونخواری اور تباہی پھیلائی تھی اس کو اب کافی دن گزر گئے ہیں گو اس واقعہ نے قرب و جوار کے لوگوں کے اندر خوف و وحشت کی ایک نئی پھیلاہٹ تھی تاہم لوگ اب کسی قدر اس واقعہ کو فراموش کر چکے ہیں لہذا میں آج ایسا ہی ایک اور واقعہ دہرائے گا عزم کر چکا ہوں۔

اے میرے ہمنواز! محض شہر کے باہر میں نے اس جگہ کا بغور جائزہ لیا ہے جہاں کے ماہی گیر چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے اندر اپنے جال پھینک کر مچھیاں پکڑتے ہیں سو اے میرے عزیز میں آج ان ہی ماہی گروں کو اس می کا نشانہ اور حدت بناؤں گا تم دیکھو گے کہ میں دریائے نیل کے پانی کو ان ملاحوں کے خون سے رنگیں بنا کر رکھ دوں گا میں ابھی اور اس وقت اس می کو حکم دیتے والا ہوں کہ وہ محض شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر مچھیاں پکڑنے والے ملاحوں میں تباہی اور خون ریزی پھیلا دے۔

سو میرے عزیز! تم اپنی ہست بدل کر رکھنا تاکہ اس می کے پیچھے پیچھے جاتے ہوئے ہم کسی انسانی آنکھ کو دکھائی نہ دیں عزرائیل کے اس حکم پر عارب نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ بے فکر رہیے ہم پوری طرح آپ کے احکامات کا اتباع کریں گے اس می کو حکم دیں تاکہ نیل کے اندر تباہی اور خونخواری پھیلائی جا سکے عارب کی اس گفتگو کے جواب میں عزرائیل کے چہرے پر خوشی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس می کی طرف دیکھتے ہوئے ہولناک انداز میں کہا اے میرے حواریو! اس می کو حرکت میں لاؤ اور اسے محض شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر ماہی گروں پر وار کر دو۔

عزرائیل کے اس حکم پر اس می پر آندھیوں اور زلزلوں کی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے بیاگہستی میں طوفان اور آندھیاں ہوں اس کے جسم میں ہمتوں کے میل اور بے انت چمکوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے مردہ جسم کے اندر دیتا طلبی کا انہماک بقا کی تباہ کن جنگ اور وحشتوں کا رقص برپا ہونے لگا تھا عزرائیل کے حکم پر اس مردہ می کی سانپوں میں آگ اور جسم میں شعلے ابھرتے ہوئے دیکھا جاتا رہے تھے ایسا لگتا تھا اس می کی رگوں میں خون کا شوریدہ رقص شروع ہو گیا ہو اور وہ ماضی کی ساری وحشتوں کو توڑ کر فطرت کے بدترین گرداب اور بھڑکے ہولناک طوفان کی طرح ماضی کی ساری ہی تقدیریں بدل کر رکھ

لاحوں سے فارغ ہو کر کسی انہیں بھی اپنی تباہی و بربادی کا نشانہ بنانا شروع کر دے دریا کے اندر سارے للاحوں کا خاتمہ کر کے بعد می دریا سے باہر نکل پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہوئی سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی تھی کنارے پر کھڑے وہ للاح جو مکانات کی اوٹ میں چھپ گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ می انہیں نقصان پہنچائے بغیر دریائے نیل کے کنارے سے سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی ہے۔

تب ان سب کی ہمت بندھی پھر وہ باہم مشورہ کرتے ہوئے اس می کے تعاقب میں چل پڑے تھے اس موقع پر غائبانہ حالت میں می کے پیچھے چھپتے ہوئے عارب نے عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ دیکھتے ہیں کہ کنارے پر کھڑے للاح جو کچھ دیر پہلے می کی کاروائی دیکھ کر مکانات کی اوٹ میں ہو گئے تھے لگتا ہے اب ان کی ہمت بندھ گئی ہے اور وہ دیکھیں وہ اب می کا تعاقب کرنے لگے ہیں کیا ہمیں می کو ان پر بھی وار کر دینا چاہئے تاکہ ان کا بھی خاتمہ ہو جائے عزائیل نے عارب کو تیز کرنے کے انداز میں کہا اے عارب نہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا ان للاحوں کو می کا تعاقب کرنے دو تاکہ سارا منظر دیکھنے کے بعد ممض شہر کے لوگوں میں یہ ساری کہانی بیان کریں۔

اس طرح ممض شہر میں اس می کی نسبت سے اور زیادہ خوف و حراس پھیل جائے گا اور یہی ہمارا مقصد ہے۔

جب عزائیل خاموش ہو گیا تو عارب نے کچھ کہنا چاہا اور اس سے پہلے ہی یوسہ نے بوسنے میں پہل کی پھر اس کی لذتوں سے بھرپور کھٹکتی ہوئی آواز فضاؤں کے اندر بند ہوئی اے عارب! میرے بھائی آقا عزائیل ٹھیک کہتے ہیں ان للاحوں کو می کا تعاقب کرتے دیں تاکہ یہ می کی تباہی اور بربادی کی کہانیاں واپس جا کر ممض شہر کے اندر پھیل جائیں اس طرح آپ دیکھیں گے کہ ممض شہر کے انسان تو کبھی اس شہر کی درو دیوار بھی خوف و حراس سے مڑا نہیں گی عزائیل نے یوسہ کی اس گفتگو کو غور سے سنا جب وہ خاموش ہوئی تو اس کی طرف حسین آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے یوسہ تو یقیناً عقل مند اور رمز آشنا لڑکی ہے عزائیل کی اس توصیفی گفتگو کے جواب میں یوسہ صرف مسکرا کر رہ گئی تھی۔

پھر وہ خاموشی کے ساتھ می کے تعاقب میں لگ گئے تھے دوسری طرف می کا تعاقب کرنے والے للاحوں نے دیکھا کہ سقارہ کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد وہ می زور حرام کے اندر چلی گئی ہے تو وہ بھی واپس ممض شہر کی طرف لوٹ گئے تھے۔

مصر کی ملکہ وکو کہ اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ للاح اس کے سامنے پیش ہوئے پھر ایک للاح نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا اے مقدس ملکہ ہم آپ سے مافوق الفطرت اور خرق بشریت محضیت کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں اے مقدس ملکہ! آج تھوڑی دیر قبل صبح کے وقت جب کہ مشرق کی طرف سورج طلوع ہوا تھا ہم دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے اور ہمارے بہت سے ساتھی دریائے نیل کے اندر اپنی سترکشتیوں کے اندر جاں بھینک اور کھینچ کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

اے ملکہ اتنے میں سقارہ کے میدانوں کی طرف سے ایک می نمودار ہوئی اور دریائے نیل کے اندر وہ اس طرح آگے بڑھنے لگی جس طرح کوئی عام آدمی خشکی پر چلتا ہے وہ می اے ملکہ! انتہائی خون خوار اور ہولناک تھی اور اس کی آنکھوں سے دشت اور انتقام کے انگارے پھوٹ رہے تھے اے ملکہ وہ می جنوں کی طرح دریا کے اندر کام کرنے والے للاحوں پر وار ہوئی اس نے سارے للاحوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی لیا ان کی کشتیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے جالوں کو ریزہ ریزہ کر دیا اس تباہی کے موقع پر ہم دریائے نیل کے کنارے سے ہٹ کر قریبی مکانات کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔

پھر اے ملکہ ایسا ہوا کہ للاحوں کے خاتمہ پر وہ می بیٹھی دریائے نیل سے نکلی اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی ہم سب نے بھی باہم مشورہ کر کے ہمت کی اور اس می کا تعاقب کیا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ می سقارہ کے میدانوں کے اندر قدیم بادشاہ زوسہ کے احرام میں داخل ہو گئی تھی اے مقدس ملکہ ہمارا خیال ہے کہ گزشتہ دنوں سقارہ کے میدانوں کے قریب ربع دیوتا کی خانگاہ کے اندر جو بجا ریوں کے حلقوم کاٹے گئے تھے اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کیا گیا وہ بھی اسی می کے باعث ہوا تھا۔

ذرا رک کر اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے کے بعد وہ بوڑھا للاح کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اس می نے ربع دیوتا کی خانگاہ میں بجا ریوں کے اندر جو تباہی اور بربادی پھیلائی تھی اس نے تو ممض کے اطراف میں ایک خوف ناک کیفیت پھیلا دی تھی گو خانگاہ کے اندر می کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا گیا تھا لیکن لوگ بجا ریوں کی ادھڑی ہوئی لاشیں دیکھ کر ہی چیخ چلا اٹھے تھے اے مقدس ملکہ اب یہ دوسرا واقعہ اس وقت رونما ہوا ہے جب دریائے نیل کے کنارے ہمارے علاوہ کوئی اور نہ تھا اور جن بجا ریوں کو کاٹا اور ادھڑا گیا ہے وہ بھی دریائے نیل میں غرق ہو کر رہ

گئے ہیں۔

پس اسے ملکہ قبل اس کے کہ ان دو وارداؤں کے بعد وہ ہولناک معریت نامی مزید خوشوار کاروائیاں کرے گی ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی سدباب کیا جائے ورنہ ہمیں خدشہ ہے کہ نہ صرف اس مئی کے باعث معض کے اطراف اکناف دیران اور جنگل ہو کر رہ جائیں گے بلکہ خود معض شہر کے لوگ بھی اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کا رخ کرنا شروع کر دیں گے اور اس طرح مئی کے باعث مصر کا مرکزی شہر اجاڑ دیرانوں اور قبرستان جیسے دیرانوں میں بدل کر رہ جائے گا۔

لہذا ہماری آپ سے التجا ہے کہ اگر آپ کچھ کرنا چاہتی ہیں تو اس مئی کے غلات جلد کچھ کر گزریں ملاح کی ساری گھنٹوں سن کر ملکہ دلو کر کے چہرے پر غضب میں چھپی ہوئی ایک ہولناکی سی چھا گئی تھی چند لمحوں تک وہ اپنی گردن خم کئے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے لکڑی کی ننھی سی تھوڑی سنبھالی اور اپنے قریب لکھتے ہوئے تانبے کے ٹشٹ پر ضرب لگا دی تھی کمرے کے اندر گہری بازگشت دانی گونج بند ہوئی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا جسے دیکھتے ہی ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے محافظ دستے کو تیار کر دیں ابھی اور اسی وقت ستار کے میدانوں کا رخ کروں گی اور مصر کے سپہ سالار کے علاوہ میرے مشیروں کو بھی اطلاع کر دو کہ وہ بھی میرے ساتھ ستارا کے میدانوں تک چلیں گے ملکہ دلو کہ کا یہ حکم سن کر اس کا وہ محافظ باہر نکل گیا تھا پھر ملکہ نے ان ملاحوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مصر کے عزیز مشیروں ملاحو! تم باہر بیٹھ کر انتظار کرو میں ابھی تھوڑی دیر تک تمہارے ساتھ ستارا کے میدانوں کی طرف روانہ ہوں گی وہ ملاح اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اور اپنی ملکہ کو تعظیم دیتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر نکل گئے تھے جب وہ ملاح کمرے سے چلے گئے تو ملکہ دلو کہ نے انتہائی کرب اور بے بسی میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کاش اس وقت ساحرہ ترورہ زندہ ہوتی تو میں اس سے اس ہولناک حادثہ پر مشورہ کرتی یقیناً وہ عظیم عورت اس مئی سے بچاؤ کی کوئی صورت ضرور نکال دیتی اس کے ساتھ ہی ملکہ دلو کہ کی گردن جھک گئی اور وہ گہری سوچوں میں کھو گئی تھی ملکہ اسی طرح تفکرات میں ڈوبی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے کمرے میں مصری عسا کہ سالار اور پھر ملکہ کے مشیر داخل ہوئے اپنے سالار اور اپنے

مشیروں کے آنے پر ملکہ چونکی پہلے اس نے انہیں بیٹھے کو کہا جب وہ سب کے سب اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے تب ملکہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا میں نے تمہیں ایک انتہائی ہولناک حادثہ کا سبب بابت کرنے کے لیے طلب کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ملکہ نے وہ ساری روداد انہیں کہ سنائی تھی جو ملاحوں نے اعلیٰ پائے کی تھی اس حادثہ کے انکشاف پر مشیروں کے حواس بھی جاتے رہے تھے۔

پھر ان میں سے ایک مشیر کو مخاطب کرتے ہوئے ملکہ نے حکمانہ انداز میں کہا معض شہر میں اس وقت جو بھی کوئی اعلیٰ پائے کا ساحر ہے اسے یہاں میرے پاس بلا کر لاؤ اس سے یہ واقعہ بھی بیان کر دو جو کچھ ملاحوں نے کہا ہے اور ان پر یہ بھی واضح کر دو کہ وہ سب میرے ساتھ ستارہ کے میدانوں میں زور سر کے احرام میں چلیں گے تاکہ اس مئی کا کھوج لگایا جائے جو تباہی و بربادی اور خون ریزی کا باعث بن رہی ہے اس مئی کے ہاتھوں دو ہولناک واقعات رونما ہو چکے ہیں ایک آج جو دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں کو پیش آیا ہے اور دوسرا چند روز پہلے ستارا کے میدانوں میں رخ دیوتا کی خاکگاہ میں پیش آیا اور اگر ایسے ہی واقعات شدید ہوتے رہتے تو میں سمجھتی ہوں معض شہر دیران ہو کر رہ جائے گا۔

پس تم معض شہر کے اعلیٰ پائے کا ساحروں کو میرے پاس لے کر آؤ تاکہ وہ میرے ساتھ زور سر کے احرام کی طرف چلیں اور ان کے صلاح و مشورہ کر کے اس مئی کی خون ریزی کی روک تھام کی جائے۔

اور یہ بھی حالات معلوم کئے جائیں کہ وہ کیا محوسنت اور کیا وجوہات ہیں جس کی بنا کہ پردہ مئی یوں عام انسانوں کی طرح حرکت میں آتی ہے کیا کوئی ایسی بے چین اور بے سکون روح ہے جو اس مئی کے ذریعے اپنے انتقام کی تکمیل کر رہی ہے پھر حال تم ان ساحروں کو بولا کہ میرے پاس لاؤ اس لیے کہ میں نے سن رکھا ہے زور سر کے احرام کے اندر اس کے قدیم نے طسم ڈال رکھا ہے اور ہر کوئی ان احرام کے اندر داخل نہیں ہو سکتا سو ان احرام میں داخل ہونے کے لیے ساحروں کا میرے ساتھ جانا ضروری ہے ملکہ کا حکم سن کر وہ مشیر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ملکہ دلو کہ کے محل کے باہر اس سے محافظ دستے کے علاوہ معض شہر کے خیرا خیرا ساحر بھی جمع ہو گئے تھے ملکہ کا گھوڑا تیار کر کے اس کے کمرے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا

تھی ملکہ دلوکہ اور اس کے ساتھی می کی یہ حالت دیکھتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے
گرتے پڑتے وہ احرام سے باہر نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ سکارہ کے میدانوں سے محض
شہر کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

ان میں سے کسی نے بھی پیچھے موڑ کر نہ دیکھا کہ می ان کا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں تاہم انہوں نے
محض شہر داخل ہو کر ہی دم لیا جب کہ دوسری طرف ان کے بھاگ جانے پر می احرام سے باہر نہ نکلی تھی شہر
میں داخل ہونے کے بعد ملکہ دلوکہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچے ہوئے اسے روک لیا اس کا محافظ
دستہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے چند ثانیوں تک ملکہ نے خوف و ہراس کے باعث
اپنے چہرے پر نمودار ہونے والے پسینے کو خشک کیا اپنی بدحواسی پر قابو پایا پھر اس نے اپنے ساحر
کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے عزیز ساحر میں جانتی ہوں تم اس می کی کیفیت کو روکنے میں ناکام ہوئے ہو پھر
کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یہ کیا معاملہ ہے می کی یہ خون خوار حالت کس نے کی ہے اور وہ کون سا طریقہ
ہے جس سے اس می کی خون خواری پر قابو پایا جاسکتا ہے ورنہ اگر اس می کے باعث حادثوں
میں اضافہ ہوتا رہا تو مجھے صرف قدرتشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ خوف و ہراس کے باعث محض شہر
بہت جلد خالی ہو کر ویرانوں اور دیواروں میں بدل جائے گا۔

پس اے میرے عزیز و تم کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ ہم اس می پر قابو پائیں مجھے یوں محسوس ہونے
لگا ہے جیسے یہ می کوئی بہت بڑی مافوق الفطرت قوت ہے جس کا سامنا کرنا ہم میں سے کسی
پس کار و گ نہیں ہے تاہم میں تم لوگوں کو چند دن کی جہلت دیتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس دوران
تم باہم صلاح مشورہ کر کے اس می سے اور اس کی خون خواری سے بچنے کے لیے کوئی طریقہ ضرور سوچ
نکالو گے۔

ملکہ دلوکہ کی اس گفتگو کے جواب میں ایک ساحر نے اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے تعظیماً اپنے
سر کو خم کیا پھر ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے مقدس ملکہ جس وقت آپ ہیں سکارہ
کے میدانوں میں ان احرام کی طرف سے کر گئی تھی اس وقت ہی ہم محتاط ہو گئے تھے اور جب
ہمیں پتہ چلا کہ آپ ہیں مصر کے قدیم بادشاہ نوسر کے احرام کی طرف لے جا رہی ہیں تو ہم اور
نیاوہ چونکے تھے اس لیے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ نوسر کے احرام کے اندر مصر کے قدیم محسن اور
ساحر امحوتپ ہم نے ایک سحر ڈال رکھا تھا اور جو کوئی بھی ان احرام کا رخ کرتا تھا وہ سحر ایک

تھا جب ملکہ دلوکہ کو اس تیاری کی اطلاع دی گئی اپنے مشیروں کے ساتھ وہ باہر نکلے اور اپنے گھوڑے
پر سوار ہو کر وہ سکارہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو گئی تھی مصر کے قدیم بادشاہ نوسر کے احرام
کے قریب جا کر ملکہ دلوکہ نے آگے بڑھنے کی ترتیب بدل دی تھی اس سے پہلے خود وہ سب سے
آگے پھر اس کے مشیر اور محافظ اور آخر میں محض شہر کے ساحر تھے لیکن اب اس نے ساحروں کو
آگے رکھا ان کے پیچھے محافظ دستے کے ساتھ وہ خود تھی اور آخر میں اس کے مشیر تھے اس حالت میں
وہ نوسر کے احرام کے سامنے جانو دار ہوئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہوئے یوں ہی وہ
سب نوسر کے احرام میں داخل ہوئے انہیں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ان کے اندر داخل ہوتے
ہی ان کی آوازوں میں احرام کے اندر ساری جتنے شروع ہو گئے ہوں۔

ان سازوں کی آوازوں سے وہ سب پریشاں سے ہو گئے تھے لیکن ہر کوئی اپنی پریشانی کو چھپاتا ہوا
ملکہ کی میت میں آگے بڑھ کر میوں کا جائزہ لینے لگا تھا لیکن اس وقت ہر ایک کی حیرت بڑھتی چلی گئی جب
وہ اس می کے قریب گئے جس پر مٹا زیل نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کر رکھے تھے اور جسے وہ تباہی
اور بربادی پھیلاتے میں استعمال کر رہا تھا۔

جب وہ اس ہولناک می کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے تو ان کے خدشات ان کی پریشانیوں
اور ان کے تفکرات میں اور زیادہ اضافہ ہونے لگا تھا اس لیے انہوں نے محسوس کیا جیسے اس
می کا تمام جسم ان کے دیکھتے ہی دیکھتے جیڑا رہوئے لگا ہوا اور اس کے خوابیدہ ذہنی تفرقات جاگنا
شروع ہو گئے ہوں اس کی بولتی آنکھوں کے اندر آگ کا سا جوش مارنے والے خطرات ابھرتے لگے
تھے پھر ملکہ دلوکہ اس کے دستے کے محافظ مشیروں اور وہاں کھڑے ساحروں کو یہ بھی احساس ہوا جیسے
اس می کے اعضا و جوارح اس کی رگوں اور مٹھوں کے اندر ضامت ابھرنے لگی ہوں اور اس کی ہر چیز حرکت میں آ رہی ہو
ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس می کی ناک سے ویرانوں کے خوابوں جیسی ہولناک سحر اسپٹ
بھی سنائی دینے لگی تھی اس کے ساتھ ہی اس می کے منہ سے ایسی ہولناک آوازیں نکلنا شروع ہو گئی
تھیں جیسے ان گنت بھوکے اور خون خوار بیڑیے ویران اور تاریک راتوں کے اندر چیخ پیلا اٹھے
ہوں اس می کی یہ حالت دیکھ کر ملکہ دلوکہ یقیناً منہ کھا کر زمین پر گر گئی ہوتی اگر اس کے ایک مشیر
نے اسے سہارا دے کر تھام نہ لیا ہوتا تو ملکہ کے ساحروں نے بھی اپنی طرف سے انتہائی کوشش
کی کہ وہ می کی اس کیفیت میں قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن انہیں بڑی طرح ناکام ہوئی تھی
اور پھر ایک بارگی وہ می حرکت میں آئی اور کسی درندے کی طرح وہ مزاحمتی ہوئی ان کی طرف بڑھی

اتہائی ہولناک عفریت کی صورت اسی کا تعاقب کر کے اس کا خاتمہ کر دیتا تھا زور کے احرام کی طرف جاتے ہوئے ہم اسی عفریت سے خوف زدہ تھے اور ہم اس سے بچنے کے لیے اپنی ساری محفوتوں کو حرکت میں لائے ہوئے تھے۔

لیکن احرام کے سامنے جا کر ہم حیرت ہوئی کہ محفوت کا وہ عفریت ناما سحر ہمارے خلاف حرکت میں نہ آیا تھا اسے ملکہ اس انکشاف سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مافوق الفطرت البشریت اس سحر کو ختم کرتے کے بعد ان احرام میں داخل ہو اسے اور اس نے اپنی لا اہتا قوتوں کو حرکت میں لاکر اس مٹی کی یہ حالت کر دی ہے کہ وہ کسی زندہ عفریت کی طرح بستیوں اور خانگاہوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئی ہے اسے ملکہ سب سے پہلے ہیں یہ پتا کرنا چاہئے وہ کون سی قوت ہے جس نے اس مٹی کی یہ حالت کی ہے کہ وہ کسی آدم خور جیسی ہتھاک در خون خوار ہو کر رہ گئی ہے۔

اس ساحر کے خاموش ہونے پر ملکہ دلو کہنے لگے اے میرے عزیز تو پھر یہ کون جان سکے گا کہ اس مٹی کی یہ حالت کس نے کی ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کام پر عبور رکھتا ہو اس بار ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملکہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اسی خونخوار مٹی کی کیفیت پر قابو پا سکے اور اسے ملکہ آپ دیکھتی ہیں کہ میں ایک معمر انسان ہوں اور میری عمر اس وقت اسی کے قریب ہے اے ملکہ میرے خیال میں صرف ایک آدمی ایسا ہے جو زور کے ان احرام کے اندر اس خونخوار مٹی پر قابو پا سکتا ہے اس جوان کا نام یوناف ہے اور وہ اس مٹی پر قابو پانے کی قدرت رکھتا ہے

اسے ملکہ ممض شہر کے شمال میں شوکار نام کا جو قدیم محل ہے وہ جوان کبھی اس محل کے اندر آکر رہتا ہے میں آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ شوکار نام کے محل کے اندر بھی ایک طلسم ہے اور کوئی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا کرے تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے پڑتے ہیں بہت سے لوگوں نے اس محل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور ان میں سے کچھ تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے میرے خیال میں اسی یوناف نام کے جوان نے اپنے اس محل کے اندر طلسم ڈال رکھا ہے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی اس کے محل میں داخل نہ ہو اس لیے کہ وہ اکثر باہر ہی رہتا ہے

وہ بوڑھا ساحر ڈاکر کہ پھر کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اپنی اسی بے بسی کی زندگی میں میں نے یوناف نام کے جوان کو دوسرے درجہ دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاوہ کسی نے بھی اس

جوان کو دوسرے درجہ دیکھا ہو گا اور اسے ملکہ حیران کن بات یہ ہے کہ میں نے اسے پہلی بار اس وقت دیکھا جب میری عمر بیس برس کے قریب تھی اور دوسری بار اسے ملکہ میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچتر برس کے قریب تھی اور یہ بات بڑی حیران کن اور پریشان کن ہے کہ جس طرح جوان و توانا اسے میں نے اپنی بیس سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ اس وقت بھی ویسے کا ویسا ہی تروتازہ اور جوان و توانا تھا جب میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچتر برس کی ہو چکی تھی۔

اسے ملکہ میں سمجھتا ہوں وہ بھی کوئی مافوق الفطرت انسان ہے اور گزرتے ہوئے وقت کی تنغیاں اس کے جسم اور اس کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں میں دثوق کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا پھر اسے ملکہ میرا اندازہ ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ جوان مافوق البشریت ہونے باعث برسوں سے زندہ ہے بلکہ اس جوان کے متعلق میں نے اپنے دادا سے یہ بھی سن رکھا تھا کہ شوطا مصر کے ایک قدیم بادشاہ کی لڑکی تھی اور اس کی شادی اسی نو جوان کے ساتھ ہوئی تھی اور یہ جو محل اسی شوطا نام کی لڑکی کے نام سے شوطا رکھا گیا ہے تب سے اس نو جوان یوناف کی ملکیت میں ہے اس بنا پر میں دثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یوناف نام کا وہ جوان صدیوں سے چلا آ رہا ہے یہ ایک ایسا جوان ہے جو مٹی پر قابو پانے کے لیے ہماری مدد کر سکتا ہے

ملکہ نے پرامیدانہ نظروں سے اس بوڑھے ساحر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا وہ جوان جس کا نام تم نے یوناف بتایا ہے ان دنوں شوطا رہی کے محل میں ہی رہا ہے اگر ایسا ہے تو آؤ ہم سب سیدھے اس کی طرف چلتے ہیں اور اس سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اور ممض شہر اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کو اس خون خوار مٹی کے عذاب سے نجات دے ملکہ دلو کہ کے خاموش ہونے پر اس بوڑھے ساحر نے کہا اے مقدس ملکہ افسوس وہ جوان ان دنوں یہاں نہیں ہے اور شوطا کا محل خالی پڑا ہوا ہے۔

کاش وہ یہاں ہوتا تو پھر میرے خیال سے وہ بڑی آسانی سے اس مٹی پر قابو پالیتا پر وہ کبھی کبھی ہی اس محل میں آتا ہے اور نہ جانے کہاں اور کس سرزمین میں باقی وقت گزارتا ہے ایسا لگتا ہے وہ کسی اور سرزمین میں معروف کار رہتا ہے جیسا کہ وہ کبھی کبھار ادھر کا رخ کرتا ہے اس بار ملکہ دلو کہ نے اتہائی مایوسی کہا اے میرے عزیز ساحر وہ میں تمہارے ذمہ یہ کام لگاتی ہوں کہ تم اس شوطا کے محل پر نگاہ رکھو اور جب تم دیکھو کہ وہ نو جوان اس محل میں واپس آگیا ہے تو مجھے اطلاع کرنا میں اپنے محل سے نکل کر خود ہی اس کے پاس آؤں گی اور اس سے

اتناں کروں گی کہ وہ مجی کے خلاف اہل مصر کی مدد کرے تاہم اس دوران ہم بے کار نہیں بیٹھیں گے
اسے میرے مشیروں اور ساحر و تم سب بھی سوچ بچار سے کام لو۔
اور اس مہمی پر قابو پانے کا کوئی حل ضرورتاً تلاش کرو اس کے ساتھ ہی ملک دلو کہ تے اپنے گھوڑے
کو ایڑ لگا دی تھی اور اپنے محل کی طرف بڑھتے لگی تھی جب کہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اپنے اپنے
گھروں میں روانہ ہو گئے تھے۔

رات آدھی سے زیادہ جا چکی تھی مشرق میں بحر کے طلوع ہونے کے آثار نمودار ہونا شروع ہو
چکے تھے عی شہر کے باہر یونان اپنے خیمہ کے اندر گہری نیند سو رہا تھا کہ ابلیکاتے اس کی گردن پر
زور وارلس دیا اور اس لمس کے جواب میں یونان جب چونک کر اٹھ بیٹھا تب ابلیکاتے اپنی ترم
خیز اور پستی ندی کی طرح کنگناتی ہوئی آواز میں کہا اے یونان میرے جیب ابلیکی کی راہ پر گامزن
ہونے کے لیے اب تیرا اور میرا ایک اور امتحان اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اے میرے جیب مصر کے
اندر ایک ایسی ابتلا اٹھ کھڑی ہوئی ہے کہ ہم دونوں کو اس عی شہر کی سمت سے کوچ کر کے مصر کی
طرف جانا ہوگا اس لیے کہ عزرائیل نے وہاں ایک ہولناک کھیل کی ابتداء کر رکھی ہے اور اس کھیل
پر میرے جیب صرف ہم دونوں ہی قابو پاسکتے ہیں۔

لہذا اٹھو اور آج رات کی تاریکی میں مصر کا رخ کریں اپنے دریائے نیل کے کنارے شوطار
کے محل کو آباد کریں اور وہ طوفان جو مصر کے اندر اٹھا ہے اسے دبا کر پھر بنی اسرائیل کے اندر
آشعل ہوں یونان نے اپنی آنکھیں ملے ہوئے کہا اے ابلیکا! اب اس عزرائیل اور اس کے حواریوں
نے مصر کے اندر کیا فتنہ کھڑا کیا تھا ابلیکا کی مٹاس بھری آواز بلند ہوئی۔ اے یونان عزرائیل نے
سکارہ کے میداؤں میں زور کے احرام کے اندر سم امحوتپ نے جو طلسم ڈالا تھا اس طلسم کا خاتمہ کر
دیا ہے اور ان احراموں کے اندر جو سب سے کوہر اور ہستناک مہی تھی امحوتپ کا طلسم اس مہی
میں ڈال دیا ہے اور اس پر اس نے اپنی کچھ شیطانی قوتیں مقرر کر دی ہیں بھل یوں جس طرح شیطانی
قوتیں یلقان کے ڈھانچے کو لیے پھرتی ہیں اور عزرائیل کی یہ شیطانی قوتیں ہولناک طریقہ سے اس مہی
کو حرکت میں لاتی ہیں۔

پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ سکارہ کے میداؤں میں رع دیوتا کی جو خانگاہ تھی اس خانگاہ کے
بہاریوں کے حلقوم اس مہی نے کاٹ دئے اور ان کا خون پی گئی دوسری واردات اس مہی نے

میں لاکھصر کے اندر تباہی اور بربادی کی ابتداء کر چکے ہیں اور ابھی تک ایلیکا کو ان حالات کی خبر یونان سے کر دینی چاہئے حیرت ہے کہ ایسے حالات رونما ہونے کے باوجود یونان نے ابھی تک ادھر سے اس رخ نہیں کیا اسے میرے عزیزوں میں چند دلی اور انتظار کروں گا کہ وہ پھر بھی اس طرف نہ آیا تو میں ان رعوں کو جن پر میں نے عبور حاصل کیا ہے یا اپنے آشی کارکنوں کو روانہ کروں گا تاکہ وہ تلاش کریں اور مجھے آگے خبر دیں۔

کہ روئے زمین پر یونان نے کہاں قیام کیا ہوا ہے تاکہ اگر وہ ادھر تہیں آتا تو میں خود اس کے پاس پہنچ کر اسے اپنے انتقام اور اپنے عذاب کا نشانہ بناؤں گا! اور اسے میرے عزیز و اُرد آج کی رات پھر اس می کو حرکت میں لائیں اور اس کے ذریعے تباہی اور خونخواری کی تیسری ہولناک واردات کی ابتداء کریں اور وہ یوں کہ ممض شہر کے جنوب میں مصر کی ملکہ دلوکہ نامی رکھنے کے لیے کچھ گودام بنوا رہی ہے وہ کسان ان گوداموں کی تعمیر میں صرف مزدوری کرتے والے پیشہ وارد لوگ حصے رہے ہیں بلکہ وہ کسان بھی ان گوداموں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں جو اپنے کھیتوں میں بیج ڈال کر فارغ ہو چکے ہیں۔

لہذا اے میرے دوست و اُرد آج کی رات اس می کو تعمیر ہونے والے گوداموں پر وارد کریں اس لیے کہ ان گوداموں کی تعمیر میں جس قدر کارکن کام کرتے ہیں وہ کام ختم کر کے رات کو بھی وہیں سو رہتے ہیں! لہذا یہ می اگر وہاں سونے والے مزدوروں کی اکثریت کے گلے کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہے تو اس حادثے سے ممض شہر میں ایک تہلکہ اور ہلچل مچا کر اٹھ کھڑا ہو گا اس لیے کہ وہاں کام کرنے والے کارکنوں میں سے کچھ کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا جب وہ ملکہ دلوکہ کے پاس جا کر فریاد کریں گے کہ کس طرح گوداموں پر کام کرنے والے کارکنوں کے حقوق می نے کاٹ دیئے ہیں تو اس ہولناک جزیرہ صرف یہ کہ مصر کی ملکہ پر خوف و ہراس طاری ہو جائے گا بلکہ مصر کے ممض شہر کے لوگ بھی اس حادثے پر رزہ اٹھیں گے اور یہی ہمارا اندما ہے لہذا اب آؤ می کو ممض شہر کے ان جنوبی اور زیر تعمیر گوداموں کی طرف حرکت میں لائیں۔

گفتگو کرتے کرتے اچانک عزرائیل اس طرح خاموش اور متوجہ ہو گیا جیسے وہ کسی کی بات سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ بولا اے میرے عزیز و ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے اگر اطلاع دی ہے کہ یونان ارض فلسطین سے نکل کر یہاں ممض شہر میں پہنچ چکا ہے اور اگلے روز وہ مصر کی ملکہ دلوکہ سے ملے گا کہ وہ اسے می کا

یہ کہ صبح سویرے مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا تو اس می نے دریائے نیل کے اندر پھیلیاں پکڑنے والے ملاحوں کو نشانہ بنایا انہیں کاٹا اور ان کا خون پیایا ان کی کشتوں کو توڑا پھوڑا ان کے بالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

ایلیکا ذرا روک کر دوبارہ کہہ رہی تھی اسے یونان جب مرنے والے ملاحوں کے ساتھ جو دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے انہوں نے یہ منظر دیکھا انہوں نے می کا سکارہ کے میدانوں بلکہ دوسرے احرام تک تعاقب کیا اور پھر انہوں نے سارا ماجرہ مصر کی ملکہ دلوکہ کو کہہ سنایا اور اس سے مدد طلب کی پس اسے یونان ان کی فریاد پر مصر کی ملکہ دلوکہ حرکت میں آئی

اس نے محافظ دستے اپنے مشیروں اور ممض شہر کے نامور ساحروں کے ساتھ دوسرے احرام کا رخ کیا اور جب وہ احرام میں داخل ہوئی تو می ان کے سامنے مختلف کیفیات بدلتی ہوئی ان پر حملہ آور ہوئی! لہذا ملکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی پھر ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو بتایا کہ ایک جوان جس کا نام یونان ہے اور کبھی کبھی شوطار محل میں آکر رہتا ہے وہی اس می پر قابو پا سکتا ہے! لہذا اسے میرے عجیب اب نہ صرف مصر کی ملکہ دلوکہ بلکہ اس کے ساحر اور بلکہ مشیر بھی اس انتظار میں ہیں کہ کب تم مصر کی سرزمین میں داخل ہو اور انہیں می کی خونخواری سے نجات دلاؤ۔

یونان ایک جست لگانے کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بولا اے ایلیکا میری عزیزہ! میں مصر کی ملکہ دلوکہ اور ان لوگوں کو بالکل ناکارہ کر دوں گا جو عزرائیل کی شیطنت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں اسے ایلیکا آؤ میری کے سدا باب اور می کے فروغ کے لیے مصر کا رخ کریں کہ نیچی ہی میرے خداوند کی خوشنودی ہے آؤ ملکہ دلوکہ اور اس کے عوام کو خوشنوار می سے نجات دیں ہماری اس کارگزاری سے ہمارا اللہ ضرور خوش اور مہربان ہو گا اور اس کے ساتھ ہی یونان اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاتا ہوا می شہر سے مصر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جس وقت یونان می شہر سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا اس سے تھوڑی دیر ہی پہلے رات کی ہولناکیوں میں عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ عارب یوسہ اور بینظہ دوسرے احرام میں داخل ہوئے اور اسی خونخواری کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے عزرائیل نے اپنے سارے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عزیز ان من! ہم اس می کو دوبارہ حرکت

فائدہ کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کر سکے لہذا اسے میرے عزیز و آج کی رات می کو گوداموں پر وارو کرنے کے کام کو التوا میں ڈالا جاتا ہے اور ہم ان ہی احرام کے اندر رہ کر یوناف کا انتظار کریں گے اس لیے کہ ملک دلو کو سے ملنے کے بعد اور اس سے می کے متعلق تفصیل جانے کے بعد وہ ضرور ادھر کا ہی رخ کرے گا اور جب وہ اس طرف آئے گا تو یاد رکھیں ان ہی احرام کو اس کا مدفن بنا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح کہ جو رو میں اس وقت میری گرفت میں ہیں میں انہیں احرام کی پشت پر متعین کر دوں گا۔

جب کہ میں تم لوگوں کے ساتھ احرام سے ایک طرف ہٹ جاؤں گا اور جب یوناف ان احرام کے پاس آئے گا وہ جو تہی اندر داخل ہو گا سامنے کی طرف سے وہ خونخوار رو میں اس پر ٹوٹ پڑیں گی اس کے ساتھ می کو بھی حرکت میں لا کر اس پر چھوڑ دیا جائے گا اور پھل طرف سے اسے میرے عزیز و ہم سب مل کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور یوں یوناف کی حالت ہمارے سامنے ایسی ہو کر رہ جائے گی جیسے مے خواروں میں گھرا ہوا کوئی بے بس اور لاچار و غلط اسے میرے کارکنوں کیونکہ یوناف کسی وقت بھی ادھر کا رخ کر سکتا ہے لہذا آؤ ہم اپنی اپنی کمین گاہوں میں بیٹھ جائیں سو اسی وقت عزائیل نے دونوں جگہوں کو ان احرام کی پشت پر متعین کر دیا اور وہ جواب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان احرام کے مغربی حصہ کی طرف چلا گیا تھا۔

دوسرے روز شام سے کچھ پہلے جس وقت ملک دلو کو اپنا تاج شاہی پہنے تخت پر بیٹھی ہی تھی اور اس کے سامنے نہ صرف اس کے شیر بلکہ مفس شہر کے قابل ترین ساحر بھی بیٹھے ہوئے تھے اور خون خوار می کو روک تھام کرنے سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

تو ملک کا ایک محافظ اندر آیا اور زمین کی طرف تظلماً جھکے ہوئے ملک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملک باہر ایک ایسا جوان آیا ہے جو اپنا نام یوناف بتاتا ہے اور وہ حملہ آور ہونے والی خونخوار می کے سلسلے میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اپنے پہرہ دار سے یہ الفاظ سن کر ملک دلو کو کے چہرے پر المینان اور خوشیوں کی لہریں بکھر گئیں تھیں اور ایک طرح سے وہ تخت شاہی پر اچھلتی ہوئی بولی اسے میرے محافظو! تم نے اس جوان کو باہر کیوں روکا ہے اسے انتہائی احرام کے ساتھ اندر لاؤ کہ نہ صرف ہمیں بلکہ سب اہل مصر کو ایسے جوان کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ملک دلو کو اپنے تخت سے اتڑی اور یوناف کا استقبال

کرتے کے لیے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی ملک کو ایسا کرتے دیکھ کر اس کے تیر اور سارے ساحر بھی اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

جو تہی یوناف اس شاہی کمرے میں داخل ہوا ملک دلو کو نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اور اس نے انتہائی نرمی اور شفقت میں کہا! اسے میرے عزیز! ہم سب کو یقیناً تیرا ہی انتظار تھا قسم رع دیوتا کی تو خوب وقت پر آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ مصر میں اب مزید خونخواری نہ پھیل سکے گی اس کے ساتھ ہی ملک نے اپنے تخت کے قریب ہی ایک نشست پر یوناف کو بیٹھایا اور پھر خود بھی تخت شاہی پر وہ جہوہ افروز ہوئی ہوئی بولی اسے یوناف میں لوگوں سے یہ تو سن چکی ہوں کہ تم ان گنت فوق البشریت کے ملک ہو اور میں پہلے تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ ان دونوں مفس شہر اور اس کے نواحی علاقے کس تباہی اور بربادی کا سامنا کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ تم ہی وہ واحد شخص ہو جو اس خون ریزی کو روک تھام کر سکتے ہو۔

یوناف نے ملک دلو کو کو جواب دیتے ہوئے کہا اسے ملک اگر آپ مجھے سکارہ کے میدانوں میں دوسرے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی پھیلانے والی می سے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کی تفصیل میں پہلے ہی جانتا ہوں اس پر دلو کو نے چونک کر پوچھا کیا تمہیں کسی نے اس می کے متعلق اطلاع کی ہے جو تم نے ادھر کا رخ کیا ہے یوناف نے سگراتے ہوئے کہا اسے ملک میرے ساتھ ایک ایسی لطیف قوت ہے جو مجھے اطراف و اکناف کے حالات واقعات سے آگاہ کرتی رہتی ہے اور اسے ملک میں نے اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی عزائیل اور اس کے گشتے بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے ہیں وہاں میں نیکی کے فروغ کے لیے پہنچ جاتا ہوں! اسے ملک یہ جو می مصر کے اندر خون ریزی کا بامٹ بن رہی ہے تو یہ کام بھی اب میں اور اس کے گشتے کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد مصر کو اس ہولناک می سے نجات دلاؤں گا۔

اسے ملک اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں ابھی اور اس وقت سکارہ کے میدانوں کا رخ کروں گا۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

وہاں دوسرے احرام میں داخل ہو کر میں اس خونخواری پھیلانے والی می کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا اس پر دلو کو فوراً بول اٹھی اسے یوناف اگر تم آج ہی اس می کے خاتمہ کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے اس پر کیوں کہ اعتراض ہو گا بلکہ تمہارا یہ فیصلہ تو میرے المینان اور میری خوشی کا

باعث ہوگا! ہاں اگر تم آج ہی دوسرے احرام میں داخل ہونے کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے یہ بتاؤ تم کس قدر محافظ اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو گے تاکہ میں ان کا انتظام کروں یونان اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور مکہ سے کہا اے مکہ میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں کا رخ کروں گا آپ کی طرف سے مجھے کسی محافظ کی ضرورت نہیں ہے بس آپ اب مجھے اجازت دیں کہ میں دوسرے احرام کا رخ کر کے اپنے کام کی تکمیل کروں۔

مکہ دلو کہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی یونان کی پیٹھ پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اس نے جانے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ ہی یونان مکہ دلو کہ کے اس شاہی کمرے سے باہر نکل گیا تھا کمرے سے نکل کر یونان نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پکارا ایلیکا ایلیکا تم کہاں ہو چندی ثانیوں بعد جب ایلکا نے یونان کی گردن پر اپنا ریشمی اور حریری لمس دیا تو یونان نے اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میری جیبر! میں نے مصر کی مکہ دلو کہ سے وعدہ کیا ہے کہ اس آج ہی دوسرے احرام میں داخل ہو کر اس خود بخوارمی کا فائدہ کروں گا۔

اب تم کہو تمہارا اس معاملے میں کیا مشورہ ہے اس پر ایلکا نے اپنی مسکراتی اور خوشیوں کے رنگ بکھرتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب! میں تمہارے اس فیصلے سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں! چلو دوسرے احرام کا رخ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کر آج ہی اس نئی کا فائدہ کر دیں گے۔ ایلکا کے اس جواب پر یونان کے لبوں پر اور زیادہ گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے دوسرے احرام کا رخ کرنے لگا تھا جب کہ دوسرے مغرب کی فضا گاہوں میں سورج اب غروب ہونے کو جھلک رہا تھا۔

دوسرے احرام کی طرف جانے کے لیے یونان مفسس شہر سے نکل کر جب سکارہ کے میدانوں میں داخل ہوا تو دوسرے مغرب میں انجانی اور گم نام سرزمینوں کے اندر سورج غروب ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی تاریکیاں اور اندھیرے گرسنہ لگائیوں کے فاسد قدح اور وقت کے بدترین سیلاب اور مدتوں کی رک ہوئی عداوت و شرانگیزیوں کی طرح ہر سو پھیلنے لگے تھے فضائیں سمندر کے نیلے گونگے لبوں اور تیرگی کے محاوروں کی طرح خاموش ہو گئی تھی یونان جس وقت سکارہ کے میدانوں میں رخ دیوتا کی خانقاہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو ایلکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے سنجیدہ اور گہری سی آواز میں کہا اے یونان! اپنے بائیں ہاتھ جو تم عمارت دیکھتے ہو یہی رخ دیوتا کی خانقاہ ہے اور عزرائیل نے اس خود بخوارمی کے ساتھ اپنی پہلی واردت اسی خانقاہ کے اندر کی تھی اور وہ نئی اس کے خانقاہ کے بجاویں کے حلقوم کاٹنے کے علاوہ ان کا خون نہیں پی گئی تھی۔

ایک عجیب خاموشی ہوئی تو یونان نے کچھ سوچا پھر وہ بولا اے ایلکا دوسرے احرام کی طرف جانے ہوئے میں خانقاہ کا ضرور جائزہ لوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ اس خانقاہ کے اندر عزرائیل نے اس نئی سے کسی تباہی اور بربادی پھلائی تھی اس کے ساتھ ہی یونان اپنے بائیں ہاتھ بڑھا اور رخ دیوتا کی اس خانقاہ میں داخل ہوا جو اس وقت بالکل ویران اور اجاڑ دکھائی دے رہی تھی! یونان جب اس عمارت کے اندر گیا تو اس نے دیکھا وہاں کوئی روشنی اور چل نہ تھی چاروں طرف تاریکیاں قفس کناں تھیں شاید نئی کے حادثے کے بعد لوگوں نے اس خانقاہ کی طرف آنا ترک کر دیا تھا رات کی تاریکی میں یونان خانقاہ کے اندر نئی حقد کی طرف بڑھا ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار سے نیام کرتے ہوئے اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار کی نوک کسی چھوٹی اور بڑی صندوق کی شکل کی طرح روشن ہو کر اندھیروں کے اندر روشنی کے نقوش بکھیرنے لگی تھی اور اپنی تلوار سے بکھرتی اس روشنی میں جب یونان رخ دیوتا کی اس خانقاہ کے اندر نئی حقد کے اندر نئی حقد نے دیکھا وہاں جگہ جگہ فرش اور دیواروں پر انسانی خون کے دبھے تھے اور خانقاہ کے کمروں کے اندر ہڈیوں پر مشتمل انسانی پنجرے پڑے ہوئے تھے ایک ننگین اور تاسفانہ جائزہ دیتے ہوئے یونان اس خانقاہ سے نکلا اپنی تلوار اس نے پھر نیام میں کر لی تھی اور دوبارہ وہ دوسرے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

یونان جب دوسرے احرام کے سامنے ان کے بالکل قریب گیا تو رات کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے احرام اس سے سناں نیوں اور ہجر زمینوں جیسے اداس اور ویران لگ رہے تھے وہاں چاروں طرف خاموشی اور سکوت بکھرا ہوا تھا گویا وہاں کی ہر چیز ازل کے اسرار اور ابد کے رازوں میں کھو گئی ہو ایک جگہ رک کر یونان نے اندھیروں کے اندر ان احرام کا ہاتھ جانتا پھر اپنی تلوار اس نے بے نیام کی اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل اس نے کیا جس کے جواب میں اس کی تلوار کی نوک روشن ہو گئی تھی اور اسی روشنی میں آگے بڑھتے ہوئے جوں دوسرے احرام کے اندر داخل ہونے لگا تو چاروں طرف ایک شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس سے یونان کو یوں لگا جیسے نصیبات کی عرصہ کے عناصر آمدھیوں کے شناسا اور طوفان کے محرم رات کے اس سمندر میں جہنمی شراروں کی طرح اس کے خلاف حرکت میں آگئے ہوں! اس موقع پر ایلکا نے یونان کی گردن پر ایک تیز لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی خوف و ہراس میں ڈوبی ہوئی تیز اور کپکپاتی ہوئی آواز یونان کے کانوں میں پڑی! یونان یونان میرے حبیب فوراً سنبھل کر اپنے گرد دھار بنا لو اس لیے کہ دوسرے احرام کے اندر ہمارے دشمن پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے اور عزرائیل اس کے ساتھ نامید ہو رہے

کو تم پر وار دیا ہے! اے میرے حبیب میں خوش ہوں کہ تم نے ایسا حصار کھینچا ہے کہ یہ رو میں اس کے اندر داخل نہیں ہو رہیں ابلیس کی اس گفٹ کو کا جواب دینے کے بجائے یونان فوراً حرکت میں آیا اور جو حصار اس نے پہلے سے کھینچا تھا اس حصار کے باہر اس نے تین اور حصار اپنی تلوار سے کھینچ دیئے تھے اس طرح حصار کے باہر جو بدر میں جنگاریوں کی صورت میں منظر صاف رہی تھیں وہ اور پیچھے ہٹ گئیں تھیں ساتھ ہی یونان نے ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری عزیزہ! پہلے والے حصار کے ارد گرد میں نے تین حصار اور کھینچ دیئے ہیں اور تم دیکھتی ہو جنگاریوں کی صورت میں نمودار ہونے والی بدر میں تینوں نے حصاروں سے بھی باہر نکلی ہیں اور اے میری جیدہ! یہ نئے حصار میں نے اس اقبال کے تحت کھینچے ہیں کہ اگر عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہو اور وہ میرا کوئی حصار توڑنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ آگے بڑھ کر میں نقصان نہ پہنچا سکے اس لیے کہ ایک حصار توڑنے کے بعد جب وہ دوسرے حصار کو توڑنے کے لیے آگے بڑھے گا تو اس وقت تک میں بھی اس کے خلاف حرکت میں آکر نیا حصار اپنے اطراف میں ڈال دوں گا اور جو تہی! اے میری جیدہ! ہم ضرور کے ان احرام کے قریب اس اندھیری اور ویران رات میں شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے اور مجھے امید ہے میرا رب جو ہر چیز پر قادر اور محیط ہے وہ ہمیں ان دیوانوں کے اندر ذلیل و رسوا نہ ہونے دے گا۔

یونان کی اس گفٹ کو جواب میں ابلیس کچھ کہنا ہی چاہتی تھی پر خاموش رہی اس لیے کہ جہاں جنگاریوں کی صورت میں وہ دونوں بدر میں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں وہاں عزرائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب یوسہ اور بنیظ کے ساتھ نمودار ہوا! لہذا ابلیس نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموش ہو رہی رات کی تاریکی میں عارب یوسہ اور بنیظ بڑی خونخواری اور طرہ انداز میں حصار کے اندر یونان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر اس موقع پر عزرائیل نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گراہت برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

اے نیکی و خیر ثواب دہنی اور بھلائی و مروت کے مبلغ دیکھا آج تو یوں ہمارے جنگل میں آن گرا ہے جیسے کوئی زندہ کسی جال میں پھنس کر بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے دیکھو ضرور کے ان احرام کے پاس اب تیرا انجام ہماری مرضی کے مطابق ہو گا اور تیرا ہم سے بچ کے بھاگ نکلتا نہ اب صرف مشکل ہے بلکہ میں نے ایسے ایک طرح سے نالکمن بنا کر رکھ دیا ہے اب تم زمین کے کسی بھی حصہ میں چلا جائے ہم تیرا تعاقب کر کے تجھے ضرور جہنمی شراروں میں بدل کر رکھ دیں گے اور اے کار خیر

اور بنیظ کے علاوہ دو اتہائی خونخوار رو میں بھی ہم پر حملہ آور ہو رہی ہیں ابلیس کی اس گفٹ کے جواب میں یونان فوراً اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اسے زمین پر پھرتے ہوئے اس نے فوراً اپنے ارد گرد ایک حصار کھینچ لیا تھا اسی لمحہ یونان کو یوں غموس ہوا جیسے اس حصار کے باہر شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو اور کبھی کبھی جتنی بھتی چنگاریوں کی صورت میں اس حصار کے باہر کچھ روشنیاں بھی دیکھائی دینے لگی تھیں۔

ابلیس نے پھر یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حبیب عزرائیل تمہارے خلاف بربخ کی دو اتہائی بولنک روحوں کو بے کرایا ہے اے میرے حبیب میں یہاں اتہائی ہو کھ اور انھوں کے ساتھ کہوں گی کہ لاش دشمن کی اس گھات سے میں تمہیں پہلے مطلع کر سکتی! کاش ان علاقوں کا میں پہلے ایک پلر لگا چکی ہوتی۔

ذرارک کر! ابلیس کا پھر کہہ رہی تھی اے یونان اپنی ان دو خونخوار روحوں کو استعمال کرتے ہوئے اور خود اپنی قوت کو بھی ان روحوں کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے عزرائیل بھر پر قابو پانے کی کوشش کرے گا اور اے میرے حبیب! یہ یوں مل کر مجھے اپنی گرفت میں کرنے پر کامیاب بھی ہو سکے ہیں جب کہ عزرائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب یوسہ اور بنیظ کو تم پر چھوڑے گا یونان نے اپنی تلوار اہرا تے ہوئے بھر پور عزم کا اظہار کیا اور ابلیس کے کہا اے میری عزیزہ! تو حوصلہ رکھ تو ان حالات میں میری گردن سے علیحدہ نہ ہوتا میرا رب جو رحیم اور درمحن ہے وہ قہار اور جبار بھی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان بولنک لمحوں کے اندر میرا رب بدی کی ان قوتوں کے سامنے مجھے بے بس اور بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا! اے ابلیس! میرے رب نے چاہا تو دوسرے کے ان احرام کے قریب میں اور تم ہی بدی کی ان قوتوں کے سامنے کامیاب اور کامران ہوں پس تو میری گردن سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے حالات کیسے بدتر اور دگرگوں کیوں نہ ہو جائیں تم ایک قاشافی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں ان بدی کے گشتوں کے جنگل سے کیسے تمہیں اور اپنے آپ کو کیسے بچا نکلتا ہوں۔

یونان جب خاموش ہوا تو ابلیس نے کہا اے میرے حبیب! اپنے ارد گرد جو حصار کھینچا ہے اور اس حصار کے بعد جو جتنی بھتی چنگاریوں کی صورت میں روشنیاں دیکھائی دے رہی ہیں۔

یہی وہ خونخوار بدر میں ہیں جنہیں عزرائیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور اب ان روحوں

بدر میں بھی اور ان کے علاوہ جانب بیور اور بیٹھ بھی آگے بڑھ کر اگلے حصار کے قریب اکھڑے ہوئے تھے پراسی لمہ یونان بھی حرکت میں آیا اپنی تلوار لہراتے ہوئے جو بھی اس نے اپنے لیے حصار کے اوپر اپنی تلوار لہرائی تو سارے بدکتے بل کھاتے اور ایک طرح سے چلاتے ہوئے پھر پیچھے ہٹ گئے تھے اب یونان نے اپنی تلوار فضلہ کے اندر بند کرتے ہوئے عزائیل کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے طنز اگلا: اے عزائیل تیرا حصار توڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا اور پھر میرے دوبارہ حصار کو قائم کرنے کے اس عمل سے تمہیں کیسا لگا: یونان کی اس طرہ گفتگو پر عزائیل ایک طرح سے کھول کر رہ گیا تھا۔

یونان کی اس گفتگو کا جب عزائیل نے کوئی جواب نہ دیا تو یونان پھر حرکت میں آیا اب وہ اپنی تلوار لہراتے ہوئے عزائیل کی طرف بڑھا اور اپنے آخری حصار کے باہر ایک نیم سادائره ایسا کھینچا کہ اس نیم دائرے کے دونوں سرے آخری حصار کو چھو رہے تھے سو عزائیل بھی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹک نیم دائرے کے سامنے سے بھی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا اس طرح یونان اپنی تلوار سے دائرے پر دائرہ بناتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور اس کے ان کے حصاروں کے جواب میں عزائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ بھی اور بدر و حوں کے ساتھ بھی پیچھے ہٹا چلا گیا یہاں تک کہ دائرے پر دائرہ بناتا ہوا یونان انہیں زور دے کے حرام کے ذرا قاصد پر سے آیا تھا اس موقع پر ابلیک نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: اے میرے حبیب یہ دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے تم کدھر کا رخ کر رہے ہو اگر تمہارا مقصد آگے بڑھتے ہوئے ممض شہر یا دریائے نیل کے کنارے شولار محل میں داخل ہونا ہے تو میرے خیال میں یہ بہت بہتر اور آسان قدم ہے اس طرح ممض شہر یا شولار محل میں ہم ان قوتوں سے بہتر طور پر غلط سلکیں گے ابلیک نے اس استفسار پر یونان نے جواب دیا: اے ابلیک میں یہ جو دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے آگے بڑھا ہوں تو اس سے میرا مقصد ممض شہر یا شولار کے محل میں جانا نہیں ہے ابلیک اس وقت دل ہی دل میں نے اپنے رب سے ایک ہمد کیا ہے اور میں اسی ہمد کے مطابق حرکت میں آؤں گا پس تم ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں کیسے ان کے چنگل سے بچ نکلتا ہوں۔

اے ابلیک اس موقع پر اگر ہم ممض شہر یا شولار محل کا رخ کریں تو یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہو گا اس لیے ابھی میرے ذہن میں کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے جسے اپنا کر ممض شہر

کو فروغ دینے والے یہ بھی سن رکھ کہ تو نے اپنے ارد گرد یہ جو حصار کھینچ رکھے ہیں اور جن سے باہر تو نے ہیں اور میری گرفت میں آئی ہوئی روحوں کو روک رکھا ہے یہ حصار تو میں ایک ایک کر کے توڑ دوں گا۔

اور پھر یہ میرے اشاروں پر کام کرنے والی بدر و حیں تجھ پر یوں بھینسیں گی جس طرح بھوکے کرگس کسی مردار کی طرف پکتے ہیں! اے نیکی کے مبلغ میں نے اپنے حواریوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مجھ کو بھی تمہارے خلاف حرکت میں لائیں وہ بھی اب تھوڑی دیر تک یہاں نمودار ہونے ہی والی ہے سو دیکھ زور دے ان احرام کے پاس خیم تیرا انجام کیسا عبرت خیز بنا کر رکھتے ہیں۔ عزائیل کی اس گفتگو پر یونان کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا: اے مسند و بدین سخوس و بدگفت اور بدخو نمون یہ تیرا وہم تیری غلط فہمی ہے میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر زور دے ان احرام کے پاس میرا انجام عبرت خیز کر کے رکھ دے گا! اے بدی کے گماشتے میں ایک مواعدا انسان ہوں اپنے رب کو ایک جان کر اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسے ہی اپنا کار ساز جان کر اس سے مدد طلب کرتا ہوں میں نیکی کے کام کا فروغ کرتا ہوں تیری طرح زمین کے اندر بدی گناہ اور فساد کا کام نہیں کرتا! اے اپنی آگ کی پیدائش پر فخر کرنے والے سن رکھ میرا رب تیرے مقابلہ میں مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا یہ میرا ایمان ہے اور مجھے امید ہے کہ زور دے ان حرام کے بعد میں تیری جمع کردہ ان ساری قوتوں سے بچ نکلتے میں کامیاب ہو جاؤں گا! اے عزائیل رہا تمہارا یہ دعویٰ کہ تم میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر بھٹک پہنچے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ذرا ان حصار کو توڑ کر مجھ تک پہنچنے کی کوشش تو کرو۔

یونان کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اسی وقت احرام کے اندر سے وہ خونخوار می نمودار ہوئی اور احرام کے اندر سے ایسے انداز میں نکلی تھی جیسے کسی خونخوار درندے کا اپنی پیچھے کھل جاتے سے وہ ہونہار کی کا اظہار کرتے ہوئے باہر آجائے ایسے ہی انداز میں وہ مجھ احرام سے باہر آئی اور پھر یونان کے کھینچے ہوئے حصار کے باہر عزائیل کے قریب اکھڑی ہوئی تھی اور وہ بڑے استقامی اور انتہائی بہتنگ انداز میں یونان کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران عزائیل حرکت میں آیا اپنا کوئی عمل اس نے کیا اور یونان کے سب سے باہر والے حصار کا اس نے عمل ختم کر کے رکھ دیا تھا اس آخری حصار کے فاتحہ کے ساتھ ہی عزائیل اس کے ساتھی دونوں

گئی تھی کہ وہ اللہ کے بندے جو اپنی اطاعت اور بندگی کو اپنے رب کے لیے خالص کر دیتے ہیں ان پر بھی تیرا بس نہ چلے گا پس اسے عزائیل میں چند ہی لمحوں پر یہ بات ثابت کرنے والا ہوں کہ میں اس ہستی کا سہاراؤں گا جس پر تو اور تیری یہ ساری ہی بدی کی قوتیں مایوس ہو کر رہ جائیں گی۔ عزائیل نے برہم ہو کر کہا اگر میں جھوٹ بولتا ہوں اور کہتا ہوں تو اسے یونانف تم بھی کہو اس کرتے ہو اور جھوٹ بولتے ہو۔

اور اگر تم ایسا دعویٰ کرتے ہو تو اس حصار سے نکل کر اس مقام کا رخ کرو جہاں پر تم اپنے آپ کو ابلیس کا گھڑے اور میرے ساتھیوں سے محفوظ کر سکتے ہو اور پھر میں دیکھتا ہوں تم کیسے بچ سکتے ہو محفوظ رہتے ہو اور کیسے خداوند تمہاری مدد اور تمہاری امانت کرتا ہے۔ پھر یونانف نے چیلنج دیتی ہوئی لگا ہوں سے عزائیل کی طرف دیکھا پھر کہا اسے عزائیل بھڑکے سے نکل کر اس مقام کی طرف جاتا ہی ہو گا جہاں پر تیری پھیلانی ہوئی بریوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتا ہوں تاکہ میں ثابت کر سکوں کہ تیرے سارے گمان کھوکھلے اور تیرے سارے ہی دعوے جھوٹے ہیں اس کے ساتھ ہی یونانف نے بڑی تیزی کے ساتھ فضاؤں کے اندر اپنی تلوار لہرائی شروع کر دی اور نیم دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے وہ تیزی کے ساتھ عزائیل اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے ہٹاتا چلا گیا تھا پھر وہ اچانک ہی اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یونانف کے یوں غائب ہونے پر عزائیل نے چلاتے ہوئے کہا! اسے میرے حواریو! تم اس مخفی کو زور کے احرام کے اندر سے جاؤ اور اسے اپنی جگہ پر جا کھڑا کرو اور پھر تم ہمیں زور کے احرام کے اندر ہی میری والپسی کا انتظار کرو جب کہ میں اپنے ساتھیوں کے علاوہ ان دو بدردعوں اور عارب یوسہ اور منیطہ کے ساتھ یونانف کا تعاقب کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ وہ اور ابلیس کیسے مجھ سے بچ سکتے ہیں اور کس مقام پر جا کر وہ میری قہرمانیت اور میرے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں عزائیل کے اس حکم پر اس کے کارکن مخفی کو زور کے احرام کے اندر لے گئے تھے۔ جب کہ خود عزائیل ان دو بدردعوں کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور عارب یوسہ اور منیطہ کے ہمراہ یونانف کا تعاقب کرنے لگا تھا۔

یونانف کا تعاقب کرتے ہوئے عزائیل نے چلا کر اس کے پیچھے سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے نبی وحیر کی تبلیغ کرنے والے قسم مجھے اپنی ذات کی میں تجھے تقدیر کے بدترین عذاب میں مبتلا کر کے رہوں گا میرے آگے آگے بھاگنے والے قرطاس وقت پر تیرے

یا شوطار کے محل کے اندر میں ان سے گوفلامی حاصل کر سکوں گا! اسے ابلیس اپنے رب سے ملے ہوئے عہد کے مطابق میں ایک ایسی جگہ ایک ایسے مقام کا رخ کر رہا ہوں جہاں نہ ہی عزائیل اور نہ ہی اس کی دیگر بدی کو قوتیں داخل ہو سکتی ہیں اور اس مقام پر عیام کر کے پھر تیار ہو کر میں ان سے نشے کا کوئی طریقہ کار وضع کروں گا اس پر ابلیس نے مفسد کن انداز میں کہا اسے میرے حبیب جو بھی طریقہ کار اپنائیں ہر صورت میں میں تمہارا ساتھ دوں گی اس پر یونانف نے مسکراتے ہوئے کہا! اور اسے ابلیس عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو چاہے حربہ استعمال کرے میں ہر صورت میں ان سے اپنا اور تمہارا دفاع کروں گا۔

یونانف جب خاموش ہوا تو جہاد کے باہر کھڑے عزائیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! نیکی کے گشتے میں جاتا ہوں تو اپنی گرفت میں رہنے والی ابلیس کے کیا گفتگو کر رہا ہے پر یاد رکھ تیرا یہاں سے بچ نکلنا ممکن نہیں ہے اور اگر تو کوئی طریقہ استعمال کر کے یہاں سے باہر نکلے میں کامیاب بھی ہو جائے تب بھی یہ بات اپنے ذہن میں بیٹھا کر رکھ کہ میں اپنی ان قوتوں کے ساتھ بھرپور طور پر تیرا تعاقب کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کے اندر کسی بھی مقام پر تو میری اور میرے ان ساتھیوں کی بدی اور فساد سے اپنے آپ کو اور اس ابلیس کو بچانہ سکے گا! یہ میرا بختہ مزم ہے کہ میں ہر صورت میں تم دونوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھوں گا چاہے تم دونوں زمین کی پاتاں میں ہی کیوں نہ اتر جاؤ میں تمہیں وہاں سے بھی نکال باہر کروں گا غرض! اسے یونانف سن رکھو تمہارے لیے روئے زمین پر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں تم اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر سکو۔

عزائیل کی اس لاف زنی پر یونانف نے انتہائی غصہ اور غضب میں کہا اسے عزائیل! اسے میرے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے مردود تو جھوٹ بولتا ہے کہ اس کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا بس نہیں چلتا اور یہ بات بھی تیرے ذہن میں محفوظ ہوگی کہ جب تو نے آدم کو مجھہ کرنے سے انکار کر دیا یا تھا اور تو عزائیل سے ابلیس ہو گیا تھا اس وقت تو نے خداوند سے ہمت مانگی تھی پس جس وقت خداوند کریم سے تمہیں ہمت عطا ہوئی تھی اس وقت ہی تم پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ تمہارا بس صرف ان لوگوں پر چلے گا جو گمراہی کی طرف مائل ہوں اور وہ بھی تم کسی کو زبردستی گناہ پر مائل نہ کر سکو گے بلکہ اس کے لیے تم گناہوں میں جذب و کشش پیدا کر کے اپنا کام نکالو گے اور خداوند کریم کی طرف سے اس موقع پر تم پر یہ بھی کر دی گئی تھی کہ میرا خداوند جہنم کو مجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیرا اتباع کریں گے ان سے بھروسے گا اور تم پس یہ بات بھی واضح کر دی

یہ میں ذلت دیتی ہی رقم کروں گا اور تیری لوح ذہن پر میں لہو کی جواں اور خون کی ہولناک داستان
تحریر کروں گا مجھ سے بھاگ کر تو جس نادیدہ سفر پر روانہ ہو ہے اس سفر کی رسم نا آشنا
تنہا یاں یقیناً تجھے آہوں کی ذلت اور آغوشِ اہل کے بھانگ پن سے روشناس کر کے رکھ
دیں گی یونان نے عزائیل کی اس ٹکڑے گنگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ بدستور آگے بڑھتا رہا
مصر کی سرزمین سے اس کا رخ دشتِ جہان کی طرف تھا۔

عزائیل اور اس کے ساتھیوں کے آگے آگے لاہوتی انداز میں بھاگتے ہوئے یونان ارضِ جہاز
میں داخل ہونے کے بعد مکہ شہر کا رخ کر رہا تھا اور پھر عزائیل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی
دیکھتے وہ حرمِ کعبہ میں داخل ہو گیا تھا جب کہ عزائیل کعبہ سے ذرا فاصلہ پر رک گیا تھا اور اپنے
ساتھیوں کو بھی وہاں اس نے رک جانے کا اشارہ کر دیا تھا اس موقع پر عارب نے عزائیل
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یونان وہ سامنے والے چھوٹے سے
گھر میں داخل ہو گیا ہے کیا یہیں بھی وہاں داخل ہو کر اس پر قابو نہ پالینا چاہئے! عزائیل نے انتہائی دکھ
اور اداسی میں کہا اے عارب جیسا تم سوچتے ہو ایسا ممکن نہیں ہے وہ سامنے والا چھوٹا سا گھر کعبہ
ہے اور یہ خداوند کا گھر ہے میرے سمیت تم میں سے جو بھی یونان کے تعاقب میں اس گھر میں داخل
ہو گا یا در کھو وہ فنا ہو کر رہ جائے گا۔

اس لیے کہ یہ گھر تو خداوند کا گھر ہے نیکی خیر اور صلاح کا منبع اور بر شوئم ہے میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں
کہ کوئی بھی آگے بڑھ کر اس گھر میں داخل نہ ہو ورنہ تم لوگ جہنمی آگ جیسے عذاب میں مبتلا ہو کر
ختم ہو جاؤ گے۔

عزائیل کی اس گفتگو پر عارب نے حیرت سے عزائیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا تو
کیا اس گھر میں یونان اور ایٹیکا کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ناکام نامراد واپس لوٹ جائیں عزائیل
نے اسے ڈھارس دیتے ہوئے کہا نہیں عارب ایسا نہیں ہے ہم یہیں رک کر یونان کا انتظار کریں
گے آخر وہ کب تک اس گھر کے اندر بھوکا اور پیاسا رہ سکتا ہے ایک دو دن بعد اسے وہاں
سے نکلتا ہی ہو گا اور جب یہاں سے نکلے گا تو ہم پھر اس کے تعاقب میں لگ جائیں گے
اور پھر میں دیکھوں گا کہ اس گھر کے علاوہ وہ روئے زمین پر کس جگہ محفوظ و مامون رہ سکتا ہے
عزائیل ذرا رکا پھر وہ انتہائی دکھ اور افسوس میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا اے میرے عزیزو!
یونان واقع ہی مجھے مل دینے میں کامیاب رہا ہے اس نے نہ صرف میرے احرام کے پاس مجھے جینچ

دیا تھا کہ وہ نہ صرف میری گرفت سے بھاگ نکلے گا بلکہ میرے مقابلہ پر کوئی محفوظ مقام بھی تلاش کر لے گا
پس اے میرے عزیزو! اس پہلے مرحلہ میں ہمارے مقابلہ میں یونان یقیناً فوز مند اور کامیاب رہا
ہے اس لیے کہ وہ نہ صرف ہماری گرفت سے بھاگ نکلا ہے بلکہ خداوند کے گھر میں پناہ لے کر اس نے
ہمارے سارے ہی ارادوں کو ناکام بھی بنا دیا ہے۔

اس بار عارب کے بجائے یوسہ نے عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے آقا کیا آپ
بھی اس سامنے والے مکان میں نہیں داخل ہو سکتے جسے آپ نے خداوند کا گھر کہا ہے عزائیل نے بڑی
زہمی اور شفقت سے کہا ہاں میری عزیزہ میں بھی خداوند کے اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا! یوسہ نے
پھر پوچھا اور یہ جو دو قضیتِ روحیں جو اس وقت آپ کی گرفت میں ہیں کیا یہ بھی آگے بڑھ کر اس گھر
میں داخل نہیں ہو سکتیں عزائیل نے پھر ویسے ہی لہجہ میں کہا اے میری عزیزہ یہ دونوں قضیتِ روحیں
بھی اس گھر میں کسی بھی صورت داخل نہیں ہو سکتیں لہذا ہم یونان پر اس وقت تک کوئی عذاب طاری
نہیں کر سکتے جب تک یہ اس گھر سے باہر نہیں نکلتا اس لیے کہ میں تم سے یہی کہوں گا کہ اؤ کعبہ سے
ذرا ہٹ کر یہاں بیٹھ جاتے ہیں اور یونان کے وہاں سے نکلے گا انتظار کرتے ہیں۔

عزائیل کے کہنے پر اس کے سارے ساتھی وہاں رک کر یونان کے کعبہ سے نکلے گا انتظار
کرنے لگے تھے! حرمِ کعبہ میں داخل ہوتے ہی یونان نے مڑ کر عزائیل اور اس کے ساتھیوں
کی طرف نہ دیکھا بلکہ وہ وہاں سجدے میں گر گیا تھا اور گڑ گڑاتے ہوئے دعا مانگ رہا تھا۔

اے میرے اللہ اے میرے رب اے واحد و قہار! میں ابلیس اور اس کے گماشتوں سے
تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے میرے مہربان عزائیل بدی کے بیاب موت کی تاریکی اور شدید
ذلت جیسی نفرت کے ساتھ میرے درپے ہے۔ اے میرے کارساز تو دلوں کا مرہم اور حوصلہ ہے
تو مجھے ابلیس کے مرگ و حیات کے کھیل اور اس کی ذلت و پستی کی پکاسے محفوظ رکھ اے میرے
رحمن! ابلیس اپنے عھیان کے طوفان اور اپنی ساری مشرتوں اور نخوتوں کے ساتھ میرے تعاقب
میں ہے وہ انسانیت کی عریانی اجالوں کے زمرسوں اور نیکی و خیر کے زوال کا خواہشمند
"اے رب کعبہ تو جزا و جزا کا مالک ہے تو قطرہ قطرہ میرے دل کی لوح پر گرنے
والے آنسوؤں کے طفیل میری پکار و دعا کو قبول فرما۔ اے کعبہ کی غنیمتوں کے
آئین تو دیکھی روحوں کو سکون عطا فرمانے والا ہے میری محبتوں کی تمازت،
اشکوں کے سوز اور دل کے گداز میں ڈوبی ہوئی التجا مقبول فرما۔ دنیا کی ان

یہی راہوں پر عزرائیل کی نخواستہ تیر کے خلاف میری کاوشوں کو سود مند بنا۔ ابلیس کے سامنے میری زندگی کی دیران خاموشیوں کو حسن و جذب عطا فرما۔ خداوند رحیم میں تیرے ہی حضور سرسجود ہوں اور تجھ ہی سے اس ابلیس کے خلاف پناہ مانگتا ہوں! اے میرے رب تیرے علاوہ اس کائنات کے اندر کوئی اور نہیں جس کے سامنے سجدہ کیا جائے اور مرد کے لیے پکارا جائے اور جس کی ابلیس کے مقابلے میں پناہ مانگی جائے پس! اے میرے پروردگار اس عزرائیل کے مقابلے میں مجھے حوصلہ و تقویت اور کامیابی و فوز زندگی عطا فرما۔

یہ دعا ختم کر کے یونان سجدے سے اٹھ کھڑا ہوا اس وقت استہائی ہولناک انداز میں آسمان پر بادل گرج رہے تھے اور برق کی تب و تاب افق کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک پھلتی بھرتی جا رہی تھی یونان نے دیکھا! عزرائیل اپنے ساتھیوں اور خبیث رحوں کے ساتھ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر اس کا منظر تھا! عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ مجبوری اور بے بسی دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کو یونان کے ہونٹوں پر پرسکون المینا بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر دعائے انداز میں اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بند کرتے ہوئے بڑی عاجزی اور اکساری میں کہا! اے میرے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی التجا اور دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

یونان جب یہ اموش ہوا تب ابلیس نے اس کی گردن پر بس دیا پھر اس کی تجسس اور استعظام میں ڈوبی ہوئی اس کی آواز یونان کو سنائی دی اے میرے حبیب کب تک تم اللہ کے اس گھر میں بھوکے اور پیاسے پڑے رہو گے جب کہ تم دیکھتے ہو کہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں آن دبوچے گا۔ اے یونان میں حیران ہوں اور پریشان ہوں کہ یہاں سے نکلنے کے بعد تم کدھر کا رخ کرو گے! ابلیس کی اس گفتگو پر یونان نے پرسکون لہجہ میں کہا ابلیس کافی وقت میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تاہم تم دیکھتی ہو کہ اللہ اس کے گھر میں مجھے عزرائیل اور اس کے ساتھیوں سے سکون ملا ہے پس میں اس پرسکون ماحول میں اپنے سوچوں کا پھر فیصلہ کروں گا کہ اس سے اگلا قدم کس طرح اور کیسا اٹھانا چاہیے یونان کے ان الفاظ کے بعد ابلیس کا خاموش ہو گئی جب کہ خود بھی یونان بھی گہری سوچوں اور انتہاء تفکرات میں کھو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے یہ یوحنا اور سنی شہر کی حکومتوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا تھا اور اب اس کے بعد جیوں کی سلطنت تھی اور یہ سلطنت جیوں کی فیرہ بردت اور قدرت و عظمت کے بڑے بڑے شہروں پر پھیلی ہوئی تھی جس قدر حکومتیں یوشع بن نون نے اس سے قبل اپنے سامنے زیر کی تھیں۔ یہ جیوں کی سلطنت ان ساری حکومتوں سے بڑی اور وسیع تھی۔ پس نئی شہر کے قریب خیمہ زن ہونے کے بعد یوشع بن نون نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ جیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے اس پر لشکر کشی کریں گے۔

جیوں کے بادشاہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل یہ یوحنا اور سنی شہر کو فتح کرنے کے بعد اب ان کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے دو ان شیروں کو طلب کیا جو اس کی سلطنت کے اندر سب سے زیادہ فہم اور دانشمند خیال کئے جاتے تھے ان شیروں کے نام راعیل اور عبدون تھے۔ پس راعیل اور عبدون نام کے یہ دونوں شیر جب اپنے بادشاہ سامنے پیش ہوئے تو جیوں کے بادشاہ نے ان دونوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز و تم دونوں جانتے ہو کہ بنی اسرائیل یہ یوحنا کے بعد سنی شہر پر بھی قابض ہو چکے ہیں اور وہاں جیوں کے بعد وہ امور میں پر بھی اپنا غلبہ اور استیلا کرنے میں مصروف ہیں اے میرے عزیز و تم اس کے بنی اسرائیل آگے بڑھتے ہوئے ہم پر بھی حملہ آور ہوں اور ہمارے شہروں کے اندر قیامت خیز خون ریزی برپا کرتے ہوئے ہماری سلطنت پر بھی قابض ہو جائیں میں جانتا ہوں تم دونوں ہمیں بدل کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ ان کے ہاں کچھ دونوں ملک ان ہی جیسی زندگی بسر کرو پھر کوئی اچھا موقعہ جان کر ان کے سردار یوشع بن نون کے سامنے پیش ہو جاؤ اور قابل قبول اور دل کو اچھا لگتا ہوا ہمدردی کر کے تم اپنی قوم کے لیے معافی اور امان حاصل کر لو اور اگر تم دونوں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہاں دو حکومتوں کو خراب و خراب

ہولہذا مجھے امید ہے کہ تم انتہائی احسن طریقہ سے اس کام کو انجام دے لو گے اور اپنی قوم کے لیے معافی اور امان طلب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

بادشاہ جب خاموش ہوا تو اس کے دونوں شیروں میں سے ایک نے کہ جس کا نام راعیل تھا بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا: اے بادشاہ آپ مطمئن اور سبے فکر رہتے آپ کی خواہش کے مطابق ہیں اور عیدون آج ہی بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم بنی اسرائیل کے سردار یوشع بن نون سے اپنی قوم کے فاطر معافی اور امان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اے بادشاہ اس موقع پر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہماری یہ ہم اور ہمارا یہاں سے کوچ کرنا انتہائی طور پر رازداری میں رہے اور کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ ہم کس کام کے لیے بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں اور اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ ہم کیا مقاصد کے تحت بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو میں تجھ کو یہ نہ صرف ہم دونوں کے لیے بلکہ ہماری پوری قوم کے لیے برا اور نقصان دے ہو گا اس لیے کہ بنی اسرائیل کے جاسوس ہمسایہ اقوام کے اندر منتشر ہلاکت پھرتے ہیں اور اگر انہیں یہ خبر ہوگی کہ ہم کیا مقصد کے لیے بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں تو وہاں ہمیں دیکھتے ہی قتل کر دیا جائے گا۔

بادشاہ نے توصیفی انداز میں راعیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے راعیل میں تمہاری دانشمندی کی تعریف کرتا ہوں تم کوئی اندیشہ نہ کرو تم دونوں کی روانگی اور مقصد دونوں ہی رازداری میں رکھے جائیں گے یا تم دونوں یوں سمجھ لو تمہارا یہاں سے کوچ اور بنی اسرائیل کے اندر تم دونوں کے کام کی نوعیت میرے اور تم دونوں کے درمیان ہی ایک سرپرستہ راز بن کر رہ جائے گی۔ پس میں چاہوں گا کہ تم آج ہی بنی اسرائیل کی طرف کوچ کر جاؤ اور جلد از جلد اپنی قوم کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے یوشع بن نون سے امان اور معافی کا عہد حاصل کر لو۔ اپنے بادشاہ کی یہ ہدایات غور سے سننے کے بعد راعیل اور عیدون نے غلطیاً اپنے سروں کو جھکایا پھر وہ دونوں وہاں سے باہر نکل گئے تھے۔

اپنے بادشاہ کی خواہش کے مطابق راعیل اور عیدون نے اسی روز اپنے مرکزی شہر جیون سے کوچ کیا۔ انہوں نے جیل بازی سے کام لیا اور سفروں کا بھیس بدلا اس کے علاوہ انہوں نے پرانے پورے اور بوسیدہ پھٹے ہوئے اور مرمت کے ہوئے شراب کے مشیکیزے اپنے گدھوں پر لادے اپنے پاؤں میں دونوں نے خوب پھٹے ہوئے اور پیوند

کے جوتے اور اپنے تن پر ایسے ہی پرانے اور پونہ مزدہ کپڑے پہن لیے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ساتھ کچھ پھپھوندی لگی ہوئی روٹیاں بھی لے لی تھیں راعیل اور عیدون کی خوش قسمتی کہ جب یہ دونوں جبال کے میدانوں میں بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو کچھ اسرائیلی انہیں اجنبی اور غیر سمجھ کر دونوں کو پکڑ کر یوشع بن نون کے پاس لے گئے اور اس وقت یوشع بن نون اپنے سرداروں کے ساتھ کسی امر پر مشورہ کر رہے تھے یوشع بن نون نے پہلے غور سے ان دونوں کی حالت کا اور ان کے جلیہ کا جائزہ لیا پھر انہوں نے پوچھا۔

اے اجنبیوں تم کون ہو کس سرزمین سے تعلق رکھتے ہو تم دونوں نے اپنا یہ جلیہ کیا بنا رکھا ہے اور تم کیا مقصد کے لیے ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہوئے ہو ان سوالات پر راعیل اور عیدون نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا پھر عیدون بولا اور یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے اسرائیل کے عظیم سردار! ہمارا تعلق ایک انتہائی دور دراز کی سلطنت سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ ہمارے قشر کی روٹیاں جو ہم اپنے ساتھ لے کر چلے تھے انہیں پھپھوندی لگ گئی ہے اور ہمارے کے مشکیزے جو ہم نے اپنے وطن سے کوچ کرتے وقت بھر لیے تھے اور وہ نئے تھے دیکھو کہ وہ ہمارے اس سفر کے دوران نہ صرف بوسیدہ ہو چکے ہیں بلکہ وہ جگہ جگہ سے پھٹ بھی چکے ہیں اس کے علاوہ آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے جوتے اور ہمارے کپڑے بھی اس دور دراز کی مسافت کی وجہ سے پونہ مزدہ ہو کر انتہائی پرانے دیکھائی دینے لگے ہیں اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو ہماری اس گفتگو پر شک ہو تو آپ اٹھ کر ہمارا اور ہمارے اس سارے سامان کا جائزہ لے سکتے ہیں جس سے متعلق ہم نے گفتگو کی ہے۔

عیدون کے خاموش ہونے پر یوشع بن نون نے اسے حوصلہ دلانے کے انداز میں کہا اے اجنبی تم اپنی گفتگو جاری رکھو تمہارا جلیہ اور تمہارے سامان کی کیفیت یہ بتا رہی ہے کہ ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کر رہے ہو۔ پس تم اپنا بیان جاری رکھو اور ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہونے کا مقصد بیان کرو عیدون پھر بولتے ہوئے کہہ رہا تھا اے بنی اسرائیل کے عظیم سردار میرا نام عیدون اور میرے اس ساتھی کا نام راعیل ہے ہم دونوں ہی آپ کے خادم ہیں اور ہم دونوں موسیٰ کے خداوند کے کچھ امور پر متاثر ہو کر اس طرف آئے ہیں کہ کس

طرح موسیٰ ہارون کے خداوند نے بنی اسرائیل کو مصریوں کی حیثیت اور مظالم سے نجات دی کس طرح بنی اسرائیل کو سمندر پار کر لیا گیا کیسے دشت سینا کے اندر من و مویٰ کی صورت میں خوراک مہیا کی گئی اور کس طرح میروں نے اس پار والوں کے علاوہ جسوں کے بادشاہ سے بسن کے بادشاہ عروج اور اس کے علاوہ یروج اور غی مغرب کی سلطنتوں کو بنی اسرائیل کے آگے زیر کر کے رکھ دیا اسے بنی اسرائیل کے عظیم سالار ہم ہی نہیں بلکہ ہماری ساری قوم خداوند کے ان امور اور معجزاتی کاموں پر متاثر ہے۔

یوشع بن نون نے پوچھا اسے عبدون تم نے اپنے سارے احوال تو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے ہیں لیکن ابھی تک تم نے یہ راز نہیں کھولا کہ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے اور ہمارے پاس آئے کا تمہارے پاس کیا مقصد ہے اس پر عبدون نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالار اور سردار تم سب ہمارے ساتھ عہد کرو تو ہم ہر بات آپ لوگوں کے سامنے سچ اور حقیقت کے ساتھ بیان کر کے رکھ دیں گے اس پر یوشع بن نون کے علاوہ بنی اسرائیل کے بہت سے سرداروں نے بھی پوچھا وہ کیا عہد ہے جو تم شرط کے طور پر ہمارے ساتھ باندھنا چاہتے ہو عبدون نے کہا وہ عہد یہ ہے کہ پہلے آپ ہم دونوں کے علاوہ ہماری ساری قوم اور ہمارے بادشاہ کو بھی معافی اور امان عطا کریں اور اس کے بعد ہم حق اور سچائی کے ساتھ یہ راز کھول دیں گے کہ ہمارا تعلق کس سرزمینوں سے ہے۔

اس پر یوشع بن نون نے پہلے اپنے سارے سرداروں سے مشورہ کیا اس کے بعد یوشع بن نون نے اور بنی اسرائیل کے سارے سرداروں نے نہ صرف ان دونوں کو بلکہ ان کی قوم اور ان کے بادشاہ کو بھی معافی اور امان دینے کا عہد کر لیا تھا جب یہ سب کچھ ہو چکا تب عبدون نے یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل کے عظیم سالار اور سردار ہمارا تعلق تمہاری پڑوسی سلطنت جیعون سے ہے اور ہمارے بڑے بڑے شہر جیعون کی فہرہ بردت اور قریت یعیم ہیں اور یہ ہم اپنی قوم کے سچے ہیں اور ہمارے بادشاہ نے ہمیں آپ کی طرف اس عرض کے تحت روانہ کیا تھا کہ ہم دونوں کوئی جیلہ اور کوئی یہانہ استعمال کر کے اپنی قوم اپنے بادشاہ اور اپنے آپ کے لیے بنی اسرائیل کی امان کا عہد حاصل کر لیں اور آپ سب دیکھتے ہیں کہ ہم دونوں اپنا یہ مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

عبدون کے اس انکشاف پر بنی اسرائیل کے کچھ سرداروں نے اعتراض کیا کہ تم دونوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ دہی اور فریب کا کام کیا ہے اس لیے کہ تم نے کہا کہ تمہارا تعلق ایک دور دراز کی سلطنت سے ہے جب کہ تم دونوں ہمارے ہمسائے جیعون کی حکومت سے تعلق رکھتے ہو لہذا تم دونوں خود ہی بتاؤ کہ اس فریب اور دھوکہ دہی کی تم دونوں کو کیا سزا ملنی چاہئے اس بار عبدون کے بجائے راعیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل کے سردار ہمیں اطلاع ملی تھی کہ بنی اسرائیل حکومت پر حکومت اور شہر پر شہر سر کرتے آ رہے ہیں اور جب ہمیں یہ اطلاعات پہنچی کہ بنی اسرائیل نے ہمارے ہمسائے شہری کو بھی فتح کر لیا ہے تب ہم نگر مند ہوئے اور ہماری خواہش تھی کہ بنی اسرائیل کسی بھی طرح ہمارے ساتھ صلح کا عہد کر لیں۔ سو صرف بنی اسرائیل کی دوستی اور رفاقت حاصل کرنے کے لیے ہم نے یہ طریقہ کار استعمال کیا ہے۔

راعیل کے اس جواب پر بنی اسرائیل کے سرداروں میں سے کوئی بھی کچھ نہ بولا ان کی حالت اور کیفیت سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ راعیل کے جواب سے مطمئن ہیں اور وہ انہیں ان کی قوم اور بادشاہ کو امان دینے پر رضامند ہیں راعیل اور عبدون کی گفتگو سننے کے علاوہ اپنے سرداروں کا رویہ بھی دیکھتے ہوئے شمعون نے فیصلہ کن انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا اے راعیل اور عبدون تم دونوں اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اب جب کہ تم ہمارے ساتھ صلح اور امن کا عہد کر چکے ہیں تو جاؤ اپنے بادشاہ اور اپنی قوم کو خبر کرو کہ بنی اسرائیل ان شہروں کی طرح جنہیں وہ فتح کر چکے ہیں ان پر حملہ آور نہ ہو کہ ان کی خون ریزی کا باعث نہ بنیں گے چونکہ جیعون والوں نے از خود اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہے لہذا آج کے بعد جیعون والے نہ صرف ہمارے مطیع و فرمانبردار بلکہ ہمارے دوست کہلائیں گے اور ہر ضرورت کے وقت ہم ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں گے اور جس طرح بنی اسرائیل باہم امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح جیعون والے بھی جب چاہیں ہمارے اندر رہ کر امن زندگی بسر کر سکتے ہیں اب تم دونوں یہاں سے اپنے شہر کی طرف کوچ کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی راعیل اور عبدون وہاں سے ہٹ گئے اور اسی وقت اپنے مرکزی شہر جیعون کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

درس امیر اور عربت خیز بنا کر رکھ دوں گا اس پر ابلیکانے سرخوشی برساتی ہوئی آواز میں پوچھا ہے
میرے حبیب! کیا تم یہ نہ بتاؤ گے کہ ان لوگوں کے خلاف تم کیا طریقہ کار اپنانے والے ہو۔ یوناف
نے گہری سسکاہٹ میں کہا اے ابلیکا مطمئن رہو شوطار کے محل میں خود ہی دیکھو اور جان لو گی کہ میں
ان بدکاروں کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں

یوناف ذرا مڑ کا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے ابلیکا ہمارا
خدا ہمارا رب ہم پر مہربان ہے جو اس نے یوں اپنے گھر میں ان بری کی قوتوں سے پناہ دی
میں اپنے خداوند کا ممنون ہوں کہ وہ اپنے بندوں کی عاجزی اور ان کی غلطیوں کو ضرور
ستاتے ہے اے ابلیکا خداوند کے اس گھر میں مجھے سکون کے ساتھ سوچے کا موقع ملا تھا سو میں نے
ان سے نشے کا طریقہ حاصل کر لیا ہے اب تم تیار رہو کہ میں یہاں حرم کعبہ سے شوطار کے محل
کی طرف کوچ کروں گا ظاہر ہے کہ میرے یہاں سے نکلنے پر عزرائیل بھی اپنے ان حواریوں
کے ساتھ میرا تعاقب کرتے ہو شوطار کے محل کی طرف جائے گا اور پھر تم دیکھتا اے ابلیکا
میں ان سے کس ہولناک انداز میں نمبتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف حرم کعبہ سے نکل کھڑا
ہوا۔ عزرائیل اور اس کے حواریوں نے بھی اسے وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا پس اپنی لاہوتی قوتوں کو
استعمال کرتے ہوئے جب یوناف حرم کعبہ سے دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کی
طرف روانہ ہو گیا تو عزرائیل بھی اپنے حواریوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

یوناف طوفانی انداز میں شوطار محل کی طرف بڑھا تھا اور محل میں داخل ہوتے ہوئے
وہ دریا کے کنارے سے چھدیاں پھٹنے والے ایک نوجوان چھیرے کو بھی کسی شاہین کی طرح
اچھٹا ہوا شوطار کے محل کے اندر سے گیا تھا فی الفور وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوا اور
شیطان اور اس کے حواریوں کو روکنے کے لیے اس نے اپنی اس خواب گاہ کے اندرونی
حصہ میں حصار کھینچ دیا تھا پھر اس چھیرے کو جسے اس نے دریائے نیل سے اچکا تھا اٹھا
ہی اٹھا ئے یوناف نے ایک درمیانی دروازہ کھولا اور خواب گاہ کے ساتھ والے کمرے
کے اندر بھی اس نے حصار کھینچ دیا تھا اور دونوں کمروں کے بیچ کا دروازہ اس نے
کھول دیا تھا اتنی دیر تک عزرائیل بھی وہاں پہنچ گیا اور اپنے سارے ساتھیوں کے
ساتھ وہ یوناف کی خواب گاہ کے دروازے پر آن کرکا تھا اس لیے جو یوناف نے
حصار کھینچا تھا اس کے باعث وہ آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے تھے پھر سے نے جو

احرام کعبہ میں بیٹھے بیٹھے اور تفکرات میں ڈوبے ہوئے یوناف نے ایک دم چونکتے ہوئے
پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا! اس کے جواب میں ابلیکانے اس کی گردن پر بس دیا اور پوچھا! اے
میرے حبیب! کیا ہوا اس پر یوناف نے خوشی اور اطمینان میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا! اے
میری عزیزہ میں نے اس عزرائیل اس کی گرفت میں آنے والی برزخ کی دونوں بدروحوں اس
کے ساتھیوں اور اس کے علاوہ عارب بیوسہ اور بیٹھ سے اس نازک صورت حال میں نمٹنے
کا ایک بہترین حل سوچ لیا ہے اور اے ابلیکا تم تیار رہنا میں ابھی اور اسی وقت یہاں حرم
کعبہ سے شوطار کے محل کی طرف کوچ کروں گا۔

اور اس محل کے اندر میں اپنے ان دشمنوں سے ایسا نمبٹوں گا کہ ان کی حالت مادی و مادی

عزائیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گیا تھا۔

پھر یونان نے دیکھا کہ عزائیل نے یونان کے حصار کو توڑنے کا عمل شروع کر دیا تھا اسی دوران یونان آگے بڑھا ہاتھ میں پٹری ہوئی تلوار پر اس نے پھر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور دروازے کے سامنے اس نے کئی اور حصار ڈال کر رکھ دیئے تھے تاکہ عزائیل کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر آتے کے لیے کچھ دیر لگے اور اسے کمرے کے اندر کام کرنے کا موقع مل جائے دروازے کے سامنے سے اک دم پیچھے ہٹ کر یونان اس دیوار کی طرف آیا جو دروازے کی اوٹ میں تھی اور جسے عزائیل اور اس کے ساتھی دیکھ نہ سکتے تھے۔ پس یونان نے لمحوں کے اندر اس دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا تھا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے یونان نے کہا اے ابلیکا ساتھ والے کمرے میں کوٹے پڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے ایک کوٹہ لے کر تم اس دیوار پر ان بدروحوں کی شکلیں بناؤ جنہیں عزائیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عزائیل کی تصویر بھی ان بدروحوں کے ساتھ بنا دو پھر دیکھو میں کیسے ان سے نمٹتا ہوں۔

یونان کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے کہا اے میرے حبیب تمہاری سوچیں اور تمہارا طریقہ کار بہت عمدہ ہے کیا میں ان بدروحوں اور عزائیل کے علاوہ اس دیوار کو جسے تم نے طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے اس پر عارب پیوسہ اور منیٹہ کی تصویریں نہ بنا دوں تاکہ جب تم چاہو ان کو بھی کرب اور اذیت میں مبتلا کر سکو یونان نے کہا ہاں ابلیکا تم ان سب کی تصویریں طلسمی دیوار پر بناؤ اور اتنی دیر تک میں عزائیل اور اس کے حواریوں کو دروازے سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہوں ابلیکا یونان کی گردن پر بس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یونان دروازے پر آیا اس نے دیکھا عزائیل اپنی مرقعوں کو استعمال کرتا ہوا ایک حصار کے بعد دوسرے حصار کو توڑ رہا تھا اس پر یونان نے اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے طنز اُگھا۔

اے ملعون اے میرے رب کی بارگاہ سے دھکارے ہوئے بدی اور گناہ کے گشتے اس خواب گاہ میں تیرا داخل ہونا دیکھ میں کیسا گھٹن اور مشکل بناتا ہوں اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد میں تیرے ساتھ جو کھیں کھینے والا ہوں اسے تو زندگی بھر یاد رکھے گا اے عزائیل جس طرح پانی نشیب کی طرف جاتا ہے ایسے ہی تو گناہوں اور بدیوں کے نشیب میں اترتا

ہے پردیکھ شوطار کے اس محل میں آج میں تجھے کیسی سزا اور کیسی اذیت دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یونان اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اس نے دروازے کے سامنے کھینچے ہوئے حصاروں میں اور زیادہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا تھوڑی دیر تک یونان دروازے کے سامنے کھڑا رہا اور اپنی تلوار اس نے عزائیل کی طرف تانے رکھی اس دوران عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جب کہ یونان کبھی طلسمی دیوار کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جس پر بڑی تیزی کے ساتھ ابلیکا تصویریں کوٹہ کے ساتھ بناتی جا رہی تھی۔ یونان نے جب دیکھا کہ طلسمی دیوار پر ابلیکا نے تصویریں تکمیل کر دی ہیں تو وہ دروازے سے ہٹ کر دیوار کے پاس آیا اور آگے بڑھتے ہوئے وہ دوسرے دروازے میں جانا چاہتا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر بس دیا اور پوچھا۔

اے میرے حبیب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تو اس پچارے نوجوان مجھ سے کو کیوں اپکتے ہوئے ادھر سے آیا ہے اور یہ عزائیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے اس پر یونان نے مسکراتے ہوئے کہا! اے ابلیکا اس نوجوان مجھ سے کو میں نے بے فائدہ ادھر سے کر نہیں آیا بلکہ میں اس سے بہت کام لوں گا اور دیکھتی رہ کہ یہ کس طرح میرا معاون اور مددگار ثابت ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی یونان تیزی کے ساتھ ساتھ والے کمرے کی طرف گیا اور وہاں سے وہ چار پھریاں اٹھا کر لے آیا تھا پھر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے مجھ سے کو اٹھایا اور اسے طلسمی دیوار کے پاس لا کر وہ اسے ہوش میں لایا تو پھر ایک کد اٹھ کھڑا ہوا اور منت کرنے کے انداز میں اس نے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے آقا میں جانتا ہوں کہ مصر کی ملکہ نے آپ کو خون خوارمی کا قاتلہ کرنے پر مقرر کیا تھا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کوئی فوق البشریت انسان ہیں لیکن میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یہاں سے نکالئے آپ مجھے یہاں کیوں اٹھا لائے ہیں یہ جو غیر انسانی آتشیں ہولنے جو آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں یہ کون ہیں میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے ان کی خوراک نہ بنائے۔ یونان نے پیار سے اس مجھ سے کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز تم فکر مند نہ ہو میں تم سے نیکی کا ایک کام لوں گا دروازے پر جوا آتشیں ہولنے دیکھتے ہو یہ وہی لوگ ہیں جو دوسرے احرام کے اندر سے می کو حرکت میں لاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس می کے ذریعے سے تمہارے کئی ساتھی

پنجیروں کا خاتمہ کر دیا تھا میں ان ہی قوتوں کے خلاف تمہارا تعاون حاصل کرنے کے لیے تھیں اپنے ساتھ اس شولڈر مل کے اندر لایا ہوں۔

اس نوجوان پھیرے نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اسے آقا میں تو ایک لاپار اور بے بس سا انسان ہوں ایسی ہولناک قوتوں کے مقابلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں میرا امکان ہے کہ میں ان قوتوں کے سامنے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اس پر یوناف نے اس پھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی نرمی میں کہا اسے میرے عزیز جیت تک میں تمہارے پاس اس کمرے کے اندر موجود ہولناک قوتوں میں سے کوئی بھی نہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور ان کے خلاف تم میری بہترین مدد بھی کر سکتے ہو اور وہ یوں کہ یہ دو پھریاں نبھائیں اور جو سامنے دیوار پر بائیں طرف دو تصویریں بنی ہوئی ہیں انہیں ان کے پیٹ کی جگہ ان پھریوں کے ذریعے خوب انہیں اذیت پہنچاؤ اور پھر تم دیکھتا کہ تمہارے ان تصویروں کو اذیت پہنچانے سے باہر کھڑی ان آتشی قوتوں میں سے دو پر کیسی مصیبت اور عذاب گزر جاتا ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے اس نوجوان پھیرے کو کچھ ڈھارس ہوئی اور یوناف کے کہنے پر اس نے دونوں پھریاں نبھال لی تھیں اور طلسمی دیوار پر جن دونوں تصویروں کی طرف یوناف نے اشارہ کیا تھا ان تصویروں کے پیٹ کے مقام پر پھیرے نے دونوں پھریوں سے اذیتیں دینی شروع کر دی تھیں اور یہ تصویریں جنہیں اذیتیں دینے کی ابتداء کی گئی تھی وہ ابلیکا نے ان دونوں بدروحوں کی بنائی تھیں جنہیں شیطان نے اپنی گرفت میں کر لیا تھا۔ پس جوں ہی پھیرے نے ان تصویروں کو اذیت دینے کی ابتداء کی اس وقت وہ دونوں بدروحیں بڑی طرح چیخ چلا اٹھیں تھیں اور عزرائیل کو چھوڑ کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی تھیں یوناف دروازے کے قریب کھڑا یہ سارے منظر کو دیکھ رہا تھا اور جو نہی وہ دونوں بدروحیں وہاں سے بھاگیں ان کی چیخ پکار سن کر عزرائیل ان کی طرف پکارا اور اپنے کسی عمل کے ذریعے جب ان دونوں بدروحوں کو روک دینا چاہا تو یوناف نے دوسری دونوں پھریاں اٹھالیں اور طلسمی دیوار کی طرف بڑھا۔

ایک چھری یوناف نے طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزرائیل کی تصویر کے پیٹ میں خوب زور زور سے گھائی شروع کر دی تھی دوسری چھری وہ باری باری عارب یوسرہ اور

مینٹھ کی بنی ہوئی تصویروں پر گھاسنے لگا تھا یوناف کے اس عمل سے عزرائیل چونکہ خود بھی اذیت میں مبتلا ہو چکا تھا لہذا وہ ان دونوں بدروحوں کو روک نہ سکا اور وہ دونوں بدروحیں ناجائز کن منزلوں کی طرف روپوش ہو گئی تھیں دوسری طرف عزرائیل عارب یوسرہ اور مینٹھ بھی جان گئے تھے کہ یوناف نے انہیں طلسمی دیوار کے عمل میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے لہذا وہ فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی ہیئت بدلتے ہوئے وہ وہاں سے غائب ہو گئے تھے اور عزرائیل کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی بھی وہاں سے چلے گئے تھے۔

عزرائیل اور اس کے خواروں کے وہاں سے یوں بھاگ جانے پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر بس دیا اور یوں اسے یوناف قسم اس خداوند واحد کی جس نے حرم کعبہ میں ہم دونوں کو پناہ دی تم نے عزرائیل اور اس کے خواروں کے خلاف کیا خوب کھیل کھیلا ہے اور اسے یوناف سب سے اچھی بات یہ کہ جن دو بدروحوں پر عزرائیل نے گرفت کی تھی اب وہ دو بدروحیں اس کی گرفت میں نہیں رہیں اس لیے کہ جس وقت وہ روحیں تمہاری طرف سے اذیت ملنے پر بھاگی تھیں اس وقت عزرائیل اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں روک سکتا تھا اور دوبارہ تمہارے خلاف حرکت میں لاسکتا تھا لیکن ان بدروحوں کے بھاگنے ہی تم نے چونکہ عزرائیل کو بھی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا لہذا وہ جان گیا تھا کہ یہ اذیت طلسمی دیوار کی یہ اذیت ہے اور اس اذیت سے بچنے کے لیے اس نے اپنی ہیئت کو بدل لیا تھا پس اس کی یوں ہیئت بدلتے ہی وہ دونوں روحیں اس کی گرفت سے جاتی رہی ہیں اس لیے ہیئت میں اس نے ان روحوں کو تغیر کیا تھا اگر وہ اپنی ذات کو اسی کیفیت میں رکھتا تو روحیں اس کی گرفت میں رہ سکتی تھیں لیکن چونکہ اس نے اپنا آپ تبدیل کر لیا تھا لہذا اب وہ روحیں اس کے قبضہ میں نہیں رہیں۔ پس اسے یوناف میں تھیں مبارکباد دیتی ہوں کہ عزرائیل کے اس ہولناک کھیل کے مقابلے میں آخر کار کامیابی ہماری ہی ہوئی ہے۔

ابلیکا ذرا رک کر پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی اسے یوناف! اب یہی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ فوراً اور اسی وقت ہمیں زور کے احرام کا سرخ کرنا چاہیے یہ می پر قابو پانے کا بہترین موقع ہے اس لیے کہ عزرائیل عارب یوسرہ اور مینٹھ کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھاگ گیا ہے لہذا ہمیں فوراً زور کے احرام کا سرخ کر کے اس می کو ناکارہ بنا دینا چاہیے اور اگر ہم نے دیر کر دی

تو مجھے فزیر ہے کہ ملازم اس می کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کرے اور اس طرح ہمارے لیے اور زیادہ مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوں اور اسے یوناف میں نہیں یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ اس می پر اس وقت بھی عزائیل کے چند کارکن ہیں جو اس می کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے علاوہ اس می کے پیٹ میں عزائیل نے وہ طلسم بھی ڈال رکھا ہے جو زور و سر بادشاہ کے شیر اور ساحر اموٹب نے ان احراموں کے اندر ڈالا تھا۔

پس اسے یوناف می کو ناکارہ کرنے کے لیے میں دو چیزوں سے تیشا ہو گا اول یہ کہ شیطانی کارکنوں کو اس می سے دور کرنا ہو گا اور یہ بہت آسان کام ہے جو میں چند ہی عوں کے اندر کر کے رکھ دوں گی اس لیے میں خود ان شیطانی گشتوں پر حملہ آور ہوں گی اور تم دیکھتا میں ان کا کیا حشر کر کے زور و سر کے احرام سے انہیں نکالتی ہوں اہاں اسے یوناف تمہارا کام یہ ہو گا کہ عزائیل نے اس می کے پیٹ میں جو اموٹب کا سحر ڈال رکھا ہے تم اس سحر کو ضائع کر دینا اس لیے کہ اگر ہم صرف شیطانی کارکنوں کو ہی وہاں سے مار بھگائیں اور اس طلسم کو ضائع نہ کریں تو اس طلسم کی مدد سے بھی می انتہائی ہولناک اور مافوق البشریت کام کرے خوف و ہراس تباہی اور بربادی اور خون ریزی خون خواری کا باعث بن سکتی ہے پس اسے یوناف آؤ زور و سر کے احرام کا رخ کریں اور اس می کو ناکارہ کر دیں جو مصر کے لیے خوف و خطرہ بنی ہوئی ہے۔

ایلیکا کے فاموش ہوتے پر یوناف نے خوش طبعی میں کہا! اسے ایلیکا تم ٹھیک کہتی ہو میں ابھی اور اسی وقت ہی زور و سر کے احرام میں اس می سے نمٹ لیتا چاہے لیکن مجھے چند لمحوں کی مہلت دو تا کہ میں اس نوجوان پھرے کو فارغ کر دوں اس لیے کہ یہ میرے بہت کام آیا ہے اس نے اس طلسمی دیوار پر پھری سے اذیتیں دے کر بد روحوں کو مار بھگایا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف اس نوجوان پھرے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اسے میرے عزیز میں تیرا منوں ہوں کہ تو نے بدی کی روحوں کو مارنے میں میرا ساتھ دیا ہے دیکھ تو نے اس دیوار پر بنی ہوئی تقویروں کو پھریوں سے جو اذیتیں دے رہی ہیں اس کے نتیجہ میں اتنی بگڑے کیسے چیخ و پکار کرتے ہوئے یہاں سے بھاگ چکے ہیں پس اسے میرے عزیز میں مجھے جس کام سے یہاں لایا تھا وہ کام اب ہو چکا ہوا ہے اور میں تم سے

معدرت خواہ ہوں کہ میں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں دریائے نیل کے کنارے سے اچانک لایا اور اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی کمر کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک چرمی تھیلی سے چند سکے نکالے اور اس نوجوان پھرے کا ہاتھ پکڑ کر اس نے وہ سکے اس کی تھیلی پر رکھے اور کہا۔ اسے میرے عزیز اب تم جاؤ اور جس طرح پہلے تم دریائے نیل کے کنارے کام کر رہے تھے پھر وہاں اپنا کام شروع کر دو اور یہ سکے تمہاری اس زحمت کی اجرت ہیں کہ تم نے یہاں میری اس خواب گاہ میں اٹھائی۔

اس پھرے نے بڑی ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اسے آقا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ سکے دے دیے ہیں اب میں سمجھ گیا ہوں کہ دریائے نیل کے کنارے سے اٹھا کر آپ مجھے یہاں کیوں لائے تھے۔ قسم در و یوتا کی اگر ایسی بدی کی قوتوں کے خلاف ایسی طرح کی مدد پھر کبھی آپ میری ضرورت محسوس کریں تو میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا اسے آقا اس موقع پر کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس می کا خاتمہ ہو چکا ہوا ہے جو زور و سر کے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے یوناف نے شفقت اور پیار سے اس پھرے کا شانہ چھتیا ہوئے کہا اسے میرے عزیز اب تم جا کر اپنے کام میں لگ جاؤ اور یہی سمجھو کہ اس می کا خاتمہ ہو چکا ہے اس لیے کہ اب وہ می کہیں لوگوں کی تباہی اور بربادی کا باعث نہ بن سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہ پھر یوناف کو جھک کر تعظیم دیتا ہوا خواب گاہ سے نکلنے ہی لگا تھا کہ یوناف نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے عزیز ذرا رکو! پھر یوناف کی اس پکار پر رک گیا یوناف نے آگے بڑھ کر دروازے پر حصار ختم کر دیئے پھر وہ پھر ا خواب گاہ سے نکل گیا جب کہ یوناف بھی وہاں سے زور و سر کے احرام کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف جب زور و سر کے احرام کے دروازے پر پہنچا تو ایلیکا نے پھر اس کی گردن پر پس دیتے ہوئے اسے مخاطب کیا تم تھوڑی دیر یہاں رکو اور پھر دیکھو میں شیطان کے ان گشتوں کا کیا حشر کرتی ہوں جو اس می پر مسلط ہیں ایلیکا کے کہنے پر یوناف وہاں لگ گیا جب کہ ایلیکا اس کی گردن پر پس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی چند ہی ثانیوں بعد یوناف چونک اٹھا جب اسے کمرے کے اندر سے سکیاں اور آہوں جیسی آوازیں سنائی دیں اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ آہوں اور سکوں کی آوازیں زور و سر کے احرام سے باہر نکلتی چلی گئیں تھیں

ساتھ ہی ابلیکھنے پھر اس کی گردن پر پس دیا اور بولی اسے یونان اس وقت وہ خون خوار مٹی
سوزائیل کی قوتوں سے پاک ہے اور میں بدی کے ان گناشتوں کو تو دوسرے کے ان احرام سے
بھگا چکی ہوں۔

اب تم آگے بڑھو اور اس مٹی پر اپنے کام کی تکمیل کرو۔

یونان نے سب سے پہلے دروازے کے قریب ہی سے تھوڑی سی مٹی اپنی مٹی میں لی
پھر وہ آگے بڑھ کر اس خون خوار مٹی کے پاس آیا اور جس مٹی میں اس نے مٹی لے رکھی تھی وہی
باتھ اس نے مزید پر رکھا اور پھر اس نے کسی اپنے عمل کی ابتداء کر دی تھی تھوڑی دیر بعد اس نے
اپنا ہاتھ وہاں سے ہٹالیا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے ابلیکا محو تب کا پھیلا یا ہوا
لحم اب اس مٹی سے نکلی کر میری مٹی میں ہے اور میں ارادہ کر چکا ہوں کہ اس بحر کو دریائے
نیل میں پھینک کر ضائع اور زائل کر دوں گا اس پر ابلیکا نے اپنی مسکراتی ہوئی آواز میں کہا
اے یونان اس مسئلے میں پوری طرح میں تمہارے ساتھ اتفاق کرتی ہوں اس مٹی سے
شیطانی قوتیں بھٹ جاتے اور محو تب کے ڈالے ہوئے لحم کے زائل ہو جاتے کبیرہ
مٹی لوگوں کے لیے بے ہزار ہو کر رہ گئی ہے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اور اس کے
ساتھ ہی یونان وہاں سے نکلا پہلے وہ دریائے نیل کے کنارے آیا اور وہ مٹی جس کے اندر
اس نے بحر متعل کیا تھا وہ مٹی اس نے دریائے نیل میں بہا دی تھی اس کے بعد وہ مصر کی
مکوہ کو کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے بھاگنے کے بعد عزائیل عارب بیوسہ اور
مینظہ اور عزائیل کے ساتھی دریائے نیل کے بائیں کنارے سے ذرا دور ہٹ کر ایک سنہالی
جگہ جار کے اور دوبارہ اپنی ہمت کو بدلتے ہوئے وہ ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے
سب سے پہلے عارب نے اتھائی دکھا اور امنوس کے ساتھ عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا اے آقا! آخر یونان طلسمی دیوار کا عمل ہمارے خلاف استعمال کرتے ہوئے اس کشمکش
میں کامیاب ہوئی گیا۔ کاش ہم آج اسے دکھا اور اذیت پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے لیکن
الٹا وہ ہمیں ایک عذاب میں مبتلا کرنے پر قادر ہو گیا ہے اسے آقا میں سمجھتا ہوں کہ یونان
نے ہمیں یہ زندگی کی بدترین شکست اور سزا دی ہے اور اسے آقا اس موقع پر میں یہ بھی کہوں

لگا کہ زور میرے احرام سے بھاگ کر جو یوناف حرم کعبہ کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں اس نے کچھ دیر پناہ لے رکھی ہے تو اسی پناہ کے دوران شاید اس نے ہمارے غلاف لائحہ عمل تیار کیا ہوگا بحر حال کچھ بھی ہو میرے آقا یوناف اس ہولناک کھیل میں ہمارے غلاف کامیاب رہا ہے اور مجھے اس کی اس کامیابی کا انتہائی دکھ اور صدمہ ہے کاش ہم اسے اور اس کی ساتھی ابیکا کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس کر سکتے۔ کاش ہم ان دونوں کو ایسے عذاب ایسے کرب میں ڈالنے پر قادر ہو جاتے کہ انہیں احساس ہو تاکہ ہم کسی بھی قوت میں ان دونوں سے کم تر نہیں ہیں۔

عزائیل نے عارب کو سمجھانے اور حوصلہ بڑھانے کے انداز میں کہا اسے عارب یوناف کی یہ ہم پر فوقیت اور اس کا ہم پر یہ قابو پالینا کوئی دائمی کیفیت نہیں یہ ایک وقتی چڑھاؤ ہے اس کی بناء پر وہ ہم پر غالب رہا ہے لیکن یاد رکھو اب اس پر میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو وارد کروں گا جس کے متعلق مجھے امید ہے کہ وہ ضرور یوناف پر نہ صرف قابو پالے گا بلکہ ہر جگہ ہر وقت اس پر اپنی فوقیت ظاہر کرنے پر قادر رہے گا اس پر عارب نے امید بھری نگاہوں سے عزائیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے آقا آپ کا وہ ساتھی کون ہے۔ جو اس یوناف پر قابو پانے کی قوت اور طاقت رکھتا ہے۔

عارب کے ان سوالات کے جواب میں عزائیل پھر بولا اور کہا اے میرے عزیزو! میرے اس ساتھی کا نام قیقب ہے اور اس قیقب میں اوروں کی نسبت کچھ زیادہ اوصاف ہیں ایک یہ کہ اوروں کی نسبت انتہائی طاقت ور ہے دوسری یہ کہ اپنے اعضا جوارح جسم حیدر اور چہرہ جبریل میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا اور اپنے اس فن سے کام لینا وہ خوب جانتا ہے یہ بدی پھیلانے میں بھی بڑی مہارت و قوت رکھتا ہے وہ اس طرح جس کسی کو بھی اس نے بدی میں مبتلا کرنا ہو یا جس کسی کو اس نے اپنا شکار بنانا ہو وہ اس کے سامنے انتہائی خوبصورت عورت کی شکل میں آتا ہے اسے پھسلا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے پھر ایک دم اس کے سامنے انتہائی طاقت ور انسانی عورت میں آتا ہے اور اس پر اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر قابو پاتا ہے اے میرے عزیزو میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ یہ میرا ساتھی جس کا نام قیقب ہے یہ انسانی خون پینے کا انتہائی عادی ہے یا تم یوں جان لو کہ اس کی خوراک ہی انسانی خون ہے اور جب کبھی بھی کسی سے مقابلہ کرتا ہے تو اس مقابلہ کے بعد اس کی قوت کم ہو جاتی ہے

اور اپنی اس قوت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اسے کم از کم چالیس دن کا وقفہ اور مہلت دینا پڑتی ہے اور اس مہلت میں اسے بالکل فارغ رہ کر آرام کرنا چاہیے اس طرح وہ دوبارہ اپنی قوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اور اے میرے رفیقو اسی قیقب کی فتن سے اس کی ایک ساتھی لڑکی بھی ہے اس لڑکی کا نام خوفہ ہے یہ بھی قیقب کی طرح طاقت ور اور بھرپور قوت رکھنے کے ساتھ اپنے چہرے کی تبدیلی اور ناسوت کی کیفیت بدلنے میں قیقب جیسی مہارت رکھتی ہے اس نے میرے دوستوں میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اسی قیقب کو یوناف پر وارد کروں گا اور مجھے امید ہے کہ یہ قیقب نہ صرف یوناف کو مار مار کر دوسرا کر دے گا بلکہ ہماری اس موجودہ اس شکست کا بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ وہ آئندہ کے لیے بھی یوناف کی نیکی کے فروغ کا کام کرنے سے روک کر رکھ دے گا۔

عزائیل کے خاموش ہونے پر عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا! کیا آپ قیقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو یہاں طلب نہ کریں گے تاکہ ان دونوں کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ واقعی قیقب اس قابل ہے کہ وہ یوناف پر قابض ہو جائے بلکہ میں تو آپ سے اس موقع پر یہ بھی کہوں گا کہ دریائے نیل کے ان ترقی دہانوں کے اندر آپ مجھے اور قیقب یوناف کو آپس میں ٹھکرائیں۔ ہم دونوں کا مقابلہ کریں اگر قیقب قوت و طاقت میں مجھے زیر کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر میں آپ کو امید دلاتا ہوں کہ شاید وہ قیقب یوناف کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے اس پر عزائیل نے مسکراتے ہوئے کہا اے عارب میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں قیقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو ان ہی دیرالوں میں طلب کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزائیل نے اپنے ساتھی واسم کی طرف دیکھا اور اسے قیقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کی وہاں بلانے کا حکم دیا اور عزائیل کے اس حکم پر واسم وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد واسم قیقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو لے کر واپس آیا عزائیل نے سب سے پہلے عارب پر سہ اور بیٹھ کا ان دونوں سے تعارف کرایا اس موقع پر عارب پر سہ اور بیٹھ نے دیکھا کہ خوفہ شام کے نارنجی بادلوں رنگوں اور ملکی بہاروں کے امتزاج جیسی حسین تھی اس کی رگوں میں ایک نشاط اور آنکھوں میں کشش بھری ہوئی

تھی ایسا لگتا ہے کہ اس کا جسم راز بستہ کی چھاؤں اور روح کی خود لذتی سے بھرا ہوا ہودوسری طرف چناروں جیسا تناور اور جسمانی طور سے کوہ پیکر قیقب انہیں ایسا لگا جیسے وہ اپنی آنکھوں میں برقی کی تاب اور جسم میں سمندر جیسی ہیرمان آفرینی رکھتا ہو۔

وہ ان تینوں کو خوفناکیوں سے بھرا دل اور قاصد تمدن کا سیلاب جیسا پر قوت اور طاقت ور لگا تھا دریائے نیل کے شرقی ویرانوں کے اندر قیقب کو وہ اپنے سامنے زمین کے سفاک عناصر کالی آندھیوں کے طوفان اور سحر زدہ شہر کی طرح محسوس کر رہے تھے اس موقع پر عزازیل نے قیقب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے میرے عزیز میں تجھے ایک انتہائی طاقت ور انسان پر وارو کرنا چاہتا ہوں اس کا نام یوناف ہے اور وہ ممض شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے شولار نام کے محل میں رہتا ہے لیکن اس شخص پر وارو ہونے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا مقابلہ اس عارب سے ہوتا کہ تمہاری طاقت اور قوت کا ہم سب اندازہ لگا سکیں اور یہاں تم پر یہ بات بھی واضح کر دی جائے اگر تم اس عارب کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو گئے تب کہیں جا کر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ تم یوناف کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس اسے قیقب ان ویرانوں کے اندر تم پہلے عارب سے مقابلہ کرو اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے میرے ساتھیو تم ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ عارب اور قیقب کو ایک دوسرے سے ٹکرانے اور اپنی قوت کا اندازہ کرنے کا موقعہ میر ہو۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ یوسہ اور بیٹھ بھی ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئیں تھیں جب کہ مقابلہ کرنے کے لیے قیقب اور عارب ایک دوسرے کے سامنے آئے قریب آتے ہی اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے عارب نے قیقب کے پیٹ میں ایک زوردار ضرب لگائی تھی عارب امید رکھتا تھا کہ اس کی اس ضرب سے قیقب پر لہزش طاری ہو جائے گی اور وہ زمین پر گر جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا اس کی ضرب نے قیقب کو اذیت میں ضرور مبتلا کیا تھا لیکن وہ ذرا سا اپنے جسم کو خم کتا ہوا اس ضرب کو برداشت کر گیا تھا اور جواب میں قیقب نے جب ایسی ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی ضرب عارب کے پیٹ پر لگائی تو عارب ہوا کے اندر ادھلتا اور

بل کھاتا ہوا اپنی پشت کی جانب گر گیا تھا گرے ہوئے عارب پر قیقب نے چھلانگ لگادی اور پھر لمحوں کے اندر اس نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فقائیں بند کر دیا تھا اس موقع پر جب کہ قیقب زوردار انداز میں عارب کو زمین پر بیٹھ دینا چاہتا تھا پر عزازیل نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے اسے روک دیا اور ساتھ ہی اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے قیقب اسے زمین پر نہ پٹھنا۔ تم نے صرف چند ہی ثانیوں کے اندر عارب پر اپنی طاقت و قوت ثابت کر دی ہے پس تم عارب کو اپنے سامنے آرام سے ڈال دو اور سنو جس مقصد کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے مجھے امید کہ تم اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو گے قیقب نے عارب کو زمین پر رکھتے ہوئے کہا اسے آقا اگر میں اس مقصد میں کامیاب نہ بھی ہوا اگر میں اس یوناف نام کے شخص کو زیر نہ بھی کر سکا تب بھی میں ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ دشمنی رکھ لوں گا اس لیے وہ اپنی گزرتی ہوئی عمر کے ساتھ طاقت میں ڈھلتا جائے گا اور میں ویسے کا ویسا ہی رہوں گا پس اس کی زندگی کے کسی دہائیہ میں تو میں اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو ہی جاؤں گا ویسے اسے آقا مجھے امید ہے کہ وہ شخص اگر عارب سے بھی زیادہ طاقت ور ہو تب بھی میں اسے اپنے سامنے ان تنگوں جیسا بنا کر رکھ دوں گا جو تیز آندھیوں اور سواؤں کے اندر بے بسی کی حالت میں اڑتے پھرتے ہیں۔

عزازیل نے قیقب کو مطلع کرنے کے انداز میں کہا اے قیقب جیسا تعارف میں نے تم سے عارب یوسہ اور بیٹھ کا کیا ہے ویسا ہی تعارف یوناف کا بھی ہے اور جس طرح ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے ایسے ہی اس کے ناسوت پر بھی لاہوتی عمل ہے پس تم اس گمان میں نہ رہنا کہ وقت گزرتے کے ساتھ ساتھ وہ تمہارے سامنے کمزور ہوتا جائے گا نہیں ہرگز نہیں وہ آدم کے وقت سے ہے اور جیسا وہ اس وقت تازہ دم اور جوان تھا ایسا وہ اب بھی ہے اور اپنی موت کو مرگ تک ویسے ہی رہے گا پس اسے قیقب کو شش کرنا کہ اپنے پہلے ہی مقابلہ میں اسے زیر کر دجیبت تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مار مار کر اس کی پسلیاں اور اس کے اعضاء اور جواہ توڑ کر رکھ دینا اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہارا یہ معرکہ میری خوشی اور میرے المیتان کا باعث ہو گا اور تنو اس مقلبے میں خوف کو شامل نہ کرنا میں یہ پسند کروں گا کہ تم اکیلے ہی یوناف کا مقابلہ کرو اور اس مقصد کے لیے جاؤ دریائے نیل کے کنارے ممض شہر کے شمال

کی صورت اختیار کرتی چلی جائے گی

جب ملک دلوکہ خاموش ہوئی یونان نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اور انتہائی نرم لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے مصر کی عظیم ملکہ آپ ہر قسم کے وہم و گمان اور غم و فکر سے بے نیاز ہو جائیں اس لیے کہ اس می پر جو شیطانی قوتیں چھائی ہوئی تھیں انہیں میں نے اس می سے مار بھگایا ہے اس لیے کہ وہی شیطانی قوتیں می کو حرکت میں لاتی تھیں۔

اور اس سے خونریزی اور تباہی اور بربادی کے کام کو داتی تھیں اس کے علاوہ ان شیطانی قوتوں کے سربراہ نے یعنی ایس نے امحوتب کے اس طلسم کو جو اس نے زور کے احرام میں ڈال رکھا تھا اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور پھر اس طلسم کو بھی اس نے می کے جسم میں داخل کر دیا تھا اس طرح ان شیطانی قوتوں اور امحوتب کے طلسم کے باعث وہ می خون خوار ہو کر رہ گئی تھی اور اے ملکہ آپ کے اہلینان کے لیے میں یہ کہوں گا اس می سے شیطانی قوتوں کو مار بھگانے کے ساتھ ساتھ میں نے اس می سے امحوتب کے سحر کو نکال کر دریائے نیل کے اندر ضائع کر دیا ہے پس اے ملکہ اب وہ می دوسری میوں کی طرح ایک عام سی چیز ہے اور کسی کو اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اب زور کے احرام میں امحوتب کا طلسم بھی نہیں ہے اور جو چاہئے ان احرام کے اندر اب آجا سکتا ہے وہاں اب کسی کے لیے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں ہے۔

یونان کی حوصلہ افزا گفتگو سننے کے بعد ملک دلوکہ نے خوش ہو کر یونان کا شانہ چھپاتے ہوئے کہا اے یونان میرے عزیز تم نے مصر کے لیے وہ کام کیا ہے جسے کوئی بھی میرا شیر یا سحر نہ کر سکا حقیقت یہ ہے اس می کی اس خونی خواری لہجہ بہ لہجہ میرے جسم کو تخیل کرتی جا رہی تھی اب اس می کے خاتمہ پر میں خوش اور مطمئن ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اب مجھے مصر جیسے وسیع ملک پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے اور میں سمجھتی ہوں اے یونان کہ یہ حق مجھے تمہاری قوت و جرات کی بناء پر ملا ہے۔ لہذا اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ تم می کو یوں اپنے سامنے زیر کرنے کے صلے میں مانگو کیا مانگتے ہو اور میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہاری ہر مانگ کا احترام کروں گی اور تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے کا عہد بھی کرتی ہوں ایونان نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اے مصر کی عظیم ملکہ اس موقع پر میں آپ سے کچھ بھی نہیں مانگتا! اب میں آپ سے کہنے کے لیے ایک التجا ضرور رکھتا ہوں اور وہ یہ مصری حکومت کی ان تختیوں میں سے جن کے اندر ضروری احکامات کے فیصلے لکھے جاتے ہیں ان کے اندر یہ بھی اندراج کر دیا جائے کہ ممفس شہر کے

میں شوطار محل کا رخ کرودہ یونان نام کا جوان نہیں وہاں ملے گا اس پر بقیہ نے کہا اے آقا آپ نے فکر رہیے میں اکیلا ہی یونان کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور خوف کو اپنے ساتھ اس مقابلے میں موٹ نہ کروں گا۔ اب مجھے اجازت دیں کہ میں یونان کا رخ کروں اور اس پر عزائیل نے تفصیل کے ساتھ بقیہ اور خوف کو یونان کے ساتھ اپنی قدیم عداوت، موجودہ شکست کے حالات اور اس کے خلاف حرکت میں آنے کا لائحہ عمل بتا رہا تھا پھر بقیہ اور خوف وہاں سے چلے گئے۔

امحوتب کے سحر کو دریائے نیل کے اندر زائل کرنے کے بعد یونان نے مصر کی ملکہ دلوکہ کے محل کا رخ کیا تھا اور ملکہ کے محل میں داخل ہونے کے بعد ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ محل کا ایک محافظ بھاگتا ہوا اس طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا اے ملکہ آپ کو ملکہ نے طلب کیا ہے اس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے میں آپ کی منتظر ہیں یونان نے حیرت سے اس محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ملکہ کو کیسے خبر ہوئی کہ میں اس کے محل میں داخل ہوا ہوں اس پر اس محافظ نے مسکراتے ہوئے کہا اے ملکہ ابھی تھوڑی سی دیر پہلے ملکہ اپنے دارالصفات سے فارغ ہوئی ہیں اور سارے معاملات نبھتے کے بعد جس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے کی طرف جاری تھیں اس وقت آپ محل میں داخل ہوئے تھے لہذا ملکہ نے آپ کو محل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا اسی بناء پر انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوا آپ کو ان کے ذاتی کمرے میں لے چوں اس پر یونان مطمئن ہو گیا اور اس محافظ کے ساتھ ہو گیا تھا۔

یونان جس وقت ملک دلوکہ کے ذاتی کمرے میں داخل ہوا تو ملکہ نے اپنی نشست سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اسے اپنے قریب اور اپنے سامنے بیٹھاتے ہوئے اس نے پوچھا! اے میرے عزیز تم نے زور کے احرام والی می کا کیا کیا یقین جانو میں ہمد وقت کیا دن کیا رات اسی می کے متعلق سوچتی رہتی ہوں اور مجھے ایک طرح سے یہ وہم و گمان ہو گیا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح ایک روز یہ می مجھ پر بھی حملہ آور ہو کر میرا خاتمہ کر دے گی اور وہ اس لیے کہ اب تک میرے شیر اور میرے سارے ہی ساحر اس می کا سد باب کرنے کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں لہذا مجھے ایک طرح سے یہ یقین ہوتا جا رہا ہے کہ یہ می گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ طوفانی ہونکوں سے طوفانوں

شمال میں شوط نام کا جو محل ہے وہ ہمیشہ کے لیے یونان کی ملکیت میں دیا جاتا ہے تاکہ آپ کے بعد اور آنے والے دور میں جب دوسرے لوگ مصر پر حکومت کر رہے ہوں گے تو میں شوط نام کے اس محل پر اپنا حق اور اپنی ملکیت جتا سکوں گا۔

ملکہ دلوکہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا میں جانتی تھی تم مجھ سے کچھ نہ مانگو گے اس لیے کہ فوق البشریت حیثیت رکھتے ہوئے تم اپنی ضرورت اور اپنی خواہش کی ہر چیز آپ حاصل کر سکتے ہو بہر حال اسے میرے عزیز مملکت مصر کی مٹی اور کھڑی کی ان لوتوں میں جن کے اندر سرکاری احکامات لکھے جاتے ہیں آج ہی اس تحریر کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اس تحریر میں ایک عہد کے طور پر یہ لکھا جائے گا کہ مصر شہر کے شمال میں شوط نام کا محل ہمیشہ کے لیے یونان کی ملکیت میں دیا جاتا ہے اور کسی کو بھی یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس محل کو یونان سے واپس لے سکے یا اس پر قبضہ کر سکے اور اگر کوئی ایسا کرے بھی تو یونان اسے واپس لینے کا دعوے دار اور حق دار ہوگا ملکہ دلوکہ کی یہ گفتگو سننے کے بعد یونان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے ملکہ میں آپ کا شکر گزار ہوں اب مجھے اجازت دیجیے میں جاؤں گا اس کے جواب میں ملکہ دلوکہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں یونان ملکہ دلوکہ سے اجازت لینے کے بعد اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے سے نکل کر عیب یونان محل کے صحن میں آیا تو ایک دم ایک طرف سے ریشمی لباس میں پیٹی ہوئی ایک لڑکی اس کی طرف آئی اور یونان کے سامنے آکر اس نے ایک دم سے اپنا ریشمی لباس ہٹا دیا۔

یونان نے دیکھا کہ وہ لڑکی گھونگھٹاٹنے کے سہمے جیسی حسین تنہائیوں کے گیت جیسی پُر سکون اور خشک چاندنی کی نرم پھوار جیسی پُر کشش تھی اس کا بدن پیار کی حسرت میں بیدار سا لگ رہا تھا اور اس سے اس کے جسم سے غیری خوشبوئیں اٹھ کر اس کو خوشبو و گہمت میں لہلاتی جا رہی تھیں یونان نے یہ بھی دیکھا کہ اس لڑکی کے سلگتے رخساروں اور تروتازہ ہونٹوں کے اندر ایک پیغام تھا اور اس کی موٹی موٹی گہری آنکھوں سے اس سے شہد جیسا اس پرستا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس لڑکی کو چند ثانیے دیکھنے کے بعد یونان اس سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس لڑکی نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے یونان کو مقابلہ کر کے کہا۔

اے مصر کے بے مثل نوجوان میں جانتی ہوں کہ آپ کا نام یونان ہے اور یہ کہ دوسرے کے احرام کے اندر آپ نے ہی اس خون خوار می کو زیر کیا ہے اور ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے

میں ہونے والی گفتگو بھی میں سن چکی ہوں کہ اس نے دریائے نیل کے کنارے شوط نام کا محل ہمیشہ کے لیے آپ کے نام رکھنے کا عہد کیا ہے اور اس عہد کو مصر کی سرکاری تختیوں پر بھی لکھ دیا جائے گا اے یونان یہ باتیں مجھے اس لیے معلوم ہوئی کہ مصر میں ملکہ دلوکہ کی ایک عزیزہ ہوں اور اس کے ذاتی کمرے سے باہر کھڑے ہو کر میں آپ اور اس کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ اے یونان میرا نام رفسہ ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں اس موقع پر اگر میں ملکہ دلوکہ کی عزیزہ ہونے کے نام سے ایک خواہش کا اظہار کروں تو کیا آپ اسے پورا کریں گے۔

یونان نے اس رفسہ کو حوصلہ اور ڈھارس دلاتے ہوئے کہا اے قانون تم بلا جھجک ہو کیا کہنا چاہتی ہو جو تمہاری خواہش ہے اگر وہ میرے بس میں ہوئی تو اسے میں ضرور پورا کروں گا اس پر رفسہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے مصر کے شیر دل جوان میرا دل اب بھی نہیں مانتا کہ دوسرے کے احلام سے نکلنے والی خون خوار می جو گذشتہ دنوں میں دیوتا کی خانقاہ اور دریائے نیل کے کنارے پھیروں میں تباہی و بربادی پھیلا چکی ہے وہ زیر کر لی گئی ہے اور یہ کہ اب آئندہ کے دنوں میں مصر کے لوگوں کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے اے یونان میں چاہتی ہوں کہ آپ ابھی مجھے اپنے ساتھ دوسرے احرام میں لے کر چلیں تاکہ اس می کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں خود بھی یقین کر لوں اور اوروں کو بھی اس کا یقین دلا سکوں کہ واقعی ہی وہ دوسرے احرام کی می اب بے خطر اور نہا کارہ ہو چکی ہے۔

یونان اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رفسہ پھر بڑی جلدی میں دوبارہ بول پڑی اور کہا اے یونان شاید اس موقع پر اب مجھ سے یہ کہیں گے کہ میں تم اکیلی لڑکی کو کیسے اور کیوں کہ دوسرے احرام تک لے چلوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کے ساتھ دوسرے احرام تک جانے کے لیے میں اپنے گھر والوں سے باقاعدہ اجازت لے کر آئی ہوں اور اس کے علاوہ میں آپ پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد کرتی ہوں کہ آپ کے ساتھ تنہائی میں میں دنیا کے آخری کونے تک بھی محفوظ اور مامون طریقہ سے سفر کر سکتی ہوں پس اے یونان مجھے امید ہے کہ آپ میری اس خواہش کا احترام کریں گے اور میری اس مانگ پر انکار نہ کریں گے یونان بچارہ اس موقع پر کچھ بھی نہ کہہ سکا اس لیے کہ رفسہ نے اپنی گفتگو سے انکار کرنے کے سارے ہی راستے بند کر دیئے تھے لہذا یونان نے مجبور ہو کر کہا اے قانون اگر ایسا

ہے تو اُدھیرے ساتھ میں ابھی اور اسی وقت نہیں زور دے کر کے اِحرام کیلئے چلتا ہوں۔

اے رفسہ! وہاں اپنی آنکھوں سے اس نمی کو دیکھ کر تم یقین کر لو گی کہ اب وہ بے ضرر ہو چکی ہے اور میں تم سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں واپس بھی اس محل تک چھوڑ کر جاؤں گا رفسہ نے فوراً اپنے آپ کو اس ریشمی لباس میں ڈھلپتے ہوئے کہا میں آپ کی ٹکر گزار ہوں تو پھر چلیں اور اس کے ساتھ ہی یونات رفسہ کے ساتھ شاہی محل سے نکلنے لگا تھا۔

رفسہ نے ساتھ یونات سقاہ کے میدانوں کو عبور کرنے کے بعد زور دے کر اِحرام میں داخل ہوا اور اس نمی کے پاس آکھڑا ہوا جسے عزازیل نے خون خوار بنا کر رکھا دیا تھا اور پھر اس نمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یونات نے رفسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رفسہ یہ ہے وہ نمی جو گذشتہ دنوں میں مصر کے اندر خون خوار ی اور بربادی کرتی رہی ہے لیکن اب یہ ان اِحرام کے اندر پڑی ہوئی دوسری نمیوں کی طرح بے خطر اور بے حرکت ہے حسین رفسہ نے زور دے کر اِحرام میں داخل ہونے کے بعد چہرے سے اپنا ریشمی لباس ہٹا دیا تھا اور اس نمی کے سامنے کھڑے ہو کر چند لمحوں تک وہ غور سے اس نمی کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے اپنی گھٹیوں جیسی پرکشش آواز میں کہا: اے یونات میں سمجھتی ہوں تمہارا کہنا درست ہی ہے اس لیے کہ یہ نمی اب مجھے بے حس اور بے حرکت سی لگتی ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر یہ واقعی ہی بے ضرر اور بے خطر ہو چکی ہے۔

اس بار یونات نے غور سے رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے رفسہ اب جب کہ تم یقین کر چکی ہو کہ یہ ماضی کی خون خوار نمی اب اپنے حال میں بے ضرر ہے تو اُدھیرے چلیں تاکہ میں تمہیں شاہی محل تک چھوڑتا چلوں اس پر رفسہ یونات کے قریب ہوئی اور انتہائی پرکشش انداز میں کہا شاید پھر کبھی زور دے کر ان اِحرام میں آنا نصیب نہ ہو اس لیے میں چاہتی ہوں آپ کی معیت میں میں اِحرام کے سارے اندرونی حصوں کو دیکھ سکوں اور یہاں رکھی ہوئی ساری نمیوں کا جائزہ لے سکوں تاکہ مجھے مصر کے قدیم بادشاہ زور دے کی عظمت اور اس کی سرمدی کا احساس ہو سکے اس پر یونات نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور تم ان اِحرام کا اندرونی جائزہ لے لو لیکن جلدی کرو تاکہ پھر ہم واپس جاسکیں اس طرح رفسہ زور دے کر اِحرام

برساتے ہوئے کہا! اسے یوناف میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں اپنی ذات میں ایک منفرد شیطان ہوں
سن رکھو میری رگوں میں بھیاں میرے خون میں طوفانوں کا جوش اور میری آواز میں گرج حبیب
جیسی صدا میں ہوتی ہیں پھر بھلا تو کیسے اور کیوں کر میرے سامنے ٹھہر سکے گا۔ پلکتے شعلوں کی طرح
بقبب نے پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا یوناف کو گریبان سے پھرتے ہوئے ایک جھٹکے کے
ساتھ اس نے اوپر اٹھایا اور اس کی پیشانی پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں تھیں کہ یوناف
کی پیشانی سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ اپنے سر کو لہراتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا اسی موقع پر
ایلیکا نے یوناف کی گردن پر بس دیتے ہوئے پوچھا! اے میرے حبیب! یہ عزائیل کے سب
سے زیادہ خوف ناک اور طاقت ور ساتھیوں میں سے ہے اگر تم کہو تو میں اس کے خلاف
حرکت میں آؤں اور دونوں اس پر قابو پانے کی سعی کریں۔ اسے یوناف اس نے گھومتے
مار کر جو تمہاری پیشانی سے خون نکلا ہے تو قسم خداوند واحد کا یہ منظر میرے لیے ناقابل
برداشت ہے۔ اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ اپنی رفاقت کے دوران پہلی بار تمہیں یوں
بے بس اور خوفی حالت میں دیکھ رہی ہوں۔

ایلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے اپنی پیشانی سے بہنے والے خون کو صاف
کرتے ہوئے کہا۔ اے ایلیکا یوں لگتا ہے جیسے مجھے زندگی میں پہلی بار اپنے جیسے کسی طاقت
اور سرکش انسان سے پالا پڑا ہے اسے ایلیکا تو دیکھتی رہ یہ جو ابلیس کا گمشدہ پھر بچہ کراٹھتے
بگولوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ میں اسے روح کی وحشت اور
قبرستان کی دیرانیوں کا شکار بنا کر رکھ دوں گا اسے ایلیکا سن رکھو یوناف اس سے
آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لیے کہ قبب نے پھر آگے بڑھتے ہوئے اس زور سے اپنے پاؤں کی
ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی تھی کہ یوناف ہوا میں اوجھتا ہوا پھر زمین پر گر گیا تھا لیکن
اس بار وہ جلد ہی اٹھ کھڑا ہوا اپنی پیشانی سے بہنے والی خونی دھار کو اس نے اپنے
لباس سے صاف کیا بیچ و تاب کھاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا! اے ابلیس کے گماشتے
تم نے مجھ پر حملہ آور ہونے میں پہل کر کے وقتی طور پر اپنے لیے کچھ فوائد ضرور حاصل کئے پس
جب جو تو مجھے اپنے سامنے زیر اور خستہ سا دیکھ رہا تھا لیکن یاد رکھ میں یوں آسانی کے
ساتھ تیرے سامنے جھکتے والا اور تیری گرفت میں آسنے والا نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف
گندھک اور بارود کے اچانک پھٹنے کے انداز میں حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی

کا اور اس کے اندر رکھی ہوئی میوں اور دوسری اشیاء کا جائزہ لینے لگی تھی احرام کے اندر
کافی آگے جانے کے بعد ایک تاریک اور اندھیرے گوشے میں رفس کی طرف دیکھتے ہوئے
یوناف چونک پڑا اور غضب ناک حالت میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کون ہو تم؟
رفس کی جگہ اب یوناف کے سامنے زور کے احرام کے تاریک گوشوں میں اجاڑ دیرانوں
میں سنسان جھلکی، گولوں کے خروش اور صرصر کے جوش جیسا ایک اتہائی ہیتاک قدر آور کوہ پیکر
اور توانا و کڑیل جوان کھڑا تھا اس جوان نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میں
اپنے مقدر پر خوش ہوں کہ میری امیدیں بھر آئیں سن رکھو میرا نام رفس نہیں میرا نام قبب ہے اور
میں عزائیل کے سب سے زیادہ طاقت ور اور بدترین ساتھیوں میں سرفہرست ہوں اسے
یوناف میں اور میری ساتھی ایک لڑکی کہ جس کا نام خوف ہے وہ چہرہ رنگ اور اعضاء جوارح کے
علاوہ جسمانی ساخت بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تم نے عزائیل اور اس کے ساتھیوں کو اذیت
دے کر اس می کو ناکارہ ضرور کر دیا ہے لیکن اے یوناف قبب کی قہرمانیت سے بچنا آسان
نہیں ہے دیکھ میں ایک فرضی لڑکی رفس کے روپ میں صرصر کے شاہی محل میں تجھے ملا اور یہاں تمہیں زور
کے احرام میں لانے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ اب ان ہی احرام کے اندر میں عزائیل کے حکم کے مطابق
تمہیں مار مار کر تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا اور تمہیں زندگی بھر کے لیے ناکارہ اور نامراد بنا کر
رکھ دوں گا۔

قبب کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے اتہائی غضب ناک انداز میں کہا اے ابلیس
کے گماشتے تیرے اور عزائیل جیسے ان گنت باؤلے کتے ماضی میں مجھ پر بھونکتے رہے ہیں لیکن میں
نے اپنے رب کی مدد اور اعانت سے ان سب کو مار بھگایا ہے پس مجھے یقین ہے کہ میں زور
کے ان احرام کے اندر تیرے جیسے سرکش کی سرکشی تیرے جیسے ظالم کے ظلم اور تیرے جیسے طاقت ور
کی قوت کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دوں گا اس گفتگو کے جواب میں قبب نے ایک نفرو
وحشت بند کیا پھر وہ بے کلی لہروں رات کے اجال غیب، انگاروں کی بھیڑ اور شعلوں کے ساگر
کی طرح آگے بڑھا اور برقی کی لپکتی خونی زبان کی سی تیزی کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور یوناف
کے جڑے کے نیچے اس نے ایسا گھونسہ رسید کیا تھا کہ یوناف بل کھاتا اور فضا میں اوجھتا ہوا
اتہائی بے بسی کے عالم میں احرام کی ایک سنٹی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔

قبب آگے بڑھ کر یوناف کے قریب آن کھڑا ہوا اور اپنی آنکھوں سے انگارے۔

ایسی زوردار اور بھرپور ضرب اس نے قبق کے پیٹ میں لگائی تھی کہ وہ ایک طرح سے سکتا ہوا پشت کی جانب جاگرا تھا۔

جست لگا کر یوناف آگے بڑھا اور جس طرح قبق نے اسے گریبان سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تھا ایسے ہی یوناف نے بھی اسے اس کے گریبان سے اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی گردن اس کی پیشانی اور اس کے کندھوں پر ایسی ضربیں لگائیں تھیں۔

کہ قبق بلبلا اٹھا تھا اور یوناف کی طرح اس کی پیشانی سے خون بہنے لگا تھا قبق تھوڑا فیصلہ سا اٹھتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا پھر یوناف نے دوبارہ آگے بڑھتے ہوئے قبق پر ضرب لگاتا چاہی تو قبق سیدھا کھڑا ہو گیا اور یوناف کی گردن پر ایک زوردار گونسہ اس نے دے مارا اس پر بھی یوناف جم کر اپنی جگہ پر کھڑا رہا تھا اور ویسا ہی گونسہ اس نے قبق کی گردن پر دے مارا تھا اور یوں وہ بڑی تیزی سے ایک دوسرے کو پیٹنے اور ضربیں لگاتے لگے تھے کافی دیر فکر تک وہ دونوں دوسرے کے احرام کے اندر لڑتے رہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو مار مار کر شکر اور دم بخود سا کر کے رکھ دیا تھا۔

تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے اور جھومتے ہوئے قبق نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیا تو محسوس نہیں کرتا کہ دوسرے احرام کے اندر میں نے تجھے کیا خوب سبق دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اب وقتاً فوقتاً میری اور تمہاری ملاقات ہوتی ہی رہے گی اور مجھے امید ہے کہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب میں تجھے اپنے سامنے واقع اور مکمل طور پر زیر اور بے بس کر کے رکھ دوں گا اس پر یوناف نے طنزیہ انداز میں کہا اے قبق میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آج تک میرا سامنا تم جیسے طاقت ور ترین انسان سے نہیں پڑا لیکن کیا تم تسلیم نہیں کرتے کہ میں نے تمہیں مار مار کر دم بخود اور درماندہ کر کے رکھ دیا ہے اور یہ بھی اب تم میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی حالت میں نہیں رہے اور درماندگی محسوس کرنے لگے ہو۔ اے قبق گو میری اپنی بھی یہی حالت ہے میں بھی درماندگی محسوس کرتا ہوں لیکن تم دوسرے ان احرام کے اندر مجھے اپنے سامنے زیر کرنے اور میری ہڈیاں توڑ کر مجھے بے ہوش اور مغلوب بنا دینے کا ارادہ لے آئے تھے تو اب قبق کیا تم تسلیم نہیں کرتے کہ تمہارے ارادوں کا ناکام اور تمہارے گمانوں کو وہ دم بٹا کر رکھا دیا ہے اور میں کھو اُنڈ بھی اگر جب کبھی میرا اور تمہارا سامنا ہوا تو مجھے

امید ہے میں تم پر اس سے بھی بہتر اور کڑی ضربیں لگاؤں گا اور تم پر ثابت کروں گا کہ مجھ پر قابو پانا اگر ممکن نہیں تو مشکل ترین مزدور ہے اور قبق سن رکھ یوناف کی ضرب برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

قبق نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور دوسرے احرام سے نکلتا ہوا وہ ناشب ہو گیا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی اے یوناف زندگی میں پہلی بار اس انداز میں کسی کے ساتھ تمہارا یہ مقابلہ دیکھا ہے تم خداوند کی اس مقابلہ کے دوران میں یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کسی دیران اور تاریک غار کے اندر دو درندوں کو ایک دوسرے پر چھوڑ دیا گیا ہو اور ساتھ مجھے اس بات کا دکھ بھی ہے اور وہ یہ ہے میرے صیب! اس قبق کی صورت میں ہمارے دشمنوں میں سے ایک اور کا اضافہ ہو گیا ہے اس کی گفتگو سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس طرح تمہارے ساتھ ٹھکراتا رہے گا پس مجھے اس کا افسوس اور فکر مندی ہے اس پر یوناف نے کہا اے ابلیکا تم غمگین مادی معنوم نہ ہو یہ جب بھی میرے سامنے آیا جس صورت میں بھی آیا میں اس کی حالت اگر اس سے بدتر نہیں تو ایسی ضرور کر دیا کروں گا۔ اے ابلیکا اس موقع پر اگر میں چاہتا تو میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اسے لخت لخت کر کے رکھ دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں نے طبعی قوت میں ہی اس سے مقابلہ کیا ہے اور آئندہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا رہوں گا تاکہ اس پر یہ بات عیاں ہو جائے۔

کہ اگر وہ بھی اپنی طبعی قوت میں میرے سامنے آئے تو اتنی سکت نہیں رکھتا کہ مجھ پر قابو پاسکے۔ یوناف کی اس بات کے جواب میں ابلیکا خاموش رہی اور پھر یوناف دوسرے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے شوط کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

تک جیون کی سلطنت اس کے سامنے موجود ہے اس وقت تک بنی اسرائیل یروشلم تک نہیں پہنچ سکتے لیکن جب اس نے سنا کہ جیون والوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے اور وہ بنی اسرائیل کے اندر رہنے اور بسنے لگے ہیں تب یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو بڑی بالوسی اور پریشانی ہوئی اس لیے کہ اس نے اندازہ لگالیا تھا کہ جیون کے بعد بنی اسرائیل اب اس کا رخ کریں گے اور تباہی و بربادی کی حالت جو انہوں نے یریحو اور ٹی شہر میں پھیلائی ہے اسی قسم کی قوت اور بربادی کا مظاہرہ وہ یروشلم شہر میں بھی کریں گے۔

ان حالات و حادثات کے پیش نظر یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اطراف کے دیگر بادشاہوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کرے گا اور اس لشکر کے ساتھ وہ پہلے جیون کی سلطنت کو تباہ و برباد کرے گا تاکہ انہیں بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کرنے کی مزادی جاسکے اور اس کے بعد ادونی صدق کا ارادہ تھا کہ اسی متحد لشکر کو بنی اسرائیل پر چڑھائی کی جائے اور نہ صرف بنی اسرائیل کی اس پیش قدمی اور یقارہ کو روک دیا جائے بلکہ انہیں فلسطین کی سرزمین سے نکال باہر کیا جائے اس مقصد کے لیے اس نے اپنے ہمسایہ مملکت سے رابطہ قائم کیا اور اپنے قاصد اس نے جرمون کے بادشاہ ہوبام، یرموت کے بادشاہ پیرام، کیس کے بادشاہ یافیع اور عجیون کے بادشاہ دیہر کی طرف روانہ کئے۔

اپنے ان قاصدوں کے ہاتھ ادونی صدق نے ان چاروں بادشاہوں کو یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل اپنے سردار یوشع بن نون کی سرکردگی میں خون کے ہولناک سیلاب کی طرح آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں اور یہ انہوں نے نہ صرف یریحو اور ٹی شہر تک ساری سرزمین پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ جیون کی سلطنت نے بھی ان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور یوں وہ وقت دور نہیں جب بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہم سب کی تباہی و بربادی کا وقت آن پہنچے گا لہذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اگر اپنی اپنی بادشاہت کو تم لوگ قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہو تو اپنا اپنا لشکر لے کر میرے شہر یروشلم پہنچ جاؤ اور یہاں ہے ہم ایک متحدہ لشکر کی صورت میں پہلے جیون پر حملہ کر کے انہیں بنی اسرائیل سے صلح کرنے کی مزادیں گے اس کے بعد ہم بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں اپنی ان سرزمینوں

یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو جب یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل نے یریحو کے بعد ٹی شہر کو بھی اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور یہ کہ اس کے بعد جیون کے سلطنت نے بھی بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے وہ بڑا فکر مند ہوا اس لیے کہ جیون کی سلطنت اس علاقے میں سب سے زیادہ پر قوت سمجھی جاتی تھی اور جیون کے لشکریوں کو سب سے بڑھ کر جنگجو سورا اور جنگ کا تجربہ کار سمجھا جاتا تھا اور یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو امید تھی کہ جب

یوں بھاگنے کے بعد نہ صرف اپنے لشکر کو خود اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کو بھی تباہی اور بربادی سے بچائے گا۔

لہذا اس نے فرار ہونے کا انتہائی دشوار گزار راستہ اختیار کیا یعنی وہ جیون سے بھاگتا ہوا مدلقاہ اور مقیدہ کے راستے واپس لوٹا تھا اور یہ راستہ کوستانی اور انتہائی دشوار تھا۔ لیکن اس راستہ کی دشوار گزاری کی پروا نہ کرتے ہوئے یوشع بن نون نے اس کا تقاب کیا اور مدلقاہ اور مقیدہ تک وہ متحدہ لشکر کا قتل عام کرتے ہوئے چلے گئے تھے یہاں تک کہ بیت خوروں کی چڑھائی کے پاس انہوں نے اس لشکر کو گھیر لیا اور ان کا قتل عام شروع کر دیا یوں اس متحدہ لشکر کو تباہ و برباد کرنے کے بعد یوشع بن نون نے ان ہی وادیوں کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تک ان ہی میداتوں میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے کہ ان کا ایک لشکر یہ خبر لے کر آیا کہ متحدہ لشکر کے پانچوں بادشاہ مقیدہ کے کوستانی سسہ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے ہیں اس پر یوشع بن نون نے اپنے آدمی مقیدہ نام کی اس غار کی طرف روانہ کئے اور پانچوں بادشاہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا اور جب یہ پانچوں بادشاہ یوشع بن نون کے سامنے پیش کئے گئے تو یوشع بن نون نے ان پانچوں کی گردنیں مارنے کا حکم دے دیا تھا پس ان پانچوں بادشاہوں کی گردنیں کاٹنے کے بعد شام تک انہیں باندھ کر درختوں کے ساتھ لٹا دیا گیا تھا اور پھر یوشع بن نون ہی کے حکم پر ان پانچوں کی لاشوں کو اسی مقیدہ نام کی غار میں ڈالنے کے بعد غار کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا گیا تھا ان پانچوں بادشاہوں کا منہ کے بعد یوشع بن نون پھر اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور بڑی جرات اور بے جھجکی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے وہ معمولی جنگوں کے بعد ان پانچوں بادشاہوں کے مرکزی شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔

اس طرح یوشع بن نون نے اپنی ملکی قوت کو استعمال کرتے ہوئے ارض کنعان کے وسطی حصوں پر قبضہ کر لیا تھا جب کہ شمال اور جنوب کے حصوں پر ابھی قبضہ کرنا باقی تھا اور ان حصوں پر بھی بڑے بڑے طاقتور بادشاہ حکومت کر رہے تھے۔

سے نکال باہر کریں گے۔

پس جب ادونی صدق کا یہ پیغام جیون کے بادشاہ ہوام، یرموت کے بادشاہ یرام یکس کے بادشاہ یافیع اور جیون کے بادشاہ دیر کو پہنچا تو انہوں نے ادونی صدق کے خیالات اور خدشات سے اتفاق کیا اور جو وقت ادونی صدق نے مقرر کیا تھا اسی مقررہ دن اور وقت پر یہ چاروں بادشاہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم شہر پہنچ گئے۔

پس ادونی صدق نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اس طرح یہ پانچوں بادشاہ ایک زبردست متحدہ لشکر کے ساتھ جیون کی سلطنت کی طرف بڑھے تھے اور سب نے باہم مل کر پر اور اتفاق رائے سے فیصلہ کرتے ہوئے اس متحدہ لشکر کا سالار اعظم ادونی صدق کو بنایا تھا دوسری طرف جب جیون کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ یروشلم کا بادشاہ ادونی صدق اپنے چار ہمسایہ بادشاہوں کو ساتھ لانے کے اور ایک مضبوط اور جبار لشکر تیار کرنے کے بعد اس کی طرف بڑھ رہا ہے اس نے اپنے دونوں مشیروں یعنی راعیل اور عبدون کو یوشع بن نون کی طرف روانہ کیا اور ان پانچوں بادشاہوں کے مقابلے میں ان سے مدد طلب کی۔

پس ایک روز رات کے وقت راعیل اور عبدون دونوں یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں ادونی صدق کے ساتھ چار بادشاہوں کے اتحاد کی اطلاع کی اور انہیں یہ بھی بتایا کہ یہ پانچوں بادشاہ ایک متحدہ لشکر کے ساتھ جیون کی سلطنت کی طرف بڑھ رہے ہیں تاکہ جیون کو تباہ و برباد کرنے کے بعد بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو جائے اور یہ کہ انہوں نے یوشع بن نون سے درخواست کی کہ اس موقع پر ان کی مدد کی جائے پس جیون والوں کی اس پکار پر یوشع بن نون نے بیک کہا اور اسی رات اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے جیون کی طرف کوچ کیا اور جس روز ادونی صدق اور اس کے چار ساتھی بادشاہوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ جیون شہر سے ذرا فاصلہ پر آکر پڑاؤ کیا اسی روز یوشع بن نون نے انتہائی خوفناکی کے انداز میں اس متحدہ لشکر پر حملہ کر دیا تھا اور یوشع بن نون کا یہ حملہ ایسا اچانک اور زوردار تھا کہ ادونی صدق اپنے ساتھی بادشاہوں کے ساتھ پورا زور لگانے کے باوجود بھی اس ہولناک حملے کو روک نہ سکا اور اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ ادونی صدق کا خیال تھا کہ وہ میدان جنگ سے

یونان نے میرے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال نہیں کیا اگر وہ ایسا کرتا تو جواب میں بھی اپنی دلی ہی قوتوں کو استعمال کرتا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں نے اپنی طبعی طاقت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اسے میرے ساتھیوں اور عزیزوں رکھو کہ یونان پر قابو پانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا ہم نے خیال کر رکھا ہے یا بہر حال اب میری اور یونان کی عداوت و دشمنی بچی ہو گئی ہے اور میں موقع یہ موقع اس پر وارد ہوتا رہوں گا اور اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا کہ اسے اپنے سامنے کسی زور اپنی طبعی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس پر غلبہ حاصل کر لوں اور مجھے امید ہے یہ کسی نہ کسی دن میں ایسا کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا بقیہ کے خاموش ہونے پر اس کی ساتھی لڑکی رفس نے کہا اے میرے حبیب تم نے اس انداز میں یونان کی تعریف کر کے میرے اندر ایک تحریک پیدا کر دی ہے پس میں اب یہ خواہش کرتے لگی ہوں کہ اس جوان کو دیکھوں جسے بقیہ بھی اپنے سامنے زیر نہیں کر سکا۔

بقیہ اور اس کی ساتھی لڑکی رفس چونکہ دونوں ہی یونان کی تعریف میں رطب لسان ہو گئے تھے لہذا عارب نے یہ نہ پسند کیا کہ سب کے سامنے اس انداز میں یونان کی تعریف کی جائے۔

پس اس نے سب ساتھیوں کو اس گفتگو سے نکالتے کے لیے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے عزرائیل سے پوچھا! اے آقا جب آپ نے آدم کو سجدہ کرتے کو انکار کر دیا تو اس کے بعد کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ بھی آیا کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور آپ نے تائب ہونے کے نظریہ سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی ہو عارب کے اس خوفناک سوال پر عزرائیل نے ایک بار اس کی طرف غور سے دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اس کے بعد اس نے انتہائی دکھ اور تاسف سے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

ہاں میرے عزیز و ایک بار مجھے اپنے رب کے خلاف اس بغاوت اور سرکشی کا دکھ اور افسوس ضرور ہوا تھا اور میں نے تائب ہونے کی غرض سے اپنے رب کی طرف رجوع بھی کیا تھا اور وہ ایسا ہے میرے عزیز و کہ جن دنوں میں نے تائب ہونے کا ارادہ کیا ان دنوں اللہ کے پیغمبر موسیٰ زندہ تھے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ کے اسی پیغمبر کے ذریعے اپنے رب کے حضور معافی کا طلب گار ہوں پس میں اس مقصد کے لیے موسیٰ کی طرف گیا

نہ دوسرے احرام میں یونان کے ساتھ مقابلہ کرتے کے بعد عزرائیل کا ساتھی بقیہ دریائے نیل کے ان شرقی ویرانوں میں نمودار ہوا تھا جہاں سے عزرائیل نے اسے یونان کی طرف روانہ کیا تھا عزرائیل ابھی تک بقیہ کی ساتھی لڑکی رفس کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور پھر عارب یوسا اور بنیٹہ کے ساتھ ہی کھڑا ہوا تھا بقیہ جب اس کے پاس نمودار ہوا تو اس کی ساتھی لڑکی اس کی پیشانی سے بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی اس موقع پر کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ عزرائیل نے فکرمندی سے بقیہ کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

اے بقیہ دوسرے ان احرام کے اندر تیرا مقابلہ یونان کے ساتھ کیسا رہا بقیہ کچھ پریشان ہو گیا اور عزرائیل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے آقا تم آپ کی ذات کی وہ اتنے درجے کا طاقت ور اور پُر قوت انسان ہے دوسرے ان احرام کے اندر میں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی کہ اسے اپنے سامنے زیر کر دوں گا اسے خوب مارا اور اس کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا پھر اے آقا میں ایسا کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہوں میں حقیقت اور سچائی کو چھپانا نہیں اور واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں یونان کو اپنے سامنے زیر کرنے میں ناکام رہا ہوں یا اس بات کو آپ یوں سمجھ لیں کہ دوسرے ان احرام کے اندر نہ میں یونان کو اور نہ ہی یونان مجھے زیر کر سکا اے آقا وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ایسا جوان ہے جس کی ضرب یقیناً اسے ہلا کر رکھ دیتی ہے جس پر پڑتی ہے۔

بقیہ کے اس جواب پر عارب نے بولتے ہوئے کہا اگر تم یونان کو زیر کرنے میں ناکام رہے ہو تو یقیناً وہ تمہارے خلاف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا ہو گا اور وہ اگر ایسا نہ کرتا تو میرا خیال ہے کہ تم لمحوں کے اندر اس پر غالب آتے میں کامیاب ہو جاتے بقیہ نے فوراً عارب کے ان خیالات کی نفی کرتے ہوئے کہا! نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوا۔

اور دوسری بات یہ کہ اپنے خداوند سے جو عہد کروا ہے پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی خداوند سے عہد کرتا ہے تو ایسے شخص کا ہمراہی میں خود ہو جاتا ہوں جہاں تک کہ میں اس شخص اور اس عہد کے درمیان مائل ہونے کی کوشش کرتا ہوں جو اس نے اپنے رب کے ساتھ باندھا ہوتا ہے اور اسے موسیٰ میری نصیحت یہ کہ جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کرو دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے والے کچھ میں مائل ہو جاتا ہوں اور یہ کام میں بذات خود کرتا ہوں اپنے ساتھ والوں سے نہیں لیتا۔

جب میں اپنی تینوں باتیں کہہ چکا تب موسیٰ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عزرائیل ! اب تم وہ بات کہو جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو اس پر میں نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ! اے موسیٰ خداوند نے تجھے رسالت کے لیے برگزیدہ کیا ہے اور خداوند تم سے ہم کلام ہوتا ہے ! اے موسیٰ میں بھی اسی خداوند کی مخلوق میں سے ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو چکا ہے اور اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ چونکہ خداوند سے ہم کلام ہوتے ہیں لہذا آپ خداوند سے میری سفارش کریں کہ وہ میری توبہ قبول کریں۔

اے میرے عزیز و! موسیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ خداوند کے حضور ضرور میری سفارش کریں گے پس وہ خدا سے ہم کلام ہونے کے لیے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے جب کہ میں وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرتے لگا تھا تھوڑی دیر بعد جب موسیٰ لوٹ کر آئے تب میں نے پوچھا ! اے موسیٰ کیا تو نے خداوند کے حضور میری سفارش کی اس پر موسیٰ نے کہا اے عزرائیل میں نے اپنے رب کے حضور تیرے لیے التجا کی تھی اور تیرے لیے مجھے اپنے خداوند سے یہ حکم ملا ہے کہ عزرائیل اگر تو آدم کی قبر کو ہی سجدہ کر دے تو تیری توبہ قبول ہو گئی ! پس اے میرے عزیز و! میری بدبختی کہ غصے اور تعصب نے مجھے اُن دلوں میں نے انکار کر دیا اور غصے سے منسوب ہو کر میں نے یہ کہہ دیا کہ جب میں نے آدم کو ان کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد میں انہیں کیوں کر سجدہ کر دوں سو اے میرے عزیز و! یہ وہ واقعہ کہ میں نے اپنی غلطی پر تائب ہونے کا فیصلہ کیا پر میری بدبختی کہ غصے اور تعصب کی وجہ سے میں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور میں نے آدم کی قبر کو بھی سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ میں اپنی اسی پہلی حالت میں تمہارے اندر موجود ہوں۔

جس وقت میں موسیٰ کے پاس گیا اس وقت وہ اپنے چند عزیزوں اور سرداروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جب میں ان کے سامنے آیا تو میرے سر پر کلمہ دار ٹوپی تھی اور اس ٹوپی کے اندر طرح طرح کے رنگ تھے موسیٰ کے پاس جا کر میں نے وہ ٹوپی اتار کر اپنے سامنے رکھ لی اور موسیٰ سے سلام موسیٰ نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو ! جواب میں میں نے کہا اے موسیٰ میں ایس ہوں اس پر موسیٰ غضب ناک ہوئے اور بولے اے ایس خدا بچے زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا ہے اس پر میں نے کہا میں جو آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کیونکہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت خداوند کے نزدیک بہت زیادہ ہے اس کے علاوہ مجھے آپ نے ایک فزونی کام بھی ہے۔

سب سے پہلے موسیٰ نے مجھ سے یہ پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی جو تو نے اپنے سر پر پہن رکھی تھی اور میرے پاس اگر تو نے اپنے سر سے اتار کر اپنی گود میں رکھ لی ہے اور اس کے اندر میں نے دیکھا کہ طرح طرح کے رنگ تھے میں نے کہا اے موسیٰ ان ہی رنگوں سے میں اولادِ آدم کے دلوں کو طبعاتا ہوں اور ان کے گناہوں کو خوب چمکا کر اور خوب پرکش بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہوں موسیٰ نے پھر پوچھا بھلا یہ تو بتا کہ وہ کون سا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے میں نے جواب دیا جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرنے لگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے تب میں بڑی آسانی سے اس پر قادی ہو جاتا ہوں۔

موسیٰ جب خاموش ہوئے تب میں نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا اے موسیٰ آج میں آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں اور مانگنے سے قبل میں آپ کو تین عمدہ اور بہترین نصیحتیں بھی کرتا ہوں تاکہ آپ کا مجھ پر کوئی احسان نہ رہے کیونکہ اگر میں کچھ چیز آپ سے مانگ رہا ہوں تو مجھے یہ بھی احساس ہو گا اس چیز کے صلے میں میں نے بھی کچھ دیا ہے پس جو تین چیزیں اور عمدہ باتیں ہیں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اول کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اس کے ساتھ میں بذات خود ہوتا ہوں۔

میرے ساتھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ میں خلوت میں بیٹھنے والے کو اس عورت کے ساتھ فتنے میں ڈال کر رکھ دیتا ہوں۔

عارب یوسہ اور بیٹہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے میرے عزیز تم محض شہر میں ہی قیام رکھو اور اسی عمارت کے اندر ٹھہرے رہو جہاں تم ساحرہ ترورہ کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھے میں عنقریب تمہاری طرف آؤں گا اور پھر کوئی اگلا ٹھکانہ مل تیار کریں گے اس کے ساتھ ہی عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا جب کہ عارب یوسہ اور بیٹہ دریائے نیل کو پار کرنے کے بعد محض شہر کا رخ کر رہے تھے۔

عزائیل جب قاموش ہوا تب خون خوار قبقب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے میرے آقا چونکہ میں یونان کے ساتھ اپنی دشمنی تمہارے کا عہد کر چکا ہوں اس لیے میں مناسب مواقع پر مختلف جیلے بہانوں کے ذریعے اس پر حملہ آور ہوتا رہوں گا اور یہ میری کوشش ہو گی کہ میں کسی دلی ہنگامے سے اپنے سامنے زیر کر لوں گا اسے آقا اس سے یوں مار کھانے اور قتلے میں برابر رہنے کے بعد میرے اندر اسے شکست دے ایک آگ لگ گئی ہے جب تک میں اسے اپنے سامنے زیر نہ کروں گا مجھے سکون اور حاصل نہ لگائیں اسے آقا اگر میں آپ کی اجازت کے بغیر اس پر حملہ آور ہوتا رہوں اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا عزائیل نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تم جب چاہو تو اپنا صدف بناتے رہو اور یقیناً تمہارا اس سے ملکرانا میری خوشی اور میرے سکون کا باعث ہو گا۔

عزائیل کے اس جواب پر قبقب مسکراتے لگا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عارب نے عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے آقا آپ محسوس نہیں کرتے کہ قبقب کا نام ادا کرتے وقت دشواری اور تنگی سی پیش آتی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ محبت کے اظہار کے طور پر ہم آج کے بعد اسے کو قبب مذکورہ مخاطب کرتے رہیں کیونکہ اس کا یہ موجودہ نام ادا کرتے وقت زبان پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے عارب کی اس گفتگو پر سارے کھل کر ہنس دے تھے قبقب اور رفسہ بھی مسکرا رہے تھے اس پر عزائیل نے قبقب کی ساتھی لڑکی رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے عارب یہ معاملہ میں رفسہ پر چھوڑنا ہوں وہی کوئی ایسا نام تجویز کرے جو آسانی سے ادا کیا جاسکے رفسہ نے فوراً کہہ دیا اے آقا اگر یہ بات مجھ پر ہی چھوڑتے ہیں تو میں یہ کہو گی کہ قبقب کو آج کے بعد صرف قب کہہ کر مخاطب کیا جائے اس لیے کہ یہ نام آدا بیگی میں آسان ہونے کے علاوہ زبان پر بھی فوراً چڑھ جاتا ہے پس عزائیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو پھر سن رکھو میرے عزیز و آج کے بعد قبقب کو صرف قب کہہ کر پکارا جائے گا اور تم دیکھتے ہو کہ یہ نام ادا کرنے میں بڑا آسان ہے معاملہ طے ہونے کے بعد اس قب نے عزائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا میں اب رفسہ کے ساتھ جاتا ہوں اور چند دن کا وقفہ ڈال کر پھر یونان پر ضرب لگاتے کی کوشش کروں گا عزائیل نے جب اجازت دے دی تو قب اور رفسہ غائب ہو گئے تھے جب کہ ان کے جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد عزائیل نے

Uploaded By Muhammad Nadeem

کے لیے نادم ہوں پر وہ طمحات ہی ایسے تھے کہ مجھے کوچ کرنا پڑا اور اس کے بعد یونان
تے مصر کی سرزمین کے اندر عزرائیل کے مئی کو خون خوار بنا کر ممتن شہر کے اطراف میں تباہی پھیلا
دو خون خوار روحوں کو اپنے قہر میں کرنے کے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے تھے اور یوشع بن
نون کو اس نے یہ بھی بتا دیا کہ جس طرح عزرائیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسے
اذیت اور کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی کس طرح اس نے حرم کعبہ میں پناہ لی اور
کیسے وہاں سے نکلنے کے بعد دریائے نیل کے کنارے شوط مار کے محل میں وہ عزرائیل اور
اس کے ساتھیوں کو شکست دینے کے بعد مئی کی ساری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب
ہو گیا تھا۔

اس کے بعد یونان نے زور کے احرام کے اندر عزرائیل کے ساتھی قب کے ساتھ ہولناک
طوائف کی ساری داستان بھی سنا ڈالی تھی۔

یونان کے سارے حالات و واقعات سننے کے بعد تھوڑی دیر یوشع بن نون تو مسمی
انداز میں اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے یونان کے شاتے پر پیار اور شفقت
سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: اے میرے عزیز تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان ہے تو یہ
جو بدی کے گماشتوں کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کا کام کرتا ہے تو میرا رب تجھے
تمہارے ان اعلیٰ اعمال کی بدی کے خلاف کامیابی سے استعمال کرتے ہو ضرور جزا دے گا
یوشع بن نون چند ثانیوں تک خاموش رہے پھر دوبارہ یونان کو مخاطب کرتے
ہوئے وہ کہہ رہے تھے: اے یونان تمہاری غیر موجودگی میں ساری ارض فلسطین پر میں
نے قبضہ کر لیا ہے اور اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے اندر ایک میراث کی طرح تقسیم کر دیا
ہے تاکہ وہ خداوند کے عہد کے مطابق اس سرزمین میں پرسکون اور خوش حال زندگی بسر کریں
ہاں بنی اسرائیل کا سارا لشکر ابھی تک یہیں میرے پاس ہی مقیم رہتا ہے اور اب میں اس سے ایک
بہت بڑا کام لینے والا ہوں اس پر یونان نے چونک کر پوچھا: اے سیدی آپ اس لشکر
سے کون سا کام لینے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

اس پر یوشع بن نون نے کہا: اے میرے عزیز میں مشرق کے ایک شہر پر حملہ آور ہونے
کا ارادہ کر چکا ہوں اس کے لیے میں اپنے لشکر کے کوچ کی تیاریاں بھی مکمل کر چکا ہوں یہ
بنی اسرائیل کا ایک جرار لشکر ہو گا اور اس لشکر کا سالار میں نے ایک شخص خون کو مقرر

یوشع بن نون نے اپنی مستقل رہائش کے طور پر کوہستان جنس میں ایک مکان بنالیا تھا
اور اب وہ اسی مکان کے اندر رہنے لگے تھے ایک روز یوشع بن نون اپنے اسی مکان سے
باہر دیوار کے ساتھ پھائی ہوئی چٹائی پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یونان ان کے
پاس آیا اسے دیکھتے ہی یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے بڑے پر جوش انداز میں انہوں
نے یونان کو لگے لگایا پھر اسے اپنے پہلو میں بیٹھاتے ہوئے بڑی بیتیابی میں انہوں نے پوچھا
اے میرے عزیز! تو اچانک میرے لشکر سے نکل کر کدھر چلا گیا تھا تو نے مجھے اپنی روانگی کی
اطلاع بھی نہ دی اور رات کے وقت ہی کوچ کر گیا تھا دوسرے روز جب میں تیرے
خیمہ میں گیا تو خیر خالی تھا اس پر میں بڑا متفکر ہوا اپنے ساتھیوں کو تمہاری تلاش میں ادھر
ادھر دوڑایا لیکن تم کہیں بھی نہ ملے اس پر میں نے بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کو تاکید
کی کہ وہ یونان کو تلاش کریں لیکن تم کہیں نہ ملے اے میرے عزیز تم کن سرزمینوں کی طرف
چلے گئے تھے اور ایسی کون سا اہم ضرورت تھی جس کے تحت تم مجھے بتائے بغیر ہی
کوچ کر گئے تھے۔

یوشع بن نون کی اس گفتگو کے جواب میں یونان مسکرایا پھر اس مذموم سی آواز میں کہا
سیدی! میں واقعی ہی رات کے وقت آپ سے اجازت لینے بغیر کوچ کر گیا تھا میں اس

لشکر کے ساتھ یثرب شہر کی طرف روانہ ہو سکوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ بنی اسرائیل کا لشکر کیسے اس شہر کو فتح کرے گا۔ اور میں بھی جائزہ لوں کہ اس شہر کو کھجوروں کا شہر جو کہا جاتا ہے اس میں کیسے اور کس قدر کھجوروں سے باغات ہیں یونان کی اس خواہش پر یوشع بن نون نے کہا اے یونان تمہارے آنے کے بعد اپنے دل ہی دل میں میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میری زندگی کے اس آخری دھڑکن میں تم میرے ساتھ رہو گے تاکہ مجھے میری لاپرواہی اور لاعلمی کا احساس نہ ہو لیکن اے یونان اب جب کہ تم لشکر کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کر چکے ہو تو سنو میں کہ سردار خون کو تمہارے متعلق ہدایت جاری کر دوں گا لہذا کل تم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہو جانا اور اس لشکر کے اندر تمہاری حیثیت ایک صاحب قدر اور ذی کرام شخصیت کی سی ہو گئی۔

یوشع بن نون کہتے کہتے قاموش ہو گئے کیونکہ ایک جوان ان کے پاس آکھڑا ہوا اور انہیں مخاطب کر کے کہا اے سیدی دوپیر کا کھانا تیار ہے آپ مہمان کے ساتھ اندر جا کر کھانا کھا لیں اس پر یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے یونان کا انہوں نے ہاتھ تھام لیا اور پھر اسے اپنے گھر کے اندر دینی حصہ کی طرف لے گئے تھے۔

بنی اسرائیل کے لشکر نے جس کا سالار خون تھا دوسرے روز یثرب شہر کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے ارض فلسطین سے کوچ کیا اور یونان بھی بنی اسرائیل کے اس لشکر میں شامل ہو گیا تھا یثرب کے عمالیتی بادشاہ ارقم بن ارقم کو بھی اس کے پُر غلوص ساتھیوں کے ذریعے سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک حیران لشکر یثرب پر حملہ آور ہونے کے لیے برق رفتاری سے پیش قدمی کر رہا ہے پس ارقم بن ارقم نے پیش خبری کے طور پر شہر کے اطراف میں مختلف مقامات پر اپنے مسلح دستے مقرر کر دیئے تھے۔

ایک دستہ ارقم بن ارقم نے مدینہ کے شمال میں کوہستان سلع مقرر کیا تھا اور یہ دستہ اس کوہستان کے اوپر گھات میں بیٹھنے کے بعد دور شمال میں کوہستان احد تک نگاہ رکھتا تھا اور اس دستے کے سوا کوہستان سلع اور جبل احد کے درمیان چکر بھی لگاتے رہتے تھے تاکہ شمال کی طرف سے دشمن پر کڑی نگاہ رکھی جاسکے اس طرح کچھ دستے یثرب کے جنوب میں جبل غیر پر بھی مقرر رکھے گئے تھے اور ان دستوں کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ جنوب کی طرف کڑی نگاہ رکھیں اور جو بھی دشمن انہیں نظر آئے ارقم بن ارقم کو فوراً اس کی اطلاع کر دیں

کیا ہے اور یہ خون موسیٰ کے سالے قینی کا بیٹا ہے یہ ایک انتہائی شجاع اور دیر شخص ہے وہ گویا اب دھلتی عمر کو پہنچ چکا ہے پر اس کا جنگجو یا نہ رویہ ویسے کا دلیسا ہی ہے اس خون کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس کی اولاد میں اس کی صرف ایک بیٹی ہی ہے جس کا نام سلوم ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سلوم بنی اسرائیل کے اندر سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے پس خون کی کمان داری میں کل ہی یہ لشکر اس شہر کی طرف روانہ ہو گا جس پر میں حملہ آور ہونے کا عزم کر چکا ہوں اور خون کی بیٹی سلوم بھی اس لشکر میں اپنے باپ کے ساتھ شامل ہوگی اور مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ لشکر بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کر لے گا اے یونان یہ پہلا موقع ہے کہ میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل نہ ہوں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میری عمر ایک سو دس سال کے قریب ہو گئی ہے۔ اور میں اپنے آپ کو ایسا لاغر محسوس کرتا ہوں کہ اب میں مزید جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہذا اب میں نے اپنی جگہ موسیٰ کے رشتہ دار خون کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کر دیا ہے۔ یوشع بن نون کے قاموش ہونے پر یونان نے پوچھا اے سیدی آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ اپنے لشکر کو کس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کر رہے ہیں اس پر یوشع بن نون نے غور سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یونان میرے عزیز میں ارض حجاز میں یثرب پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں اور اس یثرب شہر کو بنی اسرائیل کے لوگ کھجوروں کا شہر بھی پکارتے ہیں۔

اور اے یونان اس شہر پر عربوں کے ایک قبیلہ بنی عمالیق کی ملکیت ہے اور ان ہی عمالیقوں میں سے ایک شخص کہ جس کا نام ارقم بن ارقم ہے وہ اس شہر کا بادشاہ ہے پس میری یہ خواہش ہے کہ بس شہر کو فتح کر کے اسرائیل کی سلطنت میں شامل کر لوں۔ اور میں نے اپنے لشکر کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ جب اس شہر کو فتح کر لیا جائے تو اس کے سارے ہی رہنے والوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور اے یونان میں نے یہ باتیں بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کے سامنے کہی ہیں تاکہ اس دوران مجھے موت آن دلوں تو یہ سردار اس لشکر کو ہدایت کر سکیں کہ وہ یثرب کی آبادی کا خاتمہ کر دیں۔

یوشع بن نون کے قاموش ہونے پر یونان نے کہا اے سیدی کیا میں بھی اس

ایک بہت بڑی سعادت ہوگی کہ میں وہ کام کروں جو آپ مجھے سونپ رہے ہیں لہذا بتائیے مجھے کون سا کام کرنا ہوگا۔ ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے اخیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے فرزند تو جانتا ہے کہ بنی اسرائیل ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے کوہستان اہد کے آس پاس خیمہ زن ہو چکے ہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح یہ لڑائی ٹل جائے اور بنی اسرائیل ہم سے کچھ صلح کی شرائط لے کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اے میرے فرزند بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے میں نے تیرا انتخاب کیا ہے اب تو مجھے یہ بتا کہ تو اپنے ساتھ اس کام کے لیے کس کس کو لے جانا پسند کرے گا۔

اس پر اخیم نے بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہترین اور انتہائی مناسب کام کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیا ہے اور اس کام کے لیے میں ابھی اور اسی وقت بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف روانہ ہوا ہوں۔ رہا آپ کا یہ سوال کہ میں کس کس کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تو اے میرے باپ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ میں کسی کو بھی اپنے ساتھ لے جانا پسند نہ کروں گا بلکہ میں اکیلا ہی بنی اسرائیل کی طرف جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ صلح کی شرائط ملے کرتے میں کامیاب ہو جاؤں گا اس کے ساتھ ہی اخیم اٹھ کھڑا ہوا اور ارقم بن ارقم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے باپ اب مجھے یہاں سے روانہ ہونے کی اجازت دیجیے پس ارقم بن ارقم اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے اپنے خیمہ سے باہر آیا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کا بیٹا اخیم اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر مہینہ لگاتے ہوئے اس اپنے گھوڑے کو بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف سرٹ دوڑا دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم جب بنی اسرائیل کے لشکر کے پاس گیا تو چند محافظوں نے اسے روکا اخیم نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور ان محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں تمہارے لشکر کے سالار سے مناجاہت ہوں کیا تم میں سے کوئی اس کے خیمہ تک میری رہنمائی کرے گا اس پر ایک محافظ نے اخیم کے قریب ہوتے ہوئے پوچھا! اے اجنبی! پہلے تم یہ کہو کہ تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے اور کس سلسلہ میں تم ہمارے سالار خون سے مناجاہتے ہو اس پر اخیم نے کہا میں یثرب کے سالار ارقم بن ارقم کا بیٹا ہوں میرا نام اخیم ہے اور میں تمہارے سالار خون سے اس لیے مناجاہت ہوں

اس کے علاوہ مدینہ کے مغرب میں کوہستان عیر سے لے کر جبل اہد تک جو لاوے کی چٹانیں پھیلی ہوئی ہیں ان چٹانوں کے اوپر بھی محافظ دستے مقرر کر دیئے گئے تھے اور انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ دادی عقیق کو نگاہ میں رکھیں اور اس طرف اگر دشمن لاوے کی چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو ان پر تیز اور طوفانی تیر اندازی کر کے انہیں رک جلتے پر عبور کر دیا جائے تاکہ وہ اس طرف سے کھل کر حملہ آور نہ ہو سکے اس کے علاوہ ارقم بن ارقم نے یثرب کے مشرق میں بھی لاوے کی چٹانوں پر اپنے کچھ مسلح دستے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے بیٹھا دیئے تھے۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ارقم بن ارقم اپنے لشکر کے ایک بڑے حصے کے ساتھ جبل اہد اور کوہستان سلع کے درمیان اسے وسیع میدانوں کے اندر خیمہ زن ہو گیا تھا اور اسے پختہ امید تھی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کوہستان اہد اور لاوے کی چٹانوں کے بیچ سے گزر کر ہی یثرب پر حملہ آور ہوگا ارقم بن ارقم کے سارے انداز سے درست ثابت ہوئے کہ دوسرے ہی روز بنی اسرائیل کا لشکر کوہستان اہد کے مغربی جانب کی طرف سے نمودار ہوا اور پھر یہ لشکر لاوے کی چٹانوں اور جبل اہد کے درمیانی حصہ میں خیمہ زن ہو گیا تھا۔ ارقم بن ارقم نے پہلے ہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے اور بنی اسرائیل کچھ لے کر اور صلح کر کے واپس چلے جائیں لہذا بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے ارقم بن ارقم نے اپنے جوان سال بیٹے اخیم کا انتخاب کیا اور یہ اخیم ایسا نوجوان تھا جس کے متعلق ارض حجاز والوں کا دعویٰ تھا کہ ارض حجاز میں اس وقت اخیم سے بڑھ کر کوئی خوبصورت اور پرکشش نوجوان تھا پس اخیم سے یہ کام لینے کے لیے ارقم بن ارقم نے اسے لشکر کے اندر اپنے خیمہ میں طلب کیا تھا اور جب یہ اخیم اپنے باپ ارقم بن ارقم کے خیمہ میں داخل ہوا تو ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے بڑی شفقت آمیز آواز میں کہا اے میرے فرزند میں نے ایک کام کے لیے تیرا انتخاب کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ یقیناً اس کام پر پورا اترے گا کیونکہ میں جانتا ہوں تو ایک اعلیٰ شخصیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک عاقل و خیم نوجوان بھی ہے۔

اس پر اخیم نے اپنے باپ کے سامنے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ آپ کہے کس کام کے لیے آپ میرا انتخاب کر چکے ہیں قسم خداوند کی یہ میرے لیے

سالار کی بیٹی سلوم نے چونتے ہوئے اس اسرائیلی کی طرف دیکھا اور کہا میرے باپ ابھی ابھی اپنے خیمے سے نکل کر اپنے لشکر کے مغربی حصوں کا جائزہ لینے گئے ہیں پس اسے میرے بھائی تو جا اور میرے باپ کو بلا کر لا اور اس کو بتا کہ کس طرح یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیم آیا ہے اور صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اور اسے میرے بھائی اتنی دیر تک میں اس معزز مہمان کو اپنے خیمہ میں بٹھاتی ہوں اور اس کی ضیافت کا سامان کرتی ہوں سلوم کی اس گفتگو پر وہ اسرائیلی لشکر کے مغربی حصے کی طرف ہلا گیا تھا تاکہ لشکر کے سالار خون کو بلا کر لائے۔

اس اسرائیلی جوان کے چلے جانے پر حسین سلوم نے اپنے سلتے اپنے گھوڑے پر بیٹھے پرکشش اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ اجنبی کی طرح ابھی تک اپنے گھوڑے پر ہی کیوں بیٹھے ہیں آپ نیچے اتر کر خیمے میں آئیں ہمارا یہ خیمہ آپ ہی کا خیمہ ہے اس لیے کہ آپ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے ہیں لہذا ہمارے لیے آپ ایک معزز اور قابل احترام مہمان ہیں سلوم کی اس گفتگو پر اخیم اپنے گھوڑے سے اتر پڑا سلوم نے دیکھا پرکشش اور خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اخیم قدر کا ٹھہ میں بھی خوب تھا۔ اور اس کی جسمانی ساخت بھی اپنے اندر بے پناہ جذب رکھتی تھی سلوم باگ کر آگے بڑھی اور اخیم کے گھوڑے کی باگ اس سے لیتے ہوئے وہ انتہائی نرم اور میٹھی آواز میں بولی لایئے میں آپ کا گھوڑا خود باندھتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی سلوم نے اس سے گھوڑے کی باگ لے لی اور تھوڑا سا آگے لے جا کر اس نے گھوڑے کو اپنے خیمے کے گھونٹے کے ساتھ باندھ دیا تھا دوبارہ وہ اخیم کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا آپ میرے ساتھ خیمے میں آئیے اور اخیم چپ چاپ سلوم کے ساتھ ہو لیا تھا۔ خیمے کے اندر لے جا کر سلوم نے اخیم کو ایک صاف ستھری اور عمدہ نشست پر بیٹھایا ہے اس نے اسے تازہ دودھ کا ایک گلاس پیش کیا جو اخیم نے لے کر پی لیا پھر چھوٹے سے ایک ٹشت میں حسین سلوم خشک پھل لے آئی اور خشک پھلوں کا وہ ٹشت اس نے اخیم کے سامنے رکھا اور ساتھ ہی خود بھی اخیم کے سامنے بیٹھی ہوئی بولی آپ یہ خشک پھل کھائیں پھر اتنی دیر تک میرا باپ بھی لوٹ آئے گا اور پھر آپ اطمینان کے ساتھ اس خیمہ میں اس سے صلح کی گفتگو کر سکیں گے اس پر اخیم نے پہلی بار سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ نے مجھے دودھ پیش کیا سو میں نے پی لیا تو ان پھلوں کی کیا ضرورت ہے اس لیے

کہ اس سے مل کر کچھ صلح کی شرائط لے کر سکوں اور اگر ہو سکے تو یہ جنگ ٹل جائے اس لیے کہ میرا باپ ایک امن پسند انسان ہے اور اس کی اولین کوشش ہے کہ اگر کسی بھی طور یہ جنگ ٹل سکتی ہے تو ٹل جائے اس بار اس اسرائیلی نے کسی قدر مؤدب ہوتے ہوئے کہا آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنے سالار خون کے خیمہ تک لے جاتا ہوں وہ اسرائیلی اخیم کے ساتھ ہو لیا جب کہ دوسرے اسرائیلیوں میں سے ایک نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بھائیو تم نے یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے اس بیٹے کو دیکھا جس نے اپنا نام اخیم بتایا ہے قسم مومن اور ہارون کے رب کی میں نے اپنی زندگی میں ایسا حسین اور خوبصورت اور پرکشش شخصیت کا تو جوان کبھی نہیں دیکھا اس پر ایک دوسرے اسرائیلی نے تائید کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم یقیناً درست کہتے ہو پر اخیم نے ان کی اس گفتگو کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور وہ خون کے خیمہ کی طرف جاتے کے لیے ان اسرائیلیوں کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اخیم کو لے کر وہ اسرائیلی اپنے سردار خون کے خیمہ کے پاس آیا اور اخیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا اے تو جوان یہ خیمہ ہمارے سالار خون کا ہے وہ اسرائیلی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر اخیم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے میرے عزیز کیا تم اپنے سالار کو میرے آنے کی اطلاع نہ کر دگے اس پر اس اسرائیلی نے خیمہ سے باہر کھڑے ہو کر اپنے سالار کا نام لے کر اسے پکارا اس کی اس پکار پر بنی اسرائیل کے سالار خون کی حسین اور خوبصورت بیٹی سلوم بھاگتی ہوئی آئی اور جو نہی اس کی نگاہ اخیم پر پڑی وہ اسے دیکھ کر ایسی متاثر ہوئی کہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی اور اسی اسرائیلی سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس نے خون میرے باپ کو آواز دی ہے اسرائیلی بھی جان گیا کہ سلوم اخیم کے پرکشش سے متاثر ہو کر رہ گئی ہے۔

پس اس موقع پر اس نے داخل اندازی کی اور سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میری بہن کیا تم بتا سکو گی کہ لشکر کے آؤر تمہارے باپ خون اس وقت کہاں ہیں یہ تو جوان جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ تمہارے باپ سے صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اس تو جوان کا نام اخیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے اس پر اسرائیلی

پہلے ساری ہی جنگوں میں ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون اسرائیلی لشکر کے سالار ہوا کرتے تھے چونکہ یوشع بن نون اب تقریباً ایک سو دس سال کے ہو کر بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سرگرمی کے ساتھ جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہے لہذا میرے باپ حنون کو اسرائیلی لشکر کا سالار بنایا گیا ہے لیکن اسے ایخیم اس لشکر کی ارض فلسطین سے روانگی کے وقت ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون نے میرے باپ اور سارے لشکر کو حکم دیا تھا کہ یثرب پر فتح پانے کے بعد وہاں کے ہر فرد کو قتل کر دیا جائے پس اسے ایخیم صلح کی اس گفتگو کی ناکامی کے بعد اگر تم یثرب واپس چلے گئے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ تم بھی اسرائیلیوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور تمہاری موت کا مجھے بے اتہاد کھد اور تم ہو گا اس لیے کہ میں نے اپنی زندگی میں آج تک تم جیسا اور پرکشش شخصیت کا تو جوان نہیں دیکھا اور میں نہیں چاہتی کہ اس جنگ میں تم کام آؤ۔

لہذا میں نے ایک خواہش کی ہے کہ صلح کی گفتگو کی ناکامی کی صورت میں تم بھی مستقل طور پر ہمارے اندر رہائش کر لینا اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرے باپ حنون کے بعد ہمارے اندر تم سب سے زیادہ قابل احترام سمجھے جاؤ گے۔ اس پر ایخیم نے فیصلہ کن انداز میں کہا یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہے کہ یثرب کے لوگ مر رہے ہوں اور میں یہاں بے کار پڑا رہوں۔ اسے بنت حنون اگر صلح کی یہ گفتگو ناکام رہی تو مجھے اپنے باپ کے پاس واپس جانا ہو گا۔ اور یہاں زندہ رہنے کے بجائے میں یثرب کی حفاظت کرتے ہوئے مرجانے کو ترجیح دوں گا ایخیم کے ان خیالات کے جواب میں سلوم کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا باپ اور اسرائیل کا سالار حنون حیمہ میں داخل ہوا۔ سلوم فوراً اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور ایخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ میرے باپ حنون اور اس لشکر کے سالار اعلیٰ ہیں۔

ایخیم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنی دیر تک حنون نے آگے بڑھ کر ایخیم سے پر جوش مصاحبہ کیا اور ان دونوں کو ان کی نشستوں پر بٹھاتے ہوئے حنون خود بھی وہاں بیٹھا ہوا اور ایخیم کو مخاطب کرتے ہوئے بولا جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے اسے ارقم بن ارقم کے بیٹے ایخیم میں اپنے خیمہ میں نہیں خوش آمدید کہتا ہوں قسم موتی وہاں دن کے رب کی جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے جو میرے سامنے تمہاری مردانہ وجاہت کی تعریف کی تھی میں نہیں دیکھتے ہوئے اس تعریف سے بڑھ کر پار ہا ہوں پس اسے حسین و معزز مہمان کو تم ہم سے صلح کی کیسی گفتگو کرنے آئے ہو۔

کہ میں نہ تو دروازے سے آیا ہوں اور نہ ہی اس موقع پر میرے بھوک محسوس کرتا ہوں اور دودھ میں نے اس لیے پی لیا ہے کہ ہم عربوں کے اندر یہ رسم ہے کہ جو مہمان کسی کی تواضع قبول نہیں کرتا ہے تو اس سے میزبان بھی بھٹکے گھر آنے والا مہمان اپنے دل میں اس کے لیے دشمنی رکھتا ہے اس پر سلوم نے فوراً بولتے ہوئے کہا تو میں ان پھلوں سے آپ کی مزبانی کر رہی ہوں اور آپ ان پھلوں کو ٹھکرا رہے ہیں تو کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ ہمارے لیے اپنے دل میں دشمنی اور کدورت رکھتے ہیں اس پر ایخیم نے فوراً کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تاہم آپ کا یہ شک رفع کرنے کے لیے میں ان پھلوں میں سے کچھ کھا لیتا ہوں

ایخیم کے اس فیصلہ پر سلوم خوش ہو گئی جب کہ ایخیم خشک پھلوں میں سے کھلے کر کھاتے لگا تھا تھوڑی دیر تک سلوم اپنے سامنے بیٹھ کر خشک پھل کھاتے ہوئے ایخیم کو میٹھی میٹھی لگا ہوں سے دیکھتی رہی پھر اس نے پوچھا اگر میرے باپ کے ساتھ آپ کی یہ صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو پھر آپ کا کیا رد عمل ہو گا اس پر ایخیم نے ان خشک پھلوں سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا میں اپنی بھرپور کوشش کروں گا کہ صلح کی یہ گفتگو کامیاب ہو جائے۔

اور اس کے لیے میں کچھ شرائط بھی ماننا پڑیں تو ہم انہیں مان لیں گے اور ہاں اگر یہ گفتگو ناکام رہی تو پھر میں واپس یثرب لوٹ جاؤں گا اور ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو گا کہ ہم بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کریں جو ہماری خواہش کے خلاف ہو گا اس پر سلوم نے اپنی دلی خواہش اور آرزو کا اظہار کرتے ہوئے کہا صلح کی اس گفتگو کے ناکام ہونے کی صورت میں کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ واپس اپنے شہر یثرب کی طرف نہ جائیں اور ہمیشہ کے لیے ہمارے اندر ہی رہ جائیں۔

ایخیم نے غصے سے سلوم کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں پوچھا ایسا کیونکر ممکن ہے کہ صلح کی ناکامی کے بعد واپس جاتے کے بجائے مستقل طور پر تم لوگوں کے اندر ہی رہنا شروع کروں اس پر سلوم نے ایک پریشان کن نگاہ ایخیم پر ڈالی اور کہا میں نے جو یہ پیش کش کی ہے تو اس کی بھی ایک وجہ ہے ایخیم نے فوراً پوچھ لیا اسے حنون کی بیٹی پہلے وہ وجہ بتاؤ پھر میں اپنا فیصلہ دوں گا۔

سلوم نے کہنا شروع کیا۔ اسے ارقم بن ارقم کے قریب وکیل بیٹے میرا باپ جس کا نام حنون ہے وہ اپنی زندگی میں پہلی بار اسرائیلی لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے ورنہ اس سے

کو کیا تم اس مقابلہ کے لیے تیار ہو اخیتم فوراً اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پرے جاتا ہوا بولا ہاں میں ہر وقت اور ہر جگہ تیغ زنی کے اس مقابلے کے لیے تیار ہوں۔

اس پر خون اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا تو پھر تم تھوڑی دیر کیلئے میرے خیمے میں بیٹھو اور میں اپنے خیمہ سے باہر تیغ زنی کے اس مقابلہ کا انتظام کرتا ہوں کہ ساتھ ہی خون اپنے خیمے سے نکل گیا تھا۔ اپنے خیمے سے نکل کر خون نے بنی اسرائیل کے چند معزز سرداروں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز و شریک پر حملہ آور ہونے کا میں بہترین موقع ہاتھ لگا رہا ہے اور وہ اس طرح کہ شرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا کہ جس کا نام اخیتم ہے وہ اس وقت میرے خیمے میں بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنے باپ اور شرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کی طرف سے ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہے تاکہ یہ جنگ کسی نہ کسی طور ٹل جائے اس لیے میرے عزیزو! میں نے بہانہ سازی سے کام لیکر اس اخیتم کا تیغ زنی کا ایک مقابلہ رکھ دیا ہے اور یہ مقابلہ میرے خیمے سے باہر ہوگا۔

اور اس مقابلہ کا مقصد اخیتم کو یہاں اپنے لشکر میں روکے رکھنا ہے اور اس دوران ہم شرب پر حملہ آور ہو کر وہاں کے رہنے والوں کو تیر تیغ کر کے رکھ دیں گے خون کہتے کہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے میرے ہر دل عزیز سردار و جیب تک ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیتم یہاں ہمارے لشکر کے اندر موجود ہے اس وقت تک اہل شرب یہی سمجھتے رہیں گے کہ صلح کی گفتگو ہو رہی ہے لہذا وہ ہماری طرف سے کچھ زیادہ چوکس نہ رہیں گے پس ہمیں اسی وقت سے فائدہ اٹھانا ہے اور اے میرے سردارو! میں ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیتم کو یہاں معروف رکھتا ہوں تم ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ شرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور سونو میں تھوڑی دیر قبل اس شہر کا مکمل طور پر جائزہ لے چکا ہوں اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دو ایک حصہ آگے بڑھ کر جبل اعدا اور مغربی لاوسے کی چٹانوں کے بیچ و بیچ گزرتا ہو شرب پر حملہ آور ہو جائے دوسرا لشکر لاوسے کی مغربی چٹانوں کے اوپر سے گزر کر حملہ آور ہو تو تیسرا لشکر شرب کے جنوب میں جبل میر اور لاوسے کی مغربی چٹانوں کے بیچ میں جو درہ ہے اس سے گزر کر حملہ آور ہو چوتھا لشکر جبل عیر اور لاوسے کے شرقی چٹانوں کے درمیان میں جو درہ ہے اس کے گزر کر حملہ آور ہو اور لشکر کا پانچواں اور آخری حصہ شرب کی شرقی لاوسے کی چٹانوں کو عبور کر کے شرب پر حملہ آور ہو جائے۔

اور اے میرے عزیزو! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ تمہارے سامنے شرب لمحوں کے اندر زیر ہو کر رہ جائے گا اور پھر تم یوشع بن نون کے حکم کے مطابق وہاں کی ساری آبادی کو تیر تیغ کر دینا۔

اس پر اخیتم نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالاریں اور میرا باپ ارقم بن ارقم یہ چاہتے ہیں پس کسی نہ کسی عورت میں یہ جنگ ٹل جائے اور انسانیت کا حقوق نہ بے اور اے بنی اسرائیل کے سالار اس صلح کے لیے اگر آپ کی طرف سے ہمیں کچھ نرم شرائط بھی پیش کی گئیں تب بھی ہم قبول کر لیں گے اور ان کے علاوہ ہم پر کوئی خراج بھی لگایا گیا تو ہم وہ بھی دینے پر رضامند ہو جائیں گے۔ اس پر خون نے گہری نگاہوں سے اخیتم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور اگر صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو کیا تم لوگ ہمارے سامنے شرب کا دفاع کر سکو گے اخیتم نے بڑی جرات اور غم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہم اپنی مقدور بھر کوشش کریں گے کہ ہم شرب کو اس حملہ سے محفوظ رکھ سکیں اور ایسا کرنے کیلئے اگر ہمیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑے تب بھی ہم دریغ نہ کریں گے۔

اخیم کی اس گفتگو پر خون کے چہرے پر سکراہٹ بکھر گئی تھی اور دوبارہ اس نے اخیتم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اے اخیتم تم اپنی جسمانی ساخت سے تو ایک تو مندو جوان لگتے ہو لیکن اگر تمہارے اس حسین و میل چہرے کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے تم ایک انتہائی نازک اندام نو جوان ہو اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہارے باپ نے کیونکر تمہیں ایسا ہی ہمارے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کیلئے بھیج دیا ہے کیا اسے فخر نہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں کوئی تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتا ہے کوئی تمہیں اپنا دشمن سمجھ کر تمہاری گردن بھی کاٹ سکتا ہے۔

پس کیوں تم اس نے تمہارے ساتھ کچھ محافظوں کو بھی روانہ کیا۔ اخیتم جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سالار میرا باپ تو میرے ساتھ میری حفاظت کیلئے کچھ نو جوان بھیجنا چاہتا تھا لیکن میں خود ہی اکیلا آیا ہوں رہی تمہاری بات کہ میں اپنے چہرے سے نازک اندام لگتا ہوں تو اے خون تم جانتے ہو کہ عربوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ محاروں کا رہنا والا پیدائشی طور پر تیغ زن ہوتا ہے پس اے خون میں بھی ان ہی تیغ زنوں میں سے ایک ہوں جو اپنی حفاظت کا سامان کرنا خوب جانتے ہیں خون نے عیار انداز میں کچھ سوچا پھر اخیتم سے اس نے کہا اے میرے معزز نہان کیا ایسا ممکن نہیں کہ پیسے ہم تمہاری تیغ زنی کا اندازہ کر لیں۔

اس کے بعد صلح کی گفتگو کی ابتداء ہو اس لیے کہ تمہاری تیغ زنی کا اندازہ لگانے کے بعد کم از کم میں یہ ضرور جان سکوں گا کہ شرب کے عمالیتی کیسے اور کب تک ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں لہذا اسی کے مطابق میں تمہارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کی کوشش کروں گا پس اے اخیتم میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے کسی نو جوان کے ساتھ تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ کر اؤں گا۔

دیکھنے کے لیے لوگ بڑی تیزی سے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اور ان لوگ میں زیادہ تر وہ اسرائیلی عورتیں اور بچے ہی تھے جو لشکر میں شامل تھے۔

حون کے بڑے شدہ لائڈ عمل کے مطابق بنی اسرائیل کا لشکر پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر حرکت میں آیا بڑی رازداری سے وہ آگے بڑھ کر حصہ شہر کے اطراف میں اپنی اپنی جگہوں میں پھیل دیا تھا جہاں سے انہوں نے حملہ آور ہونا تھا اور پھر ذرا فاصلہ پر جا کر بنی اسرائیل کے ان پانچوں حصوں نے پانچ مختلف اطراف سے شہر پر حملہ کر دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم نے اپنی پوری قوت اور دانش مندی کے ساتھ شہر کا دفاع کیا تھا لیکن اس کے مقابلے میں حملہ آور ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ یثرب کی ساری آبادی کو بھی اس کے سامنے لاکھڑا کیا جاتا تب بھی اسرائیلی زیادہ تھے لہذا حملہ آور اسرائیلی لمحوں کے اندر اپنے سامنے آنے والے ارقم بن ارقم کے لشکر کو شکست دینے کے بعد یثرب شہر میں داخل ہو گئے اور وہاں شہر کے اندر انہوں نے قتل عام شروع کر دیا تھا اسرائیلی اپنے سامنے آنے والے ہر مرد عورت اور بچے کو ذبح کرنے لگے تھے اور یوں یثرب شہر کے اندر خون بہنے لگا تھا۔

حون جب خاموش ہوا تو ایک اسرائیلی سردار نے اٹھ کر کہا اسے سالار ہم تیری دانش مندی کی تعریف کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں یثرب کو آسانی کے ساتھ اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے میں اس سے بہتر کوئی اور موقع نہ ملے گا پس اسے سالار تو یثرب کے بادشاہ کے بیٹے کو یہاں تیغ زنی کے مقابلے میں معرکہ رکھا اور اتنی دیر تک ہم تمہاری تجویز کے مطابق یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیں گے اپنے سردار کی اس گفتگو پر حون نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر جاؤ لشکر کو پانچ مناسب حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد یثرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور میں ارقم بن ارقم کے بیٹے کو یہاں مصروف رکھنے کے لیے تیغ زنی کے مقابلے کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اسرائیلی سردار اٹھ کر چلے گئے جب کہ حون نے ایک ماہ اسرائیلی تیغ زنی کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے خیمہ کی طرف چل پڑا تھا۔

اپنے خیمے کے قریب آ کر حون نے چند اسرائیلی سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ چند لوگوں کو اس کے خیمہ کے باہر جمع کریں کہ وہ ایک اجنبی جہان کے ساتھ ایک اسرائیلی کے تیغ زنی کے مقابلے کا لطف اٹھا سکیں اس کے بعد حون اپنے خیمے میں داخل ہوا اور ان خیم کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز میں نے تیرے مقابلے کا انتظام کر دیا ہے جس نوجوان سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ بھی اس وقت میرے خیمے کے باہر کھڑا ہے اور اب بھی میرے کچھ جوان اس مقابلہ کا انتظام کرنے کے بعد مجھے اطلاع کرتے ہیں اس کے بعد اس مقابلے کی ابتدا ہو گئی۔

حون کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس کے خیمے میں یونان داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی حون اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اس نے یونان کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز آپ بڑے مناسب وقت پر آئے ہیں اس لیے کہ یونان نے فوراً حون کی بات کاٹے ہوئے کہا اے حون میں نے سنا ہے کہ تمہارے اس خیمے کے باہر تیغ زنی کا کوئی مقابلہ ہو رہا ہے میں تو وہ مقابلہ ہی دیکھنے آیا ہوں لیکن پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ تیغ زنی کا مقابلہ کس کس کے مابین ہو رہا ہے حون نے ان خیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ایک تو یہ نوجوان ہے اس کا نام انخیم ہے اور یہ عمالیعی عرب ہے اور دوسرا جوان جس کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ اس وقت میرے خیمے سے باہر کھڑا ہے۔

اس پر یونان نے کہا اگر ایسا ہے تو آؤ پھر تمہارے خیمے سے باہر نکل کر خود اس مقابلہ کا انتظام انعام کریں اور لوگوں کو جمع کریں تاکہ وہ اس مقابلے سے لطف اندوز ہو سکیں پھر یونان کے کہنے پر حون انخیم اور سلوم خیمے سے نکل کر باہر آ کھڑے ہوئے تھے جب کہ ان کے سامنے مقابلہ

کے احساب، فکر کے کئی قائل اور موت کی کھلی آغوش کا شکار ہو گیا ہو تو طوری دیر تک دونوں جم کر پڑتے رہے اسرائیلی اس مقابلے کی رفتار سست رکھنا چاہتا تھا لیکن اُس کے مقابلے میں انیم نے انتہائی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حملے شروع کر دیئے تھے شاید وہ اُس اسرائیلی کو اپنے سامنے ٹھکا کر زیر کر دینا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایسا ہی ہوا اس لیے اس اسرائیلی کے حملوں میں کستی اور تھکاوٹ کے آثار نمایاں طور پر دیکھائی دینے لگے تھے جب کہ وہ اسرائیلی یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ انیم ویسا کا ویسا ہی تازہ دم ہے اور یہ کہ وہ اُس وقت یوں لگ رہا تھا جیسے اُس کی رگوں میں بجلیاں دل میں تڑپ اور سینے میں انگارے بھر دیئے گئے ہوں اور وہ اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لیے مصر کے جوش اور گبولوں کے خروش کی طرح بلندی و پستی کو زیر کر دینا چاہتا تھا۔

اُس اسرائیلی میں اب تھکاوٹ کے آثار اور زیادہ نمایاں ہونے لگے تھے اس لیے کہ انیم اب اُسے میدان میں چاروں طرف اپنے آگے آگے چکر دینے لگا تھا اُس اسرائیلی میں تھکاوٹ کے آثار دیکھتے ہوئے انیم چڑھی ندی کے طوفان برق کی ہولناکی کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا اُس سے اُس کے بازوؤں کی قوت ہاتھوں کی صفائی اور دلوں کی بیباکی میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر اچانک آگے بڑھ کر اس نے اپنی کوندے پکاتی اور امدھتی تلوار ایسے انداز میں اُس اسرائیلی کی تلوار پر دے ماری۔

کہ اسرائیلی کی تلوار درمیان میں کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی اور اسرائیلی اپنی تلوار کا گٹا ہوا دستہ ہاتھ میں لیے حیران و پریشان ہو کر رہ گیا تھا اس موقع پر ارد گرد کھڑے لوگوں کی پرواہ کئے بغیر لشکر کے سپہ سالار حنون کی بیٹی سلوم بھاگ کر انیم کے پاس آئی اُس لمحے اس کے مہتاب چہرے پر رنگوں کی صدائیں اور چاہتوں کی خوشبو میں رقص کر رہی تھیں اور اُس کی خاموش نگاہوں میں تعلیم کا ایک طوفان تھا انیم کے قریب آکر سلوم نے اپنے ہجے کی بھرپور کھٹک اور پُرکشش تقری آواز میں کہا اے انیم میں آپ کو آپ کی اس فتح پر مبارکباد دیتی ہوں جو اب میں انیم نے ملکی ملکی مسکراہٹ میں کہا اے بنت حنون میں تیرا شکریہ گزار ہوں کہ تو مجھے ایک اسرائیلی کو ہی ہراتے پر مبارکباد دے رہی ہے۔ بنت حنون میں سمجھتا ہوں کہ یہ تیرا میرے ساتھ خلوص اور اعتماد ہے جس کی بنا پر نواایا کر رہی ہے۔

ایک طرف اسرائیلی لشکر کے ہاتھوں یثرب میں عمالیتوں کا قتل عام ہو رہا تھا جب کہ دوسری طرف بنی اسرائیل کا سپہ سالار حنون اپنے پڑاؤ کے اندر ایک دوسرے کھین کی ابتداء کر چکا تھا جب وہ یونان انیم اور سلوم کے ساتھ اپنے خیمہ سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ اب اس کے خیمہ کے سامنے تیغ زنی کا مقابلہ دیکھنے کے لیے کافی لوگ جمع ہو گئے تھے لہذا جس اسرائیلی کو اس نے انیم کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز یہ جو میرے بائیں جانب جوان کھڑا ہے اس کا نام انیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے لہذا تم دونوں اب میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتداء کرو تاکہ بنی اسرائیل کے یہ لوگ یہاں جمع ہو چکے ہیں وہ تمہارے اس مقابلہ سے محفوظ ہو سکیں اور سنو میرے عزیز اس مقابلے کے دوران کوئی بھی دوسرے کو نہ جی کرنے کی کوشش نہیں کرے گا اس مقابلہ کا مدعا صرف یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ انیم نام کا یہ جوان کیسا تیغ زن ہے پس اے میرے عزیز تم میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتداء کرو اور تمہارے اس مقابلے کا نصف میں یونان کو مقرر کرتا ہوں۔

یونان جو تم دونوں کے درمیان بہترین انصاف کرے گا سو اب تم دونوں میدان میں اتر کر مقابلے کی ابتداء کرو اور انیم اور اس سے مقابلہ کرنے والے اسرائیلی نے اپنی اپنی تلواں بے نیام کیں اور دونوں میدان میں اترے تو اسرائیلی نے عیاری سے کام لیا اور میدان میں اترتے ہی اس نے انیم پر حملہ کرنے میں پہل کر دی تھی شاید اس طرح وہ انیم پر بوکھا ہٹ اور بدحواسی طاری کر کے اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینا چاہتا تھا لیکن اس کے مقابلے میں انیم بھی انتہائی چاک و چوبند اور مستعد ثابت ہوا اُس نے اسرائیلی کے دار کو اپنی تلوار پر روکتے ہوئے جوانی حملہ کر دیا تھا اور پھر وہ لگاتار اور پہلے پہلے اسرائیلی پر وار کرنے لگا تھا۔

انیم اُس اسرائیلی پر، سیمان آفرین سمندر سحر کے سیل اور جذبات کے چلاؤ کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور اُس کے مقابلے میں اب وہ اسرائیلی اپنے آپ کو دلوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ قدرت

اس موقع پر حسین سلام انجیم سے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان یثرب شہر کی طرف سے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا خون کے پاس وہ نیچے اتر اور کمال خوشی اور سرشاری کا اظہار کرتے ہوئے اُس نے اپنے سالار خون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار میں آپ کو یہ خوش خبری دینے آیا ہوں کہ یثرب شہر فتح ہو چکا ہے اور اُس کی ساری آبادی کو ہم نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا ہے یہ خوش خبری سن کر خون کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جبکہ یوناف کچھ حیرت زدہ تھا کہ کس طرح بالا ہی بالا اور خفیہ ہی خفیہ خون نے یثرب شہر پر حملہ کر کے اُسے اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اس موقع پر یوناف خون سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا پھر خون نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز آؤ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے انجیم کو یہ مقابلہ جیتنے پر اُسے مبارک باد دیں یوں یوناف کچھ کہنے بغیر خون کے ساتھ انجیم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

انجیم کے پاس آکر یوناف نے اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اے یثرب شہر کے عظیم نوجوان! میں اس اسرائیل کے مقابلہ میں تمہاری فتح مندی کی تمہیں مبارک باد دیتا ہوں یوناف کے بعد خون نے بھی انجیم کو مبارک باد دی اور جواب میں انجیم نے ان دونوں کا پہلے شکریہ ادا کیا پھر اس نے خون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار اب جب کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں یہ مقابلہ جیت چکا ہوں تو کیا اب تم میرے ساتھ صلح کی شرائط پر گفتگو کرنا پسند کرو گے اس پر خون نے فوراً بات کو دوسرے رخ پر لے جلتے ہوئے کہا اے ابن ارقم! کیسی شرائط اور کیسی صلح کی گفتگو! سن رکھو کیا اُس شہر کے متعلق بھی کبھی صلح کی شرائط ملے ہوئی ہیں جس شہر کو حملہ آور پہلے ہی فتح کر چکے ہوں اس پر انجیم نے چونک کر پوچھا! اے خون میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو تاکہ میں جان لوں تمہارے کیا ارادے ہیں اس بار خون نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے انجیم یثرب کو ہم فتح کرنے کے بعد اس کی ساری آبادی کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں لہذا اب یثرب کے متعلق صلح کی گفتگو کرنا کبھی رکھنا ہے اس پر ارقم بن ارقم کے بیٹے انجیم نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اور حیرت زدہ سی آواز میں اس نے خون کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ تم کیسی عجیب اور ناممکن سی گفتگو کر رہے ہو یثرب شہر کب اور کیسے فتح ہو گیا اور کس وقت اس کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دیا گیا!

اس پر خون نے اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز آؤ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے انجیم کو یہ مقابلہ جیتنے پر اُسے مبارک باد دیں یوں یوناف کچھ کہنے بغیر خون کے ساتھ انجیم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ انجیم کے پاس آکر یوناف نے اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اے یثرب شہر کے عظیم نوجوان! میں اس اسرائیل کے مقابلہ میں تمہاری فتح مندی کی تمہیں مبارک باد دیتا ہوں یوناف کے بعد خون نے بھی انجیم کو مبارک باد دی اور جواب میں انجیم نے ان دونوں کا پہلے شکریہ ادا کیا پھر اس نے خون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار اب جب کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں یہ مقابلہ جیت چکا ہوں تو کیا اب تم میرے ساتھ صلح کی شرائط پر گفتگو کرنا پسند کرو گے اس پر خون نے فوراً بات کو دوسرے رخ پر لے جلتے ہوئے کہا اے ابن ارقم! کیسی شرائط اور کیسی صلح کی گفتگو! سن رکھو کیا اُس شہر کے متعلق بھی کبھی صلح کی شرائط ملے ہوئی ہیں جس شہر کو حملہ آور پہلے ہی فتح کر چکے ہوں اس پر انجیم نے چونک کر پوچھا! اے خون میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو تاکہ میں جان لوں تمہارے کیا ارادے ہیں اس بار خون نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے انجیم یثرب کو ہم فتح کرنے کے بعد اس کی ساری آبادی کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں لہذا اب یثرب کے متعلق صلح کی گفتگو کرنا کبھی رکھنا ہے اس پر ارقم بن ارقم کے بیٹے انجیم نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اور حیرت زدہ سی آواز میں اس نے خون کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ تم کیسی عجیب اور ناممکن سی گفتگو کر رہے ہو یثرب شہر کب اور کیسے فتح ہو گیا اور کس وقت اس کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دیا گیا!

قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا شکر بھی فلسطین کی طرف کو پرا گیا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس شکر کے فلسطین پہنچنے سے قبل ہی یوشع بن نون ایک سو دس سال کے ہو کر فوت ہو گئے اور انہیں کوہستان حبس کے پاس دفن کر دیا گیا تھا جب بنی اسرائیل کا یہ شکر حجاز اور فلسطین کی سرحد پر پہنچا تو بنی اسرائیل کے سارے بڑے بڑے سرداروں اور رؤسائے اپنے اس شکر کا استقبال کیا پھر بنی اسرائیل کے سارے یہ سردار شکر کے سپہ سالار حنون کے پاس جمع ہوئے اور ایک سردار نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حنون ہمیں یہ انتہا خوشی ہوئی کہ تو نے عاتقیوں کے شہر شرب کو فتح کیا اور وہاں کی آبادی کو تہ تیغ کر دیا لیکن اے حنون ہمیں یہ بھی خبر تمہارے بھیجے ہوئے قاصدوں سے ملی ہے کہ تم نے شرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کو جس کا نام اخیم ہے قتل نہیں کیا اُسے زندہ رکھا ہے بلکہ اپنی بیٹی سلوم کی شادی بھی اُس سے کر دی ہے تو اے حنون کیا یہ درست ہے کہ تم نے اخیم نام کے نوجوان کو قتل کرنے کے بجائے اپنا داماد بنالیا ہے۔

اس اسرائیلی سردار کے استفسار پر حنون نے کہا! اے میرے عزیز بڑو تم نے ٹھیک ہی سنا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ اخیم ایک انتہائی خوب صورت نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ بلا کجرات منداور انتہا درجے کا شجاع نوجوان ہے اُس پر مزید یہ کہ میری بیٹی سلوم اسے پسند کرنے لگی تھی اسی وجہ سے اخیم کو قتل کرنے کے بجائے میں نے اپنی بیٹی سلوم کو اُس سے بیاہ دیا ہے اب وہ بنی اسرائیل کے اندر ایک قابل احترام نوجوان کی حیثیت سے رہ رہا ہے اور یہی نہیں بلکہ میرے شکر کے سارے جوان ہی میرے بعد اُسے شکر کا نائب سالار تسلیم کر چکے ہیں لہذا اے بنی اسرائیل کے سردار و میرے شکریوں کی طرح میرے اس فیصلہ کو تمہیں بھی تسلیم کر لینا چاہئے اور اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ اخیم کو کیوں قتل نہیں کیا گیا اور اب جب کہ وہ میری بیٹی کا شوہر ہے وہ ہمارے لیے اور زیادہ قابل احترام ہو چکا ہے۔

حنون کی اس گفتگو پر ایک اور اسرائیلی سردار نے انتہائی غصے اور غضب کی حالت میں کہا اے حنون ایسا ہرگز اور کبھی نہیں ہو سکتا یوشع بن نون نے ہم سب کی موجودگی میں تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ شرب کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے سارے باشندوں کو قتل کر دیا جائے لیکن تم نے ارقم بن ارقم کے بیٹے کو چھوڑ کر یوشع بن نون کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے پس ایسی خلاف ورزی کرنے والا ہمارے خیالات میں باغی اور سرکش

کوہستان سلح سے نیچے کودنے کے لیے جو نہی اخیم نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھایا تو کسی نے فوراً ہی اُسے اُس کے گھوڑے سے اچک کر اپنے گھوڑے پر بیٹھالیا تھا اس موقع پر اخیم نے دیکھا یوناف نے اُسے اس کے گھوڑے سے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بیٹھالیا تھا جب کہ حنون اور اُس کی بیٹی سلوم دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار یوناف کے پیچھے رُکے ہوئے تھے یوناف اخیم سمیت اپنے گھوڑے سے نیچے کودا اور پھر انتہائی شفقت آمیز لہجے میں اُس نے اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز میں جانتا ہوں شرب کی اس تباہی و بربادی کا تجھے کس قدر دکھ اور صدمہ ہوا ہوگا، لیکن تو اپنے آپ کو سنبھال اور یہ خودکشی کا ارادہ ترک کر کے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک نئی زندگی بسر کرنے کا عزم کر۔

اے اخیم میں اور حنون نے راستہ میں سلوم سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلہ کیا ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ ہم تمہاری شادی سلوم کے ساتھ کر دیں گے اور یوں تم بنی اسرائیل کے اندر ایک معزز اور عزیز ترین ہستی کی حیثیت سے گزر بسر کر سکو گے مجھے امید ہے کہ تم ہمارے اس فیصلہ کو رد نہ کرو گے اس لیے کہ اس فیصلے میں ہی تمہاری بہتری اور بقا ہے اور یاد رکھو اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو بنی اسرائیل کے لشکر کی تمہارا بھی سر قلم کر دیں گے لیکن سلوم کے ساتھ شادی کرنے کے بعد تم ان کے لیے محترم اور قابل عزت بن کر رہ جاؤ گے یوناف کی اس گفتگو کا اخیم نے جب کوئی جواب نہ دیا اور وہ گردن جھکائے خاموش کھڑا رہا تب یوناف نے اندازہ کر لیا کہ وہ اُس کی پیش کش پر رضامند ہے اس لیے اخیم کے ساتھ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حنون اور سلوم کے ساتھ وہ بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ اخیم کا خالی گھوڑا بھی اُن کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

شرب کی فتح اور اُس کے اندر قتل عام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کے لشکر نے چند دن تک وہاں پڑاؤ کئے رکھا اس دوران حنون نے اپنی بیٹی سلوم کی شادی ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کے ساتھ کر دی تھی اس کے علاوہ حنون نے چند قاصد فلسطین کی طرف بھی روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ وہاں جا کر یوشع بن نون اور اسرائیل کے دیگر سرداروں کو شرب کی فتح اور اس کے اندر قتل عام کی خوش خبری سنائیں اس طرح جبل احد اور لاوے کی چٹانوں کے درمیانی حصہ میں چند روز

کے گا اور ایسا ہوگا کہ جو میری باتوں کو انہیں میرا نام لے کر کہے گا نہ مئے گا تو اس کا حساب اُن سے لوں گا

اور اے خونِ خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ خداوند سینا سے آیا اور عتیر سے ان پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اس ہزار قدوسوں کے ساتھ آیا اور اس کے رہنے ہاتھ میں ایک آتش شریعت ان کے لیے تھی پس اے خونِ یہ فاران جس کی طرف خداوند نے اشارہ کیا ہے یہ وہی حجاز کی سرزمین کے اندر والا فاران ہے اور اسی فاران کے آس پاس کی سرزمینوں میں سے یہ آنے والا پیغمبر آئے گا۔

پس اے خونِ چلو واپس لوٹ چلیں اور اسی حجاز کی سرزمین میں آباد ہو کر اس آتے والے پیغمبر کا انتظار کریں اور جب اُس کا ظہور ہو تو اُس پر ایمان لا کر اور اُس کی قوت میں اضافہ کر کے خداوند کے ان احکامات کا اتباع کریں جو اس کے ذریعے سے ہمیں ملیں گے اور اے خونِ تو یہ بھی جانتے ہو کہ بنی اسرائیل کے اندر بھی سب لوگوں میں تھے اور کہانیوں کی صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنے والا پیغمبر کھجوروں کے شہر میں آئے گا پس اے خونِ یہ کھجوروں والا شہر یثرب کا شہر ہی تو ہے اور ہم اب بھی اُسے کھجوروں والا شہر کہتے ہیں۔

ہذا آو یثرب کی طرف لوٹ چلیں اور اُس شہر میں آباد ہو کر اُس پیغمبر کا اُس نبی کا اُس رسول کا انتظار کریں جس کی خداوند نے موسیٰ کو بشارت دی تھی اور اے خونِ جیسا کہ تمہیں خبر ہے کہ اہل یثرب کو ہم قتل کر چکے ہیں اور یثرب کا شہر خالی پڑا ہے لہذا اُس شہر میں جا کر آباد ہونا اور آنے والے نبی کا انتظار کرنا ہمارے لیے ایک خوش قسمتی اور سعادت کا کلمہ ہوگا۔

بوڑھے کے خاموش ہونے پر انیم شکر سے نکل کر خون کے سامنے آکھڑا ہوا اور اُس کی بیوی اور خون کی بیٹی سلوم بھی اُس کے ساتھ تھی اس موقع پر انیم نے خون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بنی اسرائیل کے سالار اگر تمہیں اس بات کا دکھ اور غم ہے کہ تمہیں فلسطین میں داخل نہیں ہونے دیا جا رہا تو میں اپنے آپ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم مجھے قتل کر دو اور اپنے اس لشکر کے ساتھ ارضِ فلسطین میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میرے قتل کے بعد بنی اسرائیل کے یہ سردار تمہاری راہ میں روکاؤ نہ بنیں گے اور تمہیں ارضِ فلسطین میں داخل ہونے دیں گے اور اگر تم مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے تو پھر آؤ اس لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ ارضِ حجاز

ہے لہذا ہم تمہیں تمہارے لشکر سمیت یوشع بن نون کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرنے والا گردانتے ہیں اس لیے ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ خونِ تم اپنے لشکر کے ساتھ اب ارضِ فلسطین میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے کہ اس سرزمین میں یوشع بن نون کے باغیوں اور سرکشوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

اور اے خونِ اگر تم نے ہمارا کہنا نہ مانتے ہوئے زبردستی ارضِ فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھو سب قبائلی اسرائیلی سردار تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور جس طرح تم لوگوں نے یثرب کے لوگوں کا قتل عام کیا ہے بالکل اسی طرح ہم تم سب کا قتل عام کر کے رکھ دیں گے لہذا تم سب کے لیے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور جہاں چاہتے جا کر آباد ہو جاؤ آج کے بعد تمہارے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان اسرائیلی کی حیثیت سے سارے رشتے بھی منقطع ہوئے گئے ہیں جاؤ اور بعد مر کا دل چاہئے رُخ کر لو۔

اس گفتگو کے بعد خون کے لشکر میں سے ایک بوڑھا اسرائیلی آگے آیا اور اُس نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردارو! ہم نے انیم کو زندہ چھوڑ کر اور سلوم کی شادی اُس سے کر کے کوئی غلطی نہیں کی اور وہ ایک نیک دل تو جوان ہے اُس کا شمار بنی اسرائیل کے سرکردہ نوجوانوں میں کیا جاتا ہے ہمیں فلسطین کے اندر داخل ہونے سے روکنے کا فیصلہ کر کے تم لوگوں نے اپنی حماقت اور بے وقوفی کا ثبوت دیا ہے لیکن ہم تمہارے خلاف جنگ کر کے بنی اسرائیل کے اندر فساد اور بڑائی کا باعث نہیں بننا چاہتے! سو تمہاری خواہش کے مطابق ہم یہی سے واپس لوٹ جائیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ ہم تم لوگوں کے نسبت بہتر زندگی بسر کریں گے اس لیے کہ ہمارے لشکر میں شکاریوں کی عورتیں اور بچے بھی ان کے ساتھ ہیں۔

سو وہ جہاں چاہیں پُر سکون زندگی بسر کر کے اپنی نسل کو برقرار رکھ سکتے ہیں! وہ بوڑھا چند تانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار خون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا! اے خونِ بنی اسرائیل کے ان سرداروں کے فیصلہ پر تم پریشان اور فکر مند نہ ہو کیا تمہیں یاد نہیں کہ خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا، بنی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے

کی طرف لوٹ چلیں اور وہاں تم لوگ شہر میں آباد ہو جاؤ اور تم مجھے اس خداوند کی جو زمینوں اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔

اور جس نے ابراہیم کے بیٹے اسماعیل کو پیغمبر بنا کر ارض حجاز کے لیے روانہ کیا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ شہر کے اندر تم خوب پھلو پھولو گے اس لیے کہ وہاں پھلوں کی کثرت ہے اور اطراف میں زمین قابل کاشت ہے لہذا ہم لوگ محنت کر کے وہاں اپنے بے اناج اور پھل پیدا کر سکتے ہیں انجیم کے ان الفاظ پر جنون نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی ایک گہری نگاہ باری باری اُس نے انجیم اور اپنی بیٹی سلوم پر ڈالی اُس نے دیکھا انجیم کی گفتگو پر سلوم اُس کے سامنے منہ موم اور پریشان کھڑی تھی تب جنون کی چھاتی تن گئی اور انجیم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے انجیم اب تم میرے بیٹے ہو اور میں اپنے بیٹے کو کیسے قتل کر سکتا ہوں۔

اگر بنی اسرائیل کے سردار یہ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں قتل کر کے ارض فلسطین میں داخل ہوں تو میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اے انجیم میں تمہاری قاطران بنی اسرائیلوں اور اس سرزمین پر رات مارتا ہوں اور میں واپس شہر میں آباد ہونے کے بے تیار ہوں اور اس شہر میں رہ کر میں اُس آنے والے پیغمبر کا انتظار کروں گا جس کی خبر خداوند نے موسیٰ کو دی تھی اور اُس پیغمبر کی برکت سے جنون کی یہ گفتگو سن کر اب حسین سلوم کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اور مسکراہٹیں ہی مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

اور وہ اور زیادہ آگے بڑھ کر انجیم کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی! جنون چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سردارو! جاؤ واپس لوٹ جاؤ تمہیں خوش کرنے کے لیے اور فلسطین میں داخل ہونے کے لیے میں انجیم کو قتل کرنے سے انکار کرتا ہوں میں اپنے لشکر کے ساتھ واپس جا رہا ہوں اور شہر میں جا کر آباد ہو جاؤں گا وہ شہر اس وقت خالی پڑا ہے اور ہمارا منتظر ہے اور مجھے امید ہے کہ تمہاری نسبت ہم وہاں زیادہ بہتر اور پرسکون زندگی بسر کریں گے۔

اے بنی اسرائیل کے سردارو! جاؤ واپس لوٹ جاؤ کہ ہم بھی یہاں سے شہر کی طرف کوچ کرنے والے ہیں پس بنی اسرائیل کے سردار واپس چلے گئے جب کہ جنون نے بھی اپنے لشکر کو واپس کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس طرح جنون اپنے

فلک کے ساتھ دوبارہ کوہستان اور جبل سلح کی طرف آیا اور وہ اپنے لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ مستقل طور پر شہر میں آباد ہو گیا تھا۔

یونان بھی جنون کے ساتھ شہر میں آ گیا تھا اور وہ جنون کے ہاں ہی رہنے لگا تھا شہر میں رہتے ہوئے یونان کو بھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ صبح ہی صبح ایک روز اہلیکا نے اس کی گردن پر بس دیتے ہوئے پوچھا! اے یونان اس شہر میں کب تک رہنے کا ارادہ ہے یونان نے اس پر کہا! اے اہلیکا تم کیا چاہتی ہو کیا ہمیں شہر میں نہیں رہنا چاہئے کیا تم کسی اور ٹھکانے کا چناؤ کر چکی ہو جس کی طرف ہمیں کوچ کرنا چاہئے اہلیکا نے کہا تم درست کہتے ہو یونان میں نے ایک اور سمت کا انتخاب کر لیا ہے اور اب میں اسی سمت کوچ کرنا چاہئے ہے یونان ہمیں مشرق کی سرزمین سے نکلے ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے آؤ شہر سے کوچ کریں اور ایک باہر مشرقی زمینوں کا رخ کریں جن کے اندر عزرا زیل نے مجھے اس پر کر دیا تھا اور تمہیں آہنی پیجرے کے اندر بند کر کے مجبور اور بے بس بنا کر رکھ دیا تھا۔ بلکہ میرا ارادہ ہے اس بار ہند سے آگے نکل جائیں۔

آؤ یونان مشرقی سرزمین کا رخ کریں وہاں اپنی پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جائزہ لیں کہ اب وہاں کے حالات کیسے اور کس طرح کے ہیں اہلیکا کی اس گفتگو پر یونان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس نے اسی مسکراہٹ میں اہلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اہلیکا تم درست کہتی ہو آؤ پھر شہر سے مشرق کی سرزمین کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی یونان اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

میرے باپ ہی کو استعمال کیا جاتا ہے تو اسے میری ماں مہاراجاں ہی باپوں کے لیے یہ اندازہ لگایا ہے بلکہ تم یوں کہہ سکتی ہو کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایران کا بادشاہ میرے باپ رستم کو ہونا چاہئے۔

اس لیے کہ ایران پر حکومت کرنے کا وہ سب سے زیادہ حق دار ہے اور اس منصب کے لیے وہ سب سے زیادہ مناسب بھی ہے! اسے میری ماں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج ہی سے میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے کوشش شروع کروں گا۔ اس کے لیے میں ترکستان کے بہادروں کا ایک جہاز لشکر تیار کروں گا اس لشکر کے ساتھ میں ایک ایران پر حملہ آور ہوں گا۔

اور پھر تم دیکھنا اسے میری ماں کہ میں ایران کے بادشاہ کی کاؤں کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد اپنے باپ کو ایران کے تخت پر بٹھا دوں گا۔ اب کی اس گفتگو پر تہمینہ نے اسے بھاننے کے انداز میں کہا اسے میرے بیٹے تو ان خیالات کو ترک کر دے اس لیے کہ تیرا باپ تو خود ہی ایران کا بادشاہ بننے کا خواہش مند نہیں ہے اور اگر وہ ایسا چاہتا تو اس نے اپنی زندگی میں ضرور ایران کا بادشاہ بننے کی کوئی نہ کوئی کوشش ضرور کی ہوتی اور جب اس نے کوئی ایسی کوشش ہی نہیں کی تو پھر تم کیوں اسے زبردستی ایران کا بادشاہ بنانے کا عزم کرتے ہو یہی تم خاموشی سے میرے پاس سمیگان شہر میں زندگی بسر کرتے رہو مجھے ڈر اور غمزدہ ہے کہ اگر رستم کو یہ خبر ہو گئی کہ اس کے ہاں رستم کی نہیں بلکہ کاہن پیدا ہوا تھا۔

تو وہ ضرور تمہیں زبردستی گھسیٹ کر اپنے ساتھ سیتان لے جائے گا اور میں یہاں تک تھکے انتظار اور تمہاری یاد میں ایڑیاں دگر دگر کر رہا ہوں گی اس پر سہراب نے مسکراتے ہوئے کہا! اسے میری ماں تم فکر مند نہ ہو میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے اپنی کوشش کی ابتدا تو آج ہی سے کروں گا لیکن تم مطمئن رہو کہ میں کسی پر ظاہری نہ کروں گا کہ میں رستم کا بیٹا سہراب ہوں میں اپنے باپ پر اس وقت یہ راز افشاں کروں گا جب میں اسے ایران کے تخت پر بیٹھا چکا ہوں گا اور تم جاؤ میری ماں! میرا باپ مجھے جوانی کی حالت میں دیکھ کر کیسا خوش اور مطمئن ہوگا سہراب کا اس گفتگو پر تہمینہ بچاری خاموش ہو رہی جب یہ سہراب اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

اور اسی روز سے سہراب نے ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر دی تاکہ وہ کسی مناسب

رستم کا بیٹا سہراب سمیگان شہر میں اپنی ماں تہمینہ کے پاس رہتے ہوئے اب جوان ہو گیا تھا ایک روز یہی سہراب اپنی ماں کے پاس آیا اور اس وقت اس کی ماں تہمینہ دیوان خانے کے اندر بیٹھی ہوئی تھی سہراب اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا! اب میری ماں آج تک تم خود ہی مجھے بتاتی رہی ہو کہ ایران کی سرزمین کے اندر میرا باپ سب سے زیادہ طاقت ور انسان ہے اور یہ کہ وہ ایران کے ایک چھوٹے سے علاقے سیتان کا حکمران ہے اسے میری ماں، جب میرا باپ ایران کے ہر آڑے وقت میں کام آتا ہے ہر حملہ آور سے اس کا دفاع کرتا ہے اور جب بھی کسی دشمن کے خلاف یلغار کرنا ہو تو

وقت پر ایران پر حملہ آور ہوئے۔ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر ہوئی کہ سمیگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان ہے جو ایران پر حملہ آور ہونے کے لیے مقامی طور پر ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا اور جس روز اس نے یہ خبر سنی تھی اسی روز اس نے ایک قاصد سمیگان کی طرف روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ سہراب نام کے اس جوان کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے سامنے لا کر پیش کیا جائے۔

پس جس روز افراسیاب کا یہ قاصد سمیگان شہر میں تمہینہ کی حویلی میں داخل ہوا اس روز سہراب اپنے اصطل میں اپنے گھوڑے کو کھڑا کر رہا تھا اس قاصد نے سہراب کی ماں تمہینہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون مجھے سہراب نام کے جوان سے ملنا ہے اور مجھے خبر ہوئی ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے طرف سے آیا ہوں اور افراسیاب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ سہراب کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے پاس لے جایا جائے۔ اور سہراب کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اصطل میں اپنے گھوڑے کو کھڑا کرتے ہوئے سہراب نے بھی قاصد کی یہ گفتگو سن لی تھی وہ تیزی کے ساتھ اصطل سے نکلا قاصد کے پاس آکر پہلے اس نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا پھر انتہائی خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے کہا اے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے عظیم قاصد! سن رکھو کہ میں ضرور تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جاؤں گا اور تم آؤ دیوان خانے میں بیٹھو کہ میں کھل کر تمہارے ساتھ گفتگو کروں سہراب کی ماں تمہینہ نے خنکی کا اظہار کرتے ہوئے سہراب کی طرف دیکھا شاید اس بات پر کہ وہ کیوں قاصد کے ساتھ جانے کی حافی بھر رہا ہے۔

پھر سہراب نے ہاتھ کے اشارے سے اپنی ماں کو خاموش رہنے کو کہا پھر وہ قاصد کو پکڑ کر دیوان خانے میں لے گیا وہاں اس کو بیٹھانے کے بعد دوبارہ اپنی ماں کے پاس آیا اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ دوسرے کمرے میں لے گیا اور اسے سمجھانے کے انداز میں کہا اے میری ماں تم فکر مند کیوں ہوتی ہو بلکہ میں تو کہتا ہوں تمہیں خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے اس لیے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آگیا ہے۔

اے میری ماں میں ضرور اس قاصد کے ساتھ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کی طرف جاؤں گا ہو سکتا ہے کہ وہ میرے ارادوں کو کسی نہ کسی طرح جان اور بھانپ گیا ہو اور اسی بنا پر اس نے مجھے اپنے مرکزی شہر میں طلب کیا ہو اور اگر وہ مجھے کوئی لشکر مہیا کرتا ہے تو یہ میری خوش بختی ہوگی کیونکہ اس لشکر کے ساتھ میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے اتار کر اپنے باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنا دوں گا اس پر تمہینہ نے خدشات سے بھرپور آواز میں سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے ایسا کرنے میں ایک قباحت بھی تو ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے تمہارے باپ رستم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ تم ہی اس کے بیٹے ہو اور اگر ایسا ہوگا تو وہ ضرور تمہیں اپنے ساتھ سیتان کی طرف لے جائے گا اور میں یہاں تمہارے انتظار میں گھل گھل کر دم توڑ دوں گی۔

سہراب نے پیار سے اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میری ماں تم اس وہم کو اپنے دل سے نکال دو کہ میرا باپ مجھے پہچان کر اپنے ساتھ سیتان لے جائے گا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے باپ پر یہ ظاہر نہ کروں گا کہ میں کون ہوں اور اس کے ساتھ میرا تعلق کیا ہے اور نہ اس پر اس وقت تک یہ ظاہر کروں گا کہ میں اس کا بیٹا ہوں جب تک میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت تاج سے محروم کر کے اپنے باپ کو ایران کا حکم شاہ نہیں بنا دیتا پھر اے میری ماں تو مطمئن رہ میرے یہاں سے افراسیاب کے پاس جانے اور وہاں سے کسی لشکر کے ساتھ ایران پر حملہ آور ہونے میں تمہارے لیے کوئی خدشہ کوئی غم اور دکھ نہ ہوگا اس لیے کہ میں اپنا آپ اپنے باپ پر اس وقت ظاہر کروں گا جب وہ ایران کا بادشاہ بن جائے گا اور ایسا ہونے کے بعد تم جانتی ہو میری ماں کہ وہ سیتان میں نہیں رہے گا بلکہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے وہ ایران کے مرکزی شہر بلخ میں آجائے گا لہذا اے میری ماں میں اور تم بھی دونوں اپنے باپ رستم کے پاس بلخ میں جا رہیں گے۔

تو اے میری ماں تو مطمئن رہ میں جو کچھ بھی کروں گا اس میں تیرا اطمینان اور سکون ہی ہوگا پھر سہراب پیار سے اپنی ماں کا کندھا تھپتھپاتا ہوا دیوان خانے کی طرف چلا گیا سہراب نے سب سے پہلے اس قاصد کی تواضع یہ کی کہ اس نے انگوڑا کارس نکال کر پلایا پھر وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا اے افراسیاب

اپنی تیاری مکمل کر لوں اسی وقت میں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور پھر ہم دونوں یہاں سے
افراسیاب کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

سہراب نے اُس قاصد کی گفتگو سے اتفاق کیا پس دونوں نے آپس میں مصافحہ کیا اور اُس کے
بعد قاصد وہاں سے چلا گیا تھا اس طرح دوسرے روز سہراب اپنی ماں سے اجازت حاصل
کرنے کے بعد اُس قاصد کے ساتھ افراسیاب کی طرف روانہ ہو گیا تھا سہراب جس روز ترکستان
کے مرکزی شہر میں داخل ہوا اُنسی روز اُسے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے سامنے پیش
کر دیا گیا تھا افراسیاب نے اُس کی بڑی عزت افزائی کی اُسے اپنے قریب ایک بلند نشست
پر بٹھایا پھر بڑی شفقت سے اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا: اے سہراب مجھے
یہ خبر ملی تھی کہ تم ایران پر حملہ آور ہونے کے بڑے خواہش مند ہو اور تمہاری یہ بہت بڑی
آرزو تھی۔

کہ تم ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دو اور میں نے
یہ بھی سنا تھا کہ تم نے ایسا کرنے کے لیے سمیگان کے شہر میں کچھ جوانوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک
شکر بھی تشکیل دینا شروع کر دیا تھا! اے سہراب جو کچھ میں نے سنا ہے کیا یہ سچ ہے اس
پر سہراب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اپنی نشست پر اُس نے پہلو بدلا پھر
وہ بولا: اے بادشاہ آپ نے درست ہی سنا ہے یقیناً یہ میری دلی خواہش ہے کہ
میں ایران پر حملہ آور ہوں اور کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دوں اس لیے
کہ تھوڑے سالوں میں ایران بار بار ترکستان پر حملہ آور ہوتا رہا ہے اور میری یہ خواہش
ہے کہ میں ایران سے ترکستان پر گزشتہ حملوں کا انتقام لوں اس موقع پر سہراب جان
بو جھک کر یہ بات چھپا گیا تھا کہ وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت و تاج محروم کر کے اپنے
باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنا چاہتا ہے۔

اور ایسا اُس نے اس بنا پر کیا تھا کیونکہ اُس نے اپنی ماں تہمینہ سے وعدہ کر رکھا تھا
کہ وہ اس وقت تک کسی پرینہ ظاہر نہ کرے گا کہ وہ رستم کا بیٹا سہراب ہے جب تک وہ
ایران پر حملہ آور ہونے کے بعد رستم کو ایران کے تخت و تاج کا وارث نہیں بتا دیتا
سہراب کے اس جواب پر
چہرے پر اُمید بھری رونقیں برس گئی تھیں۔

کے قاصد کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے کیوں مجھے اپنے پاس طلب
کیا ہے اس پر وہ قاصد نشست پر سیدھا ہو کر بیٹھا پھر سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس
نے کہا: اے سہراب افراسیاب کے پاس یہ خبر پہنچی تھی کہ سمیگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان
ایران کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات رکھتا ہے۔

اور وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کرنا چاہتا ہے پس اے
سہراب افراسیاب کو تمہاری یہ باتیں پسند آئی ہیں اور اب اس نے تمہیں اس لیے اپنے پاس
طلب کیا ہے تاکہ تمہارے لیے ایک جرار لشکر تیار کرے اور اُس لشکر کا سپہ سالار بنا کر ایران
پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کرے تاکہ تم اپنی خواہش کے مطابق ایران کے بادشاہ
کیکاؤس کو اُس کے تخت سے محروم کر سکو۔

تھوڑی دیر کے لیے سہراب کی گردن جھک گئی تھی اُس کے چہرے پر دور دور تک
خوشی اور سکون ہی سکون تھا پھر اُس نے اپنی گردن سیدھی کی اور پانی کی دیوی ناصیدہ کی قسم کھاتے
ہوئے اس نے افراسیاب کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: قسم ناصیدہ کی افراسیاب
نے کہا خوب میرے جذبات کا اندازہ لگایا ہے اور کیا خوب اُس نے میری خواہشات کی قدر
دانی کی ہے اے قاصد سنو میں تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں اور
میں لشکر کا سپہ سالار بن کر ایران پر حملہ آور ہونے کی پیشکش کو بھی بخوشی قبول کر لوں گا پس اب
تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے روانہ ہو سکو گے اس لیے کہ میرا دل کہتا ہے کہ تم تھکے ہوئے
ہو گے اور چند دن آرام کرنا چاہو گے اس پر اُس قاصد نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں گزشتہ دن
یہاں سمیگان میں داخل ہوا تھا اور میں نے آرام کرنے کی خاطر ایک سرائے میں قیام کر
لیا تھا۔

اب میں اور میرا گھوڑا دونوں ہی تازہ دم ہیں لہذا جب آپ چاہیں میں آپ کے
ساتھ کوچ کر سکوں گا اس پر سہراب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر ایسا ہے تو پھر
سنو ہم کل یہاں سے کوچ کریں گے اس لیے کہ افراسیاب کی طرف جانے کے لیے ہڑال
مجھے کچھ تیاری بھی کرنا ہوگی اس پر وہ قاصد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب کو
مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا: اے سہراب میں چاہتا ہوں کہ آج کا دن اور آنے
والی رات کو اُس سرائے میں ہی قیام کروں گا اور میرا گھوڑا بھی اس وقت وہیں ہے پس تم

اس کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کر چکا ہے تو اس نے دو کام کئے اول یہ کہ اس نے رستم کو سیستان سے طلب کر لیا اور دوسرا کام اُس نے یہ کیا کہ جرار لشکر اُس نے بھی تیار کیا اور اسے سہراب کا راستہ روکنے اور اُس کی سرکوبی کرنے کے لیے روانہ کر دیا ترکستان اور ایران کے یہ دونوں عساکر اپنی سرحدوں پر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے ایرانیوں کا خیال تھا کہ وہ اس جنگ میں ترکوں کو مار بھگائیں گے۔

لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو ترکوں نے ایرانیوں کو روند کر رکھ دیا اس لیے کہ سہراب بہترین انداز میں لشکر کی کمان داری کر رہا تھا پس ترکوں کے ہاتھوں ایرانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور سہراب کے سامنے سے ایرانی لشکر بھاگ کھڑا ہوا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب اس ایرانی لشکر کی شکست کی اطلاع ملی تو اُس نے سہراب کو روکنے کے لیے ایک اور لشکر روانہ کیا لیکن سہراب ایسی غضب ناک کے ساتھ اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا کہ اُسے بھی اُس نے شکست دی اس طرح لگاتار تین چار بار سہراب نے ایرانی لشکر کو روندھا اور اُسے شکست دے کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ سہراب کا باپ رستم بھی سیستان سے بلخ پہنچ گیا میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس نے اپنی ساری عسکری قوت کو جمع کیا ایک بہت بڑا لشکر اُس نے تیار کیا اور اس لشکر کا سالار رستم کو بنا کر اس نے سہراب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔

سہراب دُور تک بلغار کرتا ہوا ایران کے خوب اندر تک چلا گیا تھا کہ رستم نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ آن روکی پس جنگ کرنے کے لیے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہونے کے بعد صف آراء ہوئے جب دونوں لشکر جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تب رستم اپنے گھوڑے پر سوار اور اپنی تلوار قصا میں بلند کئے اپنے لشکر سے نمودار ہوا دونوں لشکروں کے وسط میں آکر اُس نے بلند آواز میں سہراب کے لشکر کی طرف منہ کر کے پکارا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے ساتھ انفرادی جنگ کرے اور دیکھے کہ میری تلوار کی دھار اور اس کی کاٹ کیسی ہوناگ ہے۔

پھر اُس نے پیار اور شفقت سے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز اگر ایسا ہے تو پھر سن رکھو تمہاری اس خواہش تمہاری اس آرزو کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے اس لیے کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں تمہیں ایک جرار لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کروں گا تاکہ تم ایران پر حملہ کرو اور ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے محروم کر کے ترکستان پر ہونے والی گزشتہ زیادتیوں کا انتقام لو اے سہراب اس لشکر کا تمہیں سپہ سالار بنایا جانے والا ہے اُس لشکر کی تشکیل اور تیاری میں نے پہلے ہی مکمل کر رکھی ہے اب یہ فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ تم کب تک یہاں سے ایران کے مرکزی شہر بلخ کی طرف کوچ کرنا پسند کرو گے۔

افراسیاب کی اس گفتگو پر سہراب کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے اُس کی ساری خواہشیں ساری آرزوئیں مجسم ہو کر اُس کے سامنے آن کھڑی ہوں تھوڑی دیر تک وہ ان ہی خیالات میں ڈوبا رہا پھر اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور افراسیاب کو مخاطب کر کے اُس نے کہا اے بادشاہ میں ایک ماہ تک یہاں آپ کے پاس قیام کروں گا اور جس لشکر نے میرے ساتھ روانہ ہونا ہے اُسے میں اپنے اندازوں اور اپنے طریقوں کے مطابق تربیت دوں گا تاکہ جنگ میں وہ لشکر میرے اشاروں پر کام کر سکے اور میں ایران کے بڑے سے بڑے لشکر کو بھی شکست دیتے میں کامیاب ہو سکوں اس پر افراسیاب نے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے سہراب اس معاملہ میں تم سے مکمل طور پر میں اتفاق کرتا ہوں اگر تم ایک ماہ تک اپنے لشکر کو اپنے طریقہ کار کے مطابق تربیت دیتے ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی خواہش کے مطابق اس لشکر سے کام لے سکو گے اس کے ساتھ ہی افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب سے اُس نے کہا اے میرے عزیز اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں تمہیں بتاؤں کہ شاہی محل کے کس حصے میں تمہارا قیام ہو گا اور کن میدانوں کے اندر تم اپنے لشکر کو تربیت دو گے سہراب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر افراسیاب اس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے کمرے سے باہر لے جا رہا تھا۔

اپنے لشکر کو لگاتار ایک ماہ تک تربیت دینے کے بعد سہراب نے ایران کی طرف کوچ کیا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب خبر ہوئی کہ ایک ہزار لشکر ترکستان سے

کراچی فتح مندی کا اعلان کر رہا ہوں گا۔ اس وقت تو بھٹا رہا ہو گا کہ تو نے کیوں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

جب رستم خاموش ہوا تب بہرا ب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے ہاتھوں اپنی موت طلب کرنے آگیا ہے اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تو سنجیدہ گفتگو سے لاف زنی پر بھی اتر آیا ہے اگر ایسا ہے تو پھر میری بھی سس ہیں دیکھتا ہوں کہ تیری عمر دھلتی جا رہی ہے۔ جب کہ میں تیرے سامنے ایک نوجوان کھڑا ہوں۔ تیری میری حالت ایسے ہی ہے جیسے ایک طرف طلوع ہوتا اور دوسری طرف غروب ہوتا سورج ہو۔

اے اجنبی! تو بھی اپنے صفحہ دل پر لکھ رکھ کہ میں ان جوانوں میں سے ایک ہوں جو آندھیوں کی شدت اور افق کی لائی کی طرح تمدن پر کند، اور طوفانوں پر زقند لگاتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نیزے کی چمکتی آبی اور سر کا خون فشاں تلوار قہر انیت برساتی ہوئی حسرتوں کے انبار اور زندگی کی محرومیوں کے ڈھیر لگا دیتی ہے۔ میں نے دکھوں کا آسیب اور غموں کی بیخاریں کر بڑے بڑے سوراخوں کو شرافت نسبی اور وقار و اکرام سے محروم کر دیا۔ اے اجنبی! میں وہ جوان ہوں جو اپنی فتح مندی کی خاطر جہوں کو لخت لخت، روحوں کو ریزہ ریزہ اور طاقت و قوت کی تنقید و تزییل اور شکست و ریخت کو فن جانتا ہے پس میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے قبل یہ سوچ کر میری طرف بڑھنا کہ تیرا مقابلہ ایک وریدہ دہن وشی اور وقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب سے ہے۔

رستم نے اپنے سر پر اپنا آہنی خود درست کیا، اپنے سامنے اس نے اپنی تلوار لہرائی اور پھر فیصلہ کن انداز میں اس نے کہا: اے اجنبی! باتوں اور طنز میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مقابلے کا آغاز کریں اور دیکھیں کہ کس کی تلوار کے زیر کرتی ہے یہ دیکھیں زندگی کس کا ساتھ دیتی ہے اور تقدیر کے گماشتے کس کی پیشانی پر فتح مندی کی مہر ثبت کرتے ہیں۔ بہرا ب کے اس بار جواب میں کچھ بھی نہ کہا بس اس نے بھی اپنا خود درست کیا۔ اپنی تلوار اپنے سامنے لہرائی۔ پھر وہ دونوں دست ایل کی سفاکی اور زوال و فنا کی درندگی کا طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں کافی دیر تک جھمکے رہتے رہے۔ اور ان دونوں کے اس مقابلے کے دوران

اس بہرا ب نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور رستم کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے اپنے گھوڑے کو روکتے ہوئے کہا: اے ایران کے عسکری! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے شکر میں تیری کیا حیثیت ہے پر تو نے میری خواہش کی ضرورت تکمیل کی ہے میں چاہتا تھا کہ ایرانی لشکر سے نکل کر مجھے انفرادی جنگ کی کوئی دعوت دے پس میں تیرے ساتھ ان بہدانوں کے اندر جنگ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں چت کر کے واپس چلا جاؤں گا رستم اور بہرا ب اس موقع پر چونکہ دونوں اپنے چہرے اپنے آہن خودوں کے اندر چھپائے ہوئے تھے۔

لہذا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے اور اگر دیکھ بھی لیتے تب بھی وہ باپ بیٹا ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے اس لیے کہ انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کو دیکھا تک نہ تھا رستم کو شاید بہرا ب کی گفتگو پسند آئی تھی لہذا اس نے اسے مخاطب کر کے کہا: اے میرے مقابل آنے والے کیا تو مجھے اپنا حسب و نسب نہ بتائے گا۔ اور مجھ سے بھی نہ پوچھے گا کہ میں کون ہوں اور اپنے لشکر کے اندر میں کیا حیثیت رکھتا ہوں بہرا ب نے رستم کی اس گفتگو کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا: میں حسب و نسب پوچھنے کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی میں اسے جاننے اور بتانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ میں نے اس میدان میں تمہیں زیر کرنا ہے اور ایرانی لشکر کی تباہی اور جبر بادی کا باعث بننا ہے۔

بہرا ب کے اس دھوئی پر رستم نے کہا اگر ایسا ہے، تو پھر سس رکھو کہ میں آج تک کسی ظالم سے دبا ہوں۔ نہ میں کسی متکبر کے سامنے جھکا ہوں۔ اے میرے سامنے آنے والے اور میرا مقابلہ کرنے والے نوجوان! اپنے دل کی قرطاس پر یہ لکھ رہا ہوں کہ اپنی طویل زندگی میں بڑے بڑے بہادروں اور شہ زوروں پر میں حملہ آور ہوا اور انہیں عدا بناک لمحوں میں جتلا کر کے اور ان کی رگوں میں خوف کا رقص بھرائیں نے ان کی حالت شوریدہ فرامی اور اعصاب شکن جیسی کر کے رکھ دی تھی اے نوجوان! سن رکھ! موت و حیات کی اس کشمکش کے دوران میں تیری حالت بھی مشیت کی چکی میں پستے ذروں۔ بے کران ٹھہرے سنان سناؤں، سنگتی ریت کے مچر اور رقت کے کالے نخوس سمندر جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ اور جب میں تجھے خون میں نہا کر، زمین پر جت کر کے اور تیری چھاتی پر اپنا پاؤں رکھ

اور ایران کے بادشاہ کے خلاف میری نفرت کے چرچے سن کر مجھے اپنے لشکر کا سالار مقرر کر کے اس طرف روانہ کر دیا۔ آہ براہو اس وقت کلچپ میں نے اس عہدے کو قبول کیا۔ اور ترکستان کے اس لشکر کا سالار بن کر ادھر روانہ ہوا۔

آہ! میں اب مر رہا ہوں۔ اور جب سمیگان شہر میں میری موت کی خبر میری ماں کو ہوگی تو وہ بھاری اور دکھیلی ماں زندہ نہ رہ سکیگی۔ کیونکہ وہ تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے اور اے اجنبی! یہ جو تو نے میرے کی بات کی ہے تو یہ میرا ہی ماں نے میرے بازو پر باندھا تھا۔ رستم نے چونک کر پوچھا۔ اے سہراب تیری ماں کا نام کیا ہے۔ اس پر سہراب نے اذیت اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ اس کا نام تھمینیہ ہے اور وہ سمیگان شہر کے حکمران کی بیٹی ہے۔ اس بار رستم نے ٹوٹتی آواز اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ اور اے سہراب تیرے باپ کا کیا نام ہے۔ سہراب بڑی مشکل سے بولا میرے باپ کا نام رستم ہے۔ اور میں ترکستان کے لشکر کا سپہ سالار بن کر صرف اس غرض سے اس طرف آیا تھا کہ ایران کے بادشاہ کو ہٹا کر اپنے باپ رستم کو ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دوں۔ اس پر رستم سہراب سے چمٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

سہراب نے اپنے زخم کی تکلیف کو ضبط کرتے ہوئے دکھ اور تعجب کی ملی جلی آواز میں پوچھا۔ اے اجنبی تو کیوں روتا ہے۔ کیوں مجھ سے چمٹ کر آہ و زاری کا اظہار کرتا ہے۔ میں تو اب چند لمحوں کا مہمان ہوں۔ تجھے تو خوش ہونا چاہیے کہ تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اور میں تیرا مد مقابل تیرے سلنے چیت اور شکست خوردہ ہوا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ اپنی کامیابی اور فزندی پر خوشیاں منانے کے بجائے تو کیوں مجھ سے پیٹ پیٹ کر رو رہا ہے کیا تو اپنی اس فتح پر خوش نہیں کیا تو اپنی اس کامیابی پر مطمئن نہیں ہے۔

رستم نے اپنے آپ کو سنبھالا، اور سہراب سے کہا، اے سہراب! یہ مقابلہ تو نہیں میں ہارا ہوں جس طرح پانی رواں ہو تو پانی رہتا ہے ورنہ غلاطت بھرا جو بڑھ کھلتا ہے۔ ایسے ہی انسان کی نسل ملتے رہے تو وہ یاد کیا جاتا ہے۔ ورنہ دہر کی یہ گردش اسے فراموش کر کے رکھ دیتی ہے۔ اے سہراب! میری حالت بھی ایک غلاطت بھرے جو بڑھ جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ آہ اس مقابلے کے میدان میں بد نصیبی کے سائے اور قسمتوں کی پارسی لمبیں میری گھات میں تھیں۔ اے سہراب! میں تیرا باپ رستم ہوں۔

رستم گاہ پر گہری خاموشی اور بھیانک سکوت طاری رہا۔ ایسا لگتا تھا ان دونوں نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ایک دوسرے کی آمریت کی رعوت، حسن عمل اور اعتماد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ اس مقابلے کے نتائج سامنے آنے لگے کیونکہ سہراب کی حالت تھکاوٹ و در ماندگی میں۔ منہر کے بوجھ لدا امت کے احساس اور بوجھ تلے دی گئی جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بلکہ دوسری طرف رستم اسی وقت کے ریت سلگتی رہی کے صحرا، دروازوں پر دستک دینے اپنے والی آنکھوں اور تابندہ لمحات کی طرح ابھی تازہ دم ہی تھا اور وہ تیز رفتاری ہوئی موجوں کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا۔ رستم نے بھی سہراب کی اس حالت کا اندازہ لگایا تھا۔ لہذا اس مقابلے کا خاتمہ کرنے کی خاطر ایک بار بلند آواز میں اس نے اپنا جنگی نعرہ مارا پھر اس نے تقدیر کے اٹھتے بگولوں اور وقت کے پھیرے ہوئے تند دھاروں کی طرح ایک خوف ناک وار سہراب پر کیا سہراب اپنی تھکن اور پشیمردگی کے باعث اس وار کو روک نہ سکا اور رستم کی تلوار سہراب کے سینے میں سے ہوتی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ سہراب کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال گر گئی وہ گھجور کے کٹے ہوئے تنے کی طرح زمین پر گر گیا تھا سہراب کے زمین پر گرتے ہی رستم پریشان اور حیرت زدہ ہو کر رہ گیا تھا۔ زمین پر گرنے سے سہراب کا بازو تنگا ہو گیا تھا اور رستم نے دیکھا اس کے بازو پر وہی ہرہ بندھا ہوا تھا جو سمیگان شہر سے رخصت ہوئے وقت اس نے اپنی بیوی تھمینیہ کو دیا تھا۔ انتہائی تعجب کی اور پریشانی میں رستم آگے بڑھا۔ سہراب کے پاس وہ بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا۔

اے اجنبی! تو جوان! کیا اب بھی تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو کون ہے تیرا کیا نام ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ قیمتی ہرہ جو تیرے بازو پر بندھا ہوا ہے یہ تو نے کہاں اور کس سے حاصل کیا ہے۔ سہراب نے اپنے آپ کو سنبھالا غور سے اس نے ایک بار رستم کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے پانی مانگا۔ رستم فوراً اٹھ کر اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ زمین سے بندھی ہوئی چھالک اس نے اتاری اور سہارا دے کر اس نے خود سہراب کو پانی پلایا، سہراب نے اپنا منہ صاف کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے زخم سے بہنے والے خون کو دباتے ہوئے اس نے کہا۔ اے اجنبی! اب میں ضرور تیرے سوالوں کا جواب دوں گا۔ سن! میرا نام سہراب ہے اور میں سمیگان شہر کا رہنے والا ہوں ترکستان کے بادشاہ نے میری بہادری

اہیں وہی ہوں جسے لو ایران کا تاج و تخت دلانے کی خواہش ہے کرتا تھا۔ اسے میرے
فرزند اکاش تو نے مجھے یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل باپ کا نام اور اپنا حسب و نسب
ہی بتا دیا ہوتا۔ تو میں آج یہ خونی لمحات اور دیران و بریاد کر دینے والی ساعتیں نہ
دیکھ رہا ہوتا۔

سہراب اپنے زخم کی تکلیف اور اذیت کو فراموش کرتے ہوئے بری طرح رستم سے
پسٹ گیا۔ اور مایوسیوں پیکانی آواز میں اس سے کہا: اے میرے باپ! اکاش مجھے خبر ہوتی
کہ یہ مقابلہ میں اپنے ہی باپ کے ساتھ کر رہا ہوں تو میں اپنا ہاتھ روک دیتا۔ اے میرے
باپ! ایک سمیگان شہر سے نکلنے کے بعد آپ نے میری اور میری ماں کی خبر تک نہ لی۔ حالانکہ
میں روزانہ سمیگان شہر سے باہر نکل کر آپ کے اس راہ انتظار کیا کرتا تھا کہ شاید کسی روز
آپ آجائیں۔

رستم نے سہراب کی پیشانی چومی اور کہا: اے میرے فرزند! میری سب سے بڑی
خواہش تھی کہ میرے ہاں بیٹا ہو۔ لیکن جب تیری ماں نے میرے ہی بچے ہوئے ایلچی کے
ذریعے مجھے یہ کہلا بھیجا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو میں دل برداشتہ سا ہو گیا اور پھر
سمیگان کا کبھی رخ نہ کیا۔ سہراب بڑی مشکل سے جواب دینے کی خاطر بولا: اے میرے باپ
میری ماں نے اس لیے لڑکی بتایا کہ اسے خدشہ تھا کہ اس نے یہ بتا دیا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے
تو آپ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ سیستان لے جائیں گے اور وہ بچاری اکیلی سمیگان شہر
میں اپنے بیٹے کے انتظار میں بیٹھ گئی مگر لڑکی کی طرح سلگ سلگ کر ختم ہو جائے گی۔

سہراب اپنی لمحہ لمحہ ٹوٹی آواز کو سنبھالنے کے لیے تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس
نے مدہم، کمزور اور دھیمی سی آواز میں کہا: پر اب ایسی گھٹو لگا گیا فائدہ۔ اب تو تقدیر کے عناصر
اپنا کام کر چکے ہیں۔ اب تو موت کی کالی گاڑھی چپ دلدل میرے سامنے ہے، گدھ کی

چوہنے کی طرح مرگ میری منتظر ہے۔ آہ اہل کی بیٹریاں جنھنھار میں ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد میری
ساری صداقیں خاموش ہو جائیں گی، موت اور عل کے درمیان فاصلے ختم ہو جائیں گے۔ موت
خونناک سیاہ رات اور راز ہائے بستر کی طرح مجھ پر چھا جائیگی۔ اکاش میری مرگ پر میری
ماں کو کوئی تسلی دینے والا ہوتا یا میرا کوئی اور بہن بھائی ہی ہوتا جس کی موجودگی میں وہ میری
مرگ کو فراموش کر سکتی۔ مگر اے جیف! میری ماں کی حالت ہزاروں سلگتی ساعتوں اور اندھیروں

رستم نے تاج ہار کر سہراب کے منہ پر اپنا کا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ پھر وہ بری طرح اس سے
پسٹ کر آہ وزری کرنے لگا تھا۔ اچانک رستم نے بے چین ہو کر سہراب کے منہ سے اپنا
ہاتھ ہٹایا تھا اسے یوں لگا تھا جیسے سہراب کی سانس بند ہو گئی ہو تو پ کرجب اس نے سہراب
کی نبض پر ہاتھ رکھا تو اس کی حالت ذلت و پستی کے کفن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لیے کہ سہراب
دم توڑ چکا تھا۔ آہ وزاری کرتے ہوئے رستم نے سہراب کی لاش کو اپنے دونوں ہاتھوں پر
اٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھا۔ پھر اس نے دونوں شکروں پر راز کھول دیا کہ سہراب میرا بیٹا
ہے۔ اس پر ترکستان کا لشکر جنگ کے بغیر واپس لوٹ گیا جب کہ رستم بھی اپنے بیٹے
کی لاش لے کر اپنے لشکر کے ساتھ واپس کا کوچ کر گیا تھا بیٹے کی مرگ غم رستم برداشت
نہ کر سکا۔ اور کچھ ہی دنوں بعد وہ خود بھی موت سے ہم آغوش ہو گیا تھا۔

یشرب سے نکلنے کے بعد یونان اور ایلیکا امیریاں کی سرزمین میں نمودار ہوئے وہ
سارل سمندر پر نمودار ہوئے تھے۔ جہاں کچھ کشتیاں کھڑی تھیں۔ ایک بوڑھا کنارے پر بیٹھا
ٹوٹے ہوئے جال مرمت کر رہا تھا۔ اور اس کے قریب عقب میں ان گنت مرد، عورتیں
اور بچے کنارے پر کھڑی کشتیوں کے اندر سے مچھلیاں نکال نکال کر ناریل کی بنی ہوئی چٹائیوں
پر رکھ رہے تھے۔ یونان نے دیکھا وہ لوگ ناریل اور گھاس کے ریشے یا کھال کے
باس پہنے ہوئے تھے۔ مرد زیادہ تر لنگوٹ میں تھے جب کہ عورتوں کا لباس ان سے
مختلف تھا۔ کچھ کشتیاں سمندر کے اندر تیر رہی تھیں۔ اور ان میں سوار مرد اور عورتیں جال پھینک
پھینک کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

یونان آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آیا کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے

اے امیریاں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ آج کل یہ انڈونیشیا میں شامل ہے۔ اس کا
موجودہ نام نیو گنی ہے۔ یہاں کے لوگ نیم وحشی اور کچھ آدم خور بھی تھے (ماخوذ از
تاریخ انڈونیشیا از ادارہ ثقافت اسلامیہ)

بہت سی روحمیں ان کی غلام بن کر رہیں۔

اس کے علاوہ کئے ہوئے یہ انسانی سران کے معاشرتی مسائل کا ایک حل بھی ہے کیونکہ جب کبھی یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹتے ہیں اور جن کے سر کاٹے جاتے ہیں ان کے رشتہ دار جب کئے ہوئے سر طلب کرتے آتے ہیں تو یہ لوگ ان سے معاوضہ لے کر سرواپس کرتے ہیں اس طرح سے یہ کئے ہوئے سران لوگوں کی روزی کا ایک ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے کئے ہوئے سروں کو عبادت اور جادو کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً مردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مردوں کے بہت زیادہ قائل ہیں اور اچھی بڑی روحوں کو خوش کرنے کے لیے مرغ، سوڑ، بھینس اور بعض اوقات آدمی کی بھی قربانی دیتے ہیں۔ اکثر لوگ یہاں دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ اور سب سے بڑا دیوتا انگریز ہے جس کے مندر اس سرزمین پر کم اکثر دیکھو گے۔ انگریز دیوتا کا سب سے بڑا مندر مرادک میں ہے۔

یہ مندر کے کنارے سامنے جو بیتیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہی مرادک شہر ہے اور اس کے مشرق مندر کنارے کی چٹانوں کے اوپر انگریز دیوتا کا سب سے بڑا مندر ہے ان مندروں کے نگران اور بجاوی زیادہ تر جادوگر ہی ہوتے ہیں اور یہ اپنے منتروں کے ذریعے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ موت بھی ایک جادو ہے اور محبت یہ جادو کرتے ہیں۔ بیماری بھی ان کے خیال میں ایک جادو ہی ہے اور یہ بھی جھوٹوں کی شرارت ہوتی ہے۔ لہذا لوگ اپنی زندگی میں جادو کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بہت گرم اور خشک ہے۔ وسطی علاقوں میں بہت بلند کمیتوں کے سلسلے بھی ہیں۔ جو آتش فشاں ہیں اور اکثر لاوا رکھتے ہیں۔ یہاں کی قاض پیداوار میں گندم، چاول، ساگو، داتہ، روئی، سنکٹا کی چھال، کوکو، ناریل، نیشکر اور مونگ پھلی ہوتی ہے۔ زراعت لگہ بانی اور ماہی گیری بھی لوگوں کے بہترین معاش میں ہے۔

یہاں شکار کئے جانے والے جانور بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ پرندوں میں یہاں کامرغ بہت مشہور ہیں۔ مرادک کے علاوہ خاکٹ اور حانو کواری بھی یہاں کے بڑے شہر ہیں۔ مرادک

بڑا چھوٹا میرے بزرگ امیں ان سرزمینوں کے اندر اجنبی ہوں۔ اگر آپ میری خاطر کچھ وقت نکال سکیں تو میں ان سرزمینوں اور یہاں کے رہنے والے باشندوں کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام یونات ہے اور مغرب کی سرزمینوں سے اس طرف آیا ہوں۔ اس بوڑھے نے جال مرمت کرنا بند کر دیا۔ ایک بار غور سے اس نے یونات کی طرف دیکھا پھر کہا: بیٹھو! تم اپنے چہرے سے مجھے کوئی اچھے اور نیک انسان لگتے ہو میرا نام ماترم ہے اور جس سرزمین میں تم کھڑے ہو اس کا نام ایریان۔

اسے اجنبی! میں نہیں جانتا تم کس غرض سے ان سرزمینوں کی طرف آئے ہو تاہم میں تمہیں ضرور اس سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ جس سرزمین کے اندر اس وقت تم کھڑے ہو اور اس کے اطراف و اکناف کے دوسرے جزائر میں زیادہ تر کیشی، ہنگونی، زنگی، پالیوانی، مالیشیا، تائی اور حاوی نسل کے لوگ بستے ہیں۔ یہاں کے لوگ قبیلوی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور قبیلے کا سردار ہی ان کا حاکم ہوتا ہے اور اس سردار کو بنگو لو کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے ان سرزمینوں کے اندر دو طرح کے لوگ بستے ہیں۔ ایک وہ جو ہماری طرح سمندر یا دریاؤں کے ساحل یا اندرون ملک میں بستے ہیں اور اپنے لیے باقاعدہ گھر بنا کر زندگی بسر کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بڑا ذریعہ آمدنی زراعت ہے۔

دوسری قسم کے لوگ وحشی یا نیم وحشی ہیں۔ ایسے لوگ غاروں یا درختوں اور چٹانوں پر گھاس پھوس کی جھونپڑیاں بنا کر بستے ہیں۔ مرد اور عورت دونوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حق حاصل ہے۔ بچوں کی پرورش کا زیادہ تر ذمہ دار باپ کے چچائے ماموں ہوتا ہے۔ یہ وحشی قبائل جنگل کی پیداوار پر گزر بسر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ آدم خور بھی ہیں۔ اور ان لوگوں کے اندر انسانوں کے سر کاٹنے کا طریقہ بھی رائج ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس شخص کا سر کاٹ لیا جائے اس کی روح سر کاٹنے والے کی تابع اور غلام بن جاتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹ کر محفوظ رکھتے ہیں۔ تاکہ

لے ماخوڑ تاریخ انڈونیشیا

لے یہ تفصیل افسانوں نہیں بلکہ انڈونیشیا کی باقاعدہ تاریخ سے حاصل کی گئی ہے۔

لے انگریزوں کو ہندو اپنے سب سے بڑے دیوتا برہما کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ جو ڈاکو ہو گیا تھا۔

لے تاریخیوں میں خاک خاک ورنالو کواری کو دوارہ بھی لکھا گیا ہے بلکہ مرادک شہر کو مرادک تحریر کیا گیا ہے۔

بندر گاہ ہے جس سے دوسرے جزائر کو مال آتا جاتا ہے۔

ماترم نام کا وہ بوڑھا ماہی گیر چند شانیوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اسی نے ایک طرح کے تعجب میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے اجنبی تو نے مجھے اپنا نام تو بتا دیا ہے کہ تیرا نام یوناف ہے پر تو نے ابھی تک یہ تو نہیں بتایا کہ اس طرف آنے کی تیری غرض و غایت کیا ہے۔ بوڑھے ماترم کے اس سوال کے جواب میں یوناف نے کہا: "اے بزرگ ماترم! میں تو بس ایک سیاح ہوں اور اللہ کی وسیع زمین میں گھومتا پھرتا ہوں۔ ماترم نے پھر پوچھا، "یہ اللہ کیا ہے؟ یوناف بولا اللہ وہ ہستی ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا۔ اس نے انہیں بھی پیدا کیا جنہیں تم لوگ دیوتا تسلیم کر لیتے ہو۔ وہ تو ساری کائنات کا مالک ہے۔"

ماترم نے حیرت اور پریشانی ملی ملی کیفیت میں پوچھا، "کیا اللہ دیوتاؤں سے بھی بڑا ہے؟" یوناف سنجیدگی میں بولا۔ بزرگ ماترم! ساری دنیا کے دیوتا اس کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے ایک مالک کے سامنے اس کے ادنی غلام، حیرت میں سر ہلاتے ہوئے ماترم نے کہا یہ آج تم نے ایک عجیب ہی بات بتا دی ہے جس نے میرے ذہن میں اضطراب اور پھیل میں پیدا کر دی ہے۔ ماترم کچھ دیر خاموش رہا۔ شاید وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ چوٹی سی ایک کشتی سمندر سے نکل کر کنارے پر اس کے قریب آگئی۔ اس کشتی میں صرف ایک ہی جوان تھا جو سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر لایا تھا اس لیے کہ کشتی میں مچھلیاں رکھی ہوئی تھیں جب وہ جوان اپنی کشتی کو خشکی پر چڑھا کر ماترم کے قریب آیا تب ماترم نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اجنبی سیاح! یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام ملاک ہے اور یہ اپنی کشتی میں مچھلیاں پکڑ کر لایا ہے۔ پھر ماترم نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ملاک! یہ ایک اجنبی ہے سیاح ہے اور اس کا نام یوناف ہے۔ یہ یہاں رک کر مجھ سے اس سرزمین سے متعلق تفصیلات معلوم کر رہا تھا۔ ملاک نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ اپنے باپ ماترم کے پاس بیٹھ گیا تھا یوناف ہی آگے بڑھ کر ماترم کے سامنے ریت پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ماترم سے پوچھا، "اے بزرگ ماترم! کیا اس مرادک شہر بندر گاہ والے علاقے کے قریب قریب قیام کرنے کے لیے مجھے کوئی سرائے مل جائیگی؟"

ماترم نے خوف زدہ سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے خدشات سے بھرپور آواز میں کہا۔

اے یوناف! مرادک شہر کی بندر گاہ کے علاقے میں قیام کرنے کے لیے ایک چھوڑ گئی سرائے ہیں۔ پر ان سرائوں کے اندر زیادہ وہ سوداگر قیام کرتے ہیں جس کا تعلق اسی سرزمین سے ہوتا ہے اور وہ کشتیوں کے ذریعے اپنا مال دوسرے جزائر کو بھیجوانے کے لیے آتے ہیں کبھی یہاں کی سرزمین ایک ایسا دور تھا کہ ہندوستان کے سوداگر خشکی کے راستے یہاں آتے اور یہاں سے گرم مصالحے لے کر مایا کرتے تھے۔ سوائے یوناف مرادک شہر کی ان سرائوں کے اندر تنہا راقیام کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ تم اکیلے اور تنہا ہو۔ دوم یہ کہ تمہاری شکل و صورت سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ تمہارا تعلق اس سرزمین سے نہیں بلکہ تم اجنبی ہو۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ تم پر ضرور کوئی ہاتھ ڈالے گا اور تمہیں قتل کر کے تمہارے پاس جو پاس جو کچھ ہے اُسے مال کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہاں کے لوگ زیادہ تر وحشی اور میم وحشی ہیں اور لوگوں کے سر کاٹنا ان کی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے۔

سنو یوناف یہاں رہتے ہوئے چیزوں سے پرہیز کرتا۔ ایک یہ کہ کسی سرائے میں قیام نہ کرنا اور دوم یہ کہ مرادک شہر کے مشرق میں انگریز دیوتا کے مندر سے ذرا آگے ایک قبرستان ہے۔ اے یوناف رات کے وقت اس قبرستان کی طرف بھی مت جانا۔ ورنہ تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ویسے میں تمہیں خلوص کے ساتھ مشورہ دوں گا کہ تم کسی سرائے میں قیام مت کرو۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ جتنے دن تم نے یہاں قیام کرنا ہے۔ میرا گھر حاضر ہے اس کے اندر تم جب تک چاہے رہو۔ وہاں تمہیں کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ ہم گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک یہ میرا بیٹا ملاک۔ اور ملاک ایک جزیے

لے ماہر ارضیات کا خیال ہے کہ قدیم دور میں انڈونیشیا کے جزائر براعظم ایشیا سے ملے ہوئے اس وقت قطبین پر بہت زیادہ برف جمی ہوئی تھی اور سمندر کی سطح موجودہ سطح سے دو سو فٹ کم تھی۔ لہذا انڈونیشیا خشکی کے ذریعے ایشیا سے ملا ہوا تھا۔ بعد میں جب قطبین کی برف پگھل گئی۔ سمندر کی سطح بلند ہو گئی تو خشکی کے یہ راستے سمندر میں ڈوب گئے۔

کبھی نام ہے اور میں تمہیں یہ ہی بتاؤں کہ یہاں کے لوگ اپنے جزیروں کے ساتھ محبت کے اظہار کے طور پر اپنے بچوں کے نام بھی اپنے جزیروں کے ناموں پر رکھتے ہیں۔

ماترم جب خاموش ہوا تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا: "اے بزرگ ماترم! تم مجھے مرادک شہر کے مشرقی قبرستان سے کیوں ڈراتے ہو۔ کیا اس میں کوئی خاص بات ہے اور اگر وہ قبرستان خطرناک ہے تو پھر اس کے اندر لوگ اپنے مرنے والے لوگوں کو کیسے دفن کرتے ہوں گے۔ اس گفتگو پر ماترم اور ملاکا دونوں کے چہروں پر خوف کے سلسے بہنے لگے تھے۔ پھر ماترم نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: "اے یوناف! دن کے وقت نہیں بلکہ وہ قبرستان رات کے وقت خطرناک ہے۔ اور اس قبرستان کے اندر سے رات کے وقت ایسی بدروحیں نمودار ہوتی ہیں۔ جو رات کے وقت قبرستان میں داخل ہونے والوں یا قبرستان کے پاس سے جوشاہراہ گزر کر آگے جاتی ہے اس پر رات کے وقت سفر کرنے والوں کو بدروحیں پکڑ کر اور اس کا حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی ہیں۔ یوناف نے ماترم کی اس گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا: "اے بزرگ ماترم! کیا تو نے کبھی اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے کہ قبرستان کی ان روحوں نے کسی کا حلقوم کاٹ کر اس کا خون پیا ہو؟ اس بار ماترم کے بجائے اس کا بیٹا ملاکا بولا: "اور کہا! اے یوناف! میرے عزیز! صرف میرے باپ نے ہی نہیں بلکہ میں نے بھی کئی بار ایسے مسافروں کو دیکھا ہے۔ جو رات کے وقت قبرستان سے گزرے تھے اور ان بدروحوں نے ان کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی لیا ہے۔ دراصل ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی حقیقت پنہاں ہے جس کی وجہ سے ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ یوناف نے بے تابانی میں پوچھا: "اے ملاکل کر کہو۔ تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے۔"

اے ملاکا! تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے جس کی وجہ سے اس قبرستان میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ملاکا نے اس بار ماترم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "میرے باپ! یہ تفصیل تم ہی سناؤ۔ کیونکہ میری نسبت تم اسے بہتر طور پر بیان کر سکتے ہو۔" ماترم نے سر جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر اس نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا: "اے یوناف! اس حقیقت سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ سنو! کچھ عرصہ قبل اس قبرستان میں دو میاں بیوی گورکن اپنے بچوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

انہیں کسی نے قتل کر دیا۔ اب یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ ان قتل ہو جانے والوں کی بے قرار روہیں حرکت میں آتی ہیں اور لوگوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہیں کچھ لوگ ان روحوں کے حملوں سے بچ بھی گئے تھے ان کا کہنا ہے کہ وہ دھند کی صورت میں ایک مرد اور ایک جوان عورت نمودار ہوتے ہیں اور لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور حملہ آور ہونے والے یہ مرد اور عورت مرنے والا گورکن اور اس کی بیوی ہیں۔

اے یوناف! ان بے چین روحوں کے خوفناک واقعات تو اب پورے نوسانتارا کی سرزمین پھیل گئے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد مرادک کا کوئی جی فرد قبرستان میں گورکن کا کام کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ آخر یہاں کے لوگوں نے مجبور کر کے مرنے والے گورکن کے بھائی کو اس کام پر مجبور کیا۔ اس کے بھائی کا نام امیون ہے اور اب یہ امیون ہی اپنی بیوی سو میا بیٹے خوش ناک اور بیٹی نمیا کے ساتھ قبرستان میں رہتا ہے اور گورکن کا کام کرتا ہے۔

لوٹھا ماہی گیر ماترم ذوار کا بھرا اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔ اے یوناف! اب حالت یہ ہے کہ مرنے والے گورکن اور اس کے اہل خانہ کی بے چین روہیں ہر ایک پر حملہ آور ہوتی ہیں سوائے اپنے بھائی اور اس کے بیوی بچوں کے جو اس وقت گورکن کا کام کرتے ہیں۔ ماترم کے خاموش ہوتے ہی یوناف نے پوچھا: "اور اے بزرگ ماترم! موجودہ گورکن رہتا کہاں ہے؟ ماترم نے خوفناک سے لہجے میں کہا قبرستان کے کنارے ہی پتھروں کی ایک عمارت بنی ہوئی ہے۔ یہ عمارت کافی بڑی اور بہت قدیم ہے اور اسی عمارت کے اندر موجودہ گورکن اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتا ہے۔ چونکہ گورکن کا کام کرنے پر کوئی آمادہ نہ ہوتا تھا لہذا دگنے معاوضے پر موجودہ گورکن کو رکھا گیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ موجودہ گورکن پر وہ روہیں بھی حملہ آور نہیں ہوتیں جو حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی ہیں۔

لوگ اس موجودہ گورکن سے خوش اور مطمئن بھی ہیں۔ اس لیے کہ اس گورکن کے کام

لے نوسانتارا ان تین ہزار جزیرہ کی سرزمین کا قدیم اور پرانا نام ہے جسے آج کل ہم انڈونیشیا کہہ کر پکارتے ہیں۔ ماضی دار نوسانتارہ انڈونیشیا

شروع کرنے سے قبل اور پہلے گورکن کی موت کے بعد اس درمیانی وقفے میں ایک اور گورکن بھی رکھا گیا تھا جو اپنے بیٹے کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا۔ پر اس کے ساتھ ایک ایسا ہولناک اور فوق البشریت واقعہ پیش آیا کہ ان دونوں باپ بیٹے نے گورکن کا کام کرنے سے انکار کر دیا اور اس قدیم عمارت سے نکل کر وہ دونوں باپ بیٹا اپنے گھر چلے آئے تھے۔ اس واقعہ سے شاید یونان کی دلچسپی اور بڑھ گئی تھی۔ وہ بوڑھے ماترم کے اور زیادہ قریب ہو بیٹھا اور اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا "اے بزرگ ماترم! ان دونوں باپ بیٹے کے ساتھ کیا پیش آیا کیا تم مجھے اس کی تفصیل نہ بتاؤ گے؟"

ماترم نے ایک بار غور سے یونان کی طرف دیکھا۔ پھر بولا "ایسا ہے کہ جب وہ دونوں باپ بیٹا گورکن کا کام کرتے گئے تو وہ سردی کا موسم تھا جب انہوں نے اپنے کام کی ابتدا کی تھی۔ ایک رات جب کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور اگلی صبح بوند باندی کے ساتھ ساتھ تیز طوفانی ہوائیں بھی چل رہی تھیں تو اس عمارت کے بیرونی دروازے پر کسی نے زوردار دستک دی میں پہلے یہ بھی بتانا چلوں کہ رات کے وقت وہ دونوں باپ بیٹا اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں سوئے تھے جس کے وسط میں تنور بنا ہوا تھا۔ میرا میں اس تنور کے اندر وہ آگ جلا دیتے جس سے کمرہ گرم ہو جاتا، اور تنور کے پاس وہ تاریل کی چٹائیوں پر سو رہے تھے۔ اس روز بھی وہ مدفون باپ بیٹا تاریل کی چٹائیوں پر سوئے ہوئے تھے۔ کہ عمارت کے دروازے پر زوردار دستک ہونے کے باعث وہ دونوں چونک کر اٹھ بیٹھے تھے۔"

وہ دونوں باپ بیٹا پریشان تھے کہ اس طوفانی اور سرد رات میں کون آدھی رات کے وقت عمارت پر دستک دے سکتا ہے۔ ابھی وہ دونوں باپ بیٹا اس سے متعلق کچھ سوچ رہے تھے کہ دروازے پر پھر زوردار دستک ہوئی۔ تب وہ گورکن حرکت میں آیا اس نے اپنی کلباڑی سنبھالی اور دروازے کی طرف گیا۔ جب کہ اس کے بیٹے نے عقل مندی سے کام لیتے ہوئے۔ جلتے تنور میں ڈھیر ساری کڑیاں ڈال دی تھیں۔ عمارت کے دروازے پر جا کر گورکن نے اپنی کلباڑی اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لی تھی۔ پھر اس نے ہمت کر کے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے پوچھا "کون ہے اور رات کے اس

وقت تم نے عمارت کے دروازے پر کیوں دستک دی ہے۔ اگر کوئی مرگ ہوئی ہے تو اس کے لیے تم صبح دن کی روشنی میں بارش تمہا جانے کے بعد آ سکتے تھے۔ باہر سے کسی کی آواز آئی۔ کوئی مرگ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں تو ایک مسافر ہوں اور دو گھڑی اس سخت سردی اور بارش سے اس عمارت میں پناہ لینا چاہتا ہوں اور صبح سورج طلوع ہوتے ہی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ امید ہے کہ تم دروازہ کھول دو گے کیونکہ اس سردی اور بارش میں مجھ میں اب سفر جاری رکھنے کی سکت نہیں ہے۔"

بوڑھا ماترم کہتے کہتے کچھ اس انداز میں خاموش ہو گیا تھا جیسے کسی نامعلوم تفکر کی وجہ سے اس پر خوف و لرزش طاری ہو گئی ہو چند لمحوں تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا پھر یونان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا "یونان، جانتے ہو پھر اس کے بعد کیا ہوا اور پھر ایسا ہوا کہ اُس بوڑھے گورکن نے اُس قدیم عمارت کا بیرونی دروازہ کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص عمارت میں داخل ہوا رات گہری اور تاریک تھی اور پھر بارش بھی ہو رہی تھی لہذا وہ گورکن اُس آنے والے کو پہچان نہ سکا تھا اس کے علاوہ اُس آنے والے نے شاید بارش سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو تاریل کے ریشے سے بنی ہوئی چٹائی سے خوب ڈھانپ رکھا تھا جب وہ اجنبی عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور گورکن نے پہلے کی طرح عمارت کا صدر دروازہ اندر سے بند کر دیا تب اُس آنے والے نے گورکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں سخت سردی محسوس کر رہا ہوں کیا تم میرے لیے ایسا سامان کر سکو گے کہ میں اپنے آپ کو گرم رکھ سکوں اس پر گورکن نے اپنی کلباڑی اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا میرے ساتھ آؤ اور وہ اجنبی خاموشی سے اُس گورکن کے پیچھے ہو لیا تھا۔"

اے یونان وہ گورکن اُس آنے والے اجنبی کو لے کر اُس کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر اُس کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور جہاں تنور کے اندر آگ خوب جل رہی تھی اور کمرہ گرم ہو رہا تھا گورکن سے یہ عاقبت ہوئی کہ اس نے دروازہ کھولنے سے قبل اُس آنے والے سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے اور کس بنا پر اُس نے ایسی اندھیری سرد اور برسات کی رات میں سفر کیا ہے۔ بہر حال گورکن اسے اپنے کمرے میں لایا تو وہ آنے والا تنور سے ذرا فاصلے پر دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

جب کہ گورکن اپنے بیٹے کے پاس جا بیٹھا تھا تھوڑی دیر تک وہ دونوں باب بیٹا غور سے اُس آنے کی طرف دیکھتے رہے جن نے اپنے آپ کو پوری طرح ناریل کے ریشے کی چٹائی میں چھپا رکھا تھا دونوں باب بیٹا ایسی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے جن میں تفکرات اور اندیشے ہی اندیشے تھے پھر بوڑھے گورکن نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے اجنبی تم نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہارا کیا نام ہے تم کدھر سے آئے ہو کہاں جا رہے اور اس تاریک سرد اور برسات کی رات میں تم نے کیوں یوں تنہا سفر کرنے کی ٹھانی۔

گورکن کے ان سوالات کے جواب میں اُس نے والے نے منہ سے تو کچھ نہ کہا پھر اُس نے آہستہ آہستہ اپنے اوپر سے ناریل کے ریشے کی چٹائی ہٹانی شروع کر دی تھی اور جب اُس نے اپنے اوپر سے چٹائی ہٹا دی تو گورکن اور اُس کے بیٹے پر خوف و حراس طاری ہو گیا تھا انہوں نے دیکھا وہ کوئی انسان نہ تھا بلکہ انتہائی بد ہیئت قسم کی کوئی فوق البشریت مخلوق تھی جس کے جسم پر ریچھ جیسے لمبے لمبے بال تھے گو اُس کا چہرہ انسانوں جیسا ہی تھا لیکن اُس کے دوسرے اعضاء یقیناً درندوں کی طرح کے تھے پس گورکن اور اُس کے بیٹے کو اپنی جانوں کے لئے پڑ گئے تھے اور وہ درندہ نما انسان ان دونوں کو ایسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی اُن پر چھٹے گا اور اُن کے حلقوم کاٹ کر پھر انہیں چیر بھاڑ کر رکھ دے گا اس کی آنکھوں سے ایسی روشنی اور قہرمانیت ٹپک رہی تھی اُس غیر انسانی مخلوق کو دیکھتے ہوئے گورکن اور اُس کا بیٹا دونوں ہی سر سے بے کراؤں تک پسینہ ہو کر رہ گئے تھے۔

اس موقع پر اُس گورکن کے بیٹے نے عقل مندی اور ذہانت سے کام لیا وہ اپنے باپ کے قریب ہوا اور قبل اس کے کہ وہ درندہ نما مخلوق ان دونوں پر حملہ آور ہوتی اُس نے بڑی راز داری سے اپنے باپ کے کان میں کہا اے میرے باپ! آؤ دونوں باب بیٹا مل کر یہ جو تنور کے اندر لکڑیاں جل رہی ہیں ان سے اس بد بلا پر حملہ آور ہو جائیں اور اے میرے باپ! یاد رکھو اگر ہم نے اس پر حملہ آور ہونے میں پہل نہ کی یا اپنے بچاؤ میں اخیر سے کام لیا تو یہ بد بلا رات کی اس گہری تاریکی اور سنسنائے میں نہ صرف ہم دونوں کے حلقوم کاٹ کر ہمارا خون پی جائے گی بلکہ ہمارے جسم کو بھی اوصیل کر دیاں

سے چلی جائے گا اور ہمارے مرنے کے بعد کسی کو کچھ خبر نہ ہوگی کہ ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کس نے کیا! اے میرے باپ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرنے والے گورکن کی ہی بے چین روح ہے جو کوئی عجیب اور نرالا روپ دھار کر یہاں آگئی ہے۔ پس آؤ تنور سے جلتی لکڑیاں نکال کر اس پر حملہ آور ہو جائیں اور یہی ایک واحد طریقہ ہے جسے کام میں لا کر ہم نہ صرف اسے بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں بلکہ اپنی جانیں بچانے میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

وہ فوق البشریت اور درندہ نما مخلوق بھی اُن دونوں باب بیٹے کی راز دارانہ گفتگو پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پر ان دونوں باب بیٹے نے انتہائی جلدی اور سرعت سے کام لیا تیزی کے ساتھ وہ تنور کی طرف پلے اور وہاں سے آگ جلی لکڑیاں نکال کر انہوں نے اُس بد بلا پر حملہ کر دیا تھا آگ میں جلتی ہوئی انگاروں جیسی سُرخ لکڑیاں جب اُس درندہ نما مخلوق کے جسم سے مس ہوئیں تو وہ جھینے چلاتے لگی اور وہ اُن دونوں باب بیٹے پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ دونوں باب بیٹا اس کے تعاقب میں بھاگے اور جلتی ہی لکڑیوں سے اُس کے جسم کو داغ دیتے رہے یہاں تک کہ فوق الفطرت انداز میں اُس قدیم عمارت کی بلند دیوار کو چھلانگ کر وہاں سے بھاگ گئی تھی اس ہولناک واقعہ سے گورکن اور اُس کا بیٹا دونوں ہی بیمار ہو گئے تھے شاہد اُن کی یہ حالت خوف اور وحشت کی وجہ سے ہو گئی تھی پھر اگلے روز وہ شہر میں آئے اور انہوں نے قبرستان میں گورکن کی حیثیت سے کام کرنے سے انکار کر دیا تھا تب سب ہی لوگوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد مرنے والے گورکن کے بھائی کو پہلے سے بہتر اور کئی گنا زیادہ مہاد و ضرہ پر گورکن بیٹھا دیا ہے اب یہ نیا گورکن جو مرنے والے کا بھائی ہے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اُسی قدیم عمارت میں رہتا ہے لیکن جب سے اُس نے اس عمارت میں رہنا شروع کیا ہے کوئی روح اُس پر یا اُس کے اہل خانہ پر حملہ آور تو نہیں ہوتی لیکن رات کے وقت جو کوئی مسافر بھی قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے یا رات کے وقت کوئی قبرستان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بدروحیں اُس کا حلقوم کاٹ کر اُس کا خون پی جاتی ہیں۔

اسے یوناف یہ ہے وہ دھیر جس کی بنا پر میں نے تمہیں تنبیہ کر دی ہے کہ تم کبھی رات کے وقت اس قبرستان کا رخ نہ کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے یوناف چند تانیوں تک خاموش رہا پھر اس نے ماترم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ماترم یہ بدروہیں جو قبرستان کے اندر روتا ہوتا ہیں میرا کچھ نہیں لگا سکتیں اور! اسے بزرگ ماترم اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں قبرستان میں روتا ہونے والی ان بدروہوں پر قابو پاسکتا ہوں تو پھر تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے اس پر ماترم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا! اے یوناف میں قطعاً تمہارے اس دعوے کو قبول نہ کروں گا اس لیے کہ تم جسمانی لحاظ سے طاقت ور اور توانا ضرور لگتے ہو لیکن اس سے کیا ہوتا ہے کوئی انسان کیا پُر قوت کیوں نہ ہو پروہ بدروہوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا اور پھر تم مجھے ایک عام سے انسان لگتے ہو جب کہ آنگر و دیوتا کے بجاری جو بہترین ساحر اور طلسم گر بھی ہیں وہ بھی ان بدروہوں پر قابو پانے میں بڑی طرح ناکام رہے ہیں اور اب آنگر و دیوتا کے مندر کے سامنے بجاری بھی رات کے وقت قبرستان کا رخ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں پس اے یوناف جب ان پجاریوں جیسے بڑے بڑے ساحر ان بدروہوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکے تو پھر تمہارے پاس کون سی ایسی قدرت ہے جس کی بنا پر تم ان بدروہوں پر قابو پا لو گے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے بزرگ ماترم! گو آنگر و دیوتا کے مندر کے پجاری بہترین ساحر ہوں گے پھر میں تو ایسے ساحروں کا بھی استاد ہوں اور ایسی سری قوتیں رکھتا ہوں کہ لمحوں کے اندر میں ان بدروہوں کو اپنی گرفت میں کر لینے کی طاقت رکھتا ہوں۔

اس پر ماترم نے خوف زدہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف یہ بات تم نے مجھ سے تو کہہ دی ہے پھر یہاں کے کسی اور آدمی سے ایسی گفتگو نہ کرنا کہ تم بدروہوں پر قابو پاسکتے ہو ورنہ یہ لوگ تمہیں بکڑ کر رات کے وقت قبرستان میں نہ باندھ دیں گے تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ تم بدروہوں پر قابو پاتے ہو یا بدروہیں تمہیں چیر بھاڑ کر رکھ دیتی ہیں ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں تم یقیناً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے بزرگ ماترم اگر یہاں کے لوگ مجھے رات کے

وقت اس قبرستان کے اندر باندھ بھی دیں تب بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بدروہیں میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ اور اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے میں یہیں کھڑے کھڑے تمہیں اس کا ایک علمی ثبوت بھی ہیا کرتا ہوں! اے بزرگ ماترم تم دیکھتے ہو کہ وہ کشتی جس میں تمہارا بیٹا ملا کا سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کے بعد لایا ہے اور اس وقت آدمی پانی میں اور آدمی ریت پر کھڑی ہے اگر میں اپنی سری قوت کو استعمال کروں یہ کشتی خود چل کر تمہارے پاس آئے اور اس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں ساری کی ساری غیر مرئی قوت اٹھا کر تم دونوں باپ بیٹے کے سامنے پھینچی ہوئی ناریل کے ریشے کی اس چٹائی پر رکھ دے تو پھر کیا تم مانوں گے کہ میں اگر روحوں کو قابو نہیں تو ان سے ٹکرانے کی قوت ضرور رکھتا ہوں۔

اس پر ماترم نے خوف زدہ انداز سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ہاں اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو پھر مجھے کچھ نہ کچھ یقین ہو ہی جائے گا کہ تم اس قبرستان کی روحوں سے ٹکرانے کی ہمت اور استطاعت رکھتے ہو! بوڑھا ماترم چند ساعت رکا پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے یوناف! اگر تم روحوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ تم ان سرزمینوں کے خوش قسمت انسان ہو گے کیونکہ یہاں کے پنگو لو کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورا با ہے اور یہ سورا با ان سرزمینوں کے اندر ساری ہی لڑکیوں سے زیادہ خوب صورت اور پُرکشش ہے۔ پنگو لو نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی ان بدروہوں کو قابو کرے یا بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا وہ اپنی حسین اور اکلوتی بیٹی سورا با سے اُسے بیاہ دے گا۔

اگر تم ان بدروہوں کو اپنی گرفت میں کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو پھر یاد رکھو پنگو لو ضرور اپنی بیٹی سورا با کو تم سے بیاہ دے گا اور ان سرزمینوں کے اندر یہ ایسا اعزاز ہے جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا اس لیے کہ بڑے بڑے ماہر بجاری اور ساحر صرف سورا با کو مال کرنے کی خاطر ان بدروہوں پر قابو پانے میں کوشش کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی آج تک کامیابی نہیں ہوئی ماترم جب خاموش ہوا تو یوناف نے پوچھا اے بزرگ ماترم یہ پنگو لو کیا چیز ہے اس پر ماترم نے مسکراتے ہوئے کہا یہاں کے قبائل کے سرداروں یا شہر کے حاکموں کو ان کے نام سے نہیں پکارا جاتا

بلکہ انہیں پنگو لو کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ ایک طرح سے اُن کے لیے احترام اور عزت افزائی کا لفظ ہے میں ہمارے شہر مرادک کا جو حکمران اور قبیلوں کا سردار ہے اُسے بھی پنگو لو ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

جس طرح میرا ایک ہی بیٹا ملا کا ہے ایسے ہی پنگو لو کی بھی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورا بابا ہے اور میری طرح پنگو لو کی بیوی بھی مرچکی ہے اور اسے یوناف سنو یہ پوڑھا ماترم کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ شہر کی طرف سے دو افراد ان کی طرف آرہے تھے اُن میں سے ایک تو اُدھیڑ عمر کا شخص تھا اور دوسری کوئی نوخیز و نو عمر لڑکی تھی۔ اُن کی طرف دیکھتے ہوئے بوڑھے ماترم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف لو دیکھو پنگو لو اور اُس کی بیٹی سورا بابا بھی ادھر ہی آرہے ہیں سو تم کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے اپنے عمل کی ابتداء نہ کرنا انہیں آنے دو اور ان کی موجودگی میں یہ خرق عادت کام دکھانا تاکہ وہ دونوں بھی اندازہ لگا سکیں کہ تم اُن بد روحوں پر قابو پانے کی ہمت رکھتے ہو یا نہیں۔

یوناف پہلے کی طرح بوڑھے ماترم کے سامنے بیٹھا رہا یہاں تک کہ پنگو لو اور اُس کی بیٹی سورا بابا وہاں پہنچ گئے یوناف نے غور سے سورا بابا کی طرف دیکھا وہ سحر کے سیل گلانی کوئل اور عارضی گل جیسی خوب صورت تھی وہ وصل کے سنہری لمحوں ٹھنڈے گیلے ساحل اور نغموں کے آلاپ جیسی پُرکشش تھی اور یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ وہ جیسی اور پُرکشش سورا بابا لب بھرے ساغر تلاطم و طغیانی اور پکے ہوئے لسوڑے جیسی بھور تھی پنگو لو نے آتے ہی یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور بوڑھے ماترم کو مخاطب کر کے پوچھا اے ماترم یہ اجنبی کون ہے جس کے ساتھ میرے آنے سے پہلے تم مجھ کو گفتگو تھے؟

ماترم نے عزت اور احترام بھرے لہجے میں کہا اے پنگو لو آپ دونوں باپ بیٹی بیٹھیں تو میں کچھ عرض کروں ماترم کے کہنے پر پنگو لو اور سورا بابا اس کے سامنے ناریل کی چٹائی پر بیٹھ گئے پھر ماترم نے وہ ساری گفتگو پنگو لو اور سورا بابا سے کہہ دی تھی جو ابھی تک اُس کے اور یوناف کے مابین ہوئی تھی اور پنگو لو نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر یہ جوان جس کا نام تم نے مجھے یوناف بتایا ہے قبرستان کی بد روحوں پر غالب آجائے تو میں یقیناً اپنی بیٹی سورا بابا کو اس سے بیاہ دوں گا پنگو لو فرار کا اور اس کے بعد اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے نوجوان! تم نے ماترم کے ساتھ جو یہ بات

کہی تھی کہ تم اس کشتی کو خرق عادت انداز میں خشکی پر چڑھا دو گے اور اُس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں آپ سے آپ ماترم کے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی تو ذرا میری موجودگی میں کام کر دکھاؤ تاکہ میں بھی جان سکوں کہ تم اس کام کو کیسے کر سکتے ہو اور اس طرح مجھے یہ اندازہ لگانے میں آسانی ہوگی کہ تم قبرستان کی اُن روحوں پر قابو پا سکتے ہو یا نہیں۔

اس پر یوناف فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسری طرف منہ کر کے اُس نے بڑی رازداری میں کہا! ابلیکا ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں کیا اس موقع پر یہ کہنا چاہو گے کہ میں اس کشتی کو ان لوگوں کے لیے خشکی پر چڑھاؤں اور اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ناریل کی چٹائی پر ڈھیر کر دوں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے مدہم آواز میں کہا ہاں ابلیکا تم ٹھیک سمجھی ہو جب میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں تو تم فوراً اس کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے بعد اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ڈھیر کر دینا۔

اور اے ابلیکا یہ بھی سن رکھو اب ہمارے سامنے ایک مشکل ترین مہم ہے اور ہم دونوں نے مل کر قبرستان کی اُن بد روحوں پر بھی قابو پانا ہے جن کا ذکر یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر ابلیکا نے کھنکھاتی اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہا! اے میرے حبیب تم فکر کیوں کرتے ہو میں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں ہم دونوں مل کر ضرور ان بد روحوں پر قابو پالیں گے اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا پھر میں ان کی طرف پلٹ کر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی تم اپنے کام کی ابتداء کر دینا۔ ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف نے اپنا رخ پنگو لو کی طرف کہا پھر اسے نے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے پنگو لو! میں اپنی سری قوتوں کو حرکتیں لانے لگا ہوں اب تم دیکھو میں جون ہی اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں گا یہ کشتی آپ سے آپ خشکی پر چلتی ہوئی تمہارے قریب آکھڑی ہوگی اور اس میں رکھی ساری مچھلیاں از خود تمہارے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی۔

پنگو لو سورا بابا، ماترم یا ملا کامیں سے کسی نے بھی یوناف کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا تاہم وہ تعجب اور پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے! یوناف نے ان

عزت و احترام نہیں رہتا اس پر ان خدام میں سے ایک نے ننگو لو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ننگو لو آپ بے فکر رہے ہم اپنی استغاثت سے بڑھ کر اس معزز زہان کی خدمت کریں گے اس پر ننگو لو خوش ہو گیا پھر اس نے یونان کا ہاتھ تھام لیا اور اسے وہ چوٹی کے اندرونی حصے کی طرف لے جا رہا تھا جب کہ حسین سورابا بھی ان کے ساتھ ہوئی تھی۔

سُہراب اور اس کے بعد رستم کی موت نے ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو غم و الم میں مبتلا کر دیا تھا لہذا چند ہی ماہ بعد وہ قوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا پوتا اور اس کے مرنے والے بیٹے سیاوش کا بیٹا کیخسرو ایران کا بادشاہ بنا کیخسرو کے باپ سیاوش کو چونکہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے دھوکہ دہی سے قتل کر دیا تھا لہذا کیخسرو نے ایک دن ارادہ کیا کہ وہ افراسیاب سے اپنے باپ سیاوش کا بدلہ ضرور لے گا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اور ترکستان پر لشکر کشی کے لیے کیخسرو نے چار بڑے بڑے لشکر تیار کئے ایک لشکر اس نے اپنے ماتحت رکھا دوسرا لشکر ایران کے ایک مشہور اور نامور جرنیل طوس نوذر کی کمانداری میں دیا تیسرے لشکر کا سالار کیخسرو نے اپنے چچا فریبرز کو بنایا اور چوتھے لشکر کی کمانداری ایران کے مشہور سالار گیبو کو دی گئی تھی جب ان چاروں لشکروں کی عسکری تیاریاں مکمل ہو گئی تب کیخسرو نے ترکستان کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں لشکروں سے افراسیاب اور اس کے لشکر کو گھیر کر ان کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے۔

ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا بادشاہ کیخسرو چار بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ اُسے تباہ و برباد کرنے کے لیے ترکستان کی طرف بڑھ رہا ہے تو اس نے بھی ایک ہزار لشکر تیار کیا اس لشکر کا سردار اس نے اپنے پُرانے اور مخلص جرنیل فیروز کو مقرر کیا یہ وہی فیروز تھا جس نے ترکستان میں کیخسرو کے باپ سیاوش کی موت کے بعد کیخسرو اور اس کی ماں کی جان بچائی تھی بہر حال جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔

جنگ شروع ہونے سے قبل ایک روز پہلے ترکستان کے لشکر کا سالار فیروز جب

کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی آدھی پانی اور آدھی خشکی پر کھڑی ہوئی کشتی بڑی تیزی سے ریت پر بل کھاتی ہوئی ننگو لو، ماترم، سورابا، ملا کا کے سامنے آئی اور پھر اس میں بھری چھلیاں انتہائی تیزی کے ساتھ آپ سے آپ ناریل کی چٹائی پر ڈھیر ہو گئی تھیں اس کے بعد یونان نے بلند آواز میں کہا اے ایلیکا امیری عزیزہ کشتی کو پھر اس کی اپنی جگہ پر کھڑا کر دو اس کے ساتھ ہی ایلیکا شاید بھر حرکت میں آئی تھی اور کشتی جہاں پہلے کھڑی تھی ریت پر حرکت کرتی ہوئی وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا کھڑی ہوئی تھی یہ فوق البشریت عمل دیکھنے کے بعد ننگو لو چلا اٹھا اے یونان! قسم انگرو دیوتا کی میرا دل کہتا ہے تم ہی وہ نوجوان ہو جو ان بد روحوں کو اپنے قابو میں کر کے مرادک شہر کو ان کی خون ریزی اور خونخواری سے نجات دلا سکتا ہے اے یونان! سن رکھو اب نہ تم کسی سرائے میں قیام کرو گے اور نہ ہی تم ماترم کے گھر میں رہو گے بلکہ تمہارا قیام مستقلاً میری حویلی میں ہوگا۔

اور سنو اس مرادک شہر میں اب تمہاری حیثیت ایسی ہی ہوگی جیسے کسی حاکم کے بیٹے کی ہوتی ہے ساتھ ہی ننگو لو نے یونان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا آؤ میرے ساتھ چلو اور یونان چپ چاپ ننگو لو اور اس کی بیٹی سورابا کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ننگو لو اور سورابا یونان کو لے کر مرادک شہر میں داخل ہوئے اور بڑے بڑے کوہستانی پتھروں سے تہی ہوئی ایک حویلی میں داخل ہوئے پھر ننگو لو نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یونان! یہ میری حویلی ہے اب تمہاری رہائش اس کے اندر ہوگی اس کے بعد ننگو لو نے اپنے سارے فادموں کو وہاں جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ نوجوان جسے تم میرے ساتھ دیکھ رہے ہو اس کا نام یونان ہے اور آج کے بعد یہ اسی حویلی میں رہے گا۔

اور اس حویلی میں اس کی حیثیت میرے بیٹے کی سی ہوگی تم میں سے ہر کوئی اس کے حکم کی اتباع کرے گا جواب میں ان سارے فادموں نے اطاعت کے طور پر اپنی گزینیں جھکا دی تھیں اس پر ننگو لو نے پھر ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تم میں سے کسی نے اس یونان کی خدمت میں کوئی کوتاہی کی تو پھر لکھ رکھو وہ خدمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور تم جانتے ہو جسے میں اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیتا ہوں مرادک شہر میں اس کی کوئی

کر کے میں اپنے بادشاہ اور محسن افراسیاب کی نگاہوں میں نمک حرام کھانا نہیں چاہتا! اسے ایلیچی تم واپس چلے جاؤ اور میری طرف سے کچھ سروسے جا کر کہو کہ اگر اُس کی نگاہوں میں میرا اس قدر احترام ہے تو ترکستان پر لشکر کشی کا ارادہ ترک کر دے اور اپنے چاروں لشکروں کو لے کر واپس چلا جائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر یہ جنگ ہو کر رہے گی۔

اس کے ساتھ ہی کچھ سروسے کا ایلیچی اٹھا اور فیروز کے خیمہ سے باہر نکل گیا تھا کچھ سروسے نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ فیروز اپنے لشکر کو چھوڑ کر ترکستان کی طرف واپس چلا جائے اس لیے کہ وہ نہیں چاہتا تھا فیروز سے جنگ کرے کیونکہ وہ اُس کا محسن تھا اور انتہائی اہم حالات میں اُس نے اُس کی اور اس کی ماں کی جان بچا کر دونوں کو ترکستان سے بحفاظت ایران پہنچا دیا تھا لیکن جب کچھ سروسے کا ایلیچی واپس لوٹ آیا تب دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے اور جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر سوگ کے عصا سلگتی ریت کے صحرانفرت کے گھپ اندھیروں اور دریدہ دہان و حشیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ایسا لگتا تھا جیسے رزم گاہ میں چاروں طرف غم کی بلیغ دھکوں کے سیب اور دست اجل کی سفاکیاں تاراج اٹھیں ہوں پھر لشکر ایک دوسرے کو ذلت و نکبت اور شکست و ریخت میں مبتلا کر کے اپنے بڑے فتح مندی کے مینار کھڑے کرنے کی جدوجہد کرتے لگا تھا گو ایرانیوں کا لشکر ترکستانیوں سے کئی گنا زیادہ تھا اس کے باوجود شروع میں ترکستانی ایرانی لشکر پوری طرح غالب حاوی ہوتے دکھائی دینے لگے تھے اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ چند ہی ساعتوں بعد کچھ سروسے کو بدترین اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لیکن ترکستانیوں کی بد قسمتی کہ اچانک ایک تیراں کے سپہ سالار فیروز کو لگا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا! ترکستانیوں کے نائب سالار نے اپنے لشکر سنبھلنے کی انتہائی کوشش کی لیکن فیروز کی موت نے اُن کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور ہلچل سی پیدا کر دی تھی ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے فیروز کی موت

اپنے خیمہ میں اکیلا بیٹھا آنے والی جنگ کے پہلوؤں پر غور و خوض کر رہا تھا تو اس کے سامنے ایران کے بادشاہ کچھ سروسے کے ایک ایلیچی کو پیش کیا گیا فیروز نے کچھ سروسے کے ایلیچی کی عزت افزائی کی اپنے سامنے اُسے ایک نشست پر بٹھایا اور بڑی نرمی اور ہمدردی میں اُس نے پوچھا! اسے کچھ سروسے کے قاصد کو کچھ سروسے نے تمہیں کس غرض کے تحت میری طرف روانہ کیا ہے اس پر اُس ایلیچی نے فیروز کو بڑی عاجزی کے ساتھ مخاطب کرتے ہو کہا۔

آپ جانتے ہیں کہ ایران کا بادشاہ کچھ سروسے کا ایک باب کفرج آپ کی عزت اور احترام کرتا ہے اس لیے کہ آپ نے اُس کے باب سیاوش کی موت کے بعد ترکستان میں نہ صرف اُس کی اور اُس کی ماں کی جان بچائی بلکہ دونوں کو باعزت طور پر ترکستان سے ایران کی طرف روانہ کر دیا اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آج کچھ سروسے نہ صرف یہ کہ ایران کا بادشاہ نہ ہوتا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ زندہ ہی نہ ہوتا آپ کی ان ہی نیکیوں اور احسانات کی بنا پر کچھ سروسے خلوص دل کے ساتھ آپ سے محبت کرتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ آپ کے خلاف جنگ کرے! لہذا اُس نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ آپ ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلے جائیں کیونکہ کچھ سروسے اُس لشکر کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا جس کے سالار آپ ہوں۔

ایلیچی کی گفتگو سن کر فیروز کے لبوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی چند ساتوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اُس ایلیچی کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے کچھ سروسے قاصد ستوں میں نے اگر ایران کے بادشاہ کچھ سروسے اور اس کی ماں پر احسانات کئے تھے تو میں ان احسانات کے بدلے کی امید نہ رکھتا تھا جو معاملہ میں نے اُن کے ساتھ کیا وہ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت کیا تھا رہا کچھ سروسے کا یہ مطالبہ کہ میں ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلا جاؤں تو یہ کیسے اور کیوں ممکن ہے۔

میں برسوں سے ترکستانی افواج کا ایک بہترین جنرل چلا آ رہا ہوں اور برسوں سے ہی میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کا نمکخوار ہوں اس کے علاوہ بھی افراسیاب کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں اور اُس نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک بھائی جیسا سلوک کیا ہے پھر اے ایلیچی میں کیوں اپنے لشکر کو چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں گا! لہذا تم واپس چلے جاؤ اور کچھ سروسے جا کر کہو کہ فیروز واپس جانے سے انکار کرتا ہے اس کہ ایسا

اس جنگ میں چونکہ کچھ سرد کے چچا فریبرز نے سب سے بہترین جنگی بصیرت کا مظاہرہ کیا تھا لہذا اس کو خوش کرنے کے لیے کچھ سونے اُسے کراں اور مکران کا والی مقرر کر دیا تھا اس کے علاوہ دوسرے جرنیلوں کو بھی اُس نے مختلف علاقوں پر حاکم مقرر کیا تھا اور پھر میدان جنگ میں لڑنے والوں کو اُس نے فرد افراد بھی انعام و اکرام سے نوازا تھا۔

اُس طرح ترکستان میں افراسیاب کے قتل کے بعد ایک شخص ارجاسپ کو بادشاہ بنایا گیا اور اس ارجاسپ نے بھی ایرانیوں کے ہاتھوں شکست کے باعث ترکستان میں جو بددلی پھیلی تھی اُس کا ازالہ کرنے کی خاطر ترکستان کے لیے ایک بہترین لشکر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

پرترکستانیوں کے دل ٹوٹ گئے ہوں اور وہ جنگ سے جی چرانے لگے ہوں ترکستانیوں کی اس کیفیت اور فیروز کی مرگ سے کچھ سونے پورا پورا فائدہ اٹھایا ترکستانیوں پر دہلیز اور بائیں طرف سے اُس نے اپنے جرنیل طوس نوز اور گیو کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

جب کہ سامنے کی طرف سے اُس نے اپنے چچا فریبرز کے ساتھ ہولناک حملوں کی ابتدا کر دی تھی ترکستانیوں میں فیروز کی موت کی وجہ سے اُن میں پہلے ہی افراتفری اور بددلی پھیلی ہوئی تھی لہذا وہ ان زوردار حملوں کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے کچھ سونے دوز تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کیا یہاں تک کہ بچا کچھ ترکستانی لشکر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر پہنچی کہ اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہوئی ہے اور اُس کا جرنیل فیروز جنگ میں کام آگیا ہے تو وہ جھٹل کی آگ کی طرح بھڑک اٹھا اور اُس نے ایرانیوں کو سبق سیکھانے کے لیے ایک جہاز لشکر تیار کیا اور کچھ سرد کی طرف بڑھا جس میدان میں فیروز مارا گیا تھا اور اُس کے لشکر کو شکست ہوئی تھی اس کے میدان کے اندر ایک بار پھر ایرانیوں اور ترکستانیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی ایران کا بادشاہ کچھ سرد کامیاب رہا جب کہ افراسیاب کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

افراسیاب نے جب دیکھا کہ اُسے اور اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہو گئی ہے تو وہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا افراسیاب چونکہ اپنے لشکر کے علیحدہ ہو کر بھاگا تھا لہذا اس موقع پر کچھ سونے بھی بڑا دانش مندانہ قدم اٹھایا اُس نے خود تو اپنے جرنیل طوس نوز اور اپنے چچا فریبرز کے ساتھ افراسیاب کے لشکر کا تعاقب کیا جب کہ اُس نے اپنے جرنیل گیو کو اپنے لشکر کے بہترین لشکریوں کے ساتھ افراسیاب کے تعاقب میں لگا دیا تھا افراسیاب گیو اور اُس کے لشکریوں کے آگے جگہ جگہ بھاگتا پھر یہاں تک کہ وہ ایک چراگاہ کے اندر جا پہنچا گیو کے لشکریوں نے افراسیاب کو وہاں سے ڈھونڈ نکالا اور اُسے رسیوں سے جھکڑ مگر گیو کے سامنے پیش کیا۔

پس گیو نے افراسیاب کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اور یوں افراسیاب کے قتل کے بعد ترکستان اور ایران کے درمیان جو پرانی اور دیرینہ عدوت چلی آرہی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

گاہ یوناف کے خاموش ہونے پر نگولونے اپنی بیٹی سورابا کی طرف دیکھا اور کہا: اے سورابا! یوناف ٹھیک کہتا ہے تم جانتی ہو کہ یہ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے لہذا مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور قبرستان کی ان بدروحوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گا میں سمجھتا ہوں اسے ضرور قبرستان کی طرف جانا چاہئے اور وہاں بیٹھ کر دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا چیز نمودار ہوتی ہے اور اگر یہ اُن قوتوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر مرادک شہر والوں کو ان بدروحوں کے خوف اور خوں خواری سے نجات مل جائے گی۔

پنگولو ذرا دیر کا پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میرے عزیز کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اپنے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کو بھی لے جاؤ جو بوقت ضرورت کام آسکتے ہیں اور تمہاری مدد کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے کہا ایسے مسلح جوان میری کوئی مدد نہیں کر سکتے اس لیے کہ وہ تو اٹامیر سے لے ایک دشواری اور مصیبت کھڑی کر دیں گے اس لیے کہ اُن بڑے اسرار قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مجھے اُن سے مسلح جوانوں کی حفاظت کا کام بھی کرنا پڑے گا لہذا میں کسی کو ساتھ نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی قبرستان کا رخ کروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر صورت میں مرادک شہر والوں کو قبرستان کی اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا۔

سورابا چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر آپ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ نہیں ہیں تو پھر میرے ایک سوال کا جواب دیجئے! یوناف نے سورابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پوچھو اس پر سورابا بولی اگر اُس قبرستان میں آپ کے ساتھ بھی کوئی جائے تو کیا آپ اُن بدروحوں سے ساتھ جانے والے کا بھی حفاظت کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے ایک عزم کے ساتھ کہا ہاں میں یقیناً اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اُسے اُن بدروحوں کے حملہ سے بچا سکتا ہوں اس پر سورابا نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میں آپ کے ساتھ چلوں گی۔

یوناف نے کہا نہیں میں تمہیں ساتھ لے کر نہ جاؤں گا بلکہ میں اکیلا ہی قبرستان کا رخ کروں گا اس پر سورابا نے خود اپنی ترجیح مانتی ہوئے کہا!

اے یوناف آپ کو علم ہے بوڑھے ملازم اور میرے باپ نے بھی آپ کو بتایا تھا کہ میرے باپ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی قبرستان کی ان بدروحوں پر قابو پانے میں

یوناف کو مرادک شہر میں پنگولو اور سورابا کے ساتھ رہتے ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک دن شام کا کھانا کھانے کے بعد یوناف نے پنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے عزم اور ارادوں سے بھرپور آواز میں کہا: اے پنگولو آج میں اُس ترکستان کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہاں کیا چیز ہے جو قبرستان میں داخل ہونے والے لوگوں اور اُس کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ کے مسافروں کو روک کر اُن کے حلقوں کاٹ لے لے اور اُن کا خون پی جاتی ہے۔ پنگولو کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سورابا نے سہمی سہمی اور خوف زدہ سی آواز میں کہا آپ ہرگز اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کا ارادہ نہ کریں ورنہ جو قوتیں اُس قبرستان میں کار فرمائیں وہ ضرور آپ کو نقصان پہنچائیں گی اگر آپ نے جانا ہی ہے تو آپ یہاں سے کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ وہ بدروحیں اگر آپ کے سامنے نمودار ہوں تو آپ کے ساتھ مسلح جوانوں کو دیکھ کر آپ پر حملہ آور نہ ہو سکیں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا: اے سورابا تم جانتی ہو میں خود بھی غیر معمولی سری قوتوں کا مالک ہوں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اُن قوتوں کو اپنے سلسلے مرنگوں کر کے رکھ دوں گا اور میں نے یہ بھی عزم کر رکھا ہے کہ میں مرادک شہر والوں کو ضرور اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا لہذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت قبرستان کی طرف جاؤں گا اپنے ساتھ مسلح جوان بھی نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی جاؤں گا اور رات اُس قبرستان میں ہی بسر کروں گا اور پھر دیکھوں گا کہ وہاں سے کیا چیز نمودار ہوتی ہے۔

اگر واقعی وہ بدروحیں ہی تو اے سورابا تو دیکھنا میں لمحوں کے اندر اُن پر قابو پا کر رہوں

جب کہ اس بت کو جگہ جگہ سے سونے کے ٹکروں سے بھی بچایا گیا تھا اور لوگ ان گنت تعداد میں اُس بت کے آگے جھک جھک کر اپنی مذہبی رسومات ادا کر رہے تھے۔

مندر کے اندرونی حصے میں ان گنت مشعلیں روشن تھیں جس کی وجہ سے اندر کا پورا حصہ خوب روشن ہو رہا تھا یونات اور سورا با ابھی تک اُس بت کو ہی غور سے دیکھ رہے تھے کہ ایک بجاری ان کے پاس آیا اور سورا با کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا: اے سورا با! میری بیٹی کہا بات ہے آج تم خلافت محمول رات کے وقت مندر میں آئی ہو جب کہ اس سے پہلے تم ہمیشہ دن کے وقت مندر میں آیا کرتی تھی اس پر سورا با نے اس بجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے میرے محترم تم ٹھیک کہتے ہو یہ میرے ساتھ جو جواں ہیں ان کا نام یونات ہے یہ گذشتہ چند دن سے ہمارے ہاں ایک مغرز مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں ان کا تعلق دور افتادہ مغزی سرزمینوں سے ہے اور اے محترم بجاری! یہ عام انسانوں سے مختلف بھی ہیں کہ یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ہمارے قبرستان کے اندر جو قوتیں کارفرما ہیں انہیں زیر کر کے رہیں گے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے باپ نے عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی شخص قبرستان کی ان قوتوں کو زیر کرے گا وہ مجھے اُس سے بیاہ دیں گے اور چونکہ یہ اُن قوتوں پر قابو پانے کے ارادے سے نکلے ہیں! لہذا میں بھی ان کے ساتھ ہوتی ہوں اور اب اس مندر سے نکل کر ہم قبرستان ہی کا رخ کریں گے۔

سورا با کی اس گفتگو پر اس بجاری کے چہرے پر خوف و دہشت پھیل گئی تھی پھر اُس نے اس بار سورا با کے بجائے یونات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتا کہ تم کس قسم کی سری قوتوں کے مالک ہو اور کن قوتوں اور کن حوصلوں کی بنا پر تم نے قبرستان کی ان قوتوں سے ٹکرانے کا عزم کیا ہے اگر یہ کام تم نے صرف سورا با کو حاصل کرنے کے لیے حامی بھری ہے تو میں تمہیں تنبیہ کروں گا کہ اس کام سے باز رہو اس لیے کہ وہ قوتیں ایسی زور آور سرکش ہیں کہ بڑے بڑے بجاویں کے قابو میں نہیں آئیں اس مندر کا جو سب سے بڑا بجاری ہے وہ سحر اور ایسی سری قوتوں میں سب سے بہترین سمجھا جاتا ہے لیکن وہ بھی بڑی طرح ان قوتوں کو قابو کرنے میں ناکام رہا ہے۔

لہذا ذرا ہمدردی میں تمہیں بھی مشورہ دوں گا کہ تم رات کے اس وقت اُس قبرستان کا رخ نہ کرو اور اگر تم سورا با میں ہی دلچسپی رکھتے ہو اور اسے حاصل کرنے کا عزم کر چکے ہو

کامیاب ہو جائے گا میرا باپ میری شادی اُس کے ساتھ کر دے گا آپ چونکہ اُن بدروحوں پر قابو پانے کا عزم رکھتے ہیں اور اُمید ہے کہ آپ ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے اور جب آپ اُن بدروحوں پر قابو پالیں گے تو کیا پھر آپ میرے حق دار نہ ہوں گے! اس پر یونات نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور حق دار ہوں گا سورا با نے پھر پلو چھا اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد کیا آپ مجھ سے شادی پر رضامند نہ ہوں گے۔

یونات نے پھر اُسی انداز میں کہا ہاں ضرور رضامند ہوں گا یونات کے اس جواب پر سورا با نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کیا اگر ایسا ہے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان ایک رشتہ ہے پس اسی رشتے کی بنا پر میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گا اور مجھے اُمید ہے کہ آپ انکار کو کے میرا دل نہ توڑیں گے یونات جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ پنگو لو نے بولتے ہوئے کہا: یونات اگر سورا با ضد کر رہی ہے تو تم ضرور اُسے ساتھ لے جاؤ اس پر یونات اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سورا با سے کہا: آؤ پھر چلیں سورا با بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں پنگو لو کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

شہر سے مشرق کی سمت باہر نکلنے کے بعد جب یونات اور سورا با سمندر کے کنارے وسیع چٹانوں پر رہنے ہوئے۔ انگو دیوتا کے مندر کے پاس سے گزرے تو یونات نے سورا با کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے سورا با کیا مندر آنگرو دیوتا کا ہے سورا با نے چاہتوں بھری آواز میں کہا: ہاں یونات یہی آنگرو دیوتا کا مندر ہے اور اس کے بجاری بھی اپنی پوری کوشش کر چکے ہیں کہ قبرستان کی عفریت کو زیر کر لیں لیکن یہ سب بڑی طرح ناکام رہے ہیں اس پر یونات نے کہا سورا با آؤ میں پہلے اس مندر کو دیکھتا چاہتا ہوں اُس کے بعد قبرستان کا رخ کریں گے سورا با نے منہ سے کچھ نہ کہا اور چپ چاپ یونات کے ساتھ ہوتی تھی۔ دونوں مندر کی عمارت میں داخل ہوئے جو سمندر کے کنارے وسیع اور بلند چٹانوں پر بنا ہوا تھا اور سمندر کی سرکش لہریں اُن چٹانوں سے ٹکرا کر شور کر رہی تھیں جس وقت وہ دونوں مندر میں داخل ہوئے اُس وقت لوگ اُس مندر میں آ جا رہے تھے اور وہاں لوگوں کی خوب گہما گہمی تھی۔ یونات کو بے سورا با مندر کے اندرونی حصے میں آئی تو یونات نے دیکھا ایک بہت بڑے مال کے اندر ایک چٹان کو تراش کر آنگرو دیوتا کا ایک بہت بلند اور ہیبت ناک بت بنایا گیا تھا بت کی آنکھوں میں رات کے وقت جواہرات چمک رہے تھے

تو اس کے بے تم براہ راست بنگلوں سے بھی التماس کر سکتے ہو کہ وہ سورابا کو تمہارا جیون ساتھی بنا دے اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سے انکار نہیں کرے گا اس لیے اُسے سورابا کے بے تم سے بہتر شخصیت کا جواں نہیں مل سکتا۔

اُس بچاری کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا: اے بچاری تم غلط سمجھتے ہو میرا اصل مدعا تو مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن مغفرتوں سے نجات دلانا ہے اور چونکہ بنگلوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی مرادک شہر کے لوگوں کو اُن مغفرتوں سے نجات دلائے گا وہ سورابا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا پس اے بچاری اگر مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن بدروحوں سے نجات دلاتا ہوں تو میں از خود سورابا کا حق دار بن جاؤں گا اور ہاں اے بچاری یہ بھی سن رکھو کہ اگر تم یہ گمان کتے ہو کہ میں سورابا کی خاطر ان سرزمینوں کی طرف آیا ہوں تو یہ غلط ہے اور اگر تم یہ ظن کرتے ہو کہ میں قبرستان کا رخ بھی صرف سورابا ہی کی خاطر کر رہا ہوں تو یہ بھی درست نہیں ہے میں تو صرف مرادک شہر کو ان سے بدروحوں سے محفوظ کر دینا چاہتا ہوں اگر اس کے صلے میں مجھے سورابا ملتی ہے تو یہ میرا انعام ہے یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بچاری نے پھر بولتے ہوئے کہا: یوناف کس بنا پر تمہیں یقین اور اعتماد ہے کہ تم قبرستان کی اُن بدروحوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اس مندر کا بڑا بچاری انہیں قابو کرنے میں ناکام رہا ہے تو پھر کوئی شخص اُن بدروحوں کو اپنی گرفت میں کر کے اُس قبرستان کو اُن سے نجات نہیں دلا سکتا ہندا! امیرا مخلصاً! مشورہ یہی ہے کہ سورابا کے ساتھ رات کے اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کے بجائے تم دونوں یہیں سے راپس لوٹ جاؤ ایسا نہ ہو آج کی رات تم دونوں کے بے زندگی کی آخری رات ہو کر رہ جائے۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا: اے بچاری تم کس قسم کا اعتماد اور یقین دہانی چاہتے ہو اگر تم کہو تو یہ جو بہت بڑی چٹان سے تراشا ہوا آنگر و دیوتا کا بت ہے میں صرف ایک لمحہ کے اندر اسے نیچے گرا سکتا ہوں! کہو کیا میں ایسا کر دکھاؤں بچاری کسے بولنے سے پہلے ہی سورابا نے منت کرتے ہوئے انداز میں کہا: انہیں نہیں! اے یوناف ایسا ہرگز نہ کرتا آنگر و دیوتا کے اس طرح گرجانے پر ایک تو لوگوں کا اس پر سے یقین اٹھ جائے گا دوسرے یہاں کے لوگ خواہ مخواہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

اس پر اُس بچاری نے فکر گیر لہجے میں کہا: اے یوناف آنگر و کے بت کو گراتے کے بجائے تم یقین دہانی کی خاطر کچھ اور بھی تو کر کے دکھا سکتے ہو بچاری کے اس مطالبہ پر مدہم اور دھیمی آواز

میں یوناف نے کہا: اے ایلک اس بچاری نے جو اپنے سر پر ٹوپی پہن رکھی ہے وہ ٹوپی ایک لمحہ کے اندر اس کے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھ دو پس دوسرے ہی لمحے بچاری نے دیکھا کہ اس کی ٹوپی اس کے سر سے آپ سے علیحدہ ہو کر یوناف کے سر پر رکھ دی گئی تھی مسکراتے ہوئے یوناف نے بچاری سے پوچھا: اے بچاری میرا یہ معاملہ کیا رہا تم نے دیکھا صرف ایک لمحہ کے اندر تمہاری ٹوپی تمہارے سر سے علیحدہ ہو کر میرے سر پر آن پڑی ہے کیا تمہارے مندر کا بڑا بچاری اس قسم کا کوئی کام سر انجام دے سکتا ہے اس پر اُس بچاری نے گردن جھکاتے ہوئے کہا: انہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تب یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا: اگر اس مندر کا بچاری ایسا نہیں کر سکتا تو پھر وہ اُن بدروحوں کو بھی قابو نہیں کر سکتا ہندا! اے بچاری میں اب تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں اور اُس قبرستان کا رخ کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اور سورابا سمندر کے کنارے چٹانوں کے اوپر بنی ہوئی مندر کی اس عظیم عمارت سے باہر نکل گئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور سورابا مرادک شہر کے اُس قبرستان میں داخل ہوئے جس کے متعلق لوگوں کا یقین تھا کہ اُس کے اندر بدروحیں رہتی ہیں کافی دیر تک جب وہ دونوں اُس قبرستان کے اندر گھومتے رہے اور کوئی رد عمل ہاں نہ ہوا تب یوناف نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے سورابا تم نے دیکھا ہم کافی دیر سے اس قبرستان کے اندر گھوم رہے ہیں یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے اگر کوئی بدروح یا حضرت ہوتی تو رات کے اس وقت وہ ضرور ہم دونوں پر بھی حملہ آور ہوتی اور تم دھچکتی میں اُس کا انجام کیا کرتا لیکن تم دھچکتی ہو یہ قبرستان ایسا پرسکون اور پرامن ہے جیسے یہ دن کے وقت ہوتا ہے۔

اس پر سورابا نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اے یوناف! میں خود پریشان اور حیران ہوں کہ رات کے اس وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی جب کہ میں اپنی زندگی میں بہت سے ایسے مرد اور عورتوں کو دیکھ چکی ہوں جن کے حلقوم اس قبرستان میں کاٹ کر اُن کا خون پی لیا گیا تھا پس اے یوناف حیرت ہے کہ آج رات کے وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی۔

سورابا کے خاموش ہوتے پر یوناف نے قبرستان کے کنارے بیوسے کی شکل میں نظر آتی ہوئی ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اور اے سورابا یہ عمارت کیسی اور کون سی ہے سورابا نے کہا یہ وہی عمارت ہے جس کے اندر گورکن رہتے ہیں یہ کونستانی پتھروں سے بنی ہوئی عظیم عمارت ہے گورکنوں کی بے چین روحیں اس قبرستان کے اندر گھومتی پھرتی رہتی ہیں اور خونخواری کا باعث

میں میں وہ بھی کبھی اسی عمارت میں رہا کرتے تھے۔ یونان نے کہا اے سورابا آؤ اسی عمارت کی طرف چلتے ہیں اور وہاں رہنے والے گورکھوں سے اس قبرستان کے اندر بے چین گھومنے والی بدروحوں کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔

سورابا نے یونان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا: ہاں چلتے اس عمارت میں گورکن اور اُس کے اہل خانہ سے مل کر پھر ہم وہیں گھر چلے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے قبرستان سے نکل کر اُس عمارت کی طرف بڑھنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمارت کے پاس آئے پھر یونان نے عمارت کے صدر دروازے پر جو بند تھا دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک نوخیز نوجوان اور خوبصورت لڑکی نے دروازہ کھولا اور سورابا کو دیکھتے ہی اُس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے بنگلو کو کی بیٹی تم رات کے وقت یہاں خیریت تو ہے اور یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے اس پر سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا پہلے تم مجھے اندر آنے کے لیے کہو پھر میں تم سے پوری تفصیل کہہ دوں گی اُس لڑکی نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا فوراً تم اندر آؤ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مرادک کے بنگلو کی بیٹی ہمارے گھر میں داخل ہو رہی ہے اُس لڑکی کے ایک طرف ہنسنے والے چہرے پر سورابا یونان کے ساتھ اُس عمارت میں داخل ہوئی تھوڑی دیر تک ایک لڑکا بھی عمارت کے اندر وہی حصے سے نکل کر اُس لڑکی کے پاس آکھڑا ہوا۔

اس موقع پر یونان نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سورابا جس طرح بوڑھے ماہی گیر مارم نے مجھے تفصیل بتائی ہے اُس کے مطابق اگر میں غلطی پر نہیں تو اس لڑکی کا نام نیا اور اس کے قریب کھڑے لڑکے کا نام خوناک ہے جو اس کا چھوٹا بھائی ہے اور یہ دونوں گورکن امینوں کی اولاد ہیں جب کہ ان دونوں کی ماں کا نام سومیہ ہے جو اب میں سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا! ہاں یونان آپ کا اندازہ درست ہے اس لڑکی کا نام نیا اور اس کے چھوٹے بھائی کا نام خوناک ہے اور ان کے باپ کا نام امینوں اور ماں کا نام سومیہ ہے۔

یونان جواب میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ نیا نام کی اس لڑکی نے بولتے ہوئے کہا آپ دونوں یہاں کیوں کھڑے ہو گئے اندر چل کر کمرے میں بیٹھیں اس کے ساتھ ہی اُس لڑکی نے دروازہ بند کر دیا یونان اور سورابا کو اس نے عمارت کے ایک کمرے میں لا بیٹھا تھا سورابا نے بیٹھنے ہی اُس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے نیا کیا گھر پر تم دونوں بہن بھائی ہی تو تھیں؟ ماں باپ اس وقت کہاں ہیں نیا اور خوناک دونوں بہن بھائی نے غور سے ایک دوسرے

کی طرف دیکھا پھر نیا نے سورابا کو جواب دیتے ہوئے کہا اے بنگلو کی بیٹی میری ماں اور میرا باپ اس وقت گھر پر ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لیے شہر کی طرف گئے ہوئے ہیں۔

اس بار یونان نے اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے نیا اس قبرستان کے متعلق تو مشہور ہے کہ اس کے اندر کچھ بے چین روہیں رہتی ہیں وہ قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والی یا یہاں سے گزرنے والے مسافروں کے معلقہ کال کر اُن کا خون پی جاتی ہیں تو کیا اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں تم دونوں کو قبرستان کے کنارے کھڑی پتھروں کی اس قدیم عمارت کے اندر خوف اور ڈر محسوس نہیں ہوتا!

نیا نے بلا جھجک جواب دیتے ہوئے یونان سے کہا خوف اور ڈر کا ہے کاجب وہ بے چین روہیں ہم پر حملہ آور ہی نہیں ہوتیں تو پھر ہمیں اُن سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے اس مکان کی کھڑکی سے اکثر رات کے وقت اُن بے چین روہوں کو قبرستان کے اندر گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی ہماری طرف آنے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی انہی کی اس گفتگو پر یونان نے شوق اور تجسس سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے نیا جب تم نے اکثر اُن بے چین روہوں کو اس قبرستان میں گھومتے ہوئے دیکھا ہے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ رات کے وقت قبرستان میں گھومتے ہوں روہوں کا تعداد کتنی ہوا کرتی ہے اس پر نیا نے بلا توقف کہ مزارات کے وقت قبرستان میں گھومتے ہوں روہوں کی تعداد کتنی ہوا کرتی ہے! یونان نے پھر نیا سے پوچھا اور کیا تم مجھے یہ بھی بتا سکو گی کہ اُن کی شکل و شبہات کس طرح کی ہوتی ہے نیا پھر بڑی تیزی سے بولی میں اُن کی شکل و شبہات کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی اس لیے کہ رات کے وقت وہ صرف ہمیں مدہم مدہم سے ہولوں کی صورت میں قبرستان کے اندر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں اور ہاں میں یہ بھی کہوں کہ کبھی کبھی تو یہ بے چین روہیں اس عمارت کے اندر بھی داخل ہوتی ہیں اور ہمیں اس عمارت کے اندر اس کی موجودگی کا پتہ بھی چلتا ہے۔

یونان نے اس پر اور زیادہ شوق انگیزی میں پوچھا اے نیا وہ کیسے انہی بولی وہ اس طرح کہ شروع میں جب ہم اس عمارت کے اندر آئے تو یہاں ہم نے اپنی رہائش اختیار کی تو رات کے وقت اس عمارت کے ایک کمرے سے ہمیں اکثر کسی درندے جیسے انداز میں دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیا کرتی تھیں پھر ہم سمجھ گئے کہ شاید رات کے وقت وہ بے چین روہیں ہی اس کمرے میں آتی ہوں گی۔ لہذا ہم نے مستقل طور پر اُس کمرے کو بند کر دیا اب نہ ہی ہم اس کمرے کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور نہ ہی اُس کا دروازہ کھولتے ہیں بلکہ وہ ہمہ وقت بند پڑا رہتا ہے

اس پر یونان نے اور زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے نیا! کیا مجھے اس کمرے کی طرف بے چلوگئی تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کمرہ جو تم نے مستطابند کر دیا ہے اس کے اندر کیا چیز رہتی ہے۔
 ذرا رک کر یونان نے کہا اے نیا مجھے اس کمرے کی طرف لے جانے سے پہلے میرے متعلق تفصیل بھی سن لو کہ میرا نام یونان ہے میں مرادک شہر کا رہنے والا نہیں بلکہ ان سرزمینوں کے اندر ایک اجنبی ہوں اور میں نے عزم کر رکھا ہے کہ میں مرادک شہر کے لوگوں اور یہاں سے گزرنے والے مسافروں کو اس قبرستان کے اندر گھومنے والے بے چین روحوں سے محفوظ کر دوں گا اس لیے کہ میں ان ہی بے چین روحوں پر قابو پانے کے لیے اس قبرستان کی طرف آیا ہوں اور اے نیا اگر تمہارے ماں باپ میری موجودگی ہی میں یہاں آگئے تو میں انہیں اس ساری تفصیل سے آگاہ کر دوں گا۔

اور اگر وہ میرے بعد آئے تو تم انہیں بتا دینا کہ میں کس غرض کے تحت یہاں آیا تھا اور میں پھر کسی موقع پر ان دونوں سے آن ملوں گا اور اے نیا تم دونوں بہن بھائی بھی غور سے سنو اپنے ماں باپ کو بھی بتا دینا کہ میں وہ بد بلا ہوں جو وقت کے بدترین سیلاب اور رحم نام آشنا تنہائیوں کی طرح حرکت میں آتی ہے اور اپنے سامنے آنے والی ہر ذی روح پر کرب مسلسل اور مرگ وحیات کا کھیل طاری کر کے رکھ دیتی ہے۔

اے نیا اب تم اٹھو اور مجھے وہ کمرہ دکھاؤ جس کے اندر بقول تمہارے قبرستان کی بے چین روہیں آکر رہا کرتی ہیں نیا اور اس کا بھائی خوناک دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بار نیا کے بجائے خوناک نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر آپ اس کمرے کی کیفیت دیکھتے پر با بضر ہیں تو آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں یونان اور سورابا چپ چاب اٹھ کر ان دونوں بہن بھائی کے ساتھ ہوئے تھوڑے عرصے کے بعد ایک متقل کمرے کے سامنے جا کر وہ دونوں بہن بھائی رک گئے پھر خوناک نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مغربی سرزمینوں کے اجنبی! یہ وہ کمرہ ہے جس کے اندر قبرستان کی بے چین روہیں آکر ٹھہرتی ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کمرے کو کھولوں یونان نے بے دھڑک کہا ہاں! ہاں کھولو اس دروازے کو اس کے ساتھ ہی خوناک نے دیوار کے ساتھ ٹکٹی ہوئی ایک بڑی سی چابی سنبھالی اور وہ اس کمرہ کا دروازہ کھولنے لگا تھا۔

جوں ہی خوناک نے دروازہ کھولا تو اس کمرے کی تاریکی کے اندر ایک بیک بلیک

چھپنے کے انداز میں ایک تیز روشنی ہو کر ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کمرے کے اندر سے ایسی ٹوناک آوازیں ابھری تھیں جیسے ان گنت درندے ایک ساتھ اپنے شکار کو دیکھ کر دھاڑاٹھے ہوں سورابا ہوناک پیچھے ہٹ گئی تھی جب کہ نیا اور خوناک بھی سورابا کے ساتھ ساتھ پیچھے ہو گئے تھے تاہم یونان ایک ستون کی طرح ایسا وہ کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر ہی کھڑا رہا تھا۔

تاہم اس نے فلفور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی تھی اور پھر اس پر اپنا کوئی عمل کرنے کے بعد اس نے جب اپنی تلوار کا رخ اس کمرے کی طرف کیا تو تاریکی میں ڈھونڈا ہوا پورا کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی درندوں کی سی دھاڑنے کی آوازیں بھی اک دم جاتی رہی تھیں۔ اپنی تلوار اپنے سامنے ہلاتا ہوا یونان اس کمرے میں داخل ہوا جب کہ سورابا خوناک اور نیا انتہائی پریشانی کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے اس لمحہ اس قدیم اور سنگی عمارت کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے بنجر زمینوں اور سنان ٹیلوں کے اندر آندھیوں میں رکھے چراغوں کی سنگا بٹ بھی جاتی رہی ہو اور ہر طرف ہو کا عالم اور خوابوں کے ویرانے بکھر پھیل گئے ہوں۔

تھوڑی دیر تک یونان اس کمرے کے اندر اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لیے گھومتا رہا پھر وہ باہر آیا اور ابھی وہ نیا یا خوناک کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھتا ہی چاہتا تھا عمارت کے باہر ایسی ٹوناک اور کرب خیز آوازیں سنائی دی جیسے کوئی کند چھری سے لوگوں کے حلقوں کاٹ رہا ہو یہ آوازیں کس کر خوناک اور نیا دونوں بہن بھائی بدک اٹھے پھر خوناک نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یونان ایسا لگتا ہے کہ قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر پھر کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے اور ان بے چین روحوں نے یہاں سے گزرنے والے کسی مسافر پر حملہ کر دیا ہے۔

یونان نے اپنی تلوار فوراً میان میں کر لی اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم تینوں میرے ساتھ آؤ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وہ چاروں بھاگتے ہوئے عمارت کے اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے وہ چاروں جب بھاگتے ہوئے قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں شاہراہ کے ایک کتلے پر دو گھوڑے کھڑے تھے اور ان دونوں گھوڑوں کے قریب ہی شاہراہ پر دو لاشیں پڑی

نہیں یوناف نے آگے بڑھ کر دیکھا دونوں لاشوں کے حلقوم کاٹے ہوئے تھے اور ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے اُن لاشوں کا سارا ہی خون کسی نے چوڑ لیا ہو کیونکہ لاش مکمل طور پر پتلی ہو چکی تھیں اور زمین پر کوئی خون بھی نہ گرا ہوا تھا اس موقع پر گورکن کے بیٹے خوناک نے اندیشوں سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ دیکھئے آپ کی موجودگی میں ہی یہ دو بد قسمت مسافر بھی اُن بے چین روحوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

یوناف نے کہا حیرت ہے اس سے پہلے کافی دیر تک میں اور سورا یا اس قبرستان کے اندر گھومتے رہے ہیں لیکن یہاں کوئی چیز دکھائی نہیں دی جب کہ چند لمحوں بعد یہاں سے گزرتے والے ان دونوں مسافروں کے حلقوم کاٹ کر رکھ دئے گئے ہیں پھر آیا یہ بد قسمت مسافر جانے کدھر سے آئے ہیں اور کس طرف انہوں نے جانا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کا جواب خوناک دینا ہی چاہتا تھا کہ عمارت کی طرف سے کسی نے زور زور سے پکارا غناک تم کہاں ہو اس کے جواب میں خوناک نے اس طرف متہ کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے میرے باپ میں اس طرف ہوں آج پھر دو مسافر قبرستان کی ان بد روحوں کا قلم بن گئے ہیں تھوڑی ہی دیر بعد ایک مرد اور عورت وہاں نمودار ہوئے اور سورا یا کو وہاں دیکھتے ہوئے اس عورت نے حیرت کے انداز میں کیا! اے سورا یا تم رات کے اس وقت یہاں کیا تم کہیں گئی ہوئی تھی جو واپس لوٹ رہی ہو!

اُس عورت کے سوالات کے جواب میں سورا یا نے کہا نہیں میں تھوڑی دیر پہلے مرادک کی طرف سے آئی ہوں اور میرے ساتھ یہ جو جوان ہیں ان کا نام یوناف ہے اور یہ ہمارے ہاں ایک جہان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور یہ اسی ارادے سے اس طرف آئے تھے کہ قبرستان کی بد روحوں پر قابو پا کر مرادک کے لگوں کو ان سے چھٹکارا دلائیں گے ہم کافی دیر تک اس مقصد کے لیے اس قبرستان کے اندر گھومتے رہتے ہیں لیکن کوئی چیز یہیں دکھائی نہ دی اُس کے بعد ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے بچوں سے پتہ چلا کہ آپ گھڑو ضروریات کی چیزیں خریدتے کے لیے دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر ہم وہاں بیٹھتے تھے۔

کہ اس شاہراہ پر چینی سنائی دی اور جب ہم اس طرف آئے تو یہ دونوں لاشیں جن

کے حلقوم کاٹے ہوئے ہیں یہاں پڑی ہوئی تھیں اور یا تھوڑی دیر پہلے مرادک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ دونوں خوناک اور نمیا کے ماں باپ ہیں سورا یا کے خاموش ہونے پر خوناک کے باپ امہوں نے خود ہی بولتے ہوئے کہا! اے اجنبی ہم دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے تھے کاش جس وقت تم یہاں آئے ہم دونوں میاں بیوی بھی یہاں موجود ہوتے اور تمہاری خدمت کرتے ہم دونوں شہر سے واپس لوٹ رہے تھے کہ اس شاہراہ پر ہمیں چینی سنائی دیں ہم بھاگتے ہوئے پہلے اپنے گھر داخل ہوئے اور چینی سنائی ہم نے شہر سے خریدی تھیں انہیں وہاں رکھا اور ہم اور زیادہ فکر مند ہو گئے چونکہ ہمارا بیٹا اور بیٹی بھی گھر سے تھے لہذا شک ہوا کہ وہ یقیناً اُس طرف گئے ہوں گے جہاں چینیوں کی آوازیں سنائی دی ہیں لہذا ہم دونوں ہی بھاگتے ہوئے اس طرف چلے آئے۔

اے یوناف اگر تم اس قبرستان کی بے چین روحوں پر قابو پانے کی غرض سے مرادک شہر میں داخل ہوئے ہو تو یہ ایک بہترین نیکی کا کام ہے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور اگر تم واقعی ہی ان گنت سری قوتوں کے مالک ہو تو مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان روحوں پر قابو پاتے ہیں کامیاب ہو جاؤ گے آؤ ان دونوں لاشوں کو اس قبرستان میں دفن کر دیں پھر تم دونوں ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو کہ ہم تم دونوں کی خدمت کر سکیں۔

یوناف چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اُن سب نے مل کر اُن دونوں لاشوں کو قبرستان میں دفن کیا پھر یوناف نے گورکن امہوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے امہوں تھوڑی دیر ان سب کے ساتھ یہاں رکھیں ذرا مرنے والوں کے گھوڑوں کا جائزہ لیتا ہوں پس سورا یا کو بھی اُن چاروں کے پاس چھوڑ کر یوناف شاہراہ پر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف گیا پھر وہ ایک گھوڑے کے پاس کھڑا ہوا اور بڑی رازداری سے پکارا! ایلیکا ایلیکا تم کہاں ہو! ایلیکا نے فوراً اُس کی گردن پر مس دیتے ہوئے کہا میں یہی ہوں یوناف میں نے کہاں بنانا ہے یہ شاہراہ پر جو کچھ ہوا ہے میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں یوناف نے پوچھا اے ایلیکا پہلے تم یہ بتاؤ کہ عمارت کے اندر جس کمرے میں میں داخل ہوا تھا اس وقت اُس کمرے کے اندر اپنا کجور روشنی ہوئی تھی اور درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں آئیں تھیں۔ وہ کیا معاملہ تھا!

ایلیکا نے کہا وہ واقعہ اچانک ہی رونما ہو گیا تھا اس لیے میں اُس کا اندازہ نہ لگا سکی

ہوئے تھے یونان اور سورابا کو دیکھتے ہی اُسے بجاری نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو! میں اس انکشاف پر حیرت زدہ تو ضرور ہوں کہ تم دونوں رات کے وقت اُس قبرستان سے زندہ اور سلامت لوٹ آئے ہو۔

لیکن کیا میں یہ بھی جاں سکوں گا کہ وہاں اُس قبرستان کے اندر تم دونوں نے کیا دیکھا اور اُس کا تم نے کیا سدباب کیا ہے یونان نے اس بجاری کو جواب دیتے ہوئے کہا! اے بجاری اس قبرستان کے اندر کام کرنے والی قوتیں اب صرف ایک بار اور کسی انسان پر ہاتھ ڈال سکیں گی اس کے بعد تم دیکھنا میں ان کا کیا حشر نشر کرتا ہوں بجاری تم عنقریب دیکھو گے کہ قبرستان کی وہ قوتیں میرے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گی ان کے پیچھے میں اپنی ایسی قوت لگا کر آیا ہوں جو ہر صورت میں اُن کا بھید جان کر رہے گی یونان کی اس تشکو پر وہ بجاری گہری سوچوں میں کھو گیا تھا جب کہ یونان مزید کوئی تشکو کئے بغیر سورابا کے ساتھ دوبارہ مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

تھی بہر حال میرا کمان ہے کہ وہ کسی شیطانی قوت کا ہی کام ہے یونان نے پھر کہا! اے اہلیکامیں اب سورابا کو یہاں سے لے کر مرادک شہر کی طرف چلا جاؤں گا آج کے بعد تم اس قبرستان اور اس کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ کو اپنی نگاہیں رکھنا اور جب بھی وہ حادثہ پیش آئے مجھے اس کے متعلق تفصیل سے آگاہ کرنا جواب میں اہلیکا نے رنگ بکھیرا تو ہوئی آوازیں کہا اے میرے جیب تم فکر مند نہ ہو جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہو گا۔ اہلیکا کے ساتھ اپنی گفتگو مکمل کرتے کے بعد یونان پھر اُس جگہ آیا جہاں امیون اور اُس کی بیوی بیٹا بیٹی اور اُن کے ساتھ سورابا کھڑی ہوئی تھی وہاں آکر یونان نے امیون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے امیون اب کافی دیر ہو گئی ہے لہذا میں سورابا کو لے کر مرادک شہر کی طرف جاتا ہوں امیون نے اُس کی بات کاٹتے کہا کیا آپ دونوں ہمارے ساتھ چل کر ہمیں خدمت کا موقع نہیں دیتے یونان نے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی نرمی اور شفقت میں کہا اے امیون! میں پھر کسی وقت آؤں گا۔ تمہارے پاس بیٹھوں گا اور تفصیل کے ساتھ تمہارے ساتھ گفتگو کروں گا اب مجھے اجازت دو کہ میں سورابا کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوں اس کے ساتھ ہی یونان نے امیون سے مصافحہ کیا پھر وہ سورابا کے ساتھ مرادک شہر کی طرف چل پڑا تھا جب کہ امیون اپنی بیوی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ قبرستان کے کنارے اُس قدیم عمارت کا طرف بارہا تھا جس میں اس کی رہائش تھی۔

قبرستان سے تھوڑا آگے جا کر سورابا نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یونان تم مجھے گورکن اور اُن کے اہل خانہ کے ساتھ قبرستان میں چھوڑ کر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف چلے گئے تھے تو وہاں سے تم نے کیا حاصل کیا اس پر یونان نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سورابا! میری گرفت میں جو سری قوتیں ہیں میں نے علیحدگی میں جا کر انہیں کچھ احکامات جاری کئے تھے اور عنقریب تم دیکھو گی کہ میں کس طرح ہولناک انداز میں ان بے چین روحوں پر ہاتھ ڈالتا ہوں جو اس قبرستان کے اندر لوگوں کے حلقوم کاٹ کر خونخواری اور خوف و ہراس پھیلاتی ہیں سورابا مطمئن ہو گئی تھی پھر وہ دونوں خاموشی کے ساتھ اور کس قدر تیزی سے چلتے ہوئے مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگے تھے جب وہ دونوں آنگر و دیوتا کے مندر کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا، مندر کے قریب شاہراہ کے کنارے وہ بجاری کھڑا تھا جس کے ساتھ اُس وقت دونوں گفتگو ہوئی تھی جب وہ دونوں قبرستان میں جاتے سے پہلے آنگر و دیوتا کے مندر میں داخل

سوتامیہ کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل نا اتفاقی کا شکار ہیں تو اس نے ان کے اس نفاق سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ پس سوتامیہ کے بادشاہ کو شن نے ایک ہزار لشکر تیار کیا۔ اور بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل کا بھی خوب قتل عام کیا۔ اور انہیں اپنا مملکت و مفتوح بنا کر رکھ لیا۔ اور کچھ اسرائیلیوں کو غلام بنا کر اپنے دیوتاؤں کی بھنیٹ چڑھا دیا۔

آخر موسیٰ کے خاص کارکن اور یوشع بن نون کے دست راست کاتب بن یوفنا کے پوتے غثنی ایل کو بنی اسرائیل کی اس غلامی پر رحم آیا۔ اس نے بنی اسرائیل کے اندر ایک مصلح کا ایسا کام کیا۔ اسرائیل کو متحد کر کے اس نے ایک لشکر تیار کیا۔ سوتامیہ کے بادشاہ کو شن کے خلاف جنگ کر کے اسے شکست دی اور بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نجات دی۔ اس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو کوشش کے عذاب سے نجات دی۔

لیکن بنی اسرائیل پھر بھی نہ سنبھلے اور دوسری اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مصروف رہے۔ لہذا خداوند نے مواب کے بادشاہ عجلون کو ایک عذاب کی صورت میں ان پر طاری کر دیا۔ مواب کے اس بادشاہ عجلون نے عرب قبائل بنی عون اور بنی عمالیتی کو اپنے ساتھ ملا کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو شکست دے کر انہیں اپنا غلام بنا لیا آخر ایک جوان کہ جس کا نام اہود تھا وہ بنی اسرائیل کے کام آیا۔ یہ جوان بدیہ لے کر عجلون کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب وہ حلبال کے ایک کوہستانی سلسلے میں مقیم تھا۔

عجلون سے ملاقات کرنے سے قبل اس اہود نے ایک دو دھاری تلوار بنائی اور جب وہ عجلون سے ملنے کے لیے گیا تو اس تلوار کو اس نے اپنے جامے کے نیچے دھنپی کر لیا۔ پھر باندھ لیا۔ پس یہ اہود جبل حلبال میں عجلون کی خدمت میں پیش ہوا اور اسے بدیہ پیش کرنے کے بعد اس سے التماس کرتے ہوئے اس نے کہا "اے بادشاہ! میں بنی اسرائیل سے متعلق تمہارے لیے ایک اہم خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ کہ بنی اسرائیل کی طرف سے تمہیں بہت بڑا خطرہ پیش آنے والا ہے پھر یہ بات میں تم سے علیحدگی میں کہوں گا۔ اس لیے کہ مجھے فحشہ ہے اگر میں نے یہ بات کسی اور کے سامنے کہہ دی تو اے بادشاہ! تمہارے لیے خطرات میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ عجلون نے بھی اہود کی اس بات کو اہمیت دی۔ اور اس سے قریب ہو کر اس نے رازداری میں کہا "اے اہود! اس قسم کی اہم گفتگو آہستہ کرو۔ کہ میرے علاوہ کوئی اور اسے سننے نہ پائے۔"

یوشع بن نون کے بعد بنی اسرائیل کے اندر قاضیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہی قاضی انہیں مذہب کی تعلیم دینے کے علاوہ انہیں راستی اختیار کرنے کی تلقین کرتے اور یہی قاضی بنی اسرائیل کے متنازعہ امور کا فیصلہ بھی کرنے لگے تھے لیکن بنی اسرائیل نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان قاضی کا کہنا ماتے کے بجائے انہوں نے واحدانیت سے روگردانی کر کے اپنی ہمسایہ اقوام کے بتوں کی پوجا پارٹ شروع کر دی تھی خصوصیت کے ساتھ یہ لوگ کنعانیوں کے دیوتا بعل اور دیوی عشتار سے بڑے متاثر ہوئے اور ان کی پرستش شروع کر دی تھی اور اپنی سرزمین کے اندر انہوں نے بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے معبد بھی تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔

واحدانیت سے ہٹنے اور ان دیوی دیوتاؤں کی پرستش کے باعث بنی اسرائیل کے اندر اختلافات رونما ہو گئے اور ان کی یکجہتی اور اتحاد پارہ پارہ ہو کر رہ گئے تھے اس کے علاوہ بنی اسرائیل نے اپنی ہمسایہ اقوام یعنی کنعانیوں، حیتیوں، اموریوں، فیرزیوں، موریوں اور بوسویوں کی لڑکیوں سے شادیاں کرنے لگے اور انہیں اپنی لڑکیاں دینے لگے۔

پھر مجھوں نے اپنے سارے آدمیوں کو اس بلاغۃ سے نکال دیا جس کے اندر اس وقت وہ
تھا۔ تب اس نے اہود کو مخاطب کر کے کہا: اب کہو تم کیا کہتے ہو۔ اہود فوراً حرکت میں آیا
وہ دو دھاری تلوار اس نے اپنی ران کے ساتھ باندھ رکھی تھی۔ وہ اس نے فوراً نکالی اور مجھوں
پر حملہ آور ہو کر اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اس موقع پر مجھوں کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکا تھا۔
کیونکہ وہ بہت بھاری بھر کم انسان تھا۔ اور شکل کے ساتھ حرکت میں آتا تھا۔ اس طرح اہود کی وجہ
سے مجھوں کی موت کے بعد بنی اسرائیل کو مواتیوی کی غلامی سے نجات ملی۔

یوناف ایک روز صبح ہی صبح مرادک شہر سے نکل کر جب سمندر کے کنارے کی طرف گیا تو اس
نے دیکھا بوڑھا ماہی گیر ماترم اور اس کا بیٹا ملوکا اپنی کشتی کو کھینچ کر کنارے پر لگا رہے تھے شاید
وہ رات کے پچھلے صحتے میں سمندر کے اندر مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس لوٹے تھے جب
یوناف ان کے نزدیک گیا تو اس نے یہ بھی دیکھا کہ اُن کی کشتی کے اندر بہت سی مچھلیاں تھیں کشتی کو
کنارے پر لگانے کے بعد بوڑھا ماترم اور اس کا بیٹا ملوکا دونوں یوناف کے پاس آئے پھر ماترم
نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے یوناف میں پچھلے کئی روز سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ تم سے ملوں۔ یہ میری خوش نصیبی
ہے کہ آج صبح ہی صبح میں تمہیں یہاں سمندر کے کنارے دیکھ رہا ہوں دراصل میں تم سے یہ
جاننے کے لیے بے چین تھا کہ کیا کبھی واقعی ایسا دن آئے گا جب قبرستان کی بے چین روحوں
کا خاتمہ کر کے یہاں کے لوگوں کے لیے امن مہیا کر دیا جائے گا یوناف! یہی وہ سوال ہے
جس کے لیے بار بار میرا جی چاہتا تھا کہ میں تم سے یہ سوال پوچھوں! یوناف نے ماترم کو تسلی
دیتے ہوئے کہا اے بوڑھے ماترم! مطمئن رہو میں سمجھتا ہوں وہ دن اب قریب آگیا ہے
جب قبرستان کی روحوں کو یہاں سے مار بھگایا جائے گا اور مرادک شہر کے اس قبرستان
میں یہ روہیں جو بھی اب حادثہ کریں گی یہ حادثہ ان سرزمینوں کے اندر اُن کے لیے آخری اور
انتہائی نقصان دہ حادثہ ہوگا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھا ماترم کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اُن کے دائیں طرف
فرا فاصلے پر جو ماہی گیر کام کر رہے تھے اُن کے اندر ایک شور اور واویلا اچانک ہی اُٹھ
گھڑا ہوا ماترم اور ملوکا فکر مند ہی اور پریشانی کے عالم میں ان شور کرتے ہوئے ماہی گیروں
کی طرف دیکھنے لگے تھے اور جب وہ شور بڑھتا ہی چلا گیا تب وہ دونوں باپ بیٹا یوناف
کو چھوڑ کر ان شور کرتے ہوئے ماہی گیروں کی طرف بھاگنے لگے تھے! یوناف بھی یہ جانتے

ندیم

کے لیے کہ اُن مایہ گیروں پر کیا بنتی ہے ماترم اور ملوکا کے پیچھے ہو لیا تھا اُن مایہ گیروں کے پاس پہنچ کر بوڑھے ماترم نے ایک مایہ گیر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:-

اے میرے بھائی یہ سارے مایہ گیر کیا شور اور کیا داد ادا کر رہے ہیں اس استفار پر مایہ گیر نے ماترم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ماترم آج ہمارے شہر میں دو بڑے حادثے ہو گئے ہیں پہلا حادثہ یہ کہ گزشتہ شب کچھ لوگ مرادک شہر کی طرف آ رہے تھے کہ قبرستان کے پاس سے گزرتے ہوئے بے چین روجوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور اُن سب کے معلقوم انہوں نے کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔ اور ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے مرادک میں ایک تجارتی کاررواں داخل ہوا ہے اسی تجارتی کاررواں کے لوگوں نے اس حادثہ کی اطلاع شہر میں دی ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد جس وقت وہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے وہاں سے شاہراہ کے کنارے کچھ لوگوں کی بھری ہوئی لاشیں دیکھیں جن کے معلقوم کاٹے ہوئے تھے اور اُن کے جسموں سے خون کا ایک ایک قطرہ نکچوس لیا گیا تھا پس اس تجارتی کاررواں کے لوگوں نے اُن لاشوں کو وہاں دفن کر دیا اور اس حادثہ کی اطلاع آکر شہر میں ہنگو لو کو کر دی۔

اور اے بزرگ ماترم! دوسرا حادثہ اس پہلے حادثہ سے بھی بہت بڑا ہے اس لیے کہ یہ ہمارے اپنے ہی شہر میں اور ہمارے ہنگو لو کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ یوں کہ تم جانتے ہو ہنگو لو کی بیٹی سورابا صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہے پھر آج وہ خلاف معمول سورج پڑھے تک بھی نہ اٹھی ہنگو لو ایک بار اُس کے کمرے کی طرف گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ سورابا چادر اٹھ کر سوئی ہوئی ہے تو وہ مطمئن سا ہو کر لوٹ گیا اور اُس نے بیٹی کو جگانے کی کوشش نہ کی لیکن جب اس قبرستان والے حادثے کی اطلاع شہر میں پہنچی اور لوگوں میں شور اور افراتفری مچ گئی تب بھی سورابا جب نہ اٹھی تو ہنگو لو نہ نکر مند ہوا! وہ پھر جب سورابا کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا سورابا پہلے ہی کی طرح چادر اٹھ رہے بیٹی ہوئی تھی اس پر ہنگو لو کو کچھ تشویش ہوئی تب اُس نے آگے بڑھ کر جب سورابا سے وہ چادر ہٹائی تو وہ دھڑکیں اور چیخیں مارتے لگا اس لیے سورابا زندہ نہ تھی مگر تھی جس طرح قبرستان کی وہ بے چین توتیں وہاں سے گزرتے والے مسافروں کا معلقوم کاٹ کر اُن کا خون پی جاتی ہیں ایسے ہی سورابا کا بھی معلقوم کٹا ہوا تھا اور اُس کے صبح سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی قوت نے سارا ہی خون چوس لیا ہو۔

یہ روح قریبا جبریں کر ماترم اور ملوکا بھی بچارے ان مایہ گیروں کے ساتھ مل کر راہ و مکان کو نہ لگے تھے جب کہ یہ خبر سن کر خود یونان کا چہرہ بھی پیلا پڑ گیا تھا اور اُس کی آنکھوں میں دُور دور تک اطمینان اور پریشانیاں رقص کرنے لگی تھیں پھر وہ شور کرتے ہوئے سارے مایہ گیر شہر کی طرف بھاگنے لگے تھے جب کہ یونان گم مضم ایک پتھر اور ستون کی طرح ویسے کا ویسا ہی سمندر کے کنارے کھڑا رہا تھا۔

جب وہ مایہ گیر شہر کی طرف بھاگتے ہوئے دور چلے گئے اور ساحل سمندر پر تابوت کی سی تنہائیاں بکھر گئیں تب یونان کی حالت بدسنے لگی وہ جہنم کی سی آتش کی اور بھڑکے ہوئے تند دھاروں کی مانند ہو گیا تھا اُس کے چہرے پر خون اور منہ زور اندھیان دشتک دینے لگی تھیں جب کہ اُس کی آنکھوں میں تقدیر کے بدترین عذاب اور برق کے طوفان کوند نے لگے تھے ان دو حادثوں کے متعلق وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایلیکا نے اُس کی گردن پر لمبا دیا اور ساتھ ہی اُس کی معنوم اور شوریدہ سی آواز بلند ہوئی! یونان کی سماعت سے ملکر آئی۔

اے یونان مجھے سوراہا کے مرنے کا انتہائی دکھا اور غم ہے اور اس کی موت کی ذمہ دار بھی وہی توتیں ہیں جو مرادک شہر کے قبرستان کے اندر کار فرما میں اور اے یونان میں ان توتوں کا بھی بھیدا اور اسرار جان آئی ہوں۔

یونان نے بے چین ہو کر پوچھا: اے ایلیکا بتاؤ یہ قبرستان کے اندر خونی کھیل کھیلنے والے کون لوگ ہیں اس پر ایلیکا نے اپنی کھنکھتی ہوئی آواز میں کہا اے یونان یہ ہمارے جانے پہچانے دشمن ہیں اجنبی نہیں ان میں سے جو ماں باپ کا کردار ادا کر رہا ہے وہ ہمارا پرانا دشمن قب اور بنوی اُس کی ساتھی بڑکی خوف ہے جب کہ دوسرے دو جوان دونوں جو بڑکی اور بڑکا کا کردار ادا کر رہے ہیں وہ بھی دونوں شیطان کے ساتھی ہیں اور اے یونان ایسا ہے کہ جب گورکن کے مرنے پر دوسرے گورکن نے جو کہ پہلے گورکن کا بھائی تھا اپنی بیوی اور دونوں بچوں کے ساتھ اس عمارت کے اندر رہائش اختیار کی تو اس قب اور خوف نے اُس گورکن اُس کے بچوں اور بیوی کو ہلاک کر دیا اور خود قب نے گورکن کی شکل و صورت اختیار کر لی خوف اُس کی بیوی کے کردار میں آگئی جب کہ عزرائیل کے دو اور ساتھیوں کو انہوں نے گورکن کے بچوں کی صورت میں اپنے ساتھ رکھ لیا تھا پس یہ چاروں گورکن اور اُس کی بیوی بچوں کی صورت میں

اُس عمارت کے اندر رہتے ہوئے خونی کھیل کھیلتے رہے۔

ایلیکا کنگنگو سنے کے بعد یوناف کا چہرہ کسی مد تک پُر سکون ہو گیا تھا پھر اُس نے ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ایلیکا اب میرا بھی لائحہ عمل سنو اور وہ یہ ہے کہ میں چند روز کا وقفہ ڈال کر اور اپنی سری قوتوں سے کام لے کر اپنی شکل و ہیت بدلتے ہوئے رات کے وقت اُس قبرستان کا رخ کروں گا اور جب وہ چاروں مجھ پر حملہ آور ہوں گے تو پھر میں انہیں بتاؤں گا کہ ماضی میں وہ جو خونخواری اور خون ریزی کرتے رہے ہیں اس کا حساب کیسے اور کس طرح وصول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر دوبارہ اس نے ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ایلیکا اب میں مرادک شہر کا رخ کرتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ بچا سورا یا پھر کیا بنتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے مرادک شہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔ یوناف بھاگتا جب مرادک شہر میں پنگولو کی حویلی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا لوگ شور اور وادیا کر رہے تھے جب کہ عورتیں بلند آواز میں کہتی ہوئی رو رہی تھیں۔ یوناف جب حویلی میں داخل ہوا تو لوگ پر امید نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھنے لگے تھے اور دائیں بائیں ہلٹے ہوئے وہ اُسے راستہ دینے لگے تھے تاکہ وہ پنگولو کی طرف جا سکے جو اُس وقت اپنی بیٹی سورا با کی لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا یوناف جب اس جگہ گیا جہاں سورا با کی لاش رکھی ہوئی تھی تو اس نے دیکھا لاش کے سر پر سورا با کا باپ بیٹھا ہوا تھا یوناف نے ایک نگاہ پنگولو پر ڈالی اس موقع پر پنگولو سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ پنگولو نے اپنی بیٹی سورا با کی لاش کے اوپر سے چادر کا تھوڑا سا حصہ ہٹا دیا اور اس طرح سورا با کی لاش کا گردن تک حصہ اس نے ننگا کر دیا تھا۔

یوناف نے دیکھا سورا با کا چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو چکا تھا ایسا لگتا تھا اُس کے جسم سے خون کا ہر قطرہ نکال لیا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر جب یوناف نے اُس کی گردن پر نگاہ کی تو یوناف کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی اس لیے کہ سورا با کی گردن کچھ ایسے انداز میں کٹی ہوئی تھی جیسے کسی جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تھوڑی دیر تک یوناف سورا با کے مردہ چہرے کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے چادر سے سورا با کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اس نے پنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے پنگولو! سورا با کے مرنے سے صرف تیرا ہی نہیں میرا بھی نقصان اور زیادہ ہوا ہے!

اے پنگولو! تو جانتا ہے سورا با مجھے پسند کرنے لگی تھی اور اس نے مجھے عہد دے رکھا تھا کہ قبرستان کی ان بدروحوں کو قابو کرنے کے بعد میں اس سے شادی کروں گا! پس اے پنگولو! اب میں قبرستان کی ان روحوں سے سورا با کے حوالے سے صرف تیرا ہی نہیں اپنا بھی انتقام اُن سے لوں گا اس لیے اب سورا با کے ساتھ میری بھی ایک نسبت اور ایک تعلق تھا! اے پنگولو! چند ہی دن تک تم دیکھو گے کہ میں کیسے اور کس طرح قبرستان کی ان خونی اور آدم خور قوتوں کو اپنے سامنے ذلیل اور رسوا کرتا ہوں! یوناف کی اس کنگنگو پر پنگولو بیچارہ بچوں کی طرح ہلک کر رونے لگا تھا جب کہ یوناف اُس کے پاس بیٹھ کر اُسے تسلی دینے لگا تھا پھر تھوڑی ہی دیر بعد سورا با کی لاش کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔

بھائی بتم ٹھیک کہتے ہو اور اس شہر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے پھر اس بڑھیا کا تعاقب کریں اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں تیزی کے ساتھ اُس بڑھیا کے نقاتب میں لگ گئے تھے چند گھنٹوں سے گزرنے کے بعد وہ بڑھیا ایک مکان میں داخل ہوئی اور جب اُس نے اُس مکان میں داخل ہونے کے بعد مکان کا بیرونی دروازہ اندر سے بند کر لیا تب تھوڑی دیر کے وقفہ کے بعد عارب نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

تھوڑی دیر بعد اُسی بڑھیا نے دروازہ کھولا اور عارب کی طرف دیکھتے ہوئے اُس نے پوچھا اے بیٹے میں نے تجھے پہنچا تاہیں کہ تو کون ہے ہذا تو خود ہی بتا کہ تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے اُس بڑھیا کے اس سوال پر عارب نے کہا اے خاتون ہم تینوں بہن بھائی ہیں میرا نام عارب میری ان دونوں بہنوں کے نام بیوسہ اور نبیطہ ہیں ہم تینوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ہمیں یہ خبر ہوئی ہے کہ آپ کا اس شہر کے راجہ کے محل میں آنا جانا ہے پس ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں کہ اس شہر کے متعلق آپ سے معلومات حاصل کریں اے خاتون آپ کا کیا نام ہے اور کیا آپ بھی اجازت نہ دیں گی کہ ہم آپ کے اس مکان میں داخل ہوں اور آپ سے معلومات حاصل کریں اور اس کے لیے اے خاتون ہم آپ کو خاصا انعام بھی دے سکے ہیں اس کے ساتھ ہی عارب نے اپنے لباس کے اندر سے دو سنہری سکے نکالے اور اُس بڑھیا کے ہاتھ میں دے دیئے تھے۔

وہ بڑھیا چند ثانیوں تک وہ دونوں سنہری سکے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی اور اُس کے چہرے سے خوشی اور اطمینان کا اظہار ہو رہا تھا پھر اُس نے عارب کی طرف دیکھا اور کہا اے عارب، میرا نام منتھرا ہے تم تینوں بہن بھائی بخوشی اندر آ کر بیٹھو اور جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں ضرور تم تینوں کو اُس کا جواب دوں گی منتھرا نام کی اُس بڑھیا کے اجازت دینے پر عارب، بیوسہ اور نبیطہ اس مکان میں داخل ہوئے اور اس منتھرا نے پہلے کی طرح گھر کا بیرونی دروازہ بند کر دیا تھا پھر وہ اُن تینوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی اور وہاں انہیں بٹھاتے ہوئے اور خود بھی اُن کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس منتھرا نے پوچھا اے میرے بچو! اب بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اور اس شہر اور اس راجہ کے متعلق تم کس قسم کی معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند ہو۔

منتھرا کی اس گفتگو کے جواب میں عارب نے کہا اے بزرگ منتھرا ہم چند یوم تک اس

ہندوستان کی سرزمین اب بھی آریوں کی چھوٹی چھوٹی اور مختلف ریاستوں کے اندر بٹی ہوئی تھی جن پر ان گنت راجے حکومت کرتے تھے ان ہی ریاستوں میں سے ایک اجدھیا کی ریاست تھی اور اس ریاست کا مرکزی شہر بھی اجدھیا ہی تھا اور اجدھیا کی اس ریاست پر درست نام کا راجا حکومت کرتا تھا ایک روز عارب، بیوسہ اور نبیطہ اسی اجدھیا شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا شہر کے اندر لوگوں کے انبوہ اور اثر و ہام کچھ اس انداز میں لگی کوچوں کے اندر گھوم رہے تھے جیسے شہر کے اندر ایک میلے اور خوشی کا سماں ہو لوگ رنگ برنگ کے کپڑے پہنے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے لوگوں کے ہجوم میں سے گزرتے ہوئے عارب، بیوسہ اور نبیطہ راجہ دمسرت کے محل کے سامنے آکھڑے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر تک وہ تینوں وہاں کھڑے ہو کر راجہ کے محل کا جائزہ لیتے رہے اتنے میں ایک ادھیڑی عمر کی خاتون محل سے نکلی اور پھر وہ شہر کے مشرقی حصے کی طرف بڑھنے لگی تھی اس موقع پر عارب نے بیوسہ اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری بہنوں اُس بڑھیا کا لف کچھ جو ابھی ابھی اجدھیا کے شہر کے راجہ کے محل سے نکلی ہے آؤ اس بڑھیا کا پیچھا کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں جاتی ہے اور پھر اسی بڑھیا ہی سے اس شہر کے متعلق تفصیل حاصل کرتے ہیں اس لیے کہ میرے خیال میں اس بڑھیا کا راجہ کے محل میں آنا جانا ہے! لہذا ہمیں یہ بہتر طور پر اس شہر اور یہاں کے راجہ سے متعلق تفصیل بتا سکے گی۔

عارب کے خاموش ہونے پر بیوسہ نے اُس کی تائید کرتے ہوئے کہا اے عارب میرے

ہے۔

اسے میرے عزیز و سوتیلے راجہ دسرت کی ان تینوں رانیوں میں سے راجہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور کافی سال تک راجہ بے اولاد ہی رہا پھر راجہ دسرت اپنی تینوں رانیوں کو ایک روز اجودھیا شہر کے گرد آشرم میں لے کر گیا وہاں اُس نے اجودھیا کے سب سے بڑے گرو دشت سے التجا کی کہ وہ جھگوان سے دعا کرے کہ راجہ کا کوئی وارث ہو پس اُس گرو دشت نے تینوں رانیوں یعنی کوشلیا کیکیٹی اور سمتر کو اپنے آشرم کا پھکا ہوا پانی پینے کو دیا اور پھر دیکھو ایسا ہوا کہ پھر اس پھکے ہوئے پانی کی برکت سے کوشلیا کے ہاں رام کیکیٹی کے ہاں بھرت اور سمتر رانی کے ہاں چھن اور شتر دھن نام کے بیٹے پیدا ہوئے۔

منتھرا تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ میرے عزیز پس اُس گرو دشت کی دعا سے راجہ چار بیٹوں کا باپ بن گیا اور خوش ہو کر راجہ نے اپنے چاروں بیٹوں کو گرو دشت کے آشرم میں ہی تربیت کے لیے چھوڑ دیا پس یہ چاروں راجا رام گرو آشرم کے اندر مذہبی ثقافتی ہندی اور جنگی تربیت حاصل کئے رہے اور چاروں راجا رام گرو آشرم کے اندر پل کر جوان ہوئے پس آج وہ چاروں شہزادے اُس گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپس راج محل میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے راج محل میں آئے اور گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے باعث آج اجودھیا شہر کے لوگ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

منتھرا پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی فرام لیا پھر دوبارہ اُس نے کہا! اے میرے بچو! تو یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر اس شہر میں ایک مہلہ کا سا سماں ہے اب تم تینوں بیٹھو اور میں تم تینوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔ پر اس شرط کے ساتھ کہ آج تو تم تینوں تھکے ہوئے ہو گے! لہذا میں کھانے کا انتظام کئے دیتی ہوں لیکن آج کے بعد کھانے کا انتظام بیوسہ اور بیسٹھ ہی کیا کریں گی منتھرا کے اس فیصلے کے جواب میں بیوسہ نے مسکراتے ہوئے کہا! اے منتھرا تم غم نہ کرو آج کے بعد ہم خود ہی تمہیں کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دیں گے اور اس کے ساتھ ہی منتھرا وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی تھی منتھرا کے جانے کے بعد عاریب نے بیوسہ اور بیسٹھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میری بہن! ہمیں اس اجودھیا شہر میں رہنے کو ایک بہترین ٹھکانہ مل گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہاں رہتے ہوئے ہم اسی بوڑھیا کے

شہر میں قیام کریں گے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ہم تینوں بہن بھائی اس شہر میں اجنبی ہیں! لہذا ہم اس شہر کی کسی اجنبی اور صاف ستھری سرائے کے اندر قیام کریں گے منتھرا نے فوراً عاریب کی بات کاٹتے ہوئے کہا اگر تم تینوں نے اس شہر میں کچھ دن رہنا ہی ہے تو اس کے لیے تم کسی سرائے کا انتخاب کیوں کرتے ہو میرے اس گھر کی طرف دیکھو یہ کتنا بڑا ہے اور اس کے اندر میں اکیلی ہی رہتی ہوں میرا شوہر مرچکا ہے اور میری کوئی اولاد نہیں ہے تم تینوں کے یہاں رہتے سے ایک تو میرا دل بھی بہلا رہے گا دوسرے اس گھر کے ویران ماحول میں ایک طرف سے رونق بھی آجائے گی لہذا میں تم تینوں سے زور دے کر کہتی ہوں کہ جب تک تم نے اس شہر میں قیام کرنا ہے سرائے کے بجائے تم تینوں یہیں رہو بلکہ تم تینوں کے یہاں رہنے سے میرے لیے مزید ایک آسانی بھی ہو جائے گی کہ مجھے کھانے کا انتظام نہ کرنا پڑے گا اب بیوسٹھ اور بیسٹھ کی صورت میں میرے پاس میری ہی دو بیٹیاں ہوں گی جو اس گھر کے سارے کام سنبھال لیں گی۔

منتھرا کے خاموش ہونے پر عاریب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے منتھرا ہم تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتے ہیں اور اجودھیا شہر کی کسی سرائے میں قیام کرنے کے بجائے اب ہم تمہارے ہی پاس اس مکان میں ٹھہریں گے اور اے منتھرا میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اپنے اخراجات کے علاوہ ہم تمہارے بھی سارے اخراجات احسن طریقہ سے برداشت کریں گے! اے منتھرا اب جب کہ ہم تینوں کے یہاں قیام کرتے کا معاملہ طے ہو گیا ہے تو اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ آج اس اجودھیا شہر میں جو لوگ ایک ہجوم کی شکل میں بازاروں اور گلیوں میں گھوم پھر کر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

عاریب کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے منتھرا نے کہا! اے میرے بچو! سنو اجودھیا کی اس ریاست کے راجہ کا نام دسرت ہے اس کی تین رانیاں ہیں ایک کا نام کوشلیا دوسری کا نام کیکیٹی اور تیسری کا نام سمتر اچان میں سے جو کیکیٹی ہے اس کا تعلق اس خاندان سے ہے جس کے پاس میری مالک دیکھ رہی ہیں بھی ایک خادمہ کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہوں اور میری گزر بسر بھی اس رانی کیکیٹی کے خاندان کی خدمت پر منحصر رہی ہے اس لحاظ سے میں رانی کیکیٹی کے خاندان کی پرانی خادمہ ہوں اس ناتنے سے محل کے اندر میرا رانی کیکیٹی کے پاس آنا جانا ہے اور وہ مجھے نوازتا رہتی ہے جس کی وجہ سے اس بڑھاپے میں میری گزر بسر اچھی ہو جاتی

توسط سے بڑائی پھیلنے کا کام انجام دے سکیں گے اب تم دونوں ہمیں اٹھو اور جا کر خود منہرا کی نگرانی میں کھانے کا انتظام کر دیوں تمہارے آج سے ہی کام شروع کر دینے سے وہ بے حد خوش ہوگی اور آنے والے دنوں میں وہ ہمارے ساتھ اور زیادہ مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آئے گی۔

غارب کے اس شور سے یہ بیوسہ اور منیٹہ بھی اٹھ کر باہر نکل گئی تھیں۔

یونان ایک روز آدمی

رات کے قریب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے باہر آنکرو دیوتا کے مندر کے قریب اس شاہراہ پر نمودار ہوا جو اس خونی اور ہولناک قبرستان کی طرف جاتی تھی اس وقت رات سنسان زندان جیسی دیراں اور خاموش تھی سرا کی تیز ہوائیں فضا کے اندر دلوں کے نوحوں، مونٹوں کی آہ اور غم کی سسکیوں جیسا سماں پیش کر رہی تھیں رات کی باہوں کے اندر اسیر قبرستان کی طرف جانے والی وہ گوگی شاہراہ اُس وقت ہولناک اور بے خطر دکھائی دے رہی تھی اور رات کے اُس سب سے سمندر کے ٹھنڈے بگے ساحل کی طرف سے بے چین ہوائوں کے آنے والے بھٹکتے ہوئے جھونکے نفاذ کے اندر اور زیادہ ارتعاش پیدا کر رہے تھے ایسے میں یونان آنکرو دیوتا کی عمارت کے سامنے شاہراہ پر کھڑا ہوا اور پھر اس نے دھیمی سرگوشی میں پکارا! ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو۔

جواب میں ایلیکا نے فوراً یونان کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں! میرے حبیب اس پر یونان نے اُسے مخاطب کرنے ہوئے کہا! اے ایلیکا اب میرا لائحہ عمل بھی سنو میں ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا اور اس خونی قبرستان کے دوسری طرف شاہراہ پر نمودار ہوں گا وہاں جا کر میں دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی ہیبت اور شکل بدل کر رکھ دوں گا اور اپنی اس نئی شکل و صورت میں قبرستان کی طرف بڑھنے ہوئے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گا کہ میں ایک بھولا بھٹکا مسافر ہوں اور رات کے وقت مرادک شہر کی طرف جا رہا ہوں جب میں اُس قبرستان کے قریب آؤں گا تو ظاہر ہے کہ تب اور اُس کی ساتھی ٹرکی خوفہ اپنے اُن دونوں شیطانی کارکنوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اور پھر تم دیکھنا! اے ایلیکا! میں اُن پر کیسا سماں طاری کرتا ہوں اور اے ایلیکا اس سارے کھیل اور اس ساری رونا ہونے والی داستان کے دوران تم میرے ساتھ اور میرے قریب ہی رہنا۔

یونان کی اس شکل پر ایلیکا نے پرسکون آواز میں کہا! اے میرے حبیب! اس فردت کے موقع پر میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاسکتی ہوں یہ بات اپنے دل میں بیٹھا کر رکھو کہ اس موقع پر میں قدم قدم پر تمہارے ساتھ ہوں گی اور اُن قوتوں کی ہر حرکت پر نگاہ رکھوں گی اور انشا اللہ بدی کے اُن کماشتوں کے خلاف آج کی رات ہم دونوں کامیاب اور کامران رہیں گے اب تم حرکت میں آؤ اور اپنے کام کی ابتدا کرو۔

گہری رات کی ٹھنڈک اور تاریکی میں یونان ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ محل کے اندر قبرستان کے دوسری سمت شاہراہ پر نمودار ہوا وہاں اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس نے اپنی ہیبت اور شکل بدل ڈالی پھر وہ آہستہ آہستہ قبرستان کی طرف بڑھنے لگا تھا جب وہ اُس قبرستان کے نزدیک آیا تو اُس نے دیکھا قبرستان کے اس کنارے پر جہاں بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی وہ عمارت تھی جس کے اندر گورکن رہا کرتے تھے تو اُس عمارت کی طرف سے اُسے رات کے وقت چار بیوسہ اپنی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دئے۔

یونان نے یہ بھی دیکھا کہ رات کے وقت ان چاروں ہیولوں کی آنکھیں برق کی طرح چمک رہی تھیں یہ سماں دیکھتے ہوئے یونان شاہراہ اور قبرستان کے کنارے ایک بلند چٹان کے اوپر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور اُن شیطانی قوتوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اس چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر یونان نے دیکھا کہ وہ شیطانی قوتیں اب بے کل لہروں، ظلم و جبر کی پیاس اور دوڑتے اڑتے تخیلات کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ قبرستان میں سے ہوتی ہوئی اُس چٹان کی طرف بڑھ رہی تھیں جس کے اوپر یونان کھڑا تھا۔ وہ چاروں چٹان کے قریب آئے اور پھر وہ یونان کو اپنا شکار بنانے کی خاطر چٹان کے اوپر چڑھنا شروع ہو گئے تھے یونان کی آنکھیں کھلی تھیں وہ اُن چاروں کو غور سے دیکھ رہا تھا تاہم وہ اپنی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی زندہ انسان نہ ہو بلکہ پتھر کا ایک مجسمہ ہو جو کسی نے تراش کر اُس چٹان کے اوپر رات کے وقت کھڑا کر دیا ہو وہ چاروں یونان کے قریب آئے یونان انہیں پہچان گیا اُن میں سے ایک قب دوسری اس کی ساتھی لڑکی خوفہ اور دوسری شیطان کے کارکن اُن کے ساتھ تھے تب نے تیزی سے آگے بڑھ کر جب یونان کا حلقوم کاٹنے کے لیے اپنا چہرہ اُس کی گردن سے مس کیا تو اُسے یوں لگا جیسے

اپنا تک اور دفعتاً اُس پر آسمانی بجلی گر گئی ہو اور وہ رات کی گہری خاموشی میں ایک ہولناک چیخ مارتا ہو پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس موقع پر اُس کا شیطانی جسم بُری طرح لرز اور کانپ رہا تھا خوف بے چین ہو کر قب کی طرف بڑھی اور اندشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اُس نے پوچھا اے قب یہ تمہیں کیا ہوا آج تک تو نے کتنے ہی انسانوں کو شکار کیا اور اُن کے حلقوم کاٹے پر میں نے آج تک کبھی تیری ایسی کیفیت ہوتے نہیں دیکھی اس پر زمین پر گر اہوا قب اٹھ کھڑا ہوا اور خوف سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اُس نے کہا اے خوف یہ لگتا ہے کہ جس مسافر کو ہم اپنا شکار بنانے کے لیے آئے ہیں اور وہ آپ سے آپ ایک مجسمہ کی طرح اس چٹان پر آکھڑا ہوا ہے یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ ہم سے بھی بڑھ کر کوئی قوت رکھنے والی شخصیت ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ہم چاروں بد بختی کا شکار ہی نہ ہو جائیں۔

قب اور خوف کے درمیان ابھی گفتگو جاری ہی تھی کہ ان کے دونوں ساتھی آگے بڑھے اور جونہی انہوں نے چند قدم آگے بڑھ کر یوناف کو دیکھا تو ان کی حالت بھی قب جیسی ہو گئی تھی اور وہ رات کے اندھیرے میں چنچیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے زمین پر گر گئے تھے اس موقع پر خوف نے خوف زدہ سی آواز میں قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قب چٹان پر کھڑے اس انسان سے اب مجھے خوف آنے لگا ہے گو ہم چاروں اسے اپنا شکار بنانے کے لیے اس کی طرف آئے تھے لیکن میں ڈرتی ہوں کہ کہیں یہ ہی ہم چاروں کو اپنا شکار نہ بنائے۔

اور اے قب! مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ کہیں یوناف ہی نہ ہو اور ہمارے خلاف رات کی اس تاریکی میں کوئی انقلاب برپا کرنے والا طوفان ہی کھڑا نہ کر دے قب نے خوف کو تسلی دیتے ہوئے کہا اے خوف یہ یوناف کیسے ہو سکتا ہے اس لیے کہ اُسے کیا جنم نے مشرق کی ان دور دراز سرزمینوں کے اندر کس کھیل کی ابتدا کر رکھی ہے اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسی سری قوتیں بھی نہیں رکھتا کہ ہماری طرح اپنی شکل و صورت تبدیل کرتے ہیں کامیاب ہو جائے میرے خیال میں یہ کوئی اور قوت ہمارے خلاف کار فرما ہے بہر حال میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہئے ورنہ اس بد بختی کی وجہ سے شاید ہم کب اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔

قب کے مشورہ کے اس جواب میں شیطان کے دو کارکنوں میں سے ایک نے کہا اے قب میں تمہارے اس مشورے کی تائید کرتا ہوں ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہئے وہ چاروں وہاں سے جب پلٹنے لگے تو یوناف نے پھر اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور وہ اپنی شکل و صورت میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی کے اندر موجودوں کے تصویروں اور کٹش لہروں کے خروش کی طرح اُس کی ہولناک آواز فضا کے اندر بلند ہوئی! اے قب اور عزرا زیل کے دیگر ساتھیو! یہاں سے بھاگ کر عمارت کی طرف جانا اتنا آسان نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے اے قب! تیری ساتھی زلی کی خوف کے سارے ہی اندیشے درست ہیں رات کی اس تاریکی میں ویران قبرستان کے کنارے میں یوناف تم چاروں کے سامنے کھڑا ہوں! اے نادانو! آؤ میری طرف جس طرح تم دوسرے مسافروں کے حلقوم کاٹ کر اور اُن کا خون پی کر اُن کا خاتمہ کرتے رہے ہو اس ارادے سے میری طرف بھی بڑھو اور پھر دیکھو میں تمہاری حالت کیسی عبرت خیز بنا کر رکھ دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کی اور اُس کی تلوار کا فضا کے اندر بلند ہونا ہی تھا کہ چٹان کے ارد گرد کا پورا علاقہ یوں روشن ہو گیا تھا جیسے مشرق کی طرف سے پورا چاند نمودار ہو گیا ہو اس لیے کہ یوناف کی تلوار تیز چمک کے ساتھ روشنی دیتی ہوئی چٹان اور اُس کے آس پاس کے سارے علاقے کو روشنی کر گئی تھی۔

اور اُس روشنی میں عزرا زیل کے چاروں ساتھیوں نے دیکھا رات کے اس وقت یوناف اُن کے سامنے چٹان پر کھڑی تھیں کہ قیام دیوتا کی طرح بے خوف و خطر کھڑا تھا یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں قب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے یوناف کو کہا! اے یوناف یہ تمہارا دہم ہے کہ ہم تم سے ڈر کر بھاگنے والے تھے۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ مصر کی سرزمین کے اندر ان قدیم احراموں میں سے ایک احرام میں تم پر میں جان لیوا ضربیں لگا چکا ہوں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں تمہیں مار مار کر ان احرام کی دیوار کے ساتھ گرا دیتا تھا اور تمہاری یہ بے بسی اور بے چارگی بھی تمہارے فہم میں ہو گی کہ ایک بار تم عزرا زیل اور ساتھیوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے حرم کعبہ میں پناہ لینے میں مجبور ہو گئے تھے۔

پھر اے یوناف میں کیوں تیرے جیسے بے بس اور لاچار انسان سے ڈر کر بھاگوں گا میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس قبرستان کے اندر میں نے مسافروں کے خلاف خون خوار کی کھیل

کاملاً ہو اور میرے خیال میں یہ جو اپنی تلوار کو وہاں معلق چھوڑ کر نیچے اتر رہا ہے تو شاید یہ تمہاری طرف ہی آئے گا اور رات کی اس تاریکی میں اگر اس نے تمہارے ساتھ مقابلہ کیا اور میں نے یہ دیکھا کہ یہ تمہیں زیر کرنے کے درپے ہے تو میں انجام کی پرواہ کئے بغیر تمہاری مدد کو آؤں گی اور اس پر حملہ آور ہو جاؤں گی خوف کی اس گفتگو پر قرب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے خوف میں تمہارے بذبات کی قدر کرتا ہو پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا موقع نہیں آئے گا کہ تمہیں میری مدد کو آنا پڑے میں اس یونان کو اس ویران قبرستان کے اندر رات کی تاریکی میں مار مار کر مفلوج کر دوں گا اسے میری طرف آنے دو پھر دیکھو میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں میں نے مصر کے احرام کے اندر تو ایسے چھوڑ دیا تھا لیکن آج اس قبرستان میں میں اسے اس کے انجام تک پہنچا کر ہی رہوں گا۔

خوف نے پھر پریشانی سے قب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے قب کیا تم اس کے خلاف طبعی قوتوں کو استعمال کرو گے یا اپنی سری قوتوں کو بھی کام میں لاؤ گے اس موقع پر میرا مشورہ یہی ہو گا کہ صرف اپنی طبعی قوت ہی استعمال کرو ایسا نہ ہو کہ تم اس کے خلاف جب اپنی سری قوتوں کے ساتھ حرکت میں آؤ تو وہ بھی اپنی سری قوتیں تمہارے خلاف استعمال کرے اور ممکن ہے وہ اس میں دراز دست ہو اور تمہارے ساتھ ساتھ وہ علی بھی کسی کرب اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دے! قب نے مسکراتے ہوئے کہا! اے خوف مطمئن رہو میں اپنی سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اپنی طبعی طاقت کو ہی اس یونان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔

قب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ چٹان سے نیچے اترتے ہوئے یونان اُن کے قریب آکر رکھا پھر اُس نے اپنی کھوتی آواز میں ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں زہر بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا اے گناہوں کے پروردو! میرے جذبوں کا تقاضہ اور میرے جینے کی تدبیر یہ ہے کہ میں اس اندھیری رات میں اکیلا ہی تمہارے خلاف حرکت میں آؤں اور بس رکھو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اکیلا ہی تم چاروں کی خواہشوں کی پیاس اور تمہارے جرائم کے سیل کو روک کر رکھ دوں گا یونان فرار کا پھر اس نے دوبارہ بانگِ راحیل کی صدا میں کہا اے ظلمت کے رنگ ساز و افدائے لازوال کی قسم میں آج کی اس رات تمہارے نفس نفس پر رزہ اور تمہارے قدم قدم پر تھکاوٹ طاری کر کے رکھ دوں گا۔

کھیل رہے ہیں ہرگز اس سے انکار نہیں کرتا اس لیے کہ میں کوئی تیرے سامنے جواب دہ نہیں ہوں اور تم ہی تو میرا محتسب لگا ہوا ہے اگر تو تصدات کی اس تاریکی میں اپنی حدود سے بڑھنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے میرا تم سے مشورہ ہے کہ ہمیں چارے حال پر چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ اور تم نے ہمارے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنے لیے اتہالی بڑا انجام دیکھو گے۔

لہذا میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ تم نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ جو اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے اسے روشن کرنے کا مظاہرہ کیا ہے تو اپنے اس سارے تماشے کو سمیٹ کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ پھر ہم چاروں تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور تمہارا انجام ہونک بنا کر رکھ دیں گے۔ لہذا یونان میرے کہنے پر عمل کر دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ قب کے خاموش ہونے کے بعد یونان نے سرگوشی کے انداز میں ابلیکا کو پکرا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو اُس وقت ابلیکا نے اُس کی گردن پر بس دیتے ہوئے اور اپنی موجودگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یونان میں یہی ہوں اس سارے سسے کو دیکھ بھی رہی ہوں اور تمہارے اور قب کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن بھی رہی ہوں یونان پھر بولا اے ابلیکا! میں اس قب کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں تم میری اس تلوار کو سنبھال کر یوں ہی فضا کے اندر بلند رکھنا اور قب کے ساتھ میرے اس مقابلہ کے دوران اگر اُس کے ان تین ساتھیوں میں سے کوئی اُس کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے تو تم صرف اس تلوار کا رخ اُس کی طرف کر دینا پھر تم دیکھنا کیسی اذیتوں اور بد بختیوں کا شکار ہو کر وہ جاتا ہے۔

اے ابلیکا اب تم میری تلوار سنبھالو تاکہ میں قب کی طرف بڑھوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یونان کی گردن پر بس دیتی ہو گا علیحدہ ہو گئی اور پھر یونان کو یوں محسوس ہوا جیسے اُس کی تلوار کسی نے تھام لی ہو لہذا اُس نے اپنی تلوار سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا اپنی تلوار کو فضا میں معلق اور روشنی چھوڑ کر یونان چند قدم نیچے اتر اس موقع پر خوف نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں اپنے ساتھی قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب! یہ کیا حیرت انگیز اور خوف ناک انسان ہے تم نے دیکھا یہ خود تو چٹان کی چوٹی سے نیچے اتر رہا ہے جب کہ اس کی تلوار ویسے کی ویسی ہی روشن اور فضا کے اندر معلق ہے۔

اے قب! یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ یونان ان گنت اور بے شمار سری قوتوں

اس کے ساتھ ہی یوناف گبولوں کے خردش، اہل کی رازداری اور سیال گوندوں کی تملہاٹ کی طرح حرکت میں آیا ایک تیز جست اُس نے لگاؤ اور اپنے آہنی ہاتھوں کی ایک ضرب اس نے قب کے گردن پر لگا دی تھی قب رُھکتا ہوا اور ایک قبر کے اوپر جا گرا تھا۔

قب فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر طوفانی انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اُس نے اس زور اور قوت کے ساتھ اپنی لات کی ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی کہ یوناف ہوا کے اندر اچھلتا ہوا ایک چٹان کے قریب جا گرا تھا لیکن وہ بھی قب ہی کی پُھرتی سے دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ دونوں ازلی دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھ کر قوت آزمائی کرنے لگے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے پر اپنے پاؤں کی ٹھوکروں اور آہنی گھونسوں سے ضربیں بھی لگاتے لگے تھے!

وہ دونوں جم کر قبرستان کے اندر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتے رہے رات کی خاموشی اور قبرستان کے سکوت کے اندر جب وہ ایک دوسرے پر وار کرتے ہوئے طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے خوف بھیلے ہوئے ماحول پر دو درندے ایک دوسرے سے ٹکرائے ہوئے قب نے یوناف کو کئی نقصان دہ ضربیں لگائی تھیں لیکن یوناف نے بھی پے درپے اُسے اپنی ضربوں کا نشانہ بناتے ہوئے اس پر تھکاوٹ اور درماندگی طاری کر کے رکھ دی تھی خوف نے جب دیکھا کہ قب اور یوناف دونوں ہی تھکاوٹ کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو اُس نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اسی ارادے کے تحت خوف آگے بڑھی اور وہ چاہتی تھی کہ یوناف اور قب چونکہ دونوں پر تھکاوٹ طاری ہو رہی تھی لہذا وہ قب کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ کر دینا چاہتی تھی تاکہ اس طرح یوناف قب کے سامنے زیر ہو جائے اور پھر دوبارہ کبھی وہ قب کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کرے اس ارادے کے تحت خوف جب آگے بڑھتی ہوئی یوناف کے قریب گئی تو اچانک چٹان کے اوپر یوناف کی روشن اور معلق تلوار کا رخ خوف کی طرف ہو گیا اور اُس تلوار کا رخ خوف کی طرف ہونا تھا کہ خوف یوں فضا کے اندر بلند ہو کر اور چیخیں مارتی ہوئی دور جاگری جیسے تیز گبولوں کے اندر خشک پتے بے بسی اور بھاری گی کا شکار ہو جاتے ہیں بُری طرح گرنے کے بعد خوف سنبھل کر اٹھی ہی تھی تلوار کا رخ پھر اس کی طرف ہوا اور خوف دوبارہ چیخیں مارتی

ہوئی اذیت اور تکلیف کا اظہار کرتی ہوئی اور فضا میں بلند ہو کر اور زیادہ زور باریکری میں اس بار جب خوف دوبارہ اٹھی تو اُن دو ساتھیوں کے قریب جا کھڑی ہوئی جو ابھی تک معلق سے کھڑے یوناف اور قب کے درمیان مناشا دیکھ رہے تھے جبکہ چٹان کے اوپر یوناف کی تلوار پھر سیدھی معلق ہو گئی تھی! قب نے جب دیکھا کہ چٹان کے اوپر یوناف کی تلوار معلق ہے وہ خوف یا کسی اور کو اس کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھنے دے سکتی تو اس خیال سے قب کی تھکاوٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا ایک موقع پر جب یوناف نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ایک بھور ضرب لگائی تو وہ ضرب کھانے کے بعد ہو قب اٹھ کر خوف اور اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے پاس آیا اور خوف زدہ لہجے میں اُن تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے میرے عزیز و آویہاں سے بھاگ چلیں رات کی اس تاریکی میں اور اس قبرستان کے اندر اس یوناف پر قابو بربانہم چاروں کے بس کا روگ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں نہ ہم اپنی طبعی قوت میں اُس پر گرفت کر سکتے ہیں اور نہ ہی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس کی دراز دستی پر قابو حاصل کر سکتے ہیں آویہاں سے بھاگ چلیں اور اپنے آقا سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد ہم کسی اور سرزمین کا رخ کریں گے جہاں ہم امن اور سکون کے ساتھ بدی کی تشہیر کا کام کر سکیں۔

یوناف نے بھی قب کی یہ گفتگو سن لی تھی لہذا اُس نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے قب تمہاری اور تمہارے آقا عزرائیل کی بھی ایسی تیسی جہاں تم جاؤ گے میں تم لوگوں کا تعاقب کروں گا اور تمہیں ہر ممکن طریقے سے بدی کی تشہیر سے روک کر رکھ دوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف نے رازداری کے ساتھ اور مدہم آواز میں ایلیکا کو پکارا جس کے جواب میں یوناف کی فضا کے اندر معلق تلوار بڑھی تیزی سے یوناف کے قریب آئی یوناف نے فوراً اپنی تلوار کو تھام لیا اور اس کے ساتھ ہی جب ایلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا تب یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ایلیکا یہ قب اور خوف دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھاگنے لگے ہیں تم ان چاروں کا تعاقب کرو پھر واپس آکر مجھے بتاؤ کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کس سرزمین کو اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں اتنی دیر تک میں مرادک شہر کے پنگو لو کی طرف جاتا ہوں اور اُسے یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ اس قبرستان کو ان شر پسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا وہ کسی کو بھی یہاں گور کی

مقرر کردے اور اب آئندہ کے لیے کوئی بھی قوت یہاں سے گزرنے والے مسافروں اور رات کے وقت داخل ہونے والوں پر حملہ آور نہ ہو سکے گی۔

ایلیکا فوراً یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی اس لیے کہ قہراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو کر بھاگ گیا تھا اور ایلیکا شاید ان کے تعاقب میں لگ گئی تھی جب کہ یوناف اپنی تلوار کو تیرام میں کرتا ہوا مرادک شہر کی طرف جا رہا تھا۔

یوناف اُس وقت مرادک شہر میں داخل ہوا جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا جب وہ پنگولو کی حویلی میں گیا تو اس نے دیکھا اہنگولو حویلی کے صحن میں شہر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا یوناف اس کے نزدیک گیا اور اس نے خوش کن آواز میں کہا! اے پنگولو میں تم لوگوں کو خوش خبری سنا تا ہوں، تمہارے شہر مرادک کے قبرستان کو ان بدروحوں اور شر پسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا اب تم کسی بھی شخص کو وہاں گورکن مقرر کر سکتے ہو اب وہاں کوئی بھی قوت نہ گورکن نہ ہی قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والوں پر اور نہ ہی وہاں سے گزرتی شاہراہ پر سفر کرنے والے مسافروں پر حملہ آور ہو سکے گی۔ اس لیے جو قوتیں اُس قبرستان کے اندر کار فرما تھیں آج رات کی تاریکی میں ان سے مقابلہ کر کے میں نے انہیں وہاں سے مار بھگایا ہے۔

مرادک شہر قبرستان اب کسی کے لیے بھی خوف کا باعث نہیں بن سکتا یوناف کی اس گفتگو پر وہ سب لوگ خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے جب کہ پنگولو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف تم ہمیں ٹھہرو میں شہر میں جاتا ہوں اور اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مل کر شہر میں منادی کروا تا ہوں کہ قبرستان کی قوتوں کا فاتحہ کر دیا گیا ہے لہذا وہاں اب کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے ساتھ ہی پنگولو اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

اجودھیا شہر میں بوڑھی منتھرا اپنے مکان کے اندر سوئی ہوئی تھی جب کہ عاب یوسہ اور نبیظم اُس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی عاب یوسہ اور

کے روپ میں وہاں قبرستان کے اندر رہنے اور یونان کے وہاں آنے اور اُس کے ساتھ تصادم کی ساری ہی داستان تفصیل کے ساتھ سنائے والی تھی جب خاموش ہوا تو پھر عزراہیل کچھ دیر سوچتا رہا اور قب کے حالات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تب قب نے عزراہیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے آقا کیا یونان اتنا ہی زور آور ہے کہ ہم اُس پر قابو نہیں پاسکتے اس معاملے میں بھی میری راہنمائی کریں کہ اگر پھر کبھی میرا اور اس کا تصادم ہو اور میں اگر اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کروں تو کیا تب بھی میں اس کے خلاف میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا عزراہیل نے اُسے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا! اے قب تم اُسے اپنے ساتھ اپنی طبعی قوت میں ہی مصروف رکھو اس طرح وہ تمہاری طرف ہی مائل رہے گا اور مجھے عارب اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھل کر بدی کی تشہیر اور اُس کے فروغ کے لیے موقع مل جائے گا۔ عزراہیل ذرا رکھا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے قب اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم خوف کے ساتھ مل کر سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے یونان کو اپنے سامنے زیر کر سکتے ہو اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش کی میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ تم ناکام رہو گے اور ایسا کرنے کے بعد پھر تم پر ایک طرح سے یونان کا غلبہ چھا جائے گا اور تم آئندہ کے لیے اس کا سامنا کرنے سے کتراتے رہو گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی طبعی قوت میں تم اور یونان ایک جیسے ہی ہو اور تم دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر اپنی طبعی قوت میں غلبہ حاصل نہیں کر سکتا اے قب اگر سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یونان پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہوتا تو ابھی تک میں اُسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روند کر رکھ چکا ہوتا چونکہ ایسا کرنا آسان نہیں ہے لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ یونان کے خلاف کبھی سری قوتیں استعمال کرنے کی غلطی نہیں کریں۔

اے قب! اب تم آرام سے بیٹھو اور میرے اور عارب کے درمیان گفتگو کو سنو اس لیے کہ تمہارے آنے سے پہلے میں ان سے یہ پوچھ رہا تھا کہ انہوں نے اس! جو دھیا شہر میں داخل ہونے کے بعد بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے اُس کے بعد میں اپنی کارگزاری بتاؤں گا کہ میں نے گناہ کے فروغ کے لیے کس قدر ہونا کی کام انجام دیا ہے۔ عزراہیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے

نبیطا سے عزت دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے عزراہیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کے سامنے بیٹھا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے پوچھا! اے میرے عزیز و اس سرزمین میں تم تینوں نے مل کر بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے تم تینوں اپنی کارگزاری کہو پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر گناہ کے فروغ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کس قدر بڑا اور بھیناک کام کیا ہے۔

عزراہیل کے اس سوال پر عارب کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قب اور خوفہ اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے ساتھ طوفانی انداز میں اُس کمرے میں داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی عزراہیل نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں پوچھا اے قب تم اس وقت یہاں کیسے نمودار ہوئے اور تمہارے اور خوفہ کے آنے کا انداز بھی ایسا ہے گویا تم خیریت سے نہیں آئے اور یہ کہ تم چاروں پر ضرور کوئی افتاد اور مصیبت آن پڑی ہے وہ چاروں عزراہیل کے پاس بیٹھ گئے پھر قب نے عزراہیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ کا اندازہ درست ہے یقیناً ہم پر افتاد اور مصیبت بیت گئی ہے۔

عزراہیل نے پھر بولتے ہوئے کہا اے قب! مجھے پریشانی میں نہ ڈالو اپنے حالات مجھے تفصیل سے سناتو تاکہ میں جان لو کہ تم پر کبھی مصیبت آن پڑی ہے قب سنبھلا پھر اُس نے عزراہیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ جانتے ہیں کہ میں خوفہ اور اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ نو سائتارا کی مشرقی زمینوں کے اندر پرامن اور خوش کن زندگی بسر کر رہا تھا اے آقا ان شرقی سرزمینوں کے شہر مرادک سے باہر ایک قبرستان کے اندر میں خوفہ اور ان دو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جم گیا تھا اور وہاں میں نے لوگوں کے اندر ایک طرح سے ناقابل یقین خوف و ہراس بھی پھیلا رکھا تھا وہاں ہم چاروں نے مل کر خوب خون ریزی اور خونخواری بھی پھیلائی پھر ہم چاروں کی بد قسمتی کہ اچانک وہاں یونان نمودار ہو گیا اُس نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان سرزمینوں سے مار بھگایا اور اب میں وہاں سے نکل کر یہاں آپ کی طرف آ گیا ہوں۔

عزراہیل نے کچھ سوچا پھر قب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے قب مجھے پورے حالات تفصیل سے سناتو کہ کس طرح اور کن حالات میں یونان کے ساتھ تمہارا سامنا ہوا اور کس انداز میں وہ تمہیں وہاں سے نکالتے ہیں کامیاب ہو گیا اس کے جواب میں قب نے گورکن

پوچھا! اے عارب اب کہو کہ اس اجودھیا شہر میں قیام کرنے کے بعد تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے عارب سنبھلا اور بولا! اے آقا اجودھیا شہر کے باہر میں نے دو خون خوار جوانوں کو تیار کیا ہے ان کے نام ماریچھ اور صباحو ہیں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوانوں کو میں نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے اور اب یا اجودھیا شہر کے نواحی علاقوں کے اندر نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو عورت کے ساتھ ملوث کر کے گناہ اور بدی پھیلانے کا کام کرتے ہیں بلکہ یہ لوگوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خون بھی پی جاتے ہیں اور اس طرح اپنے علاقے میں انہوں نے راکشس اور آدم خور کی حیثیت سے تباہی اور ویرانی پھیلا رکھی ہے۔

اے آقا جہاں یہ ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوان خوف و ہراس اور گناہ اور بدی پھیلانے کے کام میں مصروف ہیں وہاں قریب ہی ایک گرو کا آشرم بھی ہے ان کا نام تو دشوا متر ہے پر لوگ زیادہ تر اسے منی راج کہہ کر ہی پکارتے ہیں اس ماریچھ اور صباحو کو آدم خور اور راکشس بنانے کے بعد اب میں نے چند ہی روز ہوئے اسی دشوا متر اور منی راج کے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی ہے کہ اس ماریچھ اور صباحو پر صرف اجودھیا کے راجہ دھرت کا بیٹا رام ہی قابو پاسکتا ہے اب میرے خیال میں چند دن تک یہ منی راج اجودھیا شہر میں داخل ہوگا اور جہاں کے راجہ سے ضرور التماس کرے گا کہ راجہ ان دونوں آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ روانہ کرے۔

اور مجھے امید ہے اجودھیا شہر کا راجہ منی راج کی بات نہ ٹالے گا اور ان راکشوں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنا ہی پڑے گا اس لیے کہ یہ گرو منی راج ان علاقوں میں اپنی سری قوتوں کی وجہ سے خوب جانا پہچانا ہے لوگوں کے اندر اس کا بڑا رعب اور دبدبہ ہے پس جب اجودھیا شہر کا راجہ اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ ان آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے بھیجے گا تو ان ہی آدم خوروں کے ذریعے میں رام کو بھی ایک اذیت میں بھی مبتلا کر دوں گا۔ اس طرح لام کے باعث میں اجودھیا شہر کے لوگوں اور راج محل کے اندر غم دکھ کرب اور ماتم کا ایک طوفان کھڑا کر کے دکھ دوں گا۔ اس قدر کہنے کے بعد عارب ذرا روکا پھر دوبارہ اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا میں جب اس شہر میں داخل ہوا تھا تو میں نے یہاں کے لوگوں اور راج محل

والوں کو رام اور اس کے بھائیوں کے بے خوشیاں اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس شہر والوں کو رام ہی کی نسبت سے غم اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دوں گا۔

پس اے آقا آپ ہی بتائیے کہ ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد میری کارگزاری کیسی رہی۔ عزازیل نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عارب تم لوگوں کی کارگزاری یقیناً ابھی ہے اور مختصر یہ اس کے ہمارے حق میں بہتر نتائج نکلیں گے اب میری کارگزاری بھی سنو کہ میں نے گناہ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کچھ کیا ہے! اے میرے ساتھیو! مغربی افریقہ کے وسطی حصہ میں میر و نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے گلوانام کی ایک بہت بڑی بستی ہے اور اس بستی کے آس پاس اور بہت سی بستیاں بھی ہیں اور ان بستیوں کے مکانات زیادہ تر گڑھی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں! پس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی گلوانام کی بستی میں داخل ہوا اور ان بستیوں کے اطراف میں کم بلندی والے پہاڑ اور چٹانیں بھی ہیں جس کے اندر کافی بڑی بڑی غاریں ہیں میں نے ان غاروں میں سے ایک غار کے اندر داخل ہو کر اختیار کی سیال میں سے اپنے ایک ساتھی کو ایک ہوناک چیتے کی صورت دی اور پھر اس چیتے کو میں نے ایک متاعی عورت کے ساتھ ملوث کیا جس کے نتیجے میں اس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اب جوان ہو چکے ہیں اور ان دونوں کے اندر یہ خاصیت ہے کہ جب چاہیں یہ انسان اور جب چاہیں سیاہ رنگ کے چیتے کا روپ دھار سکتے ہیں۔

پس تمہارے سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان دونوں کا باطن چیتے کا سا اور ظاہر انسان کا سا ہے اور چونکہ یہ دونوں چیتے کی نسل سے ہیں لہذا ان کی خوراک کا بڑا حصہ گوشت ہے اور انسانوں کے اندر رہتے ہوئے یہ انسانی گوشت حاصل کر سکتے ہیں! پس یہ دونوں بھی بدی پھیلانے میں خوب کارگر ثابت ہوں گے ان دونوں میں سے جو بڑا کا ہے اس میں چیتے کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ ہمہ وقت درندگی اور وحشت و آدم خوری پر آمادہ رہتا ہے جب کہ لڑکی کے اندر انسانی مال کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ انسانیت کی طرف زیادہ رجوع رکھتی ہے۔ آدم خوری اور درندگی سے وہ نفرت کرتی ہے اس کا چلن چونکہ درندگی پر زیادہ آمادہ ہے۔

لہذا مجھے آئندہ ہے کہ وہ اپنی بہن کو بھی اسی راہ پر چلا دے گا پس اسے میرے ساتھ
یہ ہے میری کارگزاری جو میں نے گذشتہ برسوں سے انجام دی اور اب تم دیکھنا یہ دونوں
بہن بھائی جھیل میرو کے اطراف میں کس قدر تباہی اور بربادی پھیلاتے ہیں اور ساتھ ہی
ساتھ میرے خیال میں یہ دونوں بدی اور گناہ کے فروغ کا کام بھی کریں گے عزرائیل کے خاموش
ہونے پر عارب نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے تو صیقلی انداز میں کہا! اے آقا آپ نے واقعی
گناہ کے پھیلاؤ کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور ایسا کام ہر ایک کے
پس کی بات نہیں ہے عزرائیل اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اُس کے ساتھی بھی اُس کی طرف
دیکھنے ہوئے کھڑے ہو گئے پھر عزرائیل نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عارب
میں اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاتا ہوں قی اور خوف میرے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں
گے تم تینوں اب اپنے کام میں لگے رہو تمہاری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان سرزمینوں
کے اندر اجودھیا کے راجہ دھرت کا بیٹا رام نیکی کی علامت ہے اور چونکہ نیکی کا قلع قمع کرتا
ہمارا بنیادی کام ہے لہذا اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے رام کے قاتل اور اُس کی
ہلاکت کا ساماں کرو اور اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو میں سمجھوں گا ان سرزمینوں
کے اندر تم لوگوں نے بہت بڑا امر کر لیا ہے اس کے ساتھ ہی عزرائیل اپنے ساتھیوں کے
ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

بلگو بوا اپنے ساتھ کھڑے آدمیوں کو لے کر اردک شہر میں یہ منادی کرنے چلا گیا تھا کہ
یونان نے انہیں قبرستان کی خونی قوتوں سے نجات دے دی ہے کہ یونان اس کے
جانے کے بعد ابھی تک حویلی کے صحن میں ہی کھڑا تھا کہ ایلیکا نے اس کی گردن پر لٹ دیا اس پر
یونان چونک اٹھا اور اُس نے فوراً کہا اے ایلیکا کیا تم ان کے تعاقب سے لوٹ آئی ہو
اور ان سرزمینوں سے نکلنے کے بعد وہ کدھر گئے ہیں اور کہاں کا رخ کیا ہے جواب میں ایلیکا
نے فکر گری سی آواز میں کہا! اے یونان میں ان کا پورا تعاقب کر کے لوٹ رہی ہوں یہاں
سے بھاگنے کے بعد قی خوف اُن کے دونوں ساتھی کارکن اجودھیا شہر کی طرف گئے وہاں
عارب بیوسہ اور بیٹھ پہلے سے ہی مقیم ہیں اور عزرائیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ
اُس وقت وہاں تھا

اے یونان میں نے وہاں تک ان کا تعاقب کیا اور چھپ کر اُن کی گفتگو بھی سنی جو

وہاں اُن کے درمیان ہوئی لہذا اس گفتگو کی روشنی میں میں تم سے کہتی ہوں کہ اب ہم دونوں کے
مسائل بڑھ جائیں گے اس پر یونان نے سنجیدگی آواز میں کہا! اے ایلیکا جو کچھ کہنا چاہتی
ہو کھل کر کہو! ایلیکا ذرا رُک کی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے یونان سوارب اور عزرائیل نے
ہمارے لیے وہ بہت بڑے مسائل کھڑے کر دیے ہیں پہلا یہ کہ اجودھیا شہر کے راجہ
دھرت کا ایک بیٹا ہے جس کا نام رام ہے اس رام کے تین بھائی اور بھی ہیں لیکن یہ جو
رام ہے یہ نیکی بھلائی اور خیر کی علامت ہے۔

سوشیطانی قوتیں اس کے خلاف حرکت میں آرہی ہیں عارب بیوسہ اور بیٹھ تے اپنی سری
قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اجودھیا شہر کے نواح میں پانچھ اور صبا حوام کے دونوں جوانوں
کو تیار کیا ہے اور انہیں عارب نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے یہ دونوں! اجودھیا
شہر کے نواحی علاقوں میں تباہی اور بربادی پھیلاتے کے ساتھ ساتھ بدی اور گناہ کے محرک
بنے ہوئے ہیں عارب نے مزید کام یہ کیا کہ انہیں راکشوں کے قریب ہی گرد آثر م ہے
اس کے اندر ایک ہمارشی وشوامتر رہتا ہے عارب نے اُس وشوامتر کے ذہن میں یہ
بات ڈال دی ہے کہ ان راکشوں کو راجہ دھرت کا بیٹا رام ہی قابو کر سکتا ہے۔

اب عارب یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ ہمارشی وشوامتر اب راجہ دھرت کے پاس
آئے گا اور اُس سے یہ مانگ کرے گا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو اُس کے ساتھ بھیجے تاکہ اُن
راکشوں کا قلع قمع کر دیا جائے اور عارب یہ بھی امید لگائے بیٹھا ہے وشوامتر کی اس
مانگ پر راجہ انکار نہ کرے گا اور رام کو ساتھ بھیج دے گا پس رام جب راکشوں کے مقابلے
پر جائے گا تو وہ مل کر رام کا خاتمہ کر دیں گے تاکہ اس سرزمین میں رام کی وجہ سے جو نیکی
بھلائی اور خیر کے فروغ کا کام ہو رہا ہے وہ رک جائے۔

اور اے یونان! عارب کے علاوہ خود عزرائیل نے یہ کام کیا ہے کہ مغربی افریقہ
کے وسطی حصوں میں میر و نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے بہت سی
بستیاں ہیں ان بستیوں میں کلوانام کی ایک بہت بڑی بستی ہے پس عزرائیل اس میں وارد
ہوا اور بستی کے اطراف میں جو عاریں ہیں اُن کے اندر عزرائیل نے اپنے ایک ساتھی
کو سیاہ چیتے کی شکل دی ہے اور پھر اُسے ایک مقامی عورت کے ساتھ ملوث کر دیا
پس اُس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے یہ دونوں اب جوان ہو

چلے ہیں اور جس طرح عزرائیل اپنے ساتھیوں کو تیار ہاتھ تھوڑا کر کے بقول ان دونوں میں یہ صفت ہے کہ یہ جب چاہیں انسانی صورت میں اور جب چاہیں چیتے کی شکل دھار سکتے ہیں اور ان کی خوراک کا بڑا حصہ چیتے کی طرح شکار کیا ہوا گوشت ہے اور اس پر مزید یہ کہ اس میں جو بڑا کا ہے وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آدم خوری کی طرف زیادہ مائل ہے۔

پس عزرائیل نے ان دونوں کو جی خون خواری اور گناہ کے پھیلاؤ کا ایک ذریعہ بنا کر رکھ دیا ہے اسے یونان میرے حبیب اہم دونوں کو مل کر اب دو بڑے کاسرا بنام رہے ہوں گے اول یہ کہ یہاں سے کوچ کر کے ہمیں اجودھیا شہر کا رخ کرنا ہوگا جہاں رہ کر ہم رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کریں گے اور بدی کی قوتوں سے رام کی حفاظت بھی کریں گے اور اسے یونان رام کو ان شیطانی قوتوں کے خلاف محفوظ کرنے کے بعد پھر ہم مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر اس عزرائیل نے جو مافوق البشریت ہیں بھائی کھڑے کر دیئے ہیں اور جو وحشت اور کابوس بن رہے ہوں گے ہم دونوں جہاں کا رخ کریں گے اور انہیں تلاش کر کے اور ان دونوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایک تو ان کے ذریعے سے بدی کا پھیلاؤ آگے نہ بڑھے گا اور دوسرے لوگ ان کی خونخواری سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

اسے یونان اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اس پر یونان نے فیصلہ کن انداز میں کہا اسے ایلیکا اب نہیں چونکہ تم مجھے پوری تفصیل کے ساتھ حالات بتا چکی ہو لہذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت اجودھیا شہر کی طرف کوچ کروں گا اور وہاں نہ صرف یہ کہ رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کروں گا بلکہ ان شیطانی اور بدی کی قوتوں کے خلاف وہاں رہ کر رام کی حفاظت بھی کروں گا اس پر ایلیکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا آؤ پھر یہاں سے کوچ کریں دیر کا ہے کہ یونان فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے اجودھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اسے یونان جو کچھ گفتگو کر رہا تھا شہر میں عارب اور عزرائیل کے ساتھیوں کے درمیان ہوئی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تم کہو تمہارا کیا جواب میں یونان نے پھر استغناء میں انداز میں پوچھا اسے ایلیکا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ عارب بیوسہ اور نبیطہ اجودھیا شہر میں کہاں اور کس کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور دوسرے یہ کہ عزرائیل اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں ہیں اس پر ایلیکا بولی اسے یونان "عارب بیوسہ اور نبیطہ اس وقت اجودھیا شہر کے مشرقی حصے میں ایک بوڑھی خاتون منتھرا کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور منتھرا نام کی یہ جو خاتون اکیلی ہی ہے اس کا خاوند مرچکا ہوا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔

لہذا عارب بیوسہ اور نبیطہ اسی کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور مزید یہ منتھرا نام کی جو بوڑھی ہے اس کا تعلق اجودھیا شہر کے راجہ دھرت کی رانی لکٹی کے میکے والوں کے قدیم خدمت گروں میں سے ہے لہذا اس منتھرا کا راجہ کے محل میں بھی آنا جانا ہے

سوامی ماحر ہونا حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں اس پر مٹی راج نے ایک بار غور سے باری باری راجہ دھرت اور گرو وشمسٹ کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا اے راجہ میں تیرے پاس ایک سلسلہ میں مدد طلب کرنے کے لیے آیا ہوں اور راجہ دھرت نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

اے مٹی راج لوگ تو اپنے کام ستوارنے میں آپ کی مدد طلب کرتے ہیں حیرت ہے میں کیونکر کر آپ کی مدد کر سکتا ہوں اس پر مٹی راج نے کہا اے راجہ شہر کے نواحی علاقوں میں دوراکشس رہتے ہیں جن کے نام ماریچھ اور صبا جو ہیں اور ان دونوں نے قریبی آبادیوں میں تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے میں اسی خاطر آیا ہوں کہ ان دونوں راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے تم میری مدد کرو۔ راجہ دھرت نے پوچھا اے مٹی راج ان راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے میں کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں اس پر مٹی راج نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے راجہ ان دونوں راکشسوں کو صرف تمہارا بیٹا رام ہی ختم کر سکتا ہے۔

پس تم رام کو میرے ساتھ روانہ کرو تا کہ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں اور اس کی مدد سے ان دونوں راکشسوں کا خاتمہ کروں گا تا کہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو آرام اور چین نصیب ہو۔ مٹی راج کی گفتگو سن کر راجہ دھرت چونک سا اٹھا مٹی راج کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے منت کرنے کے انداز میں کہا اے سوامی راج کمار رام تو ابھی بالک اور بچہ ہے اور ابھی تک اس نے سنار کے اندر زندگی بسر کرنے کا کوئی طریقہ اور تجربہ بھی حاصل نہیں کیا اور پھر وہ میری پہلی اولاد ہے اور اس کی پرورش ایسے لاڈ اور پیار سے کی ہے کہ وہ کیسے اور کیوں کر ماریچھ اور صبا جو نام کے ان راکشسوں پر قابو پا سکے گا۔

اے مٹی راج مجھ پر رحم کیجئے اور ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے راج کمار رام مجھ سے طلب نہ کیجئے دھرت کی اس گفتگو پر مٹی راج نے برہی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے راجہ دھرت تم مجھے دجن اور وعدہ دے کر پھر رہے ہو تم نے میرے ساتھ عہد کیا تھا کہ میری بات مانو گے اور اب کہ جب میں نے راج کمار رام کی مانگ کی ہے تو تم مجھے ٹانے کی کوشش کرنے لگے ہو اس پر راجہ دھرت نے بڑی عاجزی سے کہا اے سوامی ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے میں خود آپ کے ساتھ

ایک روز اچودھیا کا راجہ دھرت اپنے راج محل میں اپنے منتزیروں اور دیگر اہل کاروں کے ساتھ رام کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اچودھیا کے نواح کا ہاراشی و شوامتر وہاں داخل ہوا اُسے دیکھتے ہی راجہ سمیت سب لوگ اُس کی تحزیر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر راجہ دھرت نے مہارشی و شوامتر کو اپنے اور گرو وشمسٹ کے درمیان عزت اور احترام کے ساتھ بیٹھایا گرو وشمسٹ وہی تھا جس نے اپنے آشرم سے راجہ دھرت کو پھکا ہوا پانی مہیا کیا تھا جس کی وجہ سے راجہ کی تین رانیوں کے چار بیٹے ہوئے تھے اور اسی گرو وشمسٹ کے آشرم میں رام اور اس کے بھائی لچھمن بھرت اور شتر وگھن نے پرورش اور جنگی تربیت پائی تھی۔

شوامتر کو اپنے اور گرو وشمسٹ کے درمیان عزت کے ساتھ بیٹھانے کے بعد اچودھیا کے راجہ دھرت نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا اے مٹی راج آج آپ نے اس راج محل کی طرف آنے کے لیے کیسے زحمت کی مجھے حکم دیا ہوتا کہ میں خود آپ کی

جانے کے لیے تیار ہوں اس پر منی راج نے اور زیادہ ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا
نہیں ہرگز نہیں راکشسوں پر قابو پانے کے لیے مجھے صرف تمہارے بیٹے رام ہی کی
ضرورت ہے اس کے علاوہ میں تم سے کسی چیز کی مانگ نہیں کرتا۔

راجہ دہسرت نے پھر منت کرنے کے انداز میں کہا! اے منی راج مجھ پر رحم اور
کریا کریں راج کمار رام کے بغیر میں اس راج محل میں ایک لمحہ بھی نہ رہ سکوں گا اور اگر ان
راکشسوں کے مقابلہ میں رام کو کچھ ہو گیا تو میں خود بھی زندہ نہ رہ سکوں گا اس پر منی راج نے انتہائی
خوف ناک انداز میں راجہ دہسرت کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہا اے دہسرت
تم نے میرے ساتھ کیا یہ عہد توڑا ہے میرے ساتھ بد معاملگی کا سلوک کیا ہے۔
لہذا میں جاتا ہوں پھر باور کھواب آئندہ کے لیے میں تیری شکل تک نہ دیکھوں گا
منی راج غصہ اور خفگی میں زور زور سے پاؤں پٹختا ہوا جاتے ہی لگتا تھا کہ گرو وشنٹ
جو رام اور اس کے بھائیوں کا استاد بھی تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑتے
ہوئے اس نے انتہائی عاجزی میں وشنو امتر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے گرو دیوارحم
کیجئے اور جو کچھ یہ بد معاملگی کا سلوک اس راج محل میں ہوا اُسے فراموش کر دیجئے میں آپ
کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ آپ کے حکم اور آپ کی ہر آگیا کا پالنہ کیا جائے گا۔ پھر
گرو وشنٹ نے راجہ دہسرت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ گرو راج کی شکستوں سے تم واقف ہو ایسا نہ ہو گرو دیو یہاں سے ناراض
ہو کر چلے جائیں اور ان کی ناراضگی اس سارے راج محل کو بھسم کر کے رکھ دے پھر اس
وقت نہ تم رہو گے نہ رام لہذا میرا تم سے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ راج کمار رام کو منی راج
کے ساتھ بھیج دو اور یہی سمجھ کر رام کو منی راج کے ساتھ روانہ کر دو کہ راج کمار رام شادی
کرتے کے لیے منی راج کے ساتھ کوچ کر رہا ہے گرو وشنٹ کی اس گفتگو پر راجہ دہسرت
رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہو گیا لہذا اس نے بڑی انکساری سے منی راج کو
مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سوامی آپ مانگ ہیں راج کمار رام کو اپنے ساتھ لے
جائے آپ کے حکم کے خلاف میں کوئی بات نہ کروں گا راجہ دہسرت کی اس گفتگو پر منی راج
خوش ہو گیا تیزی کے ساتھ وہ مڑا اور راجہ کو اس نے گلے لگایا تھا۔

پھر راجہ دہسرت نے اپنے قریب کھڑے راج کمار رام کو مخاطب کرتے ہوئے

کہا! رام میرے بیٹے تم گرو دیو منی راج کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو خدمت تم سے یہ لینا چاہتے ہیں
اُسے خوشی قبول کرو مجھے امید ہے کہ منی راج کے ساتھ کام کرتے ہوئے تم کامیاب رہو گے۔
راجہ دہسرت جب خاموش ہوا تو رام کے بھائی لچھمن نے بولتے ہوئے کہا اب جب کہ رام گرو دیو
منی راج کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں تو میں یہاں اکیلا رہ کر کیا کروں گا لہذا میں بھی رام کے ساتھ
روانہ ہوں گا تاکہ ضرورت کے وقت اس کا ساتھ دے سکوں اور اس کے دکھ اور تکلیفوں کو
بانٹ سکوں لچھمن کی اس پیش کش پر راجہ دہسرت نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے
کہا۔ ہاں لچھمن میں تمہیں رام کے ساتھ جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی منی راج رام
اور لچھمن دونوں بھائیوں کو لے کر جو دھیا کے راج محل سے روانہ ہو گیا تھا۔

جس وقت منی راج رام اور اس کے بھائی لچھمن کو لے کر جو دھیا کے راج محل سے نکل رہا
تھا اُسی وقت یونان راج محل کے سامنے نمودار ہوا وہ غور سے منی راج رام اور لچھمن کو راج محل
سے نکلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحہ ایلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور بڑی تیزی سے
اس نے کہا! اے یونان یہ جو تین اشخاص راج محل سے باہر نکل رہے ہیں ان میں سے جو
بڑی عمر کا ہے یہی منی راج ہے جس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ مار پکچھ اور صبا تو
نام کے راکشسوں کو صرف رام ہی ختم کر سکتا ہے اور اب یہ منی راج اس راج محل میں داخل
ہوا تھا اور یہاں کے راجہ سے گفتگو کرنے کے بعد اس کے بیٹے رام اور رام کے بھائی لچھمن کو
اپنے ساتھ لے جا رہا ہے یہ دونوں جواں جو اس کے ساتھ ہیں ان میں سے جو مانگی
منی راج کے ساتھ ہے وہ رام ہے اور دوسرا اس کا بھائی لچھمن ہے اب یہ منی راج ان
دونوں کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے تاکہ ان راکشسوں پر قابو پائے جس کے پیچھے عارب
اور عنزازیل کا ہاتھ ہے۔

اس پر یونان نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے ایلیکا اب تم مطمئن
رہو میں بھی اس منی راج اور رام لچھمن کے ساتھ یہاں سے کوچ کرتا ہوں چونکہ یہ تینوں
نیکی اور بھلائی کی علامت ہیں لہذا میں نیکی کے فروغ کے لیے ہر قدم پر اور ہر موڑ پر ان
کی مدد کروں گا اس کے ساتھ ہی یونان پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور منی راج
رام اور لچھمن کے پیچھے ہوا تھا۔

عارب بیوسرا اور نہیٹ منھرا کے گھریں بڑے پرسکون انداز میں اپنے کمرے میں

ندیم

ندیم

بیٹھے ہوئے تھے کہ عزراہیل اُن کے سامنے ظاہر ہوا اور بڑی تیزی سے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز و ہمتیار! امتحان اور تمہاری قوت آزمائی کا وقت آگیا ہے! اے عارب مجھے غور سے سنو اس منی راج کے ذہن میں جو تم نے یہ بات ڈالی تھی کہ مارے پچھ اور صبا حوام کے راکشسوں پر صرف رام ہی قابو پاسکتا ہے تو وہ منی راج جو دھیا کے راجہ دھرت کے پاس گیا اور اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے وہ اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ بھیج دے اب منی راج رام کو اپنے ساتھ لے کر راج محل سے روانہ ہو گیا ہے تاکہ اُن راکشسوں پر قابو پائے اور رام کے ساتھ ضد کر کے اُس کا بھائی چچن بھی منی راج کے ساتھ ہی ابو دھیا سے کوچ کر گیا ہے۔

ایک اور بات میرے عزیز و ہمتیار! میرے زیادہ توجہ کی طلب ہے وہ یہ کہ یوناف بھی ابو دھیا شہر میں نمودار ہوتے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ بھی ایلیکا کے ساتھ کہیں رام چچن اور منی راج کی مدد پر آمادہ ہو جائے لہذا اے میرے عزیز و آؤ ابو دھیا کے نواحی علاقوں کا رخ کریں اور رام کے مقابلے میں اُن راکشسوں کی مدد کریں عزراہیل کے اس انکشاف پر عارب جو سوسہ اور بیٹھ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ عزراہیل کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

منی راج رام اور چچن کو لے کر اس کو ہستانی سلسلہ کی طرف جاتا ہے جس کے اندر ایک راکش کی رہائش ہوتی ہے اور جہاں سے وہ نکل کر خون خواری کے علاوہ بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتا ہے تو وہ اس کو ہستانی سلسلہ کے پاس آکر کھڑے ہوتے ہیں تو اُن سے ذرا فاصلے پر یوناف بھی نمودار ہوتا ہے اس موقع پر ایلیکا نے یوناف کی گردن پر بس دیا اور کہا اے یوناف عارب جو سوسہ اور بیٹھ کے علاوہ عزراہیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس راکشس کی مدد کے لیے پہنچ چکا ہے جس کے مقابلے کے لیے یہ منی راج رام کو یہاں لے کر آیا ہے پس اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر یوناف نے مدہم دھیمی اور راز دانہ آواز میں کہا!

اے ایلیکا اس مقابلے کے دوران تم وسط میں رہنا اور جو بھی حملہ اُس راکشس یا عزراہیل کی طرف سے کیا جائے اُسے تم ناکام بنا کر رکھ دینا یہ بھی اپنے ذہن میں رکھنا جب راکشس یا عزراہیل یا اُس کے ساتھی یا عارب جو سوسہ اور بیٹھ کی طرف سے جب کوئی کاروائی رام کو نقصان پہنچنے کے لیے کی جائے گی تو اے ایلیکا میں رام کی طرف سے تیرے چلاؤں گا پس تم

اُسی تیر کو واسطہ دریم بنائے ہوئے اُن شیطانی قوتوں کے سارے حلوں کو ناکام بنا دینا۔ اس پر ایلیکا نے اپنی کھنکھتی اور گونجتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب! تم بے فکر رہو جس خواہش کا تم اظہار کر رہے ہو میں یقیناً ایسا ہی کروں گی! ایلیکا کے ساتھ یہ معاملہ طے کرنے کے بعد یوناف اُس جگہ آیا جہاں منی راج رام اور چچن کھڑے ہوئے تھے یوناف کو وہاں اچانک دیکھ کر منی راج رام اور چچن کچھ پریشان سے ہو گئے تھے پھر منی راج نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے منش! تو اچانک کہاں سے نمودار ہوا ہے تو کون ہے اور یہاں اچانک تیرے نمودار ہونے کا کیا مقصد اور کیا مطلب ہے اُس پر یوناف منی راج کے نزدیک ہوا پھر اُس نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز و میرے متعلق جاننا تمہارے لیے اس قدر ہی کافی ہے کہ میں نیکی کی ایک علامت ہوں اور تم چونکہ تینوں نیکی کے فروغ کے لیے نکلے ہو لہذا میں تمہارا ساتھ دوں گا آؤ جس راکشس کے قاتمہ کے لیے مل کر کام کیا جائے اُس راکشس کے ساتھ شیطانی اور بدی کی قوتیں بھی ہیں بدی اُن کی قوتوں پر قابو پانے کے لیے اے میرے عزیز و میں پوری پوری طرح بھی تمہارے ساتھ ہوں اور میں تم تینوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آج اس کو ہستانی سلسلہ کے اندر ہم سب مل کر بدی کی قوتوں کو اپنے سامنے ذیل رٹوا کر کے رکھ دیں گے۔

اے میرے عزیز و اسطثن رہنا اور کسی طرح کی گھبراہٹ اپنے اوپر طاری نہ ہونے دینا اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ ایک مافوق البشریت انسان کی حیثیت سے موجود ہوں اور ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا ذرا رگ کر یوناف نے اس بار رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام جب راکشس یا اُس کی مددگار قوتیں تم لوگوں کے سامنے نمودار ہوں اور وہ تم پر کسی بھی طرح کا حملہ کریں تو اُس کے جواب میں تم تیر چلا دینا اور پھر دیکھنا کہ میری سری قوتیں کسی طرح تمہارے تیروں کو ذریعہ اور آڑ بنا کر شیطانی قوتوں کے سارے ہی حلوں کو ناکام بنا دیتی ہیں۔

یوناف کی گفتگو پر منی راج نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے اجنبی اگر تم نیکی کی علامت ہو تو پھر یہ ہماری خوش بختی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو پر اے منش! تم نیکی کی علامت ضرور ہو پھر اس کے علاوہ تمہارا کوئی نام بھی تو ہو گا اس پر یوناف نے کہا اے منی راج میرا نام یوناف ہے اور آج کے دن دیکھنا میں کیسے اس راکشس پر تم تینوں کو کامیاب رکھتا

یونان نے ابھی اپنی گفتگو ختم ہی کی تھی کہ اُن کے سامنے والے کوہستانی سلسلہ کی ایک قدرے کم بلندی والی چوٹی پر ایک انتہائی دراز قدریہ پیکر امدید بہیبت انسان نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منی راج نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ وہی راکش ہے جس کے خاتمہ کے لیے میں تم لوگوں کو اس طرف لایا ہوں استے میں اُس راکش نے ایک چٹان ناپتھر کو ہاتھ ڈالا شاید وہ اسے اٹھا کر منی راج اور رام دلچسپی پر دے مارنا چاہتا تھا کہ استے میں یونان نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام اپنی کمان پر تیر چڑھا لو میرے خیال میں یہ راکش ایک چٹان ناپتھر کو اٹھا کر تمہاری طرف پھینک دے گا۔

نہیں جوں یہ پتھر تمہاری طرف پھینکے تو اپنی کمان پر چڑھا ہوا تیر چلا دینا اور تم دیکھو گے وہ تیر اُس چٹان سے ٹکرائے گا اور وہ چٹان تمہاری طرف آنے کے بجائے فضا کے اندر ہی پاش پاش ہو کر رہ جائے گی اُس راکش نے اُس چٹان کو اپنے دونوں بازوؤں پر اٹھایا اور اُن کی طرف دے مارا اسی وقت رام نے بھی تیر چلا دیا تھا پس وہ چٹان اور تیر فضا کے اندر ہی ٹکرائے اور چٹان پاش پاش ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ راکش پہلے پر کھڑا ابھی تک فضا کے اندر یہ رہتا ہونے والے اس خرق عادت اور فوق البشریت حادثے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یونان نے پھر رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام یہ راکش اپنے پھینکے ہوئے پتھر کو فضا کے اندر پاش پاش ہوتے دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑا ہے پس اس موقع سے فائدہ اٹھاؤ ایک اور تیر اپنی کمان میں ڈالو اور اس راکش کو صدف بنا کر چلا دو پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے یونان کے اس مشورے پر رام نے فوراً تیر اپنی کمان میں رکھا اور اُس راکش کو صدف بناتے ہوئے اُس نے تیر چلا دیا تھا۔ تیر سیدھا اُس راکش کی چھاتی میں جا کر لگا اور اُس کے دل میں سوراخ کرتا ہوا دوسری طرف جانکلا تھا اور اُس چٹان پر وہ راکش تڑپ تڑپ کر ختم ہو گیا تھا اس کے بعد منی راج اور رام دلچسپی کو اپنے آئینہ کی طرف لے گیا تھا اور وہاں پر یونان اور ابلیکا کی مدد سے دوسرے راکش کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

یونان رام اور دلچسپی کو منی راج کے پاس رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ ایک روز مٹھلا کے راجہ جنگ کی طرف سے ایک قاصد منی راج کے پاس آیا اور اُس نے منی راج کو یہ اطلاع کی کہ مٹھلا کے راجہ جنگ کی حسین و جمیل بیٹی سیتا کا سوئمبیر چاہا جا رہا ہے اور اس سوئمبیر میں راجہ جنگ نے منی راج کو بھی دعوت دی ہے پس اس بلا دے پر منی راج رام اور دلچسپی کو ساتھ لے کر اُس قاصد کے ساتھ راجہ جنگ کے مرکزی شہر مٹھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ یونان بھی اس سفر میں ان کا ساتھ دے رہا تھا۔

مٹھلا شہر میں آس پاس کی راجدھانیوں کے بے شمار راج کمار اور سورما جوان جمع ہوئے تھے اور ہر ایک کی کوشش اور خواہش یہ تھی کہ وہ راجہ جنگ کی حسین بیٹی سیتا کا سوئمبیر جیت کر اُسے اپنی بیوی بنائے پس سوئمبیر کے روز ایک بہت بڑے میز پر ایک کافی وزنی کمان رکھ دی گئی تھی اور یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو بھی جوان یا راج کمار اس کو اٹھا کر اس کے چلے میں تیر چلا کر دکھا دے راجہ جنگ اپنی بیٹی سیتا کی شادی اس کے ساتھ کر دے گا پس بڑے بڑے سورماؤں اور راج کماروں نے کوشش کی پر کسی سے بھی وہ کمان نہ اٹھایا اس موقع پر یونان رام کے پاس آیا اور انتہائی نرمی میں اُسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

اے رام! اب تم آگے بڑھو اور اس کمان پر ہاتھ ڈالو پس رکھو نیکی کی قوتیں تمہارے ساتھ ہیں مری قوت جو میری قبضے میں ہے اُسے میں نے تمہاری مدد کے لیے لگا دیا ہے اور اُس کی مدد سے تم بڑی آسانی کے ساتھ اس کمان کو اٹھانے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس رام بے دھڑک آگے بڑھا اور اُس نے وہ کمان جو ابھی تک کسی سے بھی اٹھائی نہ گئی تھی بڑی آسانی سے اٹھائی اُس پر سب کو ایک تیر رکھ کر دکھایا پھر یونان دوبارہ اس کے

پاس آیا اور رام سے کہا۔

اے رام اس کمان کو اپنے گھٹنے پر مارو اور پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے رام نے فوراً ایوناف کے کہنے پر عمل کیا اس کمان کو اس نے اپنے گھٹنے پر مارا اور کمان ٹوٹ کر دو حصوں میں بٹ گئی رام کے اس عمل سے وہاں جمع سارے راج کمار اور راجہ بے حد خوش اور مطمئن ہوئے اور ان سب کی موجودگی میں راجہ جنگ نے اپنی جبین و جمیل بیٹی سیتا کا بیاہ رام سے کر دیا تھا۔

رام اور سیتا کے بیاہ کی ابھی خوشیاں ہی منائی جا رہی تھیں کہ مٹھلا شہر میں راجہ جنگ کے راج محل کے اندر ایک اجنبی اور توڑ دہا شخص نمودار ہوا راجہ جنگ شاید اس کو پہلے سے جانتا تھا اس لیے کہ اس کے آنے پر اس نے بڑی گرم جوشی اور تپاک کے ساتھ اس کا سواگت اور استقبال کیا اور پر سورام کے نام سے پکارتے ہوئے اُسے راج محل کے اس کمرے میں داخل ہونے کی پیش کش کی گئی جس کے اندر رام اور سیتا کی شادی کے سلسلہ میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔

لیکن پر سورام کمرے کے دروازے پر ہی کھڑا ہوا اور انتہائی غضب ناک اور قہر آلود انداز میں اس نے راجہ جنگ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ کمان کس نے توڑا ہے اور کس نے سیتا کو جیتا ہے راجہ جنگ سن رکھو جس نے بھی یہ کام کیا ہے وہ میری سزا اور میرے قہر سے بچ نہ سکے گا ان الفاظ پر راجہ جنگ کا خون خشک ہو گیا تھا تاہم اس دوران رام کا بھائی لچھمن آگے بڑھا اور اس نے اُسے پر سورام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ کمان میرے ایک عزیز نے توڑا ہے پر تمہیں اس سے کیا تعلق اور علاقہ لچھمن کے اس سوال پر پر سورام نے برہم ہوتے ہوئے کہا گستاخ جو ان ہے تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کسی تو توں کا مالک ہوں راجہ جنگ میری ذات سے پوری طرح واقف ہے لہذا اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں نیچ میں بول پڑے ہو اس پر لچھمن نے کہا چونکہ کمان توڑے جانے سے میرا بھی تعلق ہے اس لیے میں اس گفتگو میں پڑا ہوں پر سورام نے پھر اسی لہجہ میں پوچھا تم کون ہو اس پر لچھمن نے بلا جھجک کہا میرا نام لچھمن ہے پر سورام نے پھر غصے کی حالت میں پوچھا تیرا تعلق کہاں سے ہے لچھمن نے پھر جواب دیتے ہوئے کہا

میں سورج منی سے تعلق رکھتا ہوں یہ کمان میرے بھائی نے توڑ کر سیتا کو حاصل کیا ہے۔

اس پر پر سورام نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر یہ کمان تمہارے بھائی نے توڑا ہے تو وہ خود کہاں چھپ کر کھڑا ہے تمہیں اس نے سامنے کیوں کر دیا ہے اُسے خود میرے رویہ آکر میرے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے رام سامنے آیا اور پر سورام کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے انتہائی عاجزی میں کہا اے ہمارا راجہ یہ کمان میں نے توڑی ہے اس پر بد سورام نے برہم ہو کر پوچھا پھر تو نے کیسے اس کمان کو اٹھالیا اور کیسے توڑ دیا رام نے پھر ویسے ہی انکساری کے عالم میں کہا بس میں نے تو کمان پر ہاتھ رکھا اور یہ اٹھ گیا اور پھر جونہی میں نے اس کمان کو اپنے گھٹنے پر مارا تو یہ ٹوٹ کر رہ گئی اس پر پر سورام نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کمان رام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اگر تم ایسے ہی بہادر ہو۔ اور اس قدر ہی طاقت ور ہو تو میری یہ کمان ذرا کھینچ کر دکھاؤ۔ رام نے وہ کمان لے لی اور سب کے سامنے اس نے اس کمان کو کھینچ کر رکھ دیا تھا۔ تب وہ پر سورام کچھ شرمندہ ہوا۔ اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے وہاں کھڑے سب لوگ کو مخاطب کر کے کہا۔ اس کمان کو توڑنے والا ہی رام اور میرا نام بھی پر سورام۔ پس دو رام ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد وہ پر سورام گردن جھکا کر راجہ جنگ کے راج محل سے نکل گیا تھا۔

پر سورام کے چلے جانے کے بعد راجہ جنگ نے سکھ اور سکون کا سانس لیا۔ پھر اس نے اپنے قاصد اچودھیا شہر کی طرف روانہ کئے اور رام کے باپ راجہ دھرت کو رام اور سیتا کی شادی کی اطلاع دینے کے علاوہ اس نے راجہ دھرت کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے شہر مٹھلا میں آنے کی دعوت بھی دی۔ رام کا باپ اور اچودھیا کا راجہ دھرت رام اور سیتا کی شادی کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ پس وہ اپنے دونوں بیٹوں، تینوں بیویوں اپنے گرد و شہرت اور چند دیگر منتریلوں اور اراکین سلطنت کے ساتھ اچودھیا سے راجہ جنگ کے شہر مٹھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اچودھیا کا راجہ دھرت جب سب کے ساتھ مٹھلا پہنچا تو رام جنگ کے اہل خانہ اور منتریلوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور ایک جشن کی سی صورت میں انہیں مٹھلا کے راج محل کی طرف لایا گیا۔ سب سے پہلے رام اور سیتا کی شادی پر خوشیاں مناائیں گئیں اس

کے بعد راجہ دہسرت سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد راجہ جنگ نے اپنی چھوٹی بیٹی ارملہ کی شادی پچھن سے اور اپنے بھائی کشن کی ماندوی اور شرت نام کی بیٹی بھرت اور شترگوھن کے ساتھ بیاہ دی تھیں۔ چند روز تک ان شادیوں مٹھلا شہر کے اندر خوشیوں اور جشن کا سماں رہا پھر اجدھیا کا راجہ دہسرت اپنی بیویوں، بیٹوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ مٹھلا سے اپنے شہر اجدھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

مٹھلا شہر سے واپسی پر یونات جب اجدھیا شہر میں داخل ہوا تو اہلیکا نے اس کی گردن پر بس دیا اور ساتھ ہی اس کی آواز بھی یونات کی سماعت سے ٹکرائی۔ یونات، یونات، عزراہیل ان دونوں ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ مسائل کھڑے کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہند کی سرزمین میں اس نیکی کی علامت رام کو زیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں نیرو جھیل کے آس پاس کی بستیوں کے اندر زراور مادہ چیتوں کے ذریعے خوف و ہراس اور خونخواری و تباہی پھیلا رکھی ہے۔ یہ دونوں زیادہ پچھتے پیدا تو انسان میں ہی ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ عزراہیل کے ایک ساتھی کیشل سے میں جس نے جیتے گا روپ و حار اتھا۔ اور ایک عورت کے ساتھ طوط ہوا تھا۔ لہذا یہ زراور مادہ پیتے اپنی مرضی کے مطابق جب ہا میں انسانی اور پچھتے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

وہاں کے مقامی لوگ ان بستیوں کی خونخواری سے تنگ اور بیزار بھی ہیں مگر جیتے کا شمار وہاں کے لوگوں کے لیے ایک معمولی کام ہے۔ لیکن یہ پچھتے غیر معمولی ہیں اور ہر خطرے کے وقت اپنا روپ بدل کر انسانوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مقامی لوگ ان پر قابو پانے میں ناکام ہیں اور پچھتے اپنی مرضی کے مطابق آدمخوری کرنے پر آزاد ہیں، یونات امیرے عزیز امیر ارادہ تھا کہ رام کو شیطان قوتوں سے محفوظ کرنے کے بعد ہم دونوں مغربی افریقہ کے وسطی حصوں میں جھیل گلوکارخ کر لیں گے اور وہاں نئی نوع انسان کو چیتوں کی اس بیخار اور آدمخوری سے نجات دلائی پھر ایسا لکھا ہے قدرت کو بھی ایسا منظور نہیں ہے اس لیے کہ عزراہیل نے ہمارے لیے ایک اور بڑا مسئلہ کھڑا کر کے رکھ دیا ہے۔

یونات تجسس اور فکر مندی میں پوچھا اے اہلیکا! اس نامراد اور بد بخت و ملعون عزراہیل نے اب ہمارے لیے کیا نیا مسئلہ کھڑا کیا ہے۔ اس پر اہلیکا لولی۔ اے یونات! تم جانتے

ہو کہ بنی اسرائیل واحدانیت کی پیروی کرتے ہوئے فلسطین کے اندر ایک بڑی قوت کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدل کرنا شروع کر دی اور عزرائیل نے انہیں شرک میں ملوث کر کے رکھ دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل واحدانیت اور خدا کے واحد کو فراموش کر کے اس پاس کی اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مشغول ہو گئے۔ سب سے زیادہ بھل دیوتا اور عشتار دیوی نے ان کے اندر فروغ پایا۔ ان ہی دونوں بنی اسرائیل کے اندر قاضی مقرر ہونا شروع ہو گئے۔ اور یہ قاضی نہ صرف بنی اسرائیل کے اندر ایک طرح کے حکمران ہوتے ہیں بلکہ یہ بنی اسرائیل کے تعینہ طلب امور کا فیصلہ کرنے کے علاوہ انہیں صرف خدا کے واحد کی عبادت کرنے کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

اسے یونان اس سے قبل ایک شخص آہود بنی اسرائیل کا قاضی تھا اور اس آہود نے بنی اسرائیل کو دو آبیوں کی غلامی اور یلغار سے نجات دی تھی۔ اب ایک عورت بنی اسرائیل کی قاضی مقرر ہوئی ہے۔ یہ عورت انتہائی خوب صورت اور نیک و صالح ہے۔ اس کا نام دبورہ ہے اور اس کے شوہر کا نام نفیدوت ہے۔ اب عزرائیل دبورہ نام کی اس قاضی عورت کے خلاف حرکت میں آیا ہے اور اس نے کنعانیوں کے بادشاہ یابین کو بنی اسرائیل کے خلاف ابھارا ہے اور اسے یہ ترغیب دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی قاضی عورت دبورہ کو قتل کر کے بنی اسرائیل کے علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنا غلام بنائے۔ عزرائیل کی اس ترغیب پر کنعانیوں کے بادشاہ نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے اور انہیں اپنا غلام بناتے کے لیے کنعانیوں کے بادشاہ نے لوہے کی نوسورتیں تیار کی ہیں۔

اولے یونان نیوں کے اس بادشاہ یابین نے اپنی سلطنت کے ایک سب سے

لے ماخوذ از قوائت

لے توریت کے مطابق یہ عورت واحد اور بیت اہل کے درمیان بیٹھی اور بنی اسرائیل کے فیصلے کرتی ہے۔

لے دبورہ کے اس شوہر کا نام توریت سے لیا گیا ہے۔

لے کنعانیوں کا بادشاہ انتہائی جنگجو تھا اور حدود شہر میں اس نے بنی اسرائیل کے غلات جنگی تیاریاں شروع کر رکھی تھیں۔

بہادر اور طاقتور جوان سیرا کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنایا ہے۔ اور حروست شہر کو اس نے اپنی جنگی تیاریوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔ اور یہیں سے نکل کر وہ عنقریب بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ بھی یابین اور اس کے جرنیل سیرا کی جنگی تیاریوں سے غافل نہیں ہے۔ کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس نے بھی بنی اسرائیل کا ایک لشکر تیار کیا ہے۔ اور ایک اسرائیلی جوان کہ نام جس کا برق ہے اسے بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کیا ہے۔ پھر اسے یونان دبورہ اور برق کے لشکر کی قوت اور تعداد یابین اور سیرا کے لشکر کے سامنے تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور پھر یابین کے لشکر کی نوسورتوں کی رتھوں نے یابین کے لشکر کو ایک طرح سے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دیا ہے۔

اسے یونان پہلے میلارادہ تھا کہ ہند کی اس سرزمین میں رام کی مدد کرنے کے بعد ہم ان آدم خور اور فوق الفطرت چیتوں کا قلعہ قمع کرنے کے لیے مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رخ کریں گے۔ لیکن اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ہم ارض کنعان کا رخ کریں اور وہاں کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اور اس کے سالار برق کی مدد کر کے باطل کے خلاف حق اور بدی کے خلاف خیر کی مدد کریں۔ یہاں ہند کی سرزمین میں ہم نے رام کے مقابلے میں عزرائیل کی ساری کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ لہذا اسے میرے عزیز اور فلسطین کے شہر بیت اہل کی طرف کوچ کریں اور دبورہ کی مدد کریں۔ اہلیکا کے خاموش ہونے پر یونان نے پرسکون لیجے اور اطمینان بخش انداز میں کہا۔ اے اہلیکا میں مکمل طور پر تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ سیتا سے شادی کے بعد رام اب پرسکون زندگی بسر کرنا شروع کر دے گا۔ لہذا آؤ ہم دونوں حتی پرستی کی خاطر ارض کنعان کا رخ کریں اس کے ساتھ میں یونان اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

توریت میں کنعانیوں کے اس جرنیل کا نام سیرا ہی تحریر ہے۔
لے توریت میں بھی کنعانیوں کے بادشاہ یابین کی ان نوسورتوں کی رتھوں کا ذکر ملتا ہے۔

کشت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی وہاں بیٹھو۔ میں تمہارے اور اپنے شوہر کے درمیان ساری گفتگو سنی چکی ہوں۔ پھر اپنی گفتگو کے دوران نہ تم نے اپنا نام بتایا ہے اور نہ ہی تم نے یہ انکشاف کیا ہے کہ تمہارا تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ یونان نے خوشگوار بچے میں کہا۔ اے معزز و صالح خاتون! میرا نام تو یونان ہے اور اشد کی یہ ساری زمین تو انسان کیلئے اپنے رب اور اس کی وحدانیت کی پہچان کے لیے ایک نشانی اور نعمت ہے یہ ساری سرزمین ہی میرا ٹھکانہ ہے۔ میں وہاں پہنچتا ہوں۔ جہاں گناہ اور بدی جنم لیتے ہیں اور وہاں میں نیکی اور خیر کے فروغ اور نمود کے لیے کام کرتا ہوں۔ دبورہ نے حیرت سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن تم اکیلے بدی کے استاد اور نیکی کی رونق کے لیے کیا کر سکتے ہو؟

اس موقع پر یونان نے سرگوشی اور بڑبڑاہٹ کے سے انداز میں ایلیکا کو پکارا اور جب ایلیکا نے اس کی گردن پریس دیا تب یونان نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔ اے ایلیکا! ذرا ان دونوں میاں بیوی کے سامنے اس کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑھے اُتر رہے کی صورت میں کی ستون کی طرح نمودار ہوتا کہ انہیں یقین آئے کہ میں ان کے لیے اور نیکی کی جلا اور روشنی کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ ایلیکا فوراً یونان کی گردن پریس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔ اور پھر چند ہی ساعتوں بعد وہ کمرے کے ایک کونے میں ستون کی طرح کھڑے ایک ایسے اُتر رہے کی صورت میں نمودار ہوئی۔ جو بار بار اپنی زبان نکال کر زمین تک پھیلاتا تھا اور اس کے منہ سے بھی کی طرح آگ نکل رہی تھی۔ اس اُتر رہے کو دیکھتے ہی دبورہ اور لغیدوت دونوں میاں بیوی ڈر کے مارے بری طرح چیخنے چلانے لگے تھے۔ ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں یونان نے کہا: اے ایلیکا! لوٹ آؤ اتنا ہی کافی ہے۔

کمرے کے کونے میں نمودار ہونے والا وہ اُتر رہا فوراً وہاں سے غائب ہو گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے یونان کی گردن پریس دیکر ایلیکا وہاں پر سکون ہو گئی تھی۔ دبورہ تھوڑی دیر تک سنبھلی پھر اس نے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے خوف اور دہشت ملی ملی آواز میں پوچھا۔ یہ ہونک اُتر رہا کیسا تھا جو ابھی ابھی میرے دیوان خانے کے اس کونے میں نمودار ہوا تھا۔ جو اپنی زبان پھیلا کر زمین تک جا رہا تھا اور اپنے منہ سے آگ کے بجھو کے نکال رہا تھا۔ دبورہ کی اس دہشت اور خوف پر مخطوطہ ہوتے ہوئے یونان نے کہا!

بیت اہل کے شہر میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اپنے دیوان خانے میں اپنے شوہر لغیدوت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر دستک ہوئی لغیدوت نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولا تو یونان سامنے کھڑا تھا۔ لغیدوت چند ثانیوں تک بڑے غور و انہماک سے یونان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے یونان سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ اے دیو پیکر اور کوہ قامت انسان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہماری جان پہچان کے لوگوں میں نہیں اور یہ کہ تو نے کسی غرض کے تحت ہمارے دروازے پر دستک دی ہے۔ کیا تو ہماری بیوی سے انصاف کا طلب گار ہے یا تو کوئی اجنبی اور مسافر ہے اور پناہ کا خواہش مند ہے۔ لغیدوت کے خاموش ہوتے پر یونان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو اے شخص تیرا نام لغیدوت ہے اور تو بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ کا شوہر ہے۔ اس پر لغیدوت نے ہلکے ہلکے سکراتے ہوئے کہا، تیرا اندازہ درست ہے۔ میں یقیناً دبورہ کا شوہر لغیدوت ہی ہوں! یونان پھر لولا۔ اے لغیدوت تو پھر سنو۔ میں ان سرزمینوں کے اندر نہ تو اجنبی ہوں اور نہ ہی مسافر۔ نہ انصاف کا طلب گار ہوں اور نہ ہی پناہ کا خواہش مند ہوں میں تو صرف دبورہ سے ملنا چاہتا ہوں اور کنعانوں کے بادشاہ یا مین کے مقابلے میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اندر آنے کو نہ کہو گے کہ میں دبورہ سے مل سکوں۔ لغیدوت فوراً دروازے سے ایک طرف ہٹتا ہوا، بولا۔ تم ضرور اندر آؤ۔ جس ارادے سے تم آئے ہو اس پر تو میں اس گھوٹ میں نہیں خوش آمدید کہتا ہوں آؤ اندر آؤ میری بیوی دبورہ اس وقت دیوان خانے میں ہی ہے۔

لغیدوت کے کہنے پر یونان دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اندر بیٹھی ہوئی دبورہ نے سامنے

اے خاتون! یہ اثر دہا ان قوتوں میں سے ایک قوت ہے جنہیں میں نیکی کی نمود اور خیر کی تائید کے لیے استعمال کرتا ہوں۔ دہرہ نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے پوچھا، تو کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ اور بھی ایسی قوتیں ہیں؟ یونات نے پھر ویسے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں میرے پاس اور بھی ان گنت سری قوتیں ہیں جنہیں ضرورت کے وقت نیکی اور خیر کے لیے استعمال کرتا ہوں۔

دہرہ اور اس کے شوہر بغیدوت کا خوف اور خدشہ اب کچھ قدر رفع ہو گیا تھا۔ اس لیے دہرہ نے اب موضوع سخن بدلا، اور یونات سے پوچھا۔ اب بتاؤ کتنا یوں کے بادشاہ یا مین کے مقابلے میں تم کس طرح ہماری مدد کر سکتے ہو۔ یونات نے نرم لہجے میں کہا۔ اے خاتون! تم پہلے اپنے لشکر کے سالار برق کو یہاں مار ڈالو۔ پھر اس کی موجودگی میں اپنا سالار لاکھ مل میں تم لوگوں کے سامنے پیش کروں گا تاکہ سپہ سالار کی حیثیت سے برق کو بھی خبر ہو کہ کتنا یوں کے سپہ سالار سیرا کے مقابلے میں اس نے کیسے اور کیا کام سر انجام دیئے ہیں۔ دہرہ نے حیرت اور تعجب کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے یونات تم میرے سالار برق کو کیسے جانتے ہو؟ یونات نے اسے ٹٹلنے کے انداز میں کہا۔ اے خاتون! اس سے فرض نہ رکھو کہ میں برق کو کیسے جانتا ہوں۔ بس تم اسے یہاں طلب کرو۔ اے خاتون! تم دیکھو گی کہ میں تمہاری ہی بہتری اور کامیابی کی خاطر تمہارے سامنے اس سے بھی بڑے بڑے انکشاف کروں گا۔

دہرہ نے اپنے شوہر بغیدوت کی طرف دیکھا اور اسے برق کے بلانے کے لیے کہا۔ اس پر بغیدوت فوراً اٹھ کر دیوان خانے سے باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بغیدوت پھر لوٹ کر آیا اور اپنی بیوی دہرہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ میں نے اپنے خدام میں سے ایک کو برق کی طرف روانہ کر دیا ہے کہ وہ اسے بلا کر لائے۔ اور ساتھ ہی میں نے اسے یونات کے متعلق معلومات بھی بتادی ہیں تاکہ وہ یہ معلومات برق تک پہنچا دے۔ اس طرح برق آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ یہ یونات کتنا یوں کے بادشاہ یا مین کے خلاف ہماری کس قدر مدد کر سکتا ہے۔ دہرہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہی۔ اس طرح وہ تینوں برق کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق دہرہ کے اس دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کی آمد پر دہرہ نے یونات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے یونات! یہ برق ہے۔ بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار! اس پر برق فوراً یونات کی طرف بڑھا اور بڑے پرجوش انداز میں اس نے یونات کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر وہ یونات کے قریب ہی بیٹھتا ہوا بوللا جو شخص مجھے بلانے گیا تھا۔ اس نے مجھے آپ کی توصیت اور آپ کی مافوق الفطرت اور سری قوتوں سے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ آپ کون سا ایسا طریقہ استعمال کریں گے کہ کتنا یوں کے بادشاہ یا مین اور اس کے سپہ سالار سیرا کے مقابلے میں ہمیں فتح مندی ہو جب کہ آپ جانتے ہونگے کہ سیرا کے لشکر کی تعداد ہمارے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یونات نے برق کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ سیرا کا لشکر صرف تعداد میں ہی تمہارے لشکر سے زیادہ نہیں ہے بلکہ سیرا کو تمہارے لشکر پر ایک اور بھی فوقیت حاصل ہے۔

برق نے جھٹ پوچھ لیا۔ آپ کا اشارہ کس فوقیت کی طرف ہے۔ یونات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ فوقیت یہ ہے کہ سیرا کے لشکر میں نو سو لوہے کی رتھیں شامل ہیں جب کہ تمہارے لشکر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اے برق! میں نہیں ان رتھوں پر قابو پانے کا ایک آسان طریقہ بھی بتاتا ہوں۔ سنو مجھے غور سے سنو اور جو کچھ میں کہنے والا ہوں۔ اگر تم اس پر صحیح طور پر عمل کرو گے تو سیرا کے مقابلے میں تم ضرور کامیاب رہو گے اور اس کی لوہے کی رتھیں تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی۔ سنو برق! کتنا یوں کا سپہ سالار سیرا اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ حروست شہر میں ٹھہرا ہوا ہے اور اگر وہ حروست شہر سے نکل کر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو اسے ان علاقوں کی طرف آنے کے لیے کوہستان تبور کے پاس سے گزرتا ہو گا۔ اور تم جانتے ہو برق کہ کوہستان تبور اسرائیلی حدود کے اندر ہے۔ اور اس کے

لے کوہستان تبور اور اس کے ساتھ قلیون نام کی ندی سے متعلق تفصیلات تو ریت سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ برق اور سیرا کی اس جنگ کا بھی تو ریت کے اندر تفصیل کے ساتھ ذکر ملتا

ہے۔

اس کے جانے کے بعد یونان نے دبورہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

اے غلام! میں اب جاتا ہوں۔ اور پرہیز میں بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تہور کی طرف روانہ ہونگا۔ دبورہ نے استفہامیر انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: تم کہاں جاؤ گے۔ کس جگہ قیام کرو گے اور کہاں سے نکل کر تم ہمارے لشکر میں شامل ہو جاؤ گے۔ یونان بولا۔ اے خاتون! میں بیعت ایل کی کسی سرے میں قیام کروں گا اور وہیں سے نکل کر میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جاؤں گا۔ دبورہ نے انتہائی ہمدردی اور نرمی میں کہا: اے ہمارے ہمدرد بھائی! اب تم بنی اسرائیل کے محسن اور مربی ہو۔ لہذا ہم کیسے پسند کریں گے کہ بنی اسرائیل کا محسن ہمارے گھروں کے بجائے بیت ایل کی کسی سرے میں قیام کرے۔ سو اے میرے بھائی! تمہارا قیام ہمارے گھر میں ہوگا۔ اور یہیں سے میرے ساتھ نکل کر تم بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تہور کی طرف کوچ کرو گے۔ اب تم میرے شوہر کے ساتھ اسی دیوان خانے میں بیٹھو جیسا کہ تمہارے مکان کا بندوبست کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی دبورہ اٹھ کر دیوان خانے سے چلی گئی تھی جب کہ دبورہ کا شوہر بغدوت اور یونان آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

ساتے دشمن کے علاقے کی طرف ایک وسیع میدان ہے۔ اور اس میدان کے ایک طرف طویل کوہستانی سلسلہ ہے اور دوسری طرف قلیون نام کی وہ ندی جس کے اندر ہمہ وقت انسان کو بہا لے جانے والا پانی بہتا ہے۔

اے برقی اب تم ایسا کرنا کہ دو ایک روز تک تم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر پھر کوہستان تہور سے متصل اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو جاؤ۔ اور اپنے لشکر کا پڑاؤ تم کوہستان تہور کے اوپر رکھنا۔ اور کوہستان تہور کے سامنے جو کھلا میدان ہے وہی میدان میدان جنگ بنے گا۔ اس میدان کے ایک طرف تو ندی ہے جس کے پار سیرا کے لشکریوں کے جانے کو حوالہ ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور اس میدان کے دوسری طرف ایک لہیا کوہستانی سلسلہ ہے۔ پس تم ایک ہزار اچھے تیر انداز مجھے دے دینا میں ان تیر اندازوں کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے پر گھات لگا کر بیٹھ جاؤں گا۔ میں لوہے کی رتھوں کو تباہ و برباد اور ان کے اندر سوار سیرا کے لشکروں کو تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دوں گا اور یوں اے برقی میں تمہاری فتح کو یقینی بنا کر رکھ دوں گا۔ برقی نے ایک طرف سے حیرت اور شگوک بھری نگاہوں سے یونان دیکھا اور پوچھا۔ اے ہمارے محسن! لوہے کی وہ رتھیں کیسے تباہ ہوں گی اور کس طرح میں سیرا کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جاؤں گا اس پر یونان نے اُسے سمجھانے کے انداز میں کہا: تو یہ نہ پوچھ کہ یہ کام کیسے ہوگا۔ بس تو یہ یقین رکھ کہ یہ کام میں تیرے لئے کر دوں گا۔ اس بار برقی نے دبورہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے محترم خاتون! تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ تم کوہستان تہور پر پڑاؤ کے اندر رہنا۔ تمہارے وہاں ہونے سے ہمارے لشکر میں نہ صرف برکت ہوگی بلکہ بنی اسرائیل کے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند رہیں گے۔ پس اے خاتون! تم بھی لشکر میں شامل ہو کر ہمارے ساتھ چلو۔ دبورہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا: ہاں میں ضرور شکر کے ساتھ چلوں گی۔ اب تم جاؤ اور اپنے لشکر کے ساتھ پرہیز میں سے کوہستان تہور کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل کر لو۔ اس کے ساتھ ہی برقی وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا

لے۔ جر قینی نام کا شخص مرنے کے سارے جاب کی نسل سے تھا۔ اور اس کی بیوی یاعیل ایک نیک ولی اور بنی اسرائیل کی وفادار خاتون تھی۔ رماخوز از توریت باب قصاۃ۔

لے۔ توریت میں ہی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ برقی نے دبورہ کو لشکر کے ساتھ چلنے کی انہاس کی تھی۔

تھا جب کہ یونان بنی اسرائیل کے ایک ہزار بے خطا تیر اندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں طرف کے کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیرانے حملے کی ابتداء کی۔ اپنے لشکر کے آگے آگے اس نے لوہے کی نو سو رتھوں کو رکھا۔ ان رتھوں کو عمدہ قسم کے طاقتور گھوڑے کھینچ رہے تھے اور ان رتھوں کے اندر بہترین تیر انداز اور تیغ زن سوار کئے گئے تھے۔ اور لوہے کی ان نو سو رتھوں کے پیچھے پیچھے سیرانے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا۔ دوسری طرف برق نے بھی اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا لیکن اس کے آگے بڑھنے کی رفتار سست اور نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور ایسا وہ یونان کے کہنے پر کر رہا تھا۔

کنعانیوں کے سپہ سالار کی نو سو لوہے کی رتھیں۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی آگے بڑھی تھیں کہ یونان حرکت میں آیا اور اس نے چٹان نما بڑے بڑے پتھر اٹھا کر سیرانے کی رتھوں پر پھینکنا شروع کر دیئے تھے۔ یونان کی طرف سے بڑے بڑے ان پتھروں کی بارش کے باعث سیرانے کے لشکر کی کئی رتھیں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ رتھوں کے گھوڑے یک کر رتھوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے اندر سوار تیغ زن اور تیر انداز اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔ جب کہ ان بھاگتے کنعانیوں پر یونان نے بنی اسرائیل کے تیر اندازوں کو تیر اندازی کا حکم دے دیا تھا۔ یونان کے حکم پر جب بنی اسرائیل کے ایک ہزار تیر اندازوں نے لوہے کی رتھوں سے گر کر ادھر ادھر بھاگتے ہوئے کنعانیوں پر تیر اندازی کر کے انہیں اپنے تیروں سے پھینکنا شروع کیا تو میدان جنگ کے اندر ایک شور اور دواویلا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور میدان جنگ کے اندر افراتفری کا سا عالم برپا ہو گیا تھا۔

اس افراتفری میں یونان کی طرف سے برستے ہوئے بڑے بڑے پتھر اور تیر اور زیادہ اضافہ کر رہے تھے۔ لوہے کی رتھیں جو ابھی تک آگے بڑھ رہی تھیں۔ ان کے سواروں اور ہانکنے والوں نے جب دیکھا کہ ان کے آگے ان کے لشکر کی رتھیں بڑے بڑے پتھروں کے باعث مکمل طور پر بنا کارہ اور برباد ہو گئی ہیں تو انہوں نے بدحواسی کے عالم میں اپنی رتھوں کو واپس موڑ لیا تھا۔ اور بدحواسی و افراتفری کے ان ہی لمحوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنی اسرائیل کے سپہ سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اب ایک تو اچانک بنی اسرائیل کے حملہ کا خوف دوسرے بائیں طرف سے برستے بڑے

تیسرے روز بنی اسرائیل کے سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا یونان اور بنی اسرائیل کے قاضی خاتون دبورہ بھی اس کے لشکر میں شامل ہے۔ آخر برق نے اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے پیش قدمی کی اور کوہستان تور کے اوپر جا کر اس نے اپنا پڑاؤ لگایا اس دوران ایک شخص نے بنی اسرائیل کے ساتھ غداری کی۔ اس شخص کا نام جبرقینی تھا اور یہ شخص کوہستان تور کے قریب ایک بستی میں رہتا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیرانے کے ساتھ اس جبرقینی کے تعلقات تھے۔ اور یہ سیرانے کو بنی اسرائیل کی خبریں پہنچایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کنعانی سپہ سالار سیرانے کا جبرقینی کے ہاں آنا بھی جبرقینی کی بیوی یا عیسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ اپنے شوہر جبرقینی کی غداری اور جاسوسی کو ناپسند کرتی تھی لیکن وہ بچاری مجبور تھی۔ اپنے شوہر کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکتی تھی۔ اس لیے فاموشی کے ساتھ جبرقینی کے ساتھ گزر بسر کر رہی تھی۔

پس جبرقینی نے فوراً کنعانی سپہ سالار سیرانے کو حروست شہر جا کر خبر کر دی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کنعانیوں کے خلاف اس سے پہلے ہی حرکت میں آ گیا ہے اور یہ کہ بنی اسرائیل کا سردار برق اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان تور تک آپہنچا ہے اور وہاں اس نے پڑاؤ کر لیا۔ یہ خبر پا کر سیرانے بڑا براؤ و خستہ ہوا۔ اس نے فوراً حروست شہر اسے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اور برق رفتاری کے ساتھ وہ پیش قدمی کرتا ہوں برق کے سامنے کوہستان تور کے متصل میدانوں میں نمودار ہوا اور وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خمیہ زن ہو گیا تھا۔

دوسرے روز کنعانیوں کے سپہ سالار سیرانے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ دوسری طرف برق بھی یونان کے اشاروں اور اس کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا، اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستان تور سے اترا اور سیرانے کے سامنے اس نے اپنے لشکر کو صف آرا کیا، اپنے لشکر کا پڑاؤ اس نے کوہستان تور کے اوپر ہی رہنے دیا

بڑے پتھروں کے طوفان نے کنعانیوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور سب سے بڑا نقصان کنعانیوں کو یہ ہوا کہ ان کی واپس لوٹتی ہوئی رتھوں کے گھوڑے برستے پتھروں اور تیروں سے ایسے بدر کے کہ لوہے کی رتھیں اپنے ہی لشکریوں کو روندھتی ہوئی نکل گئی تھیں۔

بنی اسرائیل کے اس اچانک حملے اور اپنی رتھوں کے واپس لوٹنے کے باعث کنعانی جم کر مقابلہ نہ کر سکے تھے اور بنی اسرائیل نے آگے بڑھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اب ایک طرح سے کنعانی لشکر پر بنی اسرائیل کا رعب طاری ہو گیا تھا اور وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر جنگ سے منہ موڑنے لگے تھے لیکن بنی اسرائیل کے لشکر نے ایک طرح سے کنعانیوں کو گھیر لیا اور ان کے خون سے اس کو ہستانی میدان کو انہوں نے رنگین بنانا شروع کر دیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیرانے جب دیکھا کہ میدان جنگ میں اس کے لشکر کا اب صرف تھوڑا سا حصہ ہی بچا ہے اور اس کے لشکر کی زیادہ تر میدان جنگ میں قتل ہو چکے ہیں تو وہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا بنی اسرائیل کے سالار برقت نے بھی یوں جان بچانے کی خاطر سیرا کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہذا اس نے اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے کو لگا دیا تھا۔

کنعانیوں کے لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی۔ ان کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا گیا جب کہ بہت سے لوہے کے لشکر اپنی جانیں بچا کر بھاگتے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیرانے میدان جنگ سے بھاگنے کے بعد بنی اسرائیل کے اندر اپنے جاسوس اور اپنے حمایتی جبرقینی کی بستی کا رخ کیا تھا۔ بستی سے باہر ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ گھوڑے کو مار کر اس نے بھگا دیا۔ اور خود وہ فصلوں میں چھتا چھتا بستی کی طرف بڑھا تھا۔ اسی نے اس کو اختیار کے تحت کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سپہ سالار برقت جو اس کے تعاقب میں تھا۔ وہ اسے تلاش کرتے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ سیرا چھتا چھتا بستی میں داخل ہوا اور پھر وہ جبرقینی کے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ جبرقینی اس وقت گھر پر نہ تھا۔ وہ بنی اسرائیل کے بڑاؤ میں کوہستان تیور پر تھا تاکہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس پر یہ شک نہ کرے کہ وہ کنعانیوں کے سپہ سالار سیرا کا جاسوس اور مخبر ہے۔ سیرا جب جبرقینی کے مکان کے قریب آیا تو اس نے دیکھا جبرقینی کی بیوی یامیل اپنے گھر کے باہر کھڑی ہوتی تھی۔

لے تو ریت بھی تھیلیاں کرتی ہے کہ سیرا بھاگا اور برقت نے اس کا تعاقب کیا۔

یامیل بھی سیرا کو خوب جانتی اور پہچانتی تھی۔ سیرا اس کے قریب آیا اور بڑی نرمی سے اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے یامیل! میرے دشمن اس وقت میرے تعاقب میں ہیں کیا تو مجھے اپنے گھر میں پناہ نہ دے گی تاوقتیکہ مجھ پر منہ لاتے خطرات ٹل جائیں اور میرا تعاقب کرنے والے میرے دشمن میری تلاش میں میرے ملنے سے مایوس ہو کر واپس لوٹ جائیں۔ اے یامیل تو میرے دوست اور میرے دست راست جبرقینی کی بیوی ہے۔ لہذا تم سے بہتری اور جانبدارانہ رویے اور عمدہ سلوک کی امید ہے۔ سیرا کے خاموش ہونے پر یامیل نے بڑی ہمدردی اور نرمی کے ساتھ کہا: "اے سیرا! تو میرے ساتھ اس قدر عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیوں گفتگو کرتا ہے۔ میرے شوہر جبرقینی پر تیرے بڑے احسان ہیں اور تو ہمارا محسن ہے۔ پس میں کیوں اپنے محسن کو اپنے گھر میں پناہ نہ دوں گی۔ تم میرے گھر کے اندر آ جاؤ اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ یہاں اس گھر میں تمہیں کوئی بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیگا۔ پس جب سیرا یامیل کے کہنے پر اس کے گھر میں داخل ہوا تو یامیل نے اسے کہا۔

اے سیرا! تو ایسا کر کہ ہمارے گھر ایک مسہری پر لیٹ جا اور تیرے اوپر میں کیبل ڈال دیتی ہوں اور ایسا کرنے کے بعد میں گھر کے دروازے پر جا کھڑی ہوتی ہوں۔ اگر کوئی تیرا تعاقب میں اس طرف آیا اور اس نے مجھ سے تیرا پوچھا تو میں اس سے کہہ دوں گی کہ اس گھر میں کوئی مرد داخل نہیں ہوا یا یامیل کے اس جواب پر سیرا بڑا غش ہوا۔ اور اپنی خواہشات و توقعات بڑھاتے ہوئے اس نے کہا: "اے یامیل تیرے اس مہربانہ اور ہمدردانہ رویے کا یہ حد شکریہ پر مجھے تو بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ یامیل نے فوراً سیرا کی بات کاٹے ہوئے کہا۔ تم اپنی پناہ کے ساتھ اپنی بھوک سے متعلق اس قدر فکر مند کیوں ہوتے ہو۔ تم مسہری پر کیبل اوڑھ کر لیٹ جاؤ اور میں تمہارے لیے دودھ گرم کرتی ہوں۔ سیرا نے یامیل کے اس مشورے کی تائید کی۔ وہ ایک مسہری پر لیٹ گیا اور یامیل نے اس کے اوپر کیبل ڈال دیا۔ پھر وہ اس کے لیے دودھ گرم کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد یامیل نے سیرا کو دودھ پلایا۔ پھر دوبارہ اس پر کیبل ڈالنے کے بعد

سیرا کی یامیل کے پاں پناہ لینے اور یامیل کے اس کے ہاتھوں مارے جانے کے سارے تو ریت سے چال کئے گئے ہیں۔

برق کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

۱۔ اے سولہ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو۔ اس سے پھر برق نے کہا۔ اے خاتون! میں بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق ہوں۔ جب کنعانیوں کو شکست ہوئی تو ان کا سپہ سالار ودران جنگ سے بھاگ نکلا۔ میں بھی اس کے تعاقب میں نکلا۔ اس بستی سے باہر کھیتوں کے قریب وہ اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور اب میں اسے ہی تلاش کرتا ہوں اس طرف آیا ہوں۔ ۲۔ اے خاتون! مگر تم اس سے متعلق کچھ باتیں ہو تو کہو۔ یاعیل نے دلی دلی مسکراہٹ میں پوچھا کیا کنعانیوں کے سپہ سالار کا نام سیرا تھا۔ برق اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا، ہاں اس کا نام سیرا ہے۔ اس یاعیل نے کہا ہے نہیں تھا اس لیے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اب وہ ہست نیست ہے اور اور میرے گھر کے اندر ایک مہری پر اس کی لاش بڑی ہے۔ تم لوگ ایسا کرو کہ اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور سنو میں تمہیں بنی اسرائیل کی فتح پر مبارک باد بھی دیتی ہوں۔

برق نے تیزی سے یاعیل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اے یاعیل اس فتح پر میں تمہاری مبارکباد قبول کرتا ہوں۔ پھر تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ سیرا کی لاش کہاں پڑی ہے۔ اس پر یاعیل نے کہا اے برق! میرے ساتھ آؤ۔ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں۔ برق فوراً یاعیل کے ساتھ ہو گیا اس کے کچھ لشکر لے کر اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس کے ساتھ ہوئے تھے۔ یاعیل مہری کے قریب گئی اور کھل بٹاتے ہوئے اس نے کہا یہ رہا کنعانی سپہ سالار سیرا۔ اس کی لاش کو اب آپ لوگ اٹھا کر لے جاسکتے ہیں۔ اس نے یہاں میرے گھر میں پناہ لی اور جب اس کی کھنگو سے مجھے علم ہوا یہ کنعانیوں کا سپہ سالار ودران بنی اسرائیل کا دشمن سیرا ہے میں نے اسے دودھ پلا کر یہاں کھل کے نیچے چھپا دیا۔ اور دودھ پی کر جب اس پر نیند کا کچھ غلبہ ہوا تو میں نے اس کی کپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ میں نے بنی اسرائیل کے دشمن سے انتقام لیا ہے اب تم اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔

برق نے سیرا کی لاش کو دیکھا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا اے یاعیل یہ واقعی سیرا ہے تو نے اسے قتل کر کے واقعی اسرائیلی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ قسم خداوند کی تو صحیح معنوں میں مبارک باد کی مستحق ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے اور یاعیل بنی اسرائیل تیرے ممنون رہیں گے۔ اتنے بنی اسرائیل کے سب

اس نے کہا۔ تم یہیں پہلے کی طرح لیٹ جاؤ اور میں گھر کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوتی ہوں۔ تاکہ اگر کوئی میری تلاش میں اس طرف آئے تو میں اسے ٹال دوں۔ پھر جب میرا شوہر گھر لوٹ آئے گا تو تم رات کے وقت اس کے ساتھ یہاں سے نکل جانا۔ پس سیرا کے اوپر کھل ڈالنے کے بعد یاعیل نے ایک موٹی میخ اپنے گھر سے لی۔ وہ بے پاؤں وہ سیرا پر اس نے اندر سے ایک میخ چھپا لیا۔ دو نون چھپیں لیکر وہ بڑی راز داری کے ساتھ۔ اس مہری کے پاس آئی جس پر وہ لیٹا ہوا تھا اور میخ اس کی کپٹی پر رکھ کر ایسی ٹھونکی کہ وہ سیرا کے سر میں پار ہو گئی تھی۔

کپٹی میں میخ گھس جانے کے باعث سیرا زپ زپ کر مگر گیا تھا۔ یاعیل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا میخ ایک طرف پھینکا۔ سیرا کی لاش کی طرف منہ کر کے ایک بار حقارت کے ساتھ اس نے تھوکا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرا شوہر جبرئیل بنی اسرائیل کے خلاف سیرا کے بے جا سوئی کرتار بار۔ سو آج میں نے سیرا کا کام تمام کر کے اپنے شوہر کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا خمیازہ ادا کر دیا ہے۔ پھر یاعیل نے سیرا کی لاش کو وہیں مہری پر پڑا رہنے دیا۔ اور اپنے مکان سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ٹھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا سپہ سالار بھی سیرا کو تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکلا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ساتھ اس کے کچھ لشکر بھی تھے۔ یاعیل کے قریب آ کر برق نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے یاعیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

۱۔ اے خاتون! کیا تو نے کسی کنعانی کو بھاگ کر اس طرف آتے نہیں دیکھا۔ وہ کنعانی پورے بنی اسرائیل کا ایک خطرناک دشمن ہے۔ اے خاتون! تمہیں اگر اس کی کوئی خبر ہو تو بتاؤ۔ یاعیل نے ایک بار غور سے برق کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیا تم اس بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جو کنعانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ برق نے کہا، ہاں میں اس لشکر میں شامل ہوں۔ یاعیل نے پھر پوچھا۔ بنی اسرائیل اور کنعانیوں کی اس جنگ کا کیا ہوا۔ برق نے کہا۔ ہم غالب اور کنعانی مغلوب رہے۔ خداوند نے ہمیں غیر متوقع طور پر فتح مند کر دیا ہے۔ اور جو لوگ خداوند کے راستوں کی پیروی کرتے ہیں خداوند انہیں ایسے ہی نوازتے ہیں۔ یاعیل نے خبر پر خوشی کا اظہار کیا اور

سے بڑے دشمن سیرا کی یہ حالت کی کہ اس کی کپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا غاتمہ کر دیا۔ اے
یا عیسیٰ! اب میں سیرا کی لاش یہاں سے لے جاتا ہوں تاکہ بنی اسرائیل کو خبر ہو کہ ان کا
سب سے بڑا دشمن مارا گیا ہے۔ اس کے ساتھ برق کے حکم پر اس کے شکاریوں نے
سیرا کی لاش کو اٹھایا۔ اور اسے یا عیسیٰ کے مکان سے باہر لے گئے تھے۔

جب کنعانیوں کو مکمل طور پر شکست ہو گئی اور ان کے لشکر کو مکمل طور پر کچلا جا چکا تب یونان
ایک ہزار اسرائیلی تیراندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں جانب کے کوہسار سے اتر کر
کوہستان تہور کے اوپر اس جگہ آیا جہاں بنی اسرائیل کا پڑاؤ تھا۔ جب وہ پڑاؤ میں داخل
ہوا تو دہرہ نے وہاں اس کا پرچوش خیر مقدم کیا۔ وہ اسے اپنے خیمے میں لے گئی اور اسے اپنے پاس
بٹھاتے ہوئے اس نے ممنونیت اور احسان مندی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا: اے یونان
میرے بھائی! اے بنی اسرائیل کے محسن و مربی! کنعانیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل
کو یہ فتح مندی صرف تیری وجہ سے ہی نصیب ہوئی ہے تو نے کیا خوب بڑے بڑے
پتھر برساکر کنعانیوں کی لوبے کی تھوں کھینچا اور برباد کر کے رکھ دیا۔ تو نے دشمن کے اندر
ایک پھل اور افراتفری برپا کر دی۔ اے یونان! میری خواہش ہے کہ تو بنی اسرائیل
کے اندر ہی رہے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ
رہ سکیں گے۔ اے یونان! کیا ایسا ممکن ہے کہ تو ہمارے ہی پاس رہے۔

یونان جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ برق خیمے میں داخل ہوا اور یونان کے قریب
بیٹھتے ہوئے اس نے کہا: کنعانیوں کا سپہ سالار سیرا میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا
میں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کے گھر میں پناہ لی تھی اور اس
عورت نے اسے بنی اسرائیل دشمن جانتے ہوئے اسے ہلاک کر دیا۔ میں اس کی لاش کو وہاں
سے اٹھالایا اور بنی اسرائیل کے سارے لشکریوں کو دکھاتے ہوئے میں نے اس کی لاش
کو زخم گاہ میں دیکر کنعانیوں کی لاشوں کے اندر پھینکوا دیا ہے۔ تاکہ دیکھنے والوں کو
عبرت ہو کہ خداوند نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کا کیا شر کیا۔ اور اے یونان! میں سمجھتا
ہوں ہماری اس شاندار فتح کی وجہ اور باعث تم ہو۔ اگر تم بڑے بڑے پتھر پھینک پھینک

اٹھ کھڑا ہوں گا۔ یونات کے اس جواب سے دبورہ اور برق مطمئن ہو گئے پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان بتور سے کوچ کر گئے تھے۔ یونات بھی ان کے ساتھ بیت ایل کی طرف چلا گیا تھا۔

کرکناہیوں کی رتھوں کو نباہ دبر بار نہ کر دیتے تو ہم کسی بھی صورت ان پر غالب نہ آ سکتے تھے اسے یونات امیر سے پاس الفاظ نہیں جنہیں میں استعمال کر کے تیرے شکرے کا حق ادا کر سکوں۔ کاش ایسا ہو کہ تو ہمارے اندر ہی رہ جائے اور بنی اسرائیل کے لشکر کا یہ سالار بننا قبول کر لے۔

برق ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اسے یونات گوہم تے کنعان کی شکست دے کر ان سے بنی اسرائیل کو محفوظ کر دیا ہے۔ پھر بھی تو قوتیں اور بھی ایسی ہیں جن سے بنی اسرائیل کو خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت بنی اسرائیل کیلئے بہت بڑا خطرہ بن کر نمودار ہو سکتے ہیں۔ اور اسے یونات یہ دو قوتیں مصریانی اور عمالیتی ہیں۔ یہ دونوں قومیں آپس میں متحد ہو کر دن بدن اپنی قوت میں اضافہ کرتی جا رہی تھیں اور یہ دونوں ہی بنی اسرائیل کا بدترین دشمن ہیں۔ اور اسے یونات! مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ مصریانی اور عمالیتی ضرور بنی اسرائیل کو اپنا صدف بنائیں گے اور بنی اسرائیل پر غلبہ حاصل کر کے یہ دونوں قومیں ضرور بنی اسرائیل کو غلام بنانے کی کوشش کریں گی جس طرح مصر کے اندر بنی اسرائیل کو مجبور و بے بس کر کے غلام بنالیا گیا تھا۔ پس اسے یونات امیری تم سے گزارش ہے کہ ان حالات اور خدشات کے باعث تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاؤ۔ برق کے خاموش ہوتے پر دبورہ نے کہا: اے برق! تمہارے آنے سے قبل میں بھی یونات سے یہی التماس کر رہی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاتے۔ انکی موجودگی سے بنی اسرائیل اپنے اندر ایک نئی قوت اور حرارت محسوس کریں گے اور وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن پر بھی قابو پانے میں کامیاب رہیں گے دبورہ جب خاموش ہوئی تب یونات نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے فاتون! میں تمہاری اور برق کی اس پیش کش کے شکر گزار ہوں۔ پھر نیکی کے ایک نمائندے اور خیر کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت ہے میں ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا۔ بدی کے استحصال اور نیکی کی فراوانی کے لیے مجھے ضرورت کے وقت ہر جگہ جانا پڑتا ہے تاہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتا کہ میں آنے والے چند یوم تمہارے ساتھ رہوں گا اور اگر تم لوگوں کو کسی قوم سے خطرہ ہوا تو میں ضرور تمہاری حمایت پر

ساتھ مل کر ان راکشسوں پر قابو پایا ہے۔ اس طرح سے اس معاملے میں یونان کے باعث ہیں ناکانی کا مسئلہ دیکھنا پڑا ہے۔ پر ہم اپنی ناکانی کو تسلیم نہ کریں گے بلکہ رام کو تو ہم ایک اور الجھن میں ڈال کر رکھ دیں گے تاکہ نیکی کی بڑھوتی کے روکا جاسکے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے پوچھا۔ اے آقا! ذرا تفصیل کے ساتھ کہتے کہ اس بار نیکی کے خاتمے کی خاطر آپ اس رام کو کس عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر عزازیل کے چہرے پر مسکون سی ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے عارب کو مخاطب کر کے کہا اے عارب! تم ابھی اور اسی وقت اس مکان کی مالک منتھرا کے پاس جاؤ۔ تم جانتے ہو کہ منتھرا کے اجودھیا کے محل میں آنا جانا ہے اور دھرتی کی جو رانی کیلٹی ہے۔ یہ منتھرا اس کیلٹی کے خاندان کی پرانی خدمت گزار رہی ہے۔ یوں ایک طرح سے اس منتھرا کے رانی کیلٹی کے پیکے سے تعلق ہے۔ رانی کیلٹی اسی ناطے سے اس منتھرا کی عزت اور مدد کرتی رہتی ہے۔ اور اسی تعلق سے اس منتھرا کا راج محل میں آنا جاتا ہے۔

اے عارب! میں تھوڑی دیر تک یہاں سے چلا جاؤں گا لیکن تمہارے آس پاس ہی رہ کر تمہارے اور اپنے ساتھیوں کے معاملات پر نگاہ رکھوں گا۔ تم ایسا کرو کہ ابھی اور اسی وقت بڑھیا منتھرا سے کہو اور اس بار رام کو ایک اذیت میں ڈالنے کا کام اسی بوڑھی منتھرا سے کرو۔ اور وہ اس طرح کہ اس وقت راج محل اور شہر کے اندر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اس لیے کہ اجودھیا کے راجہ دھرتی نے اپنے گروہ شمشٹ اپنے منتھروں اور دیگر اراکین ریاست کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے رام کو اس راج پاٹ کا وارث بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور چند یوم تک وہ تخت سے دستبردار ہونے کے بعد اپنی جگہ رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے گا۔ پس یہ منتھرا اس وقت راج محل میں رانی کیلٹی کے پاس جائے اور اسے کہے کہ یہ نا انصافی ہے کہ تم سے پوچھے اور صلاح مشورہ سے بغیر رام کو اجودھیا کا راجہ بنایا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیلٹی کا بیٹا بھرت اور راجہ کا دوسرا بیٹا شتر گھن اس وقت کیلٹی کے بھائی کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ منتھرا کیلٹی سے یہ بھی کہے کہ راجہ نے یہ کیا نا انصافی کی ہے کہ رام راجہ بنانے میں راجہ دھرتی نے اپنی کسی رانی سے صلاح مشورہ نہ کیا اور پھر یہ کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے اس قدر جلدی کیا تھا کہ کم از کم بھرت اور شتر گھن کی واپسی کا تو انتظار کر لیا

مٹھلا سے اجودھیا واپس آنے کے کچھ دن بعد اجودھیا کے راجہ دھرتی نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بڑے بیٹے رام کو اپنی ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو جائے گا اس مقصد کے لیے اس نے اپنے گروہ شمشٹ کو طلب کیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے منتھروں اور ریاست کے دیگر اراکان کو بھی صلاح مشورہ کے لیے اپنے راج محل میں بلایا۔ جب سب لوگ راج محل میں جمع ہو گئے تب راجہ دھرتی نے ان پر یہ انکشاف کیا کہ اب وہ راج پاٹ سے دستبردار ہو کر اپنے بڑے بیٹے رام کو اجودھیا کی ریاست کا راجہ بنانا چاہتا ہے۔ اس پر وہاں موجود سارے ہی لوگوں نے نہ صرف یہ کہ راجہ کے اس ارادے سے اتفاق کیا بلکہ انہوں نے رام کے راجہ بنائے جانے کے فیصلے پر اپنی اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

پس یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد راجہ دھرتی نے اپنی ریاست میں اعلان کر دیا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اجودھیا شہر کے اندر خوشیاں منانے کا اہتمام شروع ہو گیا تھا۔ ان دنوں راجہ کا بیٹا بھرت اجودھیا سے باہر دور کی ایک مسافت پر اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا تھا اور شتر گھن بھی اس کے ساتھ تھا لہذا یہ فیصلہ ان دونوں کی غیر موجودگی میں ہوا تھا۔ بہر حال لوگ رام کے راجہ بنائے جانے پر مطمئن تھے اور اس اعلان پر اپنی خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔

ان ہی دنوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس وقت عارب، بیوسا اور نہیٹھ کے پاس آیا جب وہ صبح کا کھانا کھا کر ابھی فارغ ہی ہوئے تھے۔ عزازیل نے انہیں مخاطب کر کے کہا: اے میرے عزیزو! تم نے دیکھا ہم نے رام کو زیر کرنے کے لیے اور نیکی کی اس علامت کا خاتمہ کرنے کے لیے راکشس تیار کئے تھے ان میں ہمیں بری طرح ناکانی ہوئی ہے۔ اور ہماری اس ناکانی کا ذمہ دار یونان ہے۔ کیونکہ رام نے یونان کے

میں ان تینوں کی طرف رکھتے ہوئے پوچھا۔

رانی کیلئی کی بہتری سے متعلق تم تینوں نے کیا سوچا ہے۔ اور اس کے جواب میں عارب نے بوڑھا منتھرا سے وہ ساری باتیں کہہ دی تھیں جو عزراہیل نے اس سے کہی تھیں۔ عارب کی گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا فوراً عزراہیل کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اپنی لاشی اس نے سنبھالی اور اپنی جگہ پر وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ میں ابھی اور اسی وقت راج محل کی طرف جاتی ہوں اور رانی کیلئی سے اس سلسلے میں بات کرتی ہوں جب منتھرا باہر جانے لگی تو عارب اس کے سامنے آیا اور اسے چند سنہری سکے دینے کے بعد اس نے کہا: اے منتھرا جس کام کے لیے تم جا رہی ہو۔ اگر اس کام میں تم نے کامیابی حاصل کر لی تو ایسے ہی سنہری سکے میں تمہیں اور بھی دوں گا۔ منتھرا وہ سنہری سکے لے کر خوش ہو گئی۔ پھر وہ راج محل کی طرف جانے کے لیے اپنی لاشی پر مارتی ہوئی وہاں سے نکل گئی جب کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

بوڑھی منتھرا جس وقت راج محل کی طرف جا رہی تھی تو اس نے دیکھا شہر کے اندر حشیش کا سماں تھا اور کیا مرد کیا عورتیں رنگ برنگ کے کپڑے پہنے رام کے راجہ بنائے جاتے۔ پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے راج محل سے باہر چند شوخ اور چھیل لڑکیاں بوڑھی منتھرا کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک نے اس کی راہ روکتے ہوئے کہا: اے بوڑھی منتھرا اب آج کے بعد اس محل میں تیری کوئی عزت اور تیرا کوئی وقار نہ رہے گا اس لیے کہ راجہ دھرت نے اپنے بیٹے رام کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اب تیری رانی کیلئی پرانی اور تو ایک قدیم داسی ہو کر رہ گئی ہے جب کہ محل کے اندر رام کی ماں کو شلیبا ہی کا حکم اور راج چلا کرے گا اتنی طنز پر آمیز بات کہنے کے بعد وہ لڑکی تو اپنی تو اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی اور یہ گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ پس اسی غضب کی حالت میں وہ اپنی لاشی بار بار زمیں پر مارتی ہوئی راج محل کی طرف چل دی تھی۔

جب منتھرا راج محل کے اس حصے میں داخل ہوئی جہاں رانی کیلئی کی رہائش تھی تو اس نے دیکھا اس وقت رانی کیلئی وہاں اکیلی تھی رانی نے بھی جب منتھرا کو غصے کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے اور بار بار اپنی لاشی فرش پر مارتے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے مسکراتے ہوئے

جاتا اور پھر بوڑھی منتھرا کی کیلئی کو اس بات پر آمادہ کرے اور وہ راجہ دھرت پر زور دے کہ رام کی جگہ اس کے بیٹے بھرت کو اور جیسا کہ راجہ ہونا چاہئے۔ اور اس مقصد کے لیے وہ ایسا کرے کہ اپنے زیورات اور قیمتی کپڑے اپنے کمرے میں فرش پر پھینک دے اور اپنے دکھ اور سوگ کا اظہار کرنے کے لیے فرش پر لیٹ رہے۔ راجہ جب اسے اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے اس حالت کی وجہ پوچھ لے گا۔

تب کیلئی دھرت کو اس بات پر آمادہ کرے کہ رام کی جگہ بھرت کو اور جیسا کہ راجہ ہونا چاہئے اور رام کو حکم دے دیا جائے کہ وہ اپنی بیوی سیتا کے ساتھ جنگلوں میں چلا جائے اور بنوا اس کاٹے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں بھرت راج پاٹ کا کام بہتر طور پر چلا سکے۔ راجہ دھرت کیلئی کی یہ بات مان بھی جائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی رانیوں میں سب سے زیادہ کیلئی سے محبت کرتا ہے۔ عزراہیل کی اس گفتگو پر عارب بے حد خوش ہوا اور اس نے عزراہیل کو مخاطب کر کے کہا: اے آقا اس میں آپ کی اس نئی ترکیب سے بے حد خوش ہوا ہوں۔ میں بیوسا اور نبیطہ ابھی اور اسی وقت بوڑھی منتھرا کی طرف جاتے ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رانی پر عزراہیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ جب کہ عارب بیوسا اور نبیطہ بھی اٹھ کر مکان کے اس کمرے کی طرف چل دیئے تھے جس میں بوڑھی منتھرا رہتی تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں منتھرا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بوڑھی منتھرا اس وقت صبح کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو رہی تھی ان تینوں کو دیکھنے ہی منتھرا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا: تم تینوں آج صبح ہی صبح کیسے میرے کمرے میں آن گھسے ہو۔ عارب۔ بیوسا اور نبیطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا: اے منتھرا! ہم تینوں تم سے ایک اہم بات کہنے آئے ہیں اور وہ بات ایسی ہے کہ جس میں دھرت کی رانی کیلئی کی بہتری ہے۔ اور تم سے یہ بات ہم اس لیے کہنے آئے ہیں کہ رانی کیلئی کے میکے سے تمہارا تعلق رہا ہے اور یہ کہ رانی کیلئی کے پاس راج محل میں تمہارا آنا جانا ہے اور وہ تمہاری مدد بھی کرتی ہے لہذا ہم نے سوچا کہ وہ اہم بات تمہارے تو سب سے رانی کیلئی تک پہنچا دی جائے تاکہ رانی کیلئی کی بہتری اور فلاح ہو۔ اس پر اس بوڑھی منتھرا نے تجسس کے انداز

اس نے منتھرا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے منتھرا کیا بات ہے کہ تم آپ ہی آپ غصے میں ساپ کی طرح پھنکار رہی ہو۔ اور بار بار اپنی لٹھی زمین پر مار رہی ہو۔ کیا کوئی تمہارا ناراضگی کا باعث بنا ہے۔ اس پر منتھرا نے رانی کیلٹی کے قریب آتے ہوئے کہا اے رانی! تو واقعی ٹھیک کہتی ہے میں واقعی اپنی قسمت کے ساتھ پھنکار رہی ہوں میں سمجھتی ہوں۔ اے رانی کہ میری اور تمہاری قسمت دونوں ہی ہم سے خفا اور ناراض ہیں۔ اس پر رانی کیلٹی جو تنگی اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تجسس و پریشانی سے جملے جذبات میں اس نے منتھرا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ پر وہ کیسے؟

اس پر منتھرا اور زیادہ اس سے قریب ہوتی ہوئی بولی۔ سنو رانی! میں تمہیں ساری بات تفصیل سے بتاتی ہوں۔ اس وقت اجودھیا شہر میں خوشیوں کا سماں ہے۔ لوگ گلی کوچوں میں خوشیاں مناتے ہوئے میلے کی طرح گھوم پھر رہے ہیں۔ اس لیے کہ راجہ نے اپنے گرو دشت اور منتھریوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ راجہ خود تخت سے دستبردار ہو جائے اور رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے اس پر کلٹی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے منتھرا! یہ تو نے خوشی کی ایک خبر سنائی ہے۔ اس کے ساتھ کلٹی نے اپنے گلے میں لٹکتا ہوا قیمتی ہار منتھرا کو دیتے ہوئے کہا۔ ایک اچھی خبر سنانے پر یہ تمہارا انعام ہے منتھرا اب تم جاؤ کہ میں رام اور اپنی بہن کو شلیا کی طرف جاتی ہوں اور انہیں رام کے یوں راجہ بنائے جانے پر مبارک دیتی ہوں ہوں۔"

کیلٹی ابھی چند ہی قدم آگے بڑھی تھی کہ فوراً منتھرا کی طرف پلٹ پڑی۔ کیونکہ وہ قیمتی ہار جو اس نے منتھرا کو دیا تھا وہ قیمتی ہار منتھرا نے فرش پر دے مارا تھا اس پر کلٹی نے اپنی خفگی اور ناراضگی کے اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے منتھرا! یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے اس خوشی کے موقع پر یہ ہار تو تمہیں انعام میں دیا تھا۔ اور تم اسے فرش پر پھینک کر اپنے غصے کا اظہار کر رہی ہو! اس پر منتھرا نے نہایت عیاری اور چالاک سے کام لیتے ہوئے اور بے حد غلگی صورت بناتے ہوئے، اے رانی! خفگی اور ناراضگی کا اظہار تو آپ مجھ سے کر رہی ہیں مجھ سے خفا ہونے کے بجائے آپ کو تو ان لوگوں سے ناراض ہونا چاہیے جو آپ کا سختی مار رہے ہیں۔ اس پر کلٹی آگے بڑھی اور منتھرا کے قریب آکر اس نے پوچھا کس کے ساتھ مجھے خفا ہونا چاہیے اور کون میرا سختی مار رہے ہیں؟

اس پر منتھرا نے دوایک بار اپنی لٹھی خفگی کے اظہار میں زمین پر ماری۔ پھر اس نے کہا۔ اے رانی! راجہ دھرت کی تینوں رانیوں میں سے اس محل میں سب سے زیادہ تمہارا وقار ہے اور سب رانیوں میں راجہ دھرت تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور راجہ نے آج تک کوئی بھی کام تیری مرضی اور تیرے مشورے کے بغیر نہیں کیا پھر یہ رام کو راجہ بنائے جانے کا اتنا بڑا کام تمہاری خواہش اور تمہارے مشورے کے بغیر کیسے ہو گیا۔ رام کو راجہ بنائے جانے کا نام ملے ہی ہو گیا اور کسی نے تمہاری صلاح لیتا تو بہت دور کی بات کسی نے تمہارے کان تک میں یہ بات نہ ڈالی کہ رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔

یوڑھی منتھرا چند ساعتوں ہی کیلٹی رکی اس نے دیکھا کہ رانی کیلٹی پر اس کی باتوں کا اثر ہوا تھا۔ لہذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ لوہا اس وقت گرم ہے لہذا وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی۔ لہذا اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اے کیلٹی! تم جانتی ہو۔ جب راجہ دھرت تمہیں بیاہ کر لایا تھا تو اس نے تمہارے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ تمہارے ہی بیٹے کو اپنے تخت کا وارث بنائے گا اور آج تو دیکھتی ہے کہ راجہ اپنے اس وچن سے پھر رہا ہے۔ ظلم یہاں تک بڑھا ہے کہ تمہارا بیٹا بھرت تو ان دنوں اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا ہے۔ اور اس کی غیر موجودگی میں ہی رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے اس پر مزید ستم یہ کہ رانی کو شلیا نے تم سے ذکر تک نہیں کیا کہ اس کے بیٹے رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔ جب کہ تم اسے اپنی بہن کہتے کہتے تھکتی تک نہیں ہو۔ اور اس کے علاوہ اے کیلٹی! یہ بھی تو نہیں ہو کہ تمہاری مبارک باد لینے اور تمہارے چرن چھونے کے لیے رام تمہارے پاس ہی چلا آتا پس اے کیلٹی تمہارا بیٹا اجودھیا سے باہر ہے۔ اور تمہاری صلاح بھی نہیں لی گئی۔ تو کیا اس طرح رام کو راجہ بنا کر تمہارے ساتھ ظلم اور انیائے نہیں کیا گیا۔"

منتھرا کی اس گفتگو پر رانی کیلٹی تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتی رہی۔ پھر اس نے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے منتھرا سے پوچھا۔ اے منتھرا! تمہاری باتوں نے مجھے ضرور متاثر کیا ہے۔ پھر بتاؤ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔ منتھرا نے جو رانی کیلٹی کی یہ حالت دیکھی تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ پس وہ رانی کیلٹی کے اور زیادہ قریب ہوتی ہوئی بولی۔ اے کیلٹی! میں تیرے میکے کی داسی ہوں۔ جو کہوں گی تمہاری میں بہتری کو کہوں گی۔ تم ایسا کرو

کہ اپنے بیٹے بھرت کی طرف قاصد بھجوا دو اور اسے کہو کہ کہیں چھپ جائے اس پر رانی کیلی بے چین ہو کر بولی۔ کیوں چھپ جائے۔ آخر کس بنا پر وہ ایسا کرے؟ منتھرا نے پھر کہا کیلی! اگر تمہارا بیٹا بھرت یہاں آگیا تو خطرہ ہے کہ یا تو رام اس کا کام تمام کر دے گا یا اسے بنو اس دے دیگا کیونکہ اس طرح رام، بھرت سے چھٹکارا حاصل کر کے راج کر سکتا ہے۔ ورنہ راجہ دھرت کے دینے ہوئے وچن کے مطابق تو اس وقت رام کے بجائے بھرت ہی کو راجہ بنانا چاہیے۔

کیلی بے چین ہو کر بولی۔ میں اپنے بیٹے کی یہ حالت ہرگز نہ ہونے دوں گی۔ اس پر بڑھی منتھرا نے جھٹ کہا۔ میں راج بھرت کو اور رام کو بنو اس دلا دوں تو پھر مانوں گی نہ میں نے تمہارے میکے کی واپسی ہونے کا سختی ادا کر دیا ہے کیلی نے پر شوق نگاہوں سے منتھرا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہو منتھرا تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ اور کیسے رام کے بجائے میرا بیٹا بھرت دیں گا راجہ بن سکتا ہے اور کس طرح کوشلیا کے بیٹے رام کو بنو اس دلا یا جا سکتا ہے؟ منتھرا نے کہا کیلی۔ یہ تم نے جو زیورات اور قیمتی لباس پہن رکھا ہے۔ انہیں اتار کر اس فرش پر پھینک دو اور معمولی کپڑے پہن کر کمرے کے فرش پر سوگ اور افسوس منانے کے انداز میں لیٹ جاؤ۔ تم جانتی ہو ساری راتوں میں سے تم ہی سب سے خوبصورت اور پرکشش ہو اور راجہ دھرت نہ صرف یہ کہ تمہیں زیادہ اہمیت دیتا ہے بلکہ اپنا زیادہ وقت بھی تمہارے پاس ہی گزارتا ہے۔

پس اے کیلی! جب راجہ تمہیں فرش پر لیٹے دکھ افسوس اور تکلیف کی حالت میں دیکھیں گا۔ تو وہ ضرور تم سے اس کی وجہ پوچھیں گا۔ لہذا اس موقع پر جو کچھ تم اس سے کہو گی وہ ضرور اسے مان لے گا۔ لہذا اس گفتگو کے دوران تم دھرت کو اس پر آمادہ کرتا کہ وہ بھرت کو راجہ بنا دے اور رام کو بنو اس دے کہ جنگل کی طرف رخصت کر دے۔ اور اس کی بیوی ستیا بھی اس کے ساتھ چلی جائے۔ پس یہی ایک طریقہ ہے جس سے تم نہ صرف اپنے بیٹے کی زندگی بچا سکتی ہو بلکہ اسے دیں گا راجہ بنانے میں بھی کامیاب ہو سکتی ہو پس رکھو اے کیلی! اگر تم نے ایسا نہ کیا اور رام دیں گا راجہ بن گیا تو پھر رام کی ماں کوشلیا تم سے گن گن کر بدے لے گی۔ اس بات کے کہ راجہ دھرت نے آج تک تمہیں اس پر فوقیت دے کر رکھی۔ اور اس کا بیٹا رام بھی تمہیں اور تمہارے بیٹے کو مصافحہ نہ کرے گا اور پھر وہ

کام کرے گا۔ جس میں تمہاری اور تمہارے بیٹے کی ذلت اور سبکی ہو۔ منتھرا کی اس گفتگو پر کیلی خوش ہو گئی۔ ایک نقدی کی تحصیل اس نے انعام کے طور پر منتھرا کو دی اور کہا اسے منتھرا! اب تم جاؤ میں تمہاری اس تجویز پر عمل کروں گی اور مجھے امید ہے کہ وہ وقت اب قریب آچکا ہے کہ میرا بیٹا بھرت ہی دیں گا راجہ ہو گا۔ میں آج ہی کیسے بیٹے بھرت کی طرف ہی پیغام بھجواتی ہوں۔ کیلی کی اس گفتگو پر بڑھی منتھرا خوش ہو گئی تھی اور پھر وہ لاشعری ہوئی راج محل سے باہر نکل گئی تھی منتھرا کے جانے کے بعد کیلی نے فوراً اس کی تجویز پر عمل کیا۔ اس نے اپنے سارے زیورات اور قیمتی کپڑے فرش پر پھینک دیئے اور معمولی سا ایک لباس پہن کر وہ اپنے کمرے کے فرش پر انتہائی اداس اور سوگوار کی ہی حالت میں لیٹ گئی تھی۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ راجہ دھرت رانی کیلی کے اس کمرے میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت اور تعجب اور پریشانی کے عالم میں اپنی رانی کیلی اور کمرے کے اندر بکھرے ہونے اس کے کپڑوں اور زیورات کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کسی قدر سنبھلا اور خوشگوار لہجے میں اس نے فرش پر لیٹی رانی کیلی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دیوی! سارا رنگ تو رام کے راجہ بنا لئے جانے پر خوشیوں سے مہک رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس راج محل کی عزیز ترین رانی فرش پر پڑی ہوئی ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس کا کیا کارن ہے کیلی نے جب کوئی جواب نہ دیا تو راجہ دھرت آگے بڑھا اور دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہا۔ کیا بات ہے دیوی! جتنی کے ہوتے ہوئے کسی جتنی کا یوں زیورات اور کپڑے اتار کر فرش پر پڑے رہنا برا شگون نہیں ہے۔

اس پر کیلی اٹھ کھڑی ہوئی۔ راجہ دھرت نے پھر کہا۔ اے دیوی سنگار کر لو کہ رام کو راجہ بنائے جانے کی رسم ادا کرنی ہے۔ کیلی نے طنز یہ انداز میں پوچھا کیا کسی نے ہمیں بلایا؟ اس پر دھرت نے کہا! تمہارے ہی گھر میں تمہیں کوہ بلائے گا۔ کیلی بولی ہوں۔ ان گنتی چھڑی باتوں سے مجھے دھوکہ دے رہے ہیں نا آپ! ٹھیک تو ہے سب سے پہلے تمہیں یہ خبر سناتے کا میں ضرور اپرا دی ہوں۔ میری اس خطا کو شما کر دو دیوی! بحث چھوڑ دو۔ جو تمہاری کوئی انگ ہو تو کہو کیلی بولی کوئی نئی مانگ تو نہیں مانگ دی پرازی ہی ہے جو پرنے وعدے آپ نے کئے تھے وہ پورے کر دیجئے۔ دھرت

نے کہا: کہو کون سے وعدے! کیلٹی نے بات پختہ کرنے کی خاطر پوچھا: اس وچن سے پھر میں گے تو نہیں۔

راجہ دھرت نے بڑے غم کے ساتھ کہا: میں تو اس قاعدے کا مانی ہوں کہ بان جائے پر آن نہ جائے۔ اسے دیوی مانگ کیا مانگتی ہو۔ جو بھی تم مانگو گی۔ ہم تمہاری وہ مانگ پوری کریں گے اس پر کیلٹی نے فیصلہ کن انداز میں کہا: اگر آپ میری مانگ پورا کرنے کا ایسا ہی بھولہ غمزم رکھتے ہیں تو میں آپ سے یہ مانگ کرتی ہوں کہ رام کے بجائے میرے بیٹے بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنانے کا اعلان کر دیجئے کیلٹی کی اس مانگ پر راجہ دھرت جب تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا تو کیلٹی نے کہا: ابھی تو یہ میری پہلی مانگ ہے اور آپ نے اس پر ہی خاموشی سا دھول ہے۔ راجہ دھرت کیلٹی کی طرف غور سے دیکھا پھر پوچھا کیا بھرت اس فیصلے کو قبول کرے گا کہ اس کے بھائی رام کی جگہ اسے اجودھیا کا راجہ بنا دیا جائے۔ اسے کیلٹی وہ کبھی بھی اس فیصلے کو تسلیم نہ کرے گا۔ اس لیے کہیں جانتا ہوں وہ رام سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ رام کے ہوتے ہوئے بھرت کبھی بھی راجہ بننا پسند نہ کرے گا۔

راجہ دھرت کی اس گفتگو پر رانی کیلٹی نے کہا: اور رام کو چودہ برس کا بنو اس دیجئے یہ میری دوسری مانگ ہے۔ اس پر دھرت زور سے چلایا: کیلٹی! کیلٹی! کیا تم میرے رام کو بنو اس دوگرتو نے یہی کہا تھا۔ میں نے یہی سنا تھا۔ جس رام سے اس راج محل میں روشنی اور رونق ہے ہے کیا اس رام کو تم بنو اس دوگرتو رام جو میرے جیون کی جوت اور میری آنکھوں کا چندر ہے تو کیا تم اسے بنو اس دوگرتو تیار ہوتا تھا تمہیں رام کیلٹی کہ کوشلیا کے ہاتھ سے تم نے آج تک اسے ایک لقمہ تک نہ کھانے دیا وہ بنو اس کبھے کھائے گا۔ جس رام کو تم نے کبھی سونے کے لیے اپنے گود سے نہ اتارا تھا کیا اسے نگلی دھرتی پر سونے دوگی۔ تمہارا کوئل دلی آج پتھر کیسے بن گیا۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ تم رام چندر کو مجھ سے دور نہ کرو دیوی!

کیلٹی نے قصے میں کہا رام کو بنو اس دنیا ہی اب اس تنازعے کا واصل ہے۔ راجہ دھرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا: اسے دیوی ارام کے بنائیں زندہ نہ رہ سکوں گا! اس پر کیلٹی نے غضب کی حالت میں کہا: ہمارا جیو وچن توڑنے سے زندہ رام بھی نہ رہے گا۔ اگر آپ کو رام کی زندگی عزیز ہے تو رام کو یہ بنو اس لینا ہی پڑے گا۔ اس پر راجہ دھرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا: اسے راکشس ناری! میں اپنے بیٹے رام کو چودہ برس کا یہ بنو اس نہیں سنا سکتا۔ تم خود

بھی یہ بے وفانہ فیصلہ سنا دو اور نکال دو اسے گھر سے۔ کیلٹی جب رام چلا گیا تو زندہ میں بھی نہ رہوں گا اور اسے کیلٹی جب میں مر جاؤں تو تم اور تمہارا بیٹا دونوں میرے شریک کو ہاتھ تک نہ لگنا۔

پساری گفتگو شاید رام اور لچھن باہر کھڑے سن رہے تھے۔ ہذا وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور رام نے کیلٹی کو مخاطب کر کے کہا: کیا ہوا اتنا اس موقع پر راجہ دھرت باہر نکل گیا تھا کیلٹی نے کہا: ہوا کچھ نہیں ہونے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ تمہارے بتانے مجھے کہا ہے کہ جو ہونے والا ہے تمہیں بتا دوں۔ رام نے بڑی عاجزی میں کہا: کیا حکم ہے ماما! کیلٹی نے بد دل لچھن میں کہا پہلا فیصلہ تو یہ ہوا ہے کہ بھرت کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ دوسرے تم چودہ برسوں کے لچھن کی طرف چلے جاؤ۔ ہمارا جیو کی یہی آگیا ہے۔ رام نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا جب تک جیون ہے اس آگیا کا پالن ہو گا ماما! بھرت کے راجہ بنائے جانے کے اقرار کے ساتھ میں آج ہی اپنی پتی سیتا کو لے کر بنو اس کے لیے نکل جاؤں گا۔ رام کے خاموش ہونے پر لچھن نے انتہائی غصیلی آواز اور کھولتے ہوئے لمبے میں کیا: میں ہرگز ایسا نہ ہوتے دوں گا۔ انیائے ہے: لچھن ذرا کا پھر وہ اور زیادہ غضب اور غصے کی حالت میں کہتا چلا گیا۔ رام کے علاوہ کوئی

راجہ نہ بنے گا اور نہ میرا بھائی رام بنو اس کاٹے گا۔ اور جو ایسا کرے گا خود اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ رام نے لچھن کو سمجھانے کے انداز میں کہا: کس کے خلاف اس قدر غصہ کر رہے ہو۔ لچھن نے اسی لمبے میں کہا ان کے خلاف جو اینٹے کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف جو آپ کی جگہ بھرت کو راجہ بنا کر آپ کو بنو اس دلائیں رام نے چبھتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ کون ہے جس کا تم فیصلہ کرو گے۔ کیا پتا شری کا فیصلہ کرو گے یا پتا کی آگیا سنانے والی ماما دیوی کا کام تمام کرو گے۔ یا پھر اپنے زروشن بھائی بھرت کا خون کرو گے چاہے کچھ بھی ہو میں اس آگیا کا پالن ضرور کروں گا۔

اسے لچھن غم وچن دو کہ بھرت کو راجہ بنائے جانے اور میرے بنو اس میں تم مزارم نہ ہو گے۔ اس پر لچھن نے روتی ہوئی آواز میں کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر رام نے کہا: لچھن میں آج سیتا کو لے کر بھی سدھار جاؤں گا۔ تم میرے بعد بھرت کو راجہ بنانے کے علاوہ گرو اور ماما پتا کی سیوا کرنا اس پر لچھن نے روتی ہوئی آواز میں کہا: میرے گرو اور میرے ماما پتا تو آپ ہی ہیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ بن کی طرف سدھاروں گا۔ اگر آپ مجھے ساتھ نہ لے گئے تو یہاں رہ کر میں کس کی سیوا کروں گا۔ اگر آپ چلے گئے اور مجھے اپنے

ساتھ سیوا کے لیے نہ لے گئے تو پھر آپ کے بعد آپ دیکھیں گے کہ آپ کے بعد لچھمن اچھا
میں بھی نہ رہے گا اور اپنی جان کا خاتمہ کرے گا۔ پس رام نے لچھمن کو اپنے ساتھ جانے
اجازت دے دی۔

پس رام اس روز اپنی بیوی اور لچھمن کے ساتھ بن کی طرف سدھار گیا تھا۔ رام اپنی ماں
کو اور لچھمن اپنی ماں اور بیوی دونوں کو روتا پھوٹا کر رخصت ہوا تھا۔ پس یہی افراد پرستل
یہ قافلہ جنوبی جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور رام کی اس غیر حاضری میں رام کا باپ اور
اجودھیا کا راجہ دھرت بھی مر گیا تھا۔ بھرت جب اپنے ماموں کے ہاں سے واپس ہوا اور
اسے خبر ہوئی کہ اس کا باپ مر گیا اور اس کی ماں کیلئی نے رام اور سیتا کو نبواس دلا دیا ہے۔
اور لچھمن بھی ان کے ساتھ کوچ کر گیا تو بھرت اپنی ماں پر سخت برہم ہوا اور اس نے سوگند
کھائی کہ وہ رام کو واپس لا کر ضرور اجودھیا کا راجہ بنائے گا اور زندگی بھر رام کی سیوا
کرے گا۔

اس مقصد کے لیے بھرت اپنے سارے اہل فائدہ کو ساتھ لے کر جنوبی جنگلوں میں اس جگہ گیا
جہاں جنگل کے اندر رام، سیتا اور لچھمن ایک کٹیابنا کر رہتے تھے۔ بھرت کے علاوہ
راج محل کے ہر فرد نے رام کی منت کی کہ وہ واپس اجودھیا جائے۔ اور راجہ کی حیثیت سے دیس
پر راج کرے۔ رام کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ اس کا باپ مر گیا ہے ہر کوشش اور ہر جتن کے باوجود
رام نہ ملتا اور اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور اس نے اس کٹیاب کے اندر رہ کر ہی اپنا نبواس
کا عزم ظاہر کیا تھا۔ لہذا بھرت اور راج کے دیگر سب لوگ اجودھیا لوٹ گئے اور وہاں
بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے۔

یونان ابھی تک بیت ایل میں قاضی خاتون دوبرہ کے ہاں ہی ٹھہرا ہوا تھا کہ ایلکائے ایک
روز اس وقت اس کی گردن پر لمس دیا جب کہ یونان شہر کے نواح میں گھوم رہا تھا۔ پس دینے
کے ساتھ ہی ایلکائے لنگنائی ہوئی آواز میں کہا: اے یونان! میرے حبیب! بیت ایل سے
کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ اب ہماری منزل مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے
آس پاس کی بستیاں ہیں جہاں ان فوق الفطرت چیتوں نے تباہی پھیلارکھی ہے اور یہ
دونوں چیتے مقامی لوگوں میں بدروحوں کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔

اے یونان! گوریانی اور عالیقی بنی اسرائیل کے خلاف اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتے
جا رہے ہیں پر بنی اسرائیل کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں بھی رام کی ماں
کیلئی نے اسے اسے نبواس دلا دیا اور وہ اپنی بیوی اور بھائی لچھمن کے ساتھ بن کے اندر ایک
کٹیاب کے اندر پر سکون زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ فی الوقت اسے بھی عزرائیل کی طرف سے کوئی
خطرہ نہیں ہے۔ لہذا جنوبی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے اطراف میں ان دونوں چیتوں
کا خاتمہ کر کے وہاں کے لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلائیں۔ اس پر یونان نے مسکراتی
آواز میں کہا: اے ایلکائے! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہذا آؤ جھیل میرو کا رخ کریں۔ اس
کے ساتھ ہی یونان اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر قبل یونان جھیل میرو کے کنارے کھوانام کی بستی سے باہر نمودار
ہوا۔ اس نے دیکھا چند نوجوان لکڑہارے اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لا دے بستی کی طرف جا رہے
تھے۔ یونان نے آگے بڑھ کر ایک پیچھے رہ جانے والے لکڑہارے کو مخاطب کر کے کہا:
اے جوان! میں ان علاقوں میں اچھی ہوں۔ میں دو خوشخوار چیتوں کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ
ماتہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے لیے مجھے چند یوم تک یہاں ٹھہرنا ہوگا۔ اور کیا یہاں کوئی

چربی سے جلتے دیئے کی وجہ سے کافی روشنی تھی۔ یونات نے ابھی دو تین قہقہے ہی بے تھے کہ اچانک طوفان کی طرح ایک بہت بڑا اور دراز قامت چیتا جس کی آنکھیں تیر بر ساری تھیں چھبر نامکان کی طرف دیوار پھاڑ کر نمودار ہوا اور یونات پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی۔

سراٹے ہے جس میں قیام کر کے میں ان چیتوں کے خلاف حرکت میں آسکوں۔

اس لکڑ ہار نے اپنی کمر سیدھی کی اور یونات کی طرف دیکھتے ہوئے۔ اس نے خوف زدہ سی آواز میں کہا: اے اجنبی! تو شاید ان چیتوں کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ دراصل بد رو ہیں اور درندوں کی صورت میں ظاہر ہو کر اپنی خوراک تلاش کرتے ہیں۔ اگر تمہیں اس حقیقت کا علم ہوتا تو کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔ یونات نے جواب دیتے ہوئے کہا: سنو میرا نام یونات ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میرا کام ہی بد روحوں پر گرفت کرنا ہے۔ اس لکڑ ہار نے خوش ہوتے ہوئے کہا: اگر ایسا ہے تو سنو میرا نام بوقا ہے۔ یہاں ایک سراٹے ہے جو شہر کے مشرق میں جھیل میرو کے کنارے ہے۔ لیکن اے اجنبی! آج کی رات تم میرے ہاں میرے بھائی کی حیثیت سے قیام کرو۔ شام ہو گئی ہے۔ کھانا میرے ساتھ ہی کھانا اور کل بھلے تم سراٹے کی طرف چلے جانا میں ایسے لوگوں کو بہت پسند کرتا ہوں جو بد روحوں سے ٹکرانے کا فن جانتے ہوں۔ لہذا آج کی رات تم میرے ہاں رہو۔ میرے جھونپڑا گھر میں صرف بیوی بیوی اور ایک چھوٹا سا بیٹا ہے۔

یونات نے اس لکڑ ہار سے کی چاہتوں کا اختتام کرتے ہوئے کہا: میں ضرور آج کی رات تمہارے ہاں رہوں گا اور کل صبح سراٹے میں منتقل ہو جاؤں گا۔ روقا نام کا وہ لکڑ ہارا خوش ہو گیا پہلے وہ دونوں بستی کے بازار میں گئے۔ وہاں لکڑ ہار سے نے لکڑیاں بیچ دیں۔ پھر وہ یونات کو لے کر اپنے جھونپڑا نامکان میں آیا۔ جو نرسل سے بنا ہوا تھا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ لکڑ ہار کی بیوی کھانے تیار کر کے لکڑ ہار سے کا انتظار ہی کر رہی تھی کہ لکڑ ہارا یونات کو لیکر گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے اس نے کہا: میرے ساتھ ایک ہمان بھی ہے۔ جو رات یہیں رہے گا۔ اس کے کھانے کا بھی انتظام کر دو۔ لکڑ ہار نے کی بیوی نے خوش طبعی میں کہا: کھانا لگا ہوا ہے۔ تم ہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ۔ اتنی دیر تک میں اور کھانا تیار کر لیتی ہوں اس کے ساتھ ہی لکڑ ہار سے کی بیوی کمرے سے نکل کر کھانا تیار کرنے لگی تھی۔

اور کمرے کے اندر جو کھانا اس نے پہلے سے لگا رکھا تھا اس پر بیٹھتے ہوئے روقا نے کہا: آؤ میرے بھائی کھانا کھائیں۔ یونات روقا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ باہر اب سورج غروب ہو گیا تھا اور قصاؤں کے اندر گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ تاہم کمرے کے اندر

چیتے کو بری طرح باہر پھینکنے کے بعد یوناف خود بھی آندھی کے ہیب جھکڑوں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مکان کی دیوار میں بن جانے والے جس راستے سے اس نے چیتے کو باہر پھینکا تھا اس راستے سے جب وہ خود بھی باہر آیا تو اس نے دیکھا وہاں چیتا موجود نہ تھا اور نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ روقا اور اس کی بیوی کی چیخ و پکار سن کر اس پاس کے مکانوں کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان سب نے اپنے ہاتھوں میں مشطیں اٹھا رکھیں تھیں اور سب ہی خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے جو مشعلیں لوگ اٹھائے ہوئے تھے۔ ان مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے دیکھا وہاں چیتے کے گرنے کے نشانات تھے اور قریب چند ایک اس کے پنجوں کے نشان بھی تھے۔ اس کے بعد مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے وہاں چاروں طرف جائزہ لیا۔ پر اسے کہیں بھی چیتے کے پنجوں کے نشانات دکھائی نہ دیئے جن کی بنا پر یوناف یہ اندازہ لگا سکتا کہ چیتا وہاں سے بھاگ کر کسی سمت گیا ہے۔

تاہم وہاں انسانی قدموں کے بہت سے نشانات تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ فوق الفطرت چیتا اپنی بیت بدل کر وہاں سے بھاگ گیا ہو۔ چند ثانیوں تک یوناف وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچتا رہا اس دوران ایک طرف سے بڑھتی ہوئی عمر کا ایک قد آور شخص آیا جس کے ساتھ کچھ تیزوں اور بچھڑوں سے مسلح جوان بھی تھے۔ لکڑہار روقا اس موقع پر یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے یوناف! مسلح جوانوں کے ساتھ آنے والا یہ شخص مجھ سے ہے اور یہ ہماری اس بستی کا سردار ہے۔ اپنی بات کہنے کے بعد روقا پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ بستی کا سردار مجھ سے قریب آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو اس نے بڑی شفقت اور نرمی میں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا ہوا تم لوگوں کو تم لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے کس بنا پر شور شراب کر رہے ہیں۔ پھر اس نے یوناف کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تمہارے اندر یہ اجنبی کون کھڑا ہے اور اس غریب لکڑہارے روقا کے گھر کی دیوار میں سوراخ کیسے ہو گیا کسی نے چوری اور تفت زنی کا کام کیا۔ کلوانم کی اس بستی کے سردار مجھ سے اس استفسار پر لکڑہار روقا آگے بڑھا اور اس نے یوناف کے ساتھ ملاقات، اسے اپنے گھر لانے چیتے کے حملہ آور ہونے اور یوناف کے اسے اٹھا کر باہر پھینک دینے کے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ یہ حالات سن کر مجھتا بڑا متاثر ہوا۔ آگے بڑھ کر وہ یوناف کے قریب آیا۔ اور اپنی سردار ہونے

جس وقت اس خوفناک اور سیاہ رنگ کے غیر معمولی طور پر بڑی جسامت والے چیتے نے شہیدہ مزاجی اور اعصاب شکن انداز میں۔ لکڑہارے روقا کے چھپرے مکان دیوار کو توڑ کر آندھی خوفناک قوت اور پھیرے ہوئے دندوسارے کی طرح یوناف کے اوپر چھلانگ لگائی تھی اس وقت لکڑہار روقا بری طرح شور و پکار کرنے لگا تھا۔ اس کی بیوی بھی بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور وہ بھی اس خوفناک چیتے کو دیکھ کر زور زور سے مدد کے لیے پکارنے لگی تھی گو اس چیتے نے اچانک دیوار پھاڑ کر یوناف پر چھلانگ لگائی اور یوناف کے پاس سنبھلنے کا کوئی وقت نہ تھا پھر یوناف نے اپنے آپ کو اس فوق الفطرت چیتے کا شکار نہ ہونے دیا۔

جب چیتے نے اچانک اس پر چھلانگ لگائی تھی تو یوناف ایک طرح چیتے کی قوت اور زور کے باعث زمین پر وقتی طور پر بچھ سا گیا تھا۔ اور چیتا مکمل طور پر اس پر حاوی اور سوار ہو گیا تھا اور اس بے ہو گیا تھا کہ چیتے نے اچانک حملہ کیا تھا اور یوناف کی حالت بے دھیانی میں ایسی ہو گئی تھی۔ لیکن جب چیتے نے یوناف پر سوار ہو کر اپنا منہ یوناف کی گردن کی طرف لاتے ہوئے اسے چیر پھاڑ دینا چاہا تو یوناف اس وقت تک مکمل طور پر سنبھل چکا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے چیتے کا جھڑا پکڑ لیا اور اسے اپنی گردن کے نزدیک نہ آنے دیا۔ اس کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو یوناف نے چیتے کی چھاتی اور پیٹ کے درمیانی حصے میں جمایا۔ پھر اس نے زور سے اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے نعرہ مارا اللہ اکبر اور اس کے ساتھ ہی یوناف چیتے کو بری طرح اچھال کر جس راستے سے وہ مکان میں داخل ہوا تھا۔ اس راستے سے اس نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ روقا کے مکان سے باہر چیتے کے بری طرح گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔

کی حیثیت کو یکسر فراموش کرتے ہوئے اس نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ اے روجوں کی تخیل کرنے والے عظیم انسان! اب تم یہاں اپنے آپ کو اجنبی اور توہار دخیال نہ کرنا۔ اس بستی کو تم اپنا ہی ہانا اور اگر تم چیتے کی شکل اختیار کر جاتے ڈالی ان بد روجوں سے یہاں کے لوگوں کو نجات دے دو تو ان سرزمینوں پر تمہارا بہت بڑا احسان ہوگا۔

یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دو چیتے ہیں لیکن اکثر کا خیال ہے کہ یہ کوئی ایک مافوق الفطرت چیتا جو اپنی ہیئت بدل بدل کر نمودار ہوتا ہے۔ پہلے یہ بہت زیادہ آدمخواری کرتا تھا۔ لیکن جب سے ہم نے اس کا ایک بندوبست کیا ہے۔ تب سے اس کی آدمخواری میں کچھ کمی آئی ہے۔ یوناف نے بے چینی سے محبت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے محبتا! تم لوگوں نے اس چیتے کے لیے کیا بندوبست کیا ہے اس پر محبتا بولا۔ اے مہربان انسان! ہمارا بستی اور اس پاس کی دیگر بستیوں کے کئی لوگوں نے دیکھا کہ یہ چیتا انسانوں کا شکار کرنے کے بعد ہماری بستی کے جنوب میں جھیل میرو کے کنارے کی پہاڑیوں کی ایک غار کے اندر سے جایا کرتا تھا۔ اور وہیں بیٹھ کر وہ آرام سے اپنے شکار کو اپنا لقمہ بناتا تھا۔ اس پر کئی بار اس غار میں داخل ہو کر اس چیتے کا خاتمہ کرنا چاہا۔ پر اے شفیق نووارد! جو کوئی بھی اس چیتے کی تلاش میں اس غار کے اندر داخل ہوا کبھی واپس نہ آیا اور وہ چیتے کی درندگی کا شکار ہو گیا۔

اے یوناف! اس چیتے کا خاتمہ کرنے کے لیے بڑے بڑے بہادر شاہزور شکاری اور سورما جوان اس غار میں داخل ہوئے پھر کسی کو بھی اس غار سے باہر نکلتا نصیب نہ ہوا پس اس پاس کی بستیوں کے لوگوں نے ل کر ایک فیصلہ کیا یہ چیتا چونکہ کوئی عام چیتا نہیں ہے بلکہ کوئی شیطانی قوت اور بد روج ہے۔ لہذا نہ کوئی اس کا شکار کر سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی قابو پاسکتا ہے۔ اس لیے اس چیتے کو اگر اس کی خوراک مہیا کر دی جائے تو اس کی آدمخواری میں کسی حد تک کمی آسکتی ہے۔ لہذا یہ کام کیا گیا کہ ہفتے میں تین مرتبہ ایک بھیڑ یا بکری اس غار کے منہ کے قریب باندھ دی جائے گی۔ پس جب مدت ہوتی تو چیتا اس بندھی ہوئی بکری یا بھیڑ کو کھا جاتا۔ اور اس گوشت پر کم از کم دو دن گزارا کر لیتا جب سے ہم لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ تب اس چیتے کی آدمخواری اور خونخواری کسی حد تک کم ہو گئی۔ لیکن اب مجھے امید ہے کہ یہ خونخواری پھر پہلی جیسی صورت اختیار کرے گی۔

اس پر یوناف نے بے تابی کے عالم میں محبتا سے پوچھا۔ اے محبتا وہ کیوں؟ اس پر محبتا بولا۔ اے یوناف! شروع شروع میں لوگ خوشی خوشی اپنا نمبر آنے پر اپنا جانور مہیا کر دیتے تھے۔ اس لیے کہ اس چیتے کی آدمخواری میں کمی آگئی تھی اور انہیں ایک طرح سے سکون و امن نصیب ہوا تھا۔ لیکن اب لوگ اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرتے کرتے تنگ آ گئے ہیں اور حالت اب یہ ہے کہ لوگ اپنا جانور مہیا کرتے وقت بحث و تکرار اور لڑائی جھگڑے پر اتر آئے ہیں اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں نے اگر اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرنا بند کر دیئے تو یہ چیتا پھر پہلے کی طرح آدمخواری پر اتر آئے گا۔

اس اندیشے اور متوقع خطرے کے پیش نظر لوگوں نے اس غار کے منہ کے اوپر پتھر کا ایک بہت بڑا چیتے کا مجسمہ تراش کر رکھ دیا ہے اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا۔ اور اب چیتے کے اس مجسمے کے سامنے لوگ نذر نیا ز پیش کرتے ہیں۔ اس کے آگے سجدہ اور اس کی پرستش کرتے ہیں کہ شاید اسی طریقے سے وہ بد روج چیتا ان سے راضی ہو، اور ان کی آدمخواری سے باز رہے یہ ہیں اس چیتے سے متعلق پورے حالات جو میں نے آپ سے کہہ دیئے ہیں۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد محبتا یوناف کا جواب سننے کے لیے اس کی طرف غور و اہمال سے دیکھنے لگا تھا یوناف نے کچھ سوچا۔ پھر اس نے محبتا کو مخاطب کر کے کہا، اے محبتا! کیا تم میں سے کوئی اس غار تک میری راہنمائی کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں سے بھاگنے کے بعد وہ چیتا اسی غار کی طرف گیا ہوگا۔ لہذا میں اس غار میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ اور اس طرح تم لوگوں کو اس چیتے کی آدمخواری سے نجات دل جائیگی۔ یوناف کے اس انکشاف پر یوناف تیزی سے یوناف کے قریب آیا۔ یوناف نے دیکھا اس لمحہ روجا کی حالت ایسی تھی جیسے حیات پر مرگ غالب اور آسودگی پر یاسیت چھا گئی ہو۔ اس کے چہرے پر گم سم لمحات کے اندر درد کی تحریریں کارقص تھا اور اس کی آنکھوں کے اندر کرب مسلسل اور مایوسی کے بھورے تھے۔ پھر روجا کے سرز نے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے یوناف سے بعد اندیشہ میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اس ویران اندھیری رات کے اندر اے میرے معزز بہان! آپ اس ہولناک اور موت کی غار میں داخل ہونگے۔ پھر روجا نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اور چلا

متوجہ ہوا۔ اس وقت یونان لکڑ مارے روقا کے پاس آیا اور بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کیا۔

اے روقا تم اپنے گھر میں جاؤ۔ اور اپنے اہل خانہ کو قتل دو۔ غار سے ہو کر اب میں تمہارے گھر نہ آؤں گا بلکہ یہاں قیام کرنے کے لیے بستی کی جو بنی سرائے کا رخ کروں گا۔ میرا اب تمہارے ہاں ٹھہرنا تمہارے اور تمہارے اہل خانہ کے لیے خطرناک ہے۔ اس لیے کہ شیطانی قوتیں جان گئی ہیں کہ میں ان پر گرفت کرنے والا ہوں۔ لہذا انہوں نے میری آمد کے ساتھ ہی مجھے اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی پر وہ ناکام رہی اب میں اس بستی میں کسی کے ہاں بھی نہ ٹھہروں گا۔ کیونکہ میری وجہ سے میرے پیڑمان معیبت اور اذیت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یونان کے اس طرح سمجھانے پر روقا مطمئن ہو کر اپنے گھر میں چلا گیا۔ اتنی دیر تک محبتا نے اپنے محافظوں کو بھی ساری بات سمجھا دی تھی۔ لہذا یونان ان بارہ مسلح جوانوں کے ساتھ جھیل میرو کے کنارے چیتے کی غار کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اٹھا۔ نہیں نہیں میں آپ کو ہرگز ایسا مشورہ نہ دوں گا۔ اس کام سے باز رہیں اس شیطانی درندے کی غار میں داخل نہ ہوں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو کبھی بھی آپ وہاں سے لوٹ نہ سکیں گے۔ یونان نے روقا کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے قتل دینے کے انداز میں کہا: اے روقا! تم فکر مند نہ ہو۔ میں تمہاری طرح کوئی عام سا آدمی نہیں ہوں۔ تم دیکھو گے میں اس غار سے اپنے رب کے چاہنے پر ضرور واپس آؤں گا۔ اور تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر ان شیطانی درندوں پر غالب آنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔

اے روقا! تم نے دیکھا ان شیطانی درندوں کو بھی میرے آنے کی خبر ہو گئی۔ اسی لیے تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اس طرح وہ میرا خاتمہ کر کے ان سرزمینوں کے اندر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایسا ممکن نہیں ہے میں تو ان شیطانی قوتوں کے لیے موت ثابت ہوں گا۔ اے روقا مجھے افسوس ہے کہ اس چیتے نے تمہارے گھر کی ایک دیوار خراب کر دی ہے۔ پھر اپنے لباس کے اندر سے یونان نے چند سنہری سکے نکالے اور اپنی مٹھی کے اندر دبا کر ان سکوں کو اس نے رازداری کے ساتھ روقا کی مٹھی میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔ یہ سنہری سکے رکھو۔ ان سے اپنے گھر کی مرمت کرنے کے علاوہ اپنی حالت بھی ستوار لینا۔ یونان کی باتوں سے روقا اب کسی قدر پرسکون ہو گیا تھا۔ یونان نے دیکھا چاند اب دور مشرق سے طلوع ہو رہا تھا اور چاندنی آہستہ آہستہ اب بلند یوں سے اتر کر دھرتی کے سینے پر پھینا شروع ہو گئی تھی۔ یونان نے پھر بستی کے سردار محبتا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے محبتا! تم نے بتایا نہیں کہ کیا جھیل میرو کے کنارے چیتے کی غار تک تم میں سے کوئی میری راہنمائی کرے گا۔

یونان کے اس استفسار پر محبتا یونان کے قریب آیا اور رازدارانہ لہجے میں اس نے کہا۔ اے روقا! کی تسخیر کرنے والے جھیل میرو کے کنارے اس چیتے کی غار تک تمہاری راہنمائی کریں گے۔ لیکن یہ لوگ غار کے اندر داخل نہ ہوں گے۔ بلکہ باہر ہی کھڑے رہ کر تمہارا انتظار کریں گے۔ یہ مسلح جوان جو اس وقت تعداد میں بارہ ہیں یہ بہترین جنگجو اور عمدہ قسم کے شکاری ہیں اور غار سے باہر خطرے کی صورت میں یہ تمہاری مدد بھی کر سکتے ہیں اور پھر اتنے۔ اور ایسے مسلح جوانوں پر وہ چیتا حملہ آور بھی نہیں ہوتا۔ میں ابھی ان جوانوں کو سمجھا دیتا ہوں یہ تمہارے ساتھ روانہ ہو جائیں محبتا جس وقت اپنے مسلح محافظوں کی طرف

اس موقع پر یونات نے مکی اور مدغم آواز میں پکارا۔ ایلیکا! ایلیکا! کہاں ہو تم؟
اس پر ایلیکا نے فوراً یونات کی گردن پر بس دیا اور بولی۔ میں یہیں ہوں میرے حبیب
تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جا سکتی ہوں۔ یونات نے کہا۔ میں اس غار میں داخل ہوتے لگا ہوں
اور ایسا کرنے سے پہلے میں تمہیں اس کی اطلاع کرنا چاہتا تھا۔ ایلیکا نے نرم اور چاہتوں
بھری آواز میں کہا: اے یونات اس غار میں داخل ہوتے اپنی ہیبت ایسی تبدیل کرلو
کہ کوئی آنکھ تمہیں دیکھ نہ سکے۔ اور اپنی تلوار پر بھی عمل کر لو تاکہ غار کے اندھیروں کے
اندر یہ روشن رہے اور تم غار کے اندرونی حصوں کا جائزہ لے سکو۔ یونات نے
مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے ایلیکا! تم نے یقیناً میرے دل کی بات کی ہے
میں خود بھی ایسا ہی کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ یونات اس غار کے منہ کی
طرف بڑھا تھا۔ اس وقت چاند کافی بلند ہو چکا تھا۔ چاندنی ہر سو پھیل کر ہر شے کو
روشنی میں نہلا گئی تھی جب کہ جھیل میر و کا پانی طوفانی انداز میں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا
کر شور مچاتا تھا۔

یونات نے ایک بار گرم سم اور اس چاندنی کی طرف دیکھا۔ پھر وہ غار میں داخل ہوا
اس نے دیکھا غار کے اندر سوچوں کے زہر کی سی ماموشی اور ویران اندھیری رات کی سی
اداسی اور ویرانی تھی۔ پھر اچانک یونات کی گردن اٹھ گئی اور تیوریاں چڑھ گئیں جیسے
اسے نطرت کے جلال کا سہارا مل گیا ہو۔ پھر اس نے چنگاڑے طوفانوں جیسی اپنی
آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔ اے بدی کے گماشتو! میں تمہاری الم پسندی کے
سامنے احساس ندامت کے ساتھ گردن جھکا کر تم سے رحم کی بھیک نہ مانگوں گا۔ میں
تمہارے سامنے ایک ہوناک قوت ثابت ہو کر سکتی ریت کے مہر کی طرح تم پر وار
ہوں گا۔

یونات کی یہ آواز آندھیوں اور طوفانوں کی سی بازگشت کے ساتھ غار کے اندر
گوںج گئی تھی۔ پھر یونات نے اپنی تلوار پر عمل کیا اور اس کی تلوار مشعل کی طرح روشن
ہو گئی تھی اور غار کا اندرونی حصہ تلوار کی اس روشنی سے دور دور تک روشن ہو گیا
تھا پھر یونات اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور ظاہری آنکھ سے وہ ادھل ہو کر
غار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس نے دیکھا اس غار کے اندر جگہ جگہ انسانی پنجرا

کلوانام کی اس بستی کے جنوب میں جھیل میرو کے کنارے کوہستانوں کا وہ ایک طویل سلسلہ
تھا جہاں سردار مجستا کے مسلح جوان یونات کو لے کر آئے تھے۔ اور چاندنی رات میں وہ
ایک جگہ رک گئے پھر ان میں سے ایک یونات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ہربان
اجنبی! وہ سامنے دیکھو اس خوفناک چیتے کا غار دکھائی دے رہا ہے۔ اب تم اس غار میں جاؤ
اور ہم سب یہیں کھڑے ہو کر تمہارا انتظار کرتے ہیں اس پر یونات نے انہیں مخاطب
کرتے ہوئے کہا: اب تم سب واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اب تمہاری ضرورت
محسوس نہیں کرتا۔ اس پر ان محافظوں سے پھر ایک نے کہا۔ ہم اس طرح واپس نہ جائیں
گے۔ بلکہ ہم تمہارا یہاں رک کر انتظار کرتے ہیں۔ اس طرح واپس جانے پر اگر سردار مجستا
نے ہم سے تمہارے متعلق پوچھا تو ہم اسے کیا بتائیں گے لہذا تم غار میں داخل ہو جاؤ۔
اگر تم اس غار سے باہر آ گئے تو یہاں کے لوگ تسلیم کر لیں گے کہ تم غیر معمولی قوتوں کے
مالک ہو۔ اور اگر تم اس غار سے باہر نہ آ سکو۔ تو پھر ہم سردار مجستا سے جا کر کم از کم
یہ تو کہہ دیں گے تاکہ غار کے اندر چیتے کی خونخواری کا شکار ہو گئے ہو۔

یونات نے اس محافظ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ آگے بڑھ گیا۔ جب وہ
اس فوق الفطرت چیتے کے غار کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ غار کے سامنے ہڈیوں
کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ شاید یہ ان جانوروں کی ہڈیاں تھیں جو خوراک کے طور پر
اس چیتے کو پیش کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یونات نے یہ بھی دیکھا کہ اس غار کے
عین منہ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر چیتے کی شکل دی گئی تھی اور پھر چٹان
سے تراشے ہوئے اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا تھا اور چاندنی رات میں غار کے
منہ پر وہ مجسمہ انتہائی خوفناک اور وحشت خیز منظر پیش کر رہا ہے۔

ہڈیاں بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اس غار کے اندر سے درندوں کی بو بھی اٹھ رہی تھی وہ ایک کافی بڑی اور طویل غار تھی جو کہ ہستانی سلسلے کے اندر کافی دور تک آگے چلی گئی تھی۔ یونان تیزی سے آگے بڑھتا ہوا۔ اس غار کے آخری حصے تک گیا۔ لیکن اس غار کے اندر اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ کوئی زندہ اس وقت اس غار میں نہ تھا۔ پوری طرح غار کا جائزہ لینے کے بعد یونان پلٹا۔ دوبارہ وہ غار کے منہ کے قریب آیا۔ پہلے اس نے اپنی ہیبت بدلی اور ظاہری آنکھ سے دیکھے جانی والی صورت میں آیا، پھر اس نے اپنی تلوار پر بھی عمل ختم کر دیا اور تلوار کو نیام میں ڈالنے کے بعد وہ غار سے باہر نکلا اسے دیکھتے ہی ایک محافظ نے چلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

میرے رفیقو ادھر دیکھو! وہ یونان تمام کا شخص زندہ اور سلامت غار سے باہر آگیا ہے۔ ان سرزمینوں کے اندر یہ پہلا شخص ہے جو جیتوں کی اس غار سے یوں سلامتی کے ساتھ نکل آیا ورنہ جو بھی اس غار میں داخل ہوا لوٹ کر نہ آیا۔ اس پر ایک دوسرے محافظ نے حیرت زدہ سی آواز میں کہا میرے ساتھیو! لکھ رکھو! کہ یہ جوان کوئی عام آدمی نہیں ہے اور پیرادل کہتا ہے کہ یہی وہ فوق البشریت انسان ہے جو ان غیر فطری قسم کے جیتوں سے ہمیں نجات دلا سکتا ہے۔ اس کا سلامتی کے ساتھ اس غار سے نکل آنا اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ جوان بے شمار قوتوں کا مالک اور یہ واقعی بدروحوں کو تسخیر کر لینے کی ہمت و قوت رکھتا ہے اور اے میرے ساتھیو!

وہ محافظ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے غار سے نکل کر یونان ان کی طرف نہ آیا تھا بلکہ اس نے اس پہاڑی سلسلے پر چڑھنا شروع کر دیا تھا پھر یونان اس جگہ آیا جہاں غار کے عین منہ کے اوپر ایک چٹان کو تراش کا پینے کا جسمہ بنایا گیا تھا اور جس کی وہاں کے مقامی لوگ پرستش کرنے لگے تھے۔ پھر ان محافظوں کے دیکھتے ہی دیکھتے یونان اپنے دونوں ہاتھ پتے کی اس سنگی جھمبے کے پیٹ پر جمائے اور اس وزنی جھمبے کو اٹھا کر اس نے غار کے منہ کے ایک طرف دے پھینکا تھا وہ جھمبہ وہاں پتھروں پر گرنا اور چور چور ہو گیا تھا۔ اس بار ایک اور محافظ نے چلا کر کہا، حیرت ہے اس یونان نے کس آسانی سے اس جھمبے کو اٹھا کر زمین پر بیٹھ دیا ہے ورنہ یہ جھمبہ اس قدر بھاری تھا کہ اسے ہم جیسے بیس

جوان بھی اٹھانے کی کوشش کرتے تو ہرگز نہ اٹھا سکتے تھے یونان تمام کا یہ جوان واقعی فوق البشر قوتوں کا مالک ہے اور مجھے امید ہے کہ یہی جیتوں کی خونخواری سے ضرور نجات دلا دے گا۔ وہ محافظ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ غار کے منہ سے آکر یونان اب ان کی طرف آ رہا تھا۔

یونان اب ان محافظوں کے قریب آیا تو ان میں ایک نے بڑی عقیدت مندی کے ساتھ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ہربان اجنبی! آپ واقعی فوق البشریت انسان ہیں۔ آپ نے یہاں ہماری موجودگی میں دو کام ایسے کئے ہیں جن کی بنا پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن آپ ضرور ان جیتوں پر غالب آجائیں گے۔ پہلا یہ کام کہ آج تک کوئی بھی اس غار میں داخل ہونے کے بعد سلامت نہ نکلا جب کہ آپ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اس سے نکلے ہیں۔ دوسرا فرق مادت کام آپ نے یہ کیا کہ غار کے منہ پر بنا ہوا اس چتے کا سنگی مجسمہ آپ نے یوں اٹھا کر پھینک دیا۔ جیسے وہ کوئی وزن ہی نہ رکھتا ہو حالانکہ ہم جیسے بیس جوان مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ آپ کی ان خصوصیات کی بنا پر ہم آج آپ کو آپ کے نام کی بجائے اپنا آقا کہہ کر پکاریں گے پس اے آقا! آپ ہمارے ساتھ بستی کے سردار مجستہ کے پاس چلے رہے ہیں آپ کی موجودگی میں آپ کے یہ دونوں کام اسے سارے لوگوں کی موجودگی میں بتائیں گے۔ تاکہ لوگوں کو تسلی ہو اور انہیں یقین آجائے کہ یہ جیتے اب اس سرزمین سے ختم ہونے کا وقت آگیا ہے۔

جب وہ محافظ خاموش ہوا۔ تب یونان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز! تم واپس چلے جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ اس طرح آتے ہوئے بستی کے جنوب میں جھیل میرو کے کنارے میں سرائے دیکھ چکا ہوں۔ میں اب اسی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور جیتوں کے خاتمے سے متعلق سوچوں گا۔ بستی میں جس کے ہاں بھی میں قیام کروں گا۔ میرا یہ قیام خود اس اہل خانہ کے لیے بھی مصیبت اور مذاب بن کر رہ جائے گا۔ کیونکہ جس گھر میں بھی میں ٹھہروں گا وہ جیتے انہیں اپنا دشمن سمجھ کر ان پر حملہ آور ہو جائیں گے لہذا میں اپنے قیام کو دوسروں کے لیے ہلاکت و پریشانی کا باعث نہیں بنانا چاہتا۔ اب تم جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔

پھینک دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میں اٹھ کر جب باہر آیا تھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر وہ چیتا کدھر گیا۔ اگر اس فوق الفطرت مخلوق نے اپنے آپ کو چیتے سے انسان میں تبدیل کر لیا تھا تو کم از کم روعا کے اس مکان سے باہر میں کوئی انسان ہی دکھائی دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جب میں روعا کے مکان سے نکلا تو وہاں پر نہ چیتا تھا اور نہ ہی کوئی انسان وہاں تھا۔

اے ابلیکا! اس انکشاف سے یہ اندیشہ سلتے آتا تھا ہے کہ یہ مافوق الفطرت مخلوق خباثت و شیطاں کی طرح اور بھی بہت سی سری قوتوں کی مالک ہے جن کی بنا پر روعا کے مکان سے باہر روپوش ہو کر اپنے آپ کو وہ چیتا فوراً محفوظ کر گیا تھا۔ اور اے ابلیکا! اگر ان دونوں چیتوں کی عمر اور زندگی بھی شیطاں جیسی طویل و دراز ہوئی تو پھر یہ دونوں زیادہ چیتے تو ایک مدت دراز تک ہمارے لیے سرور دی اور تکلیف و اذیت کا باعث بنے رہیں گے۔ اس پر ابلیکا نے پر غم آواز میں کہا اے میرے حبیب تم فکر مند نہ ہو پہلے ان دونوں چیتوں کو مل جانے دو۔ اور اگر یہ شیطاں کی طرح صدیوں پر محیط عمر پانے والے ہوئے تو پھر اس کے حل تلاش کرنے سے متعلق بھی دونوں مل کر بعد میں سوچیں گے اب اس وقت تم یہاں جھیل میرو کے کنارے کھڑے ہو گئے ہو۔ سرائے کی طرف چل کر آرام کرو۔ اور کل ان چیتوں کو تلاش کرنے کا کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یونان جھیل میرو کے کنارے کھائے سرائے کی طرف چل دیا تھا راستے میں ابلیکا نے پھر یونان کی گردن پر بس دیا اور کہا۔

اے یونان! ان دونوں زیادہ اور مافوق الفطرت چیتوں کو تلاش کرنے کا ایک طریقہ کار میری سمجھ میں آتا ہے اس پر یونان نے بڑی بے چینی اور بے تابی میں کہا، تو پھر رکی ہوئی کیوں ہو عبدی کہو۔ ابلیکا بولی اے یونان! عوازل نے عارب اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ جو ان چیتوں سے متعلق گفتگو کی تھی تو اس گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ دونوں چیتا نما انسان جو زیادہ ہیں۔ دونوں بہن بھائی ہیں اور جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ پس کل ہم کوانام کی اس بستی کے لوگوں سے ایسے لوگوں سے متعلق پوچھیں گے جو جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر یہ ایک سے زائد جوڑے ہوئے تو ہم ان کے پیچھے لگ جائیں اور ان جوڑوں کے اندر

اس پر ایک اور محانتہ نے اندیشوں میں ڈال دیا آواز میں کہا۔ اگر ہم چلے گئے اور ہمارے جانے کے بعد وہ چیتے آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو ہنس نقصان ہی نہ پہنچا دیں۔ یونان اسے ٹکی بلی مسکراہٹ میں کہا یا میں تو خود جانتا ہوں کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہوں اور پھر میں دیکھوں وہ کیا چیز ہیں۔ ایسا کر کے وہ میرے کام کو کافی حد تک آسان بنا دیں گے۔ لہذا تم سب جاؤ۔ مجھے ان چیتوں کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے بستی سے یہاں تک میرا ساتھ دیا۔

وہ سب محافظ یونان کے کہنے پر وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یونان تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر وہ جھیل میرو کے کنارے آکھڑا ہوا تھا۔ فضا اس وقت خاموش تھی چاندنی اور تاریکی ایک دوسرے سے دست و گریبان تھیں۔ چاندنی رات میں جھیل کے بطن سے اٹھنے والی موجیں کنارے کی طرف آتے ہوئے دم توڑ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہ کر چاندنی رات میں اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ نہ جانے یونان کیا سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر بس دیا اور پوچھا کیا سوچ رہے ہو میرے حبیب! اس پر یونان چونکا اور پوچھا اے ابلیکا تو نے اس چیتے کو دیکھا جو اس لکڑی کے روعا کے گھر میں مجھ پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ استفسار پر ابلیکا نے شرمندہ شرمندہ سی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! وہ سب کچھ ایسی تیزی اور سرعت میں ہوا کہ میں اس معاملے کو سمجھ ہی نہ سکی۔ یونان نے دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا اے ابلیکا! اس چیتے کے مجھ پر لکڑی کے گھر میں حملہ آور ہونے سے مجھ پر ایک اور بہت بڑا انکشاف بھی ہوا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہی اندیشہ اگر حقیقت بن کر ہمارے سامنے آتا تو نہ صرف یہ کہ ہماری مصروفیات میں اضافہ ہو جائے گا بلکہ ہمارے لیے کئی دشواریاں بھی اٹھ کھڑی ہوں گی۔

اس پر ابلیکا نے چونک کر پوچھا! اے میرے حبیب! تمہارا اشارہ کس اندیشے اور حقیقت کی طرف ہے یونان نے جواب دیتے ہوئے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تم نے دیکھا جب لکڑی کے روعا کے گھر میں اس چیتے نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور میں نے اسے اٹھا کر جو سوراخ بنا کر وہ اندر آیا تھا اسی سے اسے باہر

کروں گا۔

سراٹے کے مالک کی گفتگو سننے کے بعد یونات کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے انتہائی نرمی میں کہا۔ اے مریشس! میں تمہارا ممنون ہوں اور تم میرے ساتھ ایسا عمدہ سلوک روا رکھ رہے ہو۔ اے مریشس! میں ان سرزمینوں کی طرف آیا ہی اس غرض سے ہوں کہ یہاں کے لوگوں کو ان خونخوار چیتوں کی تباہی سے نجات دلاؤں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں ضرور ان چیتوں کو عیاں کرنے اور ان پر قابو حاصل کرتے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر مریشس نے بڑی انکساری اور عقیدت مندی میں کہا۔ اے آقا! میں نے آپ کے لیے اپنی سراٹے کا سب سے اچھا کمرہ صاف ستھرا کر رکھا اس میں آپ کے لیے اچھا سا بستر لگا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھاتا ہوں۔ یونات نے دیکھا سراٹے کی عمارت بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ مریشس یونات کو ایک صاف ستھرے کمرے میں لے کر گیا اور اسے وہ کمرے دکھاتے ہوئے مریشس نے پوچھا۔ کیا لگا آپ کو یہ کمرہ؟

یونات نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور سراٹے کے اس حصے میں تھا جو جھیل کے کنارے کی جانب تھا کمرے کے ایک کونے میں مہری پر صاف ستھرا بستر لگا ہوا تھا۔ کمرے کے پشت کی جانب ایک کھڑکی بھی تھی جو جھیل کی طرف کھلتی تھی۔ اس کھڑکی کے دونوں لکڑی کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ تاہم کھڑکی میں لوہے کا ایک مضبوط جنگلا بھی لگا ہوا تھا اس لحاظ سے کھڑکی کی طرف والا حصہ مضبوط اور محفوظ تھا۔ یونات نے سراٹے کے مالک مریشس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراٹے کے کمرے سے اچھا کمرہ ہے اور اے مریشس اس کے لیے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میری اس قدر دیکھ بھال کی اور میرے لیے ایسے کمرے کا انتظام کیا۔ یونات کی اس گفتگو پر مریشس خوش ہو گیا اور کہا۔ اے آقا! آپ تو اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ میں نے تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ اب آپ اپنے کمرے میں بیٹھیں اور میں آپ کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مریشس مسکراتا ہوا وہاں

سے ان خونخوار مہن بھائی کو ڈھونڈ نکالیں گے اور دیگر جڑواں پیدا ہونے والوں کا ایک ہی جوڑا ہوا تو پھر اسی پر یقین کر لینے کے بعد اپنا ہاتھ چلائیں گے، اہلیکا کے خاموش ہونے پر یونات بولا۔ اے اہلیکا! تمہارا یہ طریقہ کار درست ہے۔ لیکن اس طریقہ کار میں ایک تباہی بھی ہے اور اس میں کئی ممانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

اہلیکا نے اس پر استغناء بید انداز میں پوچھا۔ اس میں کیا تباہی ہے اور کن لوگوں کی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ یونات نے فکر گیر آواز میں کہا۔ اے اہلیکا! اس بستی میں سے جس نے مجھ میں یہ بتایا کہ یہاں فلاں فلاں جڑواں پیدا ہوئے تھے تو شیطان ہی ہے ضرور اس پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے خاندان کا کام تمام کر دیں گے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی خاندان کا کام تمام کرانے کے بعد ہم ان چیتوں کو سراخ لگانے کی طرف مائل ہوں اور اس کے لیے میں کوئی ایسا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ جس کے استعمال سے یہاں کا کوئی آدمی ملوث نہ ہو یونات کی اس بات کو تسلیم کرتے اہلیکا نے بھی اس بار تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا، تمہارے ساندیشے درست ہیں یونات بہر حال کسی نہ کسی بھی طریقے سے ہم ان چیتوں کو تلاش کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تم سراٹے میں چل کر آرام کرو اس پر یونات نے اہلیکا کو کوئی جواب نہ دیا اور جھیل کے کنارے کمرے کے کنارے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔

جس وقت یونات سراٹے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ بستی کے سردار محبتا کے وہ سب محافظ جو اس کے ساتھ چیتے کی غارتگی کے لیے تھے وہ سب وہاں سراٹے کے اندر جمع تھے۔ یونات سراٹے میں داخل ہوا ہی تھا کہ کھڑکی سے ایک شخص تیزی سے یونات کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا میرا نام مریشس ہے اور میں اس سراٹے کا مالک ہوں۔ سردار محبتا کے ان محافظوں نے مجھے آپ کے متعلق پہلے ہی بتا دیا ہے۔ آپ جیسے لوگ انتہائی قابل احترام ہوتے ہیں جو بدروحوں اور شیطانوں قوتوں کو تخریب کرنے کی ہمت رکھتے ہوں میں اپنی سراٹے میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ محافظ مجھے بتا رہے تھے کہ آپ چیتوں کی غارتگی میں داخل ہو کر زندہ سلاست باہر نکل آئے تھے۔ اس کے علاوہ غار کے منہ پر بنے ہوئے چیتے کے بھاری اور فنی مجھے کواٹھا کر آپ نے زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا ہے اے ہر بان نووار! محبتا کے محافظ آپ کو آقا کہہ کر پکار رہے تھے۔ آج سے آپ کو آقا اور مالک کہہ کر ہی مخاطب

سے نکل گیا تھا۔ یونان پشت کی طرف کھٹنے والی کھڑکی میں کھڑا ہو کر جھیل کا نظارہ کرنے لگا تھا۔ جہتا کے محافظوں نے جب دیکھا کہ یونان کو سر اٹے میں رہتے کے لیے کمر لگ گیا ہے۔ تو وہ سب بھی سر اٹے سے نکل کر بستی کی طرف چلے گئے تھے۔

بنی اسرائیل اس وقت تک راہ راست پر رہے جب تک ان کے اندران کی قاضی عورت دہرہ اور اس کا سپہ سالار برق رہے۔ ان دونوں کے بعد بنی اسرائیل پھر پہلے کی طرح بدی برائی اور گناہ میں ملوث ہو گئے۔ لوگ بت پرستی میں ملوث ہو گئے۔ اور بستی بستی قریہ قریہ میں کنعانیوں کے دیوتا بیل اور دیوی مشت تارات کے معبد تعمیر ہونا شروع ہو گئے ان حالات میں جب کہ بنی اسرائیل پوری طرح گمراہی اور بے راہ روی میں ملوث ہو گئے ہمسایہ اقوام میں سے عمالیتیوں اور درباریوں نے بنی اسرائیل کے اندر بدی و گمراہی کے باعث پیدا ہونے والے فساد، انتشار اور نا اتفاقی سے فائدہ اٹھایا۔ یہ مصریانی اور عمالیتی ٹڈی دل کا صورت میں بنی اسرائیل کے علاقوں میں داخل ہوتے ان کا قتل عام کرتے بھیسٹر، بکریاں، گائے بیل اور گھوڑے گدھے اپنے ساتھ لے کر لے جاتے اور بنی اسرائیل کے ہاں سے کھانے پینے کی اشیاء بھی سیٹے چلے جاتے تھے۔ بنی اسرائیل کی اس لوٹ مار اور تباہی ویرانی میں مصریانیوں اور عمالیتی کے بادشاہ بھی شامل تھے۔ مصریانیوں کے بادشاہ زبج نے اپنے لشکر کے سالار عوریب کو یہ احکامات دے رکھے تھے کہ جو لوگ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے کو نکلے ہیں اور ان کی لوٹ مار کرتے ہیں ان کی اپنی لشکریوں سے بدو کیا کرے دوسری طرف عمالیتیوں کے بادشاہ فلتع نے بھی اپنے سالار زئیب کو اسی طرح کے احکامات جاری کر رکھے تھے۔ پس یہ دونوں قومیں مل کر بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کرتے پر تل گئی تھیں۔

سلطہ مصریانی اور عمالیتی بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے یہ نام تو ریت سے حاصل کئے گئے ہیں۔

ہو ہی گیا ہے۔ تو پھر میں اس کی کوئی نشانی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے مالک میں اپنے گھر کی طرف جاتا ہوں۔ اور تم سے التماس کرتا ہوں کہ میرے واپس آنے تک تو یہیں رہنا۔ اور یہاں سے نہ جاتا یہاں تک کہ میں اپنا بدیہ نکال کر تیرے سامنے نہ لا رکھوں۔ اس پر اس فرشتے نے کہا۔ جب تک بھرنے آجائے میں یہیں کھڑا ہوں اس پر جدعون اپنے گھر کی طرف بھاگا اس نے بکری کے ایک بچے کو ذبح کیا اور کچھ فطیری روٹیاں اس نے تیار کیں سو جدعون نے بکری کے بچے کے گوشت کو پکایا اور گوشت روٹیاں ایک ٹوکری میں رکھ کر اور شور با ہانڈی میں ڈال کر وہ دونوں چیزیں لے کر لوٹا۔ اس نے دیکھا فرشتہ وہیں بلوط کے درخت تلے کھڑا تھا جہاں وہ اُسے چھوڑ کر گیا تھا۔

جب جدعون فرشتے کے پاس گیا۔ تو فرشتے نے اپنے سامنے ایک چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اے جدعون گوشت اور روٹیوں کو لے جا کر اس چٹان پر رکھ دو۔ اور جو تیرے پاس ہانڈی میں شوربا ہے اسے بھی اس چٹان پر لے جا کر انڈیل دے۔ جدعون نے ایسا ہی کیا تب وہ فرشتہ اس چٹان کی طرف بڑھا اور اس فرشتے کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ چٹان کے اوپر جا کر اس فرشتے نے اپنے عصا کی ٹوک سے ان روٹیوں اور گوشت کو چھوڑا اس کو چھوٹا تھا کہ اس چٹان سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس آگ نے روٹیوں اور گوشت کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی چٹان پر کھڑا خداوند کا فرشتہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے اور جو کام کرنے کے لیے اسے کہا گیا ہے۔ اس میں خداوند کی رضامندی اور نصرت شامل ہے۔ پس جس جگہ فرشتے نے اپنے عصا سے فطیری روٹیوں اور گوشت چھوڑا تھا۔ اس جگہ جدعون نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا اور اس مذبح کا نام اس نے یہوواہ سلوم رکھ دیا۔

فرشتے کے ذریعے سے خداوند کا یہ پیغام ملنے کے بعد جدعون نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس بستی میں جو بیل دیوتا کا معبد اور مذبح بنا ہوا تھا۔ وہ دونوں چیزیں اس نے اپنے ساتھ کچھ جوانوں کو ملا کر گرا دیں۔ دوسرے روز جب

ان حالات میں بنی اسرائیل نے خلوص نیت کے ساتھ اور خوب گرا گرا کر اپنے رب سے معاف اور عاقلانہ کے خلاف فریاد کی۔ خداوند کو شاہد بنی اسرائیل کی یہ عاجزی و انکساری پس آئی اور اس نے ایک شخص جدعون بن یواس کی وساطت سے بنی اسرائیل کی مدد نصرت کی۔ جدعون نام کا یہ جوان فلسطین کے شہر عفرہ میں مے کے ایک کوٹھو میں گہوں بھرنے کا کام کرتا تھا۔ ایک روز یہ جدعون اپنے کام میں مصروف تھا کہ خداوند کا فرشتہ جبرائیل انسانی صورت میں اس کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے زبردست سورما! خداوند تیرے ساتھ ہے سو تو اٹھ اور مصریانیوں اور عاقلانہ کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی مدد کر۔ جدعون شاید جان گیا تھا کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے۔ لہذا جدعون نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مالک! اگر خداوند ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہم پر یہ حادثات کیوں گزر رہے ہیں اور وہ عجیب کام اب کیوں ظہور میں نہیں آتے جن کا ذکر ہمارے آباؤ اجداد کرتے ہیں کہ کس طرح معجزانہ انداز میں خداوند نے بنی اسرائیل کو سلائی اور اس کے ساتھ فرعون سے نجات دی اور انہیں مصر کی سرزمین سے نکال کر فلسطین میں آباد کیا۔

اور اقامتوں رہنے کے بعد جدعون خداوند کے اس فرشتے کو مخاطب کر کے پھر بولا اور اے مالک! اب خداوند نے ہمیں کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اور کیوں ہمیں مصریانیوں کے رحم و کرم پر ڈال دیا ہے۔ تب فرشتے نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ بس تو اٹھ اور مصریانیوں و عاقلانہ سے بنی اسرائیل کو بچا۔ اس پر جدعون بولا۔ میں کیسے بنی اسرائیل کو مددیاں دوں اور عاقلانہ کے ظلم و ستم سے نجات دوں؟ فرشتے نے کہا! جب خداوند تیرے ساتھ ہے۔ تو پھر تجھے کس بات کا خوف و خدشہ ہے اور تو خداوند کے حکم اور اس کی نصرت سے مصریانیوں اور عاقلانہ کو ایسے مارے گا۔ جیسے کوئی ایک آدمی کو مارتا ہے۔ سو تو اٹھ اور بنی اسرائیل کی راہنمائی کا سامان کر۔

اسی پر جدعون نے کچھ سوچا اور پھر اس فرشتے سے کہا! اگر خداوند کا مجھ پر ایسا کرم

ملے بنی اسرائیل جدعون کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو تو ریت۔ حصہ ثانی

جنگ اور عسکری تیاریوں کی خبر ہو گئی تھی۔ لہذا انہوں نے بھی اپنے دونوں سپہ سالار عوریب اور ذئیب کی کمانداری میں ایک جہاز متحدہ لشکر تیار کیا۔ اور اپنے اپنے لشکروں کا حوصلہ اور ہمت بڑھانے کا خاطر مصریانیوں اور عالیقیوں کے بادشاہ زنج اور ضلمنع بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ پس اپنی ساری عسکری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد جدعون کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے یہ متحدہ لشکر آگے بڑھا اور یزریل کی وادی میں انہوں نے پڑھ لکھا۔ اور جدعون اور اس کے لشکر کا انتظار کرنے لگے تھے۔ شاید مصریانیوں اور عالیقیوں نے یزریل کی اس وادی ہی کو میدان جنگ بنانے کا عزم کر لیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ وادی یزریل میں مقیم مصریانیوں اور عالیقیوں کی طرف جانے سے پہلے اس نے یہ جانچا کہ اس جنگ میں واقعی اسے خداوندی تائید ہے یا نہیں اور یہ دیکھنے کے لیے کہ خداوند کی رضا اس کے ساتھ ہے اس نے ایک عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا۔ جس وسیع میدانوں کے اندر وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ وہاں اس نے بھیڑوں کی اونچائی کی اور شام کے وقت اس نے وہ اون ایک کھلی جگہ رکھ دی اور اپنے رب سے دعا اور اتناں کی "اے خداوند! بھیڑوں کی اونچائی میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے۔ اے خداوند مصریانیوں اور عالیقیوں کے خلاف اس جنگ میں اگر تیری رضا میرے ساتھ ہے اور تو میرے ہاتھ کے وسیلہ سے بنی اسرائیل کو مصریانیوں اور عالیقیوں کے ظلم و ستم اور غلامی و خونخواری سے نجات دینا چاہتا ہے تو جو اون میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے، سو اس رات کے وقت اگر صرف اون پر ہی پڑے۔ اور اس پاس کی زمین اور اشیاء خشک اور سوکھی رہیں۔ تو میں جان لوں گا کہ خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور میرے ہاتھ کے وسیلہ سے وہ بنی اسرائیل کی نجات اور فلاح چاہتا ہے۔

پس ایسا ہی ہوا جیسی جدعون نے خواہش ظاہر کی تھی۔ کیونکہ دوسرے روز صبح ہی صبح جب وہ میدان میں رکھی ہوئی اون کی طرف گیا تو اس نے دیکھا۔ اس طرف اون پر ہی پڑی تھی اور ارد گرد کی اشیاء بالکل خشک تھیں۔ اور اس اون کو نے کہ جب جدعون نے دیا تو ایک پیالہ اس کے اس پانی سے بھر گیا تھا۔ تب جدعون نے پھر اپنے رب سے اتناں کی "اے خداوند! اے میرے رب! اگر تیرا غضب اور تیرا غصہ مجھ پر نہ ہو بھڑکے تو میں فقط ایک بار اور اس آزمائش سے متعلق عرض کرتا ہوں! اور میں چاہتا ہوں کہ ایک بار اور اس اون کے

لوگوں نے دیکھا کہ بل دیوتا کا معبد اور مذبح گرا دیا گیا تھا تو وہ بڑے غضب ناک اور سخت پاہوئے اور اس کے لیے انہوں نے پرستش اور تحقیقات کرنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ انہیں پتہ چل گیا کہ یہ کام ان کی بستی کے ایک شخص یوآس کے بیٹے جدعون نے کیا ہے۔ اس پر بستی کے اکثر لوگ یوآس کے گھر سے باہر جمع ہو گئے۔ یوآس نے جب یہ معاملہ دیکھا تو اپنے گھر سے باہر آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے ان کے وہاں جمع ہونے کی وجہ پوچھی۔

اس پر جمع میں سے ایک شخص نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوآس! تیرے بیٹے نے بل کا معبد اور مذبح گرا دیا ہے۔ پس تو اپنے بیٹے کو باہر نکال تاکہ اس جسم میں اسے قتل کیا جائے۔ یوآس نے جب یہ خبر سنی تو اس نے بڑی ہوش مندی سے کام لیا اور سارے مجمع کو اس نے مخاطب کر کے کہا۔ کیا میرے بیٹے کو قتل کر کے اور بل کی خاطر تو آپ لوگوں سے جھگڑا کر کے تم لوگ بل کو بچا لو گے۔ اے لوگو! تو میرے بیٹے پر ہرگز ہرگز ہاتھ نہ اٹھانا بل اگر خدا ہے تو آپ ہی اپنی خاطر جھگڑے اور اپنا معبد اور مذبح ڈھانے والے سے انتقام لے۔ لہذا تم منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

یہ اس چونکہ اپنی بستی میں صاحب عزت اور بزرگ انسان سمجھا جاتا تھا۔ لہذا لوگوں نے اس کے مشورے اور اس کی باتوں کو قبول کر لیا اور اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ یہ معاملہ ٹل جانے کے بعد جدعون کو کھل کر کام کرنے کا موقع مل گیا اس نے بنی اسرائیل کے قبائل منشی، آمشر، زبولون اور نفتالی کی طرف قاصد بھجوائے انہیں مدیانیوں اور عالیقیوں کے خطرات سے آگاہ کیا اور ان کے مسلح جوانوں سے اس نے اتناں کی کہ مصریانیوں اور عالیقیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اس کے پاس ابیعرز کی بستی کے پاس اکڑ جمع ہوں اور بستی ابیعرز کے لوگوں نے بھی جدعون کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ جدعون کی اس پکار کا بنی اسرائیل نے خاطر خواہ جواب دیا۔ جوق در جوق لوگ اس کے پاس اکڑ جمع ہونے لگے۔ اس طرح جدعون کے پاس ایک جہاز لشکر تیار ہو گیا تھا۔

دوسری طرف مدیانیوں اور عالیقیوں کو بھی جدعون کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کے ان

لے توریت میں ان حالات کو ایسی ہی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

ذریعے آزمائش کر لیں اور وہ اس طرح کہ آج شام کو میں پھر خشک اون اس میدان میں رکھ دوں گا اور میں چاہوں گا کہ اس بار اون خشک رہے اور اگر وہ دگر کی ہر شے پر اس پڑے۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو میرے یقین پختہ اور میرے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔ پس دوسرے روز بھی شام کے وقت جدعون بھیڑوں کی اون میدان میں رکھ دی تھی۔ دوسرے روز صبح ہی صبح جب جدعون اور میدان میں گیا تو اس نے دیکھا کہ اون خشک تھی جب کہ اس پاس کی ہر شے پر اس پڑی تھی۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا کہ خداوند اس کے ساتھ ہے اور اس کے وسیلے سے وہ بنی اسرائیل کی فلاح اور سر بلندی چاہتا ہے۔

اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ مصریانیوں اور عمالیقیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی اور آگے بڑھتے ہوئے وہ حرور کے چشموں کے پاس خیمہ زن ہوا۔ جب کہ مصریانیوں کا پڑاؤ ابھی ان کے شمال میں کوہستان مورہ کے مقصل وادی یزرعیل کے اندر تھا۔ یہاں جدعون نے ایک رویا اور خواب دیکھا جس میں اسے اشارہ کیا گیا تھا کہ اپنے لشکر میں اعلان کر دے کہ جو اس جنگ میں حصہ نہیں لینا چاہتا تو واپس چلا جائے اس لیے کہ یہ فتح صرف خداوند کی نصرت کے باعث ہوگی۔ اور کل کو لوگ اپنے اوپر فخر کرتے ہوئے یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ ان کے ہاتھوں نے بنی اسرائیل کو غلامی اور ستم سے نجات دی۔ پس اس خوف کو جدعون نے اپنے خداوند کی طرف سے ایک اشارہ اور حکم جان کر دوسرے روز اپنے لشکر میں منادی کرادی کہ جو کوئی اس روز نما ہوئے والی جنگ سے ترساں وہر اسان ہو تو وہ واپس اپنے گھر کو جاسکتا ہے۔ پس کوہستان بلعاد کی اس وادی سے جس میں اس وقت جدعون اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا بہت سے اسرائیلی لشکر سے نکل کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ اور لشکر سے نکل کر جانے والوں کی تعداد بائیس ہزار کے قریب تھی۔

جدعون اپنے لشکر کے ساتھ پھر آگے بڑھا۔ اور ایک بار پھر اسے رویا اور خواب میں یہ اشارہ ملا کہ جس طرف تمہارا لشکر آگے بڑھ رہا۔ وہاں راستے میں ایک چشمہ ہے۔ پس اس چشمے میں خداوند پھر تمہارے لشکر کو ایک فتنے اور آزمائش میں ڈالے گا اور جو کوئی اس آزمائش میں پورا ترے گا وہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے گا۔ اور

لے توبیت حصہ قضاۃ باب ۷ آیت ۳ میں یہی تعداد لکھی ہے۔

ساتھ ہی خواب میں جدعون کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ تمہارے لشکر کا جو بھی عسکری اس چشمے سے چپڑ چپڑ کر دباؤں سے کتے کی طرح پانی پئے گا۔ اسے لشکر سے نکال دیا جائے گا اور جو گھٹنے ٹیک کر پانی پیئے اسے ہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ کرتے والے لشکر میں شامل رکھا جائے پس جدعون جب عمالیقیوں اور مصریانیوں کا سامنا کرنے کے لیے کوہستان مورہ کی طرف بڑھا تو راستے میں ایک چشمہ پڑا۔ پس اس چشمے سے جس اسرائیلی نے بھی کتے کی طرح چپڑ چپڑ کر کے پانی پیا اسے لشکر سے نکال دیا گیا۔ اب لشکر میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق اس چشمے سے گھٹنے ٹیک کر پانی پیا تھا۔

جب بنی اسرائیل کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق تظہیر ہو گئی اور مصریانیوں اور عمالیقیوں کا متحدہ لشکر چشمے کے قریب ہی کوہستان مورہ کے متصل خیمہ زن تھا۔ کہ اگلی رات جدعون کو خواب میں پھر اشارہ ملا کہ "تو اٹھ اور نیچے اتر کر دشمن کی لشکر گاہ کی طرف جا اور کہ میں نے دشمن کے لشکر کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پس یہ اشارہ پا کر رات کے وقت جدعون اپنے خادم نوراہ کو ساتھ لے کر نیچے وادی میں دشمن کی لشکر گاہ کی طرف اتر آئے دیکھا وادی کے اندر مصریانیوں اور عمالیقیوں کا لشکر ٹڈیوں کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ اور ان کے اونٹ اس قدر زیادہ تھے کہ لشکر کے ایک سمت دور دور تک اونٹ ہی اونٹ بیٹھے ہوئے تھے جب جدعون دشمن کی اس لشکر گاہ میں داخل ہوا تو وہ لشکر کے اندر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں دشمن کا ایک لشکر اسے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے میرے ساتھیو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جو کی ایک روٹی مصریانی اور عمالیقی لشکر گاہ میں گری اور پڑھکتی ہوئی پڑاؤ کے پاس پہنچی اور اس سے ایسا ٹکرائی کہ پڑاؤ گر گیا۔ جب یہ خواب سنا تو والا فاموش ہوا تو اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ روٹی جو تمہارے خواب میں دکھی ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کے دشمن جدعون کی تلوار ہے۔ پس یاد رکھو کہ خداوند نے مصریانیوں اور عمالیقیوں کو مکمل طور پر اسرائیلیوں کے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ جب جدعون نے یہ خواب اور اس خواب کی تعبیر

لے جدعون کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق یہ تظہیر توبیت سے حاصل کی گئی ہے۔

مصریانیوں اور عالیقیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ وہ اسرائیلی جو لشکر میں شامل نہ ہوئے تھے وہ بھی اب دیکھتے ہوئے میدان میں کود پڑے کہ مصریانیوں اور عالیقیوں کو جدعون کے مقابلے میں شکست ہوئی ہے۔

اس ہولناک جنگ میں ایک لاکھ بیس ہزار دشمن کے لشکر مارے گئے۔ جدعون کے سپاہیوں نے اس جنگ میں مصریانیوں اور عالیقیوں کے سالار عوریب اور زئیب دونوں کو زندہ گرفتار کر لیا اور دونوں ہی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مصریانیوں اور عالیقیوں کے بادشاہ زنج اور ضلمتج دونوں بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی حفاظت کے لیے ان کے لشکر کا ایک حصہ بھی تھا۔ دونوں بادشاہوں کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ جدعون جب اسرائیلیوں کی ایک بستی سکات میں آیا تو اس نے وہاں کے اسرائیلیوں سے کہا۔ کہ میرے لشکر تھک گئے ہیں تم ان کے لیے کھانے کا بندوبست کرو۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کے اس انکار پر جدعون نے غصے میں کہا جب زنج اور ضلمتج پر قابو پاؤں گا تو میں تمہارے جسموں پھاؤں گا۔ پھر جدعون سکات سے نکل کر فزوریل نام کی بستی میں آیا اور ان سے بھی التماس کی کہ وہ اس کے لشکریوں کے کھانے کا بندوبست کریں۔ لیکن انہوں نے بھی ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اس پر جدعون نے فزوریل کے لوگوں کو دھکی دی کہ زنج اور ضلمتج پر قابو پانے کے بعد وہ ان کے شہر کی فصیل کے برج کو گرا کر رکھ دوں گا۔ اس طرح جدعون کے دونوں بادشاہوں کا تعاقب جاری رکھا اور دونوں کو پکڑ کر اس نے قتل کر دیا تھا۔ یہ کام کرنے کے بعد جدعون لوٹا اپنے وعدے کے مطابق اس نے فزوریل شہر کی فصیل کا برج گرا دیا۔ پھر وہ سکات میں آیا۔ وہاں ستر سرداروں اور بزرگوں کو اس نے ایک جگہ جمع کیا پھر اس نے ببول اور گلاب کے کانٹوں سے سکاتیوں کی خوب تاریب اور مرمت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے جدعون کو اپنا بادشاہ بتایا اور وہ ان پر حکومت کرنے لگا تھا۔

لے تو ریت میں اس جنگ کے اندر مارے جانے والے مصریانیوں اور عالیقیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار لکھی ہے۔

لے اس جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے اس کے متربیٹے تھے۔

بھی وہاں ہی تو وہ خداوند کے حضور سجدے میں گر گیا۔ پھر وہ اپنے لشکر میں لوٹ کر آیا اور بلند آواز میں اس نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے عزیزو! اٹھ کھڑے ہو۔ کیونکہ خداوند نے مصریانیوں اور عالیقیوں کو تمہارے ہاتھ میں کر دیا ہے اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر حصے میں زرسنگے اور فانی گھڑے بٹیا کر دیئے۔ اور ہر گھڑے کے اندر ایک ایک مشعل ڈال دی گئی تھی۔ پھر جدعون نے ان تینوں حصوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ دشمن کے پاس پہنچ کر میری طرف دیکھتے رہنا اور جب میں زرسنگا ہ پھونکوں تو تم بھی زرسنگا پھونکنا۔ غرض وہی کام کرنا جو میں کروں اور ہر کام میں میرا اتباع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ نعرہ بھی لگانے مانا کہ یہوداہ کی اور جدعون کی تلوار۔

اتنی دیر تک مصریاتی لشکر کا وہ سپاہی جس نے اپنا خواب بیان کیا تھا۔ اور جو اپنے لشکر کے لیے پہرہ دے رہا تھا اس کا پہرہ ختم ہو گیا۔ اور اس نے اپنا خواب دوسرے لشکریوں سے جا کر بیان کیا۔ اس طرح اس کے اس خواب کی تشہیر پورے لشکر میں ہو گئی۔ اور ان کے لشکر میں ایک طرح کا ان جانا خوف سا پھیل گیا تھا اور جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور دشمن کی لشکر گاہ کے کنارے اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو اسے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑا کر دیا تھا۔

پس جدعون نے اپنے کام کی ابتدا کی اس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہلے زرسنگے پھونکے۔ پھر سو گھڑے توڑے اور گھڑوں کے اندر جلتی ہوئی مشعلیں اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں اور نعرے بلند کرنے لگا۔ یہوداہ اور جدعون کی تلوار۔ اسی طرح جدعون کے لشکر کے دوسرے حصوں نے بھی جدعون کی پیروی کی زرسنگے بجائے گھڑے توڑے اور مشعلیں انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ یہ اچانک رونما ہونے والا انقلاب مصریانیوں اور عالیقیوں کے لیے غیر معمولی تھا۔ اس لیے کہ اس ایک سپاہی کا خواب تو پہلے ہی پورے لشکر پھیل چکا تھا۔ اب جو ہر طرف یہوداہ اور جدعون کی تلوار کے نعرے بلند ہوتے لگے تو مصریانیوں اور عالیقیوں کے لشکریوں کے اندر ایک کھلبلی اور افراتفری سی مچ گئی تھی۔ اور ہر کوئی بدحواس ہو کر بدھرمٹہ اٹھا بھاگنے لگا جب کہ جدعون نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا ہے۔ اس طرح بنی اسرائیل کے لشکر نے بھاگتے

اس کی بیٹی قرطیسہ کو بغور اور محویت سے دیکھ رہا ہے تو اس نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا
اے روجوں کو سچ کر کے والے آقا! میرے ساتھ یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام قرطیسہ
ہے۔ کیا آپ کو اس پر اعتراض نہیں کہ یہ میرے ساتھ کیوں آئی ہے۔ دراصل میری بیٹی
قرطیسہ کو ایسے لوگوں سے ملنے کا بے حد شوق ہے۔ جو روجوں کو سچ کر کے والے ہوں
اسی بنا پر اس نے آپ سے ملنے کی خواہش کی اور میں اسے آپ سے ملنے کے ساتھ لے آیا اس پر
یونان چوڑا اور سنبھلا۔ پھر اس نے کہا۔ میں بھلا قرطیسہ کے آنے پر کیوں اعتراض کروں گا
ہاں مجھے آپ کے اس رویے پر ضرور اعتراض ہے کہ آپ اجنبیوں کی طرح میرے کمرے
کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ دونوں باپ بیٹی کو یہاں کھڑے ہو کر اجازت طلب
کرنے کے بجائے سیدھا میرے کمرے میں چلا آنا چاہیے تھا۔

مجھ نے حضرت طلب انداز میں کہا۔ اے آقا! آئندہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم بغیر اجازت
ہی کے آپ کے کمرے میں آجایا کریں گے۔ اس کے ساتھ یونان نے دروازے سے ایک
طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ یونان کے کہنے پر مجھ نے اور اس کی بیٹی اندر داخل ہوئے اور
کمرے میں یونان کے سلتے یک نشست بیٹھ گئے پھر مجھ نے خود ہی گفتگو کی ابتداء کرتے ہوئے
کہا۔ میری بیوی مرچکی ہے اور ہم گھر کے صرف تین ہی افراد ہیں۔ ایک میری بیٹی قرطیسہ اور
ایک ہی میرا بیٹا ہے۔ جس کا نام روفاش ہے یونان کی دیوانگی اور جنوں کی حد تک شکار کا شوقین
اور شکار کے سلسلے میں کئی کئی ہفتے اور کئی کئی ماہ گھر سے باہر ہی رہتا ہے۔ اب بھی وہ پچھلے
کئی روز سے شکار پر گیا ہوا ہے۔

مجھ نے دراز کا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اگر میرا بیٹا روفاش اس وقت گھر پر ہوتا
تو ضرور ہم دونوں باپ بیٹی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ اے آقا! ایک
تو میری بیٹی قرطیسہ آپ سے ملنے کی بڑی خواہش مند تھی دوسرے میں اس لیے بھی آپ
کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے پوچھوں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اس سرائے
کے بجائے میرے گھر میں قیام کریں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ میرے لیے بڑی سعادت
اور فخر و عزت افزائی کی بات ہوگی۔ مجھ نے اس کے خاموش ہونے پر یونان بولا۔ اے
مجھنا! میں آپ کی اس ہمدردانہ اور شفیقانہ پیش کش پر آپ کا ممنون و احسان مند ہوں
لیکن میرا اس سرائے میں قیام کرنا ہی بہتر اور سودمند ہے۔ کیونکہ میں یہاں رہ کر ان خونخوار

جھیل میرو کے کنارے کی سرائے میں اپنے قیام کے دوسرے روز یونان شام سے
کچھ دیر قبل اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سرائے کا ایک ملازم تیزی سے اس کمرے میں داخل
ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس ملازم نے کہا۔ اے آقا! سردار مجھنا آپ سے
ملنا چاہتا ہے۔ یونان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا۔ سردار مجھنا اس وقت کہاں
ہے۔ سرائے کے ملازم نے کہا۔ وہ اس وقت آپ کے کمرے سے باہر کھڑا ہے۔ اور
اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیسہ بھی ہے۔ اس نے مجھے آپ کی طرف اس لیے بھیجا ہے
کہ آپ اسے ملنے کی اجازت دیں۔ یونان نے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔ مجھ سے ملنے کے لیے اسے میری اجازت حاصل کرنے کی کوئی
ضرورت نہیں ہے۔ وہ جیب چاہے میرے کمرے میں آکر مجھ سے مل سکتا ہے یونان
جب اپنے کمرے کے دروازے پر آیا تو ٹھٹھک کر رہ گیا۔ گو مجھنا اس کے کمرے
سے باہر کھڑا تھا۔ اور اس میں ٹھٹھکنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

لیکن مجھنا کے ساتھ جو اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیسہ تھی وہ اس کے ٹھٹھکنے کی وجہ
تھی۔ وہ لڑکی مافوق الفطرت حد تک خوبصورت اور پرکشش تھی۔ اس کی بڑی بڑی اور
تیز گہری اور پرکشش آنکھوں کے اندر ایک تابکاری و ہدیت، ایک ظلم و زمرہ
ایک فسوں ساز برق آگ کے شعلوں کی ایک شدت، شدید قسم کی سحر کی کشش تھی
اس کے علاوہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں انگاروں کے طیش اور بوئے خلوص
کا امتزاج ہو۔ اس کی آنکھیں پھرے ہوئے دو تند دھاروں کی مانند تھیں جس کی وجہ سے
یونان زیادہ دیر تک اس لڑکی کی نگاہوں سے نگاہیں نہ ملا سکا تھا اور اس نے اس کے
سرایا کا جائزہ لینا شروع کیا۔

اس کے سحر سوز ساز میں ڈوبا مریوطہ جسم ایک آئینہ آئینہ تھا۔ اس کا تناسب بے نظیر
رنگ و جوانی جیسے ساگریتی اور عام متی۔ اس کے چہرے کی سرخی کی آبشاروں میں غمرو
خوشبو، بے انت پیار میں بیدار حسرتوں کا رقص تھا۔ اس کے ہونٹوں کی بولتی خاموشی
میں آتشیں حروف کے پیغامات تھے۔ یونان نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس لڑکی کی نور
کا منبع آنکھیں جن میں ایک گرسنگی ایک پیاس تھی اس طرح یونان کا جائزہ لے رہی
تھیں جس طرح یونان اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ سردار مجھنا نے جب دیکھا کہ یونان

اور خوفناک و مافوق الفطرت چیتوں کے خلاف حرکت میں آسکتا ہوں اور ان پر قابو پاسکتا ہوں۔

محستا کے دوبارہ کچھ کہنے سے قبل اس کی بیٹی قرطیسہ نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے روجوں کو نسیخ کرنے والے مافوق البشریت انسان! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان چیتوں پر قابو پالیں گے جس کا ان سرزمینوں کے اندر بری طرح خوف مہراں پھیل رہا ہے۔ یوناف نے محسوس کیا کہ قرطیسہ کی آوازیں اس کی سماعت میں سمائی گئی۔ سدا ویران خوابوں، استنان جنگلوں اور اجاڑ ویرانوں کی روگ سے نجات دینے والی کوئی سناٹی رہی ہو۔ اس پر یوناف نے عزم و استقلال سے بھرپور اپنی آوازیں کہا! اے محستا کی بیٹی! اعالات کیسے بھی بُرے اور بدترین کیوں نہ ہو جائیں میں ضرور ان فوق البشریت چیتوں پر قابو پاؤں گا اور ہر صورت میں یہاں کے لوگوں کو ان کی خونخواری سے نجات دلا کر رہوں گا۔ میں نے یہ کام کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور جس کام کے لیے میں ایسا ارادہ کر لیتا ہوں تو پھر میں اپنی ساری قوتوں اور توانائیوں کے ساتھ اس کے پیچھے پڑھ جاتا ہوں۔ سو اے محستا کی بیٹی۔ یہ کام بھی مجھے ہر صورت میں کرنا ہے۔ اور میں اسے کر کے رہوں گا۔

جواب میں قرطیسہ پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک نوجوان بدحواس اور بھاگتا ہوا سرائے کے اس کمرے میں داخل ہوا اور محستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ تھوڑی دیر قبل اس مافوق البشریت چیتے کے جھیل کے کنارے ایک نوجوان کو چیر کھایا ہے۔ وہ نوجوان کوئی اجنبی سوداگر تھا اور پچھلے چند روز سے اس سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کی لاش جھیل کے کنارے پڑی ہوئی ہے۔ یہ خبر سن کر محستا اپنی جگہ سے بدک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف قرطیسہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا۔ اس کے جذبات و جوانی میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو۔ اس کی طلسم دل نشین جیسی آنکھوں کے اندر ایک طغیانی اور تلاطم خیز آرائی تھی۔ اس سے اس کی حالت ڈوبتے چاند، ٹوٹتی بہروں ریت کے گرداب اور ڈراؤنی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ یوناف خود بھی آندھروں کے جھکڑ جیسی غضب ناک حالت میں اٹھ کھڑا ہوا اور یہ اطلاع کرنے والے نوجوان کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

یہ اطلاع تمہیں کس نے دی کہ جھیل کے کنارے اس سرائے میں قیام کرنے والے سوداگر جوان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس پر اس جوان نے کہا۔ وہ سوداگر جوان اکیلا وہ جھیل کے کنارے نہانے نہ گیا تھا بلکہ اس کے ساتھ سرائے میں قیام کرنے والے کچھ اور جوان بھی تھے۔ وہ سب اکٹھے جھیل پر نہانے گئے تھے۔ پس ان میں سے ایک کو چیتے نے اپنا شکار بنا لیا۔ اور دوسرے وہاں سے بھاگ کر سرائے میں آگئے اور انہوں نے میں واپس آکر یہ اطلاع کی ہے جو میں نے آپ لوگوں کو پہنچا دی ہے۔ اس پر یوناف بولا۔ مجھے ان جوانوں تک کے پاس بے چلو جو جھیل کے کنارے نہانے گئے تھے اور جنہوں نے وہاں سے واپس آکر یہ خبر دی ہے۔ اس پر اس جوان نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔ آئیے میرے ساتھ میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ لوگ ان سے پوری تفتیش اور تحقیق کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف نے محستا اور قرطیسہ خاموشی سے اس جوان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ وہ جوان انھیں لے کر سرائے کے مالک کے ذاتی کمرے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے چند جوانوں کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔ یہ ہیں وہ جوان جنہوں نے واپس آکر یہ خبر دی ہے۔

یوناف نے دیکھا وہاں سرائے کے مالک مریشس کے پاس چند نوجوان کھڑے تھے۔ جن کے چہروں پر ہواٹیاں اڑ رہی تھیں اور وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انتہائی نرمی میں اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔ اے میرے عزیز! جھیل میرو کے کنارے تمہارے ساتھ کیا پیش آیا! کیا تم لوگ مجھے تفصیل کے ساتھ یہ بتاؤ گے کہ کیسے اور کس طرح تمہارا ایک ساتھی وہاں چیتے کا شکار ہو گیا! یوناف کے اس استفسار پر ان جوانوں میں سے ایک یوناف کے قریب آیا اور خوفزدہ اور کپکپاتی ہوئی آواز میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

ہم سب اور مارا جانے والا جوان ایک دوسرے کے ساتھ، جانتے والے اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم اکثر سوداگری اور مال کے تبادلے کی غرض سے ان بستیوں کی طرف آتے ہیں اور اسی سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔ تھوڑی دیر قبل ہم سب نہانے کی غرض سے جھیل میرو کے کنارے گئے۔ ابھی ہم وہاں جا کر کھڑے ہوئے ہی

تھے۔ کہ نزل کے قریبی جنگل سے ایک مہیب اور ہولناک سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہوا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہمارے ایک ساتھی پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ ہم چیتے کے اس اچانک حملے سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ ہم اپنے ساتھی کو اس کے مال پر چھوڑ کر واپس سرائے میں بھاگ آئے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ وہ چیتا کوئی عام چیتا نہ تھا۔ ہم بھی ابھی جنگلوں کے رہنے والے ہیں لیکن ہم نے کبھی ایسا چیتا نہیں دیکھا وہ اپنی لمبائی اور قد میں ایک غیر معمولی چیتا ہے وہ بہت لمبا ہے اور قد میں گدھے کے قریب قریب ہے۔ حملہ آور ہوتے وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں انتقام کی آگ برسا رہی ہوں آہ اس نے لمحوں کو اندر ہمارے اس ساتھی کو دبوچا اور اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

اس جوان کے ناموش ہونے پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا: کیا تم لوگوں میں سے کوئی وہاں تک میری راہنمائی کرے گا جہاں پر چیتا ہمارے اس ساتھی پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس پر ان سب نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے پھر ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا: ہماری تو یہ جواب ہم ادھر کا رخ بھی کریں۔ اس چیتے کے تو خیال سے ہی ہماری روح کا اپنے اور جان نکلنے لگتی ہے۔ یوناف نے ان کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا تم میرے ساتھ چل کر دیکھو۔ اگر وہ چیتا میری موجودگی میں حملہ آور ہوا تو میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ تمہارا ساتھی جو اس نے شکار کیا ہے یہ اس چیتے کی زندگی کا آخری شکار ہو گا۔ یوناف کی اس ڈھارس اور تسلی پر ان جوانوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر وہ یوناف کے ساتھ جاتے پر آمادہ ہو گئے اور ان کے ایک ساتھی نے کہا: اگر آپ ہمیں ایسی ہی یقین دہانی دلاتے ہیں تو ہم ضرور وہاں تک آپ کی راہنمائی کریں گے۔ یوناف اس بار ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا: تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ اس پر وہ سب جوان یوناف کے ساتھ ہوئے سرائے کا مالک مریشس، سردار محبتا اور اس کی حسین بیٹی ترطیبہ بھی یوناف اور ان جوانوں کے ساتھ ہو بیٹے تھے۔

وہ جوان جب یوناف کو جیل میرو کے کنارے جائے حادثہ پر لے کر گئے تو یوناف نے دیکھا وہاں پانی ملے ملے خون اور بالوں کی سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ یوناف اس جگہ حیرت اور تعجب میں دیکھ رہا تھا کہ سردار محبتا نے اسے مخاطب

کر کے کہا: اے روجوں کو تسخیر کرنے والے آقا! میں جانتا ہوں کہ آپ حیران و پریشان ہو رہے ہوں گے کہ چیتے کا شکار ہونے والے جوان کی لاش یا پنجہ کھریا اور پانی ملا بلا اور بالوں کی سیاہی والا خون کیسا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا۔ کہ اس مافوق البشریت چیتے میں نہ جائے کیا غاصبت ہے کہ جس کی کو بھی یہ اپنا نشانہ بناتا ہے۔ اس کا گوشت نکانے کے بعد جب چیتا چلا گیا ہے تو اس کے جانے کے بعد اس چیتے کا شکار ہونے والے کی بچی کچی لاشیں اور ہڈیاں تک گھل کر ایسی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جو یہاں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور ایسی صورت حال میں بہت سے ان مواقع پر دیکھ چکا ہوں۔ جہاں اس چیتے نے لوگوں کو اپنا شکار بنایا تھا۔

محبتا کی اس گفتگو کا یوناف نے کوئی جواب نہ دیا۔ نہ ہی اس نے اس کا کوئی خاص اثر قبول کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اس جگہ کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نگاہیں وہاں چیتے کے پنجوں پر جم کر رہ گئی تھیں۔ وہاں یوناف نے چیتے کے دو طرح کے پنجے دیکھے۔ ایک طرح کے پنجے وہ تھے جو چیتے کی نزل کے جنگل سے نکل کر جھیل کے کنارے کی طرف گیا تھا پس یوناف چیتے کی انہی پنجوں کے تعاقب میں نزل کے جنگل کی طرف بڑھنے لگا تھا اس پر ایک نوجوان نے چلا کر کہا اے محترم اجنبی! نزل کے اس جھنڈ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ چیتا ہمارے اس ساتھی کا شکار کرنے کے بعد ابھی تک یہیں کہیں بیٹھا ہو گا۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ تمہارے نزل کے اس جنگل میں داخل ہوتے میں وہ تم پر چھپٹ پڑے گا۔ اس پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا: اب تم سب جاؤ میں اب تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں تم سب کا ممنون ہوں کہ تم نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ یوناف کے کہنے پر وہ جوان وہاں سے چلے گئے تھے۔

تاہم سردار محبتا۔ اس کی بیٹی ترطیبہ اور سرائے کا مالک مریشس وہیں کھڑے رہے تھے۔ چیتے کے پنجوں کا تعاقب کرتے ہوئے یوناف اس جگہ تک آیا۔ جہاں سے آگے نزل کا جنگل شروع ہوتا ہے اس سے آگے وہ چیتے کے پنجے نہ دیکھ سکا کیونکہ نزل کے جنگل میں پنجوں کے نشانات نہ پائے تھے۔ لہذا یوناف پھر وہاں سے لوٹ آیا۔ اور محبتا سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ محبتا نے اسے مخاطب کرتے میں پہل کر دی

اور کہا اے عظیم یوناف! اب جب کہ شام ہونے والی ہے تو کیا ہمیں جھیل کے اس کنارے اور نرسل کے اس جنگل کے پاس سے ہٹ نہ جانا چاہیئے۔ اس پر یوناف نے تاسفانہ سے انداز میں کہا۔ اب جب کہ وہ چیتا اپنا کام کر چکا ہے تو یہاں اب کھڑے رہتے سے کیا مائل! آئیں اب چلتے ہیں۔ چاروں سرائے کی طرف چل دیئے راستے میں سرائے کے مالک مرشیس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مہربان نواردا! اس چیتے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے کام کاج ہی نہیں بلکہ میری اپنی سرائے کا کام بھی متاثر ہو رہا ہے، پہلے میری سرائے میں لوگوں کو قیام کرنے کے لیے جگہ نہ ملا کرتی تھی اور ایک ایک کمرے میں کئی کئی لوگ قیام کرتے تھے لوگ بے دھڑک اور بلا جھجک مال کے لین دین کے لیے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آیا جایا کرتے تھے۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی۔ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ بستوں کی فصلوں میں کام کرنے والے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹنے والے لکڑہارے بھی گروہوں کی صورت میں جاتے ہیں کوئی بھی اکیلا نہیں نکلتا کہ وہ کہیں اس خونخوار چیتے ہی کا شکار نہ ہو جائے۔ یوناف نے یہ گفتگو سننے کے بعد مرشیس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! تم دیکھو گے عنقریب یہ حالت پھر پہلے کی طرح معمول پر آجائیں گے اور لوگ سلاہتی دیے خرقے کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگ جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس چیتے پر قابو پانے یا اسے ٹھکانے لگانے کے لیے میں ضرور کچھ نہ کچھ کرتے میں عنقریب گھیب ہو جاؤں گا۔

اب چونکہ یوناف، قرطیبہ، مجستا اور مرشیس چلتے چلتے سرائے کے پاس آگئے تھے لہذا یوناف نے گفتگو کا رخ بدلا اور مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے سردار مجستا! تم اپنی بیٹی کے ساتھ گھر چلے جاؤ جب کہ میں مجستہ نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میں جس کام سے آپ کی پاس آیا تھا۔ اس موضوع پر ابھی میں نے گفتگو ہی نہ کی تھی کہ اس حادثے کی خبر پا کر ہم آپ کے کمرے سے اٹھ بھاگے۔ کاش اس حادثے کے موقع پر میرا بیٹا روفاش بھی یہاں ہوتا۔ وہ اس چیتے کا شکار کرنے کے لیے بڑا بے چین ہے میرا بیٹا روفاش!

یہ کئی کئی دن تک جو گھر سے غائب رہتا تھا تو اس کا بڑا مقصد اس خونخواری چیتے ہی کو تلاش کرنا ہے۔ وہ ایک عمدہ شکاری ہے۔ بہترین تیرانداز ہے۔ اور ان سرزمینوں کے اندر کوئی بھی طاقت و قوت میں اس جیسا نہیں ہے۔ جب وہ گھروٹ کر آیا میں ضرور اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔

مجستا کہتے کہتے رکا۔ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے یوناف! آپ کے پاس سرائے میں آنے کے دو بڑے مقاصد تھے۔ ایک یہ کہ میری بیٹی قرطیبہ آپ سے ملنے کی خواہش مند تھی۔ دوسرا یہ کہ آج آپ رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ابھی سرائے میں جاتے کے بجائے ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلتے۔ اس پر یوناف بولا۔ اے مجستا میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہارے ہاں رات کا کھانا ضرور کھاؤں گا۔ پھر میں رات گزارنے کے لیے وہاں قیام نہ کروں گا۔ مجستا فوراً بول پڑا اے یوناف! مجھے آپ کی یہ شرط قبول ہے۔ میرے گھر کی کینزیں تو ابھی تک کھانا تیار کر چکی ہوں گی لہذا آپ پھر ابھی ہمارے ساتھ چلتے۔ اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ چلتے اسی وقت چلتے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجستا اور قرطیبہ یوناف کو لے کر سستی کی طرف چل دیئے تھے۔

ان مافوق الفطرت چیزوں پر مکمل قابو پا کر ان سرزمینوں کو امن و سلامتی دیا کروں گا اس پر مجبوتا نے یونات کے شانے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آئیے پھر چلیں، قرطیبہ بھی ان دونوں کے ساتھ ہوئی تھی۔ دونوں باپ بیٹی یونات کو اپنی حویلی کے بیرونی دروازے پر چھوڑنے آئے۔ وہاں کھڑے ہو کر وہاں دیکھتے رہے اور جب تاریکی کی پھیلی چادر میں یونات ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ دونوں باپ بیٹی بھی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

بلند مشرقی افق سے کافی بلند ہو کر چمک رہا تھا۔ اس بے فضاؤں کی ہر چیز تیز چاندنی سے بے نیگی تھی۔ ایسے میں یونات جب گلو نام کی اس بستی اور سرائے کے درمیانی حصے میں آیا تو وہ فوراً چونک کے مستعد ہو گیا۔ اس کی حیات نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا جب وہ سنبھلا تو اس نے دیکھا وہاں طرف سے چاندنی رات کے اندر ایک غیر معمولی جہت اور قد کا ٹھکاسیہا چیتا غراتا ہوا تیزی سے نمودار ہوا اور یونات پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی جس وقت چیتے نے یونات پر چھلانگ لگائی تو یونات نے فضا کے اندر ہی چیتے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سنبھالا۔ اور پھر خوب قوت کے ساتھ اس نے اس چیتے کو ایک طرف پٹخ دیا تھا۔

لیکن اس چیتے نے بھی بڑی عیاری اور چالاک کامظاہرہ کیا تھا۔ فضا کے اندر اس نے دو ایک قلابازیاں کھائیں پھر وہ بڑے آرام سے پنجوں کے بل زمین گرا تھا۔ اور اسے کوئی چوٹ وغیرہ نہ لگی تھی۔ دوبارہ وہ چیتا جب یونات پر حملہ آور ہونے لگا تو دفعۃً قریبی نرسل کے جنگل سے برقی کے ایک کوندے کی طرح ایک اور چیتا نمودار ہوا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یونات نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کر کے اس پر عمل کیا۔ رات کے وقت اس کی تلوار کسی بڑی مشعل کی طرح جل اٹھی تھی اور پھر یونات ان دونوں چیتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن یونات اس وقت دنگ رہ گیا جب جنگل سے نمودار ہونے والے دوسرے چیتے پر یونات کی طرف آنے کے بجائے پہلے چیتے پر بری طرح دھاڑتے غراتے حملہ کر دیا تھا۔ رات کا تاریکی میں سیاہ رنگ کے وہ دونوں چیتے بری طرح ایک دوسرے سے رٹنے لگے تھے۔ کافی دیر تک وہ دونوں اپنی پھیلی ہاتھوں پر کھڑے ہو کر رٹتے رہے۔ اس موقع پر یونات اپنی تلوار بلند کئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن

مجبوتا اور اس کی بیٹی قرطیبہ کے ساتھ یونات ان کی حویلی میں داخل ہوا اس نے دیکھا وہ ایک وسیع حویلی تھی جس کی تعمیر میں زیادہ تر کوبستانی پتھر استعمال کیا گیا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی قرطیبہ نے حکمانہ انداز میں حویلی کے خدام کو کھانا لانے کے لیے کہا۔ اس پر حویلی کے خدام تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔ یونات کو لے کر مجبوتا اور قرطیبہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ آنا فانا حویلی کے خدام نے اس کمرے میں کھانا لگا دیا اور پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد یونات فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔ اے سردار مجبوتا میں اب جاؤں گا۔ آپ سے کئے ہوئے وعدے اور آپ کی خواہش کے مطابق میں آپ کے ہاں سے کھانا کھا چکا ہوں اس پر مجبوتا سے پہلے ہی قرطیبہ نے اپنی دلفریب اور برق بن کر گزرنے والی مسکراہٹ میں کہا۔ ہم آپ کو روکیں گے تو نہیں اس لیے کہ آپ نے تاکید کی تھی کہ آپ ہمارے ہاں رات نہ رہیں گے۔ لیکن کیا آپ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھیں گے بھی نہیں۔ اس پر یونات نے کہا۔ بیٹھنے کے لیے میں پھر کسی روز آ جاؤں گا اب مجھے چلنا پڑیے۔ اس بار مجبوتا نے یونات کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے یونات! سورج غروب ہو جانے کے باعث باہر اب اندھیرا ہو گیا۔ اس مافوق الفطرت چیتے کے باعث رات کے اس وقت کوئی بھی اپنے گھر سے نہیں نکلتا۔ اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں آپ کے ساتھ اپنے چند مسلح جوان کر دوں وہ آپ کو سراسرے تک چھوڑ آئیں گے۔ یونات نے لاپرواہی سے کہا۔ اے سردار مجبوتا میں اپنے ساتھ مسلح جوانوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ چیتا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ وہ وقت اب دن بدن قریب آتا جا رہا ہے جس میں

یوناف کی اس وقت انتہا نہ رہی جب اس نے آگے بڑھ کر پہلے چیتے پر اپنی تلوار برساتا پایا ہی تو دونوں چیتے مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو گئے تھے۔ اور وہاں کچھ بھی نہ رہا تھا۔

یوناف وہیں کھڑا رہا۔ اپنی سحر زدہ تلوار اس نے فضا میں بلند کر رکھی تھی اور وہ خوب چلکتے ہوئے روشنی دے رہی تھی۔ پھر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں پکارا ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو ایلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور بولی میں پیس ہوں میرے حبیب تمہارا اور ان دونوں مافوق الفطرت چیتوں کا تماشہ بھی دیکھ چکی ہوں۔ یوناف پھر بول چھا۔ ان دونوں چیتوں سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اس پر ایلیکا بولی۔ اے یوناف! میرے حبیب! یہ وہی نر اور مادہ چیتے ہیں جو ایسی عمل سے وجود میں آئے ہیں۔ ان کی عمر بڑی طویل بھی ہو سکتی ہے اور یہ وہی برس برس تک اپنی اسی جوانی اور توانائی حالت میں رہ کر شیطانوں کی طرح زمین کے اندر دنگا فساد اور خوتخوار و ہراس پھیلا سکتے ہیں پہلا چیتا جو تم پر حملہ آور ہوا تھا وہ نر تھا۔ اور بعد میں مادہ نمودار ہو کر نر پر حملہ آور ہو گئی تھی یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور اے میرے حبیب! ان دونوں کا آپس میں ٹکڑ پڑنا۔ ایک بات کا نشاندہی کرتا ہے جو ہمارے حق میں انتہائی سودمند ثابت ہو سکتی ہے۔ اس پر یوناف نے بول چھا۔

اے ایلیکا! جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو۔ کھل کر کہو۔ ایلیکا بولی۔ اے یوناف! ان دونوں چیتوں کے اس طرح اچانک نمودار ہو کر حملہ آور ہونے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ یہ دونوں بہن بھائی ہیں اس کلو نام کی بستی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہمیں تیزی کے ساتھ انہیں تلاش کرنا ہو گا کہ یہ کون ہیں اور بستی میں کون سے گھر میں یہ دونوں رہتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ سامنے آتی ہے میرے حبیب! کہ یہ مادہ چیتا ایک لڑکی کی حیثیت سے نہیں پسند کرتے لگی ہے۔ اس کا یوں اچانک نمودار ہو کر چیتے پر حملہ آور ہونا۔ اس علامت پر اظہار ہے کہ اس نے چیتے کے مقابلے میں تمہاری مدد کی ہے۔ لہذا یہ لڑکی اس بستی میں جہاں کہیں بھی رہتی ہے تم سے محبت اور تمہیں پسند کرتے لگی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے بھائی پر حملہ آور ہونے کے بجائے تم پر حملہ آور ہوتی اور اپنے بھائی کے ساتھ چل کر تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتی۔ لہذا یہ انکشاف ہمارے لیے خوش کن ہے کہ یہ لڑکی تمہیں پسند کرنے لگی

ہے۔ اور اس پسند اور چاہت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے۔ لڑکی اس آدمخواری میں شامل نہ ہو۔ وہ امن پسند ہو اور اپنے بھائی کی اس آدمخواری اور خون ریزی کو ناپسند کرتی ہو۔

ایلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا۔ اے ایلیکا! میری حبیبہ! اس مادہ کے رویے سے چند اور انکشاف بھی سامنے آتے ہیں ایلیکا نے چونک جانے والی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا۔ اس پر یوناف جواب دیتے ہوئے بولا۔ اول یہ کہ دونوں بہن بھائی اکٹھے نہیں رہتے۔ مختلف مکانوں اور مختلف جگہوں میں رہتے ہیں کیونکہ اگر ان دونوں کے مزاج اور دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر فرق ہے تو پھر یہ دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس بستی کے اندر دونوں کہیں علیحدہ علیحدہ رہ رہے ہیں۔ دوسم یہ کہ اب جب کہ لڑکی نے اپنے بھائی کے خلاف میری مدد کی ہے تو عزازیل اور اس کے ساتھی اس لڑکی کے خلاف ہو جائیں گے اور کسی بھی طرح اسے راستے سے ہٹاتے یا اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے میرا کام یہ بھی ہو گا کہ ہم تیزی کے ساتھ اس لڑکی کو تلاش کریں اور اس کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اس کی حفاظت بھی کریں۔

ایلیکا بولی۔ تم درست کہتے ہو یوناف! سب سے پہلے تو اب ہمیں اس لڑکی کی تلاش کرنا ہو گا تاکہ اسے عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بچایا جاسکے اور دوسم یہ کہ اگر وہ تمہیں پسند کرتی ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ بھی ملا سکتے ہیں اور چونکہ ان کی عمر بڑی طویل ہوگی لہذا وہ ہمارے ساتھ لڑکھان اور بدی کے خلاف ہماری کوشش اور جدوجہد ہماری حقہ دار اور ہماری مددگار بھی بن سکتی ہے کیونکہ شیطانوں کی طرح یہ لڑکی بھی بہت سی مافوق البشریت قوتوں کی مالک ہوگی۔ یوناف نے ایلیکا کے خیالات کی تائید کی تم درست کہتی ہو ایلیکا میں اس لڑکی کو ضرور اپنا ساتھی اور اپنا مددگار بنا کر اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اور اگر اس نے پسند کیا اور تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوا تو میں اس سے شادی کر لوں گا اس طرح وہ میری بیوی کی حیثیت سے میرے لیے زیادہ پر خلوص ہو جائیگی۔ آنے والے دور میں وہ عزازیل کی ترغیب میں نہ آئیگی اور میری اچھی مددگار اور معاون ثابت ہوگی، یوناف کے اس فیصلہ پر ایلیکا کی مسکراتی اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اسے یونان! مجھے اس شادی پر کیوں اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لڑکی ہمیں مل جاتی ہے اور تمہارے ساتھ شادی کرتے پر وہ آمادہ ہو جاتی ہے تو یقیناً گناہ اور بدی کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کے لیے وہ ہماری بہترین ساتھی ثابت ہو سکتی ہے۔ بہر حال بتی کے اور سرائے کے اس درمیانی حصے میں چیتے نے تم پر حملہ آور ہو کر ہم پر نئے راز بھی کیوں کھول دیئے ہیں۔ اب تم سرائے میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی یونان نے اپنی تلوار پر اپنا سری عمل ختم کر دیا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے سرائے کی طرف جا رہا تھا۔

عزیزیل اچودھیا شہر میں منتقلی کے گھر میں اس کمرے کے اندر نمودار ہوا جہاں میں عارب جیوسا اور بیٹھ رہا تھا۔ پذیر تھے۔ وہاں نمودار ہوتے ہی عزیزیل نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا اے میرے گماشتو! اے میرے عزیز! تم اپنی یہاں کی رہائش اب ترک کرو اور میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ میں تمہارے لیے ایک اچھی اور ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔ اچھی خبر یہ ہے کہ رلم اور سیتا اور رلم کا بھائی پھنس ان دونوں جنوبی جنگل بن باس کاٹ رہے ہیں اور جنگل کے اندر انہوں نے ایک کٹیبا بنا رکھی ہے جس کے اندر وہ رہائش پذیر ہیں۔ لیکن اب میں ان تینوں کو ایک بڑے کرب اور عذاب میں ڈال کر رکھ دوں گا اور وہ اس طرح ہندوستان کے جنوب میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جسے لنکا راج کہتے۔ اس لنکا کے راجہ کا نام راون ہے۔

سنو میرے ساتھیو! اسی راجہ راون کی ایک بہن کہ جن کا نام شوٹیکا ہے۔ آج صبح ہی صبح اپنے محافظوں اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے ہندوستان کی سیر کے لیے اس کے جنوبی ساحل پر اتاری۔ پس میں اس شوٹیکا کے خلاف حرکت میں آیا۔ اور اس کے دل میں رام کے لیے چاہت پیدا کی اور اسے رام کی طرف مائل کیا۔ کیونکہ یہ راجہ کمار شوٹیکا رام کی کھٹیا کے قریب ہی سمندر کنارے لنگر انداز ہوئی تھی۔ پس اسے میرے عزیزو! یہ حسین و خوبصورت لڑکی جس کا نام شوٹیکا ہے میری دلائی ہوئی ترغیب پر رام کی طرف گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی کیونکہ وہ رام کو اپنی طرف مائل نہ کر سکی تھی۔ اس پر مزید اس کی بدبختی اور تاملادی یہ ہوئی کہ رام کی بیوی سیتا نے اسے رام کو اپنی طرف مائل کرتے دیکھ لیا۔ لہذا سیتا اس کے پیچھے پڑ گئی اور اسے مار مار کر وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

یہ جو دوناریاں اور آپ کی داسیاں ہیں۔ ان جیسا حسن اور ان جیسی کشش میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اے سادھو! کیا تم ان دونوں تاریلوں کو میرے حوالے نہیں کرتے کہ یہ دونوں میرے اس محل اور میرے شہستان کی زینت بن کر خوشگوار و پرسکون زندگی بسر کریں۔

اس پر عزراہیل نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور اس کے رد عمل میں جس سنہری تخت پر راجہ بیٹھا ہوا تھا اس تخت کے چاروں طرف آگ کے بلند شعلے بھڑک اٹھے تھے یہ سماں دیکھ کر راوون کے سارے بجاری خوفزدہ اور بدحواس ہو گئے تھے۔ جب کہ راوون نے چلاتے ہوئے کہا۔ اے مالک مجھے شما کیجئے۔ میں تو آپ کا ادنیٰ داس ہوں مجھ سے بھول ہوئی غلطی ہوئی مجھے شما کیجئے۔ اس پر عزراہیل نے پھر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور آگ غائب ہو گئی ساتھ ہی عزراہیل کی بھاری ٹھکانہ آواز راجہ راوون کے محل میں گونج گئی تھی۔ اے مورکھ انسان آئندہ ان تاریلوں سے متعلق ایسے برے خیالات اور ایسی بدکلامی کی گفتگو نہ کرتا ورنہ میں تیرا یہ وجود بھسم کر کے رکھ دوں گا اس پر راوون اپنے تخت پر آگے کی طرف جھک گیا اور پوچھا۔ ہمارا ج! آپ یہ کہیں کہ آپ کا اس طرف کیسے آنا ہوا عزراہیل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اے راوون میں تیری بہتری اور بھلائی کو تیرے پاس آیا ہوں۔ راوون نے پر شوق لگا ہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے ہمارا ج آپ کے آنے میں میری کون سی بہتری اور بھلائی ہے۔

عزراہیل پھر بولا۔ اور راوون سے پوچھا۔ تیری بہن جس کا نام شور پٹیکا کہاں ہے راوون بولا وہ گزشتہ کئی دن سے ہندوستان کے ساحل کی طرف گئی ہوئی ہے۔ عزراہیل اس بار بلند آواز میں بولا۔ اے راوون! ہندوستان کے اس ساحل پر رام چندر نام کا ایک شخص اپنے بھائی اور بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ رام نام کا یہ شخص بن باس کاٹ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی لچھن اور بیوی سیتا دیوی بھی ہے۔ اسی سیتا دیوی نے تیری بہن شور پٹیکا کو خوب مارا ہے اور اب شور پٹیکا مار کھانے کے بعد آپ کی طرف آرہی ہے تاکہ اس سیتا کے خلاف آپ سے شکایت کرے اور آپ اپنی بہن کی حمایت میں اس سیتا کے

اے میرے عزیز! اب یہ حسین شور پٹیکا واپس اپنے دیس انکاروانہ ہو گئی ہے جہاں جا کر یہ اپنے بھائی اور لنکا کے راجہ راوون سے سیتا کی شکایت کرے گی کہ اس نے اس پر ہاتھ اٹھا یا ہے اور اسے مار مار کر ہندوستان کی سرزمین سے بھگا دیا ہے۔ سو اے میرے عزیز! وہاں بھی ابھی اور اسی وقت لنکا کی طرف کوچ کریں گے۔ وہاں میں لنکا کے راجہ راوون سے ملوں گا اور اسے بھلا پھلا کر اور ترغیب و اکساہٹ دیکر اس سے ایسے ایسے کام کراؤں گا کہ میں اس رام، اس کی بیوی سیتا اور رام کے بھائی لچھن کو ایک نئی کٹھنائی اور مصیبت میں ڈال کر رکھ دوں گا۔

عزراہیل کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا۔ اے میرے آقا! یہ تو ایک اچھی خبر کے جو آپ نے سنائی ہے۔ اس سے ہمیں گناہ اوریدی پھیلانے کا موقع میرا ہوگا۔ اور وہ بری خبر کیا ہے جس کا آپ نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس بار عزراہیل نے دیگر سی آواز میں کہا۔ اور اے میرے عزیز! وہ بری خبر یہ ہے کہ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے کنارے کابستیوں میں جو مافوق الفطرت زیادہ چھتے ہیں نے کھڑے کئے تھے۔ یونان اب ان کے پیچھے پڑ گیا۔ اور اگر ہم ان چھتوں کی مدد کرتے پہنچے تو یونان ضرور انہیں کسی قلعے میں مبتلا کر کے رکھ دے گا۔ لہذا میرا ارادہ یہ ہے کہ رام سیتا اور اس لچھن کا قصہ منانے کے بعد ہم افریقہ میں یونان کا رخ کریں گے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں کہ میرے ساتھ پہلے ہی لنکا کی راجہ کمار ی شور پٹیکا کے ساتھ لنکا کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عزراہیل عارب بیوسا اور بیٹا اپنی مری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزراہیل۔ عارب، بیوسا اور بیٹا سادھوؤں اور بھاریوں کے بھیس میں لنکا میں نمودار ہوئے اور لنکا کے راجہ راوون سے ملنے کی اجازت چاہی۔ راجہ نے ان چاروں کو فوراً اندر بلا لیا جب وہ چاروں اس کے سامنے گئے تب راجہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ کون ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ اس پر عزراہیل بولا۔ اے راجہ میں تو ایک گنہگار ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہے میرا داس ہے اور یہ دونوں تاریاں میری داسیاں ہیں۔ راجہ راوون بیوسا اور بیٹا کے بے پناہ حسن سے متاثر ہوتے ہوئے بولا اے اجنبی! گنہگار سادھو! تیرے ساتھ

خلافت انتقامی کاروائی کریں۔ اور اسے راون تمہاری بہن شور ٹپکا کا انتقام لینے میں میں اور میرے ساتھی بھی تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور اسے راجہ اگر تو جانا چاہتا ہے کہ یہ انتقام کیسے اور کس طرح لیا جاسکتا ہے تو پھر تم اپنے اس دربار کو برخاست کر دو۔ تاکہ ہم تمہارے ساتھ علیحدگی اور تنہائی میں گفتگو کر سکیں۔ راجہ راون نے اسی وقت دربار برخاست کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

راجہ راون کے سامنے درباری جیب وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور عزرا زیل نے راجہ سے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ راجہ راون کی بہن شور ٹپکا وہاں داخل ہوئی۔ جب وہ راجہ کے قریب آئی اور کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو راجہ راون نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ ابے شور ٹپکا! میری بہن یہاں میرے قریب آکر بیٹھو۔ میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے ساحل پر سینا نامی ایک تارے نے نہ صرف یہ کہ تیری تذلیل کی ہے بلکہ تجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔ پس تو مطمئن رہ میں تیری اس اہانت کا انتقام ضرور لوں گا۔ راجہ راون کی بہن شور ٹپکا نے جبریت اور پریشانی کھلے چلے انداز میں پوچھا۔ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ ہندوستان کے ساحل پر سینا نام کی کسی لڑکی نے میرے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کیا ہے۔ راجہ راون نے اپنے سامنے کھڑے عزرا زیل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ میرے سامنے جو یہ سادھو کھڑے ہیں یہ ہاشکیتوں کے مالک ہیں۔ تمہارے آنے سے قبل ہی انہوں نے مجھے اطلاع کر دی تھی کہ ہندوستان کے ساحل پر تم پر کیا بیتی۔ اس کے ساتھ ہی راجہ راون نے عزرا زیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی انگساری میں کہا۔ ہمارا راجہ! آپ اور آپ کے یہ داس کھڑے کیوں ہیں۔ آپ بیٹھ جائیے۔ عزرا زیل اور اس کے ساتھی وہاں خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس دوران شور ٹپکا نے اپنے بھائی راون کو مخاطب کر کے کہا۔ ان سادھوؤں نے جو آپ کو اطلاع دی ہے وہ درست ہے۔ ہندوستان کے ساحل پر سینا نام کی اس ناری نے نہ صرف میری اہانت اور تذلیل کی بلکہ اس نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا اور مارا بیٹھا بھی سینا نام کی بیٹاری وہاں بن کے اندر ایک کھٹیا میں اپنے بیتی رام اور بیتی کے بھائی لچھن کے ساتھ رہتی ہے۔ اب میری تسکین اس

وقت ہی ہو سکتی ہے جب آپ ان سے انتقام لیں راجہ راون نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ میں ان سے ضرور انتقام لوں گا۔ کوئی راجہ راون کی بہن کی تذلیل کرے اس پر ہاتھ اٹھائے اور میں خاموش رہوں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ان سادھوؤں سے مشورہ کر کے ضرور حرکت میں آؤں گا۔ اس پر سینا کو اٹھا کر وہاں لاؤنگا اور اسے اپنی بیٹی بنا کر چھوڑوں گا۔ اور اگر اس نے مجھ سے بیاہ کرنے سے انکار کیا۔ تو میں اسے یہاں قید کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آکر خود ہی میری بیٹی بننے پر رضامند ہو جائے گی، اور اگر اس پر بھی وہ رضامند نہ ہوگی تو پھر سارے جیون کی کٹھنیاں برداشت کرنے کے لیے یہاں اسیری کی زندگی بسر کرتی رہیگی۔

راجہ راون تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا۔ پھر اس نے عزرا زیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ہمارا راجہ! اب آپ ہی بتائیے کہ سینا سے اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے مجھے کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ اس پر عزرا زیل بولا۔ اے راجہ! جو میں مشورہ تمہیں دینے والا ہوں اس پر عمل کرو گے تو نہ صرف اپنا انتقام لینے میں کامیاب رہو گے بلکہ تم اس طرح سینا کو اپنی بیٹی تک بنا سکو گے اور اگر ہمارے مشورے پر عمل نہ کرو گے تو اس میں تمہارے لیے دو بڑی قباحتیں کھڑی ہوں گی۔ اول یہ کہ سینا کا بیتی رام اور اس کے بھائی لچھن بھی کچھ سری قوتیں رکھتے ہیں اور یہ سری علوم انہوں نے اپنے گرو اور استاد دھشت سے حاصل کئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ ان کی مدد کے لیے یوناف نام کا ایک جوان بھی آجاتا ہے۔ یہ جوان انتہائی طاقتور ہے۔ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے اور نیکی و خیر کا تائندہ ہے اس پر قابو پانا ہمارے بس کی بھی بات نہیں ہے۔

راجہ راون نے پوچھا۔ اے ہمارا راجہ! کیا ایسی گفتگو کر کے آپ میری حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں کہ میں اپنی بہن کا انتقام نہ لوں۔ عزرا زیل بولا۔ نہیں ایسی بات نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ انتقام ضرور لو مگر کسی طریقے سے۔ اور اگر تم نے اندھا دھند اپنے آدمی بھیج کر سینا سے انتقام لینے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔ راون نے غور سے عزرا زیل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ انتقام لینے کے لیے اے ہمارا راجہ! میں پھر کونسا طریقہ استعمال میں لاتا چاہے۔ عزرا زیل

[illegible]

ہیں وہاں جا کر کیا کروں گا، عزازیل نے جھڑک دینے کے انداز میں کہا۔ پہلے میری پوری بات سنو اس کے بعد دخل اندازی کرتے ہوئے گفتگو کرو۔ راہن نے ہار

ماننے کے انداز میں۔ ہاں آپ اپنی بات پوری کریں۔ عزرا زیل پھر بولا۔ اسے راجہ یہ جو تم میرے ساتھ میرا ایک داس اور دو داسیاں دیکھ رہے ہو۔ ان کے علاوہ بھی میرے اور بہت سے داس ہیں جو بے پناہ سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اب سنو میں تمہارے توسط سے سیتا کو یہاں لانے کا کیا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ ایسا ہے کہ میں اپنے ایک داس کو مقرر کروں گا جو ایک بے حد خوبصورت ہرن کی شکل دھار کر رام اور سیتا کی کھٹیا کے پاس جائے گا۔ اس موقع پر میں سیتا کے دل میں اس ہرن کے بے جا بہت و ضرورت بھر دوں گا جس کے تحت وہ رام سے مطالبہ کریں کہ یہ ہرن مجھے بے حد پسند ہے۔ لہذا میرے بے یہ ہرن پکڑ دے۔ اس طرح میں اس موقع پر رام کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا کروں گا کہ وہ سیتا کی اس مانگ اور خواہش کی ضرورت تکمیل کرے۔

پس اسی خواہش کی تکمیل کے لیے رام جب اس ہرن کو پکڑنے کی کوشش کرے گا تو وہ ہرن وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ اور رام اس کے تعاقب میں لگ جائے گا۔ جب رام اس ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے پکڑنے کے لیے اس کے نزدیک پہنچ جائے گا تو یہ ہرن تیزی سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ اور اگر رام تھکاوٹ کے باعث پیچھے رہ جائے گا تو ہرن اپنی رفتار سست کر دے گا تاکہ رام یہ تعاقب جاری رکھنے اور حوصلہ ہار کر تعاقب ترک نہ کر دے۔ اس طرح یہ ہرن رام کو اس کھٹیا سے بہت دور پہنچائے گا۔ اس دوران میں ایک کام اور کروں گا اور وہ کام یہ ہوگا کہ میں سیتا کے دل میں طرح طرح کے دھوسے پیدا کروں گا اور اسے رام کی سلطنت سے متعلق فکر مند کروں گا اور اس کی دل میں یونانی بات ڈالوں گا کہ وہ رام کے بھائی لچھمن کو رام کے تعاقب میں روانہ کرے تاکہ وہ رام کو خیریت کے ساتھ

واپس گھر لے کر آئے۔ پس سیتا کے کہنے پر جب لچمن رام کے پیچھے جائے گا تو سیتا کہی رہ جائے گی۔ لہذا راجہ اس موقع پر تم حرکت میں آنا اور سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر یہاں لے آنا۔ اس کے بعد تم چاہے سیتا کو اپنی پتی بنا کر رکھو چاہے اسے ایک شیر کی حیثیت سے رکھو یہی کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

عزراہیل کی یہ گفتگو سننے کے بعد راجہ راؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے ہمارے
سیتا سے انتقام لینے اور اسے یہاں لانے کا یہ ایک بہترین اور آسان طریقہ ہے۔
لیکن اے ہمارے اچھے تک آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ سیتا کا قد کاٹھ اور شکل
و صورت کی کیسی ہے۔ اس پر راؤن کی بہن شوٹیکا نے عزراہیل سے پہلے ہی بولتے
ہوئے کہا۔ میں بتاتی ہوں کہ سیتا کیسی ہے۔ سیتا ایک دیوی جیسی پرکشش اور ایک
اپسرا جیسی حسین و جمیل ہے۔ اس پر راؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پس اب
میں مطمئن ہوں۔ پری ہمارے۔ آپ کب تک سیتا کی طرف کوچ کریں گے؟ عزراہیل
نے کہا۔ آج ہی میں تم اپنی تیاری کر لو۔ اس پر راؤن نے اپنی اس تیاری پر تھوڑی دیر
ہی صرف کی۔ پھر وہ اپنے محافظوں کے علاوہ عزراہیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ
ہندوستان کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ہرن کو زخمی کئے بغیر پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائے گا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہرن قابو میں ہی نہیں آ رہا اور وہ بھاگ بھاگ کر منڈھال بھی ہوتا جا رہا ہے تب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہرن پر تیر چلا کر اسے زخمی کر دے گا۔ اور ہرن زخمی ہونے کے بعد بھاگنے سے قاصر رہے گا لہذا وہ اسے پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائیگا۔

اس نظریے کے تحت رام ایک بار پھر بھاگ کر ہرن کے قریب گیا۔ پھر اس نے اپنی کمان سنبھالی اور تیر چڑھا کر جو چلایا تو وہ تیر ہرن کی ٹانگ میں لگا۔ لیکن اس کے بعد رام نے جو منظر دیکھا وہ اس کے لیے حیران کن تھا۔ اس لیے کہ وہاں اب کچھ نہ رہا تھا۔ نہ وہاں ہرن تھا نہ کچھ اور۔ اس پر رام بے حد فکر مند اور پریشان ہوا۔ بھاگ کر اس جگہ گیا جہاں ہرن کو تیر لگا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ پر وہاں ہرن کے پاؤں کے نشانات کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس طرح رام کو بے حد مایوسی ہوئی تھی کہ وہ اپنی قیمتی سیتا کے لیے اس کا پسندیدہ ہرن مائل نہ کر سکا اس طرح رام مایوس ہو کر اپنی کھٹیا کی طرف چل دیا تھا۔

دوسری طرف عزراہیل نے پھر سیتا کے ذہن میں رام سے متعلق دوسرے ڈالے پس انہی دوسو سات کے تحت اس نے رام کے بھائی لچھن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھن میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ رام کو اس ہرن کے تعاقب میں گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ لہذا میں اب رام کی طرف فکر مند اور پریشان ہو گئی کہ وہ اس ہرن کے باعث کسی تکلیف اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گیا ہو۔ لہذا اے میرے بھائی! تم ابھی اور اسی وقت رام کی طرف جاؤ اور اسے اپنے ساتھ واپس لے کر آؤ۔ اگر وہ اب تک ہرن مائل نہیں کر سکا تو اسے کہنا کہ سیتا کو کسی ہرن کی ضرورت نہیں لہذا تم فی الفور واپس آ جاؤ۔ اس پر لچھن نے کہا۔ اب میری بہن میں رام کے تعاقب میں تمہارے کہنے کے مطابق جاتا تو ہوں لیکن تم جانتی ہو کہ رام نے یہاں مجھے تمہاری حفاظت پر چھوڑا تھا اگر میری غیر موجودگی میں تمہیں کچھ ہو گیا تو پھر میں رام کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا اور اسے کیا جواب دوں گا۔

اس پر سیتا نے کہا۔ لچھن! تم میری فکر نہ کرو۔ اس بن میں مجھے کچھ نہیں ہوتا پس تم رام کے تعاقب میں جاؤ اور اسے فوراً واپس لے کر آؤ۔ لچھن نے کہا میں

ایک روز صبح ہی صبح رام، سیتا اور لچھن صبح کا کھانا کھانے کے بعد جب اپنی کھٹیا سے باہر نکلے تو سیتا نے دیکھا کہ ان کی کھٹیا کے سامنے ایک خوبصورت ہرن کھڑا تھا یہ دراصل عزراہیل کا ایک ساتھی تھا جو عزراہیل کی تجویز اور اس لائحہ عمل کے مطابق وہاں اپنا روپ بدل کر آیا تھا۔ اسی لمحہ عزراہیل نے سیتا کے ذہن میں دوسو سات پیدا کئے۔ اے رام! وہ دیکھو ہماری کھٹیا کے قریب کتنا خوبصورت اور معصوم ہرن کھڑا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم اسے میرے لیے پکڑو۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گی اور اس کی پرورش کروں گی۔ رام اور لچھن دونوں ساتھیوں نے اس ہرن کی طرف دیکھا اس پر لچھن نے کہا۔ یہ ہرن تو واقعی بڑا خوبصورت ہے۔ پھر اس نے سیتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے سیتا! تو میرے بڑے بھائی کی قیمتی ہے اس لحاظ سے تو میری ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ پس دیکھ میں تیرے لیے یہ ہرن پکڑ کر لاتا ہوں۔

اسی لمحہ عزراہیل نے رام کے ذہن میں بھی دوسو سات پیدا کئے اور اس نے اپنے بھائی لچھن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھن میرے بھائی! تم دونوں یہیں رہو۔ میں خود سیتا کے لیے اس ہرن کو پکڑ کر لاتا ہوں۔ اس پر رام نے اپنے تیر اور کمان سنبھالی اور اس ہرن کی طرف بڑھا۔ رام کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ ہرن بدکتے سے انداز اپنی چھوٹی سی دم ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھا۔ رام بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ جب رام اس ہرن کے قریب جاتا تو ہرن اور تیزی سے بھاگنے لگا اور جب رام پیچھے رہ جاتا تو ہرن بھی اپنی رفتار سست کر دیتا اس طرح وہ ہرن رام کو اس قریب میں ڈال کر اس کی کھٹیا سے بہت دور لے گیا تھا۔ یہاں تک کہ رام اس ہرن کے پیچھے بھاگ بھاگ کر منڈھال ہونے لگا۔ رام کا ارادہ تھا کہ وہ

تمہارے کہنے پر رام کو لانے جاتا ہوں۔ پھر اپنی کھٹیا کے سامنے میں اپنے گرو وشنو کے بتائے ہوئے منتر کے مطابق ایک حصار کھینچ جاتا ہوں۔ جب تک تو اس حصار کے اندر رہیگی تجھے کوئی دکھ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے میرے بعد تو اس حصار سے باہر قدم نہ رکھنا۔ اس طرح میں تمہاری طرف سے مطمئن رہوں گا اور رام کو بیکر بلا کوٹ آؤں گا۔ سیتا بھجن کی ان ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ پھر بھجن سیتا کی حفاظت کے لیے وہاں اپنی کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچ دیا اس کے بعد وہ رام کی تلاش میں نکل گیا تھا۔

بھجن کے جانے کے بعد سیتا جب اپنی کھٹیا میں اکیلی رہ گئی تو وہاں بن میں کھٹیا کے قریب عزراziel اور راجہ راوون نمودار ہوئے۔ پھر عزراziel نے راوون کو مخاطب کر کے کہا اے راجہ سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر لٹکا کی طرف لے جانے کا اب بہترین موقع اس لیے کہ رام اور بھجن دونوں یہاں نہیں ہیں۔ سیتا اکیلی ہے اور اس کے اکیلے بن سے اب تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

راجہ راوون نے بڑی بے صنی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے ہمارا اس موقع پر مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ بتائیے میں کونسا طریقہ استعمال کروں کہ سیتا کو یہاں سے اٹھا کر بھجانے اپنے دیس لٹکا پہنچ جاؤں عزراziel نے ایک نامح کے سے انداز میں کہا۔ اے راوون! مجھے غور سے سنو میں ابھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا فقیر کا بھیس بدلتا ہوں۔ پس تو فقیر کے اس بھیس میں سیتا کی کھٹیا کے پاس جانا۔ اور دیکھ کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچا ہوا ہے۔ اور رام کی تلاش میں جاتے جاتے یہ حصار بھجن کھینچ گیا ہے۔ تو ہرگز اس حصار کے پار نہ جانا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیرا خاتمہ ہو کر رہ جائے گا۔ پس تو حصار سے قریب کھڑے ہو کر بھیک کی صدا لگانا۔ اس موقع پر میں سیتا کے ذہن پر سوار ہوں گا اور وہ تجھے بھیک دینے کھٹیا سے باہر آئیگی۔ وہ ضرور تجھ سے کہے گی کہ آگے آکر بھیک لے لو۔ لیکن تم کہنا کہ میں ایک بار آگے بڑھنے کی کوشش کر چکا ہوں پر آگے نہ جاتے کیسا غلط ہے کہ میں اس کھٹیا کے قریب نہیں جاسکا اور دور ہی سے بھیک کی صدا لگا دی ہے۔

اے راجہ اس موقع پر میں پھر تیرے کام آؤں گا۔ میں اوٹ میں رہ کر ہی اپنی

اس موقع پر سیتا بری طرح چرنکی شاید عزرا زیل نے اس کے ذہن پر تسلط کیا تھا۔ پھر اس نے راؤن کو مخاطب کر کے کہا۔ ذرا رکھو میں خود وہاں آتی ہوں۔ پس جو نہی سیتا نے لچھن کا کھینچا ہوا حصار پا کر کے اسے بھیک دینا چاہی اسی لمحہ راؤن نے بڑی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف اور کھینچ لیا پھر وہ سیتا کو لے کر حصار سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس موقع پر سیتا بچاری بڑی تلملائی، کسمائی۔ راجہ راؤن سے اس نے اپنا آپ چھڑانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن راجہ راؤن کی گرفت اس پر ایسی مضبوط تھی کہ وہ اپنے دفاع اور فرار میں کچھ بھی نہ کر سکی تھی۔

اسی لمحہ عزرا زیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور راجہ راؤن کا اس نے بھیس بدل کر رکھ دوں تھا۔ اب راجہ راؤن اپنے اصل شاہانہ لباس میں سیتا کے سامنے تھا۔ سیتا نے جب دیکھا کہ اسے اپنی گرفت میں لینے والا۔ بھکاری کے بجائے اب ایک راجہ کے بھیس میں ہے تو راجہ راؤن کی چھاتی پیٹتے ہوئے ہوئے بری طرح وہ چلا اٹھی۔ اسے راکشش! مجھے چھوڑ دو۔ اسے ابرو دہی تو کون ہے۔ کیوں تو دھوکہ دہی سے مجھے میری کٹیہا اور حصار سے باہر لایا۔ اور اب مجھے کہاں لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسے سیتا! میرا نام راؤن ہے اور میں لنکا دیس کا راجہ ہوں۔ ذرا اپنے ذہن میں یہ بات دوڑا کہ چند دن پہلے میری بہن شور ٹپکا کو تو نے مارا تھا۔ سو اسے سینا! یہ اس مار کا انتقام ہے کہ میں تجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے دیس لے جاؤں گا اور وہاں تجھ سے بیاہ کر دوں گا تاکہ تو ایک پتنی کی حیثیت سے ساری عمر میری خدمت اور سیوا کرتی رہے۔

سیتا نے عزرا زیل کی آواز میں کہا۔ اسے راؤن تو بکواس کرتا ہے۔ میں پہلے ہی کسی کی پتی ہوں تیرے ساتھ بیاہ پر اپنی موت کو ترجیح دوں گی تو اس وقت تک مجھے رسوا نہیں کر سکتا جب تک میرے سر پر میری آتما ہے۔ ہاں جب اس آتما اور سر پر کا سنگ ٹوٹ گیا۔ پھر جو تیرے من میں آئے وہ تو لڑکاتے رہنا۔ راؤن نے سیتا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سیتا کو لے کر اس جگہ آیا جہاں اس کے آدمی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے پھر وہ سیتا کو لے کر لنکا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

سری قوتوں کے ذریعے سیتا کے ذہن میں ایسی ہیچل ایسا انقلاب برپا کروں گا کہ وہ ضرور تجھے بھیک دے۔ پس اسے راجہ چونکہ سیتا اس حصار سے باہر آئے تو اسے دلوچ لینا۔ اس موقع پر میں تیرا فقیرانہ بھیس بھی ختم کر دوں گا۔ پھر تو سیتا کو اپنے ان ساتھیوں کے پاس لے جانا جو اس کھٹیا کے عقب میں ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر تو اپنے ساتھیوں کی مدد سے سیتا کو لنکا لے جانا۔ ایسا کرنے کے بعد تو چاہے تو آدم پل کی طرف سے اپنے دیس چلا جائے اور اگر تیری مرضی ہو تو کشتیوں کے ذریعے چلا جائے تیرے لیے رام اور لچھن کی طرف سے کوئی خوف اور خطرہ باقی نہ رہے گا۔ اور اسے راجہ! نیکی کا فائدہ لہزنا ہے جس کا میں اس سے قبل تم سے ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے اس کا بھی پتہ کر لیا ہے۔ وہ اس وقت افریقہ کے وسطی حصوں میں میرے پھیلنے ہوئے جال کی الجھنوں میں پھنسا ہوا ہے۔ لہذا یہ کام تم بغیر کسی پریشانی اور خطرے کے کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی عزرا زیل نے اپنی سری قوتوں کے ذریعے راجہ راؤن کا بھیس بدل دیا۔ پھر اسے کہا۔

اسے راجہ۔ اب تو سیتا کی کھٹیا کی طرف جا اور وہاں بھیک کی صدا لگا۔ اس لیے کہ میں نے قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا بھیس بدل دیا ہے۔ عزرا زیل کے اس انکشاف پر جب راجہ نے چونک کر اپنا سراپا دیکھا تو وہ دنگ رہ گیا۔ کیونکہ وہ واقعی اس وقت فقیرانہ لباس میں تھا۔ تب راجہ راؤن عزرا زیل کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھا اور سیتا کی کھٹیا کے قریب جا کر اس نے بھیک کی صدا لگائی تھوڑی ہی دیر بعد حسین سیتا اپنی کھٹیا سے نکلی۔ چند لمحوں تک وہ بڑے غور اور انہماک سے راجہ راؤن کو دیکھتی رہی جو اس وقت فقیرانہ بھیس میں تھا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بھکاری ہے تو اس نے اپنی دس برساتی آوازیں کہا، آگے آگے بھیک لے لو، اس پر راؤن نے بوکھلائی اور پریشانی کے سی آوازیں کہا۔ اسے شہر کھتی! میں کیسے آگے آکر بھیک لے لوں کہ پہلے دو ایک بار میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ پھر دونوں بار ہی میں رک گیا کیونکہ آگے بڑھتے ہوئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کھٹیا کے اطراف میں موت کا حصار کھینچ دیا گیا ہو اور کھٹیا میں داخل ہونا ناممکن ہو۔

ابی ملک جب یہ کام انجام دے چکا تو بنی اسرائیل نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔
ابی ملک کے بیٹے نکلتے والے بھائی یوتام کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل نے اس کے قاتل
بھائی ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو ایک روز وہ کوہستان گزیم پر چڑھا اور پیادہ
کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اور سکم شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے سکم
کے لوگو! مجھے غور سے سنو! میں تمہارے مرحوم بادشاہ جدعون کا سب سے چھوٹا بیٹا
ہوں۔ میں اس قاتل ابی ملک کا بھائی ہوں جسے تم نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ اے لوگو
میری طرف توجہ کرو۔ میری بات غور سے سنو! میں تمہیں لبنان کی ایک حکایت سناتا
ہوں جو عنقریب تم پر پوری اثرے گی۔

اے سکم کے لوگو! سنو! لبنان کی سرزمین کے اندر قدیم زمانے میں درختوں نے آپس
میں صلاح مشورہ کیا کہ انسانوں کی طرح ہم بھی اپنے میں سے کسی کو بادشاہ بنائیں۔ اس پرتشقی
ہونے کے بعد سارے درخت زیتون کے پاس آئے اور اس سے گزارش کی کہ
کہ تو ہمارا بادشاہ بن اور ہم پر سلطنت کر۔ اس انعام پر زیتون کے درخت نے
جواب دیا۔ میں اپنی چکنائیت کو چھوڑ کر جس کے وسیلہ سے لوگ اپنے فدا کی تعظیم کرتے
ہیں کیوں حکمرانی قبول کر لوں۔ زیتون کا یہ جواب سن کر درخت انجیر کے پاس گئے اور
اس سے کہا۔ اے انجیر! تم آؤ اور ہم پر بادشاہت کرو۔ اس پر انجیر بولا۔ میں اپنی
مٹھاس اور اپنے اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر ہرگز بادشاہت قبول نہیں کرتا۔
تم یہ سوال کی اور سے کرو۔ اس پر درخت انگور کی بیل کے پاس گئے اور اسے
کہتے گئے۔ اے انگور کی بیل! تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔

انگور کی بیل بولی۔ اے میرے عزیز! میرا اس انسانوں کو خوش کرتا ہے۔ سو میں
اپنے رے کو چھوڑ کر کیوں تمہاری بادشاہت کو قبول کر لوں۔ اے سکم کے لوگو! پھل دار
درختوں سے مایوس ہونے کے بعد درخت اونٹ کٹارے کے پاس گئے اور اس
سے انعام کی اے اونٹ کٹارے! تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔ یہ سن کر اونٹ کٹارے بڑا خوش
ہوا اور پھر بولا۔ اگر تم بیچ بچے مجھے اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہو۔ تو پھر آؤ اور میرے
سایہ میں پناہ لو اور اگر نہیں تو پھر سنو اونٹ کٹارے سے آگ نکل کر لبنان کے
دیو داروں کو کھا کر تباہ برباد کر دی گی۔

جدعون کی موت کے بعد بنی اسرائیل پھر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ میں لگ
گئے اور ان کے لیے انہوں نے معبد بنانے شروع کر دیئے تھے۔ جدعون کے ستر بیٹوں
میں ایک جس کا نام ابی ملک تھا اور جو جدعون کی اس بیوی سے تھا جو سکم شہر کی رہنے والی تھی۔
یہ ابی ملک بڑا جابر اور غوغوار انسان تھا اور اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد ستر
بھائیوں میں سے یہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے اور حکمران بننے کی خواہش رکھتا تھا۔ پس اپنی
اس خواہش کی تکمیل کے لیے اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد یہ ابی ملک سکم شہر
میں اپنے ماموں کو مخاطب کر کے کہا۔

میرے تنہا کے سب لوگوں سے کہو اور ان سے پوچھو کہ میرے باپ کے سب
بیٹے جو تعداد میں ستر ہیں وہ سب مل کر تم پر حکومت کریں یا یہ کہ میں اکیلا تم پر حکومت
کروں؟ اگر سب مل کر حکومت کریں گے تو تنہا ہی فساد کا موجب بنیں گے۔ جب
میں تمہاری ہی بیٹی اور تمہارا ہی گوشت ہوں۔ پس دوسروں کے مقابلے میں میری
مدد کرو تاکہ میں تمہارے توسط سے بنی اسرائیل کا حکمران بنوں۔ اس گفتگو کے بعد ابی ملک
کے ماموں حرکت میں آئے اور انہوں نے سکم کے لوگوں کو ابی ملک کی پیروی پر آمادہ
کر لیا۔ اس کے علاوہ اہل سکم نے ابی ملک کے لیے کافی نقدی بھی جمع کی اور اس نقدی کے
بل بوتے پر ابی ملک نے ادبائش اور آوارہ لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے
گرد جمع کر لی۔ ایسے لوگوں کی جمعیت کو لے کر ابی ملک عسفرہ شہر میں اپنے باپ
جدعون کے گھر گیا اور وہاں اس نے اپنے سارے بھائیوں کو قتل کر دیا۔ لیکن اس
کا ایک بھائی جو سب سے چھوٹا تھا اور جس کا نام یوتام تھا وہ ابی ملک کے ہاتھ نہ لگا
اور اپنی جان بچا کر وہ بھاگ نکلتے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

سوائے سکم کے لوگوں! کیا تم سمجھتے ہو کہ ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر تم نے راستی اور ہدایت صداقت برقی ہے۔ اور یہ کہ ابی اسکم کے کیا تم لوگوں نے میرے باپ جدعون اور اس کے گھرانے سے اچھا سلوک کیا ہے۔ سنو لوگو! میرا باپ جدعون تمہاری خاطر لڑا۔ اپنی جان کو جو کھوں میں ڈال کر تمہیں مدد دیا۔ اور عالیتوں کے مظالم سے نجات دلائی۔ اے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے میرے باپ کے گھرانے سے اس کے احسانات کے مطابق سلوک کیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم لوگوں نے آج میرے باپ کے گھرانے سے بغاوت کی ہے۔ اور اس کے بیٹوں کو قتل کر کے تم نے سکم کی رہتے والی میرے باپ کی ایک لونڈی کے بیٹے ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔

تم نے ابی ملک کو اس لیے بادشاہ بنالیا کہ اس کی ماں سکم کی رہنے والی تھی۔ اس وجہ سے ابی ملک کے ساتھ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے۔ سنو لوگو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آج کے دن تم نے میرے باپ جدعون کے گھرانے کے ساتھ صداقت اور راستی برقی ہے تو پھر تم ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر خوش رہو اور وہ تم لوگوں سے خوش رہے اور اگر ابی اسکم کے ہوئے تم لوگ صداقت دراست بازی سے بڑے ہو تو پھر اونٹ کٹا رہے کی طرح ابی ملک کی وجہ سے ایسی آگ ضرور ہو جو درختوں کی طرح تم لوگوں کو کھا جائے۔ یہ بات کہنے اور ایسی بد دعا دینے کے بعد یوتام کو ہستان گریزیم کی چوٹی سے اتر گیا۔ اور بھاگتا ہوا ایک سمت نکل گیا اور اپنے بھائی ابی ملک کے خوف سے گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

یوتام کے یہ بات کہنے کے کچھ ہی دن بعد جبل بن عبد نام کا ایک شخص اپنے بھائیوں کے علاوہ ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ سکم شہر میں وارد ہوا۔ اس نے لوگوں کے کھیتوں کو خوب برباد کیا تاکستانوں کے بھلے توڑے۔ انگوروں کا رس نکالا اور خوشی منانے لگے۔ اور ابی ملک کو برا بھلا کہنے کے علاوہ اس پر لعنتیں بھی بھیجنے لگے۔ اور یہ لوگ سرعام کہنے لگے کہ ابی ملک کون ہے جو ہم اس کی اطاعت کریں۔ اس کے علاوہ اس جبل بن عبد نے بڑی تیزی سے سکم کے لوگوں کو اپنا ہم خیال اور ابی ملک کے مخالف بنانا شروع کر دیا تھا۔ ابی ملک کی طرف سے ایک شخص زبول سکم شہر کا حاکم تھا۔ اس زبول نے جب دیکھا کہ یہ سکم شہر کی اکثریت جبل بن عبد کے ساتھ ہو گئی ہے اور شہر کے اندر اس کی حیثیت صرف ایک بت کی سی ہو کر رہ گئی ہے تو اس نے ایک قاصد کے ذریعے سب حالات ابی ملک کو بتائے کہ کس طرح جبل بن عبد نام کا ایک شخص سکم شہر میں داخل ہوا اور شہریوں کو اپنے ساتھ ملا کر شہر پر چھا گیا۔ ابی ملک کو جب زبول کے قاصد سے سکم شہر کے حالات کا علم ہوا تو وہ سکم کے شہریوں پر بڑا برہم اور بیخ پا ہوا کہ کیوں انہوں نے میری اطاعت سے منہ موڑ کر ایک اجنبی اور نووارد شخص جبل بن عبد کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ اس غصہ اور برا فرد خنکی کے تحت ابی ملک بذات خود ایک لشکر لے کر سکم شہر کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف جبل بن عبد ان حالات سے بے خبر تھا۔ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ شہر کے حاکم زبول نے ایک قاصد ابی ملک کو بھیجا کہ اس کی شکایت کر دی ہے اور یہ کہ ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے سکم شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایک روز جب جبل بن عبد شہر کے حاکم زبول کے ساتھ صبح ہی صبح سکم شہر

کے دروازے پر کھڑا تھا تو اس وقت ابی ملک کا لشکر شہر کے سامنے نمودار ہوا شروع ہوا۔ اس پر جبل بن عبد نے زبول کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے زبول! یہ کون لوگ ہیں جو کوہستان کی چوٹیوں سے اتر کر سکم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں اس پر زبول نے چال چلی۔ وہ اس وقت تک جبل کو ابی ملک کے حملے آگاہ نہ کرنا چاہتا تھا۔ جب تک ابی ملک کا پورا لشکر نمودار ہو کر شہر کا گھیراؤ نہ کرے۔ اس بنا پر اس نے جبل بن عبد کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابن عبد! تو نے آج میری موجودگی میں حد سے زیادہ شراب پی لی ہے۔ اسی بنا پر تجھے کوہستانوں کے سائے بھی ایسے لگے ہیں جیسے انسان حرکت میں ہوں اس پر جبل بن عبد نے اپنے سر کو جھٹکا اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا۔ اے زبول! تو جھوٹ بکتا ہے دیکھ میدان کے بیج و بیج سے لوگ اس طرف بڑھ رہے ہیں اس کے علاوہ دائیں بائیں سے بھی تو دیکھ کس طرح مسلح لوگ سکم کی طرف آ رہے ہیں۔ زبول جان گیا کہ جبل کو حقیقت مال کی خبر ہو گئی ہے۔ لہذا اس نے جبل بن عبد پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

اے جبل بن عبد اب تیرا وہ منہ کدھر گیا جس سے تو کہا کرتا تھا کہ ابی ملک کون ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔ دیکھ جس ابی ملک کی تو حقارت کیا کرتا تھا وہی ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیری سرکوبی اور گوشمالی کے لیے آن پہنچا ہے۔ اب تیری موت تیرے سر پر کھیل رہی ہے اور تو ابی ملک کی خونخواری اور اس کے انتقام سے بچ نہ سکے گا۔ جبل نے زبول کے منہ سے جب یہ گفتگو سنی تو اس نے فوراً اپنے دفاع کی ہر ٹھانی شہر میں داخل ہو کر اس شہر کے دروازے بند کر دیئے اور ابی ملک کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ سکم کے لشکر کو ترتیب دینے لگا۔ جب وہ اپنے زغم میں اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کر چکا۔ تو شہر سے باہر نکل کر اس نے ابی ملک کا مقابلہ کیا۔ لیکن ابی ملک کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی جس کی بنا پر جبل بن عبد کو شکست ہوئی ایک بار پھر جبل بن عبد سکم شہر میں محصور ہو گیا۔ جب کہ ابی ملک نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ کچھ دن تک جبل بن عبد سکم شہر کے اندر محصور رہ کر حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران ابی ملک نے شہر کا محاصرہ تنگ سے تنگ تر کر دیا تھا۔ اور اہل شہر کے لیے اس نے ہر طرح کی رسد و ملک بند کر کے

جبل بن عبد نے جب دیکھا کہ شہر کے معاملات اس کے ہاتھ سے نکلنا شروع ہو گئے ہیں تو وہ ایک رات اپنے بھائیوں اور قریبی ساتھیوں کے ساتھ نکل کر بھاگ گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی رات کے وقت جبل بن عبد کی دیکھا دیکھی رات کے وقت شہر سے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ زبول نے اس کی اطلاع ابی ملک کو دی۔ پس جبل بن عبد تو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن جو دوسرے لوگ شہر سے نکلے ان میں سے اکثر کو ابی ملک نے نہ تیغ کر دیا۔ پھر بھی جبل بن عبد کی طرح کچھ لوگ سکم شہر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے سکم شہر سے نکلنے کے بعد البریت کے مندر اور تیبض نام کے قلعے میں جا کر پناہ لینا شروع کر دی تھی۔

آخر کار تنگ آ کر شہریوں نے سکم شہر ابی ملک کے حوالے کر دیا۔ ابی ملک شہر میں اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور شہر کے اندر جس قدر لوگ تھے ان سب کو اس نے قتل کر دیا۔ سکم شہر کو تباہ و برباد اور ویران کرنے بعد ابی ملک البریت کے مندر کی طرف بڑھا۔ راستے میں جبل صلمون سے ایک درخت کا شاخ کاٹ کر اس نے اپنے کندھے پر رکھ لی۔ اور اپنے سارے لشکریوں کو بھی اس نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس سارے لشکریوں نے ابی ملک کا اتباع کیا۔ اور درختوں سے ایک ایک شاخ کاٹ کر انہوں نے اپنے کندھے پر رکھ لی تھی۔

اسی طرح ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور وہ تمام خشک شاخیں جو اس کے لشکری اٹھاتے ہوئے تھے۔ ان کی مدد سے اس نے البریت کے مندر کو آگ لگا دی تھی۔ اسی طرح اس مندر کے اندر جو مرد اور عورتیں پناہ لئے ہوئے تھے وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ البریت کی تباہی کے بعد ابی ملک نے پھر پیش قدمی کی اور تیبض کے قلعے کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔ اس قلعے کے اندر ایک بہت بڑا اور مضبوط برج تھا۔ لہذا اگر مرد اور عورتیں بھاگ کر اس برج میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے۔ تیبض جو ایک قلعہ ہونے کے علاوہ ایک شہر ہی تھا۔ اس میں ابی ملک کے محاصرے کے باعث خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ جب کہ ابی ملک شہر پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے شہر اور قلعے کی قبیل کے گرد گھوم کر کسی

ایسے کمزور حصے کو تلاش کرنے لگا۔ جہاں سے وہ حملہ آور ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنائے اور شہر والوں پر قابو پا کر ان کا قتل عام کر سکے۔

ابی ملک جب اپنے محافظوں اور اپنے سلاح داروں کے ساتھ اس قلعہ کے سب سے مضبوط برج کے نیچے سے گزر رہا تھا جس کے اندر سکم سے بھاگ کر آنے والے مرد عورتوں نے پناہ دے رکھی تھی۔ تو دیکھو ایسا ہوا کہ ایک عورت نے ہمت اور جرات سے کام لیتے ہوئے چکی کا ایک پاٹ اٹھا کر ابی ملک پر دے مارا۔ چکی کا یہ پاٹ ابی ملک کے سو پر لگا اور اس کی کھوپڑی کو توڑ کر رکھ گیا تھا۔ ابی ملک نے جب دیکھا کہ ایک عورت نے اس پر چکی کا پاٹ پھینکا ہے اور یہی پاٹ اس کی موت کا باعث بن رہا ہے۔ تو اس نے انتہائی کرب اور تکلیف دہ اور اس میں اپنے ایک سلاح دار کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نوجوان! تو اپنی تلوار کھینچ اور میری گردن کاٹ دے تاکہ میرے یوں مرنے کے بعد لوگ میرے حق میں یہ نہ کہتے پھریں کہ ابی ملک کو تو ایک معمولی عورت نے چکی کا پاٹ گرا کر ہلاک کر دیا۔

پس ابی ملک کے اس سلاح دار نے ابی ملک پر اپنی تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح ابی ملک کو اس کی شرارتوں کا صلہ ملا۔ اس نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ اس کی سزا کو پہنچا اور اس کے بچے نکلنے والے بھائی یوتام نے کوہستان گزیم پر کھڑے ہو کر سکم شہر کے لوگوں کو جو لبنان کے درختوں کی حکایت سنائی تھی وہ سکم شہر والوں پر بھی پوری ہو کر رہی۔ ابی ملک کی موت کے بعد اسرائیلیوں کے ایک قاضی تو بیع بن فوہ نے بنی اسرائیل کے معاملات کو سنبھالا۔ لیکن لوگوں نے اس کی نیکی کی باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور بت پرستی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔

تو بیع کے بعد ایک دوسرے قاضی یا شیر اٹھا اس نے بھی بنی اسرائیل کو راہ راست پر لانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن بنی اسرائیل خدا نے واحد کو بھول کر بعل دیوتا اور عشتاری دیوی کی عبادت میں لگے رہے۔ اور اب تو بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعل اور عشتار کے علاوہ آرائیوں، موآبیوں، بنوؤں، فلسطینیوں اور دیگر اقوام کے دیوتاؤں کی پرستش بھی شروع کر دی تھی۔

✽

دوپہر کے وقت یونان سرائے کے کمرے میں بستر پر لیٹا چھت کو گھورتے ہوئے سوچوں میں غرق تھا۔ کہ ایک دم وہ چونکا اور پکارنے لگا۔ ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں! ایلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا: کیا بات ہے۔ میرے حبیب! اس پر یونان بولا۔ اے ایلیکا! میں نے اس خونخوار اور مافوق الفطرت چیتے کو تلاش کرنے کا ایک بہترین طریقہ سوچ لیا ہے۔ ایلیکا نے بتیاب سی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا! یونان بولا۔ اے ایلیکا! میں ابھی سردار محبتا کے پاس جانا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ لوہے اور لکڑی کا ایک مضبوط پنجرہ تیار کرائے جس کا ایک مضبوط دروازہ ہو۔ اور دروازے سے باہر ایک کنڈی بھی ہو اور اس پنجرے کو غار سے باہر رکھ کر چیتے کو پیش کی جانے والی بکری اس پنجرے کے اندر باندھی جائے۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں موجود رہوں گا اور کسی کو دکھائی نہ دوں گا۔ پس رات کے وقت جب وہ چیتا بکری کو کھانے پنجرے میں داخل ہوگا تو میں پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر کے کنڈی لگا دوں گا۔ پس چیتے کو اس پنجرے سے نکلنے کے لیے اور پنجرے کی کنڈی کھولنے کے لیے انسانی روپ میں آنا ہوگا۔

اور اے ایلیکا! جب وہ چیتا کنڈی کھول کر باہر نکلنے کے لیے انسانی روپ دھارے گا تو میں اسے پہچان لوں گا کہ وہ کون ہے۔ اس کے بعد میں اس پر قابو پانے کی کوشش شروع کر دوں گا۔ ایلیکا نے مسکراتی اور توصیف آمیز آواز میں کہا اے یونان! یہ ایک بہترین اور کارآمد طریقہ ثابت ہوگا! اس کے ساتھ ہی یونان جست لگا کر اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے ایلیکا! میں اب سردار محبتا کی طرف جاتا ہوں پھر یونان اپنے کمرے سے باہر آیا اور سرائے سے نکل کر وہ بستی

کی طرف جارہا تھا۔

یوناف ابھی سرائے سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سلسلے بستی کی طرف سے تین افراد آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک مجستہ تھا، دوسری اس کی بیٹی قرطیبہ اور ان کے ساتھ کوئی اور جوان تھا۔ اچانک ایک طرف سے تین چار کتے نمودار ہوئے اور ان پر بری طرح بھونکنے لگے۔ یوناف نے دیکھا وہ کتے سردار مجستہ کو نظر انداز کرتے ہوئے قرطیبہ اور اس کے ساتھی نوجوان پر ایسے انداز میں بھونک رہے تھے۔ جیسے وہ اس نوجوان اور قرطیبہ سے اپنی جان کا خطرہ محسوس کر رہے ہو۔ سماں دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً پکارا ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو؟ ایلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور پوچھا کیا بات ہے میرے حبیب! یوناف وہاں رک گیا اور رازداری میں اس نے کہا۔ اے ایلیکا! میں نے ان مافوق الفطرت زمانہ چیتوں کو پایا۔ اور وہ دونوں ہمارے سلسلے سردار مجستہ کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اے ایلیکا! ان کتوں کا مجستہ کو نظر انداز کر کے۔ قرطیبہ اور ان کے ساتھ آنے والے جوان پر بھونکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کتے ان پر نہیں بلکہ ان کے اندر جو چیتے کی فطرت اور خمیر ہے اس پر اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہوئے بھونک رہے ہیں۔ اور دیکھو یہ کتے کیسے اب بھی لگاتار ان دونوں پر بھونک رہے ہیں اور مجستہ کو وہ لگاتار سارے ہی نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔

ایلیکا گویا ان دونوں کو اب جان چکا ہوں۔ پھر میں پنجرے کے اندر بکری باندھنے والی تجویز پر بھی عمل ضرور کروں گا۔ تاکہ میرے ان اندازوں کی توثیق بھی ہو جائے! ایلیکا نے اس پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تمہارا شمار سارے ہی انداز سے درست ہیں۔ اب یہ دونوں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔ لیکن ہمیں قرطیبہ سے متعلق بھی غور کرنا ہوگا۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے تبھی تو اس نے ایک بار تمہاری خاطر مادہ چیتے کی صورت میں نہر چیتے پر حملہ کر دیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور سردار مجستہ کی اولاد نہیں ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ دونوں آخر کیوں اور کیسے سردار مجستہ کے ہاں رہ رہے ہیں۔ اے یوناف! میرے خیال میں یہی وجہ ہے۔

جس کا مجستہ روفاش کے نام سے تم سے متعارف کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کا بیٹا! جس کا نام روفاش ہے اور جو شکار کا بڑا شوقین ہے وہ بھی ان چیتوں پر قابو پانے کا بڑا خواہش مند ہے۔ اے یوناف! اب ہم نے یہ جانتا ہے کہ یہ دونوں بہن بھائی سردار مجستہ کا بیٹا اور بیٹی کیسے بن گئے ہیں۔ اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ ان دونوں بہن بھائی میں اتفاق و تنازع بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں کی فطرت میں بڑا فرق ہے۔ اے یوناف! نہر چیتا جو روفاش ہے وہ خونخواری، خونریزی اور آدم خوری کا شوقین اور رسیا ہے جب کہ مادہ چیتا جو قرطیبہ ہے۔ وہ محبت، چاہت اور سکون کی خواہش مند ہے۔ پس ان دونوں کے ساتھ ہمیں دو مختلف جذبوں کو سامنے رکھ کر سلوک کرنا ہوگا۔ یوناف نے ایلیکا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ وہ تینوں چلتے ہوئے یوناف کے قریب آ گئے تھے۔ یوناف نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔ اے سردار مجستہ! میں تو آپ ہی طرف جارہا تھا۔ اچھا ہوا آپ خود ہی ادھر آ گئے۔ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے آئیے اب سرائے ہی میں چلتے ہیں۔ یوناف کے خاموش ہونے پر سردار مجستہ نے اپنے ساتھ آنے والے نوجوان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے یوناف! اس سے ملو یہ میرا بیٹا روفاش ہے۔ یہ آج ہی شکار سے لوٹا ہے۔ اور جب میں نے اس سے تمہارا ذکر کیا تو یہ فوراً تم سے ملنے کا خواہش مند ہوا۔ لہذا میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ اس مافوق الفطرت چیتے پر قابو پانے کے لیے یہ تمہاری بہت مدد کر سکتا ہے۔

یوناف نے ایک بار غور سے روفاش کی طرف دیکھا۔ پھر اس سے مصافحہ کرنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اور پھر جونہی روفاش کا ہاتھ یوناف نے اپنے ہاتھ میں لیا تو یوں لگا جیسے اس نے کسی انتہائی خونخوار درندے کا پنجہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف نے اس سے درندوں جیسی بوجھی محسوس کی۔ پھر روفاش کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے یوناف نے کہا۔ اے سردار مجستہ! مجھے تمہارے اس بیٹے روفاش سے مل کر بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ جب سے آپ نے

اہم موضوع پر اس سے گفتگو کرتی ہوں مجستاجب سرائے کے مالک مریشش کے کمرے کی طرف گیا۔ تو حسین قرطیبہ نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر وہ یوناف کو اس کے کمرے کی طرف لے جا رہی تھی۔

میرا اس سے غائبانہ تعارف کرایا تھا میں اسی سے متعلق سوچتا رہا ہوں کہ سردار محبت کا بیٹا کیسا شکاری ہوگا۔ اب روفاش سے مل کر میں سمجھتا ہوں کہ میرا ایک طرح سے بوجھ کم ہو گیا ہے۔ یوناف کی اس گفتگو پر مجستا، روفاش اور قرطیبہ تینوں مسکرا کر رہ گئے تھے۔ پھر وہ چاروں سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

سرائے کے پاس جا کر ایک بار پھر سرائے کے کتے، روفاش اور قرطیبہ پر بری طرح بھونکنے اس پر روفاش نے اپنے کندھے سے ٹلکتی کمان اور پشت پر بندھا تیروں کا ترکش درست کرتے ہوئے کہا میں ان کتوں کو اکثر تارہتا ہوں۔ اس لیے مجھے دیکھتے ہی یہ بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ پھر روفاش نے بیزاری محسوس کرتے ہوئے مجستائے کہا: "اے میرے باپ! میں اب اپنے شکار پر جاتا ہوں۔ یوناف کے پاس پھر کسی روز بیٹھوں گا اور ذرا کھل کر اس سے بات ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی روفاش نے یوناف سے مصافحہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ روفاش کے جانے کے بعد یوناف مجستائے قریب آیا اور رازداری میں اسے مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے سردار محبت! آج ہی لوہے اور لکڑی کا ایک پنجرہ بناؤ۔ اس پنجرے کا ایک دروازہ ہو اور دروازے کو باہر سے بند کرنے کے لیے ایک کنڈی بھی لگی ہو۔"

اے سردار محبت! اس پنجرے کو چیتے کی غار کے سامنے رکھواؤ۔ اور اس پنجرے کے اندر چیتے کے لیے ایک بکری بھی باندھ دو۔ پھر دیکھو میں کیسے چیتے کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہوں بلکہ اس پر قابو بھی پاتا ہوں۔ اس پر مجستائے کہا: "اے یوناف! میں سرائے کے مالک مریشش سے بات کرتا ہوں وہ اپنی سرائے میں کام کرتے وائے صناعتوں سے کام لے کر آج ہی اس پنجرے کا اہتمام کر دے گا اور شام تک پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھوا کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی۔" یوناف کے جواب دینے سے قبل ہی مجستا کی بیٹی قرطیبہ نے مجتا کو مخاطب کیا اور بولی: "اے میرے باپ! آپ مریشش سے پنجرے سے متعلق بات کریں۔ اتنی دیر تک میں یوناف کو اس کے کمرے میں لے جا کر ایک

مرث آپ کی مخالف قوتوں سے آپ کا مخالفت کروں گی بلکہ آپ کے لیے ایسی دشمنیاں کر رہی ہوں گی جیسے جسم کے لیے اس کی روح۔

یونان نے غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھا اور کسی قدر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اے قرطیبہ! کیا صرف یہی بات کہنے کے لیے تم مجھے لیا علیحدگی میں لے کر آئی ہو؟ قرطیبہ بولی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بات تو دوران گفتگو منمنائی گئی تھی تو میں نے کہہ دی ہے ورنہ میں تو آپ سے یہ کہنے کے لیے آپ کو علیحدگی میں لائی ہوں کہ آپ میرے بھائی رونقاش سے محتاط رہیں۔ وہ آپ کا دشمن ہے اور آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یونان نے غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارا بھائی رونقاش کس بنا پر میرا دشمن ہے اور کیوں مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس استفسار پر قرطیبہ نے مغموم آواز اور پرہیزگار لہجے میں کہا۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھ سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ لیکن اب جب اسے یہ خبر ہوئی کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے شادی کرنے کی آرزو مند ہوں تو وہ آپ کا دشمن بن گیا ہے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچا کر ہر صورت میں مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ میں اسے سخت نفرت کرتی ہوں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس لیے کہ میرا اس کا خمیر اور میری اس کی فطرت ہی آپس میں نہیں ملتے۔

اس انکشاف پر یونان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے قرطیبہ! کیا تم رونقاش کی سگی بہن نہیں ہو؟ قرطیبہ نے اقرار کیا ہاں میں اس کی سگی بہن ہوں۔ یونان نے اس بار زور دے کر پوچھا۔ پھر تمہاری شادی اس سے کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے؟ قرطیبہ نے متہیج لہجے میں کہا۔ ان سرزمینوں کے اندر رواج اور قاعدہ ہے کہ سگے بہن بھائیوں کی بھی آپس میں شادی ہو جاتی ہے۔ اور یہاں کے لوگ ایسا کرتے ہیں اسی بنا پر رونقاش بھی مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے۔ اس بار یونان نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا تمہارا حسن اور تمہاری دلکشی ہی ایسی ہے کہ ہر کوئی تم سے شادی کا خواہش مند ہوگا۔ یونان کی اس گفتگو پر قرطیبہ نے چونک کر یونان کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رُس اور شگھاس سے بھرپور اپنی آواز اور چہرہ سے محبت سے لبریز انداز میں پوچھا۔ کیا ایسی خواہش کرنے والوں میں آپ بھی شامل ہیں؟ یونان نے اس بار کھل کر اقرار کیا۔

جس وقت محبت کی بیٹی قرطیبہ نے یونان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ اس وقت یونان کو ایسا لگا تھا جیسے حسین قرطیبہ کے اس لمس سے اس پر کسی ساحرانہ عمل کی ابتدا ہو گئی ہو۔ یا وہ آسیب زدہ فضاؤں کے اندر اڑنے لگا ہو۔ حسین قرطیبہ کے اس لمس میں طلب کی حدت، وفا کی آہ، دھڑکتے دل کی دارتنگی اور کانپتے ہاتھوں کی لرزش تھی۔ اس لمس سے یونان پر ایک عجیبی کیفیت ہی طاری ہو گئی تھی اور وہ ایسا محسوس کر رہا تھا گویا وہ خوابوں کی دھند اور دلاویز تخیلات میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہو۔ اسی بنا پر حسین قرطیبہ نے جب جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یونان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو یونان نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا اور وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قرطیبہ، یونان کو اس کے کمرے میں لائی۔ اور جب وہ دونوں ایک دوسرے کے آئنے سامنے بیٹھ گئے تب یونان نے قرطیبہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے حسین قرطیبہ! تو علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اور تیرا باپ مجھ سے کیا سوچے گا کہ تو کیوں مجھے علیحدگی میں لے گئی ہے اور مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اس پر قرطیبہ نے بڑی میاکی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے یونان! میرا باپ یا دیکھتے والے دوسرے لوگ یہی کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ یا آپ کو پسند کرتی ہوں۔ اسی بنا پر علیحدگی میں لے جا کر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اور میں آپ سے یہ کہوں کہ میں ان باتوں سے ڈرتی نہیں ہوں میں نے تو اپنے باپ مجھ سے بھی کھل کر کہہ دیا ہے کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں ہو سکتا ہے میرے باپ آپ سے میری شادی کی بات کریں۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ انکار نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں نہ

کو بھی عزراہیل اور روفاش کے انتقام کا نشانہ نہیں بنانا چاہتی۔ اسے یوناف! تم یہاں سے چلے جاؤ اور مجھے یہاں روفاش اور عزراہیل کے عذاب میں مبتلا رہنے کے لیے تنہا چھوڑ دو۔ اس موقع پر قرطیبہ انتہائی ادا اس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ تر گیا تھا۔ اور آنکھوں کے اندر ویرانیاں رقص کرتے لگی تھیں۔ یوناف چند ثانیوں تک قرطیبہ کی اس حالت کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر یوناف نے بھڑکنا چاہتے انداز میں قرطیبہ کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہمدردیوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے قرطیبہ! تو آخر عزراہیل اس کے ساتھیوں اور روفاش سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہے۔ بخدا میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر عزراہیل کے سامنے آؤں تو اسے ذلت دہتی کا نشانہ بنا کر رکھ دوں۔ اے قرطیبہ! میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر کھانسیں تو عزراہیل کے پاس میرے سامنے سے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے عزراہیل سے تو میری دشمنی قدیم اور پرانی ہے۔ اور میں جب چاہوں اسے مار بھگاؤں اور رہے عزراہیل کے سامنے اور یہ تمہارا بھائی روفاش۔ تو اے قرطیبہ یہ سب تو میرے بائیں ہاتھ کی مار نہیں ہیں۔ میں جب ان کے اندر داخل ہوں تو یہ ایسا محسوس کریں جیسے بکریوں کے اندر بھڑیا اور چوہوں کے اندر بلی گھس آئی ہو۔ اے قرطیبہ! میری معیت میں اور میرا ساتھ ہوتے ہوتے تمہیں ایسے لوگوں سے محفوظ رہنے کا کیا ضرورت ہے

تھوڑی دیر قبل تک جہاں قرطیبہ کی حالت، نگاہوں میں بکھری صدیوں کی منتشر داستانوں جہنم کی مجبور تنہائیوں میں سلگتی آہوں اور دیمک لگی روح جیسی ہو رہی تھی وہاں اب اس کی حالت کرتوں کے ہجوم، جمال کی لوا خیالات کی تنویر اور اتصال کدہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس اپنی تبسم بکھیرتی آواز میں پوچھا۔ آپ عزراہیل اور اس کے ساتھیوں کو کیسے جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اس چیتے کو پکڑنے کے لیے جو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کو کہا ہے۔ اس سے آپ کیسے کام میں گئے۔ پہلے آپ میرے ان دو سوالوں کا جواب دیں۔ پھر میں کچھ اور آپ سے پوچھوں گی۔ یوناف نے بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں قرطیبہ کے اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے قرطیبہ! جہاں تک پنجرے کا تعلق ہے تو اسے اس چیتے کے غار کے سامنے

بال میں بھی تم سے شادی کرنے کی خواہش رکھتا ہوں خوشی کی لانتہائی اور جذبات کے دفر میں قرطیبہ نے آگے بڑھ کر یوناف کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور کہا اے یوناف آپ نے یہ اقرار کر کے میرے سارے ہی دمنے اور میرے سارے ہی تفکرات دور کر دیئے ہیں۔ اب میں صرف روفاش ہی نہیں بلکہ اس بیسی اور کئی قوتوں کا مقابلہ اور سامنا کر سکتی ہوں۔ اب مجھے اپنی اور آپ کی جان کا اگر کسی کی طرف سے خطرہ ہے تو وہ صرف عزراہیل اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو روفاش کے ساتھ مل کر مجھے اور آپ دونوں کو نقصان پہنچانے کی ہمت اور قدرت رکھتے ہیں۔ پھر دیکھیں جب تک میری جان میں جان ہے میں عزراہیل اور اس کے ساتھیوں سے بھی اپنی اور آپ کی حفاظت کرنے کی کوشش ضرور کروں گی۔ لیکن اس میں مجھے بہت کم کامیابی کی امید دکھائی دیتی ہے۔ بہر حال حالات کچھ بھی ہوں۔ اپنی موت تک میں آپ کا ساتھ دوں گی۔

حسین قرطیبہ کی اس ساری گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ قرطیبہ پھر بول پڑی اور کہا۔ اے یوناف! یہ جو آپ نے میرے بابا کو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کے لیے کہا۔ اور اس پنجرے میں جو اس آدم خور چیتے کے لیے بکری باندھیں گے تو اس کا آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ وہ چیتا بڑے آرام سے اس پنجرے میں داخل ہوگا اور بکری کھا کر نکل جائے گا۔ پھر پنجرہ بنانے کا کیا فائدہ۔ اور اے یوناف! میں آپ کو یہ مشورہ بھی دوں گی۔ کہ آپ اس چیتے کا خیال ترک کر دیں یہ ایک انتہائی طاقتور اور مافوق الفطرت چیتا ہے اور آپ کسی بھی صورت اس پر قابو نہ پاسکیں گے۔ بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ چیتا کہیں آپ کو نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ میں آپ کو یہ بھی مشورہ دوں گی کہ جب میری اور آپ کی شادی ہو جائے تو ہم کہیں دور اور گمنام سرزمینوں کی طرف نکل جائیں۔ جہاں ہم دونوں خطرات سے دور رہ سکیں زندگی بسر کر سکیں گے۔

اپنی بات کہتے کہتے قرطیبہ رک گئی اچانک وہ بے مد مغموم اور ادا اس ہو ہو گئی تھی پھر اس نے انتہائی مایوسی میں کہا۔ پھر ایسا کرتے کا کیا فائدہ۔ آپ کو لے کر میں جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ روفاش اور اس کے علاوہ عزراہیل اور اس کے ساتھی مجھ سے انتقام لینے کے لیے وہاں پہنچ جائیں گے آہ میری زندگی کس کرب اور عذاب میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ اے یوناف! میں آپ کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی۔ میں اپنے ساتھ آپ

رکھ کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی اور جب چیتا اس بکری کو کھانے کے لیے اس بکری کے
میں داخل ہوگا۔ تو میں اس بکری کے باہر سے کنڈی لگا دوں گا۔ اب
وہ چیتا مافوق الفطرت ہے تو پہلے وہ اپنی ہیئت کو چیتے سے انسان میں تبدیل کرے
گا تاکہ وہ بکری کے دروازے کی کنڈی کھول سکے اور جب وہ ایسا کرے گا تو پھر
میں دیکھ لوں گا کہ وہ کون ہے اور اس کے بعد اس سے تمنا میرے لیے آسان ہو جائے گا
یونان کے اس انکشاف پر قرطیبہ نے ایک زوردار تہقہہ لگایا اور کہا۔ اے یونان
آپ بھی کسی بچوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ اگر آپ بکری کے دروازہ بند کرنے کے لیے
وہاں کھڑے ہوں گے تو وہ چیتا بکری کے لیے داخل ہونے کے بجائے
آپ کو اپنا نشانہ بنائے گا اور آپ پر حملہ آور ہوگا۔ اس لیے کہ وہ چیتا جانور کی نسبت
انسانی گوشت زیادہ پسند کرتا ہے۔ اب بتائیں کیا وہ بکری آپ کے اس مقصد کے لیے
سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ یونان نے شوخ بچے میں کہا۔ ہاں سودمند ہو سکتا ہے۔ قرطیبہ
نے بھی مجبوتوں بھری چکتی ہوئی آواز میں کہا، وہ کیسے؟ ذرا بتائیں تو۔ تاکہ میں بھی اس کی
افادیت جان سکوں۔ یونان فوراً اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور غور سے اس نے قرطیبہ کی طرف
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بتاؤں؟ قرطیبہ نے زور دے کر کہا۔ ہاں بتائیں نا، اس کے ساتھ ہی یونان اپنی سری
قوتوں کو حرکت میں لایا اور قرطیبہ کی نگاہوں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔ یونان کے اس طرح
اپنا تک غائب ہوجانے پر قرطیبہ حیرت و پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اچانک
یونان پھر قرطیبہ کے سامنے نمودار ہوا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا! میں اپنی اپنی
قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس بکری کے پاس کھڑا ہوں گا۔ کسی کو دکھائی بھی نہ دوں
گا۔ اور جب وہ چیتا اس بکری میں داخل ہوا تو میں بکری کے دروازہ باہر سے بند کر دوں
گا۔ اب بتاؤ وہ بکری سودمند ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ہے۔ قرطیبہ نے اس بار گہری
مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں اب تو وہ بکری ضرور کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ یونان نے
اس بار قرطیبہ پر ایک نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

ویسے اب میں اس بکری کی کوئی چنداں ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے
کہ میں اب ویسے ہی جان چکا ہوں کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے۔ کہاں رہتا ہے

اور اس پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔ یونان کے اس انکشاف پر قرطیبہ بوکھلائی گئی اور
پوچھا۔ آپ نے کیسے جان لیا کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے اور کہاں رہتا ہے یونان
نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا، وہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان بستیوں کے اندر
تباهی و بربادی پھیلا رکھی ہے وہ تمہارا بھائی رومفاش ہے۔ اس لیے کہ سرائے سے نکل کر
جب میں بستی کی طرف جا رہا تھا اور تم لوگ مجھے راستے میں مل گئے تھے تو میں نے دیکھا کچھ کتے
تم دونوں بہن بھائی پر اس انداز میں بھونک رہے تھے جیسے تم دونوں سے انہیں جان کا
خطرہ ہو۔ جب کہ سردار محبتا کو وہ نظر انداز کر رہے تھے۔ پھر سرائے کے پاس آکر
بھی تم دونوں پر کتے بری طرح بھونکے تھے۔ اس طرح مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مافوق الفطرت
زیادہ چیتے تم دونوں بہن بھائی ہی ہو۔ اور میرا یہ یقین اس وقت اور زیادہ بختہ ہو گیا جب
تم نے میرے اس کمرے میں عزرائیل کا ذکر کیا اور اس سے خدشہ اور خطرہ محسوس کیا۔
یونان ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اب میں وہ بکری اس لیے بنا رہا ہوں کہ اس بکری کے
پاس میں اپنی سری قوتیں استعمال کر کے سردار محبتا کو بھی کھڑا کروں گا۔ وہ بھی کسی کو دکھائی نہ
دے گا۔ اس طرح وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ رومفاش جیسے وہ اپنا بیٹا کہتا ہے
وہی دراصل وہ مافوق الفطرت چیتا ہے جس نے ان علاقوں کے اندر تباهی و بربادی
پھیلا رکھی ہے۔ یونان کے اس انکشاف پر قرطیبہ بچاری کی گردن جھک گئی تھی اس کا
چہرہ پیلا پڑ گیا تھا جب کہ اس کی آنکھوں میں دور دور تک ویرانیاں اور سنسانیاں
برس رہی تھیں یونان چند سانیوں تک اپنے سامنے سر جھکاٹے بیٹھی قرطیبہ کو غور
اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے نرمی اور چاہتوں بھری آواز میں قرطیبہ کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا۔

اے قرطیبہ تم فکر مند نہ ہو یہ جانتے کے باوجود کہ تم ایک مافوق الفطرت لڑکی ہو اور
کسی بھی لمحہ انسان سے چیتے کا روپ دھار کر تم جس پر چاہو حملہ آور ہو سکتی ہو لیکن
میں جانتا ہوں کہ تو نے آج تک خونخواری اور آدم خوری کا مظاہرہ نہیں کیا میں یہ بھی
جانتا ہوں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو اور اس کا ثبوت تم پہلے ہی اس وقت دے چکی ہو۔
جب میں ایک روز رات گئے سردار محبتا کی حویلی میں سرائے کی طرف جا رہا تھا اور
راستے میں اس چیتے نے مجھے پر حملہ کر دیا تھا تو اس سے تم بھی وہاں نمودار ہوئی تھی۔

سکتی ہوں جب چاہوں انسان سے چیتے میں تبدیل ہو سکتی ہوں۔ اور خونخواری کا باعث بن سکتی ہوں لیکن میں نے آج تک ایسا نہیں کیا سردار مجھ سے کیا حویلی میں میں نے ایک انتہائی پاکیزہ صاف ستھری اور خون خرابہ سے پاک زندگی بسر کی ہے اور میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ آپ کی ساتھی اور آپ کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے اپنی باقی زندگی بھی اسی طرح بسر کروں گی ہاں آپ سے شادی کرنے کے بعد مجھے ایک دکھ اور غم ضرور ہوگا۔

اس پر یونات نے چونک کر پوچھا: اے قرطیبہ میرے ساتھ شادی کرنے کے بعد تمہیں کیا دکھ اور غم ہوگا اس پر قرطیبہ نے کہا: اے یونات میرے خمیر میں انسانی فطرت کے بجائے جنات اور شیطان کی فطرت زیادہ ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ میں کتنے برس اور کتنی صدیاں زندہ رہوں گی بہر حال میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میری زندگی بہت طویل اور لمبی ہوگی اور میری حالت ایسی ہی رہے گی جیسی کہ میں اب ہوں یعنی میں ایک طویل اور ایک لمبا عرصہ تک جوان اور توانا رہوں گی آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھے سب سے بڑا دکھ اور غم یہ ہوگا کہ ایک انسان کی حیثیت سے آپ اتنا لمبا عرصہ میرا ساتھ نہ دیں گے اور انسانوں ہی کی طرح ایک محدود زندگی بسر کرنے کے بعد آپ مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور میرے لیے آپ کی یہ عداوت میری زندگی کا سب سے بڑا غم اور

دکھ ہوگا۔ اس پر یونات نے مسکراتے ہوئے کہا: اے قرطیبہ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میری زندگی عام انسانوں جیسی مختصر اور تھوڑی نہیں ہے۔

یونات کے اس انکشاف پر قرطیبہ نے چونک کر پوچھا وہ کیسے یونات نے پھر مسکراتے ہوئے کہا اے قرطیبہ میرے ناموس پر لاہوت کامل ہے میں آدم کے بیٹے شیث کی نسل سے ہوں اور میں آدم کے وقت سے اب تک زندہ ہوں یہ جو تمہارا عزائیل ہے اس سے میری دشمنی بھی اسی وقت سے چلی آ رہی ہے اور میں اسے کئی بار ان گنت موقعوں پر مارا اور بھگا بھی چکا ہوں! اے قرطیبہ تم میری مختصر اور تھوڑی سی زندگی پر غم اور فکر نہ کرو میں سمجھتا ہوں شاید میری یہ زندگی تمہاری زندگی سے بھی زیادہ طویل اور لمبی ہوگی لہذا میں خوش ہوں کہ تمہارے ساتھ مل کر

اور میری حمایت میں تم نے اس چیتے پر مجھے پہچانے کے لیے حملہ کر دیا تھا اس طرح اے قرطیبہ تم نے پہلے ہی یہ بات ثابت کر رکھی ہے کہ تم اپنے بھائی روفاش کی نسبت مجھے پسند کرتی ہو لہذا میں تجھے کسی اذیت کسی عذاب یا کسی تکلیف اور دکھ میں نہ پڑنے دوں گا میں ہر اس قوت سے تیری حفاظت کروں گا جس نے تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ یونات کے ان الفاظ پر قرطیبہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اس موقع پر وہ کچھ کہنے والی تھی کہ یونات نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے اسے کہا قرطیبہ یہ بات اپنے ذہن میں رکھو کہ میں صرف تمہارے بھائی روفاش سے ہی نہیں عزائیل اور اس کے ساتھیوں سے بھی تمہاری حفاظت کروں گا میں جانتا ہوں کہ تمہاری فطرت میں نیکی اور خیر ہے اور یہ بھی سہی رکھو کہ تم مجھ سے شادی کرو یا نہ کرو میں بُرائی کی قوتوں سے تمہارا دفاع ضرور کروں گا اس لیے کہ یہ میرا فرض بنتا ہے اور اپنے اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے میں اب تک جیتا اور زندہ ہوں۔

یونات کی ان باتوں کے جواب میں قرطیبہ نے چونک کر کہا آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں آپ سے شادی کروں یا نہ کروں آپ کی یہ مافوق الفطرت اور سری قوت دیکھنے کے بعد میں نے زندگی بھر آپ کا ساتھ دینے کا عزم ارادہ کر لیا ہے یونات میں آپ کو اس دن سے ہی پسند کرنے لگی تھی جس روز آپ اس بستی میں داخل ہوئے تھے اور آپ نے اس لکڑہارے روعا کے ہاں قیام کیا تھا اور اس روز چیتے نے آپ پر حملہ کیا تھا تو آپ نے اس چیتے کو اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا اس روز ہی مجھے شک ہو گیا تھا آپ کوئی عام انسان نہیں ہیں اور مجھے یہ بھی امید لگ گئی تھی کہ شاید آپ ہی وہ ہستی ہوں جس کے ساتھ رہ کر میں بھائی روفاش کے علاوہ عزائیل اور اس کے ساتھیوں کے فتنے سے پناہ حاصل کر سکیں گی یہ جو میں تھوڑی دیر پہلے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ میرے ساتھ شادی نہ کریں تو یہ میں نے اس بنا پر کی تھی کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے ساتھ آپ بھی عزائیل کے عذاب میں مبتلا ہوں لیکن اب یہ جانتے کے بعد کہ آپ سری قوتوں کے مالک ہیں اور اپنے ساتھ ہی ساتھ میری بھی حفاظت کر سکتے ہیں تو میں ٹوٹ کر زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گی۔

یونات میں ضرور ایک مافوق الفطرت بڑی ہوں میں جب چاہوں کوئی صورت بدل

شادی کے بعد آپ سردار محبتا پر یہ انکشاف کریں کہ روناؤں ان علاقوں کی تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔

قرطیبہ جب خاموش ہوئی تب یونان نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے قرطیبہ تم معنوم اور فکر مند نہ ہو میں تمہارے ساتھ اپنی شادی کے بعد ہی سردار محبتا پر یہ سارے انکشاف کروں گا لیکن اس سے پہلے تم ایک بات بتاؤ تاکہ میں تمہاری مکمل تفصیل جان سکوں اس پر حسین قرطیبہ نے پڑھ ٹھاس اور جاہت سے کہا آپ پوچھنے کیا پوچھنا چاہتے ہیں! یونان بولا اے قرطیبہ پہلے مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم اور تمہارا بھائی روناؤں کیسے سردار محبتا کا بیٹا اور بیٹی بن گئے اور کس طرح اُس نے تمہیں اپنی اولاد کی حیثیت سے قبول کر لیا اس سوال پر قرطیبہ بے حد اداس اور معنوم ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ سر جھکائے کچھ سوچتی رہی اس دوران یونان نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے قرطیبہ کیا تم میرے اس سوال کا برا مان گئی ہو! اگر ایسا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

اس پر قرطیبہ نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا چند لمحوں تک وہ غور سے یونان کی طرف دیکھتی رہی اُس لمحہ اُس کی آنکھوں کے اندر ان گنت خدشات بے شمار تفکرات اُبھر دینے لگے۔ پھر قرطیبہ نے بھاری اور اداس آواز میں کہا: اے یونان یہ آپ نے ایسا سوال پوچھ لیا ہے جس کے جواب پر یہاں کی بستیوں کے اندر نفرت اور کمزورت کا ایک طوفان کھڑا ہو سکتا ہے لیکن میں چونکہ آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہوں لہذا میں اپنی زندگی کا کوئی پہلو آپ سے راز میں نہ رکھوں گی میں اس انکشاف سے یوں پرہہ اٹھاتی ہوں کہ سردار محبتا کا بھی ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی تھی اُس کے بیٹے کا نام روناؤں اور بیٹی کا نام قرطیبہ تھا۔

اے یونان میری اور میرے بھائی روناؤں کی پیدائش انسانی اور شیطانی فطرتوں کے اختلاط سے رونما ہوئی ہے پس ہمارے اندر جہاں انسانی فطرت ہے وہاں ہمارے اندر شیطانی جبلت بھی ہے ہم دونوں ہیں بھائی جب اور جس وقت بھی چاہیں اپنی شکل و صورت اور اپنی ہیئت بدل سکتے ہیں دونوں فطرتوں کا ایک ہی عکس ہیں۔

یعنی ہم دونوں کی کنٹری اور خیر پھیلانے کا کام کریں گے اور اے قرطیبہ یہ جو میں نے تھوڑی دیر قبل اچانک تمہاری نگاہوں سے غائب ہو جانے کا مظاہرہ کیا ہے تو اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت سی سری اور لاہوتی قوتیں ہیں جنہیں میں استعمال کر کے آج تک عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کے فتنے کو ختم کرتا رہا ہوں اور اکثر ان پر غالب رہتا رہا ہوں اور اے قرطیبہ اس کے علاوہ میرے قبضہ میں ایک روح بھی ہے جس کا نام ابلیس ہے وہ انتہائی نیک انتہائی ہمدرد اور جاہت کا مظاہرہ کرنے والی ہے اور اس وقت بھی وہ یہیں میری اور تمہاری گفتگو کو سن رہی ہے اب آج کے بعد میرے ساتھ وہ مقدس روح جس کا نام میں نے تمہیں ابلیس بتایا ہے وہ شیطانی قوتوں سے تمہاری بھی حفاظت کیا کرے گی۔

اے قرطیبہ اب یونان تم کب تک میرے ساتھ شادی کرتے پر تیار ہو سکتی ہو یونان کے اس سوال پر قرطیبہ نے مسکراہتی اور گنگنائی ہوئی آواز میں کہا: اے یونان اب اس میں تیاری کی کون سی بات ہے میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہوں اور رفقا مند ہوں آپ اس سلسلہ میں سردار محبتا سے بات کریں اس لیے کہ میں نے اُس کے ہاں ایک بیٹی ہی جیسی زندگی بسر کی ہے اور تم مجھے اپنے خالق خداوند کی میں نے آج تک اُسے ایک حقیقی باپ ہی جان کر اُس سے محبت کی ہے ہمیشہ اس کا احترام کیا ہے اور کبھی کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کی جس میں اس کی سبکی یا بے عزتی کا خدشہ ہو! اے یونان میری آپ سے ایک اور گزارش بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ سردار محبتا پر یہ انکشاف نہ کریں کہ ان آبادیوں اور بستیوں کے اندر جو چیتا خونخواری اور آدم خوری کا باعث بنا رہا ہے اور وہ روناؤں ہے اور یہ کہ میں اُس کی بہن ہوں اس طرح وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گا۔ اور آپ کے ساتھ میری شادی میں کوئی دلچسپی نہ لے گا میں چاہتی ہوں کہ پہلے آپ سے میری شادی ہو جائے اس کے بعد آپ سردار محبتا پر یہ انکشاف کریں پھر اگر اس نے مجھ سے نفرت کا اظہار بھی کیا تو میں اُسے برداشت کر جاؤں گی اس لیے میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی کی حیثیت سے خوش اور مطمئن ہوں گی اور اگر سردار محبتا نے مجھے یہاں نہ رہنے دیا تو میں آپ کے ساتھ کہیں اور چلی جاؤں گی بہر حال میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میری

بچا کر رکھا اور آئندہ کے لیے بھی میں پُر امید ہوں اس لیے کہ آپ کے ساتھ شادی کے بعد میں پہلے ہی کی طرح اپنے بھائی اور عزرا زیل سے پچتے ہوئے آپ کی بیوی کی حیثیت سے ایک پُر امن اور پاکیزہ زندگی بسر کر سکوں گی تو یونان ف یہ ہے وہ راز اور یہ ہے وہ جواب جس سے مطلق آپ نے سوال پوچھا ہے میں پھر آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ کم از کم شادی سے پہلے ان باتوں کا ذکر سردار محبتا سے نہ کریں اس لیے جب اُس کو یہ خبر ہوگی۔ اصل بیٹے اور بیٹی کو ہم نے قتل کر کے اُن کا روپ دھار لیا تھا تو وہ مجھ سے نفرت کرتے لگے گا جب کہ میں اُسے ایک باپ کی حیثیت سے اُسے قبول کر چکی ہوں اور ایک بیٹی کی طرح اُسے چاہتی ہوں اور پسند کرتی ہوں لہذا آپ سے شادی کرنے کے بعد اگر وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو پھر مجھے کم از کم آپ کی صورت میں زندگی بسر کرنے کا ایک بہارا تو مل جائے گا یونان ف میں خود بھی ان گنت شیطانی اور ابلیس کی قوتوں کی مالک ہوں لیکن میں نے کبھی ان کو استعمال نہیں کیا اس لیے کہ میری فطرت اس طرف مائل نہیں ہے میں نے اپنی زندگی میں بہت کم ہی جیتے کا روپ دھارا ہے اور ایسا میں نے آخری بار اس وقت کیا تھا جب سردار محبتا کے گھر سے سرائے کی طرف آتے ہوئے راستے میں روخافاش آپ پر حملہ آور ہو گیا تھا پس آپ سے محبت کرنے کی بنا پر میں نے بھی جیتے کا روپ دھارا اور روخافاش پر حملہ آور ہو گئی تھی میں ہر صورت میں اُس سے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن اب یہ جان کر آپ خود بھی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہیں تو مجھے آپ کی سلاستی اور آپ کی حفاظت کی طرف سے ایک طرح کی تسلی اور اطمینان ہو گیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد قرطیس خاموش ہو گئی تھی۔

قرطیس کی اس گفتگو کے جواب میں یونان ف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سردار محبتا کمرے میں داخل ہوا لہذا یونان ف کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا ہاتھ کے اشارہ سے محبتا کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا محبتا وہاں یونان ف کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا ! اے یونان ف آپ کی تجویز کے مطابق میں نے سرائے کے مالک مریشش کو سب کچھ سمجھا دیا ہے وہ آج شام تک لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنا کر اور آپ کی تجویز کے مطابق اس کا دروازہ اور زنجیر لگا کر اس پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھ کر اُس میں ایک بکری باندھ دے گا اس کے بعد اُس چیتے کو قتل کرنے کا کام آپ کے

میں ہوئی تھی جسے آج کل چیتے کی غار کہتے ہیں ہم دونوں جوڑواں ہیں بھائی ہیں چونکہ لوگ خوف و ہراس کے باعث چیتے کی غار کی طرف نہیں جاتے تھے لہذا ہم دونوں نے اسی غار کے اندر جنم لیا اور پرورش پائی ایک روز اس کم نخت عزرا زیل نے ہمیں ایک ناپسندیدہ اور کرسیدہ کام کرنے کا حکم دیا اور وہ کام یہ تھا کہ ہم سردار محبتا کے بیٹے اور بیٹی کو ختم کر کے اُن دونوں کے روپ میں سردار محبتا کے بیٹے اور بیٹی کا کردار ادا کریں اور اس بستی کے اندر زندگی بسر کریں۔

پس اے یونان ف اس عزرا زیل کے حکم پر میرے بھائی نے اس وقت جب کہ اُس کا اور میرا کوئی نام نہ تھا سردار محبتا کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کر دیا پھر ہم دونوں بہن بھائی نے ایک بہت بڑا جرم کیا وہ یہ کہ میرے بھائی نے سردار محبتا کے بیٹے روخافاش اور میں نے اُس کی بیٹی قرطیس کا روپ دھار لیا اور یوں ہم دونوں سردار محبتا کی حویلی کے اندر اس کی بیٹی اور بیٹے کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے اے یونان ف اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تب بھی کم از کم یہ میرے لیے قابل برداشت تھا کہ ہم دو شریک بہن بھائیوں کی طرح سردار محبتا کے ہاں زندگی بسر کرتے رہیں لیکن پُر اہوا اس عزرا زیل کا کہ اس نے ایسا نہ ہونے دیا آہستہ آہستہ اس عزرا زیل نے ہم دونوں بہن بھائی کو بدی اور گناہ کی ترغیب دی اور ان بستیوں کے اندر خونخواری اور آدم خوری کا حکم دیا ! اے یونان ف میرے بھائی کی فطرت نہ جانے کیسی ہے کہ فوراً وہ اس پر آمادہ ہو گیا اور عزرا زیل کے حکم پر اُس نے خونخواری کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بدکاری اور بے حیائی میں بھی ملوث کر لیا عزرا زیل نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا لیکن میری فطرت شاید میری ماں پر زیادہ گئی ہے لہذا میں ان کاموں پر مائل نہ ہوئی اور اپنے دامن کو سارے گناہوں اور ان ساری بدیوں سے بچا کر رکھا۔

اے یونان ف پہلے میرا بھائی بھی بڑا انسان نہ تھا وہ بہت اچھا رحم دل نرم رور اور محبت کرنے والا بھائی تھا پھر جب سے اُس نے عزرا زیل کے بتائے ہوئے راستہ پر کام کرنا شروع کیا تو ہر بُرا فعل اور ہر گناہ اُس کے ذہن میں جگہ پا گیا اب میرے اور میرے بھائی کے درمیان سخت کدورت اور نفرت ہے اس لیے کہ میرا بھائی مجھے بھی اپنے ساتھ گناہ اور بدی میں ملوث کرنا چاہتا ہے جب کہ میں نے آج تک اپنے کو اس سے

ساتھ ملو سردار مجھ سے کہی اعلان پر یونان اور قرطیبہ نے کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا بلکہ دونوں اٹھ کر مجھ سے ملے باہر آکر مجھ سے سرائے کے مالک مریشش کو بھی ساتھ لیا پھر وہ بستی میں داخل ہوئے اپنی حویلی میں آتے ہی سردار مجھ سے ملنے کے سارے سر کردہ لوگوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں اس نے یونان اور قرطیبہ کی شادی کر دی تھی اور ان دونوں کی شادی پر کلوٹام کی اُسی بستی میں بے پناہ خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جانے لگا تھا۔

سردار مجھ سے ملنے کے دیوان خانے میں شادی کے بعد یونان بستی کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب کہ حویلی کے دوسرے کمرے میں بستی کی لڑکیاں قرطیبہ کو اس کی شادی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے اُسے گھیرے ہوئے تھیں کہ یکایک اُس کمرے میں جس کے اندر قرطیبہ بستی کی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی نیلے رنگ کی دھند پھیلنا شروع ہوئی پھر یہ دھند گہری ہوتی چلی گئی اس پر بستی کی لڑکیاں پریشان ہو کر اُس کمرے سے باہر نکلنے لگیں تھیں جب کہ قرطیبہ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے وہ بھی اُس نیلی دھند کو حیرت اور تعجب سے دیکھ رہی تھی تاہم دوسری لڑکیوں کی طرح اُس کے چہرے پر خطرے خوف خدشے اور ڈر کے تاثرات نہ تھے اچانک اس کمرے میں ابھرنے والی نیلی دھند کے اندر قدیم ظلم گریبان نمودار ہوا وہ اپنا چہرہ اور اپنے جسم کے سارے ہی اعضاء و جوارح سیاہ رنگ کے لباس میں ڈھانپنے ہوئے تھا یا فان کو اُس نیلی دھند کے اندر نمودار ہوتے دیکھ کر وہ لڑکیاں جو کمرے سے بھاگنے لگتیں تھیں وہ اپنی اپنی جگہ پر رک گئیں تھیں جب کہ نیلی دھند کمرے کے سارے حصوں سے چھٹ کر اب یا فان کے پیچھے جمع ہو گئی تھی اسی وقت سردار مجھ سے ملنے میں نمودار ہوا اور کمرے کے وسط میں کھڑے سیاہ کپڑوں میں ملبوس یا فان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُس نے قرطیبہ اور دوسری لڑکیوں سے پوچھا یہ شخص جو کمرے کے اندر اپنا سارا جسم سیاہ لباس کے اندر ڈھانپے ہوئے ہے۔ یہ کون ہے کیا یہ وہی مافوق الفطرت چیتا تو نہیں جو ہماری بستیوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور ہمیں وہ چیتے سے اس انسانی شکل و صورت میں یہاں تو نہیں آتا نمودار ہوا اُس چیتے کا سن کر وہاں بیٹھیں لڑکیوں کے چہرے پہلے پڑ گئے تھے اور وہ خوف و ہراس کے باعث کمرے سے باہر بھاگنے لگیں تھیں یہاں تک کہ اس کمرے کے اندر صرف قرطیبہ سردار مجھ سے ملنے اور یا فان

ذمہ ہے اس کے بعد آپ نے کیا کرنا ہے وہ آپ ہی جانتے ہیں! یونان نے مسکراہٹے ہوئے کہا! اے سردار مجھ سے بات تو میں آپ سے بعد میں کہوں گا کہ اس پتھر سے اور اُس میں بندھی ہوئی کبریٰ کا ہم کیا کریں گے لیکن پہلے میں تمہیں اُس فیصلے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو میں اور تمہاری بیٹی قرطیبہ نے مل کر کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو میں گزارش تم سے کرنے والا ہوں تم میری اُس التماس کو ٹھکراؤ گے نہیں اس پر مجھ سے نے بڑی انکساری اور عاجزی میں کہا! اے یونان تم کیسی باتیں کرتے ہو تم مجھ سے التماس اور گزارش نہیں بلکہ تم مجھے حکم دے سکتے ہو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارے ہر حکم کا اتباع کروں گا مجھ سے اس یقین دہانی کے جواب میں یونان نے ایک مضبوط عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا! اے سردار مجھ سے ملنے اور تمہاری بیٹی قرطیبہ نے آپس میں شادی کر لینے کا فیصلہ کیا ہے کیا تمہیں اس پر کوئی اختلاف ہے۔ یونان کے اس انکشاف پر سردار مجھ سے کی آنکھوں میں بے پناہ خوشیاں اور اس کے چہرے پر طمانیت کے طوفان رقص کرنے لگے تھے اور اُس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یونان! تم دونوں کے اس فیصلہ پر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی ہے اس لیے جو فیصلہ تم نے قرطیبہ سے مل کر کیا ہے اُسی کے لیے تو میں تم سے گزارش کرنے والا تھا! اے یونان میں خود تم سے کہنے والا تھا کہ تم میری بیٹی قرطیبہ سے شادی کر لو اس لیے کہ تمہاری آمد کے چند ہی دن بعد میری بیٹی قرطیبہ نہیں پسند کرنے لگی تھی اور اُس نے گھل کر مجھے بتا دیا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ کہ تم سے شادی کرنے پر آمادہ ہے میں خود کسی موقع کی تلاش میں تھا جب میں تم سے قرطیبہ کے ساتھ شادی کرنے کی گزارش کر سکتا ہر حال اب جب کہ تم دونوں نے مل کر خود ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے تو مجھے تم دونوں کے اس باہمی فیصلہ پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔

سردار مجھ سے ملنے چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یونان جب تمہارے اور میری بیٹی قرطیبہ کے درمیان یہ فیصلہ ہو ہی چکا ہے تو تم دونوں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ میری حویلی میں جانتے ہی تم دونوں کی شادی کر دوں گا اسی طرح ایک عرصے بعد نہ صرف میری حویلی میں بلکہ ہماری بستی کے اندر تم دونوں کی شادی خوشی کا باعث بنے گی تم دونوں اٹھو اور میرے

اور اس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں رہ گئیں تھیں۔

اس موقع پر حسین قرطیہ نے سردار محبتا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے امیر باپ یہ وہ مافوق الفطرت چیز ہے تاہم یہ جو اس وقت کمرے میں سیاہ لباس اور سیاہ نقاب ڈالے کھڑا ہے یہ بھی کوئی مافوق الفطرت ہی انسان ہے اور جو اس کے پیچھے نیلی دھند جمع ہے! اے میرے باپ تم نہیں دیکھ سکتے پر اس نیلی دھند کے اندر میں بہت سی شیطانی قوتیں دیکھ رہی ہوں میں اُن کے چہرے اور اُن کے اعفاء و جوارح زور ان کی شکل و صورت سب ہی صاف طور پر دیکھ سکتی ہوں اور اُن میں ہر ایک کی ترکات و دستکات کا جائزہ بھی لے سکتی ہوں پھر محبتا نے بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا! اے قرطیہ میری بیٹی جب میں اس دھند کے اندر کچھ نہیں دیکھ سکتا تو تم کیسے اُس دھند میں شیطانی قوتوں کو دیکھ رہی ہو اس پر قرطیہ نے کہا! اے میرا بپ میری اور آپ کی بدلتی اور فطرت میں بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کے متعلق میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی لیکن فی الوقت مجھے اس مافوق الفطرات انسان سے بچنے دیجئے جو اس وقت ایک جارج کی خثیت سے میرے کمرے میں داخل ہوا ہے۔

قرطیہ کے خاموش ہو جانے پر یوفان نے رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز میں کہا! اے حسین قرطیہ تو مجھ سے کیا پٹے گی میرا سنا کرتے ہوئے تو بڑی بڑی قوتیں بھی بوکھلا جاتی ہیں اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھو کہ میں تمہیں لینے آیا ہوں میں تمہیں یہاں سے بھاگ کر بحیرہ ریحین کے اندر سونا نام کے ایک جزیرہ میں رکھوں گا وہ جزیرہ میری ذاتی ملکیت ہے میں اس جزیرے کا فرمانروا ہوں اور اس کے اندر رہنے والے سب لوگ میری رعایا ہیں! قرطیہ میں تمہیں دیاں کوئی دھوکہ دیکھتے نہ پہچاؤں گا کرنا میری سب سے بڑی خواہش اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا پس دنیا بھر کی حسین ترین لڑکیوں کو اُس جزیرے میں جمع کرنا میری سب سے بڑی خواہش اور آرزو ہے پھر میرے قبضے میں چند جو شیطانی قوتیں ہیں انہوں نے مجھے اطلاع کی تھی کہ اس وقت جو دنیا کی جو حسین ترین لڑکی ہے وہ افریقہ کے مغربی اور وسطی ساحل میں جھیل میرو کے کنارے کلو انام کی بستی میں رہتی ہے۔ اے قرطیہ میں یہاں صرف تمہیں لینے آیا ہوں اور میں یہ بتا دوں کہ کوئی بھی ہستی تمہیں مجھ سے پہچان نہیں سکتی اور نہ ہی تمہاری طرف بڑھتے ہوئے میرے

قدم روک سکتی ہے اس لیے کہ میں ایک ایسا دراز دست انسان ہوں جس کا مقابلہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

یافان جب خاموش ہوا تب سردار محبتا نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اجنبی پہلے تو یہ بتا کہ تو کون ہے اپنے چہرے سے یہ اپنا سیاہ نقاب تو ہٹاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ تو کون ہے اور کیوں کر میری بیٹی کو تو ہم سے چھین کر لے جاسکتا ہے سردار محبتا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی یافان نے اپنے ہاتھ حرکت میں لائے سردار محبتا نے جب یافان کے ہاتھ تنگے ہونے پر جب دیکھا کہ اس کے ہاتھ گوشت پوست سے خالی صرف خشک ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں تو وہ خوف اور ڈر کے مارے اپنی بلکہ پر کانپنے لگا تھا اسی لمحہ یافان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے چہرے سے اپنا سیاہ نقاب ہٹا دیا تھا پھر محبتا نے جو منظر دیکھا تھا وہ اُس کے لیے ناقابل برداشت تھا یا فافان کا چہرہ خشک اور سوکھی ہڈیوں پر مشتمل تھا اس کے دانت حرکت کر رہے تھے جب کہ اس کی آنکھوں کے سوراخوں کے اندر تیز اور جھیلی لگ کے شعلے بری طرح بھڑک رہے تھے یہ منظر دیکھتے ہوئے سردار محبتا چیخ مارتے مارتے رہ گیا تھا تاہم بڑی مشکل سے اپنی چیخ کو روکتے ہوئے اس نے قرطیہ کو مخاطب کر کے کہا! اے قرطیہ میری بیٹی میں دیوان خانے کی طرف جاتا ہوں اور تیرے شوہر کو بلا کر لاتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس شیطان سے وہ تیری حفاظت کر سکے گا اس کے ساتھ ہی سردار محبتا دیوان خانے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا اس موقع پر یافان نے بھاگتے ہوئے سردار محبتا کی طرف دیکھ کر طنز یہ انداز میں کہا جب تو باپ ہو کر اس لڑکی کی حفاظت نہیں کر سکا تو اس کا شوہر کیسے اس کی حفاظت کر سکے گا۔

یافان کہتے کہتے چونک اٹھا تھا اس لیے کہ اچانک قرطیہ کسی درندے کی طرح اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بیٹھ گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سیاہ رنگ کے ایک ہولناک دراز قد لمبے اور ہتینا ک چیتے کی شکل اختیار کر گئی تھی اور ایسا روپ دھارتے کے ساتھ ہی قرطیہ نے یافان کے اوپر چھلانگ لگا دی تھی لیکن یافان بھی انتہائی چالاک انسان تھا وہ فوراً اپنی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے بھاگ کر کمرے کے ایک دوسرے کونے میں جا کھڑا ہوا قرطیہ چیتے کی شکل و صورت میں زمین پر گری اور پھر وہ یافان کو گھورتے ہوئے ہولناک انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران قرطیہ نے اُس کمرے کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ سردار محبتا اور اس

آن پہنچا تو ایک عرصہ ہوا میرے سامنے سے روپوش رہا اور اپنے جریزے صحنہ کے اندر تنہائی کی زندگی بسر کرتا رہا جس سے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ شاید تو بدی گمراہی چھوڑ کر نیکی اور خیر کی طرف مائل ہو کر زندگی بسر کر رہا ہے پھر تیرا یہاں آنا اور قرطیبہ کو اپنے ساتھ اپنے جریزے سرتایں لے جانے کی خواہش کا اظہار کرنا اس بات کا ثبوت اور کھلی صداقت ہے تیرے اندر اب بھی گمراہیاں اور بدیاں رقص کر رہی ہیں اور اے یافان تو مجھے برسوں سے نہیں صدیوں سے جانتا ہے اور ان صدیوں کے دوران ان گنت مواقع پر میں تیری پیٹھ اور تیری پیشانی شکست اور نہایت سے کئی بار داغ چکا ہوں!

اے یافان سن رکھ یہ قرطیبہ عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی نہیں بلکہ میری بیوی ہے اور اے یافان تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے اگر مجھ میں اتنی ہمت جرات اور قوت ہے کہ تو مجھ سے میری بیوی چھین کر اپنے جریزے سرتایں لے جائے اگر تجھ میں ہمت ہے تو سامنے آ۔ یافان نے اس بار نرم اور ملائم آواز میں کہا اے یوناف مجھے خبر نہ تھی کہ قرطیبہ تمہاری بیوی ہے اگر یہ بات میں پہلے جانتا تو کبھی بھی میں ان سرزمینوں کا رخ نہ کرتا۔ اے یوناف میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایسی قوت اور طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس قرطیبہ کو تم سے چھین کر لے جا سکوں لہذا میں اپنے اس رویہ اور اس سلوک پر نادام اور شرمندہ ہوں اے یوناف میں جانتا ہوں میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ تو ایک نہایت دراز دست اور طاقت ور انسان ہے ایک ایسا انسان جو موقدہ بہ موقدہ مجھے بھاگ جانے پر مجبور کرتا رہا ہے لہذا اے یوناف میں اپنے رویہ پر تم سے معافی کا درخواست گزار ہوں اور تم سے گزارش کروں گا کہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دو۔

یافان کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی اور خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس دوران حسین قرطیبہ بڑے غور اور بڑے انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتی جا رہی تھی اور جب یافان اپنی گفتگو ختم کر چکا تب قرطیبہ نے یوناف سے پہلے ہی بولتے ہوئے اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے کمانشتے میں نے پہلے تم سے نہ کہہ دیا تھا کہ میں کوئی عام سی لڑکی نہیں ہوں جسے تم اٹھا کر اپنے جریزے سرتایں لے جاؤ گے اس لیے کہ یوناف کی بیوی کی حیثیت سے میں جانتی تھی کہ میرا شوہر تمہیں سہرا گزرا گیا ہے کی اجازت نہ دے گا اور اب تم دیکھتے ہو کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ سچ ہی نکلا ہے قرطیبہ

کے ساتھ یوناف دونوں ہی بھاگتے ہوئے اُس کمرے کی طرف آ رہے تھے لہذا قرطیبہ نے فوراً اپنی ہیبت بدل لی اور جیسے کہ بجائے وہ اپنے انسانی روپ میں آئی اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے اُس سے کہا! اے ابلیس کی اولاد! میں نہیں جانتی کہ تو کون ہے تو کہاں سے آیا ہے اور کئی سرزمینوں سے تیرا تعلق ہے پھر یہ یاد رکھ تو مجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے اُس سرتا نام کے جریزہ میں نہیں لے جاسکتا جس کا تو نے مجھ سے ذکر کیا ہے۔

قرطیبہ کے خاموش ہونے پر یافان نے ایک انتہائی خوف ناک قہقہہ لگایا پھر اُس نے اپنی نفرت اور آگ بجھرتی ہوئی آوازیں کہا! اے لڑکی میں جانتا ہوں کہ تو انسانی روپ کے اندر بھی ایک فوق البشرین حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑے تو ذرا میرے آس پاس حرکت کرنے والی نیلی دھند کی طرف تو دیکھ اس کے اندر جو قوتیں نہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہی تمہیں یہاں سے اٹھا کر میرے جریزے سرتایں پہنچا دیں گا۔

قرطیبہ نے جب اُس یافان کی نیلی دھند کی طرف نگاہ کی تو اُس نے دیکھا اُس نیلی دھند کے اندر انتہائی کڑھم چہرہ اور بدروح شیطانی قوتیں انتقامی انداز میں قرطیبہ کی طرف دیکھ رہی تھیں ان شیطانی قوتوں کی وہاں موجودگی کی پرواہ کئے بغیر قرطیبہ نے پھر یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدکردار انسان یہ جو تو ان شیطانی چہروں کی دھمکی دیتا ہے تو سن رکھ میری اپنی پیدائش بھی انسانی فطرت پر نہیں بلکہ میرا تعلق بھی اسی جنس سے ہے جو تمہاری اس نیلی دھند کے اندر دکھائی دے رہی ہے لہذا تم مجھے ان سے خوف زدہ نہیں کر سکتے قرطیبہ کے اس جواب پر یافان نے پھر ایک مکر و قہقہہ لگایا اور دھمکی آمیز لہجہ میں اس نے قرطیبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے حسین اور مافوق البشریت لڑکی دیکھ میں اپنی نیلی دھند کی ان قوتوں کو تیری طرف پلٹاتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں تو ان کے مقابلے میں کیسے اپنا دفاع کرتی ہے اور میں تمہیں یہ بھی تنبیہ کرتا ہوں کہ میری یہ نیلی دھند کی قوتیں لمحوں کے اندر تمہیں اٹھا کر میرے جریزہ سرتایں پہنچا دیں گئی۔

اے لڑکی اگر تو اپنا دفاع کر سکتی ہے تو کر دیکھ پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تو ہر صورت میں! یافان کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ اس کمرے کے دروازے پر سردار محبت کے ساتھ اب یوناف نمودار ہوا تھا کمرے کا جائزہ دیتے ہی یوناف کے لبوں پر نفرت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اُس نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے کمانشتے تو یہاں بھی

کی ان باتوں پر یونان کے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی اُس نے یا فان کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے یا فان میں نے پھر تمہیں معاف کیا! لہذا اب تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھوں تم اور تمہاری اس نیلی دھند کی شیطانی قوتیں سب ہی نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی یا فان نے اپنے ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ سے اپنی نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کی طرف کوئی مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یا فان اور اُس کی نیلی دھند کے گھلتے وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

یا فان اور اُس کی نیلی دھند کے وہاں سے جانے کے ساتھ ہی سردار محبتا نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یونان یہ شخص جو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود گفتگو کرتا تھا اور جسے تم نے یا فان کہہ کر پکارا ہے یہ کون ہے اس کی آنکھوں کے اندر میں نے آگ کے شعلے جوش مارتے ہوئے دیکھے ہیں اور میں اسے دیکھنے کے بعد بڑی شکل سے اپنے آپ کو سنبھال سکا ہوں اور میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود یہ کیسے گفتگو کرنا اور حرکت میں آتا ہے اور اس کے علاوہ میرے لیے یہ بات بھی بڑی حیران کن ہے کہ تمہاری گفتگو سے میں نے یہ بھی اندازہ کیا ہے کہ تم اس یا فان کو قدیم سے جانتے والے ہو سردار محبتا کے استقار پر یونان تھوڑی دیر کے لیے مسکرایا پھر کہا! اے سردار محبتا تم ٹھیک ہی کہتے ہو میں یا فان کو ایک عرصے سے جانتا ہوں اور اے محبتا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں عام انسانوں جیسا کوئی انسان نہیں بلکہ میں ان گنت مافوق الفطرت اور خرقی عادت قوتیں رکھتا ہوں جن سے کام لے کر میں بڑے بڑے کام سر کر لیتا ہوں میں اس یا فان کو کیسے اور کب سے جانتا ہوں اس کی تفصیل تو میں پھر کسی موقع پر تم سے کہوں گا! ہاں میں تمہیں یہ ضرور بتا دیتا ہوں کہ یہ یا فان کوئی عام انسان نہیں ہے صدیوں پہلے مصر کی سرزمین کے اندر یہ ایک بہت بڑے طلسم گر کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا اور اس نے ایک اپنا محل دریائے نیل کے وسط میں بنا رکھا تھا پس میں اُس وقت بھی مصر کے اندر موجود تھا اور اسے میں نے ہی شکست دے کر یہ روپ دیا تھا جس روپ میں تم نے اسے دیکھا ہے۔

اے سردار محبتا تمہارے لیے فی الوقت اسی قدر جان لینا ہی کافی ہے کہ میں خود بھی ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یا فان جیسے لوگوں کا سامنا کرنا میرے

یہ بڑا اور اہم کام نہیں ہے! اے سردار محبتا اس یا فان سے متعلق میں مزید تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گا لیکن اس وقت میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج رات جب چیتے کی غار کے سامنے پہنچ رہے ہو اس میں بکری باندھ دی جائے گی تو تم بھی میرے ساتھ چلو گے اور وہاں میرے ساتھ تم پنجرے کے پاس کھڑے ہو گے تاکہ میں تمہیں یہ دکھا سکوں کہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان علاقوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے وہ کون ہے۔

یونان سے یہ الفاظ سننے کے بعد سردار محبتا کا رنگ خوف اور دہشت کے باعث پیل پڑ گیا تھا! لہذا اس نے فوراً یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یونان یہ کسی اور قسم کی گفتگو تم کر رہے ہو میں کیونکر اُس پنجرے کے پاس کھڑا ہو سکوں گا اور اگر میں نے ایسا کیا تو وہ خونخوار چیتا پنجرے کے اندر باندھی ہوئی بکری پر حملہ آور ہونے کے بجائے مجھے اپنا نشانہ بنائے گا اور اے یونان میں ابھی چیتے کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتا! لہذا میں وہاں رات کے وقت پنجرے کے پاس کھڑا نہ ہوں گا اور میں تمہیں بھی یہ نصیحت کروں گا کہ تم بھی وہاں مت کھڑے ہونا ورنہ وہ چیتا پنجرے میں داخل ہونے کے بجائے تمہیں نقصان پہنچائے گا اس پر یونان نے سردار محبتا کو تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔

اے سردار محبتا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں مافوق البشریت قسم کی سری قوتیں رکھتا ہوں پس میں اپنی ان ہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تمہیں لے کر اس پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا اور میری اُن قوتوں کے باعث نہ میں اور نہ ہی تم اُس چیتے اور نہ ہی کسی اور انسان کو وہاں کھڑے دکھائی دیں گے! سردار محبتا نے اس بار کچھ ہمیت باندھتے ہوئے کچھ کہا! یونان اگر تم ایسا کرو پھر تو میں ضرور وہاں پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا پھر مجھے یہ کیسے یقین آئے گا کہ مجھے اور تم دونوں کو وہاں نہ کوئی انسان دیکھ سکے گا اور نہ ہی چیتا کیا وہاں کھڑے ہونے کے لیے تو مجھے اس کا کوئی عملی ثبوت نہ دو گے اس پر یونان مسکرایا اور کہا! اے سردار محبتا میں ضرور ابھی اور اسی وقت تمہیں اس کا عملی ثبوت دیتا ہوں دیکھو! اے سردار محبتا میں یہ تمہارے سامنے کھڑی تمہاری بیٹی اور اپنی بیوی قرطبہ کے پاس کھڑا ہوتا ہوں پھر میں وہاں اپنے عمل کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھو گے کہ میں اور میرے ساتھ قرطبہ بھی تمہیں دکھائی نہ دیں گے اس پر سردار محبتا نے خوشی

کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یوناف اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں ضرور آج رات کے وقت تمہارے ساتھ اس پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ شیطانی قوت کون سی ہے جس نے اس سرزمین کے اندر تباہی اور بربادی پھیلارکھی ہے۔

ساتھ ہی سردار محبتا کے پاس سے ہٹ کر یوناف قرطیبہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اس نے اپنا کوئی عمل کرتے ہوئے جوں ہی قرطیبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو سردار محبتا نے دیکھا وہ دونوں اچانک ہی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے یہ سماں دیکھتے ہوئے سردار محبتا کے جہرے پر گہری اور اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی تھی تھوڑی دیر بعد یوناف پھر قرطیبہ کے ساتھ اسی جگہ پر نمودار ہوا جہاں وہ غائب ہوا تھا اور قرطیبہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے وہ لولا اے سردار محبتا میرا قرطیبہ کے ساتھ غائب ہونا تمہیں کیا لگا اور کیا علی ثبوت دیکھنے کے بعد اب تم میرے ساتھ رات کے وقت چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کی طرف چلو گے سردار محبتا نے جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف اب تو میں ضرور تمہارے ساتھ وہاں چلوں گا اور پورا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔

سردار محبتا کے غاموش ہونے پر حسین قرطیبہ نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر اپنی سٹھاس برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا! اے یوناف میں بھی آج رات آپ کے ساتھ چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کے پاس جاؤں گی اس لیے کہ قرطیبہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لیے کہ سردار محبتا نے فوراً درمیان میں بولتے ہوئے کہا! اے یوناف قرطیبہ اگر وہاں جانے کی خواہش رکھتی ہے تو اسے بھی ضرور اپنے ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ اب جب کہ تم ہمارے ساتھ ہو اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ہم دونوں کو ہی انسانی اور حیوانی نظروں سے اوجھل کر دو گے تو پھر قرطیبہ کا وہاں جانا کسی خدشہ اور خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا! اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے سردار محبتا مجھے خوشی ہوگی اگر قرطیبہ بھی میرے ساتھ چلے اس لیے کہ اب تو آئندہ زندگی میں ایسے ہر موقع پر اسے میرے ہی ساتھ رہنا ہو گا سردار محبتا میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ یہ جو مافوق الفطرت چیتے کے یہ کوئی عام درندہ نہیں ہے بلکہ شیطانی نسل کا ایک ہولناک درندہ ہے جو آپ کو انسان چیتے اور اسی طرح کی دوسری شکلوں میں تبدیل کرنے کی قوت اور طاقت

رکھتا ہے اس لیے ایسے چیتے کو اپنے قابو میں کرنا اور اس پر تسلط جمانا کوئی عام اور آسان کام نہیں ہے۔

اس پر محبتا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے ان شیطانی اور جنات کے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ تاکہ میں جان سکوں کہ یہ کیا چیز ہوتے ہیں اور یہ اپنی طاقت اور قدرت میں کس قدر دراز دست ہیں سردار محبتا کے اس سوال پر یوناف نے اپنے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھا پھر سردار محبتا کو مخاطب کر کے اس نے کہا! اے سردار محبتا یہ شیطانی اور جنات کوئی مجبور و روع نہیں بلکہ ایک خاص نوع کے مادی اجسام ہی ہیں مگر چونکہ وہ فاعل آتش آئینہ سے مرکب میں اس لیے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

اے سردار محبتا اس بنا پر یہ جنات شیطانی سرایح الحکرت ہوتے ہیں آسانی سے اپنے آپ کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کر لیتے ہیں اور ان مقامات پر غیر محسوس طریقہ سے نفوذ کر جاتے ہیں جہاں مٹی کی اجزاء سے بنی ہوئی چیزیں نفوذ نہیں کر سکتی! یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سردار محبتا نے پوچھا اے یوناف اگر یہ جنات شیطانی آگ کے بنے ہوئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ پھر آگ تو ان پر اثر نہ کرتی ہوگی اس پر یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے محبتا ایسی بات نہیں سنو میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں اصل یوں ہے کہ یہ جنات اس عام آگ سے جو لکڑی کوئلہ سے پیدا ہوتی ہے نہیں بنے بلکہ ایک خاص قسم کے شعلہ سے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور یہ شعلہ دھواں سے پاک اور صاف ہے! اے محبتا جس طرح پہلا انسان مٹی سے بنایا گیا تھا پھر تخلیق کے مختلف مدارج سے گزرتے ہوئے اس کے بعد خاکی نے گوشت پوست کے زندہ بشر کی شکل اختیار کی اور آگے اس کی نسل اسی سے چلی اسی طرح پہلا جن فاعل آگ کے شعلے یا آگ کی لیپٹ سے پیدا کیا گیا اور بعد میں اس کے ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی اس پہلے جن کی حیثیت جنوں کے معاملے میں وہی ہے جو آدم کی حیثیت انسانوں کے معاملہ میں ہے۔ زندہ بشر بن جانے کے بعد آدم اور ان کی نسل میں پیدا ہونے والے انسانوں کے جسم کو اس مٹی سے کوئی مندرجہ ذیل باقی نہ رہی جس سے ان کو پیدا کیا گیا تھا اگرچہ اب بھی ہمارا جسم پورا کا پورا زمین ہی کے اجزاء سے مرکب ہے لیکن ان اجزاء نے گوشت پوست اور خون کی شکل اختیار کر لی ہے اور جان پڑنے کے بعد وہ توڑہ خاک کی بالابست ایک بالکل مختلف چیز بن کر رہ گیا ہے ایسا ہی معاملہ

یڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا نہیں یوناف ایسا مناسب نہیں ہے تم اور قرطیبہ دونوں میاں بیوی شام تک بیٹھ رہو یہیں پر شام کا کھانا کھائیں گے اور اس کے بعد چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں گے۔

سردار محبتا کی اس تجویز سے یوناف اور قرطیبہ نے اتفاق کیا پس وہ تینوں اُٹھ کرے میں بیٹھ کر دوسرے موضوعات پر گفتگو کرتے لگے تھے جب شام ہو گئی اور تینوں نے اُٹھ کرے میں بیٹھ کر کھانا کھا یا تب یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور محبتا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے محبتا آؤ اب چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں جواب میں محبتا نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تاہم اُس کے چہرے کی رنگت آنے والے خطرے اور فحشات کے باعث ضرور تبدیل ہو گئی تھی اُس کے ساتھ بھی جیسی قرطیبہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تاہم اُس کے چہرے پر کسی طرح کے نئے جذبات یا تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل تھا اپنی جگہ پر کھڑے ہونے کے بعد یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنا وہی عمل کیا پھر اس نے اپنے اپنے دائیں ہاتھ سے قرطیبہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے بائیں ہاتھ کی گرفت سردار محبتا کے بازو پر تھی اور جوئی الٹ لیا کیا وہ تینوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

جنوں اور شیاطین کا بھی ہے اُن کا وجود بھی اصلاً ایک آتشیں وصف ہے لیکن جس طرح ہم تودہ خاک نہیں ہیں اس طرح وہ بھی شعلہ آتش نہیں ہیں جس طرح خاک کا ڈھیلا ہم پر مارا جائے تو وہ ہم پر اثر انداز ہوتا ہے اور تکلیف دیتا ہے ایسے ہی شیاطین اور جنات پر بھی آگ اثر کرتی ہے اور انہیں تکیہ اور لذیت اور میں مبتلا کرتی ہے۔

یوناف کے خاموش ہوتے پر سردار محبتا نے مطمئن انداز میں کہا! اے یوناف میرے عزیز تو نے آدم اور جنات کی کیا عمدہ اور بہترین تشریح کی ہے اب میری سمجھ میں یہ معاملہ آیا ہے کہ انسان اور جنات میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے اے یوناف کیا تمہارے بتائے ہوئے اس قاعدے اور سیکھے کے مطابق میں یہ سمجھ لوں کہ وہ چیتا جس کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ اس کی پیدائش جنات اور شیاطین کی رطوبت پر ہے تو کیا وہ بھی جنات کی طرح سریع الحركت ہے آسانی سے ایک شکل میں دوسری شکل تک جاسکتا ہے اور یہ کہ جس چیز کے اندر انسان نفوذ نہیں کر سکتا اُس کے اندر نفوذ کر سکتا ہے سردار محبتا کے استفسار پر یوناف بولا اے سردار محبتا تمہارے انداز سے درست ہیں وہ چیتا ایسی ہی طاقت اور قوتوں کا مالک ہے وہ جب چاہے اپنے آپ کو ایک نئی شکل و صورت میں ڈھال سکتا ہے وہ جہاں چاہے نفوذ کر سکتا ہے اور ایسی تیزی میں حرکت میں آسکتا ہے کہ وہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ میں نمودار ہو سکتا ہے سردار محبتا نے کسی قدر فکرمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اگر ایسا ہے تو پھر وہ چیتا انتہائی ہتیاک اور ہولناک ہے اور اُس پر قابو پانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا! اے یوناف کیا ایسا ممکن نہ ہوگا کہ جب تم اپنے سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انسانی نگاہوں سے اوجھل ہونے کا عمل کرو تو وہ چیتا جو اپنی تخلیق کے لحاظ سے شیطانی ہے وہ تمہیں دیکھ سکے! یوناف نے مطمئن انداز میں سردار محبتا کی طرف دیکھا اور کہا نہیں محبتا ایسا ممکن نہیں ہے جب میں اپنی سری قوت کو عمل میں لاؤں گا اور چیتا جو مافوق الفطرت ہے مجھے دیکھ نہ سکے گا اس پر سردار محبتا نے خود سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا اے یوناف تم پہلے انسان ہو جیسے میں نے اپنی زندگی میں ایسی طاقت ایسی قدرت اور ایسی سری توانائیوں کا مالک دیکھا ہے جب سردار محبتا خاموش ہوا تب یوناف بولا! اے سردار محبتا میں اور قرطیبہ اب سرائے کی طرف جاتے ہیں شام کے وقت تم بھی وہاں آ جانا اور اس کے بعد ہم مافوق الفطرت کے طور پر اُس پنجرے کی طرف کوچ کریں گے اس پر سردار محبتا نے آگے

اپنے لیے کوئی خطرہ اور غم نہ محسوس کر رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس چیتے نے اس انداز میں اپنی شکل مورت
بدلی جیسے ہوائی اڈے سے سڑکی کا کوئی بچہ نکل کر ایک نئی شکل و صورت اختیار کرتا ہے ایسے ہی
اُس چیتے نے بھی فی الفور اپنی شکل و صورت بدل لی تھی اور اب وہ انسانی صورت میں اس پنجرے کے اندر
کھڑا تھا اور وہ قرطیبہ کا بھائی روفاش تھا اُسی لمحہ اُس پنجرے کے دروازے کے قریب یوناف
سردار محبت اور قرطیبہ نمودار ہوئے یوناف نے انتہائی غضب ناک حالت میں پنجرے کے
اندر بند روفاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے درندے! غلیظ شیطان! تم نے ان سرزمینوں
کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے لیکن یاد رکھا اب تو زیادہ دیر تک مجھ سے بچ کر
بھاگ نہ سکے گا اس لیے کہ جس طرح آج میں نے اس پنجرے کے اندر تیری حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے
ایسے ہی ایک روز میں اپنے رب کی نصرت سے گرفت کرنے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا پنجرے کے اندر
بندر روفاش نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تاہم اُس کے چہرے پر شرمندگی اور ملامت کے
تاثرات تھے پھر چالنگ وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تھا
اب پنجرے کے اندر میں بکری کی صرف لاش ہی بڑھی تھی۔

جب روفاش اس پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تب سردار محبت تھوڑی دیر تک خوف
و ہشت سے پنجرے کے اندر رونی حلقے کو دیکھتا رہا پھر اُس نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل کر تھوڑی
دیر تک وہ بڑے غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد اُس نے یوناف کو مخاطب کرتے
ہوئے کہا: اے یوناف میرے بیٹے جو کچھ پنجرے کے اندر نمودار ہوا کیا وہ ایک حقیقت
تھی یا میں ہی خواب دیکھ رہا تھا یہ پنجرے کے اندر چیتے سے انسانی روپ میں ظاہر ہونے
والا بیٹا روفاش ہی تھا یا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میری نگاہوں کا دھوکا تھا اس پر یوناف نے کہا سردار
محبت میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ مافوق الفطرت چیتے کے روپ میں ان سرزمینوں کے اندر
خونخواری پھیلاتے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر فوراً سردار محبت نے پوچھا اے
یوناف اگر تم جانتے تھے تو پھر تو نے مجھے کیوں نہ بتایا اس پر یوناف پھر بڑے نرم لہجہ میں بولا
اے سردار محبت اگر اُس وقت میں تم پر یہ انکشاف کرتا تو تم ہرگز اس کو تسلیم نہ کرتے اس لیے ہمیں میں
اپنے ساتھ یہاں تک لایا ہوں تاکہ روفاش کی اصل حقیقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے میرے
دعوت پر یقین کر سکو۔

یوناف تھوڑی دیر خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے کہا اے سردار محبت یہ روفاش انسان نہیں

سیاہ اور تاریک رات درد کے اڑتے ذرات آہوں کے سفینوں اور نفرت کے زہر کی طرح
بھاگتی جا رہی تھی وقت کے گم سم لمحات خاموش اور دم بخود تھے ماگھ کی کالی تاریک سرد رات
کی طرح ہر طرف بے حسی اور ویرانیوں کا غلبہ تھا جھیل میرو کے کنارے چیتے کے سنان اور
اُجاڑ غار کے سمنے لوہے اور لکڑی کا بنا ہوا ایک پنجرہ رکھا تھا اور اُس پنجرے کے اندر سیاہ
رنگ کی ایک خوب بڑی اور نرمند بکری بندھی ہوئی تھی اسے میں اس غار کے اندر سے
بہت بڑی جسامت کا ایک چیتا نمودار ہوا جو کالے سیاہ رنگ کا تھا رات کے وقت اس
چیتے کی آنکھیں جہنم سے بھی زیادہ آتش ناک دکھائی دے رہی تھیں اُس کی چڑھی تیوریاں
اور اینٹھی ہوئی گردن اس بات کا پتہ دے رہی تھیں کہ وہ انتہائی جوشیلی اور غضب ناک
حالت میں ہے خوف ناک اور سیاہ رات کے اندر غار سے نکلنے کے بعد وہ چیتا لوہے
اور لکڑی کے بنے ہوئے اُس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر بکری باندھی ہوئی تھی چاروں
طرف کالی گاڑھی چپ و دل جیسی خاموش طاری تھی تاہم چیتا زہریلی ہواؤں کی طرح ہلکی ہلکی غراہٹ کے ساتھ
آوازیں نکالتا ہوا پنجرے کی طرف بڑھا تھا اور پھر نزدیک آکر وہ جبر و تم کے طوقان اور بگولوں کے خروش
کی تیزی کے ساتھ پنجرے میں داخل ہو کر بکری پر جھپٹ پڑا تھا۔

لمحوں اور ساعتوں کے اندر اُس مافوق الفطرت چیتے نے سب سے پہلے بکری کا حلقوم کاٹ کر اس
کا خون پیا پھر اُس نے انتہائی سرعت کے ساتھ بکری کو چیر پھاڑ دیا اور اُس کا گوشت کھانے لگا تھا۔
اُسی لمحہ شائد یوناف بھی حرکت میں آیا تھا اس لیے کہ جس وقت چیتا پنجرے کے اندر بیٹھ کر انتہائی
بے فکری اور اطمینان کے ساتھ بکری کا گوشت کھا رہا تھا اُسی لمحہ پنجرے کا دروازہ بڑی تیزی سے بند
ہوا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگ گئی تھی اس پر پنجرے کے اندر بیٹھا ہوا چیتا چونکا اُس نے
بکری کا گوشت کھانا بند کر دیا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اس لیے تیور بتا رہے تھے کہ وہ

سردار محبت اور قرطبہ کے ساتھ یونان مجستہ کی حویلی کے دیوان خانے میں نمودار ہوا جب وہ تینوں دیوان خانے کی نشستوں پر بیٹھ گئے تب یونان نے مجستہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے سردار محبت اب تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہوگا اس لیے کہ روفاش کی اصلیت اب ظاہر ہو گئی ہے لہذا وہ ضرورتاً تم پر حملہ آور ہو کر تمہارا قاتل کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ ان سرزمینوں کے اندر اس کا راز راز ہی رہ سکے اور اے محبت جہاں تک میرا اور قرطبہ کا تعلق ہے تو ہم دونوں کو نقصان پہنچانا اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس پر محبت نے چونک کر پوچھا اے یونان کیا میں تمہاری گفتگو سے یہ اندازہ لگاؤں کہ روفاش کی طرح قرطبہ بھی مافوق الفطرت ہے اس پر یونان نے کہا: اے محبت میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ قرطبہ کے متعلق میں تم کو بعد میں بتاؤں گا لیکن آج کے بعد میری ایک بات یاد رکھنا کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ اکیلے مت جانا بتی کے اندر یا باہر جس طرف بھی تم کسی کام سے نکلو مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اس چیتے کے ہاتھوں نقصان اٹھاؤ گے اور اے محبت اگر کبھی میں یہاں نہ ہوں تو تم قرطبہ کو اپنے ساتھ رکھنا یہ قرطبہ بھی روفاش سے تمہارا دفاع کر سکتی ہے اس پر سردار محبت تھوڑی دیر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔

اے یونان میرے بیٹے میں جانتا ہوں کہ اب روفاش کی طرف سے سب سے زیادہ خطر میرے لیے ہیں اور میں اب یہ بھی جان چکا ہوں صرف تم اور قرطبہ ہی مجھے اس سے بچا سکتے ہو لیکن اس وقت میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر رات کے وقت حویلی کے اندر ہی روفاش ہم پر حملہ آور ہو جائے اور اُس وقت ہم سوئے ہوئے ہوں تو پھر ہمارا کیا بنے گا اس پر یونان نے اس کو تسلی دی اور اُسے کہا: اے سردار محبت اس سے متعلق تم بالکل بے فکر رہو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو روفاش پر نگاہ رکھے گی اور اگر وہ کبھی رات کے وقت ہم پر حملہ آور ہوتے کی کوشش کرتا بھی ہے تو یہ قوت جو میرے قبضے میں ہے اور جس کی صورت ایک روح جیسی ہے وہ مجھے دل از وقت ہی آگاہ کر دے گی اور میں اپنے ساتھ ساتھ تم دونوں کا دفاع بھی کر سکوں گا اس کے ساتھ ہی یونان نے ملکی ملکی آواز میں پکارا: ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو ایلیکا! تم فوراً اپنا ریشمی لباس دیا اور اپنی کنگنائی ہوئی آواز میں کہا: اے یونان میرے حبیب میں ہی ہوں اور چیتے کے پھرے سے بے کریہاں تک تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں اے یونان اگر تمہارا ہونا ہو تو میں روفاش پر نگاہ رکھوں گی اور جب کبھی اُس نے دھوکہ دہی سے کام لے کر رات

یہ شیطان کے زیادہ قریب ہے اس کے اندر ساری وہ قوتیں اور توانائیاں ہیں جو شیطان کے اندر ہوتی ہیں اے سردار محبت میں جانتا ہوں کہ اپنے بیٹے روفاش کی اصلیت دیکھنے کے بعد تمہیں دکھاؤ اور افسوس ہو رہا ہوگا لیکن حقیقت بہر حال حقیقت ہی ہے اور وہ یہ کہ چیتے کا روپ دھار کر خود بخود کرنے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر سردار محبت نے خوف و دہشت سے قرطبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اے یونان اب قرطبہ کی کیا حیثیت ہے کیا یہ بھی اپنے بھائی روفاش ہی طرح مافوق الفطرت ہے اس پر یونان بولا: اے سردار محبت قرطبہ سے متعلق تفصیل میں تمہیں بعد میں کسی وقت کہوں گا اور اُس وقت میں تمہیں یہ بھی بتاؤں گا کہ روفاش اور قرطبہ کی اصلیت کیا ہے سردار محبت ایک دم یونان کی بات کاٹتے ہوئے خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

اے یونان میرے بیٹے کیا میں فوراً یہاں سے بٹ نہ جانا چاہیے میرا دل کہتا ہے کہ اس پتھر سے نکلنے کے بعد روفاش پھر چیتے کا روپ دھارے گا اور ہم پر حملہ آور ہو جائے گا! اے یونان ساری حیات مجھے اسی خطرے کی آگاہی کر رہی ہیں لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جس طرح اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم یہاں لائے ہو ایسے ہی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرو کہ تم تینوں انسانی اور حیوانی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں اس پر یونان نے سردار محبت کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا اے محبت روفاش بے شک شیطانی قوتوں کا مالک ہے لیکن میری موجودگی میں اُس کی جرأت نہیں کہ تمہیں اور تمہاری بیٹی قرطبہ کو وہ کوئی نقصان پہنچا سکے! یونان جب خاموش ہوا تب قرطبہ نے بھی سردار محبت کی تائید کرتے ہوئے کہا بابا ٹھیک ہی کہتے ہیں روفاش اب کسی بھی وقت اپنا چیتے کا اصل روپ دھار کر ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے لہذا ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیے۔

قرطبہ نے ابھی اپنی بات ختم کی ہی تھی کہ اُن کے بائیں طرف ذرا فاصلہ پر دو گول اور تیز روشنائی دکھائی دی اس پر قرطبہ نے چونک کر کہا یونان! میرے اور بابا کے خدشات درست ثابت ہوئے روفاش چیتے کا روپ دھار کر ہمارے سروں پر آن پہنچا ہے اور یہ تم جو دوروشنیاں دیکھ رہے ہو یہ اُسی کی آنکھیں ہیں اندھیرے میں چمکتی ہوئی روشن دکھائی دے رہی ہیں لہذا اب وہ ضرورتاً ہم پر حملہ آور ہو کر رہے گا اس کے ساتھ ہی یونان اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور فوراً اس نے سردار محبت اور قرطبہ کے باؤں پر تھام لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے ان تینوں کے ایسا کرنے پر وہ جیتا بھی مافوق الفطرت طور پر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

کے وقت تم پر یا تمہارے علاوہ قرطیبہ اور مجتہد پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں قبل از وقت ہی تمہیں آگاہ کر دیا کروں گی اس پر یونان نے ایلیکا کا شکریہ ادا کیا اور سردار مجتہد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے مجتہد اب میں سرائے کے بجائے یہیں تمہاری حویلی میں قیام کروں گا اس پر سردار مجتہد نے یونان کا شکریہ ادا کیا اور چہرہ آرام کرنے کی خاطر اپنے اپنے بستروں کی طرف چلے گئے تھے۔

جنوبی ہندوستان میں جب لشکا کا راجہ راوون سیتا کو اس کی کٹیہا سے اٹھا کر لے گیا تو اپنے دیس میں جا کر اس نے سیتا سے شادی کرنے کی انتہائی کوشش اور جتن کئے لیکن سیتا نے ایسا کرنے سے قطعی انکار کر دیا اس بنا پر لشکا کے راجہ راوون نے سیتا کو اپنے دیس میں ایک قیدی اور امیر کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا دوسری طرف جب لچھن اپنے بھائی رام کو ڈھونڈ کر واپس لایا اور انہوں نے دیکھا کہ کٹیہا کے اندر سیتا نہیں ہے تو وہ دونوں بے صبر پریشان ہوئے اور اسی وقت وہ دونوں سیتا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

رام اور لچھن نے جگہ جگہ سیتا کو تلاش کیا لیکن انہیں کوئی بھی کامیابی نہ ہوئی آخر جنوبی ہند کے ایک حاکم ہنومان سے ان دونوں کو یہ خبر ملی کہ سیتا کو تو لشکا کا راجہ راوون اٹھا کر لے گیا ہے اس لیے اس ہنومان سے اس وقت راوون کو دیکھ لیا تھا جب وہ اُسے اٹھا کر لشکا کی طرف جا رہا تھا اس کے علاوہ اس ہنومان نے جب رام، لچھن اور سیتا کے سارے حالات کی خبر ہوئی اور اسے یہ بھی پتہ چلا کہ رام دراصل اجودھیا کی ریاست کا راجہ کما رہے اور ان جنگلوں کے اندر بن باس کاٹ رہا ہے تو وہ رام کی مدد کرتے پر تیار ہو گیا تھا۔

رام نے ہنومان کی اس مدد کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور اُسے لشکا کی طرف بھیجنا تاکہ وہ راوون سے سیتا کو واپس لائے ہنومان جب سیتا کو لانے کے لیے لشکا پہنچا تو لشکا کے راجہ نے سیتا کو واپس کمنے سے انکار کر دیا اس پر ہنومان وہاں سے ناکام لوٹ آیا آخر کار رام تے ہنومان کے ساتھ مل کر ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کے ذریعے سے رام ہنومان اور لچھن لشکا پر حملہ آور ہوئے لشکا کے راجہ راوون کو شکست دی اور سیتا کو اس کی قید سے چھوڑا اس طرح رام اور لچھن اپنا بن باس ختم کر کے اور سیتا کو اپنے ساتھ کر اپنی ریاست اجودھیا کی طرف چلے گئے اور وہاں پر رام ریاست اجودھیا کے راجہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

اگر تیرے بھائیوں نے تجھے نکال باہر کیا ہے اور تجھے وہ عزت نہیں دی جس کے تم اپنی بہادری اور شجاعت کے باعث حق دار ہو تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں ایسی عزت اور تکریم دیں گے جس کے تم حق دار ہو پس تم ہمارے ساتھ چلو بنی اسرائیل کے سپہ سالار کی حیثیت سے عورتوں سے جنگ کرو اور ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے عورتوں کو شکست دے کر بنی اسرائیل کو تباہی اور بربادی سے بچا لیا تو ہم تمہیں اپنا حکمران تسلیم کر لیں گے آخر افتتاح نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور وہ بنی اسرائیل کے لشکر کی کمان داری کرتے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

بنی اسرائیل کے سردار افتتاح کو اپنے ساتھ مصفاہ شہر میں لائے وہاں سب سے پہلے افتتاح نے بنی اسرائیل کے لشکر کا معائنہ کیا پھر اپنا ایک ایلیچی اس نے عورتوں کے بادشاہ کی طرف روانہ کیا اور افتتاح کا یہ ایلیچی عورتوں کے بادشاہ سے اُس وقت ملا جب وہ اپنے دیوتا ملکوں کے معبد سے باہر نکل رہا تھا پس افتتاح کے اُس ایلیچی نے عورتوں کے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے بادشاہ میں اپنے نئے اسرائیلی سپہ سالار افتتاح کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور اُس کا آپ کے نام یہ پیغام ہے کہ بنی اسرائیل پر حملے اور مظالم جواب تک ہوتے رہے ہیں وہ ترک کر دیئے جائیں بنی اسرائیل اور عورتوں کی آپس میں کوئی دشمنی نہیں ہے! لہذا لڑائی اور جنگ سے ہاتھ اٹھالیا جائے۔

اس پر عورتوں کے بادشاہ نے افتتاح کے ایلیچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ صلح اور امن اس وقت ہی قائم ہو سکتا ہے جب بنی اسرائیل ہمارے اُن علاقوں کو فالی کر دیں جن پر انہوں نے اس وقت قبضہ کر لیا تھا جب وہ مصر سے نکل کر ارض فلسطین میں داخل ہوئے تھے بادشاہ کے اس جواب میں افتتاح کے ایلیچی نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے بادشاہ بنی اسرائیل نے نہ ہی عورتوں کا اور نہ ہی موآب کا ملک چھینا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر موسیٰ کی رہنمائی میں جب مصر سے نکلے اور دست و پان میں ریت چھانتے ہوئے بحر قلزم کی طرف آئے تو انہوں نے قاتلوں کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں سے انہوں نے ادوم کے بادشاہ کی طرف اپنا ایلیچی بھیجا اس کو یہ پیغام دیا کہ ہم کو اپنے ملک سے گزر کر آگے نکل جانے کی اجازت دے دیں اور ایسا ہی پیغام انہوں نے موآبیوں اور آمودیوں کے بادشاہوں کی طرف بھی بھیجے تھے لیکن اے بادشاہ کسی نے بھی ہمارے اس پیغام کا مثبت جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک نے ہمیں اپنی سرزمین سے گزرتے نہ دیا اس پر اے بادشاہ بنی اسرائیل نے اپنے

اپنی ملک اور اس کے بعد مقرر ہونے والے دوسرے قاضیوں کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر افراتفری اور انتشار کا شکار ہو گئے تھے اُن کی حالت سے عورتوں نے فائدہ اٹھایا اور انہوں نے اپنے مختلف لشکروں سے بنی اسرائیل کی بستیوں اور شہروں پر حملہ آور ہو کر انہیں لوٹنا اور برباد کرنا شروع کر دیا تھا عورتوں کے ہاتھوں اس تباہی اور بربادی کے باعث بنی اسرائیل کے سردار اور سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا حاکم اور قاضی مقرر کیا جائے اور یہی شخص بنی اسرائیل کے لشکر کا سردار بھی ہو اور عورتوں کے ساتھ جنگ کر کے بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم و ستم سے نجات دلائے آخر کار اس کام کے لیے وہ کسی مناسب شخص کو تلاش کرنے لگے جو نہ صرف یہ کہ ایک عمدہ جنگجو ہو بلکہ بنی اسرائیل کے لشکر کے اندر نظم و ضبط رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو بنی اسرائیل کے ان سرداروں نے ایک شخص افتتاح کے متعلق سنا کہ وہ انتہائی بہادر جنگجو اور دلیر ہے اُس کے متعلق انہیں یہ بھی خبر ملی کہ اس افتتاح کو اس کے بھائیوں نے ناراض ہو کر گھر سے نکال رکھا ہے اور یہ افتتاح اس وقت مجرب نام کے قصبے میں رہتا ہے اور گم نام زندگی بسر کر رہا ہے۔

یہ اطلاعات ملنے کے بعد بنی اسرائیل کے سردار اور رؤسا مجرب کے قصبے میں افتتاح کے پاس آئے اور اُس سے گزارش کی کہ تو چل کر بنی اسرائیل کے لشکر کی سپہ ساری کر اور بنی اسرائیل کو عورتوں کی تباہی اور بربادی سے بچا اس پر افتتاح نے جواب میں کہا اے میرے بزرگو تم جانتے ہو کہ میرے باپ جلود کے مرنے کے بعد میرے بھائیوں نے مجھے گھر سے نکال باہر کیا تھا اور میں یہاں مجرب نام کے اس چھوٹے شہر میں گم نامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے یہیں پڑا ہونے دو کسی اور کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار بنالو۔

پھر بنی اسرائیل کے ایک سردار نے افتتاح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے افتتاح

اس کے قریب آئی تو اس نے اپنی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری بیٹی تو نے مجھے زیادہ پست کر کے رکھ دیا ہے اور جو لوگ مجھے دکھ دیتے ہیں۔ ان میں اب تو بھی شامل ہو گئی ہے کیونکہ میں نے اس جنگ پر روانہ ہونے سے قبل اپنے خداوند کے حضور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ منت مانگی تھی کہ اگر خداوند نے مجھے عموئیل کے مقابلے میں فتح مند رکھا تو واپسی پر بھی جو کوئی میرے گھر سے پہلے نکل کر میرے استقبال کو آئے گا میں اُس کی سوختنی قربانی کروں گا پس اے میری بیٹی اب مجھے تیری ہی سوختنی قربانی کرنا ہوگی کیونکہ میں نے خداوند کو زبان دی ہے اور اس سے میں پست نہیں سکتا۔ آہ تیری سوختنی قربانی کے بعد میں یعنی کتریا باپ اکیلا رہ جائے گا اور تجھے یاد کر کے روتا رہوں گا اور آجیں بھرتا رہوں گا۔

افتاح کی اس گفتگو کے جواب میں اُس کی بیٹی نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے باپ تو نے اگر خداوند کو زبان دی ہے تو جو کچھ تیرے منہ سے نکلا ہے وہی تو میرے ساتھ کر گزراں یہ کہ خداوند نے تیرے دشمنوں یعنی بنی عموئیل سے تیرا انتقام لیا اور ان کے مقابلے میں تجھے کامیاب اور کامران رکھا پس اس جنگ میں پھر روانہ ہونے سے پہلے! اے میرے باپ تو نے جو منت مانگی تھی تو باخوشی اس کی تکمیل کر پھر اے میرے باپ اس موقع پر آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ اس قربانی سے پہلے مجھے صرف دو مہینے کی ہمت دی جائے تاکہ میں اپنی، بھجوریوں کے ساتھ مصفاہ شہر کے ان پہاڑوں پر جا کر اپنے کنوارے پر ماتم کرتی پھروں اس پر افتاح نے اپنی بیٹی کو ایسا کہنے کی اجازت دے دی اور وہ اپنی بھجوریوں کو لے کر مصفاہ شہر کے کوہ ساروں پر لگا کر دو ماہ تک ماتم کرتی رہی جب یہ دو ماہ پورے ہو گئے تو واپس وہ اپنے باپ کے پاس آئی اور جس طرح افتاح نے منت مانگی تھی اُس کی منت کے مطابق اس کی بیٹی کی سوختنی قربانی کر دی گئی تھی اس کے بعد بنی اسرائیل نے افتاح کو اپنا مکران بنایا تھا۔

افتاح کے بعد ایصان نام کا ایک شخص بنی اسرائیل کا قاضی اور حاکم مقرر ہوا اور اس کی مرگ کے بعد ایلیون اسرائیل کا قاضی مقرر ہوا اور اس ایلیون کے بعد عہدوں بنی اسرائیل کا حاکم اور قاضی مقرر کیا گیا اس عہدوں کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے اور ان کی انہیں سزا پہنچی کہ ان کی ہمسایہ قوم فلسطینیوں نے ان پر حملے شروع کر دیئے اور آخر کار ان فلسطینیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا یوں بنی اسرائیل پر فلسطینی غالب رہے اور وہ ان پر حکومت کرتے ہوئے ایک طرح سے ان کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرنے لگے تھے۔

خداوند کے حکم پر حرکت میں آئے اور ان سرزمینوں پر جہاں اس وقت وہ بستے ہیں قبضہ کر لیا لہذا وہ سرزمین جس میں اس وقت بنی اسرائیل رہ رہے ہیں وہ کیوں کرفالی کی جاسکتی ہے۔ وہ ایلیچی ذرار کا پھر اُس نے دوبارہ عموئیل کے بادشاہ دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے بادشاہ تمہارا دیوتا کلوں تمہارے قبضہ میں اگر کسی سرزمین کو دے دے تو کیا تم اُسے کسی اور کو واپس کر دو گے اس پر بادشاہ نے فوراً کہا نہیں ہرگز نہیں ایلیچی نے فوراً ہی بادشاہ کو فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے کہا! اے بادشاہ ایسے ہی یہ سرزمین ہمارے خدا نے ہمارے قبضہ میں دی ہے لہذا ہم کیوں اسے کسی اور کو لوٹا دیں اس گفتگو کے بعد عموئیل کے بادشاہ نے صلح اور امن کی ہر تجویز ٹھکرا دی لہذا! افتاح کا ایلیچی کا کام ہو کر واپس لوٹ گیا تھا۔

جب اس ایلیچی نے واپس جا کر افتاح کو اپنی اس سفارت کی ناکامی کی خبر دی تو افتاح نے جنگ کی تیاری شروع کر دی وہ ہر حال میں بنی اسرائیل کو عموئیل کی خون ریزی اور تباہی اور بردباری سے بچنا چاہتا تھا اُس نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک جرات شکر تیار کیا اور جس روز اُس نے اس لشکر کے ساتھ عموئیل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوتا تھا اُس روز اس نے اپنے رب کے حضور انتہائی عاجزی اور انکساری سے یہ منت مانگی کہ اگر خداوند نے اُسے عموئیل کے مقابلے میں فتح مند کیا تو اس فتح کے بعد جب وہ واپس اپنے گھر آئے گا تو اس وقت جو کوئی بھی اُس کے گھر سے نکل کر اس کے استقبال کو آئے گا وہ اسے خداوند کی خوشنودی کے لیے سوختنی قربانی کرے گا یہ منت ماننے کے بعد افتاح اپنے لشکر کے ساتھ مصفاہ شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

اس طرح بنی اسرائیل اور عموئیل کے درمیان ہوناک جنگ ہوئی جس میں بنی اسرائیل فتح مند رہے اور عموئیل کو عبرت خیز شکست ہوئی اور افتاح نے یہ یلغار اور پیش قدمی کرتے ہوئے عموئیل کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس فتح کے بعد افتاح جب مصفاہ شہر میں اپنے گھر کے پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی بیٹی دف بجاتی ہوئی اور ناجائز ہونے کے استقبال کے لیے گھر سے نکل آئی اور وہی بیٹی افتاح کی واحد اولاد تھی اس کے سوا کوئی اس کا بیٹا یا بیٹی نہ تھی افتاح نے جب دیکھا کہ اس کی اکلوتی بیٹی دف بجاتی ہوئی ناچتی ہوئی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے استقبال کو گھر سے نکل رہی ہے تو وہ انتہائی غمگین ہوا پھر اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا ہاے حیث میں تو تباہ ہو گیا پھر جب اس کی بیٹی

مقابلے میں ناکام رہے ہیں اور ایک بار پھر گناہوں اور بدیوں پر نیکی اور خیر کا غلبہ ہو گیا ہے پر تم جانتے ہو کہ میں شکست اور ہار ملتے والا نہیں ہوں میں تو ضرب پر ضرب لگاتے کا عادی ہوں اور اس ضرب کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس کی میں کم ہی پرواہ کرتا ہوں میرا کام ہر صورت اور ہر حالت میں لوگوں کو باطل گناہ اور بدی کے نتائج کے لیے براہ راست کرنا ہے آگے اس کے نتائج اور اثرات کیا ہوتے ہیں ان کو میں کم ہی وقعت دیتا ہوں اے میرے عزیز و رفیق تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے اپنی ایک نئی منزل اور نئی مہم کی طرف کوچ کریں گے اس پر قتب نے عزرائیل کو مخاطب کرنے ہوئے پوچھا اے آقا ہمارے نئی منزل اور نئی مہم کس طرف ہوگی اس پر عزرائیل ذرا مسکرایا پھر اس نے قتب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قتب میرے عزیز ہمارے اگلی مہم مغربی اور وسطی افریقہ کا وہ حصہ ہے جہاں جھیل میرو کے کنارے ان گنت بستیوں آباد ہیں اور جہاں رونق گناہ اور بدی پھیلانے میں سرگرم ہے۔ اے میرے عزیز و رفیق رونق گناہ اور اس کی بہن قرطیبہ کے متعلق میں تم سب کو پہلے ہی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ وہ دونوں بہن بھائی مافوق الفطرت ہیں اور انسانی خیر رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اندر شیطانی جبلت اور فطرت بھی رکھتے ہیں اور ایسی ہی قوتوں کے مالک ہیں جیسے میں اور میرے دوسرے ساتھی جنات سے ہیں ہم سب یہاں سے مغربی اور وسطی افریقہ میں جھیل میرو کے کنارے کی بستیوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر رونق گناہ کے ساتھ مل کر یونان اور اس کی قوتوں کے خلاف کام کریں گے۔

عزرائیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور اپنے ارد گرد اور اپنے اطراف و اکناف کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دکھ اور غم آمیز آواز میں سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آہ یہ وہی جھیل میرو ہے جہاں پر پہلے انسان آدم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات گزارے اور انہیں کوہستانوں کی غار کے اندر اس کی لاش کو رکھا گیا ہے اور یہیں جبریل کی راہنمائی میں اس کا جنازہ پڑھا گیا تھا! اے عابد بیوسہ اور نبیضہ تمہیں یاد ہوگا کہ یہی اسی کوہستان پر میری تم تینوں سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور تمہارے ناموت پر میں نے ایک نیا عمل کر کے تمہارے ناموت کو صدیوں پر محیط زندگی میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا! اے عابد یہی وہ جگہ ہے جہاں پر یونان نے آدم کی لاش کی حفاظت کرتے ہوئے تمہارے بھائی کو قتل کر دیا تھا آہ یہ وقت کسی کے لیے رکتا نہیں ہے اور اس کائنات کے اندر رائج فطرت کے قوانین اپنے آپ کو کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ڈالتے یہاں تک لکھنے کے بعد عزرائیل خاموش ہو گیا تھا اور وہ کچھ اوس اور ملول سا دکھائی دے رہا تھا۔

عزرائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عابد بیوسہ نبیضہ قتب اور خود کے ساتھ ہندوستان کے جنوبی حصے میں جیل توڑ پر نمودار ہوا اور اس کو ہستان کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز و ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی یونان کے مقابلے میں ہمیں ناکافی کامنہ دیکھنا پڑا ہے اور نیکی اور خیر کے مقابلے میں بدی اور باطل سرنگوں ہوئے ہیں! اے میرے عزیز و ان سرزمینوں کے اندر رام نیکی کی ایک علامت تھامیں نے کوشش کی کہ اے اپنی طرف سے عذاب اور آفت میں مبتلا کر کے بدی کی طرف مائل کروں لیکن شروع میں یونان ہمارے آڑے آیا اور اس نے نہ صرف رام کی مدد کی بلکہ ہمارے مقابلے میں اس نے رام کا میاب اور کامران کیا۔

پھر اے میرے عزیز و اس کے بعد یونان یہاں سے مہر کی سرزمینوں کی طرف چلا گیا اور اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں نے رام کو بدراہ کرنے کی کوشش کی تم نے دیکھا! اجودھیا شہر کی بوڑھی عورت منتھرا کی مدد سے رام اور اس کی بیوی سیتا کو ہم نے اجودھیا شہر سے نکال کر بن باس کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا یہاں کا میابی کے بعد رام اور سیتا کے خلاف دوسری کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی اور وہ اس طرح کہ میں نے سیتا متعلق لشکا کے راجہ راوون کو ابھارا اور اسے براہ راست کرنا کے نتیجے میں راوون سیتا کو ہزاری مدد سے اس کی کٹیبا سے اٹھا کر لے گیا لیکن وہ راوون ایسا بد بخت نکلا کہ وہ سیتا کے ساتھ شادی کرتے میں ناکام رہا اس دوران رام اور اس کا بھائی لکھن جنوبی ہند کے حکمران ہنومان کی مدد حاصل کرتے میں کامیاب ہو گئے اور اسی ہنومان کے لشکر کی مدد سے انہوں نے سیتا کو راوون سے چھوڑا لیا اور اب یہی رام اور سیتا اپنے آبائی شہر اجودھیا میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اے میرے عزیز و میں سمجھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہم سب رام اور یونان کے

عزرایل جب خاموش ہوا تو قب نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے آقا آپ نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ یونان اس وقت مغربی سرزمینوں کے اندر ہے کیا آپ ہمیں یہ نہ بتائیں گے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کن کارگزاریوں میں لگا ہوا ہے قب کے اس سوال کے جواب میں عزرایل بولا اے میرے رفیقو! یونان روم فاش اور قرطیہ دونوں بہن بھائیوں کے خلاف سرگرم عمل ہو چکا ہے اس نے ان بستیوں کے اندر یہ بات جہاں کر کے رکھ دی ہے کہ روم فاش ہی وہ مافوق الفطرت ہستی ہے جو چیتے کے روپ میں ظاہر ہو کر جیل میرو کی بستیوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کا کام کرتا ہے اور اے میرے عزیزو اس کے علاوہ یونان نے روم فاش اور اس کی بہن کے درمیان پھوٹ ڈال کر رکھ دی ہے میں نے تمہیں پہلے ہی بتا رکھا ہے کہ روم فاش اور اُس کی بہن قرطیہ کی فطرت میں بڑا فرق ہے جہاں روم فاش کی فطرت تباہی اور بربادی اور خونخواری اور خون ریزی کی طرف مائل ہے وہاں قرطیہ صداقت اور نیکی نیتی کا بادہ لٹھ کر اس اور سلامتی کی دل دادہ ہے۔

یونان نے روم فاش اور قرطیہ کے درمیان نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں اُس نے نہ صرف یہ کہ قرطیہ کے ساتھ شادی کر لی ہے بلکہ ایک عجیب حکمت علی استعمال کر کے اس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ چیتا دراصل روم فاش ہی ہے! لہذا اے میرے عزیزو ہم یہاں سے افریقہ کے مغربی اور وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر روم فاش کے ساتھ مل کر یونان کا مقابلہ کریں گے اور اے قب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار میں تمہیں اور روم فاش کو ایک ساتھ یونان پر آؤں گا اور مجھے امید ہے کہ نتائج ہمارے ہی حق میں ہوں گے۔

اے میرے ساتھیو ابھی تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کریں گے لیکن یہ سفر ہم فلسطین کے راستے کریں گے تاکہ افریقہ کی جاتے ہوئے ہم یہ بھی اندازہ کرتے جائیں کہ بنی اسرائیل کو کس قدر ہم خداوند سے دور اور حق سے برا کیجھتے کرتے ہیں کامیاب ہوئے ہیں اور ان بنیادوں پر بنی اسرائیل کا مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد ہم افریقہ کا رخ کریں گے اور وہاں ہم یونان کے مقابلے میں روم فاش کی مدد کر کے اُسے یونان پر کامیاب اور کامران بتائیں گے! اے میرے ساتھیو آؤ اب فلسطین کے راستے افریقہ کا رخ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزرایل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عزرایل اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ جس وقت فلسطین کی بستی مصرعہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو بستی سے باہر دیرانوں کے اندر اُس نے دیکھا کہ ایک جوان کو ہستانوں اور چٹانوں کے اندر ایک نہایت خونخوار اور توانا شیر کے ساتھ برسر پیکار تھا وہ بار بار حملہ آور ہوتے شیر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتا اور اُسے چٹانوں پر پٹخ دیتا اور قریب ہی ایک بلند چٹان کی اوٹ میں ایک بوڑھا بیٹھا وہ سارا منتظر دیکھ رہا تھا عزرایل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بڑی چٹان کے پیچھے نمودار ہوا اور چٹانوں سے گھری ہوئی وسیع جگہ وہ اس جوان اور خونخوار شیر کا مقابلہ بڑی دلچسپی اور انہماک سے دیکھنے لگا تھا عزرایل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اُس اجنبی جوان نے خونخوار شیر کو چٹانوں پر پٹخ پٹخ کر جان سے مار دیا تھا پھر وہ جوان وہاں سے فوراً نکل کر چلا گیا تھا۔

اس جوان کے چلے جانے کے بعد وہ بوڑھا جو چٹان کے پیچھے یہ مقابلہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وہ بھی چٹان سے باہر نکل آیا اس دوران عزرایل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بوڑھے کی طرف گیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس سے پوچھا اے بزرگ تم کون ہو اور تھوڑی دیر قبل جو یہ ساتے چٹانوں سے گھیرے ہوئے میدان کے سامنے اندر ایک جوان شیر سے مقابلہ کرنے کے بعد اور شیر کا خاتمہ کر کے چلا گیا ہے وہ کون ہے اس پر اُس بوڑھے نے تھوڑی دیر کے لیے غور اور حیرت انگیز انداز میں عزرایل اور اُس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر عزرایل کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اُس نے اٹا عزرایل سے سوال کیا پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو اور کیسے یہاں آن نمودار ہوئے اس پر عزرایل مسکرایا اور بڑی نرمی سے اُس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے میرے محترم! ہم تو اجنبی اور مسافر ہیں اس فلسطین کے ان سرزمینوں سے نکل کر ہم تو جنوب مغرب کا رخ کر رہے تھے کہ چٹانوں سے گھری ہوئی اس وادی پر ہماری نظر پڑھ گئی جہاں وہ نوجوان اور شیر ایک دوسرے

میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور اس نے مجھے اپنا نام ہی بتایا۔ پھر اس نے مجھ پر انکشاف ضرور کیا کہ تو بانجھ ہے تو معاملہ ہوگی اور تیرے ہاں بیٹا ہو گا سو تو اس دوراں میں مے یا نشہ کی چیز نہ پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا کیونکہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے اپنے مرنے کے دن تک خداوند کا نذیر ہوگا اپنی بیوی سے یہ حالات سن کر منوصہ نلم کا وہ شخص بڑا حیران اور پریشان ہوا اور وہ یہ سوچنے لگ گیا تھا کہ آخر ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوتے والا ہے۔

اور اسے اجنبی ایک رات پھر ایسا ہوا کہ منوصہ اپنے رب کے حضور سرسجود ہوا عبادت کرتا رہا اور پھر اُس نے دعائیں انداز میں اپنے خداوند سے اتناں کی اے خداوند میں تیرے منت کرتا ہوں کہ وہ شخص جو میری بیوی سے ہم کلام ہوا تھا اور پھر ہمارے پاس آئے اور ہمیں یہ سکھائے کہ ہم اُس پیدا ہونے والے لڑکے کے معاملہ میں کیا کریں۔

پس خداوند نے اس منوصہ کی دعا کو قبول کیا اور خداوند کا فرشتہ انسانی صورت میں اس عورت کے پاس اُس وقت آیا جب وہ اکیلی کھیت میں کام کر رہی تھی اور اس کا شوہر اس کے ساتھ نہ تھا خداوند کے فرشتہ کو انسانی صورت میں دیکھتے ہی وہ عورت گھر کی طرف بھاگی اور اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کیا تو نے جو دعا اپنے خداوند کے حضور مانگی تھی شاید وہ قبول ہوئی اس لیے کہ وہ شخص جیسے میں خداوند کا فرشتہ سمجھتی ہوں جو پہلی بار میرے پاس آیا تھا اور مجھے میرے بیٹے کی بشارت دی تھی وہ پھر آیا ہے اور اس وقت ہمارے کھیت کے اندر کھڑا ہے پس تو میرے ساتھ اس کے پاس چل اور تفصیل کے ساتھ اُس سے گفتگو کر اپنی بیوی کے اس انکشاف پر منوصہ بے حد خوش ہوا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس کھیت کی طرف بھاگنے لگا تھا جہاں کچھ دیر پہلے اُس کی بیوی کام کر رہی تھی۔

منوصہ اس شخص کے پاس آیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اجنبی کیا تو وہی ہے جو ایک بار پہلے بھی میری بیوی کے پاس آیا اور اُسے اس کے بیٹے کی بشارت دی تھی حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ میری بیوی بانجھ ہے اور اس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی پھر تو کیسے اور کس بنا پر میری اس بانجھ بیوی کو اولاد کی بشارت دی ہے اس پر اس شخص نے منوصہ کو مخاطب کر کے کہا اے منوصہ میں وہی شخص ہوں جو ایک بار پہلے بھی

کے ساتھ برسرِ پیکار تھے سو ہم ان کا مقابلہ دیکھنے کے لیے یہاں رک گئے پھر وہ نوجوان ایسا جلد باز ثابت ہوا کہ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ یہاں سے فوراً بھاگ گیا اور مجھے اُس سے پوچھنے کا موقع نہ ملا اگر وہ تھوڑی دیر یہاں رکتا تو میں ضرور اُس سے پوچھتا کہ وہ کون ہے اور کن سرزمینوں کے ساتھ اُس کا تعلق ہے اس لیے کہ وہ نوجوان جس نے یوں آسانی کے ساتھ شیر کو بچھاڑ دیا ہے کوئی معمولی جوان نہیں ہو سکتا لہذا اُس کے جانے کے بعد اسے میرے بزرگ میں تم سے یہ پوچھا رہا ہوں کہ وہ نوجوان کون تھا اس لیے کہ تیرے علاوہ یہاں اب اور کوئی نہیں ہے جو یہ جانتا ہو کہ وہ یہاں سے چلے جانے والا تو جوان کون ہے۔

عزازیل کی اس بات کے جواب میں اُس بوڑھے نے پرسکون اور مطمئن انداز میں کہا اے اجنبی! میرا تعلق بنی اسرائیل سے ہے یہ جوان جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس شیر سے مقابلہ کر رہا تھا اس کا نام سمسون ہے یہ کون ہے اور یہ کیوں ایسا طاقت ور ہے یہ ایک لمبی داستان ہے اے اجنبی! اگر تم یہ لمبی داستان سننا پسند کرو تو میں تمہیں سنائوں اس پر عزازیل نے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہاں اے میرے بزرگ ہم ضرور اس داستان کو سننا پسند کریں گے سو ہماری تم سے اتناں ہے کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ اور سکون کے ساتھ ہمیں اس نوجوان کی داستان سنائو عزازیل کے کہنے پر وہ بوڑھا ایک پتھر پر بیٹھا گیا عزازیل اور اُس کے سارے ساتھی بھی اُس بوڑھے کے سامنے جب پتھروں پر بیٹھ گئے تب اُس بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔

اے میرے عزیز بنی اسرائیل کے قبیلے اپنوں میں منوصہ نام کا ایک شخص ہے جو میرے نام کی بتی میں رہتا ہے اس منوصہ کی بیوی بانجھ تھی سو اُس کے کوئی بچہ نہ ہوا پھر ایک روز اے میرے عزیز! دایا ہوا کہ خداوند کا فرشتہ اس عورت کو دکھائی دیا اور اس عورت کو مخاطب کر کے کہا دیکھ تو بانجھ ہے اور تیرے بچہ نہیں ہوتا پھر عنقریب تو حاملہ ہوگی اور تیرے ہاں بیٹا ہوگا سو خبردار اس دوراں سے مے یا نشہ کی چیز مت پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا دیکھ تو معاملہ ہوگی اور تیرا بیٹا ہوگا اور اپنے اُس ہونے والے بیٹے کے سہ پہر کبھی استرو نہ پھرتے دینا اس لیے کہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے خداوند کا نذیر ہوگا اور یہ کہ وہ بنی اسرائیل کو فلسطینیوں کے ہاتھ سے رہائی اور نجات دینا شروع کرے گا۔

اس عورت نے گھر جا کر یہ سارا واقعہ اپنے شوہر منوصہ سے بیان کیا بلکہ اور اُسے بتایا کہ یوں ایک شخص میرے پاس آیا جو شاید انسانی صورت میں خداوند کا فرشتہ ہو

یہ پلے گئے تھے۔

وہ بوڑھا تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اُس نے عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز! اجینو پس کچھ ہی عرصہ بعد منوصہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور اب یہ لڑکا جوان ہو چکا ہے! اس جوان کا نام سمون ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس جیسا پر قوت اور طاقت ورنہ جوان نہیں دیکھا اس کے علاوہ یہ نوجوان انتہائی بااخلاق باکردار اور نیک ہے اور نیکی ہی کے فروغ کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے اپنی بات ختم کرنے کے بعد اس بوڑھے اسرائیلی نے اس بار عزرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے معزز! اجنی میں نے تمہارے کہنے پر سمون کے حالات تہنیتی تفصیل کے ساتھ سنا ہے میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھوں مرنے والا یہ توانا اور طاقت ور شیر اپنی کچھار سے نکالا اور سمون پر اس نے حملہ کر دیا سمون اس چٹان کے پیچھے چھپ کر یہ اندازہ لگانے کے لیے رک گیا کہ دیکھوں کہ اب یہ شیر سمون کی کیا حالت کتھے تو مجھے بھی اجازت دو کہ میں اپنے گھر کی طرف لوؤں اس پر عزرائیل نے کہا! اے بزرگ تیرا شکریہ کہ تو نے سمون سے متعلق ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا اب تم جاسکتے ہو اس کے ساتھ ہی وہ بوڑھا اسرائیلی وہاں سے اٹھا اور اپنی بستی کی طرف چلا گیا تھا۔

اس بوڑھے کے جانے کے بعد عزرائیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز! ہمارے یہ ایک اور مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا ہے یہ سمون جس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے چٹانوں میں گھرے ہوئے سامنے والے میدان میں شیر کا خاتمہ کیا ہے یہ بھی یوناف کی طرح نیکی ہی کا ایک نمائندہ ہے پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ نیکی کے اس بے نامندے کو اپنے کرب اور غدا میں ڈال کر اسے نیکی کے فروغ سے روک دیں! پس میرا احوال یہ ہو گا کہ یہاں سے اب مغربی افریقہ کے مشرقی حصہ کا رخ کریں گے اور وہاں جھیل میرو کے کنارے روناش کو یوناف کے مقابلے میں مدد ہم پہنچانے کے بعد اور وہیں پر قرطیہ کا خاتمہ کر کے ہم دوبارہ ان سرزمینوں کا رخ کریں گے اور یہاں آگے سمون کو اپنے کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ نیکی کے فروغ کے لیے کام نہ کر سکے! لہذا آؤ میرے ساتھیو! یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلسطین کے کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو گیا تھا۔

جس رات روناش کو لوہے اور کڑی کے پتھر سے بن کر کے یوناف نے اس کا راز فاش کیا تھا اس کے دوست روز سردار محبتا اور یوناف دیوان قلنہ میں دونوں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ قرطیہ حویلی کے اندرونی حصے میں کام کر رہی تھی کہ سردار محبتا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف! میرے عزیز! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ میرا بیٹا ہو کر اس روناش نے کیسے چیتے کی فطرت اختیار کر لی اگر وہ ایسا ہے تو پھر میری بیٹی قرطیہ کے متعلق تہا کیا خیال ہے میں سمجھتا ہوں اگر روناش سے مجھے خطرہ ہے تو ایسا ہی خطرہ مجھے قرطیہ سے بھی ہو سکتا ہے تو کیا مجھے روناش کے ساتھ ساتھ قرطیہ سے بھی محتاط نہ رہنا چاہیے اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے سردار محبتا! تمہارے اندازے اور تمہارے اندیشے درست نہیں ہیں۔ قرطیہ تمہیں ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسی ایک بیٹی اپنے باپ کو رکھتی ہے لہذا روناش کی طرح تمہیں قرطیہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے! ہاں اس موقع پر میں یہ بات تم سے ضرور کہوں گا کہ روناش اور قرطیہ دونوں تمہاری اولاد نہیں ہیں۔

اس پر سردار محبتا نے چونکتے ہوئے پوچھا! اے یوناف! یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ روناش اور قرطیہ کیسے میری اولاد نہیں ہیں یوناف نے تھوڑی دیر غور سے محبتا کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا اے محبتا! اگر تم یہ راز جانتا ہی چاہتے ہو تو پھر سنو میں تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ روناش اور قرطیہ دونوں ہی دراصل شیطانی جنس اور نسل سے ہیں۔ شیطان نے ان کی ماں کو ایک شیطانی فطرت رکھنے والے پیتے سے موت کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ دونوں پیدا ہوئے ان دونوں میں یہ قاصیت ہے کہ یہ شیاطین ہی کی طرح ہیں اور ان ہی کی طرح یہ اپنی مختلف شکلیں بدل لینے پر بھی قادر ہیں اور شیاطین ہی کی طرح یہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر نمودار ہو سکتے ہیں پس اے سردار محبتا! روناش اور قرطیہ

ہوئے کہا! اے سردار مجھ سے تم نکلے ہو میں اور قرطیہ جیب تک تمہاری حویلی کے اندر ہیں رونقش
تہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب میں یہاں سے اصرار دھر جا یا کروں گا تو میں اپنی ایک
سری قوت کو تمہاری حفاظت پر لگا جا یا کروں گا اور اس طرح مجھے امید ہے کہ رونقش کا فائدہ
کرتے تک میں اس سے ضرور تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔

ایمانک کہتے کہتے یونان رک گیا کہ اسی لمحہ ایمانک نے اس کی گردن پر ریشمی لمس دیا تھا۔
اور اس کے ساتھ ہی ایمانک کی آواز یونان کی سماعت سے ٹھکانی اسے یونان میرے صیب
اب تم سنبھل کر محتاط ہو جاؤ عزائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ خوفہ قب عارب یوسا اور بنیط
کے ساتھ یہاں ان سرزمینوں میں داخل ہو گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ تمہارے مقابلے میں۔
رونقش کی مدد کرے گا لہذا اے یونان اب ہمارے مقابلے میں ایک طرح سے ہمارے
سارے دشمن آن لکھے ہوئے ہیں! لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ ان کے مقابلے میں محتاط اور
مستعد رہنا ہو گا اور اے یونان یہ بھی سن رکھو کہ عزائیل میرے خیال میں اپنا پہلا عہد قرطیہ
کو بنانے کی کوشش کرے گا اس لیے کہ قرطیہ اپنی شیطانی فطرت سے بغاوت کرنے کے بعد
تمہارا ساتھ دے رہی ہے اور عزائیل کسی طور یہ پسند نہ کرے گا کہ کوئی ایسی لڑکی جس کا تعلق
اس کی نسل سے ہو وہ تمہارا ساتھ دیتے ہوئے نیکی کی راہ پر گامزن ہو لہذا عزائیل اس کے
ساتھیوں کے مقابلے میں تمہیں اپنے ساتھ قرطیہ کا بھی دفاع کرنا ہو گا ورنہ یاد رکھو اگر عزائیل
نے قرطیہ پر قابو پالیا تو وہ اسے بھی ان راہوں پر ڈال دے گا جن راستوں پر اس وقت رونقش
پل رہا ہے۔

ایمانک جب اپنی بات ختم کر چکی تب یونان نے زور زور سے قرطیہ کو پکارنا شروع
کر دیا تھا اور اس پکار کے جواب میں قرطیہ بھاگتی ہوئی اور اپنے ہاتھ ایک عات ستھرے کپڑے
سے پونچھتی ہوئی دیوانہ خانے میں داخل ہوئی اور یونان کو اس نے مخاطب کر کے پوچھا
کیا آپ نے مجھے آواز دی اس پر یونان نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا! اے قرطیہ یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو یونان کے کہنے پر قرطیہ
اس کے سامنے بیٹھ گئی تب یونان نے اسے مخاطب کر کے کہا

اے قرطیہ میری بات غور سے سنو عزائیل اور اسکے سب ساتھی جن میں کچھ میرے ذاتی
دشمن بھی ہیں یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس پر قرطیہ نے یونان کو اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے روکتے

دونوں ہی شیطانی کی فطرت رکھتے ہیں تو جو ان ہو کر اس رونقش نے تمہارے اصل رونقش اور
قرطیہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور تمہارے بیٹے کی جگہ خود یہ رونقش بن گیا اور تمہاری بیٹی کی
جگہ اس قرطیہ نے لے لی اور ان دونوں نے ہی تمہارے بیٹے اور بیٹی کی شکلیں اختیار کر کے
تمہارے پاس رہنا۔ اور تمہاری آٹھیں ہی اس رونقش نے ان سرزمینوں کے اندر خونخواری
اور بربادی پھیلانی جب کہ قرطیہ اس کے ان کاموں میں شامل نہیں ہے یہ ایک انتہائی نیک اور
محبت کرنے والی لڑکی ہے اور اس نے کہیں بھی کسی بھی جگہ خونخواری اور آدم خوری
کا جرم نہیں کیا۔

یونان تھوڑی دیر کا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے سردار مجھ سے اس خونخواری میں اگر
یہ قرطیہ بھی ملوث ہوتی تو میں ہرگز اس سے شادی نہ کرتا اور اے سردار مجھ سے تمہیں یقین دلاتا
ہوں کہ تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹی کے قتل میں یہ قرطیہ شامل نہیں ہے اور میں تمہیں اس بات کی
بھی ضمانت دیتا ہوں کہ قرطیہ سے تمہیں کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں اس لیے کہ وہ تمہیں ایسا ہی عزیز
رکھتی ہے جس طرح ایک بیٹی اپنے ایک حقیقی باپ کو عزیز جانتی ہے! لہذا ہمارا اب اصل دشمن
رونقش ہے جس سے اے مجھ سے نہ صرف تمہیں بلکہ بستی کے دیگر لوگوں کو بھی خطرہ ہے
اس لیے کہ آدم خوری اس کی عادت جلدت اور خون خواری اس کی عادت اور ضرورت
بن چکی ہے۔

سردار مجھ سے تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس نے
اپنی گردن سیدھی کی چند تاروں تک یونان کی طرف دیکھا پھر اس نے مہم سی آواز میں کہا!
اے یونان میں تمہارے کہنے پر اعتبار کرتا ہوں میں قرطیہ کو بھی اپنی بیٹی جیسا ہی جانوں پر اب
میری تم سے یہ گزارش ہے کہ کسی نہ کسی طرح رونقش پر قابو پانے کی کوششیں کرو ورنہ تم جانتے
ہو کہ اب وہ ضرور میرا فائدہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ
میں اس کے اصل روپ سے واقف ہو چکا ہوں اور وہ نہیں پسند کرے گا کہ ان لہجوں کے
لوگوں کے سامنے اس کے اصل روپ کی تشہیر ہو۔ لہذا اے یونان تم سے میری یہ گزارش
ہے کہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے ہر صورت میں اور جلد از جلد اس کا فائدہ کرنے کی
کوشش کرو ورنہ یہ ضرور میرا خون کر کے رہے گا۔

یونان نے سردار مجھ سے کہہ کر پلٹ کر دھڑلے سے

تو ہم دیوار پر بنی ان تصویروں پر اپنا عمل کر کے عزائیں اور اس کے ساتھیوں کو ایک تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کر سکیں اس پر ایلیکا نے یوناف کی گردن سے طعنه ہوتے کہا: اسے یوناف تم اس دیوان خانے کی سامنے والی دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرو اور پھر دیکھو میں اس دیوار پر ایک کونڈہ سے عزائیں اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بناتی ہوں پھر دیکھیں گے یہ سب کس طرح ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے ایلیکا کے طعنه ہونے کے ساتھ ہی کمرے میں قرطیہ داخل ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں چھری تھی اور ابھی وہ یوناف کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی کہ کمرے میں ایک طوفان اور کھرام برپا ہو گیا اس لیے کہ عزائیں اپنے ساتھیوں کے علاوہ قب خونہ عارب یوسہ اور بیٹھ کے ساتھ طوفانی انداز میں کمرے میں داخل ہوا تھا اور ان کے پیچھے پیچھے رونقاش بھی اس کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن رونقاش نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی ہیت کو بدل لیا اور وہ انسان سے جیسے کا روپ دھار گیا اسی لمحہ لمحہ یوناف حرکت میں آیا اپنی تلوار سونت کر اس نے اس پر کھوئی عمل کیا اور اپنے اور قرطیہ کے گرد اس نے کوئی حفاظتی حصار بنا لیا تھا پھر رونقاش نے جیسے کا روپ دھارنے کے بعد یوناف اور قرطیہ کا رخ کرنے کے بجائے سردار محبت کا رخ کیا۔ اس نے ایک زبردست غصیل اور زریں تفتہ سردار محبت پر لگائی اور لمحوں کے اندر اس نے محبت کو حیرت بھرا کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور پھر ایک دم اس نے دوبارہ اپنی ہیت بدل لی تھی جیسے سمجھ وہ انسانی روپ میں آکر عزائیں کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

ہوئے اس نے خوفزدہ سی آواز سے پوچھا: آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ عزائیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں میں داخل ہو گئے ہیں جواب میں یوناف تھوڑا سا مسکرایا اور کہا عزائیں اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی اطلاع مجھے ایلیکا نے کی ہے اور اس موقع پر قرطیہ میں تم کو یہ بھی کہوں گا کہ عزائیں یا اس کے ساتھی ضرور تمہیں اپنا حدف بنانے کی کوشش کریں گے اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوگی کہ تمہیں بھی تمہارے بھائی رونقاش جیسا بنا کر رکھ دیں! لہذا میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اب ہر وقت میرے ساتھ رہنے کی کوشش کرنا تاکہ عزائیں یا اس کے ساتھی جب بھی تمہیں اپنا حدف بنانے کی کوشش کریں تو میں ان سے تمہارا دفاع کر سکوں یا در کھو تم نے میرے ساتھ مل کر جو نیکی کا راستہ اختیار کیا ہے یہ عزائیں کے لیے بالکل ناپسندیدہ ہے لہذا اس کی بناء پر وہ تم سے اس کا انتقام لینا چاہتا ہے۔

اسے قرطیہ تمہاری حفاظت کے لیے میں ایک اور بندوبست کر رہا ہوں یہ تم دیوان خانے کی دائیں دیوار دیکھ رہی ہو اسے میں ایک طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا ہوں اور ایلیکا بھی تھوڑی دیر تک اس دیوار پر عزائیں اور اس کے سارے ساتھیوں کی خشکیں بنا دے گی اس کے علاوہ میں ایک چھری پر اپنا سہری عمل کروں گا پس وہ چھری تم جس تصویر پر رکھو گی اسی تصویر والے ایک ناقابل برداشت اذیت اور عذاب میں مبتلا ہو کر رہ جائے گا یہ احتیاط میں اس لیے کر رہا ہوں اگر میں کبھی گھر پر نہ ہوں اور تم اکیلے ہو تو عزائیں یا اس کے ساتھیوں میں سے جو بھی تم پر حملہ آور ہو تم فوراً وہ چھری لے کر دیوار پر بنی ہوئی اس شخص کی تصویر کو اذیت دینا شروع کر دینا جو تم پر عملاً درہم جیسی اذیت تم دیوار پر بنی ہوئی تصویر کو درہم کی ایسی ہی اذیت اس تصویر والے کو بھی پہنچے گی اس طرح جب تم کبھی گھر پر نہ رہا ہو تو بھی اس طریقہ کار سے کام لے کر عزائیں اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنا دفاع کر سکتی ہو! اسے قرطیہ مجھے امید ہے تم میرا طریقہ کار سمجھ چکی ہو گی! یوناف کے اس استفسار پر قرطیہ نے خوشی اور اطمینان میں کہا میں آپ کا طریقہ کار سمجھ چکی ہوں اس پر یوناف نے پھر کہا: اگر ایسا ہے تو پھر جاؤ ایک چھری لے کر آؤ تاکہ میں تجھے عملی طور پر یہ سارا طریقہ سمجھا دوں یوناف کے کہنے پر قرطیہ اٹھ کر باہر نکل گئی جب کہ یوناف نے فوراً ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اسے ایلیکا آؤ اس دیوان خانے کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں بدل دیں پھر اس دیوار پر تم عزائیں اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بنادینا تاکہ جب بھی ان کی طرف سے یہیں خطرہ محسوس ہو

یوناف نے ایک بار بیٹھے دکھ اور غم سے سردار محبت کی ادھر سے ادھر کی لاش کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی غصے اور غضب کے عالم میں رونقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اسے رونقاش اس ظن و گمان میں نہ رہنا کہ سردار محبت کی یہ حالت کرنے کے بعد تم بچ رہو گے اور آزادی کے ساتھ خونخواری اور آدمخواری کا کھیل کھیتے رہو گے یاد رکھو میں جب تم پر وارد ہو گا تو تمہاری ساری لٹائیں کھینچ اور کاٹ کر رکھ دوں گا اسے رونقاش مت سوچو کہ تمہارا انجام کرنے والا کوئی نہیں ہے! قسم مجھے اپنے رب لازوال کی میں جب تم پر ہاتھ ڈالوں گا تو تمہاری شیطنت کے اند جیسے تمہارے قلم سا بکھرتا رہے تمہارے ززلوں کی دھمک اور تمہاری بجلیوں کی ساری ہی کرک ہے نہیں محروم کر کے رکھ دوں گا اس روز تم ایک بے بس کی حیثیت سے تم میرے سامنے کھڑے ہو گے اور مجھ پر اتنے ایسی اذیت ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا کہ تم اپنے لیے موت

کی دعا مانگو گئے پھر موت تم سے دور بھاگے گی زندگی تمہارا تاقب کرے گی جب کہ تم موت کا تاقب کر دو گے اور میں تمہیں دوسروں کے لیے ایک عبرت بن کر رکھ دوں گا۔

یونات کی یہ گفتگو سنے کے بعد روناش نے ایک نفرت انگیز اور طویل قہقہہ لگایا پھر عزازیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یونات کو مخاطب کر کے اس سے پوچھا! اے یونات جانتے ہو یہ کون ہیں اور کس کی موجودگی میں تم مجھے دھمکیاں دیتے ہوئے مخاطب کر رہے ہو! یونات نے اسی طرح غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے روناش میں جانتا ہوں یہ تیرا باپ عزازیل ہے اس سے پوچھیں کئی بار اسے بھی سماوی نعمتوں اور فدا کی برکتوں کے سہارے مجروح و حوال نصیب، درماندہ و قروماندہ، بے شرف و بے توقیر اور بے وقعت و بے نصیب بنا چکا ہوں کئی بار یہ ملعون و بد نصیب میرے مقابلے پر آیا لیکن مجھ سے شکست کھا کر اور نقصان اٹھا کر بوٹری کی طرح دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اسے روناش تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے میں اس سے پہلے اس سرزمین پر شہزاد کا جبر فرود کی آگ اور فرعون کا ستم اور کبر و نخوت دیکھ چکا ہوں پران پر ہر ایک کو میرے رب نے ایسا تباہ و برباد کیا کہ انہیں دنیا والوں کے لیے ایک عبرت بنا کر رکھا! اے روناش اگر اس عزازیل کو اپنا سہارا بنا کر مجھ سے ٹکراتے کی کوشش کرو گے تو پھر سن رکھو میں اپنے رب کا نام لے کر تمہیں اطمینان کے سایوں، سلامتی کے گوشوں اور گدو خواہشوں اور تمہارے جذبہ کھربائی سے تمہیں نکال کر تمہیں خون اور اشکوں سے نہلاؤں گا اور تمہارے جینے کے در و در کب کا ایک باب بنا کر رکھ دوں گا اے روناش غمگین میں تمہارے ساتھ آگ اور خون کا ایسا کھیل کھیوں گا۔ تمہارے حوال کو براگندہ کر دوں گا اور تمہارے سینے میں خوف و وحشت کی دھکی ہوئی آگ بھر کر رکھ دوں گا۔ اے روناش تم نے ابھی زندگی کا کوئی تجربہ حاصل نہیں کیا یہ تمہارا بدی کا گناہ تھا عزازیل جانتا ہے کہ اس کے مقابلے میں میں تقدیس کا پاسبان اور شیخی اور خیر کی آتش سیال ہوں اور میرا رب وہ رب ہے جو معجزات و عجائبات کا مہر و کر تاج ہے جو چاہے تو ستارے کو آفتاب بنے کو سمندر کو گوتے کو طوفان اور راکھ کو شعلہ بنا کر رکھ دے میں جب بھی رب کا کن فیکوں کا نعمۃ الایمان ہوا تم پر در و در ہوں گا تو تمہارے سارے اکیس پھیلاؤں اور دم و حشمت کو زیر و زیر کر کے رکھ دوں گا اور تمہاری لائہائیت کی گہرائی میں اتر کر میں تمہیں مجبوراً میرے زندان بنادوں گا سوائے روناش میرا تمہارے ساتھ عہد ہوا کہ ایک روز نہیں

بلکہ غمگین میں تم سے سردار محبت کا بہت بڑا اور مولانا کا انتقام لوں گا۔

یونات جب خاموش ہوا تب عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بیٹی کے نامندے اور تقدس کے پاسبان اگر تم ایسی طاعت اور وقت رکھتے ہو تو یہ جو حصار اپنے اور قرطیہ کے گرد بنا لیا ہے ذرا اس سے باہر تو نکلو پھر میں دیکھوں کہ تم کیسے زور آور اور بر قوت ہو! یونات نے فوراً عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدی اور گناہ کے گناہ گار! ابھی میری تمہارے خلاف بہت بڑی کامیابی اور فوز مندی نہیں ہے کہ تم اس حصار کو نہیں توڑ سکتے جو میں نے اپنے اور قرطیہ کے ارد گرد کھینچا ہے اور اے عزازیل یہ جو تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روناش کو یہاں لاکر اسے سردار محبت کا قتل کرنے کی شہ دی ہے تو سن رکھو ایک روز تم اپنی آنکھوں سے ہی اس روناش کا انتہائی بڑا انجام دیکھو گے! اے عزازیل اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم نے روناش اور قرطیہ کی صورت میں جو عجبیہ اس دنیا میں لاکھڑے کئے ہیں! یاد رکھو میں ان عجوبوں پر بھی کامیاب رہوں گا اس لیے کہ تم جانتے ہو ان دو میں سے قرطیہ کو میں نے اپنے ساتھ لایا ہے اور اب وہ میری بیوی اور میری رفیقہ کی حیثیت سے میری ہر خواہش اور میرے ہر ارادہ پر میری ہاں میں ہاں ملے گی! گویا میں نے تمہارے گروہ سے قرطیہ کو توڑ کر اپنے ساتھ لایا ہے اب میں روناش کے مقابلے میں بھی ایسا ہی کروں گا اگر اس روناش نے میرا کہا نہ مانا! تو پھر سن رکھو غمگین تم سستو گے کہ روناش کا کسی نے فاتحہ کر دیا ہے۔

اے عزازیل اگر تم اس ارادے سے اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آئے ہو کہ تم پھر پر قابو پانے کے بعد قرطیہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بناؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے! تم جانتے ہو کہ میں اکیلا ہی تم سب کا مقابلہ کرنے اور تم سب کو گولوں کی طرح اڑانے کا مظاہرہ کر سکتا ہوں! اس کے ساتھ ہی یونات نے اپنی تلوار کو فضا میں بند کیا پھر اس نے اپنے قریب پہنچیں کھڑی قرطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطیہ میں ان بدی کے گناہوں کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں! اسوجس طرف میں بڑھوں تم میرے ساتھ ساتھ حرکت کرتے رہنا اس کے ساتھ ہی یونات نے اپنی تلوار کو اپنے چاروں طرف نہراتے ہوئے اپنے گرد کھینچے ہوئے حصار کو وسیع کرنا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ اسی طرح حصار کھینچتا ہوا وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیچھے ہٹاتے ہوئے سب کو کمروں سے باہر لے گیا

یہ باپ عزرائیل بھی کیسے کرب اور عذاب میں مبتلا ہے اور اسی عذاب اور کرب میں تم بھی مبتلا ہو
تم بھی دیکھتے ہو کہ عزرائیل اور اس کے سارے ساتھیوں کے جسموں پر خون نکالتی خراشیں نمودار ہونے
لگی ہیں۔ اور تم میں سے ہر کوئی اپنی ذات اور اپنی روح کے لیے بے انتہا تکلیف اور کرب محسوس
کر رہا ہے روقاش یا کسی اور نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ عزرائیل اپنے
ساتھیوں کے قریب ہوا اور رازداری کے ساتھ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے میرے
عزیزو تم دیکھتے ہو کہ یوناف نے ہم سب کو ایک ذلت آمیز کرب میں مبتلا کر دیا ہے اور یہ تکلیف
ہماری اس وقت تک رہے گی جب تک ہم اپنی موجودہ شکل و صورت میں ہیں اور جب ہم نے
اپنی اس ہیئت کو بدل دیا تو ہم سے یہ تکلیف اور عذاب دور ہو جائے گا۔ لہذا اے میرے دوستو
میں تمہیں شورو دیتا ہوں کہ اپنی اپنی ہیئت کو بدل لو اور آؤ یہاں سے کوچ کر جائیں اس طرح
ہمیں اس تکلیف سے نجات مل جائے گی جس میں یوناف نے ہمیں مبتلا کر دیا ہے اس کے ساتھ
ہی عزرائیل اور اس کے ساتھیوں نے اپنی اپنی ہیئت بدل لی اور پھر وہاں سے روپوش ہو
گئے تھے۔

عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد یوناف پھر کمرے میں داخل ہوا اور
قرطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا: اے قرطیہ اب تم ان تصویروں کو اذہبیت دینے
کا سلسلہ بند کرو اس لیے کہ جو عمل تم نے کیا ہے اس کا تو عزرائیل اور اس کے ساتھیوں پر ایسا اثر
ہوا ہے کہ وہ سب اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اس پر قرطیہ یوناف کے
قریب آئی اور اپنی شہد بھری آواز میں اس نے احسان مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا میں آپ
کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے عزرائیل روقاش اور اس کے دیگر ساتھیوں سے میری جان بچائی!
آج اگر آپ نہ ہوتے تو عزرائیل یقیناً مجھے ایسی اذہبیت میں مبتلا کرتا جو میرے لیے ناقابل برداشت
ہوتا۔ اقرطیہ کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا: اے قرطیہ میں نے تمہارے لیے کچھ بھی نہیں
کیا میرا رب بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اپنے بندوں کو وہی پناہ عطا کرنے والا ہے اور
وہی اپنے بندوں کو عزرائیل کے شر سے نجات دینے والا ہے۔

اے قرطیہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں سردار غبستا کے لیے کچھ نہ کر سکا یہ عزرائیل
اور اس کے ساتھی اچانک ہی اس کمرے میں آنمودار ہوئے اور پھر لمحوں کے اندر اس روقاش
نے چیتے کی شکل دھار کر سردار محبت پر حملہ کیا اور اسے پھر پھاڑ کر رکھ دیا اے قرطیہ اب

تھا پھر اس نے اپنے دل میں مدغم ہی آواز میں پکارا: اے ایکایک تم کہاں ہو میری بات غور سے
سنو میں عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر لے آیا ہوں اس کو کمرے کی دائیں والی دیوار
پر طسم کر کے اسے میں نے طسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے لہذا اب تم اس دیوار پر عزرائیل اور
اس کے ساتھیوں کی شکلیں بناؤ اور پھر دیکھنا انہیں میں کیسی اذہبیت اور عذاب میں مبتلا کرتا
ہوں اور سو قرطیہ کے ہاتھ میں پکڑی چھری پر بھی میں نے مکر کر دیا ہے۔

یوناف نے یوں ہی عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر روکے دکھا اتنی دیر
تک ایکایک طسمی دیوار پر ان سب کی تصویریں بنا ڈالی تھیں پھر ایک بار یوناف نے مڑ
کر کمرے کے اندر رونی صفے کی طرف دیکھا جب اس نے محسوس کیا کہ طسمی دیوار پر ایکایک
عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں بنا دی ہیں! تب یوناف نے قرطیہ کے کان میں سرگوشی
کرتے ہوئے کہا: اے قرطیہ جس طرح تم میرے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر آئی ہو اسی طرح تم
اس سامنے والی دیوار کے پاس چلی جاؤ وہاں تک میرا حصار کھینچا ہوا ہے اور کوئی بھی تم پر حملہ آور
نہیں ہو سکتا اور جو تم نے اپنے ہاتھ میں چھری پکڑی ہوئی ہے اس چھری سے تم دیوار پر مبنی ہوئی
تصویروں کو باری باری اذہبیت دو ان کے پیٹ اور دوسرے جسمانی حصوں میں بری طرح اس
چھری کو گاڑو اور پھر دیکھو اس کا کیا رد عمل ہوتا ہے تمہاری تھوڑی دیر ایسا کرنے سے یہ
عزرائیل اور اس کے ساتھی یہاں سے بھاگتے ہوئے بھی دکھائی نہ دیں گے یوناف کے کہنے
پر حسین قرطیہ کے لبوں پر مٹھاس بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی ایک لمحہ کے لیے اس نے نہایت
منونیت سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے ہاتھ میں چھری کے اٹھائے وہ واپس مڑی اور طسمی
دیوار کے پاس جا کھڑی ہوئی پھر اس نے بڑی تیزی سے چھری کے ساتھ طسمی دیوار پر مبنی ہوئی
تصویروں کو اذہبیت دینی شروع کر دی تھی۔

جوں ہی قرطیہ نے دیوار پر مبنی ہوئی تصویروں کو اذہبیت دینا شروع کیا تھی اسی وقت
عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی حالت بری ہونا شروع ہو گئی تھی یوناف کے دیکھتے دیکھتے
وہ ایک تکلیف اور کرب میں مبتلا ہو گئے تھے اور ان کے جسموں پر خون نکلتی ہوئی خراشیں
نمودار ہونا شروع ہو گئی تھیں عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف
نے روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے روقاش تو نے دیکھا میں نے اپنے سری عمل کی
ابتداء کر دی ہے اور اب اس سری عمل کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہارا

جب کہ سردار محبتا مرچکا ہے تو میں اس کی موت پر غم اور دکھ کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا
کاش میں اس محبتا کی حفاظت کر سکتا۔ کاش میں اس محبتا کو اس روفاش کے ہاتھوں مرتے نہ
دیتا ہر حال! اسے قرطیہ میرا تم سے وعدہ ہے ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ میں اس روفاش
سے اس کی اس ساری بد عملیوں اور گناہوں کا حساب وصول کروں گا اسے قرطیہ میرے ساتھ
آؤں گا کہ بستی والوں کو اطلاع کریں کہ سردار محبتا پراچانک وہ مافوق الفطرت جیتا حملہ آور
ہوا اور سردار محبتا کا قاتل کر دیا اور ان بستی والوں کے ساتھ مل کر ہم سردار محبتا کی تدفین کا
بندوبست کریں قرطیہ نے یونان کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ دونوں میاں بوی بستی
فالوں کو سردار محبتا کی موت سے آگاہ کرنے کے لیے حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد کوا نام کی اس بستی میں بجز پھیل گئی کہ دن کی روشنی میں وہ مافوق الفطرت
جیتا اچانک سردار محبتا پر حملہ آور ہوا اور اس کا قاتل کر دیا سردار محبتا کی اس موت پر بستی
میں غم اور غصہ کے علاوہ خوف و وحشت بھی پھیل گئی تھی اس کے ساتھ ہی بے شمار لوگ سردار محبتا
کی حویلی میں جمع ہو کر سردار کی موت پر رونے اور واہ لیا کرنے لگے تھے اس طرح شام سے
قبل ہی کوا نام کی اس بستی سے باہر اور جیل میرو کے کنارے بستی کے قبرستان میں سردار محبتا
کو دفن کر دیا گیا تھا۔

فلسطین کے اندر رہتی اسرائیل کی بد عملیوں کی وجہ سے فلسطینی قوم چھانک رہی تھی اس قوم نے
بنی اسرائیل کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی اسرائیل کو اپنے سامنے اپنوں نے
غلام بنا کر رکھ دیا تھا اس طرح اپنی گناہ کو دوزخ کی بابت بنی اسرائیل دکھ اور تکلیف اور
غلام کی زندگی بسر کرنے لگے تھے بنی اسرائیل کے اندر وہ پیدا ہوتے والا عجیب و غریب انسان سمسون
ایک روز اپنی بستی سرعے نکلا اور فلسطینوں کی بستی قسمت کا رخ کیا جب وہ فلسطینوں کی بستی
میں داخل ہوا تو وہاں اس کی نظر ایک بے حد حسین اور جمیل اور پرکشش فلسطینی لڑکی پر پڑی اسے
دیکھتے ہی سمسون نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور اس لڑکی کو اپنی رفیقہ بنا کر رہے گا یہ
ارادہ کرنے کے بعد سمسون قریب ہی کھڑے ایک بوڑھے شخص کے پاس آیا اور وہاں سے گزرتی
ہوئی حسین لڑکی کی طرف اشارہ کر کے اس نے اس بوڑھے سے پوچھا! اسے میرے بزرگ کیا تم
مجھے بتاؤ گے کہ یہ لڑکی کون ہے کہاں رہتی ہے اس کے ماں باپ کے کیا نام ہیں اور اگر یہ اسی
بستی قسمت کی بہنے والی ہے تو اس کا گھر کس طرف ہے سمسون کے ان سوالات پر اس بوڑھے
کے بوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر وہ مٹی خیر انداز میں سمسون کو دیکھتا رہا پھر
اس نے نرم اور شفقت بھرے انداز میں کہا! اے اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے اور تو کیوں
اس گزرنے والی لڑکی کے متعلق سوالات مجھ سے پوچھ رہا ہے تاہم تیری حالت اور کیفیت کو
دیکھتے ہوئے تمہارے ان سوالات کا جواب تمہیں ضرور دوں گا! استوا سے اجنبی وہ لڑکی جس
کا طرف تم نے اشارہ کیا ہے اس کا نام درمہ ہے وہ اسی بستی قسمت کی بہنے والی ہے اس کے باپ
کا نام سلیمہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے اور اس کا تعلق فلسطینی قوم سے ہے یہ دو مرنام کی لڑکی
اس بستی کے مغربی حصے کی بہنے والی ہے ابھی وہ دور نہیں گئی سامنے جا رہی ہے تم اس کا
لتاقب کرو اور اس طرح تم جان سکتے ہو کہ اس کا گھر کہاں ہے! اے اجنبی میں نے تمہاری

کیفیت سے اندازہ کر لیا ہے کہ تم اسے پسند کرتے گے ہو اور ایسا کرنا کوئی گناہ یا جرم نہیں ہے لہذا اگر تم اس کا گھر دیکھنا ہی چاہتے ہو تو جاؤ اس کا تعاقب کرو سمعون نے تو اس بوڑھے کا شکریہ ادا کیا پھر وہ بھاگ کر دوسرا نام کی لڑکی کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ اس نے دیکھ لیا کہ وہ لڑکی قسمت شمر کے مغربی حصے میں کس مکان میں داخل ہوئی ہے اس کے بعد وہ اپنی بستی کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اپنی بستی حرم میں داخل ہونے کے بعد سمعون جب اپنے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اور اس کا باپ موصوفہ دونوں اپنے مکان کے صحن میں ایک کھاٹ پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ سمعون ان کے پاس آکر بیٹھ گیا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے میرے ماں باپ میں نے آج تک تم دونوں سے کچھ بھی نہیں مانگا پھر آج میرے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے کہ میں تم سے کچھ مانگنے لگا ہوں اور مجھے امید ہے تم انکار نہ کرو گے اس پر سمعون کی ماں نے بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی پشت پر اس سے ہاتھ پھیرا اور بڑے نرم لہجہ میں کہا: اے میرے بیٹے مانگ تو کیا چیز مانگتا ہے اگر وہ ہمارے پاس ہوئی یا ہمارے بس میں ہوئی تو ہم ضرور اسے تیرے حوالے کر دیں گے سمعون کی ماں جب خاموش ہوئی تو اس کا باپ موصوفہ بھی بولا اور اسے مخاطب کر کے کہا: ہاں میرے بیٹے تم کہو تم کیا چاہتے ہو ہم تمہاری بات ضرور مانیں گے اس لیے تم کہہ رہے ایک ہی تو بیٹے ہو اور خداوند کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے اولاد دی جب کہ تیری ماں تو بانجھ تھی اور تیرا پیدا ہونا بھی خداوند کی کرامات معجزات اور احسانات میں سے ایک ہے پس تم کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر سمعون نے ایک بار باری باری اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا: اے میرے ماں باپ آج میں غلیتوں کی بستی قسمت کی طرف نکل گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو دیکھا اور میں نے اس کے گھر تک اس کا تعاقب بھی کیا اس لڑکی کا نام دودہ اور اس کے باپ کا نام سلیمہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے! اے میرے ماں باپ میں اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میرے ساتھ قسمت کی اس بستی میں چلو اور دودہ نام کی اس لڑکی کو اس کے ماں باپ سے میرے لیے مانگ لو بس یہی میری خواہش ہے کہ میں اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں اسے اپنے لیے پسند کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ دونوں اس سے انکار نہ کریں گے۔

سمعون کی گفتگو سن کر اس کی ماں اور باپ دونوں کانگ پلا پڑ گیا تھا پھر سمعون کے باپ موصوفہ نے سمعون کو مخاطب کر کے کہا: بات میرے بیٹے یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو تم جانتے ہو کہ قسمت نام کی اس بستی کے سارے ہی لوگ غلیت ہیں اور غلیت اس وقت ایک طرح سے بنی اسرائیل پر سحران ہیں اور انہوں نے ہم پر مکمل حاکم کر کے ہیں غلام بنا رکھا ہے اگر ہم تمہارے لیے اس لڑکی کو حاصل کرتے ہیں تو اس میں دو خطرے اور خطرات ہوں گے پہلا یہ کہ ہمیں اسرائیلی جانتے ہوئے اس لڑکی کے ماں باپ نہ صرف رشتہ دینے سے انکار کر دیں بلکہ ہمارے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہیں نقصان ہی نہ پہنچائیں اور دوسرا خطرہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ غلیتوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں! لہذا اگر تمہاری شادی اس غلیت لڑکی سے ہو جاتی ہے تو بنی اسرائیل کے لوگ بھی تمہارے ساتھ غناور رکھنے لگیں گے اب ان تم دونوں پہلو پر خوب سوچ کر مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا آخری ارادہ ہے اس پر سمعون نے بلا توقف کہا: اے میرے باپ جہاں تک غلیتوں کا تعلق ہے اگر یہ رشتہ مانگنے پر انہوں نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو میں آپ دونوں کی حفاظت کروں گا آپ جانتے ہیں میرے خداوند نے مجھے بے شمار قوتیں دے رکھی ہیں اور ان ہی قوتوں کے سہارے میں تم دونوں کی حفاظت کرتے پر خراب قادر ہوں اور اگر یہ رشتہ نہیں مل جاتا ہے اور بنی اسرائیل کے لوگ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اے میرے باپ میں ان کی اس ناپسندیدگی بغض غناور دشمنی کی کوئی پروا نہ کروں گا۔ سمعون کے ماں باپ اس کی اس گفتگو کے بعد اگلے روز اس کے ساتھ چلتے پر رضامند ہو گئے تھے دوسرے روز سمعون اپنے ماں باپ کے ساتھ قسمت کی طرف روانہ ہوا اور ان تینوں نے دودہ نام کی اس لڑکی کے گھر پر دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے شخص نے دروازہ کھولا اور سمعون کے باپ موصوفہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اس سے پوچھا تم تینوں کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں نہیں دیکھا اور تم نے کس مقصد کے تحت میرے گھر پر دستک دی ہے اس بوڑھے کے جواب میں سمعون کے باپ موصوفہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں غلیت پر نہیں تو تمہارا نام سلیمہ ہے اور تم دودہ کے باپ ہو میں تمہاری بیٹی دودہ کے متعلق تمہارے ساتھ بات کرنے آیا ہوں کیا تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر میں بیٹھنے کو نہ کہو گے کہ جو میں کہتا چاہتا ہوں تم سے کہہ سکوں اس پر سلیمہ نے خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ضرور تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں اپنے دیوان قاتے کا دروازہ

کارشتہ دینے کے لیے تیار بھی ہوں جب کس کے لیے ایک شرط ہے اگر وہ شرط اگر تمہارا بیٹا پوری کر دے تو میں اپنی بیٹی دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا اس بار سمون نے خود دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

اے بزرگ سلیم! میرے لیے وہ کیا شرط ہے جو میں پوری کر کے دومہ سے شادی کر سکتا ہوں اس پر سلیم بولا اور کہا یہ میری قسمت نام کی جو بستی ہے اس بستی کے تیس جوان پہلے ہی دومہ کا رشتہ مانگ چکے ہیں اور میں نے ان سے کہا تھا کہ تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقت اور قوت والا ثابت کر دے میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا میں نے ان پر یہ شرط بھی عائد کر رکھی تھی کہ اگر اس دوران تمہارے علاوہ بھی مجھے کوئی ایسا جوان مل گیا جو تم سے زیادہ پر قوت جنگجو ہو تب میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا! اے سمون اب گذشتہ ہفتے ان تیس جوانوں کا آپس میں مقابلہ دومہ کے لیے ہوا تھا اور ان تیس میں سے ایک کامیاب ہوا ہے گویا وہ کامیاب ہوتے والا ان تیس میں سے سب سے زیادہ طاقت دار اور جنگجو ہے سو اس وقت وہ دومہ کو حاصل کرنے کا حق ہے اگر تم اس جیتنے والے جوان کو جس کا نام امون ہے ہر دو تو میں دومہ کو تم سے بیاہ دوں گا اب بتاؤ کہ کیا تم امون نام کے اس جوان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو اس پر سمون نے چھاتی تان کر کہا! اے سلیم! میں دومہ کی خاطر ضرور اس سے مقابلہ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں لمحوں کے اندر اس جوان کو آپ کے سامنے پھاڑ کر رکھ دوں گا۔

سمون کی گفتگو سن کر سلیم خوش ہوا اور اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر پورے سات دن کے بعد یہ مقابلہ ہوگا اور اس کے علاوہ میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اب جب کہ تم بیٹوں میری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے ہو تو تم آج کی رات میرے ہی ہاں قیام کرو گے تاکہ میں تمہاری ضیافت اور مہمان نوازی کر سکوں اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس جوان میں ہر وہ صفت اور قوت ہے جس کے ذریعے پر میری بیٹی دومہ کو حاصل کر سکتا ہے سمون اور اس کے ماں باپ نے سلیم کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور اس کے ہاں وہ رات بسر کرنے پر وہ رضامند ہو گئے تھے پس سلیم کے اشارہ پر اس کی بیٹی دومہ اور بیوی دانی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دونوں ماں بیٹی سمون اور اس کے ماں باپ

کھولتا ہوں تم وہاں بیٹھو اور پھر جوابات تم کہنا چاہتے ہو وہ بلا توقف کہہ دینا لیکن ایک بات ضرور یاد رکھنا کہ میری بیٹی پر کوئی بے جا الزام دھرنے کی کوشش نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یاد رکھو تم تینوں جہاں سے بچ کر نہ جاسکو گے اس پر نومہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں تمہیں بھلاؤ تو یہی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کس موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں اس پر سلیم نے اپنے دیوان قلنہ کا دروازہ کھولا اور تینوں کو وہاں بٹھایا جب وہ خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا تب نومہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سلیم! تم نے مجھے گھر میں بیٹھا کر میری عزت افزائی کی ہے اب تم مجھ پر دوسرا احسان یہ کر دو کہ اپنی بیٹی دومہ اور اپنی بیوی دانی کو بھی یہاں بلاؤ تاکہ جو کچھ میں کہتا چاہتا ہوں تم تینوں کی موجودگی میں کہوں نومہ کے اس مطالبے پر سلیم اٹھ کر دیوان قلنہ سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سلیم لوٹ کر آیا اس کے ساتھ اس کی بیوی دانی اور بیٹی دومہ بھی تھی نومہ نے دیکھ کر دومہ منزل کی بشارت، صداقت کی قدریوں، حسرت کی تزیینوں اور سرخوشی کی کرنوں جیسی پرکشش تھی وہ دونوں کی پھوار بیلوں کی ٹھنڈی چھاؤں بھولوں کے نقشہ سایوں اس میں ہلکی برسات اور شفق رنگوں جیسی پرسکون تھی نومہ اسے غور سے دیکھتا رہ گیا تھا اس سے اس کے سامنے بیٹھی دومہ نیم خوابی کے فسون کرنوں کے ہجوم اور بوندوں کی چھایا بھم بیسی خوش آئند لگ رہی تھی مجموعی طور پر دومہ سراپا حسن و شباب اور مکمل حدیث باغ و بہار تھی اس کے لبوں کی شیرینی میں لہسی نقش و نگار عارض کی مٹھاس میں حسن کی آفرینی تھی تھوڑی دیر تک غور سے دومہ کو دیکھنے کے بعد نومہ نے اس کے باپ سلیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سلیم! قسم خداوند کی میں نے تمہاری بیٹی دومہ کو ایسے ہی پایا جیسے میرے بیٹے سمون نے اس کی تعریف کی تھی یہ سامنے میرا بیٹا سمون بیٹھا ہوا ہے اور میں تم سے یہ التجا کرتے آیا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے سمون کے لیے اپنی بیٹی دومہ سے دو کہیں اسے اپنی بہو اور اپنی بیٹی بنالوں۔

سلیم تھوڑی دیر تک سمون کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے نومہ کو مخاطب کر کے کہا! اے نومہ میں دیکھتا ہوں تمہارا بیٹا خوب ہے اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں اس کے دل میں ایک شیط، سانسوں میں ایک بل جل اور اس کی نگاہوں میں بھیاں اور جسم کے اندر تند طوفانوں کا ہجوم اور سیل آتش دہن ہے اور اے نومہ میں تیرے بیٹے کے بازوؤں کے کسب میں سنگینی اور سختی بھی دیکھ رہا ہوں مجموعی طور پر میں اسے پسند بھی کرتا ہوں اور میں اسے اپنی دومہ

کی ضیافت اور میزبانی کا سامان کرنے لگی تھیں۔



سردار محبتا کی موت کے چند روز بعد جب یونان قریطہ سردار محبتا کی حویلی میں اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو اچانک ایک کانے یونان کی گردن پر اپنا وریشمی لمس دیا پھر اس نے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا اے یونان عزرائیل نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے اس نے رونق شب قب اور خوفہ کو تمہارے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ تم سے ٹکرا کر اس سرزمین کے اندر تمہیں معروف رکھیں جب کہ خود عزرائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ مارب یوسا اور بنیط کے ساتھ فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا ہے وہاں صرع نام کی بستی کے اندر سمسون نام کا ایک جوان ہے جو نیکی اور خیر کو فروغ دینے والا ہے یہ سمسون انتہائی نیک سیرت با اخلاق انسان ہے اور نیکی ہی کے کام کرنے والا ہے پس یہ عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے خلاف حرکت میں آئے گا اور اسے نیکی اور خیر کے کام کرنے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔

اسے یونان مجھے خطر ہے یہ بداندیش عزرائیل کہیں سمسون اور اس کے چاہنے والوں کو نقصان ہی نہ پہنچائے اب بولو تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے یونان تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے ایک کا اب جب کہ میں نے رونق شب پر قابو پانے کا ایک طریقہ بھی سوچ لیا تھا تو تم نے مجھے ایک نئی خبر آن سنائی ہے سو اے ایک میں اس موقع پر یہ فیصلہ کروں گا کہ قب خوفہ اور رونق شب کو یہیں چھوڑ کر میں فلسطین کا رخ کروں گا اور عزرائیل کے مقابلے میں میں نیکی پھیلانے والے اس سمسون نام جوان کی مدد کروں گا اور اس کے مقابلے میں عزرائیل اور اس کے ساتھی کو شکام کرنے کے بعد میں پھر اس سرزمینوں کا رخ کروں گا اور یہاں میں رونق شب قب اور خوفہ کا وہ حشر کروں گا کہ عزرائیل ان کے انجام سے ہی کانپ کر رہ جائے گا۔

یونان تھوڑی دیر کے لیے پھر اس کا اس بار قریطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قریطہ عزرائیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مشرق کی ایک سرزمین کے اندر تمہارے

ایک نئی مہم کی ابتداء کر دی ہے لہذا میں اسی مہم کی طرف روانہ ہونے والا ہوں اور تم بھی میرے ساتھ روانہ ہوگی لہذا آؤ میرے ساتھ تاکہ اس سرزمین کی طرف کوچ کریں۔ قریطہ کے بغیر فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اپنا ہاتھ یونان کے ہاتھ میں دے دیا اس کے ساتھ ہی یونان نے سری قوتوں کو استعمال کیا اور افریقہ کی اس سرزمین سے وہ قریطہ کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کر گیا تھا۔



سمون اور اس کے ماں باپ ایک رات حسین روم کے ماں باپ والی اور سلیمہ کے ہاں مہمان رہے دوسرے روز سلیمہ سے اجازت لے کر سمون اور اس کے ماں باپ اپنی بستی صرہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ رستے میں اس جگہ جہاں چند دن قبل اس نے شیر کو مارا تھا سمون رک گیا اور اپنے باپ منور کو مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے میرے باپ! آپ دونوں چلتے رہیں۔ میں بہت جلد آپ دونوں سے ملتا ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد کہ اپنے باپ کی طرف سے کوئی جواب سننے بغیر ہی سمون اس طرف بھاگ کھڑا میں جہاں اس نے چند یوم قبل شیر کو مار دیا تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا۔ شیر کا ڈیوں کا پتھر خوب خشک ہو چکا تھا اور اس پتھر کے اندر شہد کا ایک چھتا لگا ہوا تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر سمون کچھ دیر تک شیر کے اس پتھر اور اس میں لگی ہوئی شہد کو بنور دیکھتا رہا۔ پھر وہ حرکت میں آیا۔

اس نے شہد سے بھرا ہوا وہ چھتا اتار لیا۔ کچھ شہد اس میں سے خود کھایا اور باقی کا لیکر اپنے ماں باپ کی طرف بھاگا۔ جلد ہی اس نے اپنے ماں باپ کو جالیا اور شہد کا چھتا انہیں پیش کیا تاکہ وہ شہد کھائیں سمون کے باپ منور نے وہ چھتا لے لیا۔ اس میں سے اس نے خود بھی شہد کھایا۔ اور اپنی بیوی کو بھی کھلایا۔ شہد کھانے کے بعد اس کے باپ منور نے پوچھا: "اے میرے بیٹے! شہد کا یہ چھتا تو کہاں سے لے آیا۔ سمون نے انہیں یہ بتایا کہ یہ شہد اس نے شیر کے پتھر سے حاصل کی ہے۔ وہ بس شہد حاصل کرنے کے منہ کو مال گیا۔ یوں وہ چاروں بستی کی طرف بڑھتے گئے اور بات آئی گئی ہو گئی تھی اور سمون اپنے ماں باپ کو لے کر اپنی بستی صرہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ساتویں دن حسب وعدہ سمون اپنے ماں باپ کے ساتھ پھر بستیوں کی بستی منت کی طرف گیا۔ انہوں نے دیکھا سلیمہ نے بستی سے باہر دوسرے شادی کرنے کے سلسلے میں سمون کے مقابلے

لے تو ریت میں اس کا نام سمون ہی لکھا ہے۔

کا بہترین انتظام کر رکھا تھا۔ بستی سے باہر بہت سے لوگ جمع تھے۔ جس کی موجودگی میں سلیمہ نے آگے بڑھ کر سمون کا استقبال کیا۔ "سمون! مقابلے کا یہ میدان تو تیار ہو چکا ہے۔ اب تو میں اور اس مقابلے کا انتظام کرنے والے لوگ تیاری میں انتظار کر رہے تھے۔ اب جب کہ تو آگیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس مقابلے کو شروع کر دینا چاہیے۔ لیکن شروع کرنے سے قبل میں نہیں یہ بتا دوں کہ وہ سامنے تیس وہ نوجوان بیٹھے ہیں کہ جو میری بیٹی دوسرے کے طلب گار ہوئے تھے۔ اور ان تیس کے بیچ میں جو خوب ہشاکٹاہ بلے قدار بڑی جسامت کا جو جوان بیٹھا ہوا ہے وہی امون ہے جس نے اپنے ان تین ساتھیوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور اب یہ جوان تمہارا منظر ہے میدان میں اترنا کہ مقابلے کی ابتداء کریں۔ اس پر اپنے ماں باپ سے عہدہ ہو کر سمون میدان میں اتر اور اس کے ساتھ ہی دوسرا مقابلہ امون بھی اٹھ کر اٹھا ہے میں داخل ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی مقابلے کی ابتداء کر دی گئی تھی۔

سمون کے ساتھ مقابلہ کرنے والا جوان جس کا نام امون تھا جب وہ میدان میں اتر تو یونان نے دیکھا اس کے ہاتھ میں موٹی اور بھاری کڑیوں کی ایک زنجیر تھی۔ جسے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اور زمین پر گھسٹا ہوا رہا تھا۔ جب وہ سمون کے قریب آیا تو اس نے کہا: "اے منت کی جنت! لڑکی دوسرے کے لیے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی نیت سے آنے والے سن! میرا نام امون ہے اور میرا تعلق جنت کی اس بستی میں سے ہے دوسرے کو حاصل کرنے کے لیے اس سے قبل میں جنت کے تیس سو رماؤں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر چکا ہوں۔ اور اب تمہیں ہر اگر میں اپنے ہاتھوں مارنے والوں کی تعداد تمہیں سے اکتیس کر کے رکھ دوں گا۔ اے اجنبی! اب تو اپنا مناسب نسب کہہ کہ تو کون ہے۔ کس بستی سے تیرا تعلق ہے اور کیوں تو نے میرے ہاتھوں مرنے کی ٹھان لی ہے جب کہ بڑے بڑے سورما میری طاقت و قوت کا لوہا مانتے ہیں۔

امون کے خاموش ہونے پر سمون نے بڑی نرمی اور دھیمے پن میں کہا: "اے امون! میرا نام سمون ہے کہ میں صرہ نام کی بستی کا باشندہ ہوں۔ پس میں صرف دوسرے کو حاصل کرنے کے لیے ہی تم سے بڑا آزمائش لگا رہا ہوں۔ پر ایک بات ضرور یاد رکھنا اور وہ یہ کہ مجھ سے ٹکرانے والا کبھی جیت کر نہیں گیا جس کی بنا پر میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ میں ضرور اس میدان میں تمہیں زیر کر کے دوسرے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا یہ سمون کی یہ گفتگو سننے کے بعد امون تھوڑی دیر تک غور و اہٹاک سے دیکھتا رہا پھر وہ بھر پور نفرت اور بڑھتی ہوئی برہمی

کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اے سمسون! میں جیب تم پر موت کی نگاہ ڈال کر تباہ کن سیلاب اور زبان برق کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تو اپنی ساری طاقت و جبروت کو بھول کر میرے سامنے بے ہنر و درماندہ اودھ گرد ہوتے ہو کر رہ جائے گا۔ میں موت کے گہرے پانی میں تجھے اتار دوں گا اور پیالے کی مانند تجھے پاش پاش کر کے رکھ دوں گا تو تیرے میرے مقابل اگر میری برہمی میں اضافہ کیا ہے جب کہ میں تیرے دل میں دھڑکنوں اور تیرے بدن میں خوف و ہراس کا اضافہ کر دوں گا یہ امون جب اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا تب سمسون نے اسے مخاطب کر کے دیسی ہی زری اور خوش اخلاقی میں کہا۔

اے امون! میں تیری طرح تیرے ساتھ بدکلامی نہ کروں گا اس لیے کہ بدکلامی خداوند کو پسند نہیں ہے۔ پر میں یہ کہوں گا کہ تیری سوچوں کے شعبہ اور تیرے لفظوں کے بھڑکتے نشتر تجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ میرے اندر جب تک اپنے رب کے لیے وفا کی آہ و آغوش اور اس کی رضا و خوشنودی کی طلب و لگن ہے اس وقت تک میں تیرے جیسے فطرت کے خلاف بقاوت کرنے والوں کے ہونٹ بھنڈ اور رروح کو درد انگیز کرتا رہوں گا۔ اے امون! اپنی ذات پر اتنا گھٹنڈ اور تفاخر نہ کر۔ میں جس ذات سے گھٹنڈ اور فخر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ جب میں اسی ذات کا نام لے کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو قسم خداوند کی تو جنت و طاق، اقدام و سپائی، محبت و نفرت، سزا و جزا، غم و خوشی اور بڑھائی و رانی بھی کچھ بھول کر رہ جائے گا۔

اے امون! مجھے یقین ہے کہ اس مقابلے کے دوران جب میں اپنے خداوند کو یاد کروں گا تو اس کے نام کی برکت سے میں تیری حالت سوگ کے صحرا خون میں نہائی داستان نزع کی حکایات اور درد کے آنگن جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ اے امون آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ میں کیسے تم پر جان کنی کے لمحات اور آہوں کی المناکی طاری کرتا ہوں۔ اے امون! تیری حالت میں ہوائے فتنہ کے شراباز بگولوں اور تیری ہر سانس کو شعلے کی زبان جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ سمسون کی اس گفتگو کے جواب میں امون حرکت میں آیا۔ اپنی آہنی زنجیر پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس نے اس زنجیر کو اٹھا کر لہرایا۔ پھر کالے سور کے سے خوفناک انداز میں اس نے سمسون کی طرف دیکھتے ہوئے عزائی اور تلقیناں برساتی آواز میں کہا۔

اے سمسون! سنبھل میں تجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ اسی لمحہ سمسون سحر و جہد کی طرح مستعد ہو گیا تھا۔ پھر اس نے دبی و بی زبان اور دھیمے دھیمے لہجے میں اپنے رب کو پکارا

اے خداوند لازوال میں تیری محنت و محنت کو بھولتا ہوں۔ تو کروکار کریم ہے اپنے جمال و عدت کے صدقے میں اس مقابلے میں میری مدد فرما کہ تو ہی کمزوروں کو توانا اور گرے ہوؤں کو مستعد توانا کر دیتے والا ہے۔ سمسون کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ امون نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا تھا اور وہ اس طرح کہ اپنی آہنی زنجیر لہرا کر اس نے سمسون کو دے ماری تھی سمسون ایک درخشاں کرنا اور آندھی و طوفان کی طرح حرکت میں آیا اس نے امون کی اس آہنی زنجیر کو ہوا میں ہی پھٹک گئی گرفت میں کر لیا۔ اب اس آہنی زنجیر کا ایک سرا امون کے ہاتھ میں اور دوسرا سمسون کے ہاتھوں میں تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے پورا روز لگانے لگے تھے اچانک سمسون نے امون کو زور سے پکارا اور کہا اے امون! اپنا پورا زور لگا لیتا دیکھ میرے حق میں قضائے خداوند کی اور مشیت الہی اپنا مقصد حاد کرنے والی ہے۔ پھر نہ کہتا میں نے اچانک ہی تجھے دلوچ مارا تھا۔ اپنا پورا زور لگا لے کہ بعد میں تیری گندی زبان پر میرے قلات کوئی کلمہ کوئی شکوہ نہ آئے۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک بار سمسون نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب کو دل ہی دل میں پکارا پھر اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس قوت و نشہ زوری کے ساتھ آہنی زنجیر کھینچا تھا کہ امون انتہائی بے بسی کے عالم میں اس کی چھاتی کے ساتھ لگا تھا۔ پھر اچانک سمسون نے آہنی زنجیر کو چھوڑ دیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس نے امون کی کر پر جمائے اور اسے پکڑ اور اچھال کر فضا میں بند کر دیا تھا اور پھر بڑی سرعت کے ساتھ سمسون نے اسے زمین پر پڑھ دیا تھا۔ اور یہ ساری کارروائی اس قدر جلد و روانہ ہو گئی کہ دیکھنے والے تو سمسون کی اس طاقت و قوت پر امون تعریف کر رہے تھے جب کہ امون زمین پر ہراساں و پریشان پڑا رہ گیا تھا۔ تب سمسون آگے بڑھا اور زمین پر چیت پڑے ہوئے امون کی چھاتی پر اس نے اپنا پاؤں رکھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے طوفانی انداز میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے امون! کیا میں نے تیری ساری شرارت و کج روی کو درست نہیں کر دیا۔ کہ کیا میں نے تیرے دل و لمحہ کے اندر ساٹھنے والی خواہشوں و آرزوؤں کو سمجھ کر کے نہیں رکھ دیا۔ امون نے اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! تو واقعی مجھ سے کہیں زیادہ پر قوت اور طاقتور ہے میں نے تیری صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تھا تو واقعی سلیماء کی حسین بیٹی و دودھ کا حق دار ہے۔ اے سمسون! قسم مجھے و جون دیوتا کی میں نے زندگی میں پہلی بار تم جیسا طوفانی اور زبرد آور انسان دیکھا ہے۔ سمسون نے امون کی چھاتی پر رکھا ہوا اپنا پاؤں ہٹا لیا اور کہا۔

” کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا

اور زبردست میں سے محتاس نکلی

وہ تیس کے تیس جوان اس پہلی پر غور کرتے رہے۔ لیکن انہیں اس پہلی کا کوئی حل
نکھائی نہ دیا آخر وہ تیس جوان ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے امون کو مخاطب کر کے کہا۔
تو ہم میں سے زیادہ طاقتور ہے تو ہی بتاہیں اس معاملے کو کیسے حل کرنا چاہیے۔ آج ساتواں
اور آخری دن ہے اور اگر ہم آج بھی اس پہلی کو بوجھ نہ سکے تو ہم سمون کے لیے تیس
جوڑے کتان کے مہیا کرنے ہوں گے۔ اپنے ساتھیوں کی باتیں غور سے سننے کے بعد امون نے
انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے ساتھیوں! تم فکر مند نہ ہو۔ میں یہ ساتواں دن گزرنے سے
قبل ہی سمون کی اس پہلی کا حل تلاش کروں گا۔ اس استفسار پر امون نے سب کو مخاطب
کر کے کہا۔ اے دومر کے سلسلے میں میرے ناکام اور نامراد ساتھیو! سنو! جو کچھ میں کہنے
والا ہوں اسے غور سے سنو کیونکہ اسی میں میری اور تمہاری بھلائی ہے ورنہ بصورت دیگر مجھے اور
تم سب کو مل کر سمون کے لیے تیس کتان کر تے اور تیس ہی جوڑے کپڑوں کے مہیا کرنے ہوں گے
اور میرے خیال میں ایسا کرنا ہمارے لیے یقیناً مشکل اور تکلیف دہ ہوگا۔ لہذا جو فیصلہ میں نے کیا
ہے وہ اس پہلی کو جاننے کا عمدہ ترین حل ہے۔

اے میرے ساتھیو! تم سب جانتے ہو کہ سمون ہر روز دن کے وقت اور دوپہر
سے قبل اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی صرہ کی طرف جاتا ہے اور دوپہر کے بعد لوٹ
آتا ہے۔ پس جب وہ چلا جائے تو ہم تیس کے تیس ساتھی اس کی بیوی دواسے ملیں گے اور
اس سے کہیں گے کہ وہ ہمیں اس پہلی کا درست جواب بتائے۔ اس پر ایک ساتھی نے اعتراض
کھڑا کیا اور بولا۔ اگر سمون نے اس پہلی کا حل اپنی بیوی دوما کو بھی نہ بتایا ہو تب ہا امون
نے مسکراتے ہوئے کہا تب ہم اپنا راکا قدم اٹھائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ ہم دوما کو دھمکی
دیں گے کہ اگر آج شام سے قبل اس نے ہمیں سمون سے پوچھ کر اس پہلی کا صحیح جواب نہ بتایا تو
اس کے ماں باپ کو ہی قتل کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے ہاتھوں اپنے ماں باپ کو
پچانے کے لیے دوما ضرور ہمیں اس پہلی کا جواب سمون سے پوچھ کر بتا دے گی۔ اور جب
وہ ایسا کر دے گی تو پھر ہم تیسوں کے تیسوں سمون کو کپڑے مہیا کرنے کے اخراجات سے بچ
جائیں گے۔ اور اے میرے ساتھیو! میری ایک اور بات بھی تم سب غور سے سنو

اے امون تو نے اپنی شکست تسلیم کر کے یقیناً اپنی بڑائی کا ثبوت دیا ہے

امون کے پاس سے ہٹ کر سمون اس جگہ آیا جہاں حسین دومر، اس کا باپ سلیمہ اور
ماں دانی بیٹھے ہوئے تھے۔ سمون پر وقار چال چلتا سلیمہ کے سامنے آکر روکا اور خوش طبعی
میں اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے بزرگ سلیمہ! کیا میں نے امون کو مات اور جیت کر کے
اپنے آپ کو دومر کا حق دار ثابت نہیں کر دیا؟ سلیمہ مسکرایا اور کہا۔ اے سمون یقیناً تو نے
یہ مقابلہ جیت لیا ہے۔ اب تو میرے ساتھ میری حویلی چل تاکہ میں تجھے اپنی بیٹی دومر سے بیاہ دینے
کا سامان کروں سمون چپ چاپ سلیمہ دانی اور دومر کے ساتھ ہولیا جب کہ دوسرے لوگ
جو یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہو گئے تھے وہ بھی وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو
ہوئے تھے۔ اسی روز سلیمہ نے سمون سے اپنی بیٹی دومر کو بیاہ ریا تھا۔

دومر سے شادی کرنے کے بعد فلسپیوں کے رسم و رواج کے مطابق لڑکی کے اہل خانہ عزیز و
اقارب کی لگاتار سات دن کی ضیافت کا سامان کیا۔ اور اس ضیافت میں امون سمیت وہ تیس جوان
بھی شامل ہوئے جو کبھی دومر کے خواہش مند تھے۔ دومر اور سمون کی شادی کے بعد اور ضیافت
کا اتمام شروع ہوتے وقت ان تیس جوانوں میں سے ایک نے سمون کو مخاطب کر کے کہا
اے سمون! اب جب کہ تو نے دوما کو اپنے لیے جیت کر اس سے شادی کر لی ہے تو اس
موقع پر تو ہمیں اپنی شادی کی خوشی نہیں کیا دیتا ہے۔ اس سوال پر سمون چند دھماکتوں تک
کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا۔ اے عزیزو! اگر میری شادی کے اس موقع پر تم مجھ سے کسی بات کے
متحقی ہو تو سنو میں تم سب سے ایک پہلی پوچھتا ہوں۔ اگر تم سب نے مل کر ضیافت کے ان
سات دنوں کے اندر اندر میری پہلی بوجھ کر اس کا جواب دے دیا تو میں تم سب کو مہیا کتان
کرتے اور تیس جوڑے کپڑے دوں گا۔ اور اگر تم میری کوئی ہوئی وہ پہلی نہ بوجھ سکے تو پھر تم
لوگ تیس کتان کر تے اور تیس جوڑے میرے لیے مہیا کر دو گے۔

ان تیس میں سے ایک نے کہا۔ ”اے سمون! ہمیں تمہاری یہ شرط یقیناً منظور ہے۔ اب
تم اپنی وہ پہلی کہو تاکہ ہم اسے سنیں اور اس کا حل اور جواب نکالنے کی کوشش کریں۔ اور
ہمیں امید ہے کہ ہم یہ پہلی بوجھ لیں گے اور تمہیں ہمارے لیے کپڑوں کا انتظام کرنا ہی ہوگا۔
سمون بولا مجھے لگتا ہے کہ تم اس پہلی کو جان نہ سکو گے اور اٹا۔ تم لوگوں کو میرے لیے تیس جوڑے
کپڑے مہیا کرنے ہونگے۔ بہر حال تاج کچھ بھی ہوں میری پہلی سنو

اور وہ بات یہ ہے کہ
 امون کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے ان ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ سے بستی سے نکل کر جانے کی راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ امون! امون! ادھر دیکھو۔ میرے خیال میں وہ سمون ہی ہے اور اپنی بستی صرغ کی طرف جا رہا ہے۔ لہذا ہمارے لیے یہ بہترین طریقہ ہے کہ ہم بھی اس کی بیوی دو ما سے لیں اور اس سے اس پہلی کا جواب طلب کریں۔ امون فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا "ہاں یقیناً سمون ہی ہے۔ آؤ اس کی بیوی دو ما سے لیں اور اپنا گوہر مقصد حاصل کریں۔ پس وہ تیس کے تیس اٹھ کر سیڑیہ کی حویلی میں آئے انہوں نے دیکھا۔ سمون کی بیوی دو ما گھر پر اکیلی ہی تھی اور اس کے ماں باپ وہاں نہ تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امون نے دو ما کو مخاطب کر کے کہا اے دو ما تو جانتی ہے کہ تیرے شوہر سمون نے ہم سے ایک پہلی پوچھ رکھی ہے اور اس پہلی کا جواب ہمیں ضیافت کے ان سات دنوں کے اندر اندر دینا ہے۔ بصورت دیگر ہمیں سمون کو تیس کٹائی کرتے اور تیس ہی جوڑے اور کپڑے بھی ہیا کرنے ہوں گے۔ جب کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ہم اس پہلی کا جواب بھی نہیں دھونڈ پاتے جب کہ قنات کا آج آخری دن ہے۔

امون کی اس گفتگو کے جواب میں دو ما نے بڑی قنات اور سنجیدگی میں کہا۔ اول تو میں خود بھی اس پہلی کا جواب نہیں جانتی اور نہ ہی سمون نے مجھے اس کا جواب بتایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں جواب کا پتہ چل گیا تو سمون ہار جائے گا اور ایسے ہی کپڑے اے تمہارے لیے ہیا کرنے ہوں گے اور وہ بھی ایسا نہ کر سکے گا پھر ایسی صورت حال میں اگر میں اس پہلی کا جواب جانتی ہوتی تو بھی تم لوگوں سے نہ کہتی اس لیے کہ اس طرح تو سمون کے ہارنے اور نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے اور ایسا میں ہرگز پسند نہیں کرتی۔ لہذا تم جاؤ اور خود ہی اس پہلی کا جواب تلاش کرو۔

دو ما سے یہ جواب سننے کے بعد امون نے اسے بحری قزاقوں کے سے انداز میں دھمکی دیتے ہوئے کہا اے دو ما! ہم اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ تو یقیناً اس پہلی کا جواب نہ جانتی ہوگی۔ لیکن تجھے سمون سے پوچھ کر بھی پہلی کا جواب بتانا ہوگا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں ایک ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ تم دیکھتی ہو کہ ہم تم میں ہیں اور کوئی بھی کام کر گزرنے کی ہمت و جرات رکھتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن ہی کیوں نہ ہو۔ امون

کی اس دھمکی پر دو ما نے چونک کر پوچھا تو کیا تم لوگ سمون کو نقصان پہنچاؤ گے۔ امون نے حقارت آمیز انداز میں کہا۔ ہوں۔ سمون کو نقصان پہنچانے کا کیا فائدہ ہے۔ وہ تمہارا شوہر ہے اور اس کی موت کے بعد تمہیں کوئی دوسرا شوہر بھی مل سکتا ہے۔ اگر تم نے سمون سے ہمیں اس پہلی کا جواب پوچھ کر نہ بتایا تو اے دو ما! اس رکھو ہم تیرے ماں باپ کو قتل کر دیں گے اور یہ ایسے رشتے ہیں جو دوبارہ نہیں مل سکتے اے بولو اب اس سلسلے میں ہمیں کیا جواب دینی ہو۔ بلکہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔ جس میں امون تمہارے ماں باپ سب جل کر مر جائیں گے تم نہیں پھر دو ما بولی۔

سمون ابھی ابھی اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی کی طرف گیا وہ ٹوٹا ہے تو میں کسی نہ کسی طرح اس سے اس پہلی کا جواب ضرور پوچھوں گی اور پھر تم لوگوں کو بتا دوں گی امون نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اے دو ما! اب تم نے راستی کی بات کی نا۔ دیکھ ہم اب جاتے ہیں۔ تو سمون سے پہلی کا جواب پوچھ رکھنا شام سے کچھ پہلے میرے ان ساتھیوں میں سے ایک آگ کا اور انکار ملینے کے بہانے تمہارے گھر میں آئے گا اور تو اسے اس پہلی کا جواب بتا دینا۔ دو ما نے اس کام کی حامی بھری اور اس کے بعد امون اور اس کے سارے ساتھی مطمئن سے ہو کر وہاں سے چلے گئے تھے۔

سمون جب اپنے ماں باپ سے مل کر واپس دو ما کے پاس آیا تو دو ما اس کے سامنے پہلے خوب روٹی۔ سمون بار بار اس سے رونے کی وجہ پوچھتا۔ پھر منہ سے کچھ کہنے کے بجائے وہ روتی چلی گئی اور جب اس نے یہ اندازہ کر لیا کہ اس کے رونے کی وجہ سے سمون کا دل اس کے لیے نرم ہو گیا ہے تب اس نے روتی بصورتی آواز میں سمون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمون! میں نے جان لیا یہ کہ تجھے مجھ سے کوئی لگاؤ اور پیار نہیں یا۔ تجھے مجھ سے نفرت ہے۔ اگر تجھے مجھ سے تھوڑی بہت محبت بھی ہوتی تو تو ہرگز میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کرتا جو تو نے کیا ہے۔ اس پر سمون کے نرم اور محبت بھرے آواز میں کہا۔ اے دو ما! قسم اس خداوند کی جو مکتا دے عیب ہے میں تجھے پسند کرتا ہوں اب بتا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے جو تو نے میرے متعلق یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ میں تم سے محبت نہیں نفرت کرتا ہوں۔ دو ما جان گئی کہ سمون کا دل اس کے لیے محبت اور سہارہ دی سے ہو گیا ہے۔ لہذا اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھایا اور سمون کو مخاطب کر کے

فوراً اس نے کہا۔

اے سمسون! یہ تو نے کیا کیا تو نے ان تیس جوانوں سے ایک پسلی پوچھی اور اس کا جواب مجھے بھی نہ بتایا۔ جب کہ میں تمہاری بیوی اور تمہاری راز دان ہوں۔ تمہارے سارے معاملات اور تمہاری بہتری و بھلائی کی حفاظت و نگرانی کرنے والی ہوں۔ دو ماہ کی اس گفتگو پر سمسون مسکرایا اور کہا۔ اہں اتنی سی بات کو تم نے اس قدر اہمیت دے دی ہے اور رد رد کرتے ہوئے اپنا برا حال کر لیا ہے۔ دیکھ میں تیس اس پسلی کا جواب بتا دیتا ہوں۔ تو رومت، پر اس پسلی کا جو جواب میں تم سے کہوں۔ اس کا ذکر تو کسی اور کے آگے نہ کرنا اور اس پسلی کا جواب میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور نہ سیراجانے والا نہ ہوگا۔ اے دو ماہ! میری عزیز رفیقہ جو پسلی میں نے پوچھی وہ یہ ہے۔

کھانے دانے میں سے تو کھانا نکلا

اور زیر دست میں مٹھاس نکلی

اور اے دریا میری عزیزہ! اس پسلی کا جواب یہ ہے۔

شہد سے بیٹھا اور کیا ہوتا ہے

اور شہد سے زور آور اور کون ہوتا ہے

سمسون سے پسلی اور اس کا جواب سن کر دریا بید خوش ہوئی۔ اور سمسون کو اطمینان دلانے کی خاطر اس نے کہا۔ اے سمسون! اب جب کہ مجھے اپنی ساری زندگی ہی تمہارے ساتھ بسر کرنی ہے تو میں کیونکہ اس پسلی کو جواب کسی اور سے کہہ کر تمہیں دھوکہ اور فریب دینے کا کوشش کروں گی۔ اس طرح سمسون، اپنی بیوی دو ماہ کی طرف سے مطمئن ہوا اور اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔ ٹھوڑی سی دیر بعد امون کا آرمی آگ کا انگارہ لینے کے پہلے دریا کے گھر میں آیا اور دروازے پر کھٹکے سے اسے اس پسلی کا جواب بتایا۔

شام سے پہلے جس وقت کہ سمسون اپنے سسر سلیاہ کے دیوان خانے میں اکیلا بیٹھا تھا تو امون اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے سمسون!

اے گھر کو آگ لگا دینے کی اس دھمکی کا ذکر تو ریت میں بھی ہے۔

تو ماتون از تو ریت۔

تو ہم تیس کے لیے کنان کے کنوؤں اور تیس ہی جوڑوں کا بندوبست کرے۔ اس لیے کہ میں نے تیری پسلی کا جواب ڈھونڈ نکالا۔ سمسون نے غور سے اس طرف دیکھا اور پوچھا۔ اسے امون! تو نے کیا جواب ڈھونڈ نکالا ذرا بتاؤ تو۔ تاکہ میں جانو یہ ٹھیک کچھ ہے یا نہیں اور اگر یہ جواب درست ہوا تو میں حسب وعدہ ضرور تم سب کو کتنا لباس مینا کر دوں گا۔ اس پر امون نے سمسون کو وہ جواب بتا دیا جو سمسون کی بیوی دریا نے اس کے ایک ساتھی کو بتایا تھا۔ یہ جواب سن کر سمسون چونکا۔ اپنی جگہ پر رہا اٹھ کھڑا ہوا اور امون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے امون! میری پسلی کا یہ جواب تو نے کہاں سے حاصل کیا۔ اس لیے کہ اس پسلی کا جواب تو میں اور میری بیوی دریا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ پھر تو نے یہ جواب کہاں سے پالیا۔ اگر تو نے یہ جواب میری بیوی سے حاصل کیا ہے تو پھر تو نے میری دشمنی مول لے لی ہے۔ اور اگر میری بیوی نے از خود کسی کو یہ راز بتا دیا ہے تو پھر اس نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے۔

امون نے مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! یہ جواب میں نے تمہاری بیوی سے حاصل کیا ہے اور نہ ہی تمہاری بیوی نے کسی پر تمہارا راز فاش کیا ہے یہ جواب تو ہمارا خود کا سوچا ہوا ہے۔ سمسون گہری سوچوں سے نکلے ہوئے کہا۔ اے امون! ایسا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے کہ یہ کوئی عام اور چلتی پسلی نہیں ہے جو ہم لوگ اس کا جواب تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ یہ ان کہیں پسلی تو میرے تجربے پر منحصر تھی۔ اس کا جواب اس طرح ممکن نہ تھا جس طرح تم مجھے بتا رہے ہو سمسون اس گفتگو پر امون نے خنکی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! ایسی گفتگو کر کے تم معاملے کو بگڑنے اور تعلقات کو کشیدہ کرنے لگے ہو۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح تو تم ہمیں تیس کتنا جوڑے مہیا کرنے سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر تمہارے یہ ارادے ہیں تو پھر اے سمسون! تمہاری طرف سے یہ انتہائی بے جا اور نا انصافی کا معاملہ ہوگا۔

سمسون بولا۔ اے امون! یہ تمہارا ظن اور گمان ہے۔ میں تیس کتنا جوڑوں کے وعدے پر قائم ہوں کہ اس سے پھر دوں گا نہیں۔ تم نے میری پسلی کا درست جواب دے دیا ہے۔ اب تم سب جاؤ اور چند ہی یوم تک اپنی شرط کے مطابق میں تم دوگوں کو تیس کتنا جوڑے مہیا کروں گا۔ سمسون کا یہ جواب پا کر امون مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔ امون اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد سمسون دیوان خانے سے

نکل کر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جو اس وقت اپنے ماں باپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ سمون کو غصے کی حالت میں دیکھ کر اس کی دوسرے کانپ ہی گئی تھی اور اس کا رنگ ہلکی ہو کر رہ گیا تھا سمون اس کے قریب آیا اور سنگین لہجے میں اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اسے دوسرے تو نے کیوں میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ تو نے کیوں اور کس بنا پر میری پسلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہہ دیا۔ وہ پسلی کو ٹی عام پسلی نہ تھی جو پیدے سے لوگوں کے اندر رائج ہوا نہ ہی پسلی کا جواب میں جانتا تھا یا تم۔ قسم مجھے اپنے خداوند کی یہ امون اور اس کے ساتھی اگر ساری عمر بھی اس پسلی پر سوچتے رہتے تو اسی کے جواب نہ پاسکتا۔ اس سے کہ یہ پسلی تو میرے تجربے اور میرے مشاہدے پر مبنی ہے۔ اسے دوسرے! اس پسلی کا جواب تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا جس نے اس پسلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔ اسے دوسرے کیا تو مجھے اس سے اعتباری اور دھوکہ دہی کی وجہ بتاؤ گی۔

سمون کی ان باتوں کا دوسرے نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اس کی گردن بلالت اور فریاد میں جھک گئی تھی۔ جو اس کے مجرم ہونے کا مکمل اظہار تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سمون کا غصہ اور غضب پہلے کی نسبت اور زیادہ بھڑک اٹھا۔ پھر اس نے کھولتے ہیے اور کھاٹ کھانے والے انداز میں دوسرے کو مخاطب کر کے کہا۔ اسے دوسرے تو ایک مکار و فریبی، دھوکہ باز دیکھنی اور گھٹیا دازل عورت ہے۔ تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور میں تجھے اس دھوکے کی سزا خود دوں گا۔ دوسرے کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس کا باپ سلیمہ بول پڑا اور سمون کو مخاطب کر کے اس نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔ اسے سمون ایساں سے دفعہ ہو جاؤ۔ جو القاد تم نے میری بیٹی سے متعلق کہے ہیں وہ میرے لیے نہ صرف ناگوار اور ناقابل برداشت ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے جیسا گھٹیا اور کمینہ انسان میری بیٹی کے قابل ہی نہیں ہے۔ پس تو یہاں سے دودھ ہوا اور آئندہ میرے اور میری بیٹی کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ سمون نے سلیمہ کی ان سخت اور ناگوار باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور سلیمہ کے گھر سے وہ چلا گیا تھا۔



یوناف اور قریبہ نمت ناکا جی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے اسی طرح ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ابھی ابلیکا اس سے کچھ کہتے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اسے ابلیکا اب جب کہ میں فلسطین کی اس بستی نمت میں ہوں تو تم مجھے عزائیل اور اس کے ساتھیوں کی تفصیل کہو کہ وہ کس طرح نیکی کے اس نمائندے سمون کے خلاف حرکت میں آئے ہیں۔ ابلیکا بولی۔ اسے یوناف! عزائیل اور اس کے ساتھیوں نے پہنچ تو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ سمون کے خلاف عملی طور پر حرکت میں نہیں آئے۔ لیکن اس دوران سمون ایک اور مصیبت اور دکھ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا۔ کیسا دکھ اور تکلیف۔ اس کے جواب میں ابلیکا نے یوناف کو سمون کی دوسرے کے ساتھ شادی، امون اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پسلی کی شرط اور پھر وہ پسلی ہار کر سلیمہ کے گھر سے بے حرمت کر کے نکل جانے کی حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔ اس پر یوناف کچھ دیر سوچتا ہوا پھر بولا۔ اسے ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر جب کہ عزائیل اور اس کے ساتھیوں نے ابھی تک سمون کے خلاف کوئی کارروائی ہی نہیں کی تو میں اور تم نے یہاں ارض فلسطین میں اگر غلطی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب جب عزائیل اور اس کے ساتھی در حصوں میں بٹے ہوئے ہیں میں بڑی آسانی کے ساتھ رونا ش کو ٹھکانے لگا سکتا ہے۔ عزائیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ مغرب یوسر اور بنط کے ساتھ ارض فلسطین میں ہے۔ جب کہ رونا ش کے پاس مغربی افریقہ میں اس وقت حب اور خوف ہی ہیں۔ لہذا میں رونا ش کا خاتمہ کرنے کے بعد ارض فلسطین میں آکر عزائیل اور اس کے ساتھیوں سے سمون کا دناغ کر سکتا ہوں۔

اسے ابلیکا اب تم ایک کام کرنا۔ تم مغربی افریقہ میں قب رونا ش اور خوف پر نگاہ رکھنا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں تو پھر دیکھنا میں کیسے رونا ش پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ اور انجام خراب کرتا ہوں۔ اور رونا ش کا خاتمہ کرنے کے بعد میں دوبارہ سمون کی مدد کے لیے ارض فلسطین میں آراخل ہوں گا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر ابلیکا نے پوچھا۔ اسے یوناف! تمہارا سارا لائحہ عمل درست ہے اور میں اس سے مکمل طور پر اتفاق بھی کرتی ہوں۔ لیکن اب اس وقت سمون کا کہا کرنا چاہیے۔ جب کہ وہ سخت ضرورت مند یوناف نے پوچھا۔ اسے ابلیکا! کیا ضرورت مند سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ سمون اپنی پسلی والی شرط ہار گیا۔ اور فی الوقت اسے تیس کتانی جوڑوں کی سخت ضرورت ہے؟

ایلیکا نے اس بار گنگنائی ہوئی آواز میں کہا۔ ہاں میرا یہی مطلب ہے۔ اور سمسون کو یہ سامان فراہم کرنے کے لیے میرے پاس ایک عمدہ اور بہترین حل بھی ہے۔ یونان نے سکراتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے پاس اس کا کیا حل ہے ایلیکا! بتاؤ تاکہ اسی کے مطابق سمسون کی مدد کی جاسکے۔ ایلیکا پھر بولی۔

اے یونان! یہاں سے قریب ہی استقلون نام کا ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ اس استقلون کا شمالی حصہ کوہستانی ہے۔ اور ان کوہستانوں کی ایک غار کے اندر راہزنوں اور ڈکیتوں کا مسکن ہے اور لوگوں کو لوٹ لوٹ کر انہوں نے اس غار کے اندر بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ وہ سب رہن ہر وقت اس غار میں نہیں رہتے بلکہ ان کے کچھ ساتھی غار کی حفاظت کے لیے وہاں رہتے ہیں اور ان کی اکثریت تجارتی کاروانوں یا قافلوں کو لوٹنے کے لیے باہر ہی رہتی ہے۔ پس اے یونان! میں اس غار کی طرف راہنمائی کروں گی۔ سمسون اس غار پر حملہ آور ہوا اور تم اس کی مدد کرو تو سمسون اپنی شرط کے مطابق ان تیس جوانوں کو تیس کتانی جوڑے مہیا کر سکتا ہے۔ یونان نے فوراً کہا۔ اے ایلیکا! میں اس کے لیے آمادہ ہوں۔ اب اس وقت تم مجھ سے یہ کہو کہ سمسون کہاں ہے۔

ایلیکا بولی۔ اے یونان! سمسون اس وقت اس بستی کے شمالی حصے میں اپنی شرط ہارنے اور اپنے سپہاؤں پر بوی سے ناراض ہو کر اپنی بستی صرغ کی طرف جا رہا ہے۔ اس پر یونان نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے ایلیکا! میں اس سے وہیں ملتا ہوں۔ اور اس سے مل کر معاملہ طے کرتا ہوں۔ پھر یونان نے اپنے قریب کھڑی حسین قرطیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے قرطیہ! تم نے ایلیکا کے ساتھ میری گفتگو سنی! تمہارا اس سے متعلق کیا خیال ہے؟ قرطیہ نے اپنی کھنکھی آواز اور رنگ و حسن بکھیرتی آواز میں کہا۔ اے یونان! سمسون سے متعلق میں آپ اور ایلیکا کے فیصلوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔ لیکن جہاں تک رونفاش کو ختم کرنے کا سوال ہے اس سے متعلق میں آپ سے بعد میں گفتگو کروں گی۔ اس لیے کہ رونفاش کا خاتمہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ ایک دشوار اور وقت طلب معاملہ ہے اور اس میں پڑنے والا خود بھی رونفاش سے نقصان اٹھا سکتا ہے۔ قرطیہ کی ان باتوں کے جواب میں ان نے اس سے پوچھا۔

اے قرطیہ! پہلے یہ کہو! تم رونفاش کے خاتمے پر خفا اور دکھی تو رہے ہو گی۔ قرطیہ نے

فورا یونان کے شلتے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو خود چاہتی ہوں۔ کہ رونفاش کا خاتمہ ہو یہ میری دلی خواہش ہے اور رونفاش کے خاتمے پر مجھے اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی قرطیہ کی ان باتوں پر یونان خوش ہوا اور کہا۔ اے قرطیہ! پہلے مجھے سمسون کا معاملہ طے کر لینے دو اس کے بعد جب میں رونفاش کی طرف رجوع کیا تو ضرور تم سے مشورہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس کے خاتمے کے لیے تمہارا مشورہ یقیناً میرے لیے سودمند ثابت ہوگا۔ اب آؤ سمسون کی طرف چلیں اور اس کا مسئلہ حل کریں۔ اس کے ساتھ ہی یونان نے قرطیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اپنی سری قوتوں کو اس نے استعمال کیا اور پھر وہ قرطیہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

سلیاہ سے ناراض ہو کر اور اس کے گھرنے نکل کر سمسون اپنی بستی صرغ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کے پیچھے تھوڑے ہی فاصلے پر یونان قرطیہ کے ساتھ نمودار ہوا اور پھر اس نے زور سے پکارا سمسون! سمسون! ٹھہرو! میری بات سنو! اس کے پکارنے پر سمسون رک گیا۔ پھر وہ مڑ کر یونان اور قرطیہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یونان اور قرطیہ دونوں اس کے قریب آئے اور قبل اس کے کہ یونان گفتگو کا آغاز کرتا۔ سمسون نے خور ہی یونان کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں تم نے آواز دے کر مجھے روکا ہے۔ تم دونوں میں میرے لیے اجنبی ہوا اور تم دونوں کے حیرے میرے لیے آشنا نہیں ہیں۔

یونان، سمسون کے قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا اے سمسون! میرا نام۔

یونان ہے۔ میرے ساتھ یہ میری بیوی قرطیہ ہے۔ پس تم یہ سمجھو کہ ہم دونوں نیکی کے

نمائندے ہیں اور اپنی بیوی کی وجہ سے تم نے جو شرط ہاری ہے اس سلسلے میں ہم دونوں

تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ سمسون کی غم اور دکھ کے باعث گردن جھک گئی۔ پھر اس

نے ایک لمبی سانس لے کر اور آہ بھرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ میری بچھیا کو بل نہ جوتے تو

وہ کبھی بھی میری پہلی نہ بوجھ سکتے تھے۔ یونان نے غور سے سمسون کی طرف دیکھا اور کہا۔

اے سمسون! تم کھوکھو کہو۔ تم کیا کتنا چاہتے ہو۔ میرے سامنے پسلیاں نہ ڈالو نہ بچھیا سے تمہارا

کیا مطلب اور اسے بل جوتے کا اشارہ کس طرف ہے۔ سمسون نے اس بار بڑے نرم اور

کمی قدر پرسکون لہجے میں کہا۔ بچھیا سے مراد میری بیوی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے۔

کہ اگر وہ تیس عیار جو میرے رقیب ہیں دھوکہ دہی سے کام لے کر میری بیوی کو اپنے ساتھ ملا کر پہلی کا جواب اس سے حاصل نہ کر لیتے تو وہ کبھی بھی اس پہلی کو بوجھ نہ سکتے تھے۔ جو پہلی میں نے ڈالی تھی۔ اس کا جواب صرف مجھے اور میری بیوی کو معلوم تھا۔ پس میری بیوی نے پہلی کا جواب انہیں بتا دیا۔ اس طرح اس نے نہ صرف ایک بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے بلکہ.....

یوناف نے فوراً سمون کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ بلکہ تمہیں مالی مشکلات سے بھی دوچار کر دیا ہے اس لیے کہ پہلی بوجھ لینے کے بعد تم اپنے ان تیس رقیبوں کو کتنا جوڑے مہیا کرنے کے پابند ہو۔ اس انکشاف پر سمون نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا۔ اے اپنے آپ کو نیکی کا نمائندہ کہتے والے تمہیں میرے حالات کی کیسے خبر ہوئی۔ یوناف نے آگے بڑھ کر سمون کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اے سمون! نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میں عوامانہ فطرت انداز میں اور غیر متوقع طور پر بہت سے حالات جان جاتا ہوں۔ ایسے ہی میں تمہارے حالات بھی جان گیا ہوں۔ اور یہ حالات جانتے کے بعد اب میں تمہاری طرف آیا ہوں تاکہ تمہارے ان تیس رقیبوں کے لیے تیس کٹانی جوڑے حاصل کرنے میں تمہاری مدد کروں۔ سوائے سمون! تم میرے ساتھ استقون کی طرف چلو تاکہ وہاں سے تم میری راہنمائی میں اپنے لیے تیس کٹانی جوڑے حاصل کر سکو۔ سمون چند ثانیوں تک غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کسی قدر تعجب خیز انداز میں پوچھا۔

اے یوناف! نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تمہارے ساتھ ہر جگہ جاتے کو تیار ہوں پر تم پہلے مجھ سے یہ تو کہو کہ تم وہاں سے میرے لیے کیسے تیس کٹانی جوڑے حاصل کرو گے۔ یوناف نے نرم لہجے میں کہا۔ اے سمون دیکھو استقون نام کی بستی سے باہر ایک کوہستانی غار کے اندر کچھ قاطع طریق اور رہن رہتے ہیں میں اور تم دونوں ان پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں ان کے غار سے بھگا کر وہاں سے تم اپنے لیے تیس کٹانی لباس حاصل کر لینا۔ اس طرح تم اپنی باری ہوئی شرط پوری کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ سمون نے تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے یوناف! ہم دونوں کیسے ان رہنوں کے غار کو ان سے خالی کر دیاں داخل ہو سکیں گے۔ اور اپنی مانگ اور شرط کے مطابق وہاں

سے تیس کٹانی لباس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یوناف نے پھر سمون کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔ اے سمون یہ سارا کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ وہ غار میں خالی کر اؤں گا۔ پس تم اس غار میں داخل ہو کر اپنی شرط کا سامان حاصل کر لیتا۔ پس تم ایک بار میرے ساتھ چلنے کی حامی بھر دو۔ سمون نے خوشی کے اظہار میں کہا۔ اے یوناف! میں تو ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ استقون کے اس غار کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

پس سمون کو ساتھ لے کر یوناف فوراً استقون کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ جب کہ یوناف کی ہدایات کے مطابق ایک اسے اس غار کی طرف راہنمائی کر رہی تھی غار کے منہ پر جا کر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اے سمون تم یہی غار کے منہ پر ہی کھڑے رہو۔ میں اندر داخل ہوتا ہوں اور وہاں رہنوں کے جس قدر ساتھی بھی ہیں انہیں غار سے بھاگنے پر مجبور کروں گا۔ اس طرح جب وہ غار کے منہ سے نکل کر باہر جانا شروع ہوئے تو تم ان پر اپنی تلوار برسا کر اس کا فائدہ شروع کر دینا اور جب انکے سب ساتھیوں کا صفایا ہو جائے گا تو پھر تم غار میں داخل ہو کر اپنی پسندیدہ اشیاء وہاں سے حاصل کر لینا۔

سمون نے کس قدر مضحکہ خیز سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے میرے چارہ گریہ طریقہ کار تو بہت اچھا ہے۔ اور نظائر اس میں بہتری کے بڑے امکان بھی ہیں۔ پر میں تو اس شک میں ہوں کہ کیونکہ ایسا ممکن ہو گا کہ تم غار میں داخل ہو کر جس قدر بھی لوگ وہاں ہیں انہیں باہر بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یوناف پھر سرگوشی کی۔ اے سمون! تم اس امر کو بھول جاؤ کہ میں ان لوگوں کو غار سے باہر نکلنے پر کیسے مجبور کروں گا۔ یہ میرا کام ہے اور میں اپنا کام کرنا خوب جانتا ہوں۔ پس تم اپنے کام کے لیے مستعد رہو اور جو بھی غار سے نکلتا رہے۔ اس کا کام تمام کرتے رہو۔ پھر دیکھنا کیسے ہم دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ سمون اس بار یوناف کی پراعتقاد باتوں سے سیدھا متاثر ہوا تھا۔ لہذا اس نے فوراً اپنی تلوار کھینچ لی اور موزنیت کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا۔ میں غار سے باہر نکلنے والوں سے نمٹنے کے لیے تیار ہوں۔ جو بھی غار سے باہر نکلا۔ میں اس کی گردن کاٹا چلا جاؤں گا۔ اس طرح ان گناہگار رہنوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور لوگ ان کی رہنری سے محفوظ ہو جائیں گے۔ بلکہ میرا کام بھی ہو جائے گا۔ پر اے یوناف! غار میں داخل ہونے سے قبل اپنی بیوی کو کسی محفوظ جگہ کھڑا کرنے جاؤ۔

یوناف کی اس گفتگو پر ان سب نے مضحکہ خیز قہقہے لگانے شروع کر دیئے تھے پھر ان میں سے ایک اٹھا اپنی تلوار اس نے کھینچی اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یہ دونوں شاید اپنے اپنے جسم کو سرد خاتونوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اے میرے ساتھیوں! دیکھو میں کیسے ان دونوں کے سران کے تن سے جدا کرتا ہوں اسی لمحہ یوناف نے قرطیہ کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز اشارہ کیا۔ اس پر قرطیہ حرکات میں آئی اور چند ہی ساعتوں بعد یوناف کے پہلو میں جہاں ابلیکا کھڑی تھی وہاں ایک بیت بڑی جسامت کا خونخوار اور سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہو گیا تھا۔ ان رہزنوں نے جب اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے قرطیہ کو لڑکی سے جیتے میں تبدیل ہوتے دیکھا تو ان سب کی حالت راکھ کے کھیت، دھول کے کھلیاں اور ریت کے اڑتے بچوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کوئی ابلیس اپنی بدترین حالت میں ان کے سامنے تاج اٹھا ہو۔

اور جو رہزن اپنی تلوار سونت کر یوناف اور قرطیہ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی۔ پھر وہ دہشت زدہ سے ہو کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور غار کے منہ کی طرف بھاگتے ہوئے وہ غار سے باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ جب کہ وہ باہر کھڑے سمسون نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ جب سارے ہی رہزن باہر نکل گئے۔ تب قرطیہ اپنی اصل حالت میں آگئی۔ اسے لے کر یوناف جب دوبارہ غار سے نکلا تو اس نے دیکھا غار کے منہ پر سمسون اپنی نئی تلوار لیے کھڑا تھا۔ یوناف کو دیکھتے ہی سمسون نے اپنی تلوار ایک طرف پھینک دی۔ آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بڑی مہربانی میں کہا۔ اے یوناف! تم واقعی ایک حیرت انگیز اور مافوق البشریت انسان ہو۔ جب تم اپنی بیوی کے ساتھ اس غار میں داخل ہوئے تھے تو میں تم دونوں کی سلامتی سے متعلق بیدار فکر مند تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اگر غار کے اندر رہزنوں نے تم دونوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں ضرور تم دونوں کی مدد کے لیے غار میں داخل ہو جاؤں گا۔

اے یوناف! تمہارے دوران کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ میں سن رہا تھا۔ پھر گفتگو کے دوران مجھے یہ بھی احساس ہوا تھا کہ ایک رہزن نے اپنی تلوار سونت کر

تاکہ اس کی حفاظت سے میں اور تم دونوں بے فکر رہیں۔

یوناف نے ایک بار غور سے اپنے پہلو میں کھڑی قرطیہ کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور سمسون سے اس نے کہا۔ اے سمسون! یہ قرطیہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ مجھے یاتھیں اس کی حفاظت کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ اپنی حفاظت کرنا خوب جانتی ہے۔ یہ تو میرے ساتھ اس غار میں داخل ہوگی اور ان رہزنوں کو باہر نکلانے میں میری معاون مددگار ثابت ہوگی۔ اب تم مستعد ہو جاؤ کہ میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔ سمسون فوراً اپنی تلوار لہر لہر کر غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا یوناف نے غار میں داخل ہوتے ہوئے قرطیہ کے کان میں سرگوشی کی۔ قرطیہ! قرطیہ! تم غار میں داخل ہونے کے بعد اپنی جیتے کی ہیٹ بدل لینا پھر دیکھنا غار کے اندر جس قدر بھی رہزن ہوتے وہ کیسے باہر اپنی موت کی طرف بھاگتے ہیں۔ جواب میں قرطیہ کے چہرے پر نئے عید کی بشارتوں جیسی خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس کی خوابوں سے بھری گہری جھل آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر اس نے اپنے لمبے کی بھر پور کھٹک میں کہا۔

اے میرے رفیق! جیسا آپ چاہیں گے میں ایسا ہی کروں گی۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا۔ اس لیے کہ وہ دونوں غار میں اب کافی آگے بڑھ گئے تھے۔ اندر بیٹھے رہزنوں نے ان دونوں دیکھ لیا تھا۔ لہذا ان میں سے ایک نے روح و جسم کی دیواریں ہلا دینے والی ہولناک آواز میں پوچھا۔ تم دونوں کون ہو اور کیوں ہمارے اس غار میں داخل ہوئے ہو۔ لگتا ہے۔ تم دونوں ان علاقوں میں اجنبی ہو ورنہ اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنے کے لیے تم یوں ہمارے غار میں بے دھڑک داخل ہو جاتے۔ جب وہ رہزن خاموش ہوا تب غار کے اندر یوناف کی آواز اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ گونجی اے رہزنو! ہم دونوں اس لیے غار میں داخل ہوئے ہیں۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کو تمہاری بدبرداشت، تمہاری لوٹ مار اور تمہارے خاک و خون کے کھیل سے نجات ملے۔ قبل اس کے کہ اس غار کے اندر میں نعرہ دہشت بند کروں۔ قبل اس کے کہ میں سچ کا شعلہ بن کر تمہاری روحوں کو دھوؤں۔ قبل اس کے کہ میں آہن گر کی طرح تمہیں انگاروں کی بھیٹی کے موج و گرداب میں ڈالوں۔ قبل اس کے کہ اس غار کے اندر میں تم سب کی لوٹ گھوٹ شروع کروں۔ تم سب اس غار کو قالی کرتے نکل بھاگو۔

اس غار سے میں نے کافی نقدی اٹھائی ہے۔ اور اسے میں بیوں مساکین، مسافروں اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کروں گا۔ اس طرح لوگ میرے حق میں دعا کریں گے اور ان لوگوں کی دعائیں میرے حق میں میرے خداوند کی رضا مندی اور خوشنودی کا باعث بنے گی۔ اے یونان کیا ہمیں اب یہاں سے چلنا چاہیے۔

یونان نے مسون کی تائید کی۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ مسون آداب یہاں سے چلیں۔ تمہوں اس کوستانی سلسلے سے نکل کر پہلے استقلون آئے اور وہاں سے وہ تحت نام کی بستی میں داخل ہوئے اور اپنی شرط کے مطابق مسون کے وہاں کئی جوڑے ان تیس جوانوں کو دے دیئے جن کے ساتھ اس نے شرط باندھی دی۔ اس کے بعد اس نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز بھائی! میرے عظیم محسن! میری خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو تاکہ میں چند دن تم دونوں میاں بیوی کی عیافت و خدمت کروں۔ تم میرے مہربانو! ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میرے ماں باپ اور میں پس تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ میرے ماں باپ تم دونوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوں گے یونان نے خوش دلی سے کہا۔ اے مسون! میں تمہارے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن فی الوقت میں تمہارے ساتھ نہ جاسکوں گا۔ اس لیے کہ مجھے ابھی ایک بہت بڑے کام سے مشغول ہے۔ ہاں میں کبھی تم سے ملنے تمہارے ہاں زور آؤں گا۔ اور شاید یہ دقت بہت جلد آئے۔ اے مسون اب تم اپنے گھر جاؤ۔ مسون نے یونان سے مصافحہ کیا اور پوچھا۔

اگر مجھے کبھی آپ سے ملنا ہو تو میں کہاں آپ سے مل سکتا ہوں۔ یونان مسکرایا اور کہا۔ مسون! میرے بھائی! میں ایک فائدہ بدوش انسان ہوں۔ بہر حال تم ٹھیک مندرجہ ہو۔ میں عنقریب تم سے ملنے خود ہی آجاؤں گا۔ بس اب تم جاؤ۔ مسون نے یونان سے مصافحہ کیا۔ اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ مسون ابھی وہاں سے گیا ہی تھا کہ ایک کالے یونان کی گردن پر خوشگوار مس دیا۔ پھر اس کی نغے بھرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یونان! یونان! اگر تم روناش سے ملنا چاہتے ہو تو یہ ایک بہترین موقع ہے۔ یونان نے بے چینی اور بیتابی سے پوچھا۔ اے ایک! روناش سے متعلق مجھے ذرا تفصیل سے۔ کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ ایک پھر بولی اور کہا۔ اے یونان! روناش اس وقت جیل مہر کے کنارے کی شکار کی تلاش میں ہے۔ جب کہ قب اور خوفزدہ دونوں اس وقت سرائے میں قیام کے ہوئے ہیں۔ ایک

تمہاری طرف بڑھا بھی تھا۔ اس موقع پر میں نے غار کے اندر داخل ہو کر تمہاری مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر نہ جانے تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہ وہ خوف سے لرزتے کانپتے اور شور و ادوا کرتے ہوئے غار سے باہر بھاگنے لگے تھے۔ پھر میں نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر کے غار سے نکل بھاگنے والوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اور اسے یونان تم دیکھتے ہو کہ میں نے سب کا صفایا کر دیا ہے۔ مسون سے علیحدہ ہونے کے بعد یونان نے اس کا اشارہ پھینچا یا اور کہا۔ اے مسون! میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ نیچی کے ایک نمائندے کی حیثیت میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں۔

اے مسون! تم مجھے اپنے اس رب کی جو کائنات کی ہر شے کا مبرا و باطن جانتا ہے جو ظاہر و خفیہ ہر شے کا علم رکھتا والا ہے۔ یہ رہن اگر اس سے زیادہ ہوتے تب بھی میں انہیں نکال باہر کرتا ہے۔ اے مسون! اگر میں نہ بھی ہوتا تو ان رہنوں کو تو میری یہ بیوی قرطیہ ہی غار سے جگاسکتی تھی۔ اور سو مسون! اب جب کہ رہن ذلت کی موت مارے جا چکے ہیں تو اس غار میں داخل ہوا میں چیز کی ضرورت تم محسوس کرتے ہو اٹھاؤ۔ مسون نے ایک بار حسانندی اور غنویت سے یونان کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی خون آلود توار زمین پر رگڑ کر صاف کی اور اسے نیام میں کر کے وہ غار میں داخل ہو گیا۔ ٹھوڑی ہی دیر بعد جب مسون غار سے نکلا تو یونان اور قرطیہ نے دیکھا وہ ایک گھڑی اٹھائے ہوئے تھا۔ اس موقع پر یونان نے سکرتے ہوئے پوچھا۔

اے مسون! اس گھڑی میں تم نے کیا کیا باندھا ہے۔ مسون نے اس گھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے میرے دوست اس گھڑی میں تیس کتائی جوڑے ہیں۔ اور کچھ نقدی جو ادھر ادھر بکھری پڑی تھی وہ بھی میں نے ایک تھیلی میں ڈال کر اس گھڑی کے اندر رکھ لی ہے۔ اس پر یونان نے پوچھا۔ اے مسون! کیا ان تیس کتائی جوڑوں کے علاوہ تو نے اپنے لیے وہاں سے کچھ بھی پسند نہ کیا۔ یہ بس جوڑے تو تم ان تیس جوانوں کو رے دو گے جن کے ساتھ تو نے شرط باندھ رکھی تھی پھر تیرے پاس کیا بچے گا۔ مسون! بڑی انکساری میں کہا۔ اے میرے محسن! میرے عظیم دوست میں! اچھا کافال نہیں۔ یہ نقدی جو میں نے یہاں سے اٹھائی ہے اسے بھی میں لوگوں کی مدد کے علاوہ فلاحی کاموں پر خرچ کروں گا۔

اے یونان! میرے بھائی! تم جانتے ہو گے کہ میں بنی اسرائیل کا قاضی بھی ہوں۔ لہذا مجھے لوگوں کی بہتری کے کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔ میں قاضی نہ ہوتا تب بھی ایسے کام کرتا۔

ہر شے کو ڈھٹا چلا جاتا ہے۔ ایسے ہی رونقاش بھی جوئی صورت اختیار کر لے گا۔ اور اس کا سب سے پہلا هدف میں اور آپ ہو کر رہیں گے۔ یونان نے قرطیہ کی اس گفتگو کو بڑے غور اور دھیان سے سنا۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور کسی نتیجے پر پہنچے ہوئے اس نے قرطیہ سے پوچھا۔

اے قرطیہ اگر میں اس چیتے کا فاتح کرتا ہوں۔ تو اس سے رونقاش کو کیوں نقصان نہ پہنچے گا اور وہ کیونکر اس کے بعد زندہ رہ سکے گا۔ قرطیہ بولی اور کہا۔ اے یونان! جب آپ اس چیتے کی گردن کاٹتے ہیں یا اسے کسی اور طرح سے مارتے ہیں تو چیتے کا ذہن تو اس وقت تک متحرک رہے گا۔ جب تک اس کے جسم سے روح نکل نہیں جاتی۔ ظاہر آپ کے اس پر حملہ آور ہوتے ہی اس کے جسم سے روح علیحدہ تو نہ ہو جائے گا۔ اور جب اس کا ذہن متحرک ہو گا تو وہ فوراً چیتے سے انسانی یا کوئی اور روپ دھار کر نہ صرف بچ سکے گا۔ بلکہ آپ کے مقابل اکھڑا ہو گا۔ آسان الفاظ میں اس کی مثال میں یوں دے سکتی ہوں کہ مثال کے طور پر آپ نے چیتے کی گردن کاٹ دی۔ اس کی گردن کھٹے ہی اس کے جسم سے روح تو نہ نکل جائے گی پس اس کی گردن کھٹے سے لے کر اس کے جسم سے روح نکلنے اور اس پر موت طاری ہونے تک کا وقفہ ہو گا اس کے دوران اس کا ذہن متحرک رہے گا۔

سو اپنی انہی بیدار ذہنی قوتوں کو عمل میں لا کر وہ کوئی دوسری صورت اختیار کر کے بچ سکے گا۔ رونقاش کا فاتح صرف اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب وہ چیتے کے روپ میں ہم پر حملہ آور ہو تو پہلے ہی حملے اور پہلے جھکے میں اس کے ذہن کو مغلوب و بیکار بنا کر رکھ دیا جائے۔ صرف اسی صورت میں ہی رونقاش پر موت طاری کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کا ذہن جب معطل کر دیا جائے گا تو وہ ایک صورت سے نکل کر دوسری صورت میں جانے کا عمل نہ کر سکے گا۔ میں سمجھتی ہوں ایسا کوئی طریقہ نہیں جس سے کام لے کر پہلے ہی جھکے میں اس کی ذہنی قوتوں کو ہم معطل کر دیں۔ لہذا میں سمجھتی ہوں کہ رونقاش کا فاتح اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی لحاظ سے یونان کی گردن پر بس دیا۔ اور بولی۔ اے یونان! یہ قرطیہ ٹھیک کہتی ہے۔ رونقاش کا تم اس وقت تک فاتح نہیں کر سکتے جب تک تم اس کی ذہنی قوتوں کو معطل نہیں کر دیتے اور ایسا کرنے کا طریقہ کار تمہیں میں سمجھا دیتی ہوں۔ یونان بولا۔

سے اپنی گفتگو مکمل ہونے کے بعد یونان بولا اور قرطیہ سے اس نے کہا۔

قرطیہ! قرطیہ! میں یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں آج ہی جھیل میرو کے کنارے رونقاش کا فاتح کر کے اس کی داستانوں کو ہمیشہ کے لیے تنگ اکود کر دوں گا۔ قرطیہ بولی سب ضروریات سے جھیل میرو کے کنارے کی طرف کوچ کریں۔ لیکن اس طرف جانے سے قبل مجھ پر آپ یہ انکشاف کیجئے کہ آپ اس پر کیسے قابو پائیں گے۔ اور کس طرح موت کی بیڑیاں اسے پہنائیں گے۔ یونان نے کہا۔ سنو! قرطیہ! میں تمہیں وہ تجویز بتاتا ہوں جس کی تحت میں رونقاش پر قابو پا کر اور اسے ٹھکانے ٹھکانے میں کامیاب رہوں گا۔ سنو قرطیہ جس جنگ اس وقت رونقاش ہے اس سے تھوڑے فاصلے پر جنگل کے اندر میں ایک حصار بناؤں گا اور اس حصار پر اپنی سری قوتوں کا عمل کروں گا اس کے بعد میں اور تم اپنی صوتیں بدل کر اس طرف کارخ کریں گے جہاں اس وقت رونقاش ہے جب کہ ابلیکا اس کی طرف جانے میں ہماری مدد کرے گی۔

اور اے قرطیہ! یہ بھی سنو! رونقاش کی طرف جاتے وقت ہماری یہ شکل و صورت نہ ہوگی بلکہ ہم دونوں اپنی اپنی ہیئت بدل کر اس کی طرف جائیں گے تاکہ وہ ہمیں پہچان نہ پائے۔ ظاہر کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا تعاقب کرے گا۔ اس موقع پر ہم دونوں اس حصار کی طرف بھاگیں جو جنگل کے اندر ہم نے پہلے سے کھینچ رکھا ہو گا۔ ہم دونوں اس حصار میں داخل ہو جائیں گے اور جب اس بڑے حصار کے اندر وہ چیتا بھی وہاں داخل ہو گا۔ اس کے وہاں داخل ہوتے ہی ہم وہاں سے نکل جائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ میں اپنی سری قوتوں میں بھی حرکت میں لاؤں گا جن کی بناء پر رونقاش اس حصار سے باہر نہ نکل سکے گا۔ اسی لمحہ میں حصار کی طرف بڑھوں گا اور تلواریں مار کر چیتے کی گردن کاٹ دوں گا۔ پس گردن کاٹ جانے کے بعد۔ رونقاش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

یونان جب خاموش ہوا تو قرطیہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یونان! آپ یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ چیتے کی گردن کاٹ کر آپ اس کا فیصلہ کر دیں گے۔ لیکن ایسا ہی نہیں ہے اگر چیتے کی آپ نے گردن کاٹ دی تو اس طرح رونقاش کا تو خاتمہ نہ ہو گا۔ رونقاش تو ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ اور اس کے بعد تو وہ میرے اور آپ کے لیے انتہائی مہلک اور خوفناک صورت اختیار کرے گا۔ جس طرح زخمی سانپ

میں کہا۔ اسے قرطیہ میں تمہاری اس راہنمائی کا ممنون ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یونانی نے پکارا۔
ایلیکا! ایلیکا! کیا اب ہم یہاں سے کوچ کریں! ایلیکا نے فوراً اپنا حریری لیں یونانی کی گردن
پر دیا اور بولی۔ ہاں یونانی! اب ضرور قرطیہ کی طرف کوچ کرو۔ اس لیے کہ رونقاش اس
وقت بھیل میرد کے کنارے کھوانام کی بستی اور سرائے کے درمیان گھات لگائے بیٹھا ہے
تاکہ اگر کوئی مسافر یا بستی کا آدمی وہاں سے گزرے تو اسے اپنا شکار اور حدف بنا سکے
چلو کوچ کرو۔ میں تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ ایلیکا سے گفتگو کا سلسلہ قطع کر کے یونانی
نے قرطیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ قرطیہ! یہاں سے کوچ کریں۔ قرطیہ نے جواب میں فوراً آگے
بڑھ کر یونانی کا ہاتھ اپنے نرم و نازک ہاتھ میں لے لیا تھا۔ پھر یونانی اپنی قوتوں کو حرکت میں
لایا۔ اور وہ دونوں وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

سیاہ رنگ کا وہ خوفناک اور غیر معمولی جسمانت کا چیتا بستی سے سرائے کی طرف
جانے والے راستے کے کنارے ریل کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھا تھا۔ کہ یونانی نے
اپنے آپ اور قرطیہ کو انسانی و حیوانی نگاہوں سے ادھل ہی رکھتے ہوئے اس کے گرد حصار
کھینچ دیا تھا۔ اور ان حصار کے کھینچے پر اس چیتے کی حالت ایسی ہو گئی تھی۔ گویا اس پر نشہ
مارا ہو گیا ہو۔ یا وہ اپنے اطراف اور دنیا و مافیہا سے بالکل قطع تعلق ہو کر رہ گیا ہو۔
اس کے علاوہ اس نے بے سرح اور نیم بے ہوشی کے سے انداز میں اپنا سراپا اپنے سامنے
پھیلے دونوں پنجوں پر ڈال دیا تھا۔ اچانک یونانی اس چیتے کے قریب اس حالت میں
نمودار ہو کر اس کے ہاتھ میں اپنی نیچنگی توڑ تھی۔ اس کے چہرے پر امید و غم کی تابانی اور
موفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے کے ارادے اور تسلی کی سی سمجھتی تھی۔ اس
کی آنکھوں کے اندر رفرہنوں کو گھل دینے والی آنچ اور اندھیروں کو ڈستی اجالے
کا کر نہیں تھی۔

یونانی جب اس چیتے کے پاس نمودار ہوا تو اس نے یونانی کو ایک بار اپنی سلگتی
ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ اتنی دیر تک یونانی نے اپنی تواریخ کر کے اس پر گرا دی تھی
قصاؤں کے اندر چیتے کی دلوں کو ہلا دینے والی ایک دھڑکن ہوئی تھی۔ اس کے بعد
وہاں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ یونانی کے وار کرنے پر اس چیتے کی گردن کٹ

اسے ایلیکا! تمہارا شکر یہ کہ تم بروقت مشورہ دینے کے لیے وارد ہوئی۔ پر میں نے
رونقاش کو ختم کرنے کا طریقہ سوچ لیا ہے۔ ایلیکا نے اس بار مسکراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔
وہ طریقہ کار بتاؤ کہ تو سہی تاکہ میں بھی تو سنوں۔ یونانی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ اسے ایلیکا! قرطیہ کی اس گفتگو نے رونقاش کے خاتے سے متعلق حل سوچنے میں میری مدد
کر دی ہے۔ اسے ایلیکا! اب جو طریقہ کار استعمال کر کے میں رونقاش کا خاتمہ کروں گا اسے
تم اور قرطیہ اب غور سے سنو۔ اب میں اور قرطیہ یہاں سے قرطیہ کی طرف کوچ کریں گے۔
اسے ایلیکا! تم ہماری وہاں تک راہنمائی کرنا۔ جہاں اس وقت رونقاش چیتے کی صورت
میں موجود ہے۔ میں اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے اور انسانی و حیوانی نگاہوں سے اپنے
اور قرطیہ کو اوجھل رکھ کر جہاں چیتے کی صورت میں رونقاش ہو گا۔ وہاں کے گرد میں دو
حصار کھینچوں گا۔

ایک حصار رونقاش کو وہاں محصور رکھنے کا ہو گا۔ تاکہ وہ وہاں سے نکل کر بھاگ
نہ سکے دوسرا حصار اس کی ذہنی قوتوں کو معطل اور مسمار کرنے کے لیے ہو گا۔ اور اس
حصار سے رونقاش کے شعور و لا شعور دونوں ہی ختم ہو جائیں گے۔ ایسا کرنے کے
بعد میں قرطیہ کو انسانی و حیوانی نگاہ سے ادھل ہی رکھوں گا۔ جب کہ میں اکیلا چیتے کے
سامنے نمودار ہوں گا اور اس پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کروں گا اور اس کے جسم اور
کھوپڑی کے پر کچے لٹا دوں گا۔ اور جب تک اس پر موت واقع نہیں ہو جاتی اس وقت
تک میں اپنے اس حصار کو ختم نہ کروں گا جس نے رونقاش کے ذہن کو معطل کر رکھا ہو گا۔
فرا جب میں دیکھوں گا کہ اس کی روح اور جسم کا تعلق رابطہ منقطع ہو گیا ہے تو پھر میں
اپنا وہ حصار ختم کر دوں گا۔ اب بولو اس طرح میں رونقاش کو ختم کر رکھوں گا یا نہیں۔
قرطیہ نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ یہ طریقہ کار استعمال کر کے آپ یقیناً رونقاش کو ختم کر
سکتے ہیں۔ قرطیہ ذرا دم لے کر اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھی۔

اسے یونانی! رونقاش کے ختم ہونے اور اس کے مرجانے اور ہمیشہ کے لیے ہمارے
پیچھے سے اتر جانے کی ایک نشانی بھی ہے اور وہ یہ کہ جس وقت چیتے کی حالت میں اسے
آپ ماریں تو جب اس چیتے کی لاش ہڈیوں سمیت کالے رنگ کا سیال مادہ بن کر بہہ
جائے۔ تب آپ یقین کر سکتے ہیں کہ رونقاش ختم ہو چکا ہے۔ یونانی نے مطمئن انداز

گرماسٹ جیسے انداز میں یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یونان! تو نے واقعی روناش کو ختم کر دیا۔ آہ تو نے ہمیں ایک عمدہ ساتھی اور بہترین معاون سے محروم کر دیا ہے۔ پر یاد رکھو روناش کو یوں ختم کرنے کے بعد آج تم بھی میرے اور خوفہ کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جاسکو گے۔ آج ہم تمہیں ایسا روگ دیں گے جو تمہاری زیست کو مرگ اور تمہاری صداؤں کو گونجتے واہموں میں تبدیل کر کے رکھ دے۔

یونان نے فوراً اپنا کوئی عمل کیا اور اسی لمحہ قرطیہ قب اور خوفہ کے پیچھے نمودار ہوئی۔ پرا بھی ایسا ہوا ہی تھا کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب، بوسہ اور بینطہ کے ساتھ نمودار ہوا آتے ہی اس نے ہولناک انداز میں قرطیہ کی گردن پکڑ لی اور اس کے ساتھ ہی آگ کا ایک ہولناک الاؤ سا نمودار ہوا۔ اور عزازیل۔ قرطیہ آسمان کی طرف بلند ہوئے آگ کے ان شعلوں میں روپوش ہو گئے تھے۔ اس اچانک تبدیلی پر یونان حرکت میں آیا۔ اپنی تواری پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور پھر اپنے گرد اس نے ایک وسیع حصار کھینچ لیا تھا اور اس کے بعد قرطیہ کی مدد کے لیے وہ عزازیل کے خلاف حرکت میں آئے۔ لگاتار اچانک وہاں نمودار ہونے والی آگ ختم ہو گئی۔ اور اب قرطیہ کے بجائے وہاں صرف عزازیل کھڑا مسکرا رہا تھا۔ پھر عزازیل نے اپنی طوفانی اور سیلابی آواز میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نیچی کے گماشتے! تو نے دیکھا اگر تو نے روناش کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو ہم نے قرطیہ کا خاتمہ کر کے موقع پر ہی تم سے انتقام لے لیا ہے۔ قسم مجھے اس خداوند کی جس کے علاوہ میں کسی اور کا خوف اپنے دل میں نہیں رکھتا۔ اگر تو نے آج اس موقع پر اپنے گرد حصار بنا لیا ہوتا تو میں تیری حالت، ریت کے انبار، گم گشتہ منزل، فنا پذیر اہالوں اور کاندھوں پر رکھی ہوئی صلیبوں جیسی بنا کر رکھ دیتا اس کے ساتھ عزازیل نے اپنے ان سارے ساتھیوں کو اپنا کوئی مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب یوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے جیسے رات کی سرد تاریکیوں کے اندر دھواں تحلیل ہو کر نگاہوں سے اوجل ہو گیا۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جاتے کے بعد ابلیح نے یونان کی گردن پر بس دیا۔ اور پھر اس نے تمہی حیات اور رنج و غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

یونان! یونان! قرطیہ کی موت کا دکھ اور غم ہے۔ کاش ہم دونوں اس کے لیے

کر عیدہ ہو گئی تھی۔ پھر یونان نے اپنا دوسرا اور تیسرا وار کیا اور چیتے کی کھوپڑی کو اس نے پاش پاش کر کھو دیا تھا۔ اسی لمحہ ابلیح نے یونان کی گردن پر بس دیا اور بے چین سی آواز میں اس نے کہا۔ اے یونان! رات کی تاریکی اس چیتے کی دھار ایک طرف بستی میں اور دوسری طرف سرمے میں سنی گئی تھی۔ چیتے کی ایسی دھار بستی والوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی لہذا وہ اس پر خوف نواہ اور پریشان ہیں۔ اور اسے کوئی غیر معمولی واقعہ سمجھ رہے ہیں۔ دوسری طرف سرمے میں بیٹھے قب اور خوفہ بھی فکرمند ہیں۔ انہوں نے یہ تاثر لیا ہے کہ شاید چیتے پر کوئی حملہ آور ہوا ہے اور وہ بھی اور ہر کارخ کر رہے ہیں اور تھوڑی دیر تک وہاں نمودار ہوں گے۔

ابلیح نے ابھی اپنی گفتگو ختم کی ہی تھی کہ قب اور خوفہ وہاں نمودار ہوئے۔ قب نے جب چیتے کو وہاں مرے ہوئے دیکھا تو یونان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے قدیم دشمن! جس وقت میں نے سرمے کے اندر چیتے کی دھار سنی تھی۔ اسی وقت ہی مجھے شک ہو گیا تھا کہ ضرور تم ہی چیتے پر حملہ آور ہوئے ہوں گے۔ اور یہاں آکر میرے شکوک درست ہوئے کہ چیتے پر حملہ آور ہونے والے تم ہی ہو۔ لیکن تم پکا بھتے ہو کہ تمہارے یوں اس چیتے پر حملہ آور ہونے۔ اور اسے ٹکڑوں میں تبدیل کرنے کے بعد تم روناش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ ہرگز نہیں۔ تم کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے اس موقع پر یونان رگ رگ میں برق دوڑا دینے والے انداز میں بولا اے احمق اور بیوقوف قب! ابھی تمہاری ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں کہ میں نے روناش کو ختم کر دیا ہے یا نہیں۔

اسی لمحہ چیتے کی لاش تحلیل ہو کر گارھے سیاہ رنگ کے معمول کی صورت میں زمین پر بہہ کر پھیل گئی تھی اور پھر آہستہ آہستہ وہ سیاہ معمول زمین میں جذب ہو گیا تھا۔ پھر رات کے اس سرد سنلے میں یونان کا ایک ہولناک اور بھیاں تک قبہ بلند ہوا۔ اور اس کے بعد اس نے قب اور خوفہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے ابلیس زادو! کیا اب بھی تم دونوں کو یقین نہیں ہے کہ میں روناش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ چیتے کی لاش کو یوں بہہ جانے پر قب اور خوفہ کی حالت ریگستانی ویرانیوں اور عدم کی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر قب نے سلگتی دیر اور ادا کی۔

ظاہر اور غور ہوئی۔ اس نے اسے آدھو چا اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ اسے ابلیکا ایک بات سیری سمجھ میں نہیں آتی۔ جب میں روناش کو اس قدر شکل اور رنگ دے بعد ختم کرنے میں کامیاب ہو سکا ہوں تو عزائیل نے قرطیہ کو یوں لمحوں اور ساعتوں کے اندر کیے ختم کر کے رکھ دیا۔ کیا وہ اس موقع پر اپنی ذہنی قوتوں کو حرکت میں لا کر کوئی دوسری صورت اختیار کر کے اپنا آپد پانہ سکتی تھی۔ یقیناً وہ ایسا کر سکتی تھی اور اسے کرنا چاہیے تھا۔

اسے ابلیکا قرطیہ اگر اپنے لیے زندہ نہ رہنا چاہتی تھی تو اس نے میری خاطر ہی ایسا کیا ہوتا اور اپنا آپ بیکر نکلی گئی ہوتی کیونکہ دوسرے شیاطین کی طرح وہ بھی قویہ شمار قوتوں کی تو مالک ہے۔ اور ایسے موقع پر وہ عزائیل سے یقیناً اپنا پاؤں کر سکتی تھی۔ اسے ابلیکا اکاش جس طرح عارب کے ساتھ یوسہ اور سینطہ کی صورت میں درخیزہ اور مددگار و معاون ہیں۔ ایسے ہی قرطیہ بھی میرے ساتھ ایک طویل عرصہ تک رہ سکتی۔ اس کی اور میری ہمراہی اس کا اور میرا ساتھ ایسے ہی ثابت ہوتا جیسے جان سرفروشان جیسے ندی اور ساحل جیسے چاند اور کرنیں۔ آہ اس کی گہری نیلی آنکھیں، اس کی سنبلین زلفیں اس کا ساحرانہ کلام اس کا طعن مضنی، اس کا طراوت لگی چہرہ، اس کا کافرانہ تمکنت، اس کا کاپرخ سے تراشا شفاف بدن اس کے بوں کی بھگی کلیاں، اس کی غمز آلود بیشانی اور اس کی تزیین حیا ایک عرصہ تک میری روح کا روگ اور میری جان کا دیال۔ بنے رہیں گے میں مجسم انتظار میرا یا اضطراب مصر بیل دوپروں اور گھیر خاموشیوں کے اندر دھکے کھاتا پھروں گا۔ اس کے جسم کی لذت بھری کہچوں اور بوسیدہ اوراق کی طرح میرا تقاب کرتی رہے گی۔

یونان جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے پوچھا۔ اسے یونان! اب جب کہ عزائیل اپنا کام کر کے جا چکا ہے تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ یونان جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسے کچھ لوگوں کا شور و کھائی دیا اتنے میں بستی کی طرف سے بہت سے لوگ نمودار ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشعلیں اور ہتھیار تھے۔ اس وقت سر لٹے کی طرف سے بھی کچھ لوگ آتے دکھائی دے ان میں مراٹے کا مالک مریش بھی تھا۔ وہ لوگ بھی ہتھیار اور مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے یونان نے اپنا حصار ختم کر

کچھ کر سکتے آہ یہ عزائیل بد بخت ایسے برسے موقع پر نمودار ہوا اور قرطیہ پر ایسی گرفت کر گئے اس پر موت طاری کی کہ ہم دونوں اس کی کوئی مدد ہی نہ کر سکے۔ آہ وہ ایک خوبصورت اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی تھی۔ براہو اس عزائیل کا کہ اس نے اتنے ہی قرطیہ ہی کو آدھو چا اور نہ جانے کیا مافوق الفطرت طریقہ اس کے خلاف استعمال کیا کہ اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ اکاش میں اس کا دفاع کر سکتی۔ اکاش ہم دونوں ہی اس کے لیے کچھ کر سکتے آہ وہ بیماری اپنی شادی کے بعد چند ہی دن ہمارے ساتھ رہی موت اس پر غالب آگئی اس کی باتوں میں مٹھاس، اس کے رویے میں چاہتیں اور اس کی باتوں میں رس تھا۔ آہ قرطیہ۔

ابلیکا کی گفتگو سن کر یونان کی حالت گم سم راہوں، سوچوں کے لئے تانوں، بھری بے سنگ دھول اور پارینہ درو دیاروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے ڈوبتی آواز اور بھڑے بھڑے سے لہجے میں کہا۔ اسے ابلیکا! یہ جہان خیر و شر سب عارضی اور فانی ہے۔ یہ رابطے یہ ضابطے، یہ ہمراہی یہ گمراہیاں۔ یہ ظلم کے گہرے اندھیرے، یہ چاند تاروں کا نور یہ بادلوں میں چھپ کر گاتے میوے، یہ سرگوشیوں کے جال بنتی ہوائیں، یہ پرانے ساحلوں پر گونجتے تھے اور یادوں کے لیے قافلے یہ شربانوں میں جل تھل خون اور یہ خوشیوں کے دیے رنگوں کے میلے ایک روز سب فنا ہو جائیں گے اس روز اگر کسی کے کام کوئی چیز اس کے گئی تو وہ اس کی نیکیاں اور اس کے اچھے اعمال ہوں گے۔ جو حشر کے میدان میں ایک نور کی صورت میں اس کے اندھروں اور تاریکیوں کو روشن کر کے رکھ دیں گے۔ آہ اس جہاں کا کھیل ایسے ہی چلتا رہے گا۔ کوئی مٹا رہے گا۔ کوئی بچھڑتا رہے گا۔ کس کی قسمت میں منحوس ساتیں بھی جاتی رہیں گی اور کوئی خوش کن اور مژدہ اور ہوتا رہے گا۔

اسے ابلیکا! یہ جہاں اپنے ازل سے روز جزا تک ایسے ہی نشیب و فراز سے گزرتا رہے گا قرطیہ کی صورت میں مجھے زندگی کا ایک بسترین ساتھی ملا تھا۔ اسے ابلیکا اس کی روح کی منویں دو دھکے جل تھل شکیں جیسا سکون، اس کے بدن کی لہریں اطمینان کے پیغام۔ اس کی آنکھوں میں ساحرانہ فضا اور اس کے شباب میں خوشیوں کا ریل تھا۔ اب جب کہ وہ میرے پاس نہیں رہی تو میں اس کی یادوں کے صفحات اٹھنے پر مجبور ہو گیا ہوں اکاش جس وقت قُب اور خوند یہاں آئے تھے تو میں قرطیہ کو نگاہوں سے ادھل ہی رہتے دیتا۔ اسے ظاہر نہ کرتا۔ براہو اس عزائیل کا یہ شاید اسی کی تاک میں تھا جو نہی قرطیہ۔

دیا۔ اور بستی کی طرف سے سرادر سرائے کی جانب سے آنے والے لوگ وہاں جمع ہوئے تب یونان نے بند آواز میں انہیں مخاطب کے کر کے کہا۔ اسے کوا کے رہنے والو! دیگر بستیوں تک بھی یہ خوشخبری پھیلا دو کہ اس چمکے کا خاتمہ کر دیا گیا گیا ہے۔ وہ دو زوارہ تھے اور سرور مجتبیٰ کی بیٹی قرطیہ اور بیٹے ردفاش کے روپ میں کام کر رہے تھے۔ اب ان سے کوئی خطرہ نہیں رکھے۔

اسے کوا کے رہنے والے۔ اب غار کے اوپر بنے ہوئے چیتے کے بت کو گر کر توڑ دو۔ اب تم لوگ بلا خطرہ غار کے اندر بھی جا سکتے ہو۔ اب تم لوگوں کو اس چیتے کے لیے غار سے باہر جانور باندھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یونان نے اس جنگ کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں وہ چیتا سیاہ مائع کی طرح بہہ گیا تھا اور کہا۔ یہ مافوق الفطرت چیتا ایک کالے رنگ کی سیال کی صورت اختیار کر کے بہہ گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر بستی کے کچھ بڑے بوڑھے یونان کے قریب آئے اور ان میں سے ایک نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یونان! اب جب کہ مجتبیٰ مر چکا ہے۔ اور سہارن بستی کا کوئی سرور نہیں لگتا تمہیں اپنی بستی کا سرور بنانا ہے اور یہیں امید ہے کہ تم بستی کے بہترین مفاد میں کام کرو گے یونان نے اپنی جان بچانے کی خاطر کہا۔ اسے کوا کے رہنے والو۔ مجھے اکثر کئی کئی روز بدی اور برائی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے باہر رہنا ہوتا ہے پھر میں کیونکر بستی کے سرور کی حیثیت سے کام کر سکیں گا۔

اس پر ایک بوڑھے نے آگے بڑھ کر یونان کے ہاتھ پکڑ کر ہوا میں بند کرتے ہوئے کہا اے یونان! تم جتنا غم و غصہ ہے بستی سے باہر رہ لیا کرو۔ پر آج کے بعد تم ہی ہماری بستی کے سرور ہو اور ہر کام تمہارے ہی مشورے سے کیا جائے گا۔ اب تم اس سے انکار نہیں کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ ہمیں بستی کا سرور بنانے کے لیے تم سے بہتر کوئی شخص نہیں مل سکتا۔ اب تم ہمارے سرور کی حیثیت سے سرور مجتبیٰ کی حویلی میں رہا کرو گے۔ اس کے ساتھ ہی اس بوڑھے کے اشارے پر کچھ لوگوں کے جوانوں نے آگے بڑھ کر یونان کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ پھر وہ بند آوازوں میں یونان کے حق میں نعرے بلند کرتے اور لوگوں کو چیتے کے ختم ہو جانے کی خوشخبری دیتے ہوئے بستی کی طرف جا رہے تھے۔

مسمون کی بیوی اپنے باپ سلیمیاہ اور اپنی ماں دانی کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ عزازیل ایک انتہائی طاقتور اور دراز جوان کی شکل و صورت میں۔ ان کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ سلیمیاہ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے سلیمیاہ! میرا نام عزازیل ہے۔ اور میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ مرعنا م کی بستی کے ایک اسرائیلی نے تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سخت بے عزتی کی ہے اور تو یہیں کی ہے۔ جب کہ تمہاری بیوی دومہ اس کی بیوی تھی۔

اے سلیمیاہ! ایک فلسفی کی حیثیت سے یہ واقعہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے اسی لیے میں تیری مدد کے لیے آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو مسمون کو اس کے کئے کی مراد سے۔ اور وہ یوں کہ تو اب اپنی بیٹی دومہ کی شادی اسون نام کے اس جوان سے کر دے جسے ہر اک مسمون نے دومہ کو چیتا تھا۔ اس طرح مسمون سے بے عزتی کا بہترین بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ اور اسے سلیمیاہ ایسا کر کے تو مسمون کو ایک اذیت اور کرب میں ڈال سکتا ہے۔ اور اسے یہ احساس ملا سکتا ہے۔ کہ بے عزتی و توہین کا بدلہ اس طرح بھی لیا جاسکتا ہے۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر سلیمیاہ نے کہا۔ اے عزازیل! گو میرے لیے تم اجنبی ہے۔ لیکن تمہارا یہ انکشاف کہ تم فلسفی ہو تمہیں اپنا ورثہ ساڈوں میں شمار کرتا ہے۔ اے عزازیل! مسمون کو دکھ اور کرب میں مبتلا کرنے کے لیے تمہاری تجویز تو بہترین ہے پر یہ قابل عمل نہیں

ہے۔ اس لیے کہ شاید تو نہیں جانتا سمسون کیسا طاقتور اور زوردار ہے۔ وہ ایسا بلا کا انسان ہے کہ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور بڑی بڑی عمارتوں کو دھکادے کر گرامارے۔ اگر میں نے دومہ کی شادی امون کے ساتھ کر دی تو وہ سمسون ہم تینوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا اور ہم تینوں کا کام تمام کر کے رکھ دے گا۔ اس نے عزازیل نے اپنا کام نکالنے کے لیے سلیمہ کو ڈھاس دی اور کہا۔

اے سلیمہ! تو ابھی اور اسی وقت میری موجودگی میں اپنی بیٹی دومہ کی شادی امون سے کر دے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ اور اگر پھر بھی میری باتوں پر تیرا اعتبار نہ ہو تو دیکھ میں تجھے اس کا عمل ثبوت دیتا ہوں۔ پھر عزازیل صحن میں بندھی ہوئی گائے کے پاس گیا اور اس کی گردن پر ہاتھ ڈال کر اس نے صرف ایک ہاتھ سے گائے کو فضا میں کافی بلند کر دیا تھا دوبارہ گائے کو زمین پر رکھنے کے بعد عزازیل سلیمہ کے پاس آیا اور کہا۔ اے سلیمہ! تو نے میری طاقت اور قوت کا مظاہرہ بھی دیکھا اب تیرا کیا اندازہ ہے کیا میں سمسون سے طاقت میں کم ہوں اس سلیمہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل! تم کسی بھی طور سمسون سے کم نہیں ہو۔ عزازیل نے فوراً بات بڑھاتے ہوئے کہا۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ میں سمسون سے کم نہیں تو پھر تم اپنی دومہ کی شادی امون سے کر دو۔ اے سلیمہ! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔ اور اگر سمسون نے تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں سمسون کو مار مار کر تمہارے گھر سے بھاگ جانے پر مجبور کروں گا۔ سلیمہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اب مجھے تمہاری طرف سے اطمینان ہے اب میں ضرور دومہ کی شادی امون سے کر کے سمسون کو اذیتناک سبق دوں گا۔ اس پر عزازیل نے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور میں کچھ عرصہ قنوت میں رہوں گا۔ تاکہ سمسون کے خلاف تمہاری حفاظت و مدد کر سکوں۔ سلیمہ بچاؤنے عزازیل سے پوچھتا ہی چاہتا تھا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اور اس سے کہاں ملا جاسکتا ہے۔ پر عزازیل تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا اسی روز شام کے وقت سلیمہ نے سمسون کی بیوی اور اپنی بیٹی دومہ کی شادی عزازیل کے کہنے پر امون سے کر دی تھی۔

کچھ ہی دن بعد سمسون بحری کا ایک بچے کے سلیمہ کے ہاں گیا۔ تاکہ اپنی ناراض بیوی کو راضی کرے۔ دروازے کے قریب ہی سلیمہ اسے ملا۔ اور سلیمہ نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون تو کدھر آیا ہے اور کیوں میرے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ سمسون نے حیرت سے سلیمہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے بزرگ اس گھر میں میری بیوی۔ دومہ رہتی ہے۔ جو تمہاری بیٹی ہے میں اسی سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ سلیمہ نے غصے اور غضب کی حالت میں کہا۔ اب تو اس حویلی میں داخل نہیں ہو سکتا سمسون! اسلئے کہ دومہ کی شادی میں نے امون سے کر دی۔ سمسون نے اپنے ہاتھوں میں پھٹا ہوا بحری کا بچہ زمین پر پھینک دیا اور غضب آلود حالت میں اس نے پوچھا۔

اے سلیمہ! تو نے کس بناء پر میری بیوی کی شادی امون سے کر دی ہے۔ جب کہ تو جانتا ہے کہ وہ میرے نکاح میں ہے۔ اے سلیمہ۔ تو فلسفی قوم کا ایک فرد ہے اور ایسا کہ نہ صرف تم نے فلسفی قوم کو ذلیل و رسوا لے لیا کیا اپنی بھی کیونگی اور ذالت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اے سلیمہ! تو نے نہ صرف ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ بلکہ میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ کیا تمہاری اس پوری بستی میں تمہیں اس رسوائی خیر کام سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ جو توبہ دھڑک ہو کر ایسا کر گزرا۔ اب مجھے اب بھی تمہاری اس گفتگو پر یقین نہیں آ رہا۔ اور میرا دل اسے تسلیم نہیں کر رہا کہ تم نے ایسا کر دیا ہے۔

سلیمہ نے اس بار اور زیادہ غلگی اور رنج سے کہا۔ اے سمسون میں نے تم سے حقیقت کہہ دی ہے کہ اب میری بیٹی دومہ تیری نہیں امون کی بیوی ہے۔ تجھے اب یہ حقیقت خواہ اچھی لگے خواہ بری۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی کان کھول کر سن لے کہ تو نے اگر میری ذات کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تو سخت پھٹائے گا۔ اس پر سمسون نے غضب ناک ہو کر کہا۔ اے سلیمہ! میں نہ صرف تمہیں بلکہ تمہاری اس بستی والوں کو بہت بڑی سزا دوں گا۔ جنہوں نے نہ صرف تمہارے اس گناہ کو برداشت کیا بلکہ اس کی تائید و حمایت کی۔ اے سلیمہ! میں اب جاتا ہوں۔ لیکن چند ہی دنوں تک جو کچھ ظاہر ہوگا۔ وہ نہ صرف تمہیں بلکہ پوری تمہاری اس

سلسلے پر سب حالات و واقعات تو ریت سے حاصل کئے گئے ہیں۔

تمنت والوں سے بھی ان کی بے حس اور بے محبتی کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اب تم میری رہنمائی کرو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یونان چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

اے سمون! تم ان لوگوں سے کیسا اور کس طرح کا انتقام لینا چاہتے ہو۔ اس کام کی خاطر اس قدر لوگوں کا خون بہانا کس طرح بھی درست اور راست نہیں ہے اس پر سمون فوراً چونک کر کہا۔ میرے ذہن میں ان لوگوں سے انتقام لینے کا ایک طریقہ کار ہے کہ کسی طرح اس بستی کے سارے کھیت کھیلانوں اور باغات کو آگ لگا دی جائے تاکہ ان لوگوں کو احساس ہو کہ بے محبتی اور بے راہ روی کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔ سمون کے کہنے پر یونان کچھ سوچتا رہا پھر سمون سے اس نے کہا۔ آؤ پھر جنگل کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں سے تمہارے لیے دو چیزوں کا بندوبست کروں گا ایک تو جنگل سے تمہارے لئے لومڑیاں پکڑوں گا اور دوسرے وہاں میں مشعلوں کا بندوبست کروں گا۔ ان لومڑیوں کی وہیں ایک دوسری سے باندھ دی جائیں گی۔ اور ان دھوئیں کے ساتھ جلتی ہوئی مشعلیں بھی باندھی جائیں گی۔ اور جب لومڑیاں بھاگیں گی تو یہ مشعلیں زمین پر گھٹی ہوئی ہر چیز کو آگ لگاتی چلی جائیں گی۔

سمون نے آگے بڑھ کر یونان کو گلے لگالیا۔ اور کہا۔ اے یونان! میرے عزیز! میرے بھائی! میرے محسن! تم واقعی ایک عظیم انسان ہو۔ خدا قسم خداوندی قلیتوں کے لیے وہ وقت بھی کیسا افریقناک اور پریشان کن ہو گا جب یہ لومڑیاں ان کے کھیت کھیلانوں اور باغات کو آگ لگاتی ہوئی نکل جائیں گی۔ اے میرے محسن! میں اپنی آنکھوں کے سامنے ابھی سے وہ وقت دیکھ رہا ہوں جب فلسٹیوں کے اطراف میں آگ ہی آگ ہوگی اور وہ اپنے خاکستر ہو جانے والے کھیت کھیلانوں اور جھلس کر بیکار ہو جانے والے باغات پر ماتم کر رہے ہونگے۔ یہ ان لوگوں کی بدی کی کیا خوب مزا ہوگی جو انہوں نے میرے معاملہ میں کی غلطی دہرائی۔ پھر دوبارہ اس نے پوچھا۔

اے یونان! میرے محسن! کب تک ہم ان لومڑیوں کے ذریعے سے ان فلسٹیوں کو ترک پہنچا سکیں گے۔ جواب میں یونان نے ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ سمون کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ اے سمون! میں تو اس کام کے لیے آج ہی تیار ہوں۔ چلو تمہاری بستی

بستی کے لوگوں کو بھی حیرت و تشویش میں ڈال کر رکھ دے گا۔ سلیمیاہ نے سمون کی اس دھمکی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور اپنی حویلی کا دروازہ بند کر کے وہ اندر چلا گیا تھا۔ سمون بھی سلیمیاہ اور تمننت نام کی اس بستی کے خلاف ایک بہت بڑا فیصلہ کرتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اپنی بستی صرخ کی طرف جانے کے بجائے وہ جنگل کا رخ کرنے والے راستے پر آکھڑا ہوا تھا۔ اور وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

سمون ابھی تک اپنی سوچوں ہی میں غرق تھا کہ یونان اس کے پاس نمودار ہوا۔ اسے وہاں دیکھ کر سمون چونک سا پڑا اور حیرت و خوشی کے جھلے جذبات میں اس نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے محسن! میرے بھائی! تم اچانک کمال سے نمودار ہوئے ہو۔ یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک با فوق الفطرت انسان ہو۔ پر اس وقت اچانک تم کہاں سے نمودار ہوئے ہو۔ قسم خداوندی اس وقت میں تمہارے متعلق ہی سوچ رہا تھا اور خواہش کہ رہا تھا کہ کاش اس وقت تم یہاں ہوتے اور میں کوئی کام کرنے سے قبل تم سے مشورہ کرتا اور اس معاملے میں تم سے مدد و معاونت حاصل کرتا اے یونان! حالات نے مجھے ایک نئے عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یونان نے آگے بڑھ کر سمون کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر بڑی نرمی اور اپنا میں اے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے سمون! تم فکر مند نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے سر سلیمیاہ نے تمہارے ساتھ دھوکا کیا ہے اور تمہاری غیر موجودگی میں اس نے تمہاری بیوی و دمہ کی شادی تمہارے رقیب امون کے ساتھ کر دی ہے۔ اے سمون! یہ سارے حالات میری ایک قوت نے مجھے بتائے ہیں۔ لہذا میں اس وقت افریقہ سے تمہاری مدد اور اعانت کے لیے آ رہا ہوں۔ سمون نے ایک بار فرط جذبات میں یونان کو گلے لگالیا پھر کہا۔ اے میرے محسن! تم ایک عظیم انسان ہو۔ جو تم یوں میری مدد کو پہنچتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمننت کی اس بستی کے سارے ہی فلسٹی میرے دشمن ہیں۔ اس لیے کہ پوری بستی کے لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی سلیمیاہ! سے یہ باز پرس نہیں کی کہ جب دمہ کی شادی مجھے ہو چکی تھی اور وہ میری بیوی ہے۔ تو پھر اس نے کیوں ایک نکاح پر دوسرا نکاح پڑھا کر دمہ کو امون کے حوالے کر دیا۔ اے یونان! اس سلیمیاہ کے ساتھ ساتھ میں

مرغ کی طرف جانے کے بجائے جنگل کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر اپنے کام کی ابتداء کر دیتے ہیں۔ سمسون نے بڑی ممنونیت میں کہا۔ اے یوناف! میرے محسن تھوڑی دیر قبل تک میں دل ہی دل میں اپنے خداوند سے فریاد کرتا رہا تھا کوئی ایسا ذریعہ نکل آئے کہ میں ان فلسفیوں سے اپنا انتقام لے سکوں۔ سو تیری آمد کے بعد میں اب اس قابل ہوں کہ اس بدی کا انتقام لوں شاید خداوند کے ہاں میری التجا قبول ہوئی ہے۔ اس پر یوناف نے کہا۔ اے سمسون! آداب جنگل کا رخ کریں تاکہ جلد ہم دونوں اپنے کام کی ابتداء کر سکیں۔ خواب میں سمسون نے کچھ بھی نہ کہا۔ بس وہ خاموشی سے گھر خوشی خوشی یوناف کے ساتھ بولیا تھا۔

پس جنگل میں جا کر یوناف اور سمسون نے زمین سو ٹوٹیاں پکڑیں۔ پھر انہوں نے مشعلیں تیار کی۔ پھر ٹوٹریوں کی دم سے دم ملا کر انہیں باندھ دیا گیا۔ اور ہر دو دموں کے ساتھ ایک جلتی ہوئی مشعل بھی باندھ دی گئی۔ اور پھر ان مشعلوں کو آگ لگا کر ٹوٹریوں کو انہوں نے قسمت کی طرف جانکل دیا تھا۔ جدھر جدھر یہ ٹوٹریاں گئیں اور جھڑے کھیتوں، اور باغات کو آگ لگاتی چلی گئی تھیں یہاں تک کہ ہر چیز جل گئی اور چاروں طرف خاک ہی خاک نظر آنے لگی۔ اس پر قسمت کے کچھ سرگروہ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کس نے کھیت کھلیا توں اور باغات کو آگ لگا کر ہمیں یہ ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس پر ایک جوان نے انہیں بتایا کہ یہ کام سلیمیاہ کے داماد سمسون کا ہے کیونکہ سلیمیاہ نے اپنی بیٹی اور سمسون کی بیوی کی شادی امون سے کر دی ہے۔ اس پر غصے میں آ کر سمسون نے یہ کاروائی کی ہے۔ اس انکشاف پر فلسفیوں کے ان رئیسوں نے چند مسلح جوانوں کو تیار کیا اور انہیں حکم دیا کہ سلیمیاہ اس کی بیٹی اور بیوی کو قتل کر دیا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی وہ جوان حرکت میں آئے اور انہوں نے سلیمیاہ اور اس کی بیوی اور بیٹی تینوں کو قتل کر دیا۔ اتنی دیر تک یوناف اور سمسون بھی جنگل سے لوٹ آئے یہ مسلح جوان ان دونوں کو راستے میں ملے اور سمسون کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک جوان نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! تو نے سلیمیاہ کے رویے سے غضب ناک ہو کر ہمارے باغات اور کھیت کھلیا توں کو آگ لگا دی ہے سو دیکھ ہم نے سلیمیاہ کو اس کی اس بدی کی کیا

سزا دی ہے۔ ہم نے سلیمیاہ اس کی بیوی اور بیٹی تینوں ہی کو قتل کر کے دفن کر دیا ہے۔ یہ سن کر سمسون کا غضب بھڑک اٹھا اور انہیں مخاطب کر کے اسی نے کہا۔ اگر تم لوگوں نے سلیمیاہ اور اس کی بیوی و بیٹی کو قتل کر دیا ہے تو پھر تم لوگ بچ کر اپنے گھروں کو کیسے جاسکتے ہو۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا ہوتا تو وہ میں بھی کر سکتا تھا۔ سو تم لوگوں نے بڑی اور گناہ کیا کہ ناحق ان تینوں کو مار ڈالا۔ جب وہ میرے قصور وار تھے اور اس قصور میں تم لوگ بھی شامل تھے اس لیے کہ تم لوگ اس وقت خاموش رہے جب سلیمیاہ کی بیٹی دومر میری بیوی تھی اور میری غیر موجودگی میں سلیمیاہ نے اس کی شادی امون کے ساتھ کر دی تھی۔ سو اے فلسفی ہو! میں تم پر انکشاف کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی جان سلامت لے کر اپنے گھر لوٹ نہ سکے گا۔

ان فلسفی مسلح جوانوں میں سے ایک نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! تم اپنے آپ میں رہ کر بات کر دو تم اسرائیلی ہو۔ جب کہ ہم فلسفی ہیں اور تم جالو کہ اسرائیلی فلسفیوں کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے آقا کے سامنے غلام۔ سو تم ہمارے سامنے زبان دراز نہ کرو۔ ورنہ جو حالت ہم نے سلیمیاہ اور اس کے اہل خانہ کی ہے وہی ہم تمہاری کر کے رکھ دیں گے اس لیے کہ ہمارے باغات اور کھیت کھلیا توں کی تباہی دہر بادی کے اصل ذمہ دار اور مجرم تو تم ہو۔ سلیمیاہ اور اس کے اہل خانہ کو تو ہم نے اس بنا پر ختم کر دیا ہے کہ سلیمیاہ نے اپنی بیٹی دومر کی شادی تم سے کرنے کی غلطی کی تھی سو ہم نے اس غلطی کی سزا اسے اور اس کے گھر والوں کو خوب دی اے سمسون اگر اس موقع پر ہمارے خلاف یا سلیمیاہ کے حق میں کچھ مزید کہنے کی کوشش کی تو ہم تیری بھی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے

اس فلسفی جوان کی گفتگو پر سمسون کی حالت سسنان ویران قبرستان جیسی بھیا تک موت کے سناٹوں اور سیاہ رات کے پھیلاؤ جیسی خوف کن ہو گئی تھی۔ اس کے اندر کی پوشیدہ قوتیں ابال کھانے لگی تھیں۔ ایسا لگتا تھا اس کے سینے میں آگ بھڑکی ہو اور اس کے ذہن میں کسی نے صلیبیں گاڑ رکھ کر رکھ دی ہوں۔ پھر سمسون نے ایک بار یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے مہربان رفیق! اے نیکو محسن! اگر میں ان فلسفی جوانوں کے خلاف حرکت میں آؤں تو تمہیں میرے اس فعل کے خلاف کوئی اعتراض تو نہ ہو گا یا یوناف نے نہ مکرانے ہوئے کہا۔ اے سمسون! جوان فلسفیوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرو۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ یوناف کے اس جواب پر مسون کے چہرے پر سحرانہ سے جذبات نمودار ہوئے۔ پھر اس نے ان فلسفیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیوی کے قاتلو! تم مجھے اپنے اس خداوند کی جو رات سے دن کشید کرتا ہے دھوپ سے چھاؤں نمودار کرتا ہے۔ میں مار مار کر تم لوگوں کی حالت غبارِ شام اور تلکِ شب جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ پھر مسون طوفانی انداز میں آگے بڑھا۔ ایک فلسفی جو ان کو اس نے اپنے دونوں ہاتھ میں کھلوٹے کی طرح اوپر اٹھایا اور اس کے ایک دوسرے ساتھ پر بری طرح دے مارا۔ جب وہ دونوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گئے تب اس نے ان دونوں کی ڈھالیں اٹھالیں اور اس کے بعد وہ ان کے دوسرے ساتھیوں پر پل پڑا تھا۔ ایک ڈھال پر وہ ان کی تلواروں کے وار روکتا رہا۔ اور ڈھال سے ان پر اس نے ضربیں لگا لگا کر ان کا فاقہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد مسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے محسن! میرا خیال ہے کہ اب یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ قبل اس کے کہ تمہارے فلسفی اپنے ان مرنے والوں کے انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں ہیں اپنا دفاع کر لینا چاہیے۔ یوناف نے سنجیدگی میں کہا۔ اے مسون! تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ اب یہاں سے بھاگ جائیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور مسون بڑی تیزی سے تمہارے مرنے والوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ایک کوہستانی سلسلے کے پاس جا کر یوناف اچانک رک گیا اور مسون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے مسون! اپنی بستی کی طرف جانے کے بجائے یہ تم کس طرف یوں ہی بھاگتے چلے جا رہے ہو؟ مسون بھی رک گیا اور اپنے سامنے کی چٹانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے محسن! یہ اتیام کی چٹانیں ہیں اور ان چٹانوں کے اندر بڑی بڑی دراڑیں ہیں۔ بس میں کچھ دونوں کے لیے ان ہی دراڑوں میں سے ایک کے اندر پناہ لوں گا۔ دن یہیں گزار کروں گا ہاں رات کو اپنی بستی کی طرف جا کر کھاپی لیا کروں گا اور جب یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ تب میں اتیام کی دراڑوں سے نکل کر اپنی بستی کی طرف چلا جاؤں گا۔ یوناف کو شاید مسون کی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ لہذا اس نے کہا۔ اے مسون! میں تمہاری اس ترکیب کو پسند کرتا ہوں۔ پر پہلے تم مجھے آگے بڑھ کر وہ دراڑیں تو دکھاؤ جن کا تم ذکر کر رہے تھے۔ اس مسون کچھ کہے بغیر پھر آگے بڑھنے لگا تھا

جب کہ یوناف اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

یوناف کو لے کر مسون جب اتیام کی چٹانوں کے اندر داخل ہوا تو یوناف نے دیکھا ان چٹانوں کے اندر ایسی بڑی بڑی دراڑیں تھیں جنہیں ایک توانا اور تیز رفتار گھوڑا تک پھیلانگ نہ سکتا تھا۔ مسون نے ان دراڑوں میں سے ایک کو پسند کیا اور یوناف سے کہا۔ اے میرے محسن! اپنے خداوند کا نام لیکر میں اس دراڑ کے اندر پناہ حاصل کرتا ہوں۔ پھر وہ دونوں دراڑ میں اتر گئے اور ایک محفوظ جگہ بیٹھے ہوئے یوناف نے کہا۔ اے مسون! تم چند دن تک اسی دراڑ کے اندر رہنا۔ میں اب یہاں سے جاؤں گا اور تمہارے قریبی قیام کر دوں گا۔ اور سو آج رات کے وقت میں تمہارے لیے یہاں ایک بستر بھی لے آؤں گا تاکہ تم آرام اور سکون سے یہاں رہ سکو۔ اور اس کے علاوہ میں تمہارے لیے یہاں کھانا بھی لے آیا کروں گا۔ تمہیں رات کے وقت کھانا کھانے کے لیے اس دراڑ سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ مسون نے یوناف کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی! میرے محسن! میں نے اپنی زندگی میں تیرے جیسا ہمدرد اور غمگسار نہیں دیکھا۔

یوناف نے مسون کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ اے مسون! یہ میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا جو تم منونیت کا اظہار کر رہے ہو۔ میری تمہاری فطرت ہے تم نیکی کے فائدے ہو اور میں نیکی کا نفع ہوں۔ سو تیرا ساتھ دنیا اور تیری مدد کن میرے فرائض میں سے ہے۔ مسون پھر بولا اور کہا۔ اے یوناف تمہیں یہاں میرے لیے بستر لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سنگلاخ چٹانوں کے اندر بغیر بستر کے زندگی بسر کرنے کا عادی ہوں۔ یوناف نے مسون سے اتفاق کیا اور اس کے بعد وہ دونوں اس دراڑ کے اندر وقت گزارنے کے لیے مختلف مومنومات پر گفتگو کرنے لگے۔ کافی دیر تک وہ باہم باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دونوں چونک کر فاموش ہو گئے۔ کیونکہ ان چٹانوں کے اندر انہوں نے لوگوں کی آوازیں سنی تھیں پھر وہ آوازیں ان دونوں کو صاف صاف سنائی دیں۔ کیونکہ کئی لوگ بند آوازوں میں۔ مسون کو پکار رہے تھے یہ آوازیں سننے ہوئے مسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی! یہ جو پکارنے والے مجھے آوازیں دے رہے ہیں۔ یہ تو میرے اپنے آدمی ہیں۔ میری اپنی بستی کے لوگ ہیں۔ یہ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہیں۔ کیا انہیں کس امر میں

میری ضرورت پڑ گئی ہے۔ اسے میرے عزیز! آؤ اس دروازے سے باہر نکل کر دیکھیں کہ میرے لوگ مجھے کیوں پکارتے ہیں۔ میں ان کا قاضی ہوں ہو سکتا ہے کسی امر میں یہ میری ضرورت محسوس کرتے ہوں۔ یونان نے سمون سے اتفاق کیا۔ پھر وہ دونوں دروازے باہر نکلے ان دونوں نے دیکھا وہاں بہت سے اسرائیلی جوان جمع تھے۔ سمون نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا اے گروہ بنی اسرائیل تم لوگ مجھے کیوں آوازیں دیتے ہو کیا کس کام کے سلسلے میں تم لوگ میری ضرورت محسوس کرتے ہو؟

سمون کے اس استفسار پر ایک اسرائیلی جوان آگے بڑھا اور سمون کو مخاطب کر کے کہا اے سمون! تم نے بنی اسرائیل کے قاضی ہو کر ہم پر ظلم کیا۔ تم نے قسمت میں کئی فلسطینی جوانوں کو مار ڈالا پس ان کا انتقام لینے کے لیے ایک ہزار مسلح فلسطینی ہماری بستی میں داخل ہوئے۔ وہ بستی کے لوگوں کو ترہیع کر کے بستی کو آگ لگا دینا چاہتے تھے۔ پر جب ہم نے انہیں یقین دلایا کہ ہم سمون کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ تب انہوں نے اپنا ہاتھ روکا۔ اب ہم تمہیں لینے آئے ہیں تاکہ تمہیں باندھ کر فلسطینیوں کے حوالے کر دیں تاکہ بنی اسرائیل فلسطینیوں کی قتل و غارت سے بچ سکیں۔

اس انکشاف پر سمون کی حالت بگھری کہ چہوں اور بوسیدہ اوراق جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس کے چہرے پر واہموں کے آشوب اور آنکھوں میں زندگی سے خالی بازگشت جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے قریب بیٹھے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! لکھا ہے خداوند کو وہ منظور نہیں جو میں نے سوچ رکھا مگر کبھی بھی یہ پسند نہ کروں گا کہ میری وجہ سے بنی اسرائیل کے لوگ فلسطینیوں کے ظلم و جبر کا شکار ہوں لہذا میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے آپ کو اپنے ان اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کروں گا۔ آگے یہ جو چاہیں سلوک میرے ساتھ کریں۔

یونان نے بڑی شفقت کے ساتھ سمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے سمون تم جو بھی فیصلہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم اپنے آپ کو اپنے اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کرنے کا عزم کر چکے ہو۔ تو آؤ پھر اس کو ہستانی دروازے سے باہر نکلیں۔ سمون نے یونان سے اتفاق کیا۔ اور دونوں دروازے سے باہر نکل آئے پھر سمون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے اسرائیلی بھائیوں! قسم کھاؤ کہ تم لوگ خود مجھ پر حملہ آور

نہ ہو گے اور نہ ہی تم میرے خلاف جنگ کرو گے۔ اس پر بنی اسرائیل کے ان لوگوں میں جو سرکردہ تھے انہوں نے قسم کھائی اور سمون کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ہرگز اس پر حملہ آور نہ ہو کر اسے نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ ہم تمہیں رسیوں میں کس کر باندھیں گے۔ اور فلسطینیوں کے حوالے کر دیں گے۔ بنی اسرائیل کی اس یقین دہانی پر سمون خوش ہوا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے بلند آواز میں کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! اب میں تمہاری طرف سے اپنے لیے کوئی خوف اور خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ تم لوگ مجھے باندھ کر فلسطینیوں کے حوالے کر سکتے ہو۔ میں کوئی اعتراض نہ کروں گا ہاں فلسطینیوں کے معاملے میں تم لوگ غیر جانبدار رہنا۔ پھر دیکھنا میں ان سے کس طرح نمٹا ہوں۔ اس پر اسرائیلی آگے بڑھے اور سمون کو انہوں نے مضبوط رسیوں میں کس کر باندھ دیا۔ پھر جب اسے لے کر چلے تو اس نے دیکھا ان چٹانوں کے اوپر دوسری طرف ایک ہزار فلسطینی جوان تیار کھڑے تھے۔ جو سمون کو بکھر کر اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے سمون نے ان اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! تم مجھے اس حالت میں ان فلسطینیوں کے پاس لے جاؤ۔ اور مجھے ان کے حوالے کر دو۔ اس کے بعد فلسطینیوں سے کہے ہوئے وعدے کے مطابق تمہارا کام ختم ہو جائے گا کیونکہ اپنے وعدے کے مطابق تم مجھے جکڑ کر ان کے حوالے کر دو گے۔ اس کے بعد میری مرضی ہے میں ان کے ساتھ جاؤں نہ جاؤں۔ تم لوگ اپنی بستی کی طرف چلے جانا۔ اس لیے کہ میں اپنے خداوند کا عذاب بن کر ان فلسطینیوں پر نازل ہوں گا اور ان سب کے حیلے بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں نے سمون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا۔ پس وہ سمون کو ان ایک ہزار فلسطینی جوانوں کے پاس لے گئے اور پھر انہیں مخاطب کر کے ایک بزرگ اسرائیلی نے کہا۔

اے فلسطینیوں کے فرزندو! ہم نے تم لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم سمون کو رسیوں میں جکڑ کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ایسا کر دکھایا۔ یہ رسیوں میں جکڑا سمون تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ ہم اپنا وعدہ ایفا کر چکے ہیں۔ سو ہم اب جاتے ہیں۔ اب تم جانو اور سمون جانے۔ اتنا کہنے کے بعد وہ اسرائیلی وہاں سے چلے گئے۔ تب رسیوں میں جکڑت ہی جکڑے سمون نے آسمان کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی وقت اور عاجزی

میں اپنے رب کو بکھارا۔

”اے خداوند! توبے عیب و غفور و رحیم ہے“

یہ لوگ میرے راستے میں میرے لیے ان گنت صلیبیں کھڑی کرتے ہیں جدائی راتوں کا دکھ اور مجبوری بن کر مجھ پر نزول کر کے اس زمین کو سرخ کرنے کے ورپے ہیں۔ یہ لوگ خون ناحق کے چنیٹوں سے اپنی قبائض کو رنگین کرنا چاہتے ہیں۔ اے خداوند! سارے ممالک کے خدا اتر نام ہی میری پہچان ہے۔ تیری حمد میری قوم، تیری ثنا میرا وطن، تیری توصیف میری پکار اور تیرا ذکر ہی میری غذا ہے۔ اے خداوند! تو مہربان ہے مجھے قوت عطا کر کہ میں ان پر قابو پا کر سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤں۔

اپنی دعا ختم کرنے کے بعد مسون نے اپنی قوتوں کو متجمع کیا۔ پھر اس نے زور لگایا۔ اور ان رسیوں کو اس نے توڑ پھینکا جن کے اندر وہ جکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے سامنے بڑی ایک بڑی سی ہڈی کو اٹھالیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کسی بہت بڑے اور توانا گھوڑے کے جڑے کی تازی ہڈی تھی۔ سو اس نے اس ہڈی کو اٹھالیا اور فلسٹیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے میرے اور میرے خداوند کے دشمنو! میں تمہارے سامنے مسون کھڑا ہوں۔ اگر تم بہت رکھتے ہو تو مجھے گرفتار کر کے اپنی بستی کی طرف چلو۔ پرسن رکھوان چٹانوں کے اندر تمہاری شرک و تدبیروں، تمہارے ظلم کی رات اور تمہارے خون کی غارت کو تمہارے لیے قیامت کی ساعت، کرب کے لمحات اور سہنیوں کا نزول بنا کر رکھ دوں گا۔ میری طرف آئے کہ میں تمہاری زندگیوں کو بدترین انجام دوں۔

مسون کی یہ گفتگو سن کر فلسٹی جوان اس طرف بڑھے تاکہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں۔ اس موقع پر یونان نے مسون سے کہا۔ مسون! میرے عزیز! تم اس گھائی ناچٹان پر کھڑے ہو جاؤ جب کہ میں اس چٹان سے نیچے کھڑا ہوتا ہوں اور فلسٹیوں کی طرف ایک لائن اور قطار کی صورت میں تمہاری طرف بڑھنے دوں گا اور تم اس جڑے کی ہڈی سے ان کا کام تمام کرتے جانا۔ ویسے بھی اس گھائی کی طرف جانے کا راستہ تنگ ہے اور بیک وقت کئی آدمی اس طرف نہیں جاسکتے۔ مسون نے فوراً یونان کی تجویز پر عمل کیا اور اس گھائی میں جا کھڑا ہوا جس کی نشاندہی یونان نے کی تھی۔ جب کہ یونان خود اس سے ذرا نیچے ہی کھڑا رہا۔ جب فلسٹی قریب آئے تو یونان نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک قطار کی

Scanned and Uploaded By Nadeem

صورت میں مسون کی طرف بڑھیں۔ اس طرح جو بھی مسون کے قریب جاتا۔ مسون ہڈی مار کر اس کا خاتمہ کر دینا۔ اس طرح اس گھائی میں مسون نے گدھے کے جڑے کی ہڈی مار مار کر۔ ان ایک ہزار فلسٹی جوان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

مسون کی اس کارگزاری پر یونان خوش ہوا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مسون تو نے کیا خوب ان فلسٹیوں پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ خداوند کا تم پر احسان و انعام ہے کہ تجھے اس نے ٹکونی اور وہی تو پر ایسی قوت اور طاقت عطا کر رکھی ہے کہ تو چاہے تو کو ہستائوں کا سینہ چر بھاڑے اور چاہے تو چٹانیں اٹھا کر منجھوٹے سے۔ اچانک یونان کہتے کہتے رگ گیا کیونکہ اسی ٹھٹھیکا نے اس کی گردن پر پس دیا اور یونان کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یونان! یونان! یہاں سے اب جھیل میری طرف کوچ کر۔ کیونکہ وہاں کھوا اور دوسری بستیوں کے لوگ تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اے یونان! تم اب کھوا کے سردار نہیں ہو چکے ہو وہاں کے لوگ تمہاری اس غیر حاضری پر نہ صرف پریشان اور خوف زدہ ہیں بلکہ وہ اس وقت تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یونان کچھ پریشان ہو گیا تھا لہذا اس نے پوچھا اے ابلیکا! کیا جھیل میری کناسے کوئی غیر معمولی طاقت رو نما ہو گیا ہے یہ ابلیکا نے بخیرہ کی آواز میں کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے یونان! جھیل میری کناسے ایسا ہی عاوشہ رد نما ہو گیا ہے۔ اور اب وہاں حالات خراب اور ابتر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یونان نے پھر پوچھا۔ اے ابلیکا! کیا تم مجھے اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤ گی۔ ابلیکا نے اس بار پرسکون، ظالم اور کسی قدر گنگنائی ہوئی آواز میں کہا اے یونان! یہ حادثہ کچھ ایسا بھی اہم نہیں کہ تم اس کے لیے یوں پریشان ہو جاؤ، تاہم جو ہونا تھا وہ کھوانام کی بستی میں ایک خانہ بدوش قبیلے کے باعث ہو چکا ہے۔ اور کھوانام کی بستی کے لوگ تمہاری طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اس لیے کہ انکے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ تم اکثر اچانک غائب ہو جایا کرتے ہو۔ لہذا تمہیں اپنا سردار بنانے کا اب انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہذا انہوں نے اپنے ایک اور جوان کو اپنا سردار بنالیا ہے۔ اے یونان! میں تمہیں اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤں گی۔ جو جھیل میری کناسے نمودار ہوا ہے۔ تم وہاں پہنچو گے تو تمہیں خود ہی اس حادثے کی اطلاع ہو جائے گی۔

کہیں وہاں سے افریقہ کی طرف نکل جاؤں گا۔ سمسون نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسے یوناف! افریقہ میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد میری طرف ضرور آنا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا نیچی کا ایک نمائندہ ہونے کی بنا پر مجھے تمہاری ایسی محبت اور ہمدردی ہوگئی ہے جیسے جسم اور سایہ جیسے شہر اور اس کی رونق جیسے صدا اور اس کی بازگشت ہوش میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہ سکتے۔ یوناف اسے دکھ رہے کیا۔ اسے سمسون! یہ زندگی تو ایک سرائے خانہ ہے کوئی خوابوں کی دلدل سے نکل کر آتا ہے اور کوئی اندھی اندھیری زمین کی کوکھ کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ انسانی زندگی ایک تاریک اور بھٹکتی ہوئی رات جیسی ہے اور انسان کا خداوند پر ایمان اور اس کے نیک اعمال ان تاریکیوں کے اندر شعلہ طور اور جلوہ نور جیسا سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ اسے سمسون! آؤ اب یہاں سے غزہ کی طرف کوچ کریں۔ سمسون نے یوناف کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ یوناف کی گفتگو نے اسے مغموم اور غلغلہ بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایتام کے اس سلسلہ کوہ سے غزہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

شام کے قریب یوناف اور سمسون غزہ شہر میں داخل ہوئے۔ سمسون نے وہاں ایک سرائے میں قیام کر لیا جب کہ یوناف افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اور ایسا ہوا کہ غزہ کے فلسطینیوں کو پتہ چل گیا کہ غزہ شہر میں سمسون داخل ہوا ہے۔ اور انہیں یہ خبریں بھی پہنچ چکی تھیں کہ کس طرح سمسون نے ایک ہزار فلسطینی جوانوں کا قتل عام کر دیا تھا سو فلسطینیوں کے بڑے بڑے شجاع اور دلیر جوان شہر بناہ کے دروازے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ کہ جب سمسون یہاں سے بچے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح وہ سمسون کے ہاتھوں مرنے والے اپنے فلسطینی جوانوں کا انتقام لے لیں گے۔ لیکن یہاں قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ اس کے برعکس فیصلے صادر کر چکی تھی۔

سمسون کو بھی سرائے میں کام کرنے والے ایک شخص سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ شہر بناہ کے دروازے پر مسلح فلسطینی کھڑے کر دیئے گئے اور جو نہی وہ شہر سے نکلے گا وہ اس پر حملہ آور ہوگا اس کا کام تمام کر دیں گے۔ تب سمسون نے بھی ان کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ایسا ہوا کہ آدھی رات کے قریب سمسون سرائے سے اٹھ کر شہر بناہ

یوناف نے کچھ سوچا پھر کہا۔ اسے ایسا! مجھے اس انکشاف کا قطعی کوئی مول نہیں ہے کہ کلوادالوں نے میری جگہ کسی اور کو اپنا سردار بنالیا ہے۔ میں تو کلوادالوں کی اس ہمدردی سے پہلے ہی نالاں تھا۔ وہ تو ان کے مجبور کرنے پر میں نے اس کی حامی بھری تھی۔ انہوں نے اگر میری کسی اور کو اپنا سردار بنالیا ہے تو قسم مجھے اپنے خداوند کی اس میں میں ایمان اور خوشی ہے کہ انہوں نے ایسا کر لیا ہے ہاں اگر کسی خانہ بدوش قبیلے ان لوگوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے تو میں ان خاطر اس خانہ بدوش قبیلے سے ضرور انتقام لوں گا۔ ہاں اگر تم اس حادثہ کی تفصیل مجھے یہاں نہیں بتانا چاہتی ہو تو وہاں پہنچ کر میں خود ہی لوگ سے پوچھ لوں گا کہ ان پر کیا بیت گئی ہے۔ ایسا کہنے اس قدر کہنے کے بعد یوناف چند ساعتوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔

اسے سمسون اب جب کہ تم ان فلسطینی جوانوں کا قاتلہ کہہ چکے ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے اب تمہارے لیے خطرات بڑھ جائیں گے اور فلسطینی کسی نہ کسی طرح تمہیں ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے اس بنا پر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم یہاں سے کسی اور طرف نکل جاؤ۔ اسی طرح تم محفوظ رہ سکو گے اور اسے سمسون! میرے ساتھ میری جو ایک خفیہ قوت ہے اس نے مجھے ابھی ابھی ایک بری خبر سنائی ہے۔ لہذا میں اب یہاں سے افریقہ کی طرف روانہ ہوں گا۔ لیکن یہاں سے کوچ کر جانے سے قبل میں کم از کم تمہارے متعلق یہ ایمان کر لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی محفوظ جگہ پہنچ گئے ہو۔

سمسون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے یوناف! میرے بھائی! میں اس ہمدردی اور فکرمندی کا جس کا اظہار تم میری ذات سے متعلق کر رہے ہو تمہارا اندھ منہ ہوں۔ میں نے اس بارہ کیا ہے کہ میں یہاں سے غزہ کی طرف نکل جاؤں گا اور وہاں ایک گناہم شخص کی حیثیت سے اپنی زندگی کے باقی دن گزار دوں گا گو ساری ارض فلسطین کے اندر لوگ مجھے میری جسامتی قوت اور طاقت کی وجہ سے جانتے اور پہچانتے ہیں پھر بھی مجھے امید ہے کہ میں غزہ میں گوشہ گہری اور تنہائی کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! تمہارا فیصلہ درست ہے سمسون! تم غزہ کی طرف نکل جاؤ اور وہاں تم پر سکون زندگی گزار سکو گے۔ شاید زندگی میں میری اور تمہاری پھر کبھی ملاقات ہو جائے اور ہاں سمسون! میں یہاں سے غزہ تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ تم وہاں قیام کر لینا جب

کے دروازے کی طرف آیا۔ پس اس نے وہاں اپنے خداوند کو یاد کیا پھر اس نے شہر
پناہ کے دروازے پر ہاتھ ڈال کر جب زور لگایا تو شہر پناہ کے بھاری بھر کم دروازے
کو پختہ اور سنبھل دیا اور اس نے اکھڑ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا تھا۔
فلستی جوانوں نے جو سمسون کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے جب سمسون کی طرف سے
انہوں نے طاقت کا ایسا مظاہرہ دیکھا تو وہ سب وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ شہر پناہ
بھاری بھر کم دروازہ اٹھائے سمسون شہر کے سامنے کوہستان جبرون کی چوٹی پر چڑھ
گیا۔ اور شہر کے لوگ جو بھاگنے والے فلستی جوانوں کی وجہ سے بھاگ اٹھے تھے وہ
اس سارے منظر کو خوب دردِ مشیت سے دیکھتے رہ گئے تھے۔ سمسون نے شہر پناہ کا
دروازہ وہاں پھینک دیا۔ پھر وہ کوہستان جبرون کے دوسری سمت وادی سورق
کی طرف اتر گیا تھا۔

ندیم



بھیل میرد کے کنارے سرائے کے پاس یونان اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے
غودار ہوا پھر وہ سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے کا مالک مرشیس اسے دیکھتے ہی اس کی
طرف لپکا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے عظیم یونان! تم کہاں چلے گئے تھے۔

تہاری غیر موجودگی میں یہاں ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ ہستی والوں نے تمہاری جگہ ایک اور جوان کو اپنا سردار بنالیا ہے۔ اور یہ اس بنا پر ہوا کہ چند دن ہوئے یہاں جھیل میرو کے کنارے کانگو کا ایک خانہ بدوش قبیلہ خیمہ زن ہوا وہ دراصل اپنے ملک کی ایک اہم اور انوکھی رسم میں شامل ہونے کو واپس اپنے علاقوں کی طرف جارہے تھے کہ یہاں ان کے کھاد میوں کا ہماری بستی کے لوگوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اور اسے یونان جانتے ہوئے پھر کیا ہوا۔

ان خانہ بدوشوں کے اندر ایک ایسا طاقتور جوان تھا جس نے اکیلے ہی ہماری بستی کے دس جوانوں کو مار مار کر زخمی کر دیا۔ اور یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ایسا ہولناک اور پر قوت جوان تھا کہ اگر اس کے مقابلے میں بیس چھوڑتیس جوان بھی ہوتے تو ان کی حالت وہ بری کر دیتا۔ اس لیے کہ وہ ہمارے جوانوں کو یوں اپنے ایک ایک ہاتھ سے بکڑ کر آسانی کے ساتھ کٹی کٹی گز دوڑ پھینک رہا تھا جیسے کوئی کوئی خوب سیاتا اور توانا بچہ کھلونا پسند نہ آنے پر غصے میں دوڑ چڑچڑاتا ہے۔ اس طاقتور جوان کا نام بانو اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو تھا۔ اور یہ مکادو بھی بڑا اور خوفناک انسان تھا۔ ہاں اس قبیلے کے اندر ایک ان کا سا حریف بھی تھا جس کا نام لمدو تھا یہ مارو اگو بوڑھا تھا۔ پراس خانہ بدوش قبیلے کے لوگ بتاتے تھے کہ مارو انام کا وہ بوڑھا ساحر ہے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے اور یہ کہ وہ سحر کے فن میں یکتا و بے مثل ہے۔

اور اسے یونان اس بوڑھے ساحر مارو کی ایک بیٹی بھی تھی۔ اس کا نام باسو تھا آہ میں نے اپنی زندگی میں ایسی حسین اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ اس کی آنکھیں ایسی بڑی بڑی نیلی اور چمکدار تھیں کہ زیادہ دیر تک اس سے نگاہ نہ ملائی جاسکتی تھی۔ آہ وہ لڑکی اجالے کی کرن گلاب کی پنکھڑی، روشنی کے ارتقاء جیسی پرکشش اور مترنم خواب موجب نگہت اور سہری کیدشاں جیسی خوبصورت تھی۔ میں نے ایک بار اسے جھیل میرو کے کنارے سحر کی پھوٹی کرنوں میں کھڑے دیکھا تھا۔ اور جی چاہتا تھا اسے دیکھتا چلا جاؤں۔

پراسے یونان! وہ لڑکی بڑی معزور اور متکبر لگتی تھی۔ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہی نہیں اور پھر مزید یہ کہ اس قبیلے کے لوگ یہ بھی بتاتے تھے کہ اسے باپ کی

طرح وہ لڑکی بھی ایک بہت بڑی ساحرہ ہے۔ اور اسے اور اس کے باپ کو خاص طور پر ان کی حکومت کے اراکین سلطنت نے طلب کیا ہے۔ تاکہ وہ پرانے اور نئے بادشاہ کی رسومات میں شرکت کر سکیں۔ سرائے کے مالک مرشیس کی اس گفتگو پر یونان نے اسے کسی قدر تعجب اور حیرت سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ اسے مرشیس ایہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ یہ نئے اور پرانے بادشاہ کی رسومات سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ یونان کے اس استفسار پر مرشیس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر یونان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

سنو یونان میں تمہیں ان کی حکومت اور ان کی رسومات سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کرتا ہوں کانگو سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں کی حکومت کو سلطنت بینوڑو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جو بھی اس سلطنت کا بادشاہ بنتا ہے اسے کہا نکا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس بینوڑو نام کی سلطنت میں بہت سی عجیب و غریب رسومات پائی جاتی ہے جو کچھ یوں ہیں کہ جو نہی بادشاہ کسی ہلک مرض میں مبتلا ہوتا ہے یا بڑھاپے کے سبب اس کے قومی مصلح ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو اسے خودکشی کر لینی پڑتی ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی بیوی سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ اسے زہر پلا کر ختم کر دے۔ اور اگر یہ دونوں طریقے نہ کئے جائیں تو بادشاہ کو ختم کرنے کا ایک تیسرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اور یہ تیسرا طریقہ کچھ اس طرح ہے کہ جب کہا نکا بادشاہ کی موت کا وقت قریب آگتا ہے اور لوگ یہ اندازہ لگالیتے ہیں کہ اب بادشاہ مر جائے گا تو سلطنت کا سب سے بڑا جادوگر بادشاہ کے گلے میں سیسی کا پھندا ڈالتا ہے۔ اور پھر اس پھندے کو آہستہ آہستہ کستے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ بادشاہ

لہ جارج قریر نے اپنی مشہور زمانہ کتاب THE GOLDEN BOUGH میں اس سلطنت کی ہی نام لکھا ہے۔ قدیم کانگو میں کہا نکا کا لفظ حکمران کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی جیسے فرعون مصر اور قیصر و کسریٰ استعمال کئے جاتے تھے (ماخوذ از شاخ زریں)

یہ سب واقعات THE GOLDEN BOUGH سے حاصل کئے گئے ہیں۔

کے سہارے قائم ہے اور اگر چٹوے اپنی طبعی موت مر جائے تو چشم و زردن میں دھرتی تہس نہیں ہو کر رہ جائے۔

چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ جب چٹوے بیمار ہوتا ہے اور اس کی موت یعنی نظر آنے لگتی ہے۔ تو وہ شخص جسے اس کا وارث بنایا جاتا ہوتا ہے تو وہ ایک بھم یا رسی لے کر چٹوے کے گھر یا خیمے میں داخل ہوتا ہے اور اسے زور و کوب کر کے یا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اسے یونان اور روم کی کیا بات ہے خود ہماری ان سرزمینوں کے اندر بھی ایسی ہی رسومات ہوتی ہیں۔ گو آج کل ہمارے ہاں لوگ آزادانہ قبائلی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ حصہ قبل یہاں بھی ایک مرکزی حکومت تھی جس میں بادشاہوں کو دیوتاؤں کا سادریہ حاصل تھا اور دیوتاؤں کی طرح ہی ان کی پوجا کی جاتی تھی اور جب سلطنت کے ساحر اور جادوگر دیکھتے کہ بادشاہ کے جسم پر بھریاں یا سفید بال نمودار ہو گئے ہیں تو وہ ایک قاعد کے ذریعے بادشاہ کو مرنے کا حکم لکھ بھیجتے۔ لہذا بادشاہ اپنا کام آپ تمام کر لیا کرتا اور اس جگہ کسی اور کو بادشاہ بنادیا جاتا تھا۔

یونان اپنے سر کو ہلاتے ہوئے تعجب اور حیرت کا اظہار کر رہا تھا کہ مریشیس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یونان یہ رسومات جو میں نے تمہیں سنائی ہیں وہ تہی اور انوکھی نہیں ہیں بلکہ ان کا رواج بہت سے ملکوں اور قبائل کے اندر ہے تم مصر ہی کو لو یہ افریقہ کے اندر سب سے بڑی سلطنت تسلیم کی جاتی ہے۔ اور مصریوں کو سب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے مصر کے سب سے بڑے دیوتا کا نام رع ہے اور رع کی نسبت سے مصر کے ہر بادشاہ کو فرع کہہ کر پکارا جاتا تھا یعنی رع دیوتا کا اوتار آہستہ آہستہ یہی فرع بگڑ کر فرعون بن گیا۔ جب فرعون مر جاتا تھا تو مصریوں کو بہت دکھ اور صدمہ ہوا کرتا تھا۔ اس لیے کہ وہ فرعون کو اپنے دیوتاؤں کے دیوتا رع کا اوتار خیال کرتے تھے اور بادشاہ کا بوڑھے ہو کر مر جانا انہیں بڑا گناہ لگتا تھا۔ لہذا برہاس کی محنت اور کاوش کے بعد مصریوں نے حوطہ کاری کا فن ایجاد کر لیا۔

حوطہ کاری کے فن ایجاد کر کے مصری یہ خیال کرنے لگے تھے کہ انہوں نے مردوں کی

کو طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو اس کے بادشاہی فائدان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے پھر کسی نئے فائدان کی تلاش کرنا پڑتی ہے جو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔

اگر بادشاہ یعنی کبائگا کبھی کسی جنگ کے دوران زخمی ہو جائے تو اس کے ساتھی اسے مار ڈالتے ہیں تاکہ وہ کبیں اپنی طبعی موت نہ مر جائے۔ اس کے علاوہ ان میں ایک اور عجیب و غریب رسم بھی ہے اور وہ یہ کہ عورت جس کی زچگی ہونے والی ہو۔ اسے سرکنڈروں کی ایک کٹیا میں علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اسے اپنی زچگی کے بعد بیس دن تک رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ اس قدر نجس بھی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسے چھو نہیں سکتا۔ اور اسے کھانا بھی لکھڑیوں پر رکھ کر دیا جاتا ہے زچگی سے پہلے ہی عورت اپنے مرد کو آگاہ کر دیتی ہے اور وہ مرد اس کے لیے علیحدگی میں ایک کٹیا کا انتظام کر دیتا ہے۔ اور زچگی کے دوران اس عورت کی ماں یا کوئی اور عورت کے سوا اس کے پاس کوئی رہ بھی نہیں سکتا۔ زچگی کے بعد قبیلے کا کوئی طلسم گراس پر اپنا مکر کرتا اس کی مہارت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اپنے قبیلے میں رہنے کے قابل ہو سکتی ہے

مریشیس جب خاموش ہوا تو یونان نے کہا۔ اے مریشیس! یہ تو نے عجیب سے ہی واقعات سنا ڈالے ہیں۔ اس پر مریشیس بولا۔ اے یونان! اس تاریک براعظم میں تو اس سے بھی ہولناک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں وسطی افریقہ میں جہاں قائل آزاد ہوتے ہیں اور ان کی کوئی مرکزی حکومت نہیں ہوتی تو ایسے قبیلے کے سردار کو چٹوے کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس چٹوے کو بھی طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا۔ کیونکہ ان قبائل کا عقیدہ ہے کہ اگر ان کا چٹوے اپنی طبعی موت مر جائے تو یہ دنیا فنا و برباد ہو جائے اس لیے کہ ان کے عقیدے کے مطابق یہ دھرتی ان کے چٹوے ہی کے کمال و قوت

لے عورتوں سے متعلق یہ واقعات سرجمیس تفصیل کے ساتھ شاخ زریں میں تحریر کئے ہیں یہ سب واقعات سے لیے گئے ہیں۔

لے اخوند از شاخ زریں۔ سردار کے بے چٹوے ہی کا لفظ شاخ زریں میں لکھا گیا ہے۔

لے بحوالہ شاخ زریں

روحوں کو نئی زندگی عطا کر دی ہے اور یہ کہ دیوتاؤں کی اس ایجاد کی برکتوں سے متمتع کیا جائے گا اور زندہ آدمیوں کی طرح ان کی بھی بقائے دوام کی امید بندھ گئی تھی۔ خطہ کاری کے اس فن کی ایجاد کے بعد لوگ نہ صرف فرعون بلکہ اپنے دیوتاؤں کی میاں بھی محفوظ کر کے رکھنے لگے۔ اس بناء پر مصر کے دیوتا اولساتی کی مٹی میں بٹریں شہر میں محفوظ ہے۔ ایک دوسرے دیوتا انہوں کی مٹی میں تھیس شہر کے اندر محفوظ کر دی گئی ہے۔ ایک اور دیوتا کو تو موکی مٹی میں سیلو پوس شہر میں محفوظ ہے۔ میں ایک بار مصر گیا تو ان ساری میوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا۔ تھا۔ شاید تم اعتبار نہ کرو پر یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یونان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں تمہارے ان مصری انکشافات کا تو اعتبار کرتا ہوں اس لیے کہ مصر میں رہتے ہوئے یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔

یونان ذرا کا پھر مرشیس کو مخاطب کر کے اس نے دوبارہ کہا۔ اے مرشیس! اس خانہ بدوش قبیلے نے کدھر کا رخ کیا تھا۔ مرشیس نے کہا۔ وہ دریائے کانگو کی طرف گئے تھے۔ اور وہیں پر جا کر وہ خیمہ زن ہوں گے۔ سنو یونان کانگو کی بنور و نام کی سلطنت کے کیا گکار بادشاہ کی موت کا وقت آگیا ہے۔ اس لیے اس خانہ بدوش قبیلے کو وہاں طلب کیا گیا ہے تاکہ اس قبیلے کا بڑا ساحر مارو اپرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرانے کا فرض انجام دے۔ اس لیے کہ مارو اتام کا یہ ساحر بنور کی سلطنت کا سب سے بڑا اور قابل عزت ساحر خیال کیا جاتا ہے مرشیس کے خاموش ہونے پر یونان نے پھر پوچھا۔

اے مرشیس! اب میرے ایک اور سوال کا جواب دو۔ اور وہ یہ کہ اس خانہ بدوش قبیلے کا جو طاقتور جوان تھا جس کا نام تم نے بانو تیا ہے۔ اس نے کیوں تمہاری اس بستی کے لوگوں پر ہاتھ اٹھایا اور انہیں مار بیٹھا۔ مرشیس نے دکھ اور تکلیف وہ احساس میں کہا۔ اس بانو نام کے طاقتور جوان نے اپنی بستی کی کچھ بچیاں پکڑ کر انہیں کاٹ ڈالا اور اپنے قبیلے والوں کو کھلا دیا اور جب ہماری بستی کے لوگ اس کے پاس احتجاج کرنے گئے تو اس نے ان سب کو مار بیٹھا۔ اس انکشاف پر یونان نے ہاتھ آگے بڑھا کر مرشیس سے مصافحہ

کیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! میں اب دریائے کانگو کی طرف کوچ کروں گا اور بانو نام کے اس جوان سے اس غلط رویے کی باز پرس کروں گا۔ اس لیے کہ یہ تکلیف و واقعہ اس وقت رونما ہوا جب میں یہاں کا سردار تھا۔ اس لیے بانو سے باز پرس میرا فرض بنتا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ خوشی بھی ہے کہ گلوادالوں نے اپنے لیے ایک نئے سردار کا انتخاب کر لیا ہے۔ اس لیے کہ میں مستحق طور پر ایک جگہ رہائش نہیں رکھ سکتا کہ میرا کام ہی ایسا ہے۔

مرشیس سے مصافحہ کرنے کے بعد یونان تیزی کے ساتھ سرائے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ مرشیس اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ سرائے سے باہر نکل یونان نے ہلکی ہلکی اور نرم آواز میں پکارا ایک! ایک! ایک! تم کہاں ہو؟ ایک کانے اسی لمحہ یونان کی گردن پر اپنا حیرت انگیز لمس دیا۔ پھر اس کی مسکراتی اور کھکھلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اے یونان! میرے حبیب! میں یہیں ہوں میں نے کہاں جاتا ہے میرا خیال اور اندازہ ہے کہ جوابات تم مجھ سے پوچھنے والے ہوں۔ اس کی اطلاع میں پہلے ہی حاصل کر چکی ہوں۔ میرے خیال میں تم یہ پوچھو گے کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت کہاں ہے۔ تو میں یہ پہلے ہی معلوم کر چکی ہوں کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت دریائے کانگو کے کنارے بوکو شہر سے باہر خیمہ زن ہے۔ اور جس جگہ یہ خانہ بدوش قبیلہ پڑاؤ کئے ہوئے ہے وہیں پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرنے کی رسم ادا کی جائے گی۔ اب بولو یونان! تم بھی پوچھنا چاہتے تھے نا؟

یونان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ایک! میں تم سے یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اور اے ایک! اب جب کہ یہ معلومات تم نے فراہم کر دی ہیں تو میں دریائے کانگو کے کنارے بوکو شہر کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ ایک کانے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! میں تم سے اتفاق کرتی ہوں تمہیں ضرور بوکو کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ اور پھر دیکھتے ہیں۔ بادشاہ کی رسم کیسے ادا کی جاتی ہے۔ اور وہ بانو نام کا جوان کیسا طاقتور ہے اور خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کی بیٹی باسو کیسی خوبصورت اور پرکشش

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ دریائے کانگو کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

یوناف دریائے کانگو کے کنارے باکو شہر کے باہر خیموں کے ایک وسیع جنگل کے اندر نمودار ہوا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے تھے جسے افریقہ میں سانگا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ خیموں کے اندر یوناف ایک جوان کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! اگر میں غلطی پر نہیں ہوں۔ تو یہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو ہے۔ اس جوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ سانگا کا خانہ بدوش قبیلہ ہے اور ہمارے سردار کا نام مکادو ہی ہے۔ تم اپنے متعلق کہو۔ تم کون ہو اور کیوں ایسی گفتگو کر رہے ہو۔ یوناف دوبارہ نرم لہجے میں بولا اے عزیز! تم مجھ سے میرے احوال نہ پوچھو۔ میں تم مجھے اپنے سردار مکادو کے خیمے کی طرف لے چلو۔ میں اسی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس جوان نے خوش طبعی میں کہا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں مکادو کے خیمے کی طرف لے چلتا ہوں۔ یوناف چپ چاپ اس خیمے کی طرف ہولیا تھا۔

یوناف اس جوان کے ساتھ جانوروں کی کھالوں سے بنے ہوئے ان خیموں کے اندر آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک بہت بڑے خیمے کے قریب رک گیا۔ اس خیمے کے سامنے ایسی کھالوں کا ایک شامیانہ سا بنا ہوا تھا جن پر کپڑے کا کام کیا ہوا تھا اور اس شامیانے کے نیچے گھاس سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر پچیس سے تیس سال کی عمر کے درمیان کا ایک جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس جوان نے کہا۔ وہ سامنے شامیانے تلے اور گھاس کی چٹائی پر اس قبیلے کا سردار مکادو بیٹھا ہوا ہے۔ پہلے اس مکادو کا باپ ہمارا سردار تھا۔ اور اب یہ مکادو اس قبیلے کا سردار ہے۔ یوناف نے اس جوان کی طرف شفقت سے دیکھا اپنی نقدی کی تھیلی سے سونے کا ایک سکہ نکالا کہ اسے دیا اور کہا۔ اے عزیز! تمرا شکریہ جو تو نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ اب تم جاسکتے ہو۔ میں اب اس مکادو سے بات کرتا ہوں وہ جوان واپس چلا گیا جبکہ خود سردار مکادو کے شامیانے کی طرف بڑھتا تھا۔

مکادو کے قریب جا کر یوناف رکا۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو

تم اس سانگانام کے خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو ہو۔ مکادو نے ایک بار غور اور مشتمل نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے قبیلے میں داخل ہوا۔ بہر حال تم جو بھی ہو اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ پر تم میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھ سے کہو کہ تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ یوناف آگے بڑھ کر مکادو کے سامنے چٹائی پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ بولا۔ اے مکادو! میرا نام یوناف ہے میں جیسل بروک کے کنارے کی بستی کوا کی طرف سے آیا ہوں اور تمہارے قبیلے کے بانو نام کے جوان سے ملنا چاہتا ہے ہوں کہ وہ میرا مفروضہ سے اور میں اس سے فرض کا مطالبہ کرنے آیا ہوں اے مکادو! کیا تم بانو نام کے اپنے قبیلے کے اس جوان کو یہاں نہ بلاؤ گے تاکہ تمہاری موجودگی میں ہی میں اس سے انتقام لے سکوں۔ مکادو نے چونک کر یوناف سے پوچھا۔ تم بانو سے کیسا انتقام لینا چاہتے ہو۔

فیصلہ کن انداز میں مکادو کو مخاطب کر کے یوناف نے کہا۔ اے مکادو! پہلے بانو کو یہاں بلاؤ پھر میں بتاؤں گا کہ میں اس سے کیسا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ مکادو نے اس بات پر غور کیا کہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اگر میں بانو کو یہاں نہ بلاؤں تب؟ یوناف نے کھولتے ہوئے بچے میں کہا۔ اے مکادو! اگر تم ایسا ناروا سلوک کرو گے تو پھر میں کسی کو بتائے بغیر چپ چاپ بانو کی گردن کاٹ کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس پر مکادو نے تلخ لہجے میں کہا۔ اے اجنبی! تم بھول رہے ہو۔ بانو ایک ایسا جوان ہے جس سے چٹائیں لٹکا کر بھی پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ تم ہرگز اس سے اپنا انتقام نہ لے سکو گے۔ مکادو تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر اس نے غور و عجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی! تمہاری باتوں اور تمہارے اس دعوے کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا۔ اس لیے کہ اگر تم اپنے آدمیوں کا انتقام لینے اس قدر صاف طے کر سکتے ہو تو تم بھی کوئی عام انسان نہیں۔ اور پھر تمہارا قد کاٹھ تمہارے اعضاء و جوارح اور تمہاری جسمانی ساخت بھی بتاتی ہے کہ تم کوئی غیر معمولی انسان ہو۔ مکادو کہتے کہتے رک گیا اور پھر اپنے سامنے اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے اجنبی! وہاں تو گولانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ رہ خود ہی ادھر آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے قبیلے کا ساحر ماردا اور اس کی بیٹی باسو بھی ہیں۔ جب وہ دونوں نزدیک آئے تو یوناف نے اندازہ لگایا کہ ساحر ماردا کی بیٹی باسو ایسی ہی حسین اور پرکشش تھی جیسی سرانے کے الگ مرثیسی نے اس کی تعریف کی تھی۔ ان کے نزدیک آئے پر سردار مکادو نے بانو کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بانو! یہ جوان جو اس وقت میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام یوناف ہے۔ یہ جیسل بروک کی سرزمین ہے۔

میری ضرب کسی رہی، بانو نے یونان کے اس استنار کا کوئی جواب نہ دیا۔ ہمت کر کے ایک بار پھر اٹھا اور یونان کی طرف بڑھا۔ پر جب وہ یونان کے قریب گیا تو یونان یونانی انداز میں اس کی طرف بڑھا اور برق کے کوندے کی کی پھرتی میں اس نے بانو کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بند کر دیا تھا۔

یونان کے اس طرح بانو کو اٹھا لینے پر سردار سکارد، ساحر مارو اور اس کی بیٹی اسو جہان پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔ یونان نے جب بانو کو زمین پر بیچ دیا تب ساحر مارو اور یونان کے قریب آیا اور کسی قدر بھی اور سارا بھی میں اس نے یونان کو مخاطب کر کے پوچھا اے اجنبی جوان! کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ یونان نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم اس خانہ بدوش قبیلے کے ساحر ہو۔ مارو نے اس بار غضبناک ہو کر کہا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا ساحر ہوں تم نے یہ بد تمیزی کی کہ انتہائی بے دردی سے تم نے بانو کو اٹھا کر زمین پر بیچ دیا۔ جب کہ بانو میری بیٹی باسکا نیکمر ہے اور آج ان دونوں کی شادی ہو رہی ہے اور تم نہیں جانتے ہو گے اور ایک ساحر کی حیثیت سے میں تمہاری اس بد تمیزی کا تم سے ایک ہولناک اور عبرت خیز انتقام بھی لے سکتا ہوں۔

ساحر کی اس گفتگو پر یونان سیاہ رات کے پھیلاؤ کی طرح آگے بڑھا اپنا دایاں ہاتھ اس نے ساحر مارو کی گردن پر رکھا اور پھر اسے اٹھا کر ہوا میں معلق کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے مارو! میں تیرے جیسے خیر و بد ترین ساحر بہت دیکھے ہیں اگر تو بڑھاپہ ہوتا تو میں تجھے اس طرح اٹھا کر بیچ دیتا جس طرح میں نے بانو کو بیچ دیا ہے۔ اس دوران حسین باسو تیزی سے آگے بڑھی اور لگاتار تین طمانچے بڑی تیزی کے ساتھ اس یونان کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ تجھے کیسے جرات ہوئی کہ تو یوں خیر انداز میں میرے باپ کو اٹھا لے تجھے اس گستاخی کی سزا ضرور مل کر رہے گی اور سزا بھی ایسی کڑی جس کی۔ اذیت کو تو ساری عمر بھلا نہ سکے۔ اچانک یونان نے اپنے اٹے ہاتھ کا ایک زوردار طمانچہ باسو کے منہ پر دے مارا جس کے جواب میں باسو ہوا میں تلبازیاں کھاتی ہوئی بانو کے پاس جاگری تھی اس لمحہ ایلکانے یونان کی گردن پر تیزلس دیا پھر کہا۔

اے یونان! سنو! یہ ساحر تم پر اپنے محرک ابتداء کر چکا ہے جو تمہارے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کا محرک میں آنے سے قبل ہی تم اپنا دفاع مکمل کر لو۔ یونان نے فوراً ساحر مارو کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنی تلواریں نکال کر اپنے گرجاؤں پر بتایا تھا اور

آیا ہے یہ تم سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ تو نے جیل میرے کناسے کچھ لوگوں کو مارا تھا۔ یہ جوان انہی کا انتقام لینے ایسی طویل مسافت طے کر کے یہاں آیا ہے۔ اب تم ہی کہو اس سلسلے میں تم کیسے کہتے ہو۔

بانو نے پہلے ایک زوردار قبضہ لگایا۔ پھر بولا۔ اے سردار سکارد! ایسے کئی نوجوان ماضی میں مجھ سے محروم ہو کر آئے ہیں تو جانتا ہے کہ میں نے سب کو ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح پاش پاش اور بوسیدہ کپڑے کی طرح پھیر کر رکھ دیا تھا۔ اب اس جوان کو بھی اگر زندگی عزیز نہیں ہے تو ضرور مجھ سے ٹکرا دیجئے۔ پر میرے مقابل آنے سے قبل اسے اس کے ممکنہ انجام سے ضرور آگاہ کر دو۔ یونان نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے کہا۔ اے بانو! میں ان عام جوانوں میں سے نہیں ہوں جن کے ساتھ ماضی میں تم محرات ہو گے۔ میں جو ارادہ کرتا ہوں اسے کر دکھاتا ہوں۔ اور اے بانو! مجھے تم ان جوانوں جیسا بھی نہ سمجھ لینا جنہیں تم ماضی میں اپنے سامنے زیر کرتے رہے ہو مجھ سے ٹکرانا یقیناً تمہاری حاقق ہوگی اور میری ضرب تمہارے لیے یقیناً تعجب خیز ثابت ہوگی۔

یونان کی اس گفتگو سے بانو کی حالت غصے اور غضب میں تخریب کی غلٹوں اور منحوس سامنوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا، اور اپنے پاؤں کی ایک سخت اور زوردار ٹھوک اس نے یونان کی پسلیوں پر دے ماری۔ یہ ضرب قاضی زوردار اور تکلیف دہ تھی۔ اس کے بعد بانو آگے بڑھ کر یونان پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے یونان کو دبوچ کر اپنے نیچے رکھ لیا اور اس پر یوں اور اپنی کہنیوں کی ضربوں کی اس نے بلاش کر دی تھی۔ بانو کی اس کارگزاری پر سردار سکارد ساحر مارو اور اس کی بیٹی باسو تینوں ہی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ پراچانک ہی ایک تبدیلی اور انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا کیونکہ یونان نے اپنا پاؤں بانو کے پیٹ میں جاتے ہوئے دھچک دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بانو بھی زمین پر گرنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا اور دوبارہ یونان کی طرف بڑھا تھا۔

بانو جب دوبارہ یونان کے قریب آیا اور یونان پر اس نے ضرب لگاتا چاہی تو یونان نے اس کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا میں ہی پھیر لیا۔ اور پھر اس کی گردن کے دائیں بائیں پیوڑوں پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں کہ بانو انتہائی تکلیف اور شدت کی اذیت کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر گیا۔ اس لمحہ یونان کی حالت دیرانوں کے ستم، حادثوں اور سانحوں کے طوفان اور غلوں کی گہری دھوپ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ زمین پر پڑے ہوئے بانو کو مخاطب کر کے یونان نے پوچھا، اے بانو!

لگا دو کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے نیچے سے ایک حسین عورت نکلی تھی اور سجاد اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جب وہ عورت نزدیک آئی تو سجاد نے اس کی طرف اشارہ کر کے یونان سے کہا۔ یہ میری بیوی پانچ ہے۔ پانچ نے قریب آگے گامیں اٹھائی تو دونوں گنگو اور اس مہربان جوان کے ہاتھ ملایا، باسو اور باتو کی حالت بھی دیکھ چکی ہوں۔ پانچ کے خاموش ہونے پر سجاد نے اپنا سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا یونان کو مخاطب کر کے کہا۔

مگر کچھ صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک میری بیوی پانچ۔ اسے یونان میں اپنی بات کہتے کہتے رک گیا تھا۔ اس لیے کہ نیچے سے میری بیوی نکلی آئی تھی۔ اب جب کہ یہ سب کچھ دیکھ اور سن ہی چکی ہے تو سنو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری یہاں آنے سے مجھے کچھ حوصلہ اور اطمینان ہوا کیونکہ اس سے قبل میں ساحر ماروا اور باتو کی طرف سے اپنے لیے بہت بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا۔ باتو کو ایک طاقتور اور انتہائی زوردار انسان ہے۔ لیکن میں اپنے لیے بڑا خطرہ محسوس نہ کرتا تھا۔ اس لیے کہ اپنے حامیوں کی مدد سے اس پر میں قابو رکھ سکتا تھا۔ لیکن اب حالات ایک دوسرا رخ اختیار کر گئے ہیں کیونکہ چند دن ہوئے قبیلے کے ساحر نے اپنی بیٹی باسو کو باتو سے منسوب کر دیا اور آج ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے۔

باسو اور باتو کی شادی سے حالات میرے خلاف کر دے ہیں گے کیونکہ اس شادی کے بعد قبیلے کا ساحر جائز و ناجائز طور پر اپنی بیٹی کے شوہر باتو کی طرف داری کرے گا۔ اور میری بیٹی کو قبیلے کا سردار بنانے کی کوشش کرے گا اور میری طرف باتو بھی قبیلے کا سردار بنے گا خواہشمند رہا ہے۔ انہی میں دو ایک بار وہ اس کا اہلکار بھی کر چکا ہے لیکن میرے ساتھ میرے حامیوں کی تعداد دیکھتے ہوئے وہ خاموش رہا تھا۔ اب جب کہ وہ ساحر ماروا کا داماد بن جائے گا تو اس کے حوصلوں اور اس کے غم کو اور تقویت ملے گی۔ اس لیے کہ ساحر ماروا کا قبیلے کا اندر بڑا اثر و رسوخ ہے اور باتو کی حمایت میں وہ قبیلے کے اندر کوئی بڑا انقلاب بھی برپا کر سکتا ہے۔ لیکن اسے یونان! تمہارے یہاں آنے سے اور ماروا، باسو اور باتو کو یوں اپنے سامنے زیر کرتے دیکھ کر مجھے تمہاری ذات سے کچھ حوصلہ اور اطمینان محسوس ہونے لگا اور میں یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ شاید تمہاری یہاں موجودگی کے باعث قبیلے کا ساحر ماروا اپنے اس ہونے والے داماد باتو کے ساتھ مل کر میرے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

یونان ٹہری ہمدردی کے ساتھ سردار سجاد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اسے سجاد

اس حصار کے اندر وہ خاموش اور پرسکون کھڑا ہو کر ساحر ماروا کی طرف سے کسی رد عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اچانک ساحر ماروا نے مٹی کی مٹھی بھری پھر وہ مٹی اس نے یونان کی طرف دے ماری تھی۔ جب اس مٹھی ہوئی مٹی کا کوئی اثر یونان پر نہ ہوا تو ساحر ماروا حیرانی اور پریشانی سے بھی یونان اور کبھی اپنے قبیلے کے سردار سجاد کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ سردار سجاد بھی ماروا کے اس طرح دیکھنے کا مطلب جان گیا تھا۔ اس بنا پر وہ بھی یونان کی طرف حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگا۔ اس موقع پر یونان نے کھل کر ایک قہقہہ لگا پھر اس ساحر کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

باتو اور باسو بھی اٹھ کر وہاں اکھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اس سے کوئی پریشانی کے عالم میں دیکھنے لگے تھے اس موقع پر یونان نے ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔ اسے ساحر ماروا اس طعن و گمان میں نہ رہنا اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم مجھ پر اپنا کوئی ظلم کر کے مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو اگر ایسا ممکن ہو تو اب تک تبرے جیسے کئی ساحر مجھے فنا و نابود کر چکے ہوتے۔

اپنی اس ناکامی پر ساحر ماروا سٹپسا کر رہ گیا تھا۔ اب بار اس نے پھر مٹھی میں مٹی بھر کر یونان کی طرف بھینکی لیکن جب اس کا کوئی رد عمل نہ ہوا تب یونان نے اس ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔ اسے اور اس رکھو نہ مارا کوئی مل، تمہارا کوئی بھی مٹھی پر اثر انداز نہ کر سکتا۔ لہذا تم ان بھڑوں میں نہ پڑو۔ درزیاد رکھو میرے ہاتھوں تم نقصان اٹھانے والوں یہاں سے ہو جاؤ گے۔ یونان ذرا رکھا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اسے ماروا! تمہارے حق میں بہتر سوچا کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور باتو اور اپنی بیٹی کو لیکر یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سوچو اگر تم نے میرے ساتھ اپنے اس سائے کو چل دیا۔ تو تم تینوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا میں تو صرف باتو سے انتقام لینے اور صراحتاً تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ میں باتو کا نام نہ کر دیتا۔ لیکن جب تم نے یہ انکشاف کیا کہ آج تمہاری حسین بیٹی باسو کی شادی باتو کے ساتھ ہو رہی ہے تو میں نے اپنے ارادے میں تبدیلی کر لی۔ پس میں نے باتو کو معاف کیا۔ اب تم تینوں یہاں سے چلے جاؤ اور تم تینوں یہاں رکھنا میرے غصے کو اور بھڑکانے کا جو تمہارے لیے نقصان دہ ہو گا۔ یونان کی یہ باتیں شاید حسین باسو کی سمجھ میں آگئی تھیں۔ لہذا اس نے آگے بڑھ کر اپنے باپ کا ہاتھ بچھا اور اسے اپنے ساتھ لے گئی۔ جب کہ باتو بھی ان دونوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

ماروا، باتو اور باسو کے چلے جانے کے بعد سردار سجاد یونان کے قریب آبا اور اسے لگے لگاتے ہوئے اس نے کہا۔ اسے یونان! تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان نکلا۔

تم نے فکرا دیکھیں۔ یہ وہی ہماری غلات سا سردار اور بانو کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہ ہونے
 دوں گا۔ اسے مکادو اتھارے قیدی کے اندر میرے لیے ایک کشتی اور سردری کی وجہ سے اس
 لیے کہ تمہارا یہ قبیلہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور تمہارے ساتھ رہ کر اور فریقہ کے مختلف علاقوں
 کی سیر و تفریح کر کے یہاں کے لوگوں کی تدبیر و جدید رسومات اور ان کے قوانین و آئین اور
 ماد میں جان سکوں گا۔ سردار مکادو نے فرط مسرت میں آگے بڑھ کر یونان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا
 اور اطمینان دیکھ کر کہا۔ اسے عظیم انوار دار بانو نے ایسا ارادہ ظاہر کر کے میرا دل خوش
 کر دیا ہے قسم مجھے بوسہ دینا کی بات میرے لیے بے فکری و دلچسپی بٹھانی اور طمانیت کا
 باعث بن گئے ہو۔ تمہاری موجودگی میں اب بانو اپنی بے پناہ قوتوں کے وجود مجھے ہاتھ نہ ڈال
 سکے گا۔

مکادو جب خاموش ہوا تو اس کی بوی پانچی آگے آئی اور یونان کے کندھے پر اس نے ہاتھ
 رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اسے عزیز امیر سے ماں باپ مر چکے ہیں۔ کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ لہذا آج سے
 تم ہی میرے بھائی ہو۔ یونان نے فوراً پانچی کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ اسے پانچی بخوش مند نہ ہو۔ تو
 آج سے میری بہن ہے اور میں اس قبیلے میں اٹھنے والی ہر سازش سے تم دونوں کی حفاظت کروں گا۔
 خواہ یہ سازش کھڑی کرنے والا قبیلے کا سا سردار ہی کیوں نہ ہو۔ مکادو نے یونان کو اپنے ساتھ لپٹا
 لیا اور کہا۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ یونان! اب جب کہ تم نے میری بوی کو اپنی بہن بنالیا
 ہے تو اب تم ہمارے عزیز اور غم نہ ہو لہذا تم ہمارے ساتھ رہو گے۔ تم دیکھتے ہو کہ
 چمڑے کا بنا ہوا ہمارا یہ خیمہ کافی بڑا ہے اور اسے تقسیم کر کے کئی کمروں میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ پھر
 مکادو یونان کو پکڑ کر اپنے خیمے میں لے گیا۔ جب وہ خیموں سے ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔ تب
 یونان نے پوچھا۔

اسے مکادو ابھیں میرے کنارے میرے ایک بونے والے نے بتایا تھا کہ تمہارا یہ
 خانہ بدوش قبیلہ اپنے بادشاہ کی رسم میں حصہ لینے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ کیا یہ درست ہے
 کہ تمہارے قبیلے کا سا سردار اس رسم کو انجام دے گا اور یہ کہ پہلے بادشاہ کو قتل کر کے ایک نیا
 بادشاہ مقرر کیا جائے گا۔ یونان کی اس گفتگو پر مکادو مسکرایا پھر کہا۔ یونان! میرے عزیز!
 تمہارے جس جاننے والے نے تمہیں یہ تفصیل بتائی ہے اسے سننے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہوگی۔
 اس لیے کہ اس رسم کی ادائیگی ہمارے قبیلے کا سردار یا سردار نہیں کرے گا۔ بلکہ اس رسم کی ادائیگی کا

فرض بوسہ دینا کے مندر کا بڑا بجا رہا ادا کرے گا۔ اور ان سرزمینوں کا جو سب سے بڑا ساحر
 ہوتا ہے اسے ہی بوسہ دینا کا بڑا بجا رہا مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یہی بڑا بجا رہا پرانے بادشاہ
 کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے فرائض ادا کرے گا۔
 اور اسے یونان یہ رسم بوسہ دینا کے مندر میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ اور یہ مندر دریائے گائیکو
 کے وسط میں ایک جزیرے کی صورت میں ہے۔ یہ جزیرہ دریائے گائیکو کے اندر ایک کافی
 بڑا جزیرہ ہے اور اس کے اندر مندر کی عمارت بھی بڑی قدیم اور عظیم ہے جو پتھروں سے
 بنائی گئی ہے اور یہ عمارت بڑی وسیع ہے۔ اس مندر کے پجاری مرد اور عورتیں سب مندر
 سے منسلک عمارتوں کے اندر رہتے ہیں۔ پرانے بادشاہ کے قتل سے قبل نئے بادشاہ کی خواہش
 اس سے پوچھی جاتی ہے اور جب نیا بادشاہ اپنی خواہش کا اظہار کر دیتا ہے تب پرانے
 بادشاہ کو اس کے اہل خانہ سمیت قتل کر دیا جاتا ہے اور نئے بادشاہ کی تاج پوشی اور تخت نشینی
 کا جشن منایا جاتا ہے۔ اور یہ جشن تین دن تک جاری رہتا ہے۔

پرانے بادشاہ کے قتل اور نئے بادشاہ کی اس تاج پوشی کی رسم میں ان سب خانہ بدوش
 قبیلوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے جن کا تعلق اس سرزمین سے ہو۔ لہذا ہمیں بھی اسی رسم میں حصہ
 لینے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے اور اس رسم کی ادائیگی کے ایک ہفتہ بعد ہم پھر یہاں
 سے کوچ کر جائیں گے۔ یہ رسم کل بوسہ دینا کے مندر میں سورج غروب ہونے سے پہلے ادا
 کر دی جائے گی۔ اور اسے یونان! اس رسم میں تم بھی میرے ساتھ بوسہ دینا کے مندر میں چلو گے
 اسے یونان! باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آؤ اب ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اس کے ساتھ
 ہی مکادو اور پانچی یونان کو اپنے خیمے کے دوسرے کمرے کی طرف لے گئے تھے۔

وہ رات یونان نے سردار مکادو کے خیمے میں بسر کی تھی۔ اسی روز بانو اور یاسو کی
 شادی ہو گئی تھی۔ دوسرے روز پرانے بادشاہ کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تاج پوشی کی
 رسم تھی۔ اور اس رسم میں حصہ لینے کے لیے لوگ جوق در جوق بوسہ دینا کے مندر کی طرف جانا
 شروع ہو گئے تھے۔ یونان بھی سردار مکادو اور اس کی بوی پانچی کے ساتھ اس رسم میں حصہ
 لینے کے لیے مندر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دریائے گائیکو کے کنارے پہنچے تو انہوں
 نے دیکھا۔ وہاں ان گنت چھوٹی بڑی کشتیاں کھڑی تھیں۔ اور ان کشتیوں میں بیٹھ بیٹھ کر لوگ
 بوسہ دینا کے مندر کی طرف جا رہے تھے جس کی عمارت دریائے گائیکو کے وسط میں ایک قدیم

جزیرے کے اندر تھی۔ اور لوگوں کی طرح یونان بھی مکادو اور پانکی کے ساتھ۔ اس جزیرے میں داخل ہوا جس کے اندر یوہر دیوتا کی قدیم عمارت تھی۔ دیوتا کا مندر اور اس کے اطراف کی ساری عمارتیں جن کے اندر بیماری اور بیماریاں رہتے تھے۔ سب بڑے بڑے سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔

مکادو اور پانکی کی رہائشگاہ یونان ایک ایسے وسیع میدان میں آیا جس کے اندر پہلے سے بے شمار لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہ میدان مندر کی عمارت کے پیلوں میں تھا۔ اس میدان کے سامنے سیاہ رنگ کے پتھروں کی ایک کافی بلند، خوب چوڑی اور کافی لمبی دیوار تھی۔ اس دیوار کے ساتھ پتھروں کی ایک بڑی شمشیں بنی ہوئی تھی۔ اور اس شمشے کے مختلف رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا۔ اور اس شمشیں کے دائیں طرف سے گئی مٹی کا تازہ بنا ہوا ایک مجسمہ کھڑا تھا۔ اور اس مجسمے کے دائیں طرف اور بہت سے مٹی کے مجسمے تھے اور ان مجسموں کے سر انسانی کھوپڑیوں کے تھے۔ یونان نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مجسمہ جو شمشیں کے قریب تھا۔ جو تازہ بنا تھا اور اس کی مٹی ابھی گیلی تھی وہ مجسمہ صرف گردن تک کا تھا اور اس مجسمے کا سر نہ بنایا گیا تھا کچھ دیر تک یونان حیرت و تعجب سے اس سارے ماحول کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے پیلوں میں بیٹھے مکادو کو مخاطب کر کے پوچھا۔

مکادو! مکادو! کیا تم مجھے ان مجسموں کی تفصیل بتاؤ گے جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں۔ مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں۔ ضرور بتاؤں گا۔ سنو یونان۔ یہ سلسلے دیوار کے ساتھ جو شمشیں بنی ہوئی ہے۔ پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے کو تخت نشین کرنے کی رسم اسی پر ادا کی جاتی ہے پرانا بادشاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس شمشیں پر آکر بیٹھ جاتا ہے جب کہ نیا بادشاہ اکیلا ہی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ کنوارا ہو اور بادشاہ بننے کے بعد شادی کرے کاروائی شروع کرنے سے قبل نئے بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی جاتی ہے اور جب وہ اپنی خواہش بتا چکتا ہے۔ تب پرانے بادشاہ اور اس کے اہل خانہ کو اس مندر کا بڑا بیماری قتل کر دیتا ہے اور بادشاہ کو قتل کرنے سے قبل مٹی کا ایک مجسمہ تیار کیا جاتا ہے اور بادشاہ کا کٹا ہوا سر اس بے سر کے گیلی مٹی کے مجسمے میں سر کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

یہ دیوار کے ساتھ جو مجسمے تم دیکھ رہے ہو جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں یہ سب

کھوپڑیاں قدیم بادشاہوں کے کٹے ہوئے سر ہیں جو محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ یونان حیرت سے مکادو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ مکادو بھر بولا۔ ان سرزنیوں کے اندر انسانی سر کی بڑی حرمت ہے۔ اس بنا پر ایک خاص تقصیر کو اس عقیدے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انسانی جسم کے اندر تین روہیں ہوتی ہیں۔ اور سب سے پہلی اور اچھی روح جو الوٹری کہلاتی ہے۔ وہ انسانی سر میں ہوتی ہے۔ اسی روح کے تقدس کے طور پر بادشاہ کے سر کو ان مٹی کے مجسموں پر محفوظ کر لیا جاتا ہے تاکہ سر کی روح خفا نہ ہو اور اپنی مرضی سے جب چاہے مرنے والے کے سر سے نکل کر چلی جائے۔

مکادو کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ کچھ لوگ شمشیں پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ یونان نے دیکھا اس شمشیں پر آکر بیٹھنے والوں میں ایک بوڑھا انسان تھا۔ جو مخموم اور پریشان تھا۔ دوسرا ایک نوجوان تھا جس کے سر پر سنہری تاج تھا اور جو برق برق لباس پہنے ہوئے تھا۔ جن سے روشنی اور زندگی کے خواہشات نمایاں تھیں۔ تیسرا ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لباس اور چلنے سے کوئی بیماری اور ساحر لگتا تھا اور چوتھی ایک نوخیز لڑکی تھی جس کا قیمتی لباس دوسرے چمک رہا تھا۔ وہ لڑکی گھلی چمکتی صبح جیسی نوخیز، اذھ کھلے پھول کے جو بن جیسی خوبصورت، نورس آواز اور مدھم جھکار جیسی پرکشش، تقریبی آوازوں اور مترنم خواب جیسی سندرتاروں کے گیت جیسی تشکیل اور لچکتی توں قمر جیسی خوش اندام تھی۔ یونان نے اندازہ لگا یا وہ شمشیں پر بیٹھی ہوئی لڑکی مکادو کے خاندان بدوش قبیلے کے ساحر مارواکی بیٹی باسو سے بھی کئی گنا زیادہ خوب رو اور پری چہرہ تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی برف کی سل جیسی بھند اور زمہریر فضاؤں جیسی سرد سردی بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر رات کی خاموشیوں جیسی سوچوں کا زہر تھا۔ گویا وہ کسی کے قلب کی تیر کا شکار ہو رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں کدورت ہی کدورت تھی جیسے وہ کسی کی عقل کج روی کی بھینٹ چڑھائی جانے والی ہو۔ اس کے علاوہ یونان نے یہ بھی دیکھا کہ اس

لے ان انکشافات کا اظہار جارج فریزر نے اپنی کتاب گوڈن بوہ میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ اسی رسومات افریقہ کے اندر رائج ہیں۔

یہ نشین کے ارد گرد مسج لوگ بھی اکھڑے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں برسنہ تواریں تھیں۔ پھر یونان اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے مکادو کو مخاطب کرتے ہوئے سرگوشی اور رازداری میں پوچھا۔ مکادو! مکادو! یہ شہ نشین پر اگر بیٹھ جائے دالے لوگ کون ہیں اور اس رسم کی کاروائی جب شروع کی جائے گی مکادو نے بھی رازداری میں کہا۔

سویونان شہ نشین پر اگر بیٹھنے والوں میں سے جو بوڑھا انسان ہے اور اپنی جگہ پر طول و غوم بیٹھا ہوا ہے یہ یہاں کا پیرانا بادشاہ ہے جسے قتل کیا جانا ہے۔ اور وہ جو اس کے ساتھ پتھر کی کسی مورقہ کی طرح بے حس حرکت اور حسین ترین لڑکی بیٹھی ہوئی ہے وہ اس قتل کے جانے والے بادشاہ کی بیٹی ہے جس کا نام سامبی ہے۔ اور یہ جو نوجوان تاج پہنے ہوئے بیٹھا ہے یہ نیا بادشاہ ہے اور اس کا نام زون ہے اور جو شخص اس نئے بادشاہ کے پاس بیٹھا ہے وہ لوہر دیوتا کے مندر کا بڑا بھاری بریون ہے۔ مکادو کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا کیونکہ لوہر دیوتا مندر کا بڑا بھاری بریون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر مکادو نے فوراً یونان کے کان میں سرگوشی کی یونان یونان! اب خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ کیونکہ اس قدیم رسم کی ابتدا ہو رہی ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ بڑا بھاری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

یونان بڑی توجہ اور سناٹا سے اس طرف دیکھنے لگا تھا۔ بڑے بھاری بریون نے اٹھ کر نئے اور نوجوان بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی۔ جس کے جواب میں اس نے بادشاہ زون نے پرانے بادشاہ کی حسین و جمیل بیٹی سامبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی کی موت صاف کر دی جائے کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ اس پر بڑے بھاری نے باہر کھڑے محافظوں کو اشارہ کیا۔ وہ پرانے بادشاہ کو پکڑ کر شہ نشین سے نیچے لے گئے۔ اس موقع پر حسین سامبی نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔ شاید وہ اس دھڑاٹھ منظر کو دیکھنا نہ چاہتی تھی۔ ان محافظوں نے فوراً پرانے بادشاہ کی گردن کاٹ کر اس کا سر کیلی مٹی کے بنے ہوئے بے سر کے بت پر رکھ دیا اور بادشاہ کے دھڑکوا ایک گڑے میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیا۔ جب یہ ساری کاروائی ہو چکی تب کہیں جا کر حسین سامبی نے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔ بڑا بھاری اس بار سامبی کے قریب آیا۔ اس بار اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اور اس نے ابھی کو مخاطب کرتے ہوئے بند آواز میں پوچھا۔

اے سامبی! کیا تو نے بادشاہ زون کی بیوی بننے پر رضامند ہے۔ اس استفاد پر سامبی کی

حالت سامیوں پر چنچنی شام کی پاگل ہواؤں اور وقت کی آنکھوں میں بکھر پھیل جانے والی کابل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے باری باری بڑے بھاری اور نئے بادشاہ زون کی طرف ایسے انداز میں دیکھا گویا وہ ان دونوں کے لیے اہل کی ہم نفس اور قیامت برویش بن جانے کا عزم کر چکی ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نے بند آواز میں کہا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں اس زون کے ساتھ کبھی اور کسی بھی وقت شادی پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ اسے بڑے بھاری میں تم سے اس زون سے اس دیوتا میرے یہاں تک کہ یہاں کی ساری رسومات سے بھی نفرت کا اظہار کرتی ہوں۔ میں ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرتی ہوں جس کے سر پر میرے باپ کے خون میں ڈبو کر تاج رکھا گیا ہو۔ ایسے شخص سے شادی کی پیش کش میری ذات کی توہین ہے۔

سامبی کے اس فیصلے پر بڑے بھاری بریون نے جب سوالیہ آواز میں نئے اور نوجوان بادشاہ زون کی طرف دیکھا تو زون نے چند ساعتوں کے وقت اور فکرو غور کے بعد کہا اس سامبی کو لوہر دیوتا کی عمارت میں اسیر کر دیا جائے اور اگر آج شام تک اپنے الفاظ واپس لے کر میرے ساتھ شادی پر آمادہ نہیں ہوتی تو اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ بڑے بھاری بریون نے اس موقع پر وہاں کھڑے مسلح محافظوں کو سرگوشی کے انداز میں کچھ کہا جس کے جواب میں وہ محافظ حسین سامبی کو پکڑ کر وہاں سے لے گئے تھے۔ اس کے بعد بڑے بھاری بریون نے اس رسم کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ جس کے جواب میں لوگ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھروں کو چل دیئے تھے اس موقع پر یونان نے مکادو کے کان میں سرگوشی کی۔

مکادو! مکادو! اس سامبی نام کی حسین و جمیل لڑکی نے کیا عمدہ اور خوب جواب بڑے بھاری اور نئے بادشاہ کو دیا ہے۔ اس نے واقعی میرے خیالات کی ترجمانی کر کے رکھ دی ہے۔ مکادو نے فوراً یونان کو بتیہ کرتے ہوئے کہا۔ آہستہ بولو۔ ایسی گفتگو اگر کسی نے سن لی تو ہم دونوں کا ہی خاتمہ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ جواب میں یونان تھوڑی دیر کے لیے مسکراتا رہا۔ پھر اس نے کسی قدر سنجیدگی میں کہا۔ مکادو! مکادو! تم پانچویں گونے کو اپنے جیموں کی طرف جاؤ۔ مکادو! میں فوراً اس جزیرے اور اس کے اندر لوہر دیوتا کے مندر کی ان قدیم عمارتوں کا جائزہ لوں گا۔ مکادو نے اس بار کانپتی اور خوف زدہ سی آواز میں بتیہ کی۔ ایسی حماقت ہرگز نہ کرنا یونان! تم ان منزموں میں اجنبی ہو اگر تم پر کسی نے شک کر لیا کہ تمہارا تعلق یہاں کے

لوگوں کے دشمنوں سے ہے تو تم ناحق دھریے جاؤ گے لوگ تمہیں نئے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں گے۔ تو وہ تمہیں اسیری کی ایسی سزا دے دیگا جس میں رہائی کا کوئی تصور تک بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یونان نے بڑی نرمی اور سرگوشی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مکادون کا وہاں اقامت جانتے ہو کہ میں ایک مافوق الفطرت اور روزگار دوست انسان ہوں یہ تمہارا بڑھا بھاری اور تمہارا یہ نیا بادشاہ زون دونوں ہی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سو مکادون! میں نیچی کا ایک نمائندہ ہوں اور اس جزیرے کے اندر میں نیچی ہی کے ایک کام کی ابتداء کرنے والا ہوں۔ سنو میں اس حسین و جمیل شہزادی سامبی کی رہائی کا سامان کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لڑکی جان دے دے گی پر نہ تو یہ اپنے لیے ہوئے الفاظ واپس لیگی نہ ہی یہ زون سے شادی پر آمادہ ہوگی۔ لہذا میں اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا نہ ہونے دوں گا۔ میں آج شاہک اس سامبی کو مرنے نہ دوں گا۔ میں اس کی جان بچاؤں گا۔ اسے اس کی اسیری سے نجات دوں گا۔ اور اسے قید سے نکال کر میں تمہارے خیمے میں لے کر آؤں گا۔ لہذا پانچ کو لے کر اپنے خیموں کی طرف چلو اور پھر تھوڑی دیر تک دیکھنا۔ ان سرزمینوں کے اندر میں اپنا کیا کمال دکھاتا ہوں۔

یونان جب اپنی بات مکمل کر چکا تو مکادون نے فوفزہ سے پیچھے میں کہا۔ یونان یونان ایسا کام کرنا تو دور کی بات اس سے متعلق سوچنا بھی ترک کر دو۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا۔ اول تو شہزادی سامبی کو مندر کی اسیری سے نکالنا ہی مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے۔ اور اگر تم ایسا کرنے میں کسی طور کامیاب ہو بھی گئے۔ تب بھی سن رکھو کہ تم اور سامبی دونوں بیچ نہ سکو گے۔ اس لیے کہ مندر کے بجاری اور محافظ ہر بوسوٹھو لینے والے درمزدوں کی طرح تم دونوں کا تعاقب کریں گے۔ اور تم دونوں کیسی ہی محفوظ رہو کیوں نہ چلے جاؤ۔ وہ تم دونوں کو ڈھونڈ کر پھٹکانے لگا دیں گے۔ لہذا میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس کام سے باز رہو کہ اس میں تمہاری نلاح اور سلامتی ہے تم ایک ایسے کام کا ارادہ کر رہے۔ جو ان سرزمینوں کے اندر آج تک کسی نے نہیں کیا۔ اس لیے کہ ایسا کرنا یہاں کی قدیم رسم و رواج سے بغاوت اور لوہیر دیوتا کے خلاف بغاوت تصور کیا جاتا ہے۔ یونان یونان تم میرے ساتھ میرے خیمے میں چلو اور سامبی کو اسیری سے نکلانے کے ارادے کو بھول جاؤ۔

اپنی بات مکادون نے ختم کر کے غور سے یونان کی طرف دیکھا۔ شاید وہ یونان

کے چہرے پر اس گفتگو کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ پر یونان کے چہرے پر وہ رد و حرکت سکون ہی سکون اور بے فکری ہی بے فکری تھی۔ پھر یونان نے سیال اور کونڈی تھلاہٹ جیسے انداز میں کہا۔ اسے مکادون! میں جو ارادہ کر لیتا ہوں اسے کر گزرتا ہوں۔ تم میرے متعلق فکرمند نہ ہو۔ لوہیر دیوتا کے بجاریوں نے سامبی کے سلسلے میں اگر مجھ سے ٹکراتے کی کوشش کی تو میں ان کی حالت تم میں سکتے الفاظ لگائیں تہا تے باب اور احساسِ محنت کی تڑپیں کر کے رکھ دوں گا۔ بس اب تم پانچ کو لے کر اپنے خیموں کی طرف چلے جاؤ۔ اور بھگم کی ابتداء کرنے دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے اس کام سے نہ تم پر کوئی حرف آئے اور نہ میری ذات کو کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ اب تم اس موضوع پر مزید گفتگو نہ کرنا۔

مکادون جواب میں خاموش رہا۔ اور اپنی بیوی کو لے کر آگے بڑھ گیا۔

اس مندر کی اسیری سے نکال کریں اسے مکادو کے نیچے میں ہی رکھوں گا۔ اور مکادو کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ دو ایک روز تک یہاں سے کوچ کر جائے تاکہ سامی کو لے ہم یہاں سے دور نکل جائیں۔ اس پر ایلیکا نے اندیشوں اور رسومات میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اگر ساجی نے یہ سب میں چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تب یوناف نے پھر اعتماد لیجے میں کہا۔ اے ایلیکا! ہم اپنی کوشش کر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی تو اس میں اس کی بہتری ہے۔ اور اگر اس نے ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو ہمارا کیا جائے گا۔ اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اس پر ایلیکا نصد کن انداز میں بولی۔ اچھا یوناف۔ تم یہیں رک کر میرا انتظار کرو۔ میں مندر کی عمارت میں جا کر ساجی کا پتہ لگاتی ہوں اور پھر واپس آ کر تمہیں خبر کرتی ہوں۔ ایلیکا یوناف کی گردن سے پیچھے ہو کر علی گئی جب کہ یوناف وہیں رک کر اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر بس دیا اور بولی یوناف! یوناف! ساجی اس وقت لوہیر دیوتا کے مندر واپس جانے کے ایک سنگلاخ کمرے کے اندر بند ہے۔ اس پر کڑا پہرہ ہے اور بار بار اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ نئے بادشاہ سے شادی پر تیار ہے یا نہیں پر وہ برابر انکار کئے جا رہی ہے تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ میں اس کمرے تک تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ جس کے اندر اس وقت حسین سامی بند ہے۔ ایلیکا کے کہنے پر یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں نائب ہوامندر کی عمارت کی طرف گیا تھا۔ اچانک یوناف مندر کے اس کمرے میں نمودار ہوا جس کے اندر سامی بند تھی۔ ساجی نے جو یوناف کو لیں اپنے کمرے میں نمودار ہوتے دیکھا تو حیرت و تعجب میں اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی گویا اس کی رگوں کے اندر لہو اچھلنے لگا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے عقیدت بھری آواز میں پوچھا۔ اے اجنبی! آپ کون ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ جس کمرے کے اندر میں اس وقت بند ہوں اس کے سارے دروازے بند ہیں۔ پھر آپ کیسے اس کمرے میں داخل ہوتے ہیں کامیاب ہو گئے۔ یوناف ساجی کے قریب آیا اور بڑی نرم آواز اور اپنائیت کے پیرائے میں اس نے کہا۔ سامی! سامی! تم خوف زدہ نہ ہو۔ میں تمہارا ہمدرد اور کرب آشنا ہوں اور تمہیں اس اسیری سے نکال کر ظلم و قندی سے دور لے جانا چاہتا ہوں۔

مکادو کے چلے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے رازدارانہ انداز میں پکارا ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو۔ کہ جواب میں ایلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا پھر اس کی ایک گلن ایک تڑپ سے بھر پور اور نغمی کے اڑنے رنگوں میں ڈوبی رگوں کی آہٹ جیسی آواز سنائی دی۔ یوناف! میرے صیب! کہو کیا بات ہے یوناف نے بھی جواب میں الفاظ کے آئینوں میں اترتی ہوئی آواز میں کہا۔ ایلیکا! ایلیکا! کیا تم تھوڑی دیر سے ادا کی جانے والی رسم کو دیکھتی رہی ہو۔ ایلیکا نے پھر رنگوں کی صدا اور خوشبودوں کی آواز میں کہا۔ میں اس قدیم، فرسودہ اور ظالمانہ و غیر فطری رسم کی ساری کاروائی دیکھ چکی ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرا اندازہ ہے کہ تم میرے ساتھ حسین و جمیل شہزادی سامی سے متعلق گفتگو کرنا چاہو گے۔ اس لیے کہ میں مندر سے اور مکادو کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن چکی ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرا اندازہ غلط نہ ہو گا۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ایلیکا! میں چاہتا ہوں تم درسامی کی خبر لو کہ لوہیر دیوتا کے اس مندر کی عمارت میں کہاں اور کس جگہ اسیر کر دی گئی ہے تاکہ میں اسے وہاں سے نکال کر اس کی جان بچا سکوں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ معصوم لڑکی جاہلانہ رسومات اور ظالمانہ نظام بھینٹ چڑھ جائے۔ ایلیکا نے مسرت کے رنگ اور احساسات کی خوشیاں بھرتی آواز میں کہا۔ تم درست کہتے ہو! یوناف! سامی کی مدد کرنا میرا فرض بنتا ہے۔ اور اس معاملے میں مکمل طور پر میں تم سے اتفاق کرتی ہوں۔ پر اسے یوناف! تم نے تو ارادہ کیا تھا کہ تم مکادو کے خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے قدیم رسومات کا مطالعہ کرو گے۔ اب سامی کو یہاں سے نکال کر تم کدھر کا رخ کرو گے۔

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے سامی کو نکال کر کہاں جانا ہے۔ اسے

جہاں تم پر امن ماحول میں آزادی اور بے فکری کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکو۔

سنو ساجی! تم میری اس حالت پر خوف زدہ ہو۔ میرا نام یوناف ہے۔ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور پردہ کام کر گزرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں جسے بظاہر انسانی نظر شکل اور ناممکن تصور کرتی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر حسین ساجی کی حالت خوشی اور مسرت میں کیفیت دستی، بندی کی رفعت اور سر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے اپنی سپنوں کے گیتوں جیسی آوازیں کہاں۔ حیرت ہے۔ آپ تو میرا نام تک بھی جانتے ہیں۔ یوناف پھر بولا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو بہت ظلم پر مبنی وہ رسومات بھی دیکھ چکا ہوں جس میں پرانے بادشاہ کو قتل کر کے نیا بادشاہ مقرر کر دیا ہے اور نئے بادشاہ سے شادی نہ کرنے کے جرم میں تمہیں اس مندر کی عمارت میں اسیر بنا دیا گیا۔

ساجی! ساجی! سنو! میں تمہیں مرنے نہ دوں گا۔ میں تمہارے پھول جسم، متباب چہرے اور گوشت تاب جیسی جوانی کو ان لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہونے دوں گا۔ میں تمہیں یہاں سے نکال باہرے جاؤں گا۔ سنو ساجی! کیا تم میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہو۔ یوناف کے اس سوال پر حسین ساجی کے چہرے پر خوشگوار اور تمناؤں کی چاندنی جیسی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کی نگاہوں میں صدیوں کی ان کہی داستانیں بھر گئی تھیں۔ پھر وہ یوناف سے کچھ کہنے والی تھی کہ باہر سے کمرے کا دروازہ کھولنے کی آواز سنائی دی۔ ساجی فوراً چونک سی پڑی اور یوناف سے کہا۔ اسے اجنبی! آپ یہاں سے چلے جائیں۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو اس کمرے میں دیکھ لیا تو میرے ساتھ وہ آپ کا کام بھی تمام کر دیں گے۔ اور میں ایسا نہیں چاہتی۔

یوناف نے ساجی کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔ ساجی! تم فکرمند نہ ہو۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے لگا ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو تو آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تمام لو۔ پھر دیکھو کیا رونما ہوتا ہے۔ ساجی فوراً آگے بڑھ کر یوناف کے قریب کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ تمام لیا۔ اتنے میں اس کمرے کا دروازہ کھلا اور دو بھاری اس کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں نے حیرت اور پریشانی میں اس کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا۔ تحیر اور حیرانی کی بات ہے کہ کمرہ خالی پڑا ہے اور ساجی غائب ہے۔ آخر وہ کہاں چلی گئی۔ کیا وہ کسی ایسے کی طرح غائب ہو گئی۔ یا کوئی اسے یہاں سے نکال لے بھاگا ہے۔ اس گفتگو کے جواب میں دوسرے بھاری نے کہا۔ آخر ساجی کہاں گئی کیا وہ آسمان کی طرف صویر کر گئی یا زمین سے

نکل گئی۔ اور بڑے بھاری کو اس کی اطلاع کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں بھاری مزید کچھ کے بغیر وہاں سے نکل گئے تھے۔

ان دونوں بھاریوں کے جانے کے بعد ساجی نے مشفق رنگ سحر کے سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ کیا معاملہ ہوا کہ یہ دونوں بھاری اس کمرے میں مجھے آپ کے ساتھ دیکھ نہیں سکے۔ حالانکہ اس کمرے میں آپ کے ساتھ میں ان کے سامنے کھڑی رہی۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یہ میرا ہی کمال ہے۔ اور دونوں بھاری تمہیں دیکھ نہیں سکے۔ اور دیکھتی جاؤ۔ اب میں تمہیں اپنا دوسرا کمال دکھاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پھر اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا۔ ساجی نے اپنے آئینہ بدن میں ایک جھٹکا سا عکس کیا اور اس کے ساتھ اس نے دیکھا کہ وہ چڑے کے ایک بہت بڑے خیمے کے اندر کھڑی تھی۔ اس پر ساجی نے چونک کر پوچھا۔

یہ کیا چوک ہے۔ اور یہ مندر کی عمارت سے نکل کر میں کسی خیمے میں آگئی ہوں۔ یوناف بولا ساجی! ساجی! یہ سا نگام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا خیمہ ہے۔ اس سردار کا نام مکادو اور اس کی بیوی کا نام پانچی ہے۔ یہ خاندان بدوش قبیلے نے بادشاہ کی تاج پوشی کی رسم میں شرکت کے لیے یہاں آیا ہے اور اب یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ اب تم اسی خیمے میں رہو گی۔ پھر یوناف نے زور زور سے پکارا۔ مکادو! مکادو! پانچی! پانچی! تم دونوں کہاں ہو۔ بھاگ کر ادھر آؤ اور دیکھو کون تمہارے خیمے میں آیا ہے۔

چند ہی ساعتوں بعد مکادو اور پانچی بھاگتے ہوئے جب اس کمرے میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے یوناف کے ساتھ وہاں اپنے خیمے کے کمرے میں ساجی کو بھی دیکھا تو وہ دونوں چونک سے پڑے پھر مکادو نے گہرے تحیر میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اسے عظیم یوناف! یہ تم ساجی کو مندر کی اسیری سے نکال کر یہاں لانے میں کیسے اور کس طرح کامیاب ہو گئے ہو۔ اور اگر ساجی کو تلاش کرتے ہوئے بادشاہ کے کاندے یا مندر کے بھاری ادھر آٹھلے تو پھر ہم سب کا کیا بنے گا۔ سن رکھو اگر ایسا ہو گیا تو ساجی کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی مصلوب کر کے رکھ دیا جائے گا۔

یوناف نے مکادو کو ڈھارس اور تسلی دی۔ مکادو! مکادو! تم بے فکر ہو اگر بادشاہ کے کاندے یا مندر کے بھاری ادھر آٹھلے گئے تو وہ ساجی کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں

خوشیاں اور راحتیں بکھر گئی تھیں۔ اس پر سکون ماحول میں ان چاروں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر اس سے تھوڑی ہی دیر بعد سا نگانام کا وہ فائدہ بخش قیدہ دریائے کانگو کے کنارے سے کوچ کر گیا تھا۔

گئے۔ اس لیے جب ساجی ہی انہیں نہ ملے گی تو تم پر کوئی مصیبت آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر میری ان باتوں پر تمہیں یقین نہ ہو تو ساجی سے پوچھ لو کہ کیا مندر کے بیماری یا بادشاہ کے کارکن اسے

تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یونان کے اس انکشاف پر مکادو نے غور سے ساجی کی طرف دیکھا اور ابھی وہ ساجی سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ ساجی خود ہی بول پڑی اور کہا۔ یونان ٹھیک کہتا ہے۔ اگر بادشاہ کے کارکن یا مندر کے بیماری مجھے تلاش کرتے ہوئے تمہارے خیمے میں بھی آن گئیں تب بھی وہ مجھے نہ پا سکیں گے۔ اس لیے کہ مندر کی اس عمارت سے نکالتے وقت تو یونان نے مجھے انسانی آنکھ سے ہی اصل کر دیا تھا اور خود بھی انہیں دکھائی نہ دیا تھا۔ لہذا اس کے ہوتے ہوئے کیونکر مجھے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ساجی کی اس گفتگو پر مکادو اور پانچ مصلح ہو گئے تھے۔ پھر یونان نے مکادو کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مکادو! اب تو میری ایک بات مان۔ اپنے قیدے کے ساتھ آج ہی یہاں سے کوچ کر جا۔ اسی میں تیری اور ہماری بہتری ہے۔ مکادو ہسکرایا اور اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ تم ساجی اور پانچ کے ساتھ خیمے میں ہی رہو۔ میں قیدے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے لوٹا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مکادو بڑی تیزی کے ساتھ خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مکادو لوٹ کر آیا۔ وہ ہشاش بشاش تھا۔ پھر وہ اس جگہ آیا جہاں۔

یونان، ساجی اور پانچ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں مخاطب کر کے مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یونان! یونان! اس سے ہی کام سیدھے ہو گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہمارا قیدہ ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرے گا۔ دوئم یہ کہ سامی سے متعلق لوہر دیوتا کے پیاریوں نے ایک عجیب اور انوکھی بات اڑادی ہے۔ ساجی کے غائب ہونے پر یہ خبر جیب پیاریوں نے جا کر بڑے بیماری سے کہی۔ تو اس نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ لوہر دیوتا کو ساجی کا قتل منظور نہیں ہے۔ لہذا دیوتا نے ساجی کو غائب کر دیا ہے جب کہ مندر کا وہ کمرہ ایسے کا دیسا ہی مقفل رہا جس میں ساجی کو بندہ کیا گیا تھا۔ بڑے بیماری کے اس فیصلے کو منادو کے ذریعے جگہ جگہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ کچھ منادو ہمارے قیدے میں بھی آئے تھے۔ لہذا اب ساجی کو تلاش نہ کیا جائے گا۔

مکادو کے اس انکشاف پر ساجی کے چہرے پر دوردور تک اطمینان میں ڈون

کہ سمون جیسا شہ زور اور طاقتور انسان دلیلہ کا رشتہ مانگتا ہے تو وہ خوش ہوئے اور انہوں نے اپنی اسی خوشی کے اظہار کے طور پر دلیلہ کی شادی سمون سے کر دی تھی۔ دوسری طرف جب فلسطیوں کے سرداروں کو خبر ہوئی کہ سمون نے ان کی دلیلہ نام کی ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ تو انہوں نے سمون کو اپنے سامنے زیر و مغلوب کرنے اور اس سے انتقام لینے کا ایک منصوبہ تیار کیا۔

اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے وہ تاک میں رہے اور ایک روز جب دلیلہ اس گھر میں اکیلی جو سمون نے اس کے لیے بنایا تھا اور خود سمون شکار کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ پس فلسطیوں کے یہ سردار سمون کی بیوی دلیلہ کے پاس آئے۔ پہلے وہ اس سے ہمدردی، شفقت اور نرمی کی چمکی میٹھی باتیں کرتے رہے۔ پھر ایک سردار نے دلیلہ کو مخاطب کر کے کہا اے دلیلہ! تو فلسطی قوم کی بیٹی ہے۔ اور تجھ پر اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے جس میں فلسطی قوم کی بہتری ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کے سمون سے شادی کر لی ہے اور ہم سمون کو سمون سمون اس وقت دنیا کا طاقتور ترین انسان ہے۔ گواہی میں اس سمون نے فلسطیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ہم نے اس سے انتقام لینے کی بھی ٹھان لی تھی۔ لیکن اب چونکہ سمون نے تم سے شادی کر لی ہے۔ لہذا ہم نے اس انتقام کو فراموش کر دیا ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ سمون کی نسبت سے تم ہمارے لیے ایک کام کرو۔

دلیلہ نے جب یہ جانا کہ فلسطی سردار اب سمون سے انتقام نہیں لینا چاہتے تو وہ بے حد خوش ہوئی اور مسرت و طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے ان فلسطی سرداروں سے پوچھا میں سمون کی نسبت سے تمہارے لیے کیا کام سرا انجام دے سکتی ہوں۔ اس بار ایک دوسرے فلسطی سردار نے کہا اے دلیلہ! تو جانتی ہے کہ گزرے ہوئے دنوں میں سمون اپنی طاقت اور شہ زوروں کی نافرمانی فلسطیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ اب جب کہ ہم سمون سے انتقام کو تمہاری خاطر بھول چکے ہیں تو اب ہم صرف یہ جانتا چاہتے ہیں کہ سمون کی اس غیر معمولی طاقت اور شہ زوری کا کیا راز ہے۔ اگر اسے دلیلہ! یہ کام تم ہمارے لیے کرو تو ہم میں سے سردار تجھے چاندی کے گیارہ سوکے دے گا اور اس طرح تم فلسطیوں کی امیر ترین عورتوں میں شمار کی جانے لگو گی۔ اس پر دلیلہ نے کچھ سوچا پھر اس نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے فلسطی سردارو! میں تمہاری خاطر یہ کام ضرور سر انجام دوں گی۔

اس پر فلسطی سردار خوش ہوئے اور ایک نے کہا۔ اے دلیلہ! ہمارے کچھ آدمی تیرے گھر کے

میں میں عاصت لائش کے بعد اس کا بیٹا ابرہہ بن الحارث تخت نشین ہوا تھا۔ یہ بادشاہ اتہا کا بہادر اور جنگجو تھا۔ یہ بڑا منظم اور حیا مدیدہ تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لشکر کو منظم کیا تو سیم سلطنت کی خاطر اپنے اطراف میں لشکر کشی کی۔ اس نے مغرب کی طرف یمنار کی اور ایسے منظم طریقے سے حملہ آور ہوا کہ دو ترک وسیع زمینوں اور علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے لشکر کے ساتھ یہ ظلمات میں جا داخل ہوا۔

لیکن ظلمات میں داخل ہونے کے بعد اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس کا لشکر تاریکی میں کم ہو جائے اور اس کی یہ عظیم مہم اور بہترین کارکردگی گننام ہو کر ہی نہ رہ جائے۔ لہذا اپنے لشکر کو آگم انتشار اور گردشگی سے بچانے کے لیے اور اپنے مرکز کے ساتھ اپنی رسد و ملک کا سلسلہ استوار رکھنے کی خاطر اس نے ایک بہترین طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے جس طرف یہ جاتا تھا میلوں کے نشانات لگا دیئے۔ اور ان نشانات پر اس نے روشنی کا بھی انتظام کیا۔ تاکہ لشکر جب اپنی مہم سے واپس جانا چاہے تو واپسی میں اسے کوئی دقت اور دشواری نہ ہو۔ یوں اس نے وسیع علاقوں کو فتح کیا۔ ابرہہ الحارث کے بعد اس کا بیٹا فریقین بن ابرہہ تخت نشین ہوا تھا۔

بنی اسرائیل کا طاقتور ترین انسان سمون غزہ شہر سے نکل کر وادی مرق میں اپنے گیتا تھا یہاں اس نے ایک ایسی لڑکی کو دیکھا۔ جو اس علاقے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور دلکش تھی اور اس لڑکی کا نام دلیلہ تھا۔ پس سمون نے اس لڑکی کو اپنے لیے پسند کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ وہ اس لڑکی سے شادی کر کے وادی مرق میں اپنا گھر بسائے گا اور وہیں آباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس مقصد کے لیے۔ اس نے دلیلہ کے رشتہ داروں سے بات کی انہیں جب خبر ہوئی

اے سمسون! فلسفی تجھ پر چڑھ آئے پس اپنا آپ سنبھال۔ دلیل کی اس تمہیں پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سات مقبوضیوں کو اس نے دھاگے کی طرح توڑ پھینکا تھا۔

یہ صورت حال دیکھ کر فلسفی واپس چلے گئے۔ اس پر دلیل نے پھر سمسون سے شکایت کی کہ اس نے مجھ پر اپنی طاقت کا بھید نہیں کھولا۔ اس پر سمسون بولا۔ اگر میرے سر کی ساتوں لٹوں کو ایک کھولنے کے ساتھ باندھ دیا جائے تو میں عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔ پس دلیل نے ایسا کیا سمسون کی ساتوں لٹوں کو اس نے ایک کھونٹے سے باندھا اور سمسون سے کہا۔ اے سمسون! فلسفی تم پر چڑھ آئے ہیں تب سمسون اٹھ کھڑا ہوا اور بنی کو جس کے ساتھ اس کی لٹیں بندھی ہوئی تھیں وہ بنی لٹیں اکٹھا پھینکی تھیں۔ اس پر دلیل نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔ اے سمسون تو کیونکر کہہ سکتا ہے کہ تجھ سے محبت ہے۔ میں تے بن بار تجھ سے تیری طاقت کا راز جانتا چاہا پر تو نے تینوں بار مجھے دھوکہ ہی دیا۔ میں سمجھتی ہوں تو مجھے پسند نہیں کرتا اور ایک بیوی کی حیثیت سے تیرا میرے ساتھ دل نہیں لگا۔ دلیل کی ان باتوں سے سمسون تنگ پڑ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ دلیل نے اس ناک میں دم کر دیا ہے تو اس نے اسے حقیقت بتاتے ہوئے کہا۔

اے دلیل! ابھی تک میرے سر پر ستر انہیں پھرا ہے۔ اور یہ کہ میں اپنی ماں کے پیٹ ہی سے تیرا پیدا ہوا تھا۔ اور اگر میرا سر منڈھا جائے تو میرا زور اس وقت تک مجھ سے جاتا رہے گا۔ جب تک دوبارہ میرے بال بڑے نہیں ہو جاتے۔ اس انکشاف پر دلیل خوش ہو گئی اور سوتے ہیں اس نے سمسون کے بال کاٹ دیئے اور فلسفیوں کو اس کا اطلاع بھی کر دی۔ بال کاٹ جانے سے سمسون کا زور جاتا رہا تھا پس فلسفی اس پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے سمسون کی آنکھیں نکال کر اسے اندھا کر دیا۔ اے وہ عذہ میں لے گئے۔ وہاں اسے پیتل کی بیڑیاں پہنا کر قید خانے میں اسے چکی پیسنے پر لگا دیا تھا۔

اور قید خانے کے اندر چکی پیتے پیتے سمسون کے بال پھر بڑھ گئے تھے اور اس میں پھر پہلے جیسی طاقت و قوت آگئی تھی۔ ایک روز قید خانے کے اس کمرے میں کہ جس میں سمسون کو رکھا گیا تھا دلیل داخل ہوئی۔ وہ سمسون کے پاس آئی اور دکھی آواز میں کہا۔ اے سمسون ان فلسفی سرداروں نے میرے اور تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ وہ سردار میرے پاس آئے ان سب نے مجھے گیارہ گیارہ سو چاندی کے سکے دینے کا وعدہ کیا اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں ان کے لیے یہ جانوں کہ تمہاری بے پناہ طاقت و قوت کا بھید کیا ہے۔ انہوں نے میرے

اطراف میں رہیں گے سمسون جب شکار سے لوٹے تو تو اس سے اس کی شہزوری کا بھید معلوم کرنے کی کوشش کرنا اور جب تو اس بھید کو جان جائے تو ہمارے آدمیوں کے ذریعے ہیں اس کی اطلاع کر دینا۔ پھر ہم آئیں گے اور دیکھیں گے کہ سمسون کی شہزوری کا کیا ہے۔ دلیل کے ساتھ اپنا یہ معاملہ حسن و خوبی اور کامیابی سے ملے کرنے کے بعد فلسفی سرداریاں سے چلے گئے تھے۔

سمسون جب شکار سے لوٹا تو دلیل نے اس سے پوچھا۔ اے سمسون! اب جب کہ میں تمہاری بیوی ہوں تو کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ تمہاری اس غیر معمولی طاقت و قوت کا کیا راز ہے۔ اس استفسار پر سمسون نے دلیل کو ٹٹلتے کے لیے کہا۔ اگر کوئی مجھے سات ہری ہری پیدوں سے باندھ دے جو سکھائی نہ گئی ہوں۔ میں کمزور ہو کر عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔

پس دلیل نے اس انکشاف کی اطلاع فلسفی سرداروں کو کر دی۔ سو وہ سردار سات ہری ہری بید کی چھڑیاں جو ابھی سکھائی نہ گئی تھیں دلیل کے پاس لے آئے اور اس سے کہا۔ کہ تو ان چھڑیوں سے سمسون کو باندھ دے اور جب تو ایسا کر چکے تو ہمیں آواز دے تاکہ تمہارے گھر میں گھات لے کر بیٹھے ہمارے آدمی دیکھ سکیں کہ کیا واقعی اس طریقہ کار سے سمسون اپنی طاقت و قوت میں عام آدمیوں جیسا ہو گیا ہے۔

دلیل نے ان سرداروں کا ہانا مانا اور ان کو اس نے بھید کی ان چھڑیوں سے باندھ دیا تو ایسا کرنے کی خبر اس نے فلسفی سرداروں کو ہی کر دی۔ اس کے بعد وہ ان کے پاس آئی اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے سمسون فلسفی تجھ پر چڑھ آئے ہیں تاکہ تم پر حملہ آور ہو کر تجھ سے انتقام لیں اس پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا ہوا بید کی وہ ساتوں چھڑیاں جن میں وہ باندھا ہوا تھا وہ اس نے پھر اس آسانی اور سرعت میں توڑ دیں جیسے سن کا سوت اگ پاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی سمسون تیز سے مستند ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

فلسفیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ جان گئے کہ سمسون ویسے کا ویسا ہی ہے اور اسے بید کی ان چھڑیوں سے باندھ دینے کے باعث اسکی طاقت و قوت ختم نہیں ہو گئی۔ لہذا وہ دلیل سے شکوہ کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ تب دلیل نے شکایت آمیز لہجے میں سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! تو نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور مجھ پر اعتبار نہ کیا حالانکہ میں تیری بیوی ہوں پر تو نے مجھے اپنی اس غیر معمولی قوت کا بھید نہ بتایا۔ کاش تو ایسا نہ کرتا۔ اس پر سمسون نے پھر دلیل کا دل رکھنے کی خاطر کہا۔ اے دلیل! اگر مجھے نئی رسیوں سے جو اس سے قبل کام میں نہ لائی گئی ہوں باندھ دیا جائے تو میں طاقت میں عام آدمیوں کی طرح ہو جاؤں گا۔ تب دلیل نے رسیاں لے کر سمسون کو ان میں باندھ دیا اور فلسفیوں کو اس کی خبر کر دی ساتھ ہی اس نے سمسون سے کہا۔

ہی نہیں ہے۔

دلیدہ کی یہ باتیں سننے کے بعد سمسون کچھ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے دلیدہ سے کہا۔ دلیدہ اب تم جادو اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ دلیدہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کچھ فلسفی قید خانے کے اس کمرے میں داخل ہوئے اور سمسون کو وہاں سے نکال کر اس عمارت میں لے گئے۔ جہاں سمسون کو دیکھنے کے لیے ہزاروں لوگ جمع تھے۔ اس عمارت میں بے جا کر ایک لڑکے کو سمسون کے ساتھ لگا دیا گیا۔ تاکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس عمارت کے صحن میں ادھر ادھر گھومتا رہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس پر پھبتیاں کہیں۔ پس اس عمارت کے صحن میں سمسون کو گھمایا گیا اس کے پیچھے کچھ اور لڑکے لگا دیئے گئے تھے۔ تاکہ اسے تنگ کریں۔ اور سمسون کے جسم پر نوکدار چیزیں چھو چھو کر اسے زخمی کر دیا گیا تھا۔ اور فلسفی یہ سب کچھ اپنے دیوتا و جون کو خوش کرنے کے لیے کر رہے تھے۔ جب اس اذیت میں کچھ وقفہ ہوا تو سمسون نے اس لڑکے کو جو اس کا ہاتھ تھامے تھا مخاطب کر کے کہا۔

اے عزیز کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو مجھے اس عمارت کے دروازے ستونوں کے پاس لے چلے تاکہ ان سے ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے میں سستانوں اس لیے کہ میں بیت تھک گیا ہوں اس لڑکے نے خوشی خوشی کہا کیوں نہیں۔ میں تمہیں ضرور سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔ پس وہ لڑکا سمسون کو پکڑ کر اس عمارت کے درستونوں کے پاس لے گیا سمسون دونوں ستونوں پر ہاتھ رکھ کر سستانے کے انداز میں جھک گیا جب کہ وہ لڑکا ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر سمسون نے اپنے دونوں ہاتھ ان دونوں ستونوں پر جمائے اور انتہائی عاجزی و انکساری میں اس نے اپنے رب کو یاد کیا۔

اے خداوند رحیم و کریم !
تیری بخشش و عطیہ بے مثال ہے
میں تیری روشنی کا مستلاشی ہوں !
اے خداوند زلال

مجھے اہل کی ہم نفسی اور بگولوں کا خردش عطا کر !
آندھیوں کے بگولوں میں تو ہواؤں کی سنسناہٹ میں تو
مسرت بھری ندیوں میں تو پرندوں کی چہچہاہٹ میں تو !

ساتھ وعدہ کیا کہ گو سمسون نے فلسفیوں کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں۔ پر ہم سمسون کو معاف کر چکے ہیں اور اس سے کسی قسم کا انتقام نہ لیں گے ان کی اس یقین دہانی پر میں نے تمہاری طاقت کا بھید جان کر اتنی بتا دیا۔ آہ انہوں نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی اور تم پر ظلم کیا۔ کاش میں ان بے رحم اور ناقابل اعتبار سرداروں کی باتوں میں نہ آئی ہوتی۔ اے سمسون! میں تم سے اپنے رویے کی معافی مانگتی ہوں۔

سمسون نے دکھا اور لذت وہ احساس میں کہا۔ اے دلیدہ! اب تمہارے یوں معافی مانگنے سے کیا حاصل میرے ساتھ جو کچھ ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا۔ مجھے بتائیے سے محروم کر دیا گیا۔ اب میں کسی کام کا نہیں۔ پر اے دلیدہ! تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ کاش تو نے فلسفی سرداروں کے ساتھ مل کر دھوکہ نہ دیا ہوتا۔ کاش تو دلیدہ ہی رہتی میری دشمن نہ بن جاتی۔ اگر تو فلسفیوں کا ساتھ نہ دیتی تو یہ ہرگز مجھ پر قابو پا کر میری حالت ایسی نہ کر سکتے۔ عیسیٰ تم دیکھ رہی ہو۔ ہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اس پر دلیدہ نے دیکھ کر لہجے اور بددلی بکھرتی آواز میں کہا۔ سمسون! سمسون! مجھے غور سے سنو میں فلسفیوں سے اجازت لے کر تم سے ملنے آئی ہوں۔ تم سے معافی مانگنے کے علاوہ تم سے ایک اہم بات بھی کہنے آئی ہوں۔ سمسون نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب میرے لیے کوئی بھی بات اہم اور قابل توجہ نہیں رہی، تم جانتی ہو کہ اب میں ایک اندھا اور معذور و لاچار انسان ہوں۔ بہر حال کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ گو اب کسی بات میں میری بہتری نہیں پرتیری باتیں میں غور سے سنوں گا۔

جب سمسون خاموش ہوا تب دلیدہ۔ بولی اور کہا۔ اے سمسون! تمہاری یہ اسیری اور آنکھوں سے محروم کیا جانا یہ سب فلسفی لوگ اپنے دیوتا و جون کا کمال سمجھتے ہیں۔ تمہاری گرفتاری کے بعد وہ اپنے دیوتا و جون کے لیے بڑی بڑی قربانیاں گزارتے ہیں تاکہ اپنے اس دیوتا کو خوش کریں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دیوتا و جون۔ نے ہمارے دشمن سمسون کو ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اے سمسون! اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے وہ آج تمہیں اس قید خانے سے نکالیں گے۔ اور ایک ایسی عمارت میں لے کر جائیں گے جو ستونوں پر کھڑی ہے اور اس عمارت کے نیچے بیچ ایک کھلا صحن ہے۔ جہاں تمہیں کھڑا کیا جائے گا۔ تاکہ لوگ تم پر آوازیں کیس تم سے ٹھٹھہ و مزاح کر کے اپنے دیوتا کی خوشی و خوشنودی کا باعث بنیں اور اس عمارت کی چھت پر تین ہزار مرد و زن جمع ہو چکے ہیں۔ اور جو نیچے ہیں ان کا کوئی شمار

ندیم

ردحوں کی توانائی میں تو پروں کی پھڑپھڑاہٹ میں تو
بہاروں کے سزم و حوصلے میں تو پتوں کی لہلہاہٹ میں تو
سمندروں کے تلاطم میں تو نفس نفس کی تھر تھراہٹ میں تو
اسے خداوند یزل اسے خالق اکبر

تو بے سمی کو سمت بے لباسی کو لباس عطا کرنے والا ہے
میری اہلی آنکھوں کو سکون، میرے بے نفس کو طمانیت عطا کر
ان فلسفیوں نے میرے اندر کو سستسان و اجاڑ
میرے ہر موئے تن کو اُداس اور نظروں کو غبار آلود کر دیا ہے

اسے خداوند اے روز جزا کے مالک

تیرے کن سے گردوں کا سینہ چاک ہو

تیرے کن سے الفاظ کے نچوڑ میں قص شر ہو

مہر و محبت کا المیہ تو قلب و نظر کا معلم تو

اطاعت و عبودیت تیرے لیے تسلیم و رضا تیرے لیے

مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت و قوت عطا کر!

کہ تو ہی میری خواہشوں میری امیدوں کی آخری چٹان ہے

یہاں تک کہنے کے بعد سمون خاموش ہو گیا۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے اس
کی رگوں میں بھیاں، خون میں ترپ، سوچوں میں زہر اور دل میں کمزورت بھر گئی ہو۔ پھر
اس نے صرصرنے سے جوش میں فلسفیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے زمین زادو! میں نے اپنے
خداوند اپنے چارہ گر کو پکارا ہے۔ اب دیکھو میں تمہاری کیا حالت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ
ہی سمون نے ان دونوں ستونوں پر اپنا پورا زور صرف کرتے ہوئے انہیں گرا دیا۔ اور ان
ستونوں کے گر جانے کی وجہ سے وہ ساری عمارت ہی گر گئی اور جس قدر لوگ وہاں موجود تھے
وہ اس عمارت کے بے تے دب کر ختم ہو گئے۔ حسین دلیلہ اور خود سمون بھی اس عمارت تے دب کر
ختم ہو گیا تھا۔

لے تو ریت کے مطابق سمون کے رشتہ دار سمون کی لاش کو لے گئے اور مرمرہ و استال نام کی بستیوں
کے درمیان قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔

یوناف کئی مائیک سانگنا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے مختلف حصوں
کا مطالعاتی جائزہ لیتا رہا۔ ایک روز جب یہ خانہ بدوش قبیلہ مشرقی افریقہ زجبانامی قوم کے
علاقوں میں خیمہ زن تھا۔ اور یوناف خیموں سے باہر ایک درخت تلے بیٹھا تھا کہ ایک کانے
اس کی گردن پر بس دیا اور اپنی لنگتاتی ہوئی آوازیں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف! میں تمہارے
یے ایک نئی اطلاع اور اچھی خبر رکھتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں سناؤں۔ یوناف نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم بھی کہاں کرتی ہو تم میری ایک عمدہ ترین ساتھی ہو۔ میری جان کا ایک جزو
اور میری کائنات کا ایک حصہ ہو۔ پھر کچھ کہنے کے لیے تمہیں مجھ سے پوچھنے یا اجازت لینے کی کیا ضرورت
کہو تم کیا چاہتی ہو ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

یوناف! یوناف! یہاں تک مجھے علم ہے یہ پہلی بار ہوا ہے کہ مین کا کوئی بادشاہ افریقہ
پر حملہ آور ہوا ہو۔ یہاں کے وسیع علاقوں کو فتح کر کے بے شمار لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا ہو۔ سنو
یوناف مین کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ افریقہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ مشرقی افریقہ کے وسیع علاقوں
پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور اس کا لشکر یہاں سے صرف پانچ میل شمال میں خیمہ زن ہے
یوناف نے کچھ سوچا پھر پوچھا۔ اے ابلیکا یہ فریقش بن ابرہہ نام کا مین کا بادشاہ۔ جس کا تم
نے ذکر کیا ہے عمر کے کس حصے میں ہو گا۔ ابلیکا نے جھٹ جواب دیا۔ وہ ابھی جوان ہے اور
خوب توانا و طاقتور ہے یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم نے یہ اطلاع
سنا کر میری ایک بہت بڑی مشکل حل کر کے رکھ دی ہے۔ ابلیکا نے سنجیدہ آواز میں پوچھا
تم کس مشکل کا ذکر کر رہے ہو۔ یوناف! یوناف! نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر کہا۔

اے ابلیکا میں ساجی سے متعلق فکرمند تھا۔ لیکن تم نے مین کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے
متعلق اطلاعات فراہم کر کے میری مشکل آسان کر دی ہے۔ ابلیکا نے جستجو بھری آوازیں پوچھا
ساجی سے متعلق تمہیں کیسی فکری لاحق ہے، یوناف سنجیدہ سی آواز میں بولا۔ ابلیکا! ابلیکا! تو
دیکھتی ہے کہ سانگنا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں ساجی ایک امیر کی سی زندگی بسر کر رہی
ہے۔ وہ ہر وقت مکادو کے خیمے میں محصور رہتی ہے اور اپنی مرضی سے کہیں باہر بھی نکل نہیں
سکتی۔ اگر باہر اسے کبھی لے جانا ہو تو بھی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر
وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ اس خانہ بدوش قبیلے کے کسی فرد نے اگر ساجی کو دیکھ لیا تو
قبیلے کے اندر ایک طوفان اور بنادت و سرکشی اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگ نہ صرف

سکتی تھی۔

آہ! برابر اس عزازیل کا ہوا چانک اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نابود کر کے رکھ دیا۔ اب شادی کرنے سے میرا دل اچاٹ سا ہو گیا ہے اس لیے کہ جس لڑکی سے بھی شادی کرتا ہوں جب وہ پھرتی ہے تو دل دکھتا ہے اس بنا پر ساجی کے ساتھ شادی کرنے سے میں کتر رہا ہوں۔ درخت میں جاتا ہوں۔ وہ خوبصورت حسین اور دلکش و دلفریب ہے ہر حال میں میں کے فریقش بن ابرہہ کی طرف جاتا ہوں اور ساجی سے متعلق اس سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھو ساجی سے متعلق کیا معاملے ہوتے ہیں۔ ابلیکاتے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب کہ یوناف چپ چاپ سرری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ ہوا میں تحلیل ہو جانے والے دھوئیں کی طرح روپوش ہو گیا تھا پھر وہ یمن کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کے لشکر میں نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا کہ سردور یکم فریقش کے لشکریوں کے نیچے نصب تھے۔ اس لشکر گاہ میں پہلے شخص کی یوناف پر نگاہ پڑی اسے مخاطب کر کے یوناف بولا۔

اے میرے بھائی! ان سرزمینوں کے اندر میں ایک اجنبی ہوں اور میں تمہارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے ملنا چاہتا ہوں اس مقصد کے لیے ان خیموں کے اندر مجھے کس طرف کا رخ کرنا چاہیے۔ اس شخص نے لشکر گاہ کے خیموں کے درمیان ایک بہت بڑے، بلند اور گنبد نما سرخ رنگ کے چری خیمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلند سرخ رنگ جو خیمہ تم دیکھ رہے ہو وہی ہمارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کا خیمہ ہے۔ یوناف نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا اس خیمے کی طرف ہولیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اس خیمے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے محافظوں سے اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر ان میں سے ایک محافظ اندر بلا گیا۔ چند ہی ساعتوں بعد وہ لوٹ کر آیا اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اندر چلے جاؤ۔ بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ یوناف اس کے کہنے جب خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ خیمہ اندر سے ریشمی اور حریری پردوں سے خوب ترین کیا گیا تھا۔ خیمے کے جس کمرے میں یوناف داخل ہوا تھا۔ اس کے سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑی کی ایک شہ نشین تھی جس پر گدے اور گاؤں کے رکھے ہوئے تھے۔ اس شہ نشین پرین کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ بیٹھا تھا۔ اور اس کے بائیں طرف چار حسین و خوبصورت عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں یوناف کو دیکھتے ہی اس

یہ کہ ساجی کو پکڑ کر دوبارہ لویر دیتا کے مندر میں پہنچائیں گے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ نکار دی کا خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ اس نے ساجی کو پناہ دے کر رکھا۔

اسے ابلیکا میں چاہتا ہوں کہ ساجی کا کسی کے ساتھ نکاح کروادو وہ پرسکون اور خوش و خرم اور خطرات و فرشات سے پاک زندگی بسر کر سکے۔ میں بھی فریقش بن ابرہہ کے پاس جاؤں گا اسے ساجی کے حالات سناؤں گا اور اس سے التماس کروں گا کہ وہ ساجی سے شادی کرتے اگر وہ اس پر آمادہ ہو گیا تو پھر ساجی اس کے ساتھ یمن میں پرسکون زندگی بسر کر سکے گی۔ اور ایسا کر کے میں تجھوں گا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ابلیکا: بیچ میں بولی اور کہا۔ تم اتنے لمبے چکروں میں کیوں پڑتے ہو یوناف۔ ساجی کی کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کے بجائے تم خود ہی ساجی کے ساتھ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ تم دیکھتے ہو کہ گزشتہ کئی ماہ سے تم اس سانگنا نام کے غارتہ بدوش قبیلے کے ساتھ افریقہ میں سرگرداں ہو۔

اب جب کہ مطالعاتی جائزے کے طور پر افریقہ کے اکثر علاقوں میں تم گھوم پھر چکے ہو۔ تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم خود ساجی سے شادی کر کے مصر روانہ ہو جاؤ اور وہاں دریائے نیل کے کنارے اپنے شوہار محل میں ساجی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور سنیوناف میں نے خود جو ساجی کا جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ساجی نہ صرف یہ کہ ایک محسن کی حیثیت سے تمہارا احترام کرتی ہے۔ بلکہ وہ تمہیں پسند بھی کرتی ہے۔ لہذا میں تو یہی چاہوں گی کہ تم خود اس سے شادی کر کے شوہار محل کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں ساجی کے ساتھ پرسکون رہو۔ اس دوران اگر یہ عزازیل یا بدی کی کسی اور قوت کے خلاف نکلنا پڑا تو ساجی کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یا کسی محفوظ جگہ اسے چھوڑ جائیں گے۔

یوناف نے دکھیا سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! میرا مشورہ اچھا ہے۔ پر دیکھ ماضی میں کتنی ہی شادیاں میں نے کیں۔ لیکن سب ہی کبھی عزازیل کی بدی کا شکار ہو کر اور کبھی کسی دوسرے معصیت کی قوتوں کے حادثے کا شکار ہو کر مجھ سے پھڑکن گئیں۔ اور ان سب کو مجھ سے بچھڑنا مجھ پر ایک گراں تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تم نے دیکھا آخر میں قرطیبہ کے ساتھ میں نے شادی کی وہ اپنی خوبصورتی اور اپنے سلوک میں بے مثل تھی اور اس کے پیدائش میں چونکہ وہ پیش مشتمل تھیں اور وہ بڑی قوتوں کی مالک بھی تھی۔ لہذا میں اسے حاصل کر کے بڑا خوش ہوا تھا۔ کیونکہ اپنی انہی قوتوں کی بنا پر وہ ایک طویل عرصہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی اور وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اپنا دفاع بھی کر

نے کہا۔

میں بن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ۔ اور میرے ساتھ یہ چاروں عورتیں میری بیویاں ہیں۔
مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم ہماری زبان سمجھ اور بول لیتے ہو۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو
کہاں سے آئے اور تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ فریقش بن ابرہہ کے اس انکشاف پر کہ وہ
چاروں عورتیں اس کی بیویاں ہیں یونان کی حالت مقدر کی نحوست موت کی راکھ، رات کے سرد
تالوت اور زوال و انحطاط میں پھنسی درود کی لکیروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اپنے آپ کو
سنبھالا۔ اور فریقش بن ابرہہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے بادشاہ! میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ پر میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مصر سے
باہر سیاحت میں ہی گزارا۔ یہ گزشتہ کئی ماہ سے میں افریقہ کے سانگاتا نام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے
ساتھ وہ افریقہ کے اندر جگہ جگہ اور نگر نگر گھوم پھر کر یہاں کی قدیم و جدید رسومات کا جائزہ لے رہا
ہوں۔ اس لحاظ سے ان علاقوں کے اندر میرا درود ایک مطالعاتی سفر ہے یونان کی گفتگو سن کر
فریقش بن ابرہہ خوش ہوا اور یونان کو ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو
کہا۔ یونان جب وہاں بیٹھ گیا۔ تب ابن ابرہہ نے پوچھا۔ ان سرزمینوں کے اندر تم نے کیسی اور
کوئی رسومات کا جائزہ لیا۔ یونان بولا۔

اے بادشاہ! ان سرزمینوں کے اندر میں یہاں کے لوگوں کی سحر، بارش، ضبط، آفتاب
ضبط ہوا، خدا کا انسانی روپ، منظر، ادا و اور شجر پرستی اور ایسی ہی نوع کی دیگر رسومات
کا مطالعہ کیا۔ ابن ابرہہ نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے ایک بے تابی کے سے عالم میں کہا۔ اس
جائزے کے دوران جو کچھ تم نے دیکھا۔ اس کا ذکر مجھ سے بھی کرو تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو یونان
نے ایک بار غور سے ابن ابرہہ کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے بادشاہ! افریقہ کے اندر گھومتے ہوئے
میری بہت سی رسومات دیکھیں ان میں سے پہلے میں بارش سے متعلق رسومات کا ذکر کرتا ہوں۔
مشرقی افریقہ کی دیو کو سے قوم کے جادو گروں کو جب مہندہ برساتا ہوتا ہے۔ تو جادو گر

سے بارش برساتے کی یہ رسومات صرف افریقہ میں نہیں دیکھ مانگ میں بھی ہیں اور یحییٰ مثلاً آسٹریا کے ابولا قبیلے کا خیال ہے
ناگ کی چٹیا کا بارش سے بڑا تعلق ہے چنانچہ ان کے ہاں وہ برساتی چٹیا کہلاتی ہے۔ ہندوستان کے علاقہ پونا میں بارش نہ ہوتی تو بڑے بے رحمی
کوٹھار کے پتوں سے ڈھانپ دیتے ہیں اسے بارش کا بادشاہ کہتے ہیں اور اسے بتی کے میں لیکر گھومتے ہیں جہاں لوگ بارش کی خاطر
اس پر پانی ڈالتے ہیں پنجاب اور دیگر علاقوں میں بارش کیلئے لوگوں پر پانی ڈالنا گوبر اور پانی بھرتے ٹکے لوگوں کے ہاں چھینکنا
اور بارش کے لیے کوئلے اٹھاتے توڑنا

ایک بھیڑ اور ایک بھڑے کو دھوپ میں لے جاتا ہے۔ پھر ان جانوروں کا پیٹ چاک
کرتا ہے اور اوپر بھری نکال کر اوپر ادھر پھینک دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک برتن میں
پانی اور ایک قسم کا سفوف ڈالتا ہے اور اپنے عمل کی ابتداء کرتا ہے۔ اگر جادو گر کا یہ عمل
کامیاب رہے تو پانی ابلنے لگتا ہے اور ساتھ ہی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور جب
بارش کو روکنا ہو تو جادو گر سیاہ لباس پہن لیتا ہے۔ اور اپنے جھوٹے کے اندر توبے میں سنبھ
بلور تپانے لگتا تھا۔ اس طریقے سے وہ بارش کو روکتا ہے۔

جنوب مشرقی افریقہ کی زولو قوم دیوتاؤں کے جذبہ رحم کو ابھار کر بارش کا اہتمام کرتی ہے
وہ کسی معصوم اور بے فز چڑیا کو پکڑ کر مار دیتے ہیں۔ اور پھر اسے زمین میں دفن کر دیتے ہیں اور
یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان دیوتا کو ان پر رحم آئے گا۔ اور وہ ان کے لیے
بارش برساتے گا۔ ان ہی لوگوں کے ہاں میں نے ایسا ہوتے بھی دیکھا ہے کہ جب بارش کی
ضرورت محسوس ہو تو عورتیں اپنے بچوں کو گردنوں تک زمین میں دفن کر دیتی ہیں۔ اور خود کچھ
فاصلے پر جا کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد بچوں کو نکال لیتی ہیں اور یہ امید کرتی ہے
کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان کا دل بھرا آئے گا اور بارش ہوگی۔
شمالی افریقہ کی گوانج قوم کے لوگ جب بارش نہ ہو تو بارش کے لیے ایک انوکھا طریقہ کار

لے افریقہ کے علاقہ دیو ملک میں بارش کے لیے اور بہت سی رسومات بھی ہیں۔ مثلاً یونان میں تھیلی اور مقدو
نہرے لوگ بارش کے لیے بچوں کا ایک عبوس نکال کر کونوؤں اور چشموں کی طرف بھیجتے ہیں۔ اس عبوس میں پھولوں
سے بھری ایک لڑکی بھی ہوتی ہے۔ جیسے تھوڑی سے تھوڑے وقفوں سے پانی میں بھگوئے جاتے ہیں۔
اور بارش کے لیے التجا کرتے چلے جاتے ہیں۔ جنوبی اور مغربی روس میں بارش کے لیے رسم غسل ادا کی
جاتی ہے۔ کوہ قاف کے علاقے میں بارش کے لیے ایک عجیب رسم ہے۔ بارش کے لیے حسین اور کنواری
لڑکیاں ہیں جن میں جیت جاتی ہیں اور ان کو کھینچتی ہوتی کسی دریا میں کر کر پانی تک لے جاتی ہیں اور بارش کی امید
کی جاتی ہے۔

فینڈک کو پانی کے ساتھ چونک ایک نسبت ہے اس لیے اسے بھی بارش کے لیے استعمال کیا جاتا
ہے۔ ریڈاٹین کے ہاں جب بارش نہیں ہوتی تو وہ فینڈک کو کسی برتن سے بند کر دیتے ہیں اور بارش
کی امید رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے حویہ متوسط کے لوگ بارش کے لیے فینڈک کو تازہ پتوں والی ایک ٹہنی

استعمال کرتے ہیں کہ بچوں والی بھڑوں کو ایک مقدس میدان میں جمع کر کے۔ ان کے بچوں کو ان سے جدا کر لیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ بچوں کے جدا ہونے سے آسمان کا جذبہ رحم جوش میں آئے گا اور بارش ہوگی اور جب یہ لوگ بارش کو روکنا چاہیں تو کہتے ہیں کہ بچوں کاں پر گرم گرم تیل

سے باندھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ سماڈا میں بارش کے لیے حسین عورتیں نیم برہنہ حالت میں دریا میں اترتی ہیں اور وہاں ایک دوسری پر جھپٹے دیتی ہیں اس عمل کو بارش کی امید سمجھا جاتا ہے انڈونیشیا میں بارش کے لیے سفید سور کی قربانی دی جاتی ہے۔ بحر الکاہل کے حیردون میں بارش کے لیے بہتھروں کو پانی میں بھگوایا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ بارش ہوگی۔

چین میں بھی خدا سے بناوت معمولی بات ہے۔ چنانچہ چین میں بارش کے لیے کاغذ اور لکڑی کا ایک اڑو جاتیا کر کیا جاتا ہے۔ اور اسے منہ بہ بارش کا دیوتا تسلیم کرنے کے بعد اس کا جلوس نکالا جاتا ہے تاکہ بارش ہو۔ لیکن اس کا روائی کے بعد اگر بارش نہ ہو۔ تو پھر اس دیوتا پر بارش نہ ہونے کی وجہ سے لعنت بیختے ہیں اور دیوتا کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔ بعض اوقات اس دیوتا کو مغزوں کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا انتظام کیا جاتا ہے۔ اپریل ۱۸۸۶ کو بھی ایسا ہی ہوا ان چین نے جو بارش کا دیوتا بنایا اس کا نام لنگ وانگ رکھا اور جب اس لنگ وانگ کی وجہ سے بارش نہ ہوا تو انہوں نے دیوتا کو منرا کے طور پر کچھ دونوں کے لیے حوالات میں بند کر دیا۔

بارش کے لیے اٹلی میں بھی اسی طرح کی رسومات تھیں ایک بار اٹلی کے لوگوں نے بارش کے لیے سینٹ فرانسس آف پالو اٹلی کے ایک فرانسیسی ولی جو پندرہویں صدی میں گزرے ہیں، کی شہر موسم بہار میں نکال۔ اس کے سلسلے میں ربانی دالی دعا لیں، رات کی ہفت گانہ عبادتیں، سماع، چراغان اور آتش بازی کی آخری جہاس بزرگ کی وجہ سے بارش نہ ہوئی تو کسانوں کا صبر اچھا نہ ہو رہا ہو گیا۔ بیشتر سینٹ فارح البلد کر دیئے گئے۔ پارمیں کے باغ میں سینٹ جوزف کی تصویر اور محسوس کا ڈھیر لگا دیا گیا اور لوگوں نے قسم کھائی کہ جب تک بارش نہ ہوگی وہ اس سینٹ کو وہیں دھوپ میں ڈالنے رکھیں گے۔ کچھ دوسرے سینٹ کے منہ دیواروں کی طرف کر دیئے گئے جن سے گھوڑوں کو پانی پلایا جاتا تھا۔ سینٹ انجیل کی اس سے بھی زیادہ بے حرمتی کی گئی ان کے جسے کونٹا کیا گیا۔ پسے اسے نکالیاں دی گئیں پھر زنجیروں میں جکڑا کیا۔ اور دریا میں غرق کرتے اور مہلوب کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور لوگوں کا ہجوم انہیں کے دکھا دکھا کر بند کرتا تھا "بارش یا پھانسی" لیکن اس کے باوجود بارش نہ ہوئی۔

ٹال دیتے ہیں اور درود کے باعث کتاب چیتا ہے تو وہ امید کرتے ہیں کہ کتے کی چیمیں سن کر آسمان بارش روک دے گا۔

اسے بادشاہ! یہ تو بارش سے متعلق کچھ رسومات تھیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی رسومات ہیں۔ پر اب میں آپ کو ضبط آفتاب سے متعلق کچھ رسومات بتاتا ہوں۔ افریقہ کے ساحل سمجھتے ہیں کہ جس طرح وہ منہ برسا سکتا ہے ایسے ہی دھوپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ نیز وہ غروب آفتاب میں تاخیر و تعین کا کام بھی کر سکتا ہے۔ افریقہ میں قبیلے کا سردار یا بادشاہ اپنے دیوتاؤں کے مندر کا طواف کرتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اس کے ایسا کرنے سے سورج کسوف سے بچا رہے گا۔

کسوف کے موقع پر جب دھوپ ختم ہو جاتی ہے تو افریقہ کے لوگ اپنے ساحروں کے پاس جاتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ وہ دھوپ کو واپس لائے پس وہ ساحر لوہے کی

ٹالے دیگر ممالک میں بھی آفتاب اور دھوپ سے متعلق عام رسمیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سورج گھنٹے کے موقع پر روس کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں آگ باہر نکال لیا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ سورج سے التجا بھی کرتے کہ وہ پھر اپنی آب و تاب سے چمکنے لگے۔ قدیم مصر میں سورج کی دھوپ کو قائم دائم رکھنے کے لیے میلادھوائے شمس نام تھا اور انیا بلتا تھا جس میں بادشاہ آفتاب کے ایک نمائندے کی حیثیت سے مندر کا طواف کرتا تاکہ سال بھر میں سورج گھنٹے کا شکار نہ ہو۔ ہندوؤں کے ہاں عقیدہ ہے کہ برہمنی مچ کے وقت جو اپن کرتا ہے طلوع آفتاب اسی کا رحین سنت ہے قدیم میکسیکو کے لوگ سورج کو سرخ چھتیاں خیال کرتے تھے۔ اس لیے اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اس کے سلسلے خون میں نظرے پونے انسانی اور حیوانی دل کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بابل، اسپارٹا، ایران، بلغ، بنجرا میں بھی خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کی رتھ کو زبردست ہو جاتی ہے لہذا اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اسے نئی رتھ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک نئی رتھ تیار کی جاتی اور اس میں گھوڑے جو رتھ کو گھوڑوں سمیت دریا یا سمندر میں جھونک دیا جاتا۔ اسپارٹا میں یہ رسم ٹیگی ٹس کی دھوکش پیٹری پراد کیا کرتے تھے۔

یہود کے علاقے میں کوہستان انڈیز پر دو مینا رتھے ایک مینا سے دوسرے مینا تک جال بھولا دیا جاتا تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کو اس جال میں اسیر کر لیا گیا ہے۔ لہذا وہ ان کے لیے دھوپ اور روشنی دیتا رہے گا۔ گزشتہ آئندہ برص۔

یونان کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ بین کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ نے دریاں میں
بوستے ہوئے کہا۔ اسے یونان بتم تو ایک نہایت کلام اور قیمتی انسان ہو۔ میں آج شام تک

جادوگر پر شک ہو کر اس نے ہوا رکھی ہے اسے قتل کر دیا

قدیم دور میں قسطنطنیہ طسم گری ہوئی ہوا اور دوبارہ جاری کرنے کے لیے بڑے مہر اور کار آزمودہ
خیال کے جاتے تھے ایک طرح کے یہ طسم گر ہوا بجا کرتے تھے جو تین گروں میں باندھی جاتی تھی۔ پہلی گروہ کے
کھولنے سے معتدل ہوا نکلتی۔ دوسری گروہ کے کھولنے سے تند اور تیسری گروہ کے کھولنے سے جھک چلنے لگتے
تھے یہی قسطنطنیہ کے قریبی ٹاپو میں بھی مشہور تھا جہاں سے شیشستانی علاج گروہ دار و مالوں کی صورت
میں جادوگریوں سے ہوا خرید کرتے تھے۔ اور جادوگریوں کا دعویٰ تھا کہ طوفانوں پر ان کی حکومت ہے
گراں چور امریکہ کے لنگوٹا نامی باشندے بگوں کو درجوں کے گزرنے سے تیسری کرتے تھے

اور انہیں بھگانے کے لیے بگوں کے اندر رکھتے تھے۔ جنوبی امریکہ میں اگر تیز ہواؤں کے
باعث کسی کی جھونپڑی گرنے لگتی ہے۔ تو لوگ اس تیز ہوا کو وہاں سے بھگانے کے لیے اس کے اندر چلتے اور
بھڑکتی ہوئی لکڑیاں پھینکتے ہیں۔

ریڈ انڈینوں کو جب تیز اور طوفانی ہواؤں کے چلنے کا خطرہ ہوا کرتا تھا تو مرد مہتیار باندھ کر باہر نکلتے
جب کہ خور میں اور بے ہواؤں کو دھکیلا دینے کی خاطر گلاب پھاڑ پھاڑ کر چیخے چلاتے تھے۔ ساحل کے لوگ
طوفان کے دوران میں تلو اور دریاؤں سے مسلح ہو کر طوفانوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ اور غریب
قیغے منجھال کر شب شب چلاتے لگتے تھے۔ بوریوں میں باد و باران کے شدید طوفانوں کے دوران طوفانی
شیا طیں کو بھگانے کے لیے بوریوں کے کاہن اپنی تلواریں نکال لیا کرتے تھے۔

آسٹریلیا کے ایک بیابانی علاقے میں سرخ ریت کے بگوں کو بدرجوں کے گزرنے پر محو
کیا جاتا تھا اور اپنے بومرنگ (آسٹریلیا والوں کا ایک چوبی ہتھیار جو پھینک کر چلایا جاتا تھا)
لیکن ان بگوں پر حملہ آور ہوتے تھے تاکہ ان بگوں کی قوتوں کو مار بھگائیں۔ سائبریا کے علاقے میں قدیم
یا کوئی قوم کو اگر ٹھنڈی ہوا کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ ایک پتھر لیکر اسے چٹیا یا کسی دوسرے جانور کے خون
میں ڈبوئے۔ پھر اس پتھر کو گھوٹے کے لپٹم میں اچھا طرح لپیٹ کر ایک مکڑی سے باندھا جاتا اور اس کے بعد ان کے
ساحر اپنے غریب چمٹے ہوئے اس پتھر کو گرم کرتے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ ان کے ایسا کرتے سے
خوشگوار ہوا چل پڑے گی

ایتیوں داسے تیروں کو آگ میں رکھتا ہے اور جب وہ انیاں تپ کر سرخ ہو جاتی ہیں تو ان تیروں کو
ہوا میں چلا دیا جاتا ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ گرجن کے سورج کی دھوپ پھر لوٹ آئے گی۔

افریقہ کے اندر ہواؤں اور آندھیوں کو گرفت میں کرنے کی بھی عجیب عجیب سی رسومات
ہیں۔ جنوبی افریقہ کے وحشیوں کی ایک نسل کو جب ہوا یا آندھی بندھ کر نامقصود ہو تو وہ ایک
موٹی اور وزنی کھال کسی بلی سے باندھ کر ٹکا دیتے ہیں اور جب وہ کھال ہوا میں پھر پروں کی طرح
لہراتی ہے تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اب آندھی یا ہوا رک جائے گی بگوں کو درجوں کے گزرنے
سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسے ڈرا کر بھگانے کے لیے اس پر لکڑیاں پھینچی جاتی ہیں

یونان ذرا کا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اسے بادشاہ مشرقی افریقہ کے بدویوں کے ہاں
میں نے ایک عجیب رسم دیکھی اور وہ یہ کہ جب کوئی بگو کہ ان کے ہاں سے گزرتا ہے تو دس بارہ
وحشی خنجر بیکو اس بگو کے تناقب میں پکے ہیں اور اس بگو کے بیچ و بیچ خنجر گھولنے ہیں اور
یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بگو کے روح کو انہوں نے مار دیا گیا ہے۔ اور اسے بادشاہ

یونان کے قدیم باشندے ہا سورج کی رفتار تیز کرنے کے لیے اس کی طرف پتھر اور نیزے پھینکتے تھے اور خیال
کرتے تھے کہ اس طرح اس کی رفتار تیز ہوگی اور ان کے وہ عزیز جو تباہی کے کھیتوں میں کام کرنے لگے ہیں جلد لوٹ آئیں
گئے ہلایا کے لوگ خیال کرتے تھے کہ عذاب آفتاب کے وقت جو شفق ہوتی ہے اس سے کمزور آدمی بخار میں مبتلا
ہو جاتا ہے لہذا اس اثر کو دور کرنے کے لیے وہ آگ پر لکڑیاں پھاڑتے اور درجوں اڑاتے تھے۔

مکہ ہوا اور بگوں کو کنٹرول اور ضبط کرنے کے لیے افریقہ کے علاوہ دنیا کے دوسرے خطوں میں کچھ اس طرح
ہیں اگرین ٹیڈ میں عورت سے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب وہ درجی کے ایام میں ہو تو درجی کے بعد کچھ عرصہ تک
اس میں کچھ ایسی قوت رہتی ہے کہ اس کے آخر سے آندھی اتر سکتی ہے۔ اس عورت کو بس یہ کرنا ہوتا ہے کہ
وہ گھر سے باہر نکل کر منہ میں ہوا بھرے۔ پھر گھر میں لوٹ آئے اور ہوا کو پھونک دے اس طریقہ کار سے
خیال کیا جاتا تھا کہ آندھیاں رک جاتی ہیں۔

مسیحیت کے دور میں جب قسطنطنیہ قسطنطنیہ سریر آرائے سلطنت تھا۔ تو وہاں سو پانچ سو
ایک شخص کو ہواؤں کو جادو کے اثر سے بندھ کر کے الزام میں مار دیا گیا تھا یہ کچھ یوں ہوا کہ مصر اور شام
سے کچھ جہاز اناج لے کر آ رہے تھے اچانک باد و خالف کے چل پڑنے سے قسطنطنیہ سے ان کے اندر
کہیں رک گئے۔ بروقت اناج نہ پہنچنے کی وجہ سے قسطنطنیہ کے لوگ بھوکے مر رہے تھے۔ لہذا انہیں جس

یہاں سے یمن کی طرف کوچ کروں گا۔ ان علاقوں کے اندر میں نے جس قدر یلغار اور پیش قدمی کرنی۔ اب میں واپسی کا سفر باندھ رہا ہوں اس لیے کہ میرے شکریوں کو اپنے گھروں سے نکلے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔ اور اپنے گھروں کی باد اس کے لیے ایک تکلیف اور کرب بن گئی ہے۔ لہذا میں واپسی کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور یہاں سے کوچ کرتے وقت میں یہ بھی چاہوں گا کہ تم بھی میرے ایک عزیز اور میرے ایک مصاحب کی حیثیت سے میرے ساتھ چلو۔ ان علاقوں کی دیگر رسومات میں تم سے یمن چل کر سنوں گا تم اپنے پہرے اور اپنی جسمانی ساخت سے بھی مجھے ایک غیر معمولی انسان لگے ہو۔ لہذا تم میرے ساتھ یمن چلو۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یمن میں تمہاری حیثیت میرے بیٹوں جیسی یعنی یمن کے شہزادوں جیسی ہوگی۔

فریقش بن ابرہہ کی اس پیش کش پر یونان نے تھوڑی دیر کے لیے سوچا۔ پھر کہا۔ اسے بادشاہ جس خانہ بدوش قبیلے سے نکل کر میں آپ کی طرف آیا ہوں۔ اس میں میرا ایک ساتھی بھی ہے۔ لہذا میں واپس جا کر اپنے اس ساتھی کو لے کر یہاں آتا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کے ساتھ یمن روانہ ہو سکوں گا فریقش بن ابرہہ نے مسکراتے ہوئے کہا میں بخوشی تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ لیکن تم جلد لوٹ آنا۔ اب تم جاؤ اور زیادہ دیر لگائے بغیر واپس آ جانا۔ یونان اٹھ کھڑا ہوا اور فریقش کے جنے سے نکل گیا تھا۔



عرب، یوسا اور منیظہ فلسطین کی سرزمین کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں یعقوب کے بیٹے بنیامین کی اولاد رہتی تھی۔ وہ تینوں ایک ٹیلے کے پاس نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اس ٹیلے کے اوپر انتہائی توجہ اور انتہاک کے ساتھ غور و فکر کے انداز میں سر جھکاٹے بیٹھے ہیں جب کہ اس شخص کے سامنے بیٹھے ہوئے کچھ معزین ان سے التماس کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ان گنت لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں جمع تھے۔ اس موقع پر یوسا نے عرب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! یہ کیا معاملہ ہے اور یہ اس قدر لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں کیوں جمع ہیں عرب نے ٹیلے کے قریب ہی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھے ایک سفید ریش بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اے میری بہنو! وہ دیکھا وہ بوڑھا پتھر پر کچھ الگ تھلک سا بیٹھا ہے آؤ اس کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔

تینوں آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آئے۔ پھر تینوں اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عرب نے اس بوڑھے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! یہ اس ٹیلے کے اوپر کون شخص بیٹھا جس سے لوگ گزارش کر رہے ہیں اور یہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔ اس بوڑھے نے غور سے عرب کی طرف دیکھا اور بولا اجنبی لگتے ہوئے کہ پہلے میں ٹیلے پر بیٹھے شخص سے متعلق تم سے کہوں یا ان کے پاس لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ بیان کروں؟ عرب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میں واقعی یہاں اجنبی ہوں۔ پہلے تم مجھے اس شخص سے متعلق تفصیل بتاؤ جس کے گرد اس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس کے بعد میں لوگوں کے یہاں جمع ہونے کی وجہ جاننا پسند کروں گا۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے گلاٹا کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیز! افزائیم کے کوہستانی سلسلے کی بستی صوفیم میں التاز نام کا ایک شخص رہا کرتا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حفہ اور دوسری کا نام فنزہ تھا۔ فنزہ کے اولاد دھوٹی پر حفہ

قدوس نہیں ہے۔ کوئی تیرے علاوہ قابل پرستش نہیں۔ خداوند بڑا عظیم و عظیم اور اعلیٰ کا تو نے والا۔ ہے۔ اس کے سامنے غدر کی باتیں نہ کرو اور منہ سے بڑا بول نہ بولو۔ خداوند کے سامنے بڑے بڑوں کی کمائیں ٹوٹ جاتی ہیں اور لڑکھڑاتے ہوؤں کی قوت کم ہوتی جاتی ہے۔ خداوند مارتا ہے جلالت ہے۔ وہی قبر میں آتا ہے اور اس سے نکالتے والا ہے۔ وہی مسکین بھی کرتا ہے اور دولت مند بھی۔ وہی پست بھی کرتا ہے اور سر فراز بھی جو خداوند سے جھکے ہوئے ہیں یقیناً ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ دعا ختم کرنے کے بعد حنہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے اس ہیکل کے لیے وقف کر گئی۔ اور ایسا ہوا کہ اسی ہیکل میں پرورش پا کر سموئیل جوان ہو گیا۔ اور دیکھ اجنبی! ایک روز ایسا ہوا کہ ہیکل کا بڑا انگڑاں علی ہیکل کے اندر لیٹا ہوا تھا کہ اس پر زمیند غالب ہونے لگی۔ اب سموئیل اس وقت ہیکل کے اندر رکھے خداوند کے صندوق یعنی تابوت سکینہ کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ تو اسی وقت خداوند کا فرشتہ وہاں نازل ہوا پر وہ سموئیل کو دکھائی نہ دیا۔ پس اس فرشتے نے سموئیل کو پکارا۔ سموئیل سمجھا شاید بزرگ علی نے اسے آواز دی ہے لہذا وہ بھاگ کر علی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا! تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ علی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سموئیل! میں نے تو تجھے آواز نہیں دی، سموئیل دوبارہ تابوت سکینہ کے پاس جا کر لیٹ گیا۔ دوبارہ خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا۔ سموئیل دوبارہ سموئیل اٹھ کر علی کی طرف بھاگا اور کہا۔ اے آقا! تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں علی نے پھر تعجب و پریشانی میں کہا۔ اے بیٹے! میں نے تجھے نہیں پکارا، اس پر سموئیل پھر جا کر لیٹ گیا۔ تیسری بار جب پھر خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا تو سموئیل پھر بھاگ کر علی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا! تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ ہیکل کا انگڑاں جس کا نام علی تھا بڑا تھیک اور حیا تندرہ انسان تھا وہ جان گیا کہ سموئیل کو نبوت عطا ہو رہی ہے اور پکارتے والا۔ پکارتا ہے۔ اس پر عارب بیچ میں بول پڑا اور اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ کیا اس بیٹے کے اوپر بیٹھا شخص سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے سکراتے ہوئے کہا۔ ہاں یہی سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ عارب بولا اچھا ہے میرے بزرگ! تم اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو! اس بوڑھے اسرائیلی نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ اے اجنبی جب تیسری بار سموئیل بھاگ کر علی کے پاس آیا تو بزرگ علی معاملے کی اصل نوعیت کو جان گیا۔ لہذا اس نے سموئیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سموئیل! اگر اب پھر تجھے کوئی پکارے اور آواز دے تو

بے اولاد ہی رہی۔ اور یہ شخص ہر سال سیلا کے معبد میں خداوند کے حضور سجدہ کرتے اور قربانی گزارتے جایا کرتا تھا۔ اور اس معبد کا انگڑاں علی نام کا ایک شخص تھا جو اپنے دو بیٹوں۔ حنفی اور قینا کے ساتھ اس معبد میں ہی رہا کرتا تھا اور جس روز القادہ ذبیحہ گزارتا تو جو کچھ اس ذبیحہ میں سے وہ اپنی بیوی فتنہ اور اس کے سب بیٹوں کو دیا کرتا تھا ان سے دو گنا اکیلی حنہ کو دیتا تھا اس لیے کہ وہ حنہ کو بیچ پسند کرتا تھا۔

اور فتنہ ہر وقت حنہ کو چھیڑتی اور اس کے مذاق اڑاتی رہتی تھی کہ وہ باغیچہ اور بجر ہے۔ اور فتنہ کی اس طعنہ زنی کے جواب میں حنہ اگر روتی رہتی تھی جب کہ اس کا شوہر المقانہ اکثر اسے تسلی اور دلا سہ دے کر چپ کرایا کرتا تھا۔ اور دیکھ اجنبی ایسا ہوا کہ ایک روز یہ حنہ سیلا کے معبد میں گئی وہاں اس نے بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب کو یاد کیا۔ پھر خوب روتی اور گڑگڑاتے ہوئے اس نے اپنے رب سے دعا مانگی۔

”اے خداوند اگر تو مجھے اولاد نہ عطا فرما دے تو میں زندگی بھر کے لیے اے خداوند کی نذر کروں گی اور وہ اس معبد میں رہ کر لوگوں کی خدمت کے علاوہ خداوند کی عبادت کرے گا۔“

اور دیکھو عزیز! ایسا ہوا کہ خداوند کے حضور اس حنہ کی دعا قبول ہوئی۔ خداوند نے حنہ کو ایک فرزند عطا کیا۔ اور اس بیٹے کا نام اس نے سموئیل رکھا۔ یہ حنہ اپنے اس بیٹے کی خوب پرورش پر راحت کرتی رہی اور جب بچہ بڑا ہوا اور حنہ نے اس کا درد چھڑا دیا تو وہ اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے معبد میں لائی وہاں اس نے ایک پچھڑے کی قربانی دی۔ پھر اپنے فرزند کو وہ معبد کے انگڑاں اعلیٰ علی کے پاس لائی اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ سو اس معبد میں خداوند کے حضور روتی اور گڑگڑاتا کرتے کے باعث خداوند نے مجھے یہ فرزند عطا کیا۔ اور میں نے خداوند سے عہد کیا تھا کہ میں اپنے بچے کو اس کی نذر کر کے معبد کی خدمت کے لیے وقف کروں گی۔ سو میں اپنے بیٹے کو لیکر آئی ہوں کہ یہ اس معبد کے لیے۔ وقت ہو پھر حنہ وہاں سجدے میں گر گئی اور بند آوازیں اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”اے خداوند میرا دل تیری یاد میں مگن ہے۔ میرا غضب میرے دشمنوں پر لک گیا ہے۔ میرا سراسر خداوند پر سے باعث بند ہوا ہے۔ میں تیری نجات کی تمہنی ہوں کہ تیرے مانند کوئی

تو کہنا۔ اے خداوند کے فرستادہ کہو۔ میں تیرے خداوند کا بندہ ہوں۔ عیسیٰ سے یہ ہدایات حاصل کرنے کے بعد سموئیل پھر تابوت سکینہ کے پاس جا رہا تھا۔ اور ایک بار جب پھر اسے پکارا گیا۔ تو سموئیل بولا۔ کہو کیا کہنا ہے میں خداوند کا بندہ ہوں۔ پھر سموئیل کو فرشتے کی آواز سنائی دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

اے سموئیل! خداوند بنی اسرائیل کے اندر ایسا کام کرنے والے ہیں جس سے ہر سستے والے کے کان بھٹنا جائیں گے۔ دیکھ بنی اسرائیل پر ان کے گناہوں کے باعث ایک مرگ آنے والی ہے۔ اور عیسیٰ کے دونوں بیٹے جو بیکار اور گنگنا رہیں اس مرگ کا شکار ہوں گے۔ اے سموئیل! خداوند نے تجھے اپنا فرستادہ کیا سو تو اٹھ لوگوں کو نیکی کی طرف بلا اور گناہ بدی سے انہیں ڈرا۔ اس کے بعد خداوند کا وہ فرشتہ وہاں سے جاتا رہا اور سموئیل وہاں تابوت سکینہ کے پاس صبح تک سوتا رہا۔ اور دوسرے روز جب عیسیٰ نے سموئیل کو آواز دی تو وہ اٹھ کر اس کی طرف گیا اور کہا۔ اے آقا! اگر آپ نے مجھے پکارا ہے تو میں حاضر ہوں۔ اس پر عیسیٰ نے کہا۔ اے میرے بیٹے سموئیل! وہ کیا باتیں ہیں جو کل پکارنے والے نے تم سے کہیں۔ سموئیل پہلے تو کچھ ڈرا پھر ساری باتیں اس نے عیسیٰ سے کہہ دیں۔ یہ باتیں سن کر عیسیٰ کچھ پریشان ہو گیا۔ پھر اس نے غمزہ آواز میں کہا۔

اے سموئیل! خداوند کے اس فرشتے نے سچ کہا۔ میرے دونوں بیٹے حننی اور فیحاس دونوں گناہ گار اور بیکار ہیں۔ وہ ہیکل پر چڑھائی جاتے والی اندر دنیا کی اشیاء خرد برد رکھتے ہیں یہ دونوں ہیکل میں آنے والی عورتوں کے ساتھ ہم آغوشی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بدکاری میں ملوث ہوتے ہیں آہ میرے یہ دونوں بیٹے نہ جانے بنی اسرائیل کے دوسرے لوگوں کے ساتھ کس مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوتے ہیں۔ عیسیٰ خاموش ہو گیا اور سموئیل اس کے پاس سے چلا گیا۔

اور اس واقعہ کے بعد سموئیل نے بنی اسرائیل کے اندر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اور دران سے لیکر برسیع تک سموئیل نیکی اور حیرت انگیز پیغام پہنچایا اور لوگوں سے تقین کی کہ وہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کریں۔ لیکن بنی اسرائیل نے سموئیل کی نصیحتوں پر عمل نہ کیا اور وہ براہِ عمل دیوتا اور عشتارات دیوی کی پوجا پاٹ اور پرستش میں لگن و مصروف رہے پھر کئی برس بیت گئے اور ایسا ہوا کہ فلسطینی قوم کے لشکر نے بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل

فلسطینیوں کا مقابلہ کرتے کرتے نکلے۔ بنی اسرائیل کے لشکر نے ابن عزیر کے مقام پر ڈیرے ڈالے۔ جب کہ فلسطینی ان کے سامنے افق کے مقام پر حیمہ زن ہوئے پھر بنی اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس جنگ میں بنی اسرائیل کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور چار ہزار بنی اسرائیل جنگجو اسی جنگ میں مارے گئے تھے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے فیصلہ کیا کہ سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ نکال کر لشکر کے اندر لایا جائے اور دوبارہ فلسطینیوں سے جنگ کی ابتدا کی جائے تاکہ اس تابوت سکینہ کی برکت سے خداوند بنی اسرائیل کو فلسطینیوں پر غلبہ اور فتح عطا فرمائے۔ پس سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ منکوا گیا اور اسے لشکر میں رکھ کر پھر فلسطینیوں سے جنگ کی ابتدا کی گئی۔ لیکن اس دوسری جنگ میں بھی بنی اسرائیل کو شکست ہوئی۔ اور اس جنگ میں صرف یہ کہ تیس ہزار اسرائیلی جنگجو مارے گئے بلکہ فلسطینیوں نے تابوت سکینہ بھی بنی اسرائیل سے چھین لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس جنگ میں کاہن عیسیٰ کے دونوں بیٹے حننی اور فیحاس بھی مارے گئے۔ اس شکست کی خبر جب ہیکل میں کاہن عیسیٰ کو ہوئی تو وہ بھاڑ بھاڑ کر گرا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔

اب بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگ سموئیل کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اب جب کہ وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ کسی کو اسرائیل کا بادشاہ مقرر کر دے۔ اب چھو۔ سموئیل لوگوں کے اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ بوڑھا اسرائیلی ذرا خاموش ہوا۔ پھر کہا اے اہل بنی! یہ ہے وہ تفصیل جو تو جانا چاہتا تھا۔ اور جو میں نے تجھ سے کہہ دیا۔

عارب نے یوسا اور مینطہ کو اشارہ کیا۔ وہ تینوں پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور عارب کے یوسا اور مینطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری بہنو! ہم لوگ اب یہیں بنی اسرائیل کے اندر رہ رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سموئیل نبوت کا کام کیسے سنبھالتے اور یہ کہ کسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتے ہیں۔ اور اگر ہو سکا تو یہاں رہ کر ہم بدی کی ترغیب اور گناہوں کے فروغ کیلئے کام بھی کریں گے۔ اب ہم یہی کہیں نزدیکی سرائے میں ٹھہر کر یہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے۔ عارب کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس شیعہ کی چوٹی سے ایک مناد نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! بزرگ سموئیل کے ہاں تمہاری درخواست منظور ہوئی۔ یوسا بزرگ سموئیل نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ خداوند کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا جانا منظور ہے سو تم قریب تمہارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا جس کا تعلق۔ یعقوب کے بیٹے نبیا میں

اپنے سب سے بڑے دیوتا و جون کے مجبور کیا رکھا۔ اگلے روز صبح سویرے جب لوگ و جون کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا دیوتا و جون تابوت سیکڑے کے سامنے زمین پر اوندھے منہ گرا پڑا تھا لوگوں نے اس کا کوئی اثر نہ لیا اور و جون کو انہوں نے پھر اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا تھا۔

لیکن دوسرے روز شدید دھڑلے کے لوگ جب اپنے و جون دیوتا کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ نہ صرف یہ کہ و جون دیوتا اوندھے منہ تابوت سیکڑے کے سامنے گرا پڑا تھا۔ بلکہ و جون دیوتا کا سر اور سنجیاں اور بازو دھلیز پر کئے پڑے تھے اور و جون دیوتا کا صرف دھڑا باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد اس تابوت سیکڑے کی وجہ سے فلسطین پر ایک اور مصیبت کی بھی ابتداء ہو گئی اور وہ یہ کہ اشد و دھڑلے اور اس کے گرد تلاح کی بستیوں میں گلیوں کی بیماری پھیل گئی اور لوگ اس سے مرتے لگے۔ اس پر اشد و د کے سارے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ یہ ساری مصیبتیں چونکہ تابوت سیکڑے کی وجہ سے تازہ ہوئی ہیں لہذا بنی اسرائیل کے اس تابوت کو کسی اور جگہ منتقل کر دینا چاہیے۔ لہذا باہم صلاح مشورہ کرتے کرتے کے بعد تابوت کو فلسطین کے دوسرے شہر جات میں پہنچا دیا گیا تھا۔

لیکن تابوت سیکڑے کے جات شہر میں پہنچنے کے بعد وہاں بھی گلیوں کی وہاں پھیل گئی اور لوگ موت کا لقمہ بننے لگے۔ پس تابوت سے متعلق دوبارہ صلاح مشورہ کیا گیا۔ اور فلسطین سے اب اس صندوق کو اپنے ایک اور شہر عفرن میں پہنچا دیا۔ لیکن اس شہر میں بھی جب اس تابوت سیکڑے کی وجہ سے دبا پھوٹ پڑی تو فلسطی بڑے فکر مند ہوتے۔ لہذا فلسطینوں نے اپنے بڑے بڑے نجومیوں اور کاہنوں کو جمع کیا۔ اور یہ معاملہ ان کے سامنے پیش کیا۔ آخر ان کاہنوں اور نجومیوں نے باہم مشاورت کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ تابوت سیکڑے کو واپس بنی اسرائیل کی سرزمین کی طرف بھیج دیا جائے۔ اور چونکہ تابوت سیکڑے کو یہاں لاکر جرم کیا گیا ہے۔ لہذا اس جرم کی قربانی ادا کی جائے تب ہی فلسطی تابوت سیکڑے کے باعث پھیلنے والی وبا سے نجات پاسکتے ہیں۔

فلسطی سرداروں نے جب کاہنوں اور نجومیوں سے پوچھا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس جرم کی قربانی یہ ہو سکتی ہے کہ تابوت سیکڑے کو واپس کیا جائے تو اس تابوت کے ساتھ سونے کی پانچ گشتیاں اور پانچ چھوٹی کی مورتیں بنا کر رکھ دی جائیں اور ان کاہنوں اور نجومیوں سے

کی نسل سے ہوگا۔ یہ کام اب چند دن تک ہو جائے گا۔ سو تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ لوگ فوراً اٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جب کہ عارب یوسا اور بنیظہ کو عارب کو شاید کوئی بات یاد آگئی۔

بھاگ کر وہ اس بوڑھے کے پاس آیا جو تھوڑی دیر قبل اسے بنی اسرائیل کے حالات سن رہا تھا اور وہ بوڑھا بھی اپنے گھر جانے کے لیے ایک طرف چل پڑا تھا۔ عارب اس کے پاس آیا اور پوچھا۔ اسے میرے بزرگ! تم نے ایک بات کی تفصیل تو مجھے سے کہی ہی نہیں۔ بوڑھے نے کسی قدر چونک کر پوچھا۔ کون سی بات کی تفصیل؟ اتنی دیر تک یوسا اور بنیظہ بھی عارب سے آبی تھیں۔ عارب پھر بولا اور اس بوڑھے سے کہا۔ آپ نے مجھے تابوت سیکڑے یعنی خداوند کے صندوق سے متعلق تو کچھ بتایا ہی نہیں۔ جب وہ تابوت سیکڑے فلسطی چھین کر لے گئے تو پھر اس کا کیا بتا؟ اس بوڑھے نے عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ پہلے تم یہ کہو کہ تمہارا قیام کہاں ہے۔ میں اپنی ان دو بیویوں کے ساتھ کسی بھی سرائے میں قیام کر سکتا ہوں۔ عارب نے جلدی جلدی جواب دیا تھا۔

اس بوڑھے نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ اچھا میرے ساتھ آؤ۔ ساتھ میں ایک سرائے ہے تم وہاں قیام کر لینا۔ جب کہ میں اپنے گھر کی طرف چلا جاؤں گا۔ اور یہ سرائے ہمارے شہر سے صرف آدھ فرلانگ کے فاصلے پر ہے میں اس سرائے تک تمہیں تابوت سیکڑے سے متعلق تفصیل سے بتا دوں گا۔ پھر تم تینوں اس سرائے میں قیام کر لینا۔ اس بار یوسا نے اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے کہا۔ اسے میرے بزرگ! آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اس صندوق کے اندر کیا ہے جس کی بناء پر بنی اسرائیل اس صندوق کو مقدس جانتے ہیں۔ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور جنکوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اس تابوت سیکڑے کی وجہ سے جنگ میں انہیں غلبہ اور فتح دی حاصل ہو۔ بوڑھے اسرائیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس تابوت کے اندر تو ریت کا وہ اصل نسخہ ہے جو خداوند کی طرف سے موسیٰ کو عطا ہوا تھا۔ اسی بناء پر لوگ اس تابوت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اسے مقدس جانتے ہیں۔

سومیرے عزیز و اب میں تم تینوں کو اس تابوت سیکڑے کی تفصیل بتاتا ہوں۔ جب بنی اسرائیل کو فلسطین کے ہاتھوں شکست ہوئی اور فلسطی تابوت سیکڑے بھی چھین کر لے گئے۔ تو وہ اس تابوت کو اپنے مرکزی شہر اشد و د میں لے گئے اور وہاں اس تابوت کو انہوں نے

یہ بھی کہا کہ اس تابوت سکینہ کو ایک نئی بنائی ہوئی بیل گاڑی میں رکھا جائے۔ اور اس گاڑی کے آگے دودھ دینے والی گائیں جوتی جائیں جن کے سے اس سے پہلے جو انہ لگا ہوا اور پھر اس گاڑی کو اسرائیلی علاقے کی طرف ہانک دیا جائے سو فلسطینیوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک نئی بیل گاڑی بنا کر تابوت سکینہ کو اس میں رکھا۔ گلیوں اور چوہوں کی سونے کی مورتیوں کو بھی اس گاڑی میں رکھا کیونکہ فلسطینی خیال کرتے تھے کہ گلیوں کی بیماری چوہوں سے پھلتی ہے لہذا ان سے نجات کا یہی طریقہ انہوں نے اپنایا۔ اس طرح تابوت سکینہ بیل گاڑی میں لا کر اور اس کے آگے گائیں جوت کر اسے ہماری سرزمین کی طرف ہانک دیا۔ وہ گائیں تابوت سکینہ کو اسرائیلی سرزمین میں لے آئیں اور اب تابوت سکینہ پھر ہمارے پاس ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا اسرائیلی رک گیا۔ پھر اس نے دوبارہ عارب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے اہل بنی اسرائیل! یہ ہے تابوت سکینہ کی تفصیل جسے جاننے کے لیے تم نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ دیکھو وہ اب وہ سامنے سرانے دکھائی دے رہی ہے تم اس میں جا کر قیام کر سکتے ہو۔ جب کہ میں اب اپنے گھر کی طرف جاؤں گا۔ اتنا کہنے کے بعد اسرائیلی آگے بڑھ گیا۔ جب کہ عارب اور یوسا اور بنیمنہ سرانے کا رخ کر رہے تھے۔

موسٰی نے چونکہ بنی اسرائیل کو حکم خداوندی کے مطابق خبر دی تھی کہ ان کی مانگ کے مطابق فقیرانہ ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا اور یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ بادشاہ یعقوب کے بیٹے بنیامین کی نسل سے ہوگا۔ سو اسی دن ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کہ نام جس کا قیس بن ابی ایل تھا اور جس کا تعلق بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس کے گھر سے گم ہو گئے۔ اور اس قیس بن ابی ایل کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ساؤل تھا اور بنی اسرائیل کے اندر ساؤل جیسا کوئی طاقت ور اور خوبصورت جوان نہ تھا اور قدر اور ایسا تھا کہ عام لوگ اس کے کندھے تک ہی آتے تھے۔

سو اس قیس بن ابی ایل نے اپنے بیٹے ساؤل سے کہا کہ وہ اپنے گدھوں کو تلاش کرے۔ لہذا اس ساؤل نے اپنے گھر میں ملازم کو ساتھ لیا اور اپنے گدھوں کی تلاش میں نکلا۔ سو وہ اپنے گدھوں کی تلاش میں بہت گھوما کھوسا کہ فرایم کی طرف گیا سلیس کی سرزمین سے ہو کر گزرا۔ غرض اپنی بستی کے اطراف میں اور دور و نزدیک اس نے بہت تلاش کیا پر گدھے اسے نہ ملے۔ جب وہ گدھوں کی تلاش کرتے ہوئے شہر کے پاس پہنچے تو ساؤل نے اپنے ملازم کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ اب گھر لوٹ چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرا باپ گدھوں سے متعلق حکم مند ہونا چھوڑ کر ہمارے متعلق حکم مند ہونا شروع کر دے۔ اس پر اس ملازم نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا اس شہر میں خداوند کے ایک نبی رہے ہیں۔ ان کا نام موسٰی ہے۔ آؤ ان کے پاس چلیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ ضرور بتا دیں گے کہ ہمارے گدھے کہاں ہیں۔ ساؤل اپنے ملازم کی اس تجویز پر تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس نے اپنے ملازم سے کہا۔

خداوند کے اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اسے کوئی نذرانہ پیش کیا جانا چاہیے اور ہمارے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ ہمارے تو نو شہ دان بھی خالی

ہو چکے ہیں اور کوئی اور شے ہمارے پاس نہیں جو اس بزرگ ہستی کو ہم پیش کریں۔ اس ملازم نے پر
الہینان انداز میں ساؤل سے کہا۔ دیکھو تو پریشان اور فکرمند نہ ہو۔ میرے پاس پاؤں شفا چاندی
ہے پس یہی چاندی ہم اس بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اپنے اس ملازم کی وہ باتیں ساؤل
کو بحد پسند آئیں۔ لہذا وہ دونوں صوف شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ دونوں لوگوں سے سموئیل سے
متعلق پوچھتے ہوئے صوف شہر میں داخل ہوئے۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ صوف شہر میں داخل ہوئے
ہی تھے کہ سامنے سے سموئیل ان کی طرف آئے۔ سموئیل ان دونوں سے قریب ہوئے اور ساؤل
کو انہوں نے مخاطب کر کے کہا۔

یقیناً تو ہی ساؤل ہے۔ اے ساؤل! تیری آمد سے قبل ہی میرے خداوند نے مجھے تمہارے
متعلق آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھے میرے رب کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں مسیح کروں۔
میرے رب نے مجھ پر یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ وہ بنیامین کی سرزمینوں سے تمہیں میری طرف بھیجے گا
اور یہ کہ تو ہی اسرائیلی قوم کا بادشاہ ہوگا۔ اور تو ہی اسرائیلیوں کو فلسطین کی طرف سے بچائے گا۔
اور جس وقت تم شہر میں داخل ہوئے ہو۔ اسی وقت میرے رب نے میری راستنائی کی کہ وہ شخص
شہر میں داخل ہو رہا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا لہذا میں تیری طرف لپکا ہوں۔ ساؤل بولا۔
اور کہا۔ میں تو اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ کی مدد پر جانوں کہ میرے گمشدہ گھر
کہاں چلے گئے ہیں۔ سموئیل نے خوش طبعی اور نرمی میں کہا۔ تمہارے گدھوں سے متعلق بھی میرے
رب نے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے گدھوں کی صورت حال یہ ہے کہ اب تو ان سے
متعلق فکرمند نہ ہوں اس لیے کہ تیرے گدھے تیرے باپ کے پاس واپس پہنچ چکے ہیں۔

میرے رب نے چونکہ مجھے تمہارے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم آنے والے ہو۔ لہذا
میں نے تمہاری ضیافت کا سامان کر رکھا ہے اب تم میرے ساتھ آؤ ساؤل کو سموئیل کی باتیں عجیب
اور پریشان کن سی لگ رہی تھیں۔ تاہم وہ اپنے حضور کے ساتھ ان کے ہمراہ ہولیا۔ سموئیل نے
ساؤل کی ضیافت کی اس کے بعد ساؤل سے کہا۔ دیکھ تیرا باپ قیس بن ابی اہل گدھے مل جانے
کی وجہ سے اب گدھوں کی نسبت تمہارے متعلق زیادہ فکرمند ہے۔ سو تو اب اپنے گھر جا۔ دیکھ میں
سات دن تک تیری بستی مصفاہ کی طرف آؤں گا۔ اور ان سات دنوں میں بنی اسرائیل کے ہر کردہ
لوگوں کے لیے میں بنادی کروں گا کہ وہ مصفاہ میں جمع ہوں تاکہ ان کی موجودگی میں تمہاری بادشاہت
کا اعلان کیا جائے گا اس پر ساؤل نے سنجیدگی سے سموئیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خداوند

کے فرستادہ کیا یہ درست ہے کہ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جاؤں گا۔

سموئیل نے کہا۔ ہاں ایسا ہوگا۔ اس لیے کہ یہ خداوند کا حکم ہے اور خداوند کے حکم کو اگر کوئی
ممانا بھی چاہے تو ٹال نہیں سکتا۔ اور اس حکم کے سچا ہونے کی تمہاری بستی یہ دلیل ہے کہ جب
تم یہاں سے جاؤ گے تو بنیامین میں کی بستیوں کے قریب راحیل کی قبر کے نزدیک دو اشخاص
پچھے میں گئے جو تجھے خبر کریں گے کہ تیرے گدھے مل گئے ہیں۔ اور جب تو بتور کے مقام پر بلوط کے
درختوں کے پاس تجھے تین اشخاص ملیں گے۔ ان میں سے ایک کے پاس بکری کے تین بچے۔ دوسرے
کے پاس روٹیاں اور تیسرا مشروب کا مشیکڑہ اٹھائے ہوئے ہوگا۔ یہ لوگ بیت اہل کی طرف جا
رہے ہونگے وہ لوگ تجھے سلام کریں گے اور کھانے کو تجھے روٹی دیں گے سو تو ان سے کھانے کو
روٹی لے لینا اس کے بعد تو ایک ٹیلے کے پاس پہنچے گا تو وہاں تجھے ایک ایسا گروہ ملے گا
جس کے آگے آگے لوگ دفتر مزایر اور بربر بط جارسے ہوں گے سو تو اب جا۔ اور جو باتیں
میں نے تجھ سے کہی ہیں۔ یہی باتیں تمہیں پیش آئیں اور یہ باتیں تمہارے لیے نشانی ہیں کہ تمہیں بنی اسرائیل
کا بادشاہ بنایا جائے والا ہے اور یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں یہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرے
رب کی طرف سے ہیں جو ظاہر و باطن اور دلوں کے بھید تک سب کو جانتا ہے پھر ساؤل
سموئیل کے کہنے پر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

اور اپنے گھر تک پہنچتے پہنچتے سموئیل کو وہی واقعات پیش آئے جن کی خبر سموئیل نے پہلے
سے کر دی تھی تب سموئیل کو یقین ہو گیا کہ وہ واقعی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جا رہا ہے اس طرح
سات دن گزر گئے اور ساتویں دن ساؤل کی بستی مصفاہ کے پاس دو روزنریک کے اسرائیل
سردار پہنچ گئے اور پھر سموئیل بھی وہاں تشریف فرما ہوئے اور سب کی موجودگی میں انہوں نے
ساؤل کو اسرائیل کا بادشاہ بنائے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔

ساگکا نام کے اس فائدہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کے خیمے سے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا۔
مکادو اور اس کی بیوی دونوں پریشان حال اور افسردہ سے خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے۔
ان کے چہروں سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی ہولناک حادثے نے ان سے ان کی حرمیں، ضابطے،
آدرش فلسفے اور زندگی کے لائحہ عمل سب کچھ ہی چھین لیا ہو۔

یونات ان دونوں کے قریب آیا۔ پھر اس نے لائٹ اور نرمی میں پوچھا۔ مکادو! مکادو!
تم دونوں میاں بیوی یوں خاموش اور اداس کیوں ہو۔ اس پر مکادو نے تذلیل دے چمکی اور
سر ہلکے وحشت زدہ کی حالت میں کہا۔ اے یونات! میرے عزیز! تمہاری موجودگی میں
سامی کے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا ہے جس میں اور میری بیوی پانچویں اس بنا پر افسردہ ہیں یونات
نے چونک کر پوچھا۔ کیا حادثہ پیش آیا اور سامی اس وقت کہاں ہے۔ مکادو بولا۔

اے یونات تمہارے جانے کے بعد میں اور میری بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے جب کہ
سامی خیمے کے ساتھ وائے کمرے میں تھی کہ اچانک سامی کی ہولناک اور دلوں کو اچاٹ کر دینے
والی چیخ ہمیں سنائی دی۔ میں اور پانچویں بھاگ کر جب سامی کے کمرے میں داخل ہوئے تو سامی
کی حالت عجیب تھی۔ وہ یوں تڑپ رہی تھی جیسے اسے کوئی پکڑ رہا ہو اور یہاں سے اٹھالے
جانا چاہتا تھا اور سامی اس کے سامنے اپنے آپ کو بچانے اور اپنا دفاع کرنے میں مصروف ہو۔
پھر ایسا لگا جیسے سامی بے بس ہو گئی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ہماری نظروں سے یوں ادا
ہو گئی جیسے دھواں ہوا میں تحلیل ہو کر اور رنگ فضاؤں میں بکھر کر ختم ہو جاتے ہیں یہ ہے وہ
حادثہ جس کی وجہ سے میں اور پانچویں اور اس اور چپ ہیں۔

مکادو کے اس انکشاف پر یونات کی حالت بے آواز لفظوں کے کرب اور تصورات کے
گرواب جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر مکادو نے محسوس کیا جیسے یونات کی آنکھوں میں یادوں کے شعلے
مجنونانہ جستجو اور صدیوں کی دیرانیاں رقص کرنے لگی ہوں۔ اس کے چہرے پر پھیلتے بے کراں
غضب یہ بتا رہے تھے اور کوئی بہت بڑا کام کرنے کا عزم کر چکا ہو۔



مشرقی افریقہ میں مین کے بادشاہ فریقش کے خیمے سے نکل کر یونات ابھی چند ہی قدم
دور گیا ہو گا کہ ایک کانے اس کی گھرن پر بس دیا اور پھر نفس کو مطمئن اور سماعت کو شادمان
کر دینے والی ایک کانکی آواز سنائی دی یونات! یونات! فریقش کے پاس تم جس کام کے لیے
آئے تھے اس سے متعلق تو تم نے اس سے گفتگو کی ہی نہیں کی اٹا تم اس کے ساتھ وعدہ کر کے
آئے ہو کہ تم اس کے ساتھ ان علاقوں سے مین کی طرف کوچ کر جانے کو تیار ہو۔ اور میں سمجھتی ہوں
حسین سامی سے متعلق اب تم کوئی اور ہی فیصلہ کر دو گے۔ سنو یونات! سامی کو زیادہ عرصہ تک اس
خاتہ بدوش قبیلے میں رکھنا بھی اچھا نہیں ہے اس لیے کہ اس کا بھید کسی بھی وقت ظاہر ہو سکتا ہے
اور جب ایسا ہو گیا تو یہ وحشی فائدہ بدوش اسے قتل کر دیں گے۔

ایکجا جب خاموش ہوئی تب یونات بولا اور کہا۔ اے ایککا اس میں کوئی شک نہیں کہ میں
فریقش کے پاس اس غرض کے تحت ہی گیا تھا کہ میں فریقش سے کہوں وہ سامی سے شادی کرے اس
طرح سامی فریقش کے ساتھ مین جا کر پر امن زندگی بسر کر سکتی تھی لیکن فریقش کے خیمے میں جب میں نے
پہلے سے اس کی چار بیویوں کو اس کے پہلو میں بیٹھے دیکھا تو میں نے اپنا ارادہ بدل لیا میں نے یہ
پسند کیا کہ سامی پجاری پانچویں میں بیوی کی حیثیت سے فریقش کے ساتھ ہو۔ اے ایککا اب
میں سامی سے گفتگو کروں گا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اور اگر اپنے طور
پر اس نے کوئی فیصلہ کیا تو پھر اسے اپنے ساتھ رکھ کر فریقش کے ہمراہ مین کی طرف روانہ ہو جاؤں گا
اور اگر سامی نے اپنے لیے کوئی اور فیصلہ کیا تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اے ایککا! آؤ اب ساگکا
قبیلے کی طرف چلیں کیونکہ مجھے لوٹ کر پھر یہاں آنا ہے اور فریقش اپنے لشکر کے ساتھ چونکہ آج
یہاں سے کوچ کر رہا ہے۔ لہذا میں بھی اس کے ساتھ مین روانہ ہو جاؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی یونات اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لیا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ

یونات یونات! میں دوبارہ نہیں اپنے خیمے میں ریکھ کر خوش ہوں اس لیے کہ تھوڑی دیر تک میں یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں۔ کیا تمہارا وہ ساتھی بھی تمہارے ساتھ ہے جسے تم نے لے لیا تھا۔ اس پر یونات نے انصرہ سے ہلچے میں کہا۔ اسے بادشاہ! وہ میرے ساتھ نہیں آیا بہر حال میں اکیلا ہی آپ کے ساتھ مین کی طرف کوچ کروں گا۔ یونات کے اس قیلے پر فریقش کے چہرے پر پرسکواسٹ بکھر گئی اور کہا مین میں تمہاری میں قدر رانی کروں گا۔ اور وہاں تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی ہوگی اور وہاں میں تم سے افریقہ کے حالات اور یہاں کی رسومات سے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گا۔ اس کے بعد فریقش نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی افریقہ سے مین کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

خیمے میں مکادو اور اس کی بیوی پانکی کے سامنے یونات اسی طرح تصورات کے گرداب اور پراسر لمحوں کی گہری کچھاؤں میں پھنسا خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس لمحے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات میں بے کراں امنگوں اور زلیست کے علامت کا ایک طوفان تھا۔ پھر یونات نے اپنی گردن آہستہ آہستہ سیدھی کی اور فاتر بدوش قیلے کے سردار مکادو کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے مکادو! سامی کی اس اچانک روپوشی نے مجھے پریشان حال اور بے کل روحوں کے گہرے گھاؤ جیسا کر دیا ہے میں اب جاتا ہوں اور اس کی تلاش و جستجو کا کام شروع کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئی ہے۔ مکادو نے بھی فکرمندی میں کہا اسے تلاش کرو یونات! ایسا نہ ہو وہ بیماری کو بردیوتا کے مندر کے بیماریوں کے ساتھ چڑھ جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو وہ اس کے نازک حسیق جسم کو موت منت کر کے رکھ دیں گے۔ یونات نے مکادو کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر وہ پلٹ کر اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

اس فاتر بدوش قیلے کے خیموں سے باہر نکل کر یونات ابک جگہ کا۔ پھر اس نے پکارا۔ ایلکا ایلکا! تم کہاں ہو۔ جواب میں ایلکا نے یونات کی گردن پر فوراً لمس دیا۔ پھر اس کی وصل و صرت کے امتیاز قیسی حسین و برکتش آواز سنائی دی۔ یونات یونات! میں یہیں ہوں۔ میں سامی سے متعلق تمہاری اور مکادو کی گفتگو بھی سن چکی ہوں، کہو اب تم کیا چاہتے ہو۔ یونات پھر بولا۔ اے ایلکا! میں اب مین کے بادشاہ فریقش کی طرف جاتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ میں آج مین کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ تم سامی کی تلاش کا کام شروع کرو۔ اور جب بھی تم اس کا سراغ لگاؤ۔ مجھے اس کی اطلاع کرو۔ ایلکا فوراً یونات کی گردن سے ملجھ ہو گئی تھی جب کہ یونات بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے نزدیک ہی مین کے بادشاہ فریقش کے سامنے پیش ہوا۔ فریقش دوبارہ یونات کو اپنے سامنے دیکھ کر خوش ہوا اور پوچھا۔

عرب، بیوسا اور منظر رامہ شہر کی سرائے میں نیام کئے ہوئے تھے۔ کہ وہاں ان کے کمرے میں عزرائیل نمودار ہوا۔ عزرائیل کو دیکھتے ہی عرب نے پوچھا۔ اے آقا! آپ اکیلے ہی آئے ہیں؟ عزرائیل عرب کے پاس بیٹھ گیا اور کہا۔ ہاں میں اکیلا ہی آیا ہوں اور اپنے ساتھیوں کو میں مختلف مہوں میں معروف کر رکھا ہے۔ اسے میرے عزیزا میں تم تینوں کو دو باتوں کی خبر دینے آیا ہوں۔ جو تمہارے علم میں ہونی چاہیں پہلی بات یہ کہ میں نے تمہارے قدیم دشمن یونات کے پیچھے اپنے ایک ساتھی اذیت کو لگایا ہے۔ یہ جنت میں سے ایک ہولناک جہنم ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ یونات کو ضرور اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اسے میرے رفیق و اقرب اور اس کی ساتھی راکھ خفا دونوں ہی یونات کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں۔ اذیت نام کے اس جن کا تعلق جازکی سرزمین سے ہے اور یہ حرم کبیر کے قریب عقبہ نام کی گھاٹی میں مقیم ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یونات کے غلات منقریب وہ ہمیں حوصلہ افزا خبر دے گا اور

نہ حضور میں وقت مدینہ النبی کے لوگوں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا عقبہ کے مقام پر بیعت سے ہے تھے تو شیطان کا یہی اذیت نام کا ساتھی چلایا تھا اور حضور کے غلات لوگوں کو بھڑکایا اس پر حضور نے فرمایا اے اذیت بن اذیت! تیری سرکوبی کے لیے بھی فرصت نکالوں گا۔

اس کے تیجی کے کاموں میں ضرور رکاوٹ ثابت ہوگا۔ عزرائیل کے خاموش ہونے پر عذاب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! یہ تو ایک خبر ہے اور دوسری کوئی خبر آپ نہیں دینا چاہتے ہیں اس پر عزرائیل نے ناصحانہ انداز میں کہا۔

میرے رفیقو! دوسری خبر یقیناً بہت بڑی خبر ہے اور میں نے بڑی محنت اور جانثانی کے ساتھ اس کام کی تکمیل کی ہے۔ ساھیو! تم جانتے ہو کہ نوح اور اس کے قبل کے زمانے میں دود، سواغ، یوٹ، یوق اور سرپاچے بتوں کی پوجا اور پرستش کی جاتی تھی۔ طوفان نوح کے دوران یہ بت سیلاب میں نہ جانے کہاں کھو گئے۔ میں ایک عرصہ ان کی تلاش جستجو میں رہا آخر میں انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے اور کئی ساتھیوں کو بھی ان کی تلاش میں لگایا ہوا ہے آخر میں نے یہ معلوم کر لیا کہ یہ پانچوں کے پانچوں بت جہاز کی سرزمین میں جہد کے ساحل پر ریت میں دبے ہوئے تھے۔ ان بتوں کو تلاش کرنے کے بعد۔ اب میرے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ ان کو ریت سے نکال کر کس طرح دوبارہ انہیں خداوند کا شریک قرار دیکر ان کی پوجا اور پرستش کا کام دوبارہ شروع کر دیا جائے اور یہ کہ اس کام کی ابتداء کس سرزمین سے کی جائے۔ آخر جہاز سی کے ایک شخص نے میری یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ اس شخص کا نام عمرو بن لُحی تھا یہ ایک کاہن تھا اور اسکی کینت ابو شامہ تھی۔ ایک جن اس ابو شامہ کا مول تھا۔ پس میں نے

۱۔ خود مردانہ قوت اور عشق و محبت کا دیوتا تھا۔ اکثر لوگ اپنے بچوں کے نام اسی کے نام پر رکھتے تھے۔
۲۔ سواغ۔ جو بیت اور حسن و جمال کی دیوی تھی۔ اس کا بیت ایک حسین عورت کا سا تھا۔
۳۔ یوٹ۔ جسمانی قوت کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل شہر کی سی تھی۔
۴۔ یوق و فقا۔ کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی سی تھی۔

۵۔ فسر بصارت کا دیوتا تھا اور اس کی شکل بازار و گھر جیسی تھی راخوز از تسر عام ابن کثر بسلسلہ سورہ نوح)
۶۔ دوسرے بتوں کو عرب میں لانے والا بھی یہی عربی ہی ہے یہ فائدہ کعبہ کا ستونی بت تھا ایک بار یہ بت ہو گیا تو اسے کہا گیا جو تو شام کی سرزمین میں بقاء کے مقام پر مقیم ہے اگر وہ اس میں جا کر نہ جائے تو ٹھیک ہو جائے۔ جب یہ وہاں گیا تو اس نے دیکھا کہ لوگ وہاں بتوں کی پوجا کرتے ہیں اس نے پوچھا یہ کیا ہیں وہاں کے لوگوں نے اس سے کہا ان بتوں سے ہم بارش پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں عمرو بن لُحی نے ان سے کچھ بت مانگے انہوں نے صاف دینے اور عمر نے لاکر فائدہ کعبہ میں نصب کر دیئے تھے راخوز از تسر عام ابن کثر بسلسلہ سورہ نوح)

اپنے اسی جن ساتھی کو اس کام کے لیے استعمال کیا۔ اور میری ترغیب پر اس موکل جن نے ابو شامہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابو شامہ! اٹھ تہامہ سے کوچ کر اور اپنے آپ کو سعد و سہل و سہل بنیہ پھر جہد کے کنارے جا۔ وہاں تجھے ریت کے نیچے دفن مورتیاں ملیں گی۔ انہیں نکال کر تہامہ لے آیا۔ اور اپنی سرزمین کے سرداروں سے خوف نہ کھا اور اس کے بعد اہل عرب کو تو ان بتوں کی عبادت اور پوجا پرستش کی دعوت دے۔

پس یہ عمرو بن لُحی یعنی ابو شامہ اپنے اس موکل کی ہدایات کے مطابق حرکت میں آیا۔ اپنے کچھ آدمیوں کو اس نے ساتھ لیا اور جہد لے آیا۔ بتوں کو نکال کر تہامہ لے گیا۔ پھر جب حج کا موسم آیا تو ابو شامہ نے اہل عرب کو ان بتوں کی پرستش کی دعوت دی۔ ابو شامہ کی اس دعوت کو اہل عرب کے سرداروں نے خوشی قبول کیا۔ لہذا ابتداء قوس کی گئی اور عربوں کا ایک سردار عوف بن عذرہ وڈ کو اپنے ساتھ دومتہ القبل لے گیا وہاں اس نے وڈ کے لیے ایک معبد تعمیر کیا اور اس معبد کے اندر اس نے وڈ کے بت کو رکھا اسی نسبت سے اس عوف بن عذرہ نے اپنے بیٹے کا نام عبد وڈ رکھا اور عوف بن عذرہ نے اپنے دوسرے بیٹے عامر بن عوف کو اور بت کا دربان اور محاور مقرر کر دیا۔

دومر بت سواغ بن ہذیل کا ایک شخص عارث بن قیس اپنے ساتھ لے گیا۔ اسے وہ اپنے ساتھ وادی نخل میں لے گیا وہاں رباط کے مقام پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد تعمیر کیا۔ میرے بت یوٹ کو قبیلہ مذحج کے ایک شخص انعم بن عمرو المراء کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اسے میں لے گیا اور وہاں ایک ٹیلے پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد بنوایا۔ چوتھے بت یوق کو بنو سہدان کے ایک شخص مالک بن مرشد کے حوالے کیا گیا۔ اس نے حیوان کے مقام پر اسے جانصب کیا۔ پانچواں بت قبیلہ حمیر کے ایک شخص معذیکر کو دیا گیا۔ یہ بت ارض سبا یعنی ارض یمن میں منع کے مقام پر نصب کیا گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزرائیل تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور کہا۔

۱۔ خود یہ لوگ کے موقع پر حضور نے خالد بن ولید کو اس بت وڈ کو توڑنے کے لیے روانہ کیا۔ وہاں کے لوگ جب باغ ہوئے تو خالد بن ولید نے ان سے قتال کر کے اس بت کو توڑ دیا تھا۔
۲۔ راخوز از تسر عام ابن کثر بسلسلہ سورہ نوح۔ صفحہ ۶۸

سوائے میرے رفیقو! میں ایک عرصے سے اس کام کے درپے تھا۔ لیکن ان عروین لچی نے میرے سارے ہی کاموں میں آسانی پیدا کر دی۔ اور اب وہ بہت جو سیلاب نوح کے دوران گتہ ہو گئے تھے۔ پھر کارآمد ہو گئے ہیں اور ان کے ذریعے میں ان گنت لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کامیاب رہا ہوں۔ اور اس کائنات کے اندر ایسے کام کرنے کے بعد ہی میں اپنی ذات کے لیے سرفرازی اور سرخروئی محسوس کرتا ہوں۔ اور یہ عروین لچی بھی بڑا کام کا انسان تھا۔ گو وہ اس دنیا سے کوچ کر چکا ہے لیکن یہ بیج اس کی مدد سے میں نے بویا ہے اس بیج کا پودا اب خوب سرسبز و شاداب ہے۔ عزائیل جب خاموش ہوا تب عارب نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا محترم! کیا اذہب نام کا آپ کا وہ ساتھی واقعی یونان کو اپنے سلسلے زیر کرنے اور اسے ازیت دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ عزائیل ایک بھر پور عزم میں بولا۔

ہاں وہ ضرور یونان کے خلافت کا سبابی حاصل کرنے میں فوز مند رہے گا عارب نے پھر پوچھا۔ اے آقا! میں خبر ہی نہ ہوئی کہ بنی اسرائیل میں سموئیل نام کے نبی مبعوث ہو چکے ہیں ورنہ ہم ان کے خلافت حرکت میں ہی آتے۔ اے آقا! آپ کو بھی اس معاملے کی خبر نہ ہوئی۔ جب کہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آپ غیب کا علم جانتے ہیں۔ عارب کے اس استفسار پر عزائیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر بولا۔ اے رفیقان! میں غیب کا علم خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں جب وہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث کرتا ہے تو غالب کے علم میں سے اسے اس قدر عطا کر دیا جاتا ہے جس قدر اس کی رسالت اس علم کی تقاضی ہو۔ رہے بن و شیاہین تو یہ صرف عالم بالا کی طرف پرواز کر کے وہاں چھپ چھپ کر ملا اعلیٰ کی خبروں میں سے بھٹک لینے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی خبریں وہ کاہنوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ کاہن اپنے پاس سے مرجع مصالح لگا ان خبروں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ بات ان کاہنوں نے ہی مشہور کر رکھی ہے کہ جناب غیب کا علم جانتے ہیں مگر وہ درست نہیں ہے۔

لے حضور نے فرمایا جب مجھ جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے اس جہنم میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے اور آگ کے اندر اپنی آیتیں گھینٹتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کوئی شخص ہے تو مجھے بتا یا گیا کہ یہی عروین لچی ہے جس نے عرب کو بہت پرستی کی طرف بلایا۔ اور اس سرزمین میں بحیرہ دجلہ، سابقہ عامی کی رسومات نکالیں۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! جنات کا تو خیال ہے کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں۔ اگر وہ نہیں جانتے تو پھر ان میں اور انسان میں کیا فرق رہ گیا۔ عزائیل پھر عالم انداز میں بولا۔ جنات غیب کا علم نہیں جانتے تاہم جنات اور انسان میں فرق ضرور ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہے اور انسان کی مٹی سے۔ جنات کو انسانوں سے پہلے پیدا کیا گیا جنات انسانوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں پر انسان ایسا نہیں کر سکتے۔ جنات عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتے ہیں اور ملا اعلیٰ کی باتیں سنتے کی کوشش کر سکتے ہیں زمین پر خلافت خداوند نے انسان کو دی ہے جنات کو نہیں۔ انسان کی طرح جنات بھی با اختیار مخلوق ہیں اور انسانوں ہی کی طرح انہیں بھی اطاعت و معیت اور کفر و ایمان کا اختیار دیا گیا ہے۔

جنات کے اندر شرک بھی ہیں اور موحّد بھی کافر بھی ہیں اور صاحب ایمان بھی نیک بھی ہیں اور بد بھی اور انسانوں ہی کی طرح اپنے اعمال کی بناء پر یہ جنت اور دوزخ کے حقدار ہوں گے۔ اس کے علاوہ جنات کے اندر نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں بلکہ جنات کو انسانوں کے اندر مبعوث کئے جاتے والی رسولوں پر ہی ایمان لانا ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان قلیف الارض ہے۔ بہر حال جنات ایک مستقل خارجی وجود رکھتے ہیں وہ انسان سے الگ ایک دوسری نوع کی مخلوق ہیں۔ جنات کی پراسرار صفات و سی کی وجہ سے جاہل لوگ جنات کی ہستی اور ان کی طاقتوں سے متعلق مبالغہ آفرین تصورات قائم کر رہے ہیں۔

عزائیل کے خاموش ہونے پر عارب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! جنات و شیاہین آگ سے بنتے ہیں تو ان میں سے جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان پر آگ کیونکر اثر کر سکے گی کیونکہ جنات تو آگ ہی کی مخلوق ہیں۔ عزائیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ تمہارے خیالات غلط ہیں عارب اور اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پھر اگر انسان کو مٹی کا ڈھیل اٹھا مار جائے تو اسے چوٹ لگتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا پورا جسم اگر چہ زمین کے مادوں سے بنا ہے۔ مگر جب ان مادوں سے گوشت پوست کا زندہ انسان وجود میں آتا ہے تو وہ اپنے بنیادی مادوں سے بالکل مختلف شے بن جاتا ہے اور ان ہی مادوں سے بنی ہوئی دوسری اشیاء اس کے لیے اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جنات اگر چہ آتش مخلوق ہیں۔ لیکن آگ سے جب ایک زندہ اور صاحب احساس مخلوق وجود میں آتی ہے تو وہی آگ اس کے لیے تکلیف اور اذیت کا موجب

تم تمیز فی الحال بنی اسرائیل کی اس سرزمین کے اندر ہی قیام کرو اور یہاں کے لوگوں کے درمیان
بسی عصیت گناہ اور ناراستی کے پھیلاؤ اور تشہیر کا کام کرو۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھنا
تم لوگ کسی نبی یا رسول کے منہ لگنے کا کوشش نہ کرنا کہ خداوند اپنے رسولوں کے منہ میں جو کام ڈالتا
ہے وہ جنات و شیالین کی دسترس سے ماورا ہوتا ہے اور خداوند خود اپنے رسولوں کی حفاظت و
کفالت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزرائیل وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔

یونان میں کے بادشاہ فریقش کے ہمراہ اس کے مرکزی شہر قارب پہنچا۔ اور اپنے محل کے ایک
حصے میں ہی فریقش نے اس کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ مین پنہنے کے دوسرے ہی روز یونان قارب
کے اس محل کے اندر میا کے جلنے والے اپنے کمرے کے اندر بیٹھا تھا کہ ایلیکا نے اس کی گردن
پر بس دیا۔ اس بس پر یونان قارب چڑھا اور ایلیکا کو مخاطب کر کے تیزی سے پوچھا۔ ایلیکا ایلیکا کیا تم
سامی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ جواب میں ایلیکا کی ایسی آواز سنائی دی جس میں نوحہ گری
کی گونج، بے تاب دھڑکن کی پکار، شرر بریزی اور تیش ریزی کا اثر تھا۔ یونان نے چونک کر دوبارہ
پوچھا۔ ایلیکا ایلیکا! غیریت تو ہے۔ اس بار پھر ایلیکا کی روتی ہوئی سی آواز دی۔ نہیں خیریت نہیں
میرے حبیب! سامی مر گئی ہے۔ یا یوں سمجھ لو کہ سامی کو مار دیا گیا۔ اور یہ کام عزرائیل کے ایک
گناہتے اذنب نے کیا ہے۔

یہ اذنب ایک انتہائی طاقتور شیطان ہے۔ قب سے بھی زیادہ ہولناک اور پر قوت
ہے۔ اسے عزرائیل نے ہی تمہارے تعاقب میں لگایا ہے اسی اذنب نے سامی کو مکارو کے
خیمے سے اٹھایا اور اسے بحرہ عرب کے ایک جزیرے سقوطرہ میں لے گیا۔ وہیں اس نے سامی
کو خاک کر کے زمین میں دبا دیا۔ اور اب تک وہ اذنب اسی سقوطرہ نام کے جزیرے ہی میں موجود ہے
سامی کی موت کا سن کر یونان قارب سے کی حالت سنان و دوران قبرستان، خوابوں کے
دوران ٹکراؤ اور آہوں کے سفینوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک غم و اندوہ میں اس کی گردن
جھک گئی پھر اس نے اپنی پوری آتش فشاں اور غضب میں ایلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔ ایلیکا ایلیکا
اس نام کے جزیرے میں اذنب تک میری راہنمائی کرو۔ اس کے ساتھ ہی یونان قارب اپنی سری قوتوں
کو حرکت میں لایا اور قارب کے اس محل سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

جزیرہ سقوطرہ میں یونان قارب کے کنارے ایک چٹان پر نمودار ہوا۔ اسی لمحہ ایلیکا نے
اس کی گردن پر بس دیا اور کہا یونان قارب! وہ جو تمہارے عین سامنے سیاہ رنگ کی

نبی ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا، غائب پھر لولا اور پوچھا۔ اسے آقا! آپ کی اس گفتگو سے
ایک اور سوال میرے ذہن میں ابھرا ہے اور وہ یہ کہ انسان کیسے خلیفۃ الارض اور جنات سے افضل مخلوق
ہو سکتا ہے جب کہ جنات کو خداوند نے وہ غیر معمولی قوتیں بخش رکھی ہیں جو انسان کو میر نہیں ہے
اس پر عزرائیل مسکرایا اور کہا۔ طاقت و قوت ہی تو افضل مخلوق ہونے کا سبب نہیں ہے۔ اس طرح
تو بعض طاقتیں حیوانات کو بھی انسانوں سے زیادہ عطا ہوتی ہیں۔ پھر کیا حیوانات اشرف المخلوقات
ہو سکتے ہیں۔ تو اسے میرے رفیقو! اس کائنات کے اندر انسان ہی افضل مخلوق اور زمین کا خلیفہ
ہے عزرائیل ذرا کا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

تو میرے رفیقو! جس کام کے لیے میں ایک عرصہ سے پڑا ہوا تھا آخر عربوں کی مدد سے اس
کام کی تکمیل اور اب ڈر، سواح، بغوث، یوق اور نس کی عبادت گاہیں لوگوں سے بھری رہتی ہیں
اور شرک کا کام اپنے عروج پر ہے۔ اور یہی ہماری حیات کا مقصد بھی ہے۔ اس کے علاوہ یہ عربوں کی
کئی اور لحاظ سے بھی ہے میرے لیے سودمند اور معاون و مددگار ثابت ہوا کہ عرب کی سرزمین میں اس
نے ہی پھر، سابقہ، وسیلہ اور مقام کی صورت میں شرک کی ابتداء کی اور اب اس میں بھی عرب ہیں
پر ہمیں عروج و ترقی پر ہیں۔ اور میرے رفیقو! یہ ہیں وہ خبریں جو میں تم تک پہنچانا چاہتا تھا۔
سو میں اب جاتا ہوں کہ دیکھوں یونان قارب کے درمیان معاملہ کس حد تک پہنچا ہے۔ اور
قارب نے پوچھا۔ اسے آقا! میرے لیے کیا حکم ہے عزرائیل نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

لے بچو، سابقہ کی مادہ اولاد کچھ کہتے تھے۔ وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جفتی ایسی اونٹنی ہے ہمارا چھوڑ دی
جاتی۔ اس پر سواری نہ کی جاتی۔ اس کے بال نہ کترے جاتے۔ بجز مہمان کے کوئی اس کا رودھ نہ پیتا ایسی مادہ
سابقہ کہلاتی تھی۔ اگر کھلی چھوڑ دینے کے بعد بھی یہ سابقہ کوئی مادہ جفتی تو اس مادہ کا کان پھار کر ماں کی طرح
کھلی چھوڑ دیا جاتا اور یہ بچہ کہلاتی تھی۔

لے جو بکریاں پانچ دن میں مسلسل دس مادائیں جفتی اسے وسیلہ بنا دیا جاتا۔ اور اس کے بعد اگر وہ کچھ
بچے دیتی تو وہ صرف ان کے مردوں کا حق ہوتا۔ عورتوں کو کچھ نہ ملتا۔ تاہم راگو وہ جاتی تو اس کے کھانے
میں مرد و عورت بھی شریک ہو جاتے۔

لے جس اونٹ کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں۔ اسے عام کہتے تھے۔ اس کی پشت محفوظ ہو
جاتی۔ اس پر سواری کی جاتی۔ نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور اسے ریوڑوں کے اندر کھلی چھوڑ دیا جاتا۔

بڑی چٹان ہے ارب اس کے قریب ہی قیام کئے ہوئے ہے۔ اچانک ایک خاموش ہو گئی کیونکہ
ساتھ سیاہ رنگ کی چٹان کے قریب کوہ پیکر ارب نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ وہ یوناف
کی طرف بڑھا۔ ایک کانٹے پھر تیزی سے کہا۔ یوناف! یوناف! یہ جو تمہاری طرف بڑھا ہے وہی سامی کا
تال ارب ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب یہ تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ اور سنو یوناف
اگر تم محسوس کرتے ہو کہ ارب تم پر بھاری ہے اور تمہیں منسوب کرے گا تو اپنی سری قوتوں کو
استعمال کر کے اپنا دفاع کر لینا۔ ایک کانٹے اس مشورے کے جواب میں یوناف نے اثبات میں سر
ہلادیا۔ پھر وہ اس طرح سمندر کے کنارے چٹان پر کھڑا ہو کر ارب کے قریب آنے کا انتظار
کرتے لگا تھا۔

یوناف کسی ستون کی طرح اس چٹان پر خاموش کھڑا تھا۔ سمندری لہریں شب خون مارنے
والے کسی آسیب کی طرح کنارے کی چٹانوں سے ٹکڑ کر فنا دینا اور زندگی موت کا کھیل کھیل رہی
تھیں فضاؤں میں فطرت کے تجسس کے اندر ایک موت کے سنائے اور شب جیسے سکوت رقص کر
رہے تھے۔ ارب جب قریب آیا تو یوناف چٹان سے اتر گیا۔ ارب نے قریب اگر غور سے یوناف
کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے یوناف میرا اندازہ درست نکلا۔ مجھے امید تھی کہ اپنی سری قوتوں کو استعمال
کر کے تم ضرور تعاقب میں آؤ گے اور اب اس تعاقب کو میں تیرے پاؤں کی زنجیروں، درد کے
رشتوں اور دشتوں کے گرد بار میں بدل دوں گا۔ اے یوناف! قبہ الحق تھا جو تم پر قابو
نہ پاسکا اور اپنے سامنے تجھے زیر نہ کر سکا میں تو تجھے مار مار کر تیری جسمانی حالت ٹوٹے ہوئے
شیشے کی کڑیوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف نے پرسکون آواز میں کہا اے عزازیل کے
گماشتے! آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو۔ پھر دیکھ کس طرح میں رقص کرتے شعلوں کی طرح تیرا
سامنا کرتا ہوں۔

ارب نے آگے بڑھ کر یوناف کی چھاتی پر ضرب لگائی اور یہ ضرب یوناف کے لیے خلاف
توقع کچھ ایسی زوردار اور پر قوت تھی کہ یوناف بل کھاتا ہوا بے بسی کی حالت میں ایک چٹان
کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔ لیکن فوراً ہی یوناف سنبھل گیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ویسی ہی ایک
ضرب ارب کی چھاتی پر لگائی پر ارب اپنی جگہ سے ہلک نہ تھا۔ وہ اس ضرب کو برداشت
کر گیا اور چٹان کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے پر رازی ابدی
دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ کافی دیر تک وہ جم کر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے

رہے اس کے بعد ارب غالب اور یوناف مغلوب ہوتا دکھائی دینے لگا۔ یوناف کی یہ حالت
دیکھتے ہوئے ارب نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور یوناف کو مار مار کر اس
نے بے سدھ سا کر دیا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح ارب پر غالب نہیں رہا تو اپنے
آپ کو اس سے بچانے کے لیے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب
ہو گیا تھا۔

ارب سے جان چھڑانے کے بعد یوناف ارب کے شاہی محل میں اس کمرے میں نمودار ہوا۔
جس میں اس کا قیام تھا۔ اسی لمحہ ایک کانٹے اس کی گردن پر پس دیا اور دیکھ بھری آواز میں اس نے کہا۔
اے میرے حبیب! یہ ارب تو انتہائی طاقتور اور خوفناک ثابت ہوا۔ میں اس کے خلاف حرکت
میں آنے لگی تھی پر تم اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے ادھر آ گئے۔ یوناف نے گہری سوچوں سے
بچتے ہوئے کہا۔ میں خود بھی سری قوتوں کا استعمال نہ چاہتا تھا۔ ورنہ ایسا کر کے میں شروع
میں ہی اسے مار بھگاتا۔ میرے رب کو منظور ہوا تو ایک روز میں ضرور اسے اپنے سامنے دلیل و
رسوا کروں گا۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ محل کے پہریداروں میں سے
ایک اندر آیا اور کہا آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں ایک بار پہلے بھی آپ کو بلانے آیا تھا پر
آپ کمرے میں نہ تھے۔ بادشاہ نے بیت تشریف آپ کو بلایا ہے۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا
اور خاموشی سے وہ اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا تھا۔



اقوام کے اندر خدا اور دیوتا بننے کی خواہشات اور رسومات بھی پائی جاتی ہیں۔
اسے بادشاہ مشرقی افریقہ کی موزمبا نام کی قوم کسی بت کو نہیں پوجتی اور نہ ہی یہ لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ اس کے بجائے ان کے ہاں ان کے بادشاہ کی بڑی عزت افزائی اور احترام کیا جاتا ہے اور اسے دیوتا اور خدا تصور کیا جاتا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے بادشاہ کا دنیا میں کوئی ہمسر نہیں اور خود بادشاہ اپنے متعلق کہتا ہے کہ وہی رب الارض ہے۔ اور جب کبھی اس بادشاہ کی مرضی کے خلاف بات یا گرمی ہوتی ہے تو وہ آسمان کو اس کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے اس کی طرف تیر چلا جاتا ہے۔

وسطی افریقہ مائٹڈ اقوام پھیلنا ستر کے کنارے ایک دیوتا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں نشین ہے کہ بعض وقت یہ دیوتا جب کسی مرد یا عورت کے جسم میں ملول کر جاتا ہے تو وہ مرد اور عورت دیوتا کی صفات کی حامل ہو جاتی ہے۔ مشرقی افریقہ کی ماشونا قوم کے اندر انسان کو خدا

لے افریقہ کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اکثر مواقع پر انسان کا خدا کا روپ دھارنا۔ کلاسیکی مہدیں عقیدے کے تحت سیپیڈ وکیلز کے ۴۴ قبل مسیح کے لگ بھگ خدائی کا دعویٰ کیا۔ قدیم مصر میں۔
انابیس کے ایک شخص نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ برما میں بازون ساچین نام کا ایک عجیب خونی بادشاہ تھا جس کے چہرے سے اس کے مزاج کی درندگی کا پتہ چلتا تھا۔ اس نے مہاتما بدھ کے قوانین کے منوع ہونے اور اپنے دیوتا ہونے کا اعلان کیا۔ قدیم سیام کے لوگ اپنے بادشاہ کی دیوتا جیسی تعظیم کیا کرتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ بادشاہ کے چہرے پر نگاہ ڈالے اور جب بادشاہ کی سواری نکلا کرتی تھی تو لوگ اس کے آگے سر بسجود ہو جایا کرتے تھے۔

ہندوستان نے جس قدر خدا پیدا کئے۔ ایسا شکل ہی سے کسی خطر زمین میں ہوا ہو۔ اسی ملک میں برہمن سے لیکر گھوسی تک سماج کا کوئی بھی طبقہ ایسا نہیں جس میں خدائی کا دعویٰ نہ کیا گیا ہو جنوبی ہند میں کوہستان فیل گری کے ٹوڈا نامی گڈریوں سے لے کر راجاؤں تک خدائی کے دعویدار ہوتے ہندوؤں کی کتاب مانوشا ستر کہتی ہے کہ راجہ بالک بھی ہو تو اس کو خیال سے حقیر نہیں جانا چاہیے کہ محض ایک فانی ہستی ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان کے روپ میں ایک دیوتا ہوتا ہے۔
بنارس کے ہندو سب کے اتند نے دیوتا ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرہٹوں کا یقین ہے ہر نسل ان کے گیش دیوتا کی صورت میں کوئی نہ کوئی انسان نمودار ہوتا ہے۔ سیاسیئت میں بھی خدا

اس پریدار کے ساتھ یونان میں کے دیوتا نسر کے معبد بیت نسر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا۔
اس بیت نسر کے مدرووازے پر لکڑی سے تراشا ہوا ایک بہت بڑا باز رکھا تھا۔ جو اپنے پر پھڑپھڑا رہا تھا۔ پریدار کے ساتھ یونان ایک ایسے بڑے اور وسیع و عریض مکرے میں داخل ہوا۔ جس کے سامنے نسر دیوتا کا باز کی شکل کا ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ اور یہ بت ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس بت کے عین سامنے مخالف سمت میں کا بادشاہ فریقش ایک بلند شرنشین پر بیٹھا تھا۔ شرنشین پر اس کے ساتھ اس کے اپنے کچھ عزیز بھی بیٹھے ہوئے تھے۔
اور اس کے شرنشین کے سامنے لمبی لمبی قطاروں میں ایک طرف بیت نسر کے پجاری اور دوسری طرف فریقش کے اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے۔ یونان کو دیکھتے ہی فریقش نے اپنے سپہوں خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے یونان کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب یونان اس نشست پر بیٹھ گیا تو فریقش نے کہا۔

یونان! میری افریقہ کی کامیاب ہم کی خوشی میں اس بیت نسر کے اندر رقص و سرور کی ایک مصل کا اہتمام کیا گیا، ابھی تھوڑی دیر تک اسی بیت نسر کی سب سے حسین اور خوشنظر پجاری اپنے رقص کا مظاہرہ کرے گی۔ اس رقص کے شروع ہونے تک کیا تم مجھے افریقہ کی کچھ رسومات سے متعلق نہ بتاؤ گے اس سے نہ صرف میرے علم اور میری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ رقص شروع ہونے تک وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ پھر فریقش نے اپنا تک اپنی دوسری طرف بیٹھے اپنے بیٹے مندر بن ابرہہ کی طرف اشارہ کر کے کہا اور ہاں یہ بھی تم سے افریقہ کی یہ رسومات سننے پر اصرار کر رہا تھا۔ اس لیے کہ میں نے اس سے وہ ساری رسومات کہہ دی ہیں۔ جو افریقہ میں تم نے مجھ سے کہی تھیں۔ یونان ذرا سا مسکرایا کچھ سوچا۔ پھر اس نے کہا۔ اے بادشاہ افریقہ کے اندر جو خبر مجھے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بری لگی وہ یہ تھی کہ وہاں کے قبائل اور

تسلیم کرنے کی ایک عجیب رسم ہے یہ لوگ کسی شخص کو خود ہی اپنا دیوتا بنا لیتے ہیں۔ اور جب وہ ایسا کر چکے ہیں۔ تو ہر کوئی یہ خیال کرتا ہے اس شخص میں خدائی صفات آگئی ہیں۔ لہذا ہر کوئی اس سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ یونان کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کئی حبیبی پجارتیں اس وسیع مکرے میں داخل ہوئیں اور ان کے آتے ہی رقص و سرور کی محفل شروع ہو گئی تھی۔

کافی دیر تک دھنک رنگوں کی یہ محفل جاری رہی۔ اور جب ختم ہوئی تو فریقش نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے یونان سے کہا۔ افریقہ کی دیگر رسومات میں کچھ بھی تم سے سنو نہ گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ یونان بھی اپنے مکرے کی طرف چلا گیا۔ جب کہ دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ بدھ مت کے ماننے والے تارکیوں کا عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی روح کسی انسان دیوتا ہے۔

جنوبی امریکہ کی قدیم سلطنت پیوکاشہنشاہ اور اس کے فائدان کا ہر فرد سورج کا بیٹا مانا جاتا تھا اور انہیں انکار کے نام سے پکارا جاتا تھا اور دیوتاؤں کی طرح ان کا ادب و عبادت کیا جاتا تھا۔ بابل کے بادشاہ سارگن اول سے لے کر توین ہزار قبل مسیح گزرا تھا جیسے جی خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی پرستش کے لیے مندر تعمیر کرا رکھے تھے۔ وہ مختلف عبادت گاہوں میں اپنے مجسمے رکھوا کر لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان پر بھینٹ چڑھائیں۔ سال کا آٹھواں مہینہ خاص طور پر ان بادشاہ کی عبادت کے لیے وقت تھا۔ اور ہر چاند کی پہلی اور پندرہویں تاریخ کو انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔

قدیم دور میں بحرہ خضر کے کنارے پارسیوں کی حکومت تھی یہ لوگ سیخین نسل سے تھے۔ اس قوم کے بادشاہ اپنے آپ کو براہ اور ان ہر ماہ کہلاتے تھے۔ اور دیوتاؤں کی طرح ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ قدیم شاہان مصر کو ان کی زندگی میں ہی دیوتا بنا لیا جاتا تھا۔ انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔ اور خاص مندروں میں خاص پروہت ان کی پوجا پاٹ کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔

میکسکو اور جنوبی امریکہ میں قدیم دور میں موسیٰ کا یا مونزا نام کی ایک قوم تھی ان کے دار الحکومت بوگوٹا اور نیجا تھے۔ ان لوگوں میں مشہور تھا کہ ان کے حکمران طویل ریاضت کے سبب ایک تقدس ہو جاتا ہے جس کے بعد سے آب و باران ان کا حکم مانتے ہیں اور جب یہ بادشاہ تخت نشین ہوا کرتے تھے تو یہ اپنی تخت نشینی پر آنتاب کو روشن رکھتے۔ بادلوں سے میزبرساتے اور زمین سے وافر فصل حاصل کرنے کا صلہ اٹھایا کرتے تھے۔ میکسیکو کے آخری بادشاہ دونزبیا کی ایک دیوتا کی طرح پرستش کی جاتی تھی۔

جنوبی فرانس کا ایک فرقہ جو بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں گزرا اور جس کا نام ال بل جنیس۔ اس نے پایائے روم اتو سینٹ سوم اور رپا دریوں کی اخلاقی خرابیوں کے خلاف احتجاج کیا پایائے روم نے ان پر مالویت پھیلانے کا الزام لگایا۔ چودھویں صدی عیسوی میں۔

ہونے کے خوب دعوے ہوتے دوسری صدی عیسوی میں ایک شخص نے نس فرجیاتی نے دعویٰ کیا کہ وہ تلیات مجسم ہے یعنی اس کے جسم میں خدا حضرت عیسیٰ اور زروح القدس متحدہ طور پر تشکیل ہوئے ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کے ایک باشندہ ایل باندس نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ خداؤں میں خدا ہیں

تیرہویں صدی عیسوی میں بیسائیوں میں قلندر کا ایک فرقہ پیدا ہوا جو "اخوان باطنی آزادی" کہلاتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ طویل اور مسلسل مراقبے سے کسی بھی شخص کو وصال ایسی ہو سکتا ہے اور اس طرح اس کی ذات اس ہستی سے ملنا ہو سکتی ہے جو تمام اشیاء کا سرچشمہ اور میدا وجود کے لیے اور یہ کہ جو خدا کے مقام ارفع تک پہنچ جائے اور اس کے جوہر لطیف میں جذب ہو جائے وہ ہر اعتبار سے عیسیٰ کی طرح خدا کا جزو اور بیٹا بن جاتا ہے۔

سندھ میں امریکہ کے ایک شخص نے کشمیری کی سرحد پر دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور انسانوں کا نجات دہندہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شخص ایک بہرہ ریا تھا اور اس بات — اور گناہگاروں کو اپنے بھوسے ہوئے فرض کا احساس دلانے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے اگر ایک مدت تک اپنی اصلاح نہ کی تو وہ صرف ایک اشارہ کر دینگا اور ان کا تختہ الٹ جائیگا آخر ایک جرمن نے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے لہذا تم جرمنی میں بھی اپنی تبلیغ کرو۔ اس نے کہا میں جرمن نہیں جانتا پر اس جرمن نے کہا تب تو خدا نہیں پاگل ہے

سندھ میں امریکہ کے ایک شخص نے کشمیری کی سرحد پر دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور انسانوں کا نجات دہندہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شخص ایک بہرہ ریا تھا اور اس بات — اور گناہگاروں کو اپنے بھوسے ہوئے فرض کا احساس دلانے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے اگر ایک مدت تک اپنی اصلاح نہ کی تو وہ صرف ایک اشارہ کر دینگا اور ان کا تختہ الٹ جائیگا آخر ایک جرمن نے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے لہذا تم جرمنی میں بھی اپنی تبلیغ کرو۔ اس نے کہا میں جرمن نہیں جانتا پر اس جرمن نے کہا تب تو خدا نہیں پاگل ہے

سندھ میں امریکہ کے ایک شخص نے کشمیری کی سرحد پر دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور انسانوں کا نجات دہندہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شخص ایک بہرہ ریا تھا اور اس بات — اور گناہگاروں کو اپنے بھوسے ہوئے فرض کا احساس دلانے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے اگر ایک مدت تک اپنی اصلاح نہ کی تو وہ صرف ایک اشارہ کر دینگا اور ان کا تختہ الٹ جائیگا آخر ایک جرمن نے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے لہذا تم جرمنی میں بھی اپنی تبلیغ کرو۔ اس نے کہا میں جرمن نہیں جانتا پر اس جرمن نے کہا تب تو خدا نہیں پاگل ہے

احساب کی ایک مذہبی عدالت نے جنوبی فرانس میں تو موز کے مقام پر اس فرقے کے عقائد کی تحقیقات کی اور اس فرقے کو مرتد قرار دیا اس کا استیصال کر دیا گیا تھا۔ اس فرقے کے ارکان ایک دوسرے کی پرستش کیا کرتے تھے۔

یونان ۳۰۰ قبل مسیح ڈیمیسٹر نام کا ایک بادشاہ تھا۔ اہل یونان نے اسے اور اس کے باپ انٹی گونس کو خدائی اعزازات بخشے تھے۔ یہ دونوں خداوندان نجات دہندہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ ان کے لیے قربان گاہیں نصب کی گئیں اور ایک پجاری ان کی پوجا پاٹ پر مقرر کیا گیا اور آتھنز شہر کے لوگ ان دونوں کے لیے بھجن گاتے۔ مقص کرتے دین پھولوں کے ہار۔ نجورات اور شراب لیے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں گھوم کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

اسرائیلیوں کی ابتری اور انتشار کی باتیں جب ان کی ہمسایہ قوم کو پہنچیں تو وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے بادشاہ کے جس کا نام ناحس تھا اسے ترغیب دی کہ بنی اسرائیل پر حملہ کر کے فائدہ حاصل کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ کیونکہ اسرائیلی اپنے انتشار کے باعث مقابلہ نہ کر سکیں گے اور عموئی ان کی سرزمینوں کے اندر درتک گھس کر لوٹ مار کرنے کے لیے آزاد ہوں گے۔ عموئیوں کا بادشاہ ناحس اس کے لیے تیار ہو گیا۔ کیونکہ اسے ابھی تک یہ خبر نہ ملی تھی کہ اسرائیل نے ساؤل کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے۔ تاہم ساؤل بھی ابھی تک برائے نام بادشاہ ہی تھا۔ اس لیے کہ اس نے ابھی تک بنی اسرائیل کا کوئی لشکر ترتیب نہ دیا تھا جس کی مدد سے وہ بیرونی حملہ آوروں کی روک تھام کر سکے۔ بہر حال عموئیوں کا بادشاہ ناحس اپنے جبار لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اسرائیلیوں کے سرحدی شہر بیس اور اس کے گرد و نواح کی ان گنت بستیوں کا اس نے گھیراؤ کر لیا تھا۔ ناحس اور اس کے لشکریوں کا ارادہ تھا کہ وہ اسرائیل کے اس سرحدی شہر اور اس کے اطراف کی بستیوں کو لوٹ لیں گے۔

لیکن ابھی تک ان لوگوں نے اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنایا تھا کہ بیس شہر کے کچھ سرکردہ لوگ عموئیوں کے بادشاہ ناحس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التجا کی کہ بنی اسرائیل کا قتل عام کر کے ان کی لوٹ گھسٹ نہ کی جائے۔ اور اس کے صلے میں ہم ہمیشہ تیری خدمت کرتے رہیں گے۔ ناحس نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل ذلت کے ساتھ اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ میں ایک شرط پر یہ معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوں اور شرط یہ ہے کہ ان علاقوں کے سارے اسرائیلیوں کی داہنی آنکھ نکال دی جائے گی۔ تاکہ عموئیوں کی طرف سے بنی اسرائیل

کے لیے یہ ذلت کا نشان ٹھہرے۔ ناحس کے اس جواب پر بیس کے بزرگوں نے ناحس سے استدعا کی کہ وہ انہیں سات دن کی ہمت دے۔ اور ان سات دنوں میں بھی اگر اسرائیل میں سے ہم کوئی حمایتی حاصل کر کے تیرا مقابلہ کرنے میں ناکام رہے۔ تو پھر ہم لوگ اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیں گے اور تو اس موقع پر جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرے۔

عموئیوں کے بادشاہ ناحس نے اسرائیلیوں کی اس پیشکش کو قبول کر لیا پس بیس شہر کے سرکردہ لوگوں نے ایک وفد اپنے بادشاہ ساؤل کی طرف روانہ کیا اور اس وفد کے ارکان نے اس وقت ساؤل کے سامنے سرور و عموئیوں کے بادشاہ کے خلاف فریاد کی جس وقت ساؤل کھیتوں کی طرف سے لوٹ رہا تھا تب ساؤل جوش میں آیا اس کا غصہ اور غضب بھڑکا اس نے دو بیلوں کو ذبح کرایا اور اور اس کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے مختلف قاصدوں کے ہاتھ وہ بوٹیاں اس نے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کی طرف روانہ کیں اور ساتھ میں یہ کہلا بھی بھیجا کہ جو کوئی بھی عموئیوں کے خلاف اس وقت ساؤل کا ساتھ دینے کو اٹھ کھڑا نہ ہو تو اس کے بیلوں کو کاٹ کر ایسی ہی بوٹیوں میں تبدیل کر دیاں جائیں گی۔ اس دھمکی اور تنبیہ کا بنی اسرائیل پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور ساؤل کے لشکر میں جمع ہونے کے لیے وہ مسلح ہو کر حقوق و حقوق اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور چھ دن گزرتے تک ساؤل کے پاس تین لاکھ سے زیادہ کا لشکر جمع ہو گیا تھا۔ جب ایسا ہو چکا تو ساؤل نے ان قاصدوں کو بلایا جو بیس شہر سے عموئیوں کے خلاف شکایت لے کر آئے تھے اور جنہیں ساؤل نے اپنے پاس روک لیا تھا۔ جب بیس شہر کے یہ قاصد ساؤل کے سامنے آئے تو ساؤل نے انہیں غالب کر کے کہا تم لوگ ابھی اسی وقت بیس شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جس بنی اسرائیل کے ناحس اور اس کے لشکریوں سے نجات پا جاؤ گے ساؤل کا یہ پیغام لے کر وہ قاصد برق رفتاری سے اپنے شہر بیس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ بیس پہنچ کر جب ان قاصدوں نے ساؤل کا پیغام سنایا تو لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور پھر شہر کے سرکردہ لوگ عموئیوں کے بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے کہا ہم لوگ تمہارے پاس نکل آئیں گے اور اس کے بعد تم جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرو۔ ان کے اس جواب پر ناحس خوش ہوا اس لیے کہ اگلے روز لوٹ مار کرنے کا موقع مل جانا تھا۔ اس دوران ساؤل نے اپنے پاس جمع ہونے والے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور رات کے پچھلے پہر اس نے عموئیوں کے شکر پر حملہ کر دیا۔ اس نے عموئیوں کا خوب قتل عام کیا اور

کر کے تم لوگ شرک میں مبتلا ہوئے اور دیوتا بعل اور دیوی عشتار کی تم لوگوں نے پرستش شروع کر دی جس کا نتیجہ نکلا کہ ہمسایہ اقوام میں سے نلستوں موآبیوں، اور مونیوں کے ہاتھوں تم لوگوں کو ذلت آمیز شکستیں ہوئیں۔ جن کی بنا پر تم لوگوں نے بتوں کی پرستش سے توبہ کر کے اپنے رب سے مدد مانگی۔ اور وہ رب ایسا مہربان اور صاف کردینے والا ہے کہ اس نے یربل، بران اور انتاح جیسے کے ذریعے تمہاری مدد کی اور ہمسایہ اقوام میں تمہاری عزت کو بحال کیا۔ اور اب ناخس کے ہاتھوں تمہیں ساؤل کے ذریعے سے نجات دی۔

اسے بنی اسرائیل! اس سے قبل خداوند خود تمہارا بادشاہ تھا۔ اب تمہاری درخواست کے مطابق ساؤل کو تمہارا بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے خداوند کے احکامات کا اتباع کیا تو تمہاری بہتری ہے اور اگر تم لوگوں نے نافرمانی کی تو خداوند کا عذاب تمہارے خلاف رہے گا۔ تم خداوند کی عبادت کرنا اور خداوند کے علاوہ عبادت کے لیے ہر شے باطل ہے ایسا کرو گے تو نلاج یا جاؤ گے۔ اور اگر تم لوگوں نے پھر پہلے کی طرح بے راہ رہی اختیار کی تو تم اور تمہارا بادشاہ دونوں نابود کر دیئے جائیں گے۔

بنی اسرائیل سے اس طرح خطاب کرنے کے بعد سموئیل رامہ شہر کی طرف چلے گئے جب کہ ساؤل ایک بادشاہ کی حیثیت سے بنی اسرائیل پر حکومت کرنے لگا تھا۔ رامہ شہر کے مقام کے دوران سموئیل پر خداوند کی طرف سے وحی اور اس وحی میں سموئیل کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت لحم کی طرف جائیں اور وہاں کے ایک شخص یسی میں میں اور اسے خداوند کے لیے سج کریں کیونکہ وہی نوجوان سموئیل کے بعد اللہ کا پیغمبر اور ساؤل کے بعد بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ اور وحی کے ذریعے خداوند نے سموئیل کو اس نوجوان کی کچھ نشانیاں بھی بتادی تھیں پس اپنے رب کے حکم کے مطابق سموئیل رامہ سے بیت لحم کی طرف روانہ ہوئے اور خداوند کے حضور قربانی کے لیے اپنے ساتھ ایک پیچیا بھی لیتے گئے تھے۔

بیت لحم پہنچ کر سموئیل نے یسی کے ہاں قیام کیا۔ پھیکی قربانی کی اور اس قربانی میں بیت لحم کے اس یسی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ جب قربانی ہو چکی تو سموئیل نے یسی کو مخاطب کر کے کہا۔

جو اس جنگ سے بچ رہے وہ اپنی جانیں بچا کر اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور یوں عموئیل کے مقابلے میں ساؤل کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ یہ خبر جب اللہ کے نبی سموئیل کو پہنچی۔ تو انہوں نے ساؤل اور بنی اسرائیل کے لوگوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ جبال شہر میں جمع ہوں۔ ساتھ ہی سموئیل خود بھی جبال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے خداوند کے حکم کے مطابق ساؤل کو بادشاہ بنائے جانے کا باقاعدہ اعلان کیا وہاں خداوند کے حضور سلامتی کے ذریعے گئے اور اسرائیل کے سب لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ ان سب کاموں سے نارغ ہونے کے بعد سموئیل اٹھے اور ایک بند جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اسے بنی اسرائیل! دیکھو! جو کچھ تم نے کہا۔ وہ میں نے کیا۔ اور اب تمہارے لیے ایک بادشاہ بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ بادشاہ ہی تمہارے آگے آگے رہے گا اور تمہاری راہنمائی کیا کرے گا دیکھو میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوچ کر سکتا ہوں۔ اور وہ میرے بیٹے! تمہارے ساتھ ہیں اور وہ تمہارے ساتھ رہ کر بنی اسرائیل کی خدمت کریں گے۔

میں اپنے بچپن سے لے کر آج تک تم لوگوں کے اندر رہا ہوں۔ یہ تم سب لوگ میرے اور اپنے رب کو گواہ بنا کر بتاؤ کہ کیا آج تک میں نے تم لوگوں میں سے کسی کا حق مارا! کسی پر ظلم کیا! کسی نے ناجائز طور پر کچھ حاصل کیا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے اور کسی کا حق مارا ہے تو بتاؤ۔ میں اسے اس کا حق واپس کر دیا گا اور یہ بھی گواہی دو کہ کیا میں اپنے خداوند کے احکامات تم تک پہنچا دیئے، جب بنی اسرائیل کچھ نہ بولے اور خاموش رہے تب سموئیل نے پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اسے بنی اسرائیل! اگر ایسا ہے تو گواہ رہنا کہ میری طرف تمہارا کچھ نہ نکلا۔ اور اسے بنی اسرائیل! بنو جب بنی اسرائیل مصر میں اذیت کا شکار تھے تو خداوند نے موٹی و بارون کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا اور یہاں اس سرزمین میں لایا۔

پراس کے بعد تم نے اپنے خداوند کو فراموش کر دیا اس کی ذات اس کی صفات اس کے حقوق و اختیارات میں بددیانتی کی۔ وہ اتنی کوتاہ

دیکھ لیں! میں اپنے خداوند کے حکم سے اس طرف آیا ہوں اور تیرے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تیرے بیٹوں میں سے ایک کو مسیح کروں اور تیرا یہی بیٹا جسے مسیح کیا جائے گا آنے والے دور میں اللہ کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ لہذا تو اپنے بیٹوں کو باری باری میرے سامنے لاتا کر میں انہیں دیکھوں اور یہ فیصلہ کروں کہ ان میں سے کون ہے جس کی نشانیاں مجھے دکھائی گئی ہیں اور جسے مسیح کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی نبی اور بادشاہ ہوگا۔ ایسی سمویل کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور زور زور سے پکارنے لگا۔

ایلیاب! ایلیاب! بھاگ کر آؤ تم کہاں۔ جلدی کرو میرے بیٹے۔ ادھر میرے پاس آئیے ایسی کی اس پکار پر ایک جوان سمویل اور ایسی کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس جوان کی طرف اشارہ کر کے ایسی نے کہا۔ اے آقا یہ میرا بیٹا ایلیاب ہے۔ سمویل نے اس جوان کو داپس جاتے کا اشارہ کیا۔ جب وہ وہاں سے چلا گیا۔ تب سمویل نے ایسی کو مخاطب کر کے کہا۔ تو اپنے اس بیٹے کے چہرے اور اس کے قد کی بلندی کو دیکھو۔ یہ خداوند کے ہاں وہ پسندیدہ نہیں جس کی تلاش کے لیے میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ اس لیے کہ خداوند بڑا عالی مہربان اور دلوں کے اندر چھپے ہوئے بھید بھی جاننے والا ہے۔ انسان کو ظاہری شکل و صورت ہی کو دیکھ کر متاثر ہوتا ہے۔ پر خداوند کا فیصلہ بندوں جیسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ باطن اور دل طرف دیکھتا ہے۔ لہذا یہ وہ نہیں جس کی مجھے تلاش ہے سو تو اب اپنے کسی اور بیٹے کو یہاں میرے سامنے بلا لیں پھر زور سے چلایا۔

ابتداءً تم کہاں ہو بیٹے! یہاں میرے پاس آؤ۔ تھوڑی ہی دیر بعد مکان کے اندرونی حصے سے نکل کر ایک جوان سمویل اور ایسی کے سامنے آکھڑا ہوا۔ ایسی پھر بولا اور کہا۔ اے آقا۔ میرا بیٹا ابتداءً ہے سمویل نے اسے بھی داپس بھیج دیا اور سمویل سے کہا مجھے کی بھی تلاش نہیں ہے۔ اور نہ ہی خداوند نے اسے چنا ہے لہذا تم کسی اور کو بلا۔ اس باریسی نے اپنے بیٹے سم کو بلایا۔ پر سمویل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ خداوند نے اسے بھی نہیں چنا۔ اس طرح ایسی نے باری باری اپنے سات بیٹوں کو وہاں بلایا اور سمویل نے ساتوں کو یہ کہہ کر داپس کر دیا کہ ان میں سے کوئی نہیں چنا گیا۔ پھر جب ایسی اپنی جگہ پر خاموش اور اداس سا بیٹھا رہ گیا تب سمویل نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ایسی! کیا تیرے سب بیٹے یہی ہیں پر دل اتنا نہیں کہ ایسا ہو اس لیے کہ خداوند کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے۔

سمویل نے اس استعصار پر بوڑھا ایسی چونک سا پڑا۔ اس کے چہرے پر حواداسیاں

اور افسردگیاں پھیلی تھیں وہ بھی جاتی رہی تھیں۔ پھر اس کے چہرے پر عجیب طرح کی رونق اور چمک نمودار ہوئی اور اسے آقا! میرا ایک اور بیٹا بھی ہے وہ سب سے چھوٹا ہے اور وہ اپنی بھڑ بھڑیاں چراتا ہے اور اس کا نام داؤد ہے اور یہ بیٹا مجھے بیٹا عزیز اور پیارا ہے۔ سمویل نے جھٹ کہا پھر تو اپنے اس بیٹے کو بلا۔ میرا خیال ہے یہ تمہارا بیٹا داؤد ہی ہے۔ جو خداوند کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ سمویل کی گفتگو سن کر ایسی خوش ہوا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک کو روانہ کیا کہ وہ جا کر ریور کی گہرائی کرے اور اپنے چھوٹے بھائی داؤد کو گھر بھیجے۔ پس ایسی کا وہ بیٹا اپنے بھائی داؤد کو بلانے نکل گیا تھا۔

سمویل اور ایسی اسی طرح بیٹھے تھے کہ ان کے سامنے ایک ایسا نوجوان آیا جو انتہائی خوبصورت اور حسین تھا۔ اس کا رنگ سرخ قد بے آغوش نیلگوں۔ جسم پر بال کم اور چہرے اور ہنسنے سے طہارت قلب اور نقاست لمع جھلکتی تھی۔ ایسی نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کر کے اور سمویل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا یہ میرا چھوٹا بیٹا داؤد ہے سمویل نے ایسی کو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک داؤد کو دیکھنے میں تھے۔ پھر سمویل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے ایسی! تیرے بیٹوں میں سے یہی تیرا بیٹا داؤد ہی ہے جسے خداوند نے چنا تب سمویل نے تیل لیا اور داؤد کو انہوں نے اس کے باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں مسیح کیا۔ اس کے بعد سمویل وہاں سے اٹھ کر اپنے شہر امر کی طرف چلے گئے تھے۔



اس کلام میں ایک پختہ تہمت نہ تھی جیسے وہ کلام اسرار ہستی کا عرفان، روحوں کی توانائی، قلب و نظر کی معلیٰ و طہار کے ذریعہ فاک کو خورشید بن کر رگوں میں بجلیاں اور رگوں میں ٹرپ پیدا کرنے لگا ہوا۔ آہ اس نور کلام میں ایسا تاثر تھا جیسے شریانیوں کی آخری موبدہ پر بھی سلگتا سکوت و سکون جاری ہونے لگا ہو وہ خادم جیب خاموش ہوا تو ساؤل نے بے چین ہو کر پوچھا۔

نور نے کم از کم اس سے یہ نوچانا ہوتا کہ وہ کون ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ اور کس خاندان سے اس کا تعلق ہے۔ خادم پھر بولا اور کہا۔ میں اس سے متعلق پوری تفصیل لے کر آیا ہوں وہ ایک گڈریا ہے جو کہ ہستانی سلسلے میں اپنا ریوڑ چراتا ہے۔ اس کا نام داؤر اور اس کے باپ کا نام لسی ہے اور وہ بیت لحم کا رہنے والا ہے۔ اس سے ملنے کے علاوہ میں وہاں دوسرے چرواہوں سے بھی ملا ہوں۔ اور اس سے متعلق میں پوری تفصیل حاصل کر کے آیا ہوں۔ اور اس کا قافلہ بدلتی حسب و نسب بھی جان کر آیا ہوں۔ اس پر ساؤل نے بے چین سی آواز میں کہا۔ اچھا۔ اس سے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اس خادم نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اپنا گڑھاٹ کیا پھر وہ داؤر کے حسب و نسب سے متعلق بتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے بادشاہ بیت لحم کا رہنے والا ایک شخص تھا جس کا نام یلک تھا۔ اس کی بیوی کا نام نومی تھا اور ان کے دو بیٹے جن کے نام خلون اور کلیون تھے۔ اپنے مال حالات سے مجبور ہو کر یہ چاروں افراد بیت لحم سے موآبیوں کی سرزمین میں رہنے لگے۔ اور گزر بسر کرنے لگے۔ یہاں یلک کی موت ہو گئی اور اسی سرزمین میں اسے دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی نومی نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی موآبی قوم ہی کی لڑکیوں سے کر دی۔ اور دیکھ بادشاہ ایسا ہوا کہ اس عورت کے دونوں بیٹے بھی شومی قسمت سے مر گئے۔ اور موآب کی سرزمین میں اپنے شوہر اور بیٹوں کی موت کے بعد نومی نام کی وہ عورت اپنے دونوں بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور اس کے بیٹوں کی بیویوں کے نام عرفہ اور روت تھے۔ اس دوران نومی نے سنا کہ بیت لحم کے حالات اب درست ہو گئے ہیں۔ لہذا اس نے موآب سے بیت لحم کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور جب کوچ کرنے کے لیے وہ اپنی نیاری کھل کر چلی۔ تب اس نے اپنی بہوؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیٹیو! تم دونوں دیکھتی ہو کہ میں دالیں بیت لحم جانے کا عزم کر چکی ہوں اور چونکہ میرے دونوں بیٹے مر چکے ہیں سو تم دونوں اپنے اپنے میکے چلی جاؤ اور وہاں جا کر

اس دوران ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو کوئی بیماری اور روگ لگ گیا اور وہ ہمدردت ایک تکلیف اور روگ میں رہنے لگا۔ اس نے بڑا علاج کرایا پر کوئی آفاقہ اس میں نہ ہوا ساؤل چونکہ ہر وقت پریشان طول اور فکر مند رہتے لگاتھا۔ لہذا اس کے خدام بھی اپنے آقا کی اس پریشانی میں برابر کے شریک ہو گئے اور وہ بڑی تنگ و درد کے ساتھ ارض فسطین میں پھیل کر کسی ایسے معالج و طبیب کو تلاش کرنے لگے جو ساؤل کو اس بیماری اور روگ سے نجات دے سکے۔ ایک روز ساؤل پریشان و غموم سا بیٹھا تھا کہ اس کا ایک خادم اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے آقا اس نے آپ کی اس بیماری اور روگ کا علاج تلاش کر لیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ کامیاب رہے گا اور اس کے ذریعے سے آپ کو نجات مل سکے گی۔ اس پر ساؤل نے بے دلی کی سی حالت میں اس خادم کو مخاطب کر کے کہا۔ میرا مرض ایک روحانی مرض ہے۔ اس کا علاج کسی طبیب کے پاس نہیں۔ اور اب تو مجھے یہ بھی لگنے لگا ہے کہ میرا مرض اب دائمی ہی ہو کر رہ جائے گا۔ خادم پر خوشحال رہے میں بولا۔ میں نے کسی نئے طبیب کو تلاش نہیں کیا بلکہ میں نے آپ کے لیے ایک روحانی علاج ہی ڈھونڈ نکالا ہے ساؤل کی آنکھوں میں اس انکشاف پر چمک پیدا ہوئی اور چونکہ اس نے پوچھا۔ تو نے میرے لیے کہاں اور کیسا روحانی علاج تلاش کیا ہے۔

وہ خادم پھر کہہ رہا تھا۔ اے ملک بیت لحم کے کوہستانی سلسلے میں ایک چرواہے کو میں نے بربط بجاتے اور ایک عجیب سا کلام پڑھتے اور گانے سنائے اس کے بربط میں ستاروں کا طہسم، سوچوں کی لہر اور درخشاں کرنوں کے معصوم رنگ ہیں۔ اس کی آواز میں تابکاری شعاعوں کی تاثیر ہے جیسے وقت کی کوکھ سے اچانک و حیدان کے لیور۔ اسلوک کے رویے، شعر کی برقیں اور قلب کی تیرگی کو نکل جانے والی روشنی نکل کھڑی ہو۔ آہ جو کلام اس کی آواز میں میں نے سنا۔

دوسری شادی کر لو اور اپنے شوہروں کے ساتھ خوشحال و پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور اگر میرے اور بھی بیٹے ہوتے تو میں تم دونوں کو ضرور انات بیاہ کر اپنے ساتھ لے جاتی کہ تم دونوں نے میرے ساتھ عمدہ سلوک اور قابل رشک بناؤ کیا ہے اور تم دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ میرا کوئی ملنے والا نہیں۔ سو میں تم دونوں کی خوراک کا کہاں سے بندوبست کرونگی۔ اور تم دونوں یہ بھی دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ کوئی میرے گھرانے کا مرد بھی نہیں۔ جو تم دونوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کا کام کر سکے۔ سو میں تم دونوں سے کہتی ہوں کہ اپنے اپنے میکے چل جاؤ اور اپنی پسند کے مطابق زندگی بسر کرو۔ لغوی کی اس گفتگو پر اس کی دونوں بہنیں اس سے لپٹ لپٹ کر رونے لگیں۔ پھر سرفراز نام کی بہن تو اپنے میکے چلی گئی پر روت اس سے لپٹ کر برابر روتی رہی۔ آخر لغوی نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

روت اور روت میری بیٹی! دیکھو تیری جھٹانی تو اپنے میکے چلی گئی۔ سو تو بھی جا میرے ساتھ رہ کر تجھے کیا ملے گا۔ اس پر روت نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا اے میری ماں تو میری منت نہ کر اور نہ مجھے اس امر پر آمادہ کر کہ میں تمہیں چھوڑا اور اپنے میکے چلی جاؤں۔ تو مجھے بیاہ کر لائی تھی سو اب جیب کے تیرا شوہر تیرے بیٹے مارے گئے ہیں تو میں کیونکر تمہیں چھوڑ دوں۔ میں لوٹ کر نہ جاؤں گی۔ جہاں تو جائے گی وہیں میں بھی جاؤں گی اور جہاں تو رہے گی میں بھی رہیں رہوں گی۔ تو میری ماں ہے میں تجھے کیوں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ دیکھو تیرا میرا رازن اور محافظ خدا ہے۔ اسی نے ہیں پیدا کیا ہے۔ رہی اس قابل ہے کہ اس کی بندگی و عبادت کی جائے پس وہی ہمارے رزق اور ہماری حفاظت کا سامان کرے گا۔ روت کی گفتگو سن کر لغوی خوش ہوئی اور اسے ساتھ لے کر وہ بیت لم کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

اور اسے بادشاہ پھر ایسا ہوا کہ جب لغوی اور روت بیت لم پہنچیں تو ان دونوں فصل کی کٹائی کا موسم تھا سو روت نے لغوی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری ماں! تو دیکھتی ہے کہ فصل کی کٹائی کا موسم آگیا ہے اور تو یہ بھی جانتی ہے کہ جب لوگ اپنی فصل کوٹتے ہیں تو کٹائ کے وقت گندم کی بالیاں گرتی رہتی ہیں سو یہ بالیاں غریب لوگ چن کر اپنی گزر بسر کر لیتے ہیں سو اے میری ماں تو بھی مجھے اجازت دے کہ میں بھی لوگوں کے ان کھیتوں کی طرف جاؤں جن کی کٹائی شروع ہو چکی ہیں اور وہاں سے بالیاں چن کر لاؤں جن سے ہم دونوں ماں بیٹی احسن اور باعزت طریقے سے گزر بسر کر لیا کریں گے۔ لغوی کو اس پر بڑا صدمہ ہوا کہ روت

لوگوں کے کھیتوں میں جا کر بالیاں چنے پر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا لہذا روت کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ روت اور روت میری بیٹی! میرے شوہر کا ایک رشتہ دار بڑا مالدار اور کھیتوں والا ہے تو اس کے کھیتوں کی طرف جا اور بالیاں چن لا اور دیکھ اس شخص کا نام بو عزز ہے۔ سو روت بو عزز کے کھیتوں کی طرف گئی۔ اس نے دیکھا اس کے کھیت کی کٹائی ہو رہی تھی وہ آگے بڑھی اور بو عزز وائے کھیت سے بالیاں چھنے لگی تھی۔

اس کھیت کے مالک بو عزز نے پہلے روت کو نہ دیکھا تھا۔ سو جب اس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اپنے کھیت میں کام کرتے والے ایک جوان سے پوچھا۔ یہ لڑکی کون ہے؟ اس کھیت میں کام کرنے والوں میں سے ایک نے کہا۔ یہ تیری رشتہ دار لغوی کے ساتھ عوالب سے اس کے ساتھ آئی ہے۔ لغوی نے اپنے بیٹے کی شادی اس سے کی تھی پر بد قسمتی سے اس کے دونوں بیٹے اور شوہر مر گیا اور اب یہ روت اسے اپنی ماں سمجھ کر اس کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ یہ سن کر بو عزز روت کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میری عزیزہ! تو کسی اور کے کھیت میں بالیاں چھنے نہ جانا میں تو میرے ہی کھیتوں میں رہتا۔ اور میرے قادم تمہیں بتا دیا کریں گے کہ کون سا کھیت کب کاٹا جاتا ہے۔ اور اسے عزیزہ جب تو بھوک پیاسی ہو تو دیکھو وہ ایک طرف کھانے کے برتن پڑے ہیں۔ تو بلا جھجک وہاں سے کھاپی لیا کر نائب روت نے بو عزز کو مخاطب کر کے کہا۔

کیا باعث کہ تو مجھ پر کرم کی نظر کر کے میری خبر لیتا ہے۔ حالانکہ میں اس سرزمین ایک بدیع محل بو عزز بولا۔ جو کچھ تو نے اپنے فائدے کے بعد اپنی ساس کے ساتھ کیا ہے۔ اس کی مجھے خبر ہو گئی ہے۔ تو نے کیسے اپنی ساس کی خدمت کرنے کے لیے اپنے ماں باپ اور اپنے نادر ولیم کو چھوڑا۔ اور ساس کی دیکھ بھال کی خاطر ان لوگوں میں آگئی جن کو تو پہلے سے نہ جانتی تھی۔ پھر بو عزز وہاں سے ہٹ گیا اور اپنے قادموں سے جا کر کہا اس روت کو پولیوں کے بیچ میں سے بھی بالیاں چھنے دینا۔ اسے ملامت نہ کرنا بلکہ پولیوں کے اندر سے کچھ بالین نکال کر ادھر ادھر پھینک دیا کرنا۔ تاکہ وہ بالیں چن لے اور اپنی گزر بسر خوب کرے۔

اور پھر اسے بادشاہ ایسا ہوا کہ جس وقت کھانے کا وقت آیا تو بو عزز نے روت کو کھانے پر بلایا۔ اور وہ بھاری بھوک پیاسی تھی سو اس نے بو عزز کے ساتھ کام کرتے والی۔

دکے کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائیں گئی اور نعومی نے اس کے لیے دایہ بنی سو یہ عورید
جب جوان ہوا اور شادی ہوئی تو اس کے ہاں جوڑ کا پیدا ہوا اس کا نام ایسی رکھا گیا۔ اور یہی
ایسی اس داؤد کا باپ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے جو بیت لحم کے کوہستانوں پر بجریاں جڑنا
ہے اور بربط بجاتا ہے۔ اپنے اس محافظ کی یہ ساری گفتگو سن کر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل خوش
ہوا۔ پھر اس نے اپنے اس خادم کو حکم دیا کہ وہ داؤد کو اکراں کے پاس لائے۔ لہذا وہ خادم
وہاں سے نکل گیا تھا۔



عورتوں کے ساتھ کھایا پیا پھر جو بالیاں اس نے جنی تھیں شام سے کچھ پہلے انہیں پھینکا اور اناج
جو نکل تھا وہ بیکرا اپنی ساس کے پاس گئی اور اپنے لباس سے نکال کر اسے کھانا بھی دیا۔ نعومی
نے پوچھا۔ یہ اناج تو مجھ آتی ہے کہ تو نے بالیاں جن کر حاصل کیا۔ پر یہ کھانا مجھے کہاں سے مل گیا
روت نے پہلے بوہڑ کی مہربانی کے سارے حالات کہہ سنائے پھر بتایا کہ اس نے اپنی عورتوں
کے ساتھ مجھے بھی کھانا دیا۔ اور جو کھانا مجھے دیا گیا۔ اس میں سے آدھا تو میں نے کھالیا اور آدھا
اے میری ماں میں تیرے لیے باندھ کر لے آئی۔ روت کی اس حرکت پر نعومی خوش ہوئی اور کہا!
روت! روت! میری بیٹی بوہڑ کے علاوہ بیت لحم میں ایک اور شخص بھی میرا قرابت دار ہے
ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو جائے تو اسے روت
میں جانوں گی کہ تجھ سے میرے ہی فائدہ ان کی نسل چلی ہے۔ روت! روت! میں چاہتی ہوں کہ
تیری بھلائی کی طالب بنوں۔ کاش میری یہ بات کوئی ان دونوں کے کانوں میں ڈال دے
اور جب تک کھیت کٹتے رہے۔ روت بالیاں جن کر اپنی اور اپنی ساس کی گزر بسر
کرتی رہی اور جب یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو پریشان ہوئی کیونکہ گھر کا سلسلہ چلانے کے لیے گھر
میں کچھ نہ کچھ تو آنا چاہیے تھا سو روت ہمت کر کے بوہڑ کے پاس گئی جو اس وقت
بالیوں سے نکالے جانے والے غلے کے ڈھیر کے پاس کھڑا تھا۔ سو روت نے جو باتیں اس
کی ساس نے کہی تھیں اس سے کہہ دیں۔ اس پر بوہڑ نے کہا۔ اے عزیزہ! دوسرا رشتہ دار جس
کا نعومی نے ذکر کیا ہے۔ وہ میری نسبت نعومی کے شوہر بلیک کا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے
میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اگر اس نے تمہیں اپنا لیا تو بہتر ورنہ میں خود تمہیں اپنا لوں گا۔
اے روت میں جانتا ہوں تو خوب عورت اور پاک دامن عورت ہے سو تو فکر مند نہ ہو۔
خدا اپنے بندوں کے ساتھ بہتر ہی کرتا ہے۔ سو روت جب وہاں سے جانے لگی۔ تو
بوہڑ نے اسے روکا اور کہا۔ اے روت! تو میرے پاس سے خالی ہاتھ نہ جانا دیکھ اپنا دامن
پھیلانا اور جب روت نے اپنا دامن پھیلایا تو مہربان، شریف اور نیک نفس بوہڑ نے اس
کے دامن میں اناج کے چھ پیمانے تاپ کر اس میں ڈال دیئے۔
اور پھر ایسا ہوا کہ اس بوہڑ نے دوسرے قرابت دار سے بات کی اور جب اس نے
روت کو اپنانے سے اپنی معذوری ظاہر کی۔ تب نعومی سے بات کر کے بوہڑ نے خود روت
کو اپنا لیا۔ اس شادی کے بعد روت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عورید رکھا گیا۔ اس

میں لا کر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یونان عقبہ کی گھاٹی پر نمودار ہوا۔ اس کے وہاں ظاہر ہونے کے چند ہی ساعتوں بعد اس کے سامنے ایک بہت بڑی چٹان کے پاس سے ازب نمودار ہوا۔ اور پھر وہ ایک بوقار انداز میں یونان کی طرف بڑھا۔ یونان نے ایک بار اپنے سامنے دکھائی دینے والے حرم کعبہ کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے اس نے دعائیہ انداز میں کہا۔

اے خداوند کائنات! میرا تو ہی محرم تو ہی ہمارا ہے
ان زمہریر فضاؤں میں تو۔ پھولوں کی اوڑوں میں تو
نزع کی بے صوت حکایات میں تو۔ وقت کی گہری مناجات میں تو
جان کنی کے لمحات میں تو۔ فطرت کے ثبات میں تو۔
اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں میرا مدد فرما
کہ میں ان کے مقاصد کی حیوانیت۔ اور خواہشوں
کی گندگی مٹاؤں گا۔ اے کائنات کے رب تو کہ لا شعور اور
دلوں کے بھید جانتا ہے۔

اے اشداید عزازیل اور اس کے ساتھی۔ روجوں کی ذلت تنگ
اور اہام کے بھنور اور فطرت کے باغی ہیں۔ تو اس اپنے کمرے کے
مقدس گھر کے صدر قے میں۔ اور گزرے ہوئے اور آنے والے روجوں
اور نبیوں کے تقدس اور ناموس کے صدقے میں میری امانت فرما
اے اللہ! موکھے خشک غاروں میں زندگی کی بشارت میں تو
غروب شام میں۔ زوال شب میں اور طلوع صبح میں تو ہے۔
پھٹکے کاروانوں کا تورہ ناما۔ جس کا کوئی نہ ہو اس کا تو مددگار
نیکی کا وقار تیری ذات ہے۔ سورج کی روشنی پھولوں کی جھک
ندیوں کا ترنم۔ ازل کے اسرار، فلک کی دستیں سمندر کی
گہرائیاں صرف تیرے ہی کن کے طویل۔ ان جہنمی شراروں جیسی
قوتوں کے مقابلے میں تو میری مدد و امانت فرما۔

یونان کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب اس کے قریب آ کر اور اس کے سامنے آکھڑا

مآرب کے شاہی محل میں اپنے کمرے میں کھڑے ہو کر یونان نے تیزی سے پکارا۔ ایلیکا! ایلیکا! کہاں ہو تم۔ ایلیکا نے فوراً اس کی گردن پر بس دریا اور انگوٹھ کے ٹپکوں جیسے شیریں انداز میں اس نے پوچھا۔ کیا بات ہے میرے حبیب۔ یونان جواب دیتے ہوئے بولا۔ میں یہاں سے شمال کی طرف کوچ کرنے لگا ہوں ایلیکا! کیوں اور کس لیے! ایلیکا نے فکر مندی میں پوچھا جواب میں یونان ذرا سا مسکرایا اور پھر سنجیدگی میں اس نے کہا۔ میں عقبہ کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اور وہاں عزازیل کے ساتھ ازب سے اپنا انتقام لوں گا۔ تم جانو جزیرہ سقوطہ میں اس ازب نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کیا تھا۔ سو اس کا یہ قرض تو مجھے چکانا ہی ہے۔ اس موقع پر ایلیکا نے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔

یونان! میرے حبیب! تم ازب سے اپنا انتقام ضرور لو۔ میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پر اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں ایک اور مشورہ بھی دینگے کہ تم کسی مناسب لڑکی سے شادی بھی کر لو میں دیکھتی ہوں کہ قرطیہ کے بعد تم کچھ اداس اور بکھرے بکھرے رستے لگے ہو۔ یونان نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ قرطیہ کے بعد اب کسی اور سے شادی کرتے تو جی نہیں چاہتا۔ آہ اس کے جسم کی طلب انگیز تنگ زندگی کی بشارت دینے والا اس رنگین جمال اور سیپیں پیکر اس کے لب شاداں پر چھائی گلزار شبنمی وقت کی روجوں کو بھی منور کر جاتی تھی۔ آہ اس کی لطافت و نزاکت صبح کے تبسم کی طرح پرکشش اور سحر انگیز تھی۔ اے ایلیکا! تم جانو قرطیہ کوئی عام لڑکی نہ تھی۔ براہو اس عزازیل کا جو اس نے قرطیہ کا خاتمہ کر دیا درندہ تو ایک طویل عرصہ تک میرے ساتھ رہ کر میری معاون و مددگار ثابت ہو سکتی تھی۔ وہ کچھ غیر معمولی قوتوں کی بھی مالک تھی جس کی بنا پر وہ میری اپنی قوت میں بھی اضافہ کر سکتی تھی۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا۔ اب میں ازب کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یونان اپنی سری قوتوں کو حرکت

لطف بڑھا اور سہارا دیکھا اسے اٹھایا۔ ازب کی حالت کم کم اور اس کھڑے خزاں زدہ درخت اور سرسبز کے ڈوبتے زور چاند جیسی ہو کر رہ گئی۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم سے روح نکل رہی تھی اور وہ سو رہی تھی۔

جس وقت ازب گرنے کے بعد کھڑا ہو کر عجیب سے انہماک کے ساتھ یونان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس وقت یونان نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے عزیزیں کے رزائل کارکن ایک میں نے تیری خود ستاشی کے اندر ایک ہل اور انقلاب برپا نہیں کر دیا۔ کیا میں نے جزیرہ رقبہ کے اندر تیرے سامنے مغلوب ہو جانے کا اپنا انتقام نہیں لے لیا۔ ازب سنبھلا اور اپنی پوری شدہ بیانی میں اس نے کہا۔ اے نیچی کے نمائندے یہ تیری خوش فہمی ہے کہ تو یہاں مجھے مغلوب کرنے کے بعد بچ کر نکل جائے گا۔ میرا نام ازب ہے اور میں تو تیرے جیسے دشمنوں پر موت ملانی کر کے دم لیتا ہوں۔ دیکھ میں تیری مٹی کی تقدیر کو بد بختی اور شکست در بخت کی زنجیروں میں باندھنے لگا ہوں۔ اور تو اب اپنے کو میری مار اور لذت سے بچا سکتا ہے تو بچا لینا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ازب اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ شاید اس بار وہ دونوں مل کر یونان پر حملہ آور ہوتے کا ارادہ کر چکے تھے۔

یونان نے ایک بندرستان پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اے میرے حریف! او میری طرف بڑھو میں تم پر ثابت کروں گا کہ میں بدی کی آمد صیوں کے اندر نیچی کی ایک اذان ہوں۔ میرے قریب آؤ۔ پھر دیکھو میں تمہاری حالت اس سپاٹ میدان جیسی کروں گا جس میں سایہ ہونہ سہراب جس وقت ازب اور اس کا ساتھی دونوں یونان کی طرف بڑھ رہے تھے اس لمحہ ایک نئے یونان کی گردن پر بس دیا پھر گویا اس لب کے فشار جیسی پرکشش ایک لکائی آواز سنائی دی یونان یونان میرے جیب تم صرف ازب کی طرف دھیان رکھو اور اندر اس کے ساتھی کو میں سنبھال لوں گی۔ ایک لکائی آواز گھنٹوں اور حوصلہ مندی پر یونان کے لبوں پر سکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ ایک لکائی آواز کہتا چاہتا تھا۔ پر خاموش ہی رہا۔ کیونکہ ازب اور اس کا ساتھی اب بالکل ہی قریب آگئے تھے لیکن اس لمحہ ایک ایسا انقلاب نمودار ہوا کہ صرف یونان بلکہ ازب اور اس کا ساتھی بھی حیران و پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔

اور یہاں تک رونما ہونے والا انقلاب یہ تھا کہ اچانک اس کو ہستانی سلسلے کی ایک شان کے پیچھے سے سیاہ رنگ کا ایک خوب توانا۔ قد آور بڑا لمبیل و بھیاں پھٹا نمودار

ہوا تھا۔ پھر اس نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ حرم عزیزیں نے جو مجھے تساری تفصیل بتائی تھی اس کی روشنی میں مجھے امید تھی کہ ایک روز تم اپنا بدلہ چکانے ضرور میرے تعاقب میں آؤ گے۔ پر تم بھول رہے ہو۔ یہ قہ نہیں جسے تم اپنے سامنے ہر بار مغلوب بے بس کر لو گے۔ میرا نام ازب ہے میں تو چٹانیں تک توڑ پھینکنے والا ہوں۔ اتنے میں ازب کا ایک ساتھی بھی وہاں نمودار ہوا اور ازب نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ یہ تم پر حملہ آور ہونے میں میری مدد نہ کرے گا۔ بلکہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے تیری بے بسی اور تیری بد نصیبی کا نظارہ کرے گا۔ دیکھ اے یونان ان سنگلاخ چٹانوں اور دیو رخ وادیوں کے اندر تیری حالت میں بھوک کی ٹھہری شام، ادھام کے زنگار اور رنج و غم کے کھلیان جیسی گردوں کا۔ اس کے ساتھ ہی ازب آگے بڑھا اور یونان پر حملہ آور ہوا۔

ازب نے جو نبی اپنے آہنی ہاتھ نضا میں بند کر کے یونان کے شانوں پر ضرب لگاتا۔ چاہی یونان نے فوراً اپنی پوری قوت کو جمع کرتے ہوئے اس کی ضرب کو اپنے ہاتھ پر روک کر اس کے حملے کو ناکام بنادیا تھا۔ اس کے بعد یونان وقت کے کالے سمندر ہونک بٹلا اور سزاروں ابلتے لوناؤں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم میں شعلے اور سانپوں میں لگ بھگ گئی ہو۔ پھر اس نے موج و گرداب کے تلاطم جیسی ایک حسبت لگائی اور ساتھ ہی اس نے زور سے اپنے رب کے نام کا نعرہ مارا۔ اللہ اکبر اور اس کے ساتھ ہی اس نے ازب پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی۔ یونان کی یہ ضرب ایسی تھی جیسے سوئے شعلے اچانک جاگ کڑی کی تقدیر بدلنے کا عزم کرتے ہیں۔ اس ایک ضرب کے بعد یونان نے ازب پر حملہ آور ہونے کا ایک قصہ لافانی شروع کر دیا گیا۔ اس کی آنکھوں میں اس لمحے شعلے بھڑک اٹھے تھے ایسا لگتا تھا یونان نے ناظمی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کا عزم کر لیا تھا۔ کیونکہ ازب پر اس نے ضرب پر ضرب لگانی شروع کر دی تھی۔ ازب نے ادھر ادھر ہو کر اپنی جان بچانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

یونان خزاں کی رست اور گہری گھن دھند کی طرح ازب پر حاوی رہا۔ ایک موقع پر ازب نے جب سنبھل کر یونان کی گردن کے نیچے ضرب لگانے کی کوشش کی تو یونان نے اس کا ہاتھ ہوا میں ہی پھنسا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جو اس نے ایک زوردار ہاتھ ازب کی گردن کے نیچے لگایا تو ازب ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گڑا تھا۔ اس کا ساتھی بھاگ کر اس کی

ہوا اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو کر اس خوفناک چیتے نے اسے بری طرح بھنٹھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اسی لمحہ یوناف نے بھی ازب پر حملہ کر کے اس پر بری طرح قہقہے لگانی شروع کر دی تھیں۔ لیکن اس اچانک غوار ہو جانے والے چیتے نے چونکہ ماحول کو یکسر ہی تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ لہذا ازب اور اس کا ساتھی فوراً اپنی شیطانی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اسی لمحہ ایلیکا نے یوناف کی گردن پر بس دیا اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا: یوناف یوناف! میرے حبیب! یہ اچانک نمودار ہونے والا جتنا تمہاری بیوی قرطیہ ہے اور یہ عین وقت پر تمہاری مدد کو آئی ہے۔ ہاں میں یہ نہیں جانتی کہ عزائیل کے ہاتھوں ختم ہو جانے کے بعد یہ دوبارہ کیسے نمودار ہو گئی ہے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ایلیکا! ایلیکا! اگر یہ قرطیہ ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ قرطیہ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ مجھے دوبارہ مل گئی ہے۔ ازب اور اس کے ساتھی کی بھاگ جانے کے بعد وہ چیتا اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ چیتا آہستہ آہستہ یوناف کی طرف بڑھا۔ یوناف بڑے غور سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا، اس موقع پر اس کا چہرہ شوق و مسرت سے بریز تھا۔ وہ چیتا قریب آکر پہلے یوناف کے پاؤں چاٹنے لگا پھر اس پنڈلیوں سے اپنے سر اور گون گون کرنے لگا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے جھک کر پیار سے اس چیتے کے سر اور گردن پر ہاتھ پھیرا۔ پھر پیار و محبت بھری آواز میں اس نے کہا۔

قرطیہ! قرطیہ! کیا تم میری خاطر اپنی ہیبت نہ بدلو گی۔ کیا تم میری بیوی نہیں ہو اپنے اصل اور انسانی روپ میں میرے سامنے آؤ۔ تاکہ تمہاری موجودگی میری خوشی میرے اطمینان کا باعث ہو۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں اس چیتے نے ایک بھر پور انگریزی لی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے اس چیتے کی جگہ یوناف کے سامنے قرطیہ کھڑی تھی۔ یوناف نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہی اجلا، سلکتے رخساروں، لرزاں سرخ ہونٹوں والا چہرہ تھا جس میں فطرت کا جمال بے کنار لطافت و نزاکت پھولوں کے رنگ و بو اور جمال کی گہری لوتھی۔ وہی اس پر برساتی خوابوں سے بھری گہری نیلی اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں جو آئینہ فطرت کی طرح روشن تھیں۔ اور جن میں محبتوں کی تمانت، جذبات و جوانی کا دھور تھا وہی قد و قال کے زاویے اور

وہی مربوط اور پیار کی حسرتوں میں ڈوبا مریوط جسم تھا۔ اس کے جسم کا ہر خط بساط طلسم اور رعنو گھونٹ الٹنے کے سہ کی طرح پرکشش و طلب انگیز ہو رہا تھا۔ مجبوری طور پر قرطیہ کا ہنسی کا جسم پھول چہرہ، آگینے تن، لب خنداں، عنائی عارض اور پھولوں کی منک سے بھر پور جوانی کا شہاب اس سہے دیکھنے والوں کی نگاہوں میں حوس کی چنگاریاں پیدا کر رہے تھے۔

پھر قرطیہ نے جھکی رنڈاں پلکیں اٹھائیں غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ اس کے اس کے لب یوں لگ رہے تھے جیسے لب گل پر شبنم کے قطرے رکھ دیئے گئے ہوں۔ پھر قرطیہ نے یوناف کو مخاطب کر کے۔ ندیوں کے ترنم، موجوں کے گیت، بارش کے سنگیت اور جن نعمت جیسی آوازیں پوچھا۔ آپ کیسے ہیں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قرطیہ! قرطیہ! میں تو ٹھیک ہوں۔ تم اپنی کہو۔ تم پر کیا مٹی ہزاریں تو کہہ رہا تھا کہ اس نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اسے قرطیہ مجھے اور ایلیکا کو تمہارے بھڑکنے کا از حد صدمہ ہوا تھا قرطیہ نے پھر سعادت کے زمر زمروں جیسی آواز میں کہا۔

عزائیل کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ اس نے میرا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ یقیناً ایسا کر چکا ہوتا اگر میں بروقت حرکت میں آکر نہ نکلتی۔ جس وقت اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تھا۔ میرا خاتمہ بالکل میرے سامنے تھا لیکن میں حواس باختہ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں روشنی کی ایک موسوم کرن کی صورت دھار کر عزائیل کی گرفت سے نکل گئی۔ اور عزائیل یہی سمجھ بیٹھا کہ اس نے میرا کام تمام کر دیا ہے۔ یوناف نفساں بار بھر پور شوق میں پوچھا۔ عزائیل سے بچ نکلنے کے بعد پھر تم لوٹ کر تو میرے پاس کیوں نہ چلی آئی۔ قرطیہ نے پھر گنگنائی ہوئی آواز میں کہا۔ ایسا نہ کرنے کی بھی ایک معقول اور معقول وجہ ہے۔ وہ کیا، یوناف نے غور سے قرطیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا قرطیہ اس بار گہری مسکراہٹ میں کہہ رہی تھی۔

چونکہ آپ اور عزائیل دونوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ میں ختم ہو چکی ہوں۔ تو میں اس موقع سے اپنی ذات کے لیے ایک فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ دراصل میں جانا چاہتی تھی۔ کہ آپ کو مجھ سے محبت بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔ اور اس کے لیے میں نے یہ ٹھکان رکھی تھی کہ اگر یوں جدا ہونے کے بعد آپ نے مجھے شدت سے یاد کیا۔ تو میں سمجھ گئی کہ آپ مجھے شدت سے چاہتے ہیں۔ اور اگر آپ نے خاموشی یا سرد مہری سے کام لیا۔ تو میں جان لیتی کہ آپ کو مجھ سے کوئی رغبت اور محبت و چاہت نہیں ہے۔ قرطیہ کے خاموش ہونے پر یوناف

یونان پھر بولا اور کہا۔ تمہارے یہ شکریے کے الفاظ تو ابلیک کا خود ہی سن لیگی۔ رہے تمہارے ساتھ کہ آرام و سکون حاصل کرنے کی بات تو اس کے لیے ہم ابھی اور اسی وقت میں کی طرف کوچ کریں گے اور وہاں مآرب شہر میں شاہی محل کے اندر قیام کریں گے۔ تمہاری اس گمشدگی کے دوران میرے مراسم میں بادشاہ فریشت سے ہو گئے تھے۔ اور ان سے نمٹنے کے لیے میں میں سے ہی ادھر آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یونان نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور قرطیہ کے ساتھ وہ ان چٹانوں سے غائب ہو کر میں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

نے پر شوق نگاہوں سے قرطیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سواب تمہنے میری محبت و چاہت سے متعلق کیا نتیجہ اخذ کیا ہے قرطیہ نے شرارتے شرارتے کہا! میں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ مجھے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے ہیں میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اور انسان نگاہوں سے غائب رہ کر آپ کا تعاقب کرتی رہی اور آپ کے رویے کا جائزہ لیتی رہی آپ نے واقعی مجھے سید یاد کیا۔ اب مجھے اپنی ذات پر فخر ہے کہ میں آپ کی پسند ہوں۔

اس لمحہ ابلیک نے یونان کی گردن پر بس دیا۔ اور اپنی مترنم آواز میں کہا۔ یونان! یونان! قرطیہ کو میری طرف سے عزائیل کی گرفت سے بچ نکلنے اور اپنے پاس واپس آ جانے کی مبارکباد دو۔ ابلیک کی اس گفتگو پر یونان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اس موقع پر قرطیہ نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ یونان ابلیک کے ساتھ جو گفتگو ہے۔ لہذا وہ خاموش رہی تھی۔

ابلیک پھر بولی اور پوچھا۔ یونان! یونان! اب جب کہ قرطیہ لوٹ آئی ہے۔ اور تم اس سے متعلق بڑے پریشان اور مضبوط بھی تھے۔ تو اب تم کدھر کا رخ کر دو گے۔ میں تو اس موقع پر یہ مشورہ دوں گی کہ تم چند دن تک قرطیہ کے ساتھ کہیں پرسکون جگہ رہو۔ اور دونوں میاں بیوی اپنی ازواجی زندگی کا لطف اٹھاؤ۔ اس کے بعد کسی ہم پر نکلیں گے۔ یونان نے پرسکون ہے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ابلیک! ابلیک! میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں ابھی اور اسی وقت۔ قرطیہ کو لے کر میں کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ وہاں مآرب کے شاہی محل میں قرطیہ کے ساتھ قیام کروں گا۔ اور میں کے بادشاہ فریشت کو میں بتاؤں گا کہ قرطیہ میری بیوی ہے۔ اور یہ کہ میری افریقہ سے روانگی کے وقت یہ افریقہ ہی میں رہ گئی تھی۔ ابلیک نے اس برساتی ہوئی آواز میں کہا ہاں یہ درست ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت قرطیہ کے ساتھ میں کی طرف کوچ کر دو۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔

یونان نے جب ابلیک کے ساتھ گفتگو ختم کی تو قرطیہ نے یونان کے قریب ہو کر اور اس کے پہلو سے پہلو کر کھڑے ہوتے پوچھا۔ ابلیک! آپ سے کیا کہہ رہی تھی۔ چاہتوں سے بھر پور انداز میں یونان نے قرطیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اول تو وہ تمہیں تمہاری اس سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارکباد دے رہی تھی اور دوئم وہ یہ مشورہ دے رہی تھی کہ چند دن تک قرطیہ کے ساتھ کہیں آرام کرو۔ قرطیہ نے مسکراتے گنگتاتے انداز میں کہا اس مبارکباد صرف سے ابلیک کا شکریہ ادا کریں۔ اور آرام کرنے سے متعلق آپ نے کیا سوچا ؟

طرف ترغیب دی کہ وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو کر بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر کے رکھ دے اور مجھے مبارک باد و دیر سے رفیقو! کہ میں فلسطین کے بادشاہ کو یہ ترغیب دینے میں کامیاب رہا۔ اس طرح میری اس اکساہٹ فلسطینوں کا بادشاہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کو تیار ہو گیا ان دنوں وہ اپنے لشکر کو منظم کرنے میں مصروف ہے عنقریب وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوگا اور انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے گا اور بنی اسرائیل کی اس تباہی و بربادی کے ساتھ ان سرزمینوں کے اندر میں کھل کر شرک گناہ اور بدی کی تشہیر کے لیے کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور اس خوشخبری کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ازب نے جزیرہ سقوطہ میں یونان کو مار مار کر اپنے سامنے منسوب و ملکست خود وہ بنا کر رکھ دیا۔

عزرا نے جب خاموش ہوا تو عارب نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا! خوشخبری کا دوسرا حصہ تو پہلے سے بھی زیادہ اہم اور خوشنما ہے۔ ازب کا جزیرہ سقوطہ میں یونان کو مار کر اپنے سامنے زیر کر لینا ہمارے لیے بہت زیادہ اہم اور خوش کن ہے میں سمجھتا ہوں کہ مار کھانے کے بعد اب وہ نہ ہی ہمارے منہ زیادہ گلنے کی کوشش کرے گا اور نہ ہی نیچی اور خیر کے پرچار میں زیادہ سرگرم اور پر خوش رہے گا۔ اور اس طرح عملی طور پر ہم گناہ کی ترغیب میں غالب فوز مند ہو جائیں گے عارب جب خاموش ہو گیا تو عزرا نے فکرمند سے لمبے میں کہا۔

اے میرے عزیزو! تمہاری سوچیں درست نہیں ہیں یہ جو میں نے تم لوگوں کو درحصول کی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسی ہی دو حصوں پر مشتمل ایک بری خبر بھی ہے۔ جسے سن کر تم لوگ یہ سوچنے لگو گے کہ یونان اب اپنے کام میں پہلے کی نسبت اور زیادہ سرگرم اور سبک رفتار ہو جائے گا۔ سنو رفیقان! من ایدو حصوں کی بری خبر کچھ یوں ہے۔ کہ ازب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطہ میں مار کھانے کے بعد یونان ارض و جہاز میں ازب کے مسکن کے پاس نمودار ہوا اور وہاں عقبہ کی گھائیوں کے پاس اس نے ازب کو لٹکھارا ازب کے مقابلے کے لیے نکلا اور اس کے ساتھ اس کا ایک رفیق بھی تھا۔

موسو میرے دوستو! ایسا ہوا کہ اس مقابلے میں یونان نے ازب کو مار مار کر اودھ مو کر دیا جس قدر ازب نے جزیرہ سقوطہ میں یونان کو مارا تھا۔ اس سے کئی گناہ بری طرح یونان نے ازب کو عقبہ کی گھائیوں میں مارا۔ اور جب ازب نے اپنے ساتھی کی مدد سے آگے بڑھ کر یونان کو اپنے سامنے زیر کرتے کی کوشش کی تو ایک غیر متوقع انکشاف عمل میں آیا اور وہ یہ کہ قرطیہ اچانک وہاں پیچھے کی صورت میں نمودار ہوئی اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو گئی۔ اس طرح ازب کے ساتھی کو

عارب، یوسا، بنیطہ۔ ارض فلسطین میں راہ شہر کی سرائے میں قیام کئے ہوئے تھے اور وہ بنی اسرائیل کے لوگوں کو وہدائیت سے بزار کر کے شرک کی طرف راغب کرنے میں انتہائی محنت اور جدوجہد کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کے بجائے وہ لوگوں کو لعل دیوتا اور عشتار دیویوں کی پوجا پاٹ کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اور اس میں انہوں نے کسی حد تک کامیابیاں بھی حاصل کی تھیں۔ وہ بستی بستی گھوم کر لوگوں کے سامنے ان کے گناہ، ان کی معصیت اور ان کی بدیاں خوب چمکا کر اور پرکشش بنا کر پیش کرتے اور ان کے لیے لعل دیوتا اور عشتار دیوی کے اندر ایک جذب اور دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔

ایک روز اپنے اس کام سے فارغ ہو کر جب وہ سرائے میں اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا عزرا نے پہلے سے وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ عارب، یوسا اور بنیطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے عزرا سے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا آپ کب سے یہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہیں، عزرا نے اپنے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات پیدا کئے بغیر کہا! میں ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی یہاں آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے ایک خوش خبری اور ایک بد خبری لیکر آیا ہوں۔ اس بار یوسا نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا! پہلے ہم سے وہ بات کہیں جسے آپ خوش خبری سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بد خبری سننے کے ساتھ ساتھ ہم آپ سے اپنی کامیابیوں اور کاروائیوں کا ذکر بھی کریں گے۔ عزرا نے ذرا رک کر کچھ سوچا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔

رفیقان! من! جو بات ایک خوش خبری کی سی ہے وہ یہ ہے کہ میں فلسطین کے بادشاہ سے ان کے مرکزی شہر اشدود میں لا اور ایک خیر خواہ مصلح کی حیثیت سے اسے اس بات کی

ملانے کی کوشش کریں۔ اے آقا! میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ جو کوئی بھی غور سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کی بڑی بڑی اور پرکشش روشن نیلی آنکھوں میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ اگر ہم قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یونان کے خلاف ہماری یہ ایک فتح ہوگی اس طرح میں قرطیہ سے نادی کر کے اسے یونان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ عزرائیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے مایوسانہ سے انداز میں کہا۔ جہاں تک قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا لگتا ہے۔ اس لیے کہ قرطیہ یونان کو پسند کرتی ہے اور اس سے علیحدگی وہ کسی بھی صورت گوارہ نہ کرے گی۔ اور اگر ہم کوئی اپنا سہری عمل کر کے یہ کام کر گزریں۔ تب بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس لیے کہ یونان خود یا ایک اس عمل کو ختم کر کے قرطیہ کو پھر اپنی پہلی حالت پر لا سکتے ہیں۔ لہذا قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کرنا ناممکن سا ہے۔

یوسا نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا اگر قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں تو پھر کم از کم اس کا فائدہ کرنے کی ہی کوشش کی جائے تاکہ اس کی وجہ سے یونان کی قوت میں اضافہ نہ ہو۔ عزرائیل نے پھر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔ اب شاید ایسا بھی ممکن نہ ہو۔ پسے تو میں کسی نہ کسی طرح قرطیہ کو ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب یونان اور ایکادونوں اس سے متعلق محتاط اور خبردار رہیں گے۔ لہذا وہ دونوں اس پر ہاتھ ڈالنے والے کو نقصان پہنچائیں گے اب میرے خیال میں قرطیہ یونان کے ساتھ رہ کر وہی قوت و مقام حاصل کر لے گی جو تم دونوں بیٹوں کو عارب کے ساتھ ہے۔

عارب کچھ سوچ کر پھر بولا اور قرطیہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اے آقا! اگر میں کبھی اپنے طور پر قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کرنے کے لیے کوئی ابتداء کروں تو آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ عزرائیل نے خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم ایسا کام کرنے کی کوئی کوشش کرو تو مجھے ہرگز کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اس کام کو ہاتھ ڈالتے ہوئے ذرا سوچ سمجھ اور فہم و فراست سے کام لینا۔ اب میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ اور ہاں وحدانیت کے خلاف یمن دینا اور غنیمت دیوی کی پرستش کی جو تم لوگوں نے ہم شروع کر رکھی ہے۔ اس میں تم لوگ کافی حد تک کامیاب بھی ہو اور میں اس پر مطمئن بھی ہوں اسے جاری رکھنے کی کوشش کرو۔ اور ہاں جب غنیمتوں کا لشکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوگا تو میں تمہاری طرف آؤں گا اور

قرطیہ نے اور ارب کو یونان نے دوبارہ مار مار کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ تو دوستو! یہ ہے تو حصوں کی بری جزیرہ پہلی یہ کہ یونان نے ارب کو مارا اور دوسری یہ کہ قرطیہ بھی زندہ ہے اور اب جو وہ یونان کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ مل کر کام کرے گی تو یونان کی جرأت و ہمت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

یہاں پر یوسا بولی اور عزرائیل کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے آقا! یہاں پر اب دو سوال اٹھتے ہیں۔ اول یہ کہ ارب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطہ میں ایک بار مار کھانے کے بعد یونان چند دن بعد ارب پر کیسے اور کیونکر غالب آگیا۔ دوم یہ کہ قرطیہ کا جب ایک بار آپ کے فائدہ کر دیا تھا تو دوبارہ وہ کیسے اور کہاں سے نمودار ہو گئی۔ کیا آپ ہماری نسل کے لیے ہیں ان دونوں سوالوں کا جواب دیں گے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہی کام بظاہر ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ بنیٹہ نے بھی یوسا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ہاں آقا! یہ دونوں کام ناممکن نظر آتے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہو گئے۔ عزرائیل نے یوسا اور بنیٹہ کے اس استفسار پر نہایت دانشمندانہ انداز کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

میں تم لوگوں کو دونوں سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ ایک بار ارب کے ہاتھوں پٹنے کے بعد یونان نے جو ارب کو اپنے سامنے دوسری بار بری طرح زیر و مغلوب کر لیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل یونان نے خداوند کے حضور حرم کعبہ اور جلعانے آنے والے سارے رسول کے تقدس واسطہ دیتے ہوئے دعا مانگی تھی۔ اس کے علاوہ یونان نے اس مقابلے کی ابتداء خداوند کے با عظمت نام کی بڑھائی اور تکبر کے ساتھ شروع کی تھی۔ رسواں دو عوالم کی وجہ سے ارب کو اس نے اپنے سامنے زیر و مغلوب کر کے رکھ دیا۔ رہی بات قرطیہ کے دوبارہ نمودار ہونے کی تو اس کی بھی میں تحقیق کر چکا ہوں۔ اس معاملے میں غلطی میری ہی تھی جو میں نے قرطیہ کے فائدے کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک مبہوم روشنی کی صورت اختیار کر کے میری گرفت سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ دراصل میں خود ہی غلطی پر تھا اور میں نے اصلیت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی تھی۔ حالانکہ میں نے قرطیہ پر گرفت مضبوط ڈالی تھی۔ لیکن وہ چلا کی دبیاری سے کام لیکر بچ نکلی اور اب وہ دوبارہ یونان کے ساتھ ہے۔ عزرائیل سے یہ ساری حقیقت سننے کے بعد عارب چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے آقا! اے آقا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم قرطیہ کو یونان سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ

پھر سب مل کر اپنی اس ترغیب کا انجام دیکھیں گے جو فستیوں کے بادشاہ کو میں نے بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لیے ری نہیں کیا۔ اور سنو میرے عزیز! اگر بنی اسرائیل کو فستیوں کے ہاتھوں شکست ہو گئی تو پھر یوں دلیوتا اور عرشنا دیوی کے حق میں کام کرنے کی ہماری ہم بھی سہل اور آسان ہو جائے گی اور ہم لوگوں کو شرک میں مبتلا کرتے ہیں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو بنی اسرائیل ایسی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے جس سے ان کا ٹکنا مشکل ہو کر رہ جائے گا۔

نارب نے خزیہ انداز میں کہا۔ اے آقا! ہم لوگ بنی اسرائیل کو اس گمراہی کے اندر مبتلا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان سرزمینوں کے اندر یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ اس پر عزرائیل نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔ ان سرزمینوں میں جیل اور تنہا بات کے لیے کام کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رہے کہ اس وقت اس سرزمین میں خداوند کی طرف سے دینی کام کر رہے ہیں ایک محوئیل اور دوسرے داؤد۔ لہذا تم ان دونوں سے محتاط رہ کر اپنے کام کو جاری رکھنا۔ لو میں اب جاتا ہوں۔ اور بنی اسرائیل فستیوں کی جنگ کے روز ہی تم لوگوں سے ملاقات کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزرائیل اٹھ کھڑا ہوا اور پھر شہر کی اس سڑک کے کمرے سے واپس لوٹا۔

بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل جلیل شہر میں اپنے زالی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت اس کے ساتھ اس کمرے میں اسکا بیٹا یوتیم۔ دونوں میٹاں میرب اور میکیل اور چار بھائی ابیر بیٹھے ہوئے تھے کہ ساؤل کا خادم داؤد کو لیکر وہاں حاضر ہوا۔ ساؤل نے داؤد کو اپنے سامنے ایک نشست پر بیٹھایا اور کہا میرے اس خادم نے آپ کو بیت لحم کے کوہستانوں کے اندر بریٹ بجاتے سنا اور رٹا متاثر ہوا۔ دراصل مجھے ایک ہماری اور روگ لگا ہوا ہے اور میرے اس خادم کا دعویٰ ہے کہ اگر آپ سے بریٹ سنا جائے تو میری اس بیماری اور روگ میں آرام و افادہ ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ میں آپ سے کہوں گا کہ میں طرح آپ اپنی بچیاں چراتے ہوئے بریٹ بجاتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی بجائیں۔

داؤد کے کندھے پر بریٹ اور خزامیر لٹک رہے تھے ساؤل کے اس سوال پر انہوں نے ایک بار بغور اس کمرے کے ماحول کا جائزہ لیا۔ پھر اپنے کندھے سے بریٹ انہوں نے اتار لیا تھوڑی دیر تک وہ بریٹ بجاتے رہے اور کمرے میں بیٹھا ہر کوئی اس بریٹ کی آواز سن رہا تھا۔ ڈوب کر رہ گیا۔ ساؤل کی حالت ایسی تھی جیسے اسے دنیا و مابین سے بے خبر کر کے رکھ دیا گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک بریٹ بجانے کے بعد داؤد کے بعد بھی حرکت میں آئے اور پھر بریٹ نے مرادور سے کے مطابق ان کی آواز بھی کمرے میں بند ہوئی۔

آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے
اور فضا اس کی شکاری دکھاتی ہے

دن سے دن بات کرتا ہے اور رات رات کو حکمت سکھاتی ہے
برہنہ ہے نہ کام۔ نہ اس کی آواز سنائی دیتی ہے

اس کا سہ ساری زمین پر اور

اور تیرے منہ سے نکلنے والے بولوں میں کیسا جذب اور کسی کشش ہے بخدا تیرے اس بربط تیری اس آواز اور تیرے ان الفاظ سے مجھے اپنے روگ اور بیماری میں افاقہ اور ہیکاپن محسوس ہوتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش ایسا ممکن ہو کہ تو ہمیشہ یہاں بیٹھ کر یوں ہی بربط بجاتا رہے اور اپنی آواز میں ایسے الفاظ ادا کرتا رہے۔ اور میں جو نبی اپنی دھن میں ہر شے اور ہر فکر سے بے نیاز اسے ہمیشہ کے لیے سننا رہوں۔

داؤد نے ساؤل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ساؤل نے اس بار اپنے اسی خادم کو مخاطب کیا جو داؤد کو لایا اور اسے کہا۔ تو داؤد کے ساتھ اس کے گھر جا اور اس کے باپ یسی سے کہنا کہ آج سے داؤد ہمارا منظور نظر اور ہمارا پسندیدہ نوجوان ٹھہرا۔ اور یہ اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ یہاں میرے پاس بھی آتا جاتا رہے گا تاکہ اس کے بربط اور اس کے الفاظ سے مجھے سکون ہو اور اس کی میرے پاس موجودگی میرے لطائیت کا باعث بنے۔ سو وہ خادم داؤد کے ساتھ ان کے گھر گیا اور ان کے باپ یسی کو ساؤل کا پیغام پہنچا دیا اب داؤد اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے پاس بھی حاضری دینے لگے تھے۔

اس کا کام دنیا کی انتہائیک پہنچتا ہے۔
اس نے آفتاب کے لیے ان میں خیمہ لگایا ہے
جو درلے کی طرح اپنی قوت گاہ سے نکلتا ہے
اور پہوان کی طرح اپنی دوڑ دوڑنے کو خوش ہے
وہ آسمان کی انتہا سے نکلتا ہے اور اسکی گشت اسکے کناروں تک ہوتی ہے
اور اس کی حرارت سے کوئی بھی چیز بے بہرہ نہیں ہے
خداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے۔
خداوند کی شہادت برحق ہے۔ وہ نادان کو دانش بخشتی ہے۔
خداوند کے قوانین راست ہیں وہ دل کو فرحت پہنچاتے ہیں۔
خداوند کا حکم بے عیب ہے۔ وہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔
خداوند کا خوف پاک ہے۔ وہ ابد تک قائم رہتا ہے۔

خداوند کے احکام برحق اور راست ہیں
وہ سونے سے بکے کندن سے زیادہ پسندیدہ ہیں
وہ شہد سے بکر چھتے کے ٹپکوں سے زیادہ شیریں ہیں۔
اس سے بندے کو آگاہی ملتی ہے اسے امن سے اجر ملتا ہے
کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے۔ تو مجھے پوشیدہ عیون پاک کہ
تو اپنے بندے کو بے باکی کے گناہوں سے پاک رکھ
وہ مجھ پر غالب نہ آجائیں تو میں کامل ہوں گا رزقے گناہوں پر ہونگا
اسے خداوند

میرے سنہ کا کام اور میرے دل کا خیال تیرے حضور مقبول ٹھہرے
اسے خداوند تو ہی میرا رب، میری چٹان اور میرا جذبہ رہنے والا ہے

یہاں تک کہنے کے بعد داؤد خاموش ہو گئے۔ ساؤل اپنی جگہ پر گم سم بیٹھا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے چہرے پر لامتناہی اور بے کنارے سکون و اطمینان پھیلا ہوا تھا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تو صیغی و شفقت بھری آنکھوں سے اس نے داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے نایاب نوجوان تیری آواز میں کیسا سحر تیرے بربط کی دھن میں کیسا ظہم

دلوں کو نظر انداز کرتی ہوئی اپنا کام کر جاتی ہے۔

اسے میرے عزیز! گو موت جدائی کے سیکھتے دھارے، فرشتوں کا سیاہ اندھیرا اور قرار ہی غار دیکھ جاتی ہے لیکن انسان کو تو یہ سب کچھ برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ تو کائنات کی دھڑکنوں اور فطرت کے قوانین کا اسیر ہے۔ موت کی سداوت و شرانگیزی کو اسے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ موت وحیات کی کشمکش ہی تو زندگی ہے۔

یونان کے ان القاطنے مندر پر قاطر خواہ اثر کیا۔ اور اب وہ کافی حد تک سنبھل گیا تھا پھر اس نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ کوہ مجھ پر ٹوٹ پڑا تم کہاں چلے گئے تھے یونان نے بڑی عاجزی میں کہا۔ میں نے کہاں جانا ہے۔ میں تو اپنی بیوی کو لینے گیا تھا۔ اس بار مندر نے چونک کر پوچھا۔ اپنی بیوی کو لینے تم کہاں گئے تھے۔ اور وہ کہاں رہ رہی تھی جب کہ تم نے کبھی اپنی بیوی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ یونان نے ٹانے کے انداز میں کہا میرے عزیز! میری بیوی یہاں سے ذرا دور رہ رہی تھی۔ میں اسے لینے گیا تھا۔ اور اب وہ میرے ساتھ ہے مندر نے بے چین ہو کر پوچھا۔ کہاں ہے وہ یونان نے پھر کہا۔ وہ ہجوم سے کنارے ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ تمہارے ارد گرد لوگوں کا ایک جھگڑا تھا لہذا میں اسے یہاں لے کر نہیں آیا۔ مندر نے توصیفی انداز میں کہا۔ تم نے اچھا کیا۔ میں اسے بعد میں مل لوں گا اور سنو یونان اپنے باپ کی موت کے بعد اب میں مین کا بادشاہ ہوں۔

یونان نے مندر کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ چلتے ہوئے شامی محل میں داخل ہوئے۔ قرطیہ بھی اب قریب آگئی تھی اور یونان کے ساتھ ہی محل میں داخل ہو گئی تھی اس لیے کہ اکثر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ لہذا ہجوم میں کچھ کمی آگئی تھی۔ اس موقع پر یونان نے مندر سے کہا۔ یہ میری بیوی قرطیہ ہے مندر سے غور سے قرطیہ کی طرف دیکھا اور متاثر ہوئے انداز میں اس نے کہا یونان سے کہا۔ اسے میرے بھائی! تیری بیوی واقعی خوبصورت، پرکشش اور تم دونوں کا جوڑ قابل رسک ہے۔ میرے باپ نے تمہیں اپنا بیٹا کہا تھا۔ اس نلے تم میرے بھائی ہو۔ اور آج کے بعد یہ قرطیہ میرے لیے میری بہن کی مانند ہے۔ اور یہاں یونان اب چونکہ تم اپنی بیوی بھی ساتھ لے آئے ہو لہذا محل کے مشرقی حصے میں جہاں تمہارا کمرہ تھا۔ اس کے اطراف کے اب سارے کمرے تمہارے تصرف میں دیے جھلتے ہیں۔ اور اس طرف کس کو جہانے کی اجازت نہ ہو گئی۔

ارض جبار سے نکل کر یونان اور قرطیہ جب مین کے مرکزی شہر تار ب کے باہر نمودار ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا انبوه قبرستان کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور اس انبوه میں مرد و عورت بے بوڑھے سبھی شامل تھے۔ یونان نے آگے بڑھ کر ایک پیر مرد سے پوچھا۔ اسے میرے بزرگ! یہ کیا معاملہ ہوا کہ اس قدر لوگ قبرستان کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اور بوڑھے تے کہا۔ اسے جوان! تو اس سرزمین میں ابھی اور نمودار دگلتا ہے۔ دیکھ مین کا بادشاہ ابرہہ فریقش اچانک اپنے محل کی بیڑھیوں سے گر کر دم توڑ گیا۔ اور اب یہ سب لوگ اسے ہی دفن کر کے لوٹ رہے ہیں۔ اتنے میں لوگوں کے ایک گروہ کے اندر یونان کی نظر فریقش کے بیٹے مندر پر پڑی۔ قرطیہ کو اس نے کنارے کنارے چلنے کو کہا اور خود بھی بھاگ کر مندر کی طرف لپکا۔ مندر نے جو اسے اپنی طرف آتے دیکھا۔ تو وہ بھی بھاگ کر یونان سے پیٹ گیا تھا اور بچوں کی طرح رونے لگا تھا۔

یونان نے مندر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اسے عزیز! یہ دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے۔ یہ تو ایک آزمائش ہے آدمی سے انسان تک کا سفر طے کرنے کے لیے۔ یہاں سے ہر ایک ایک وقت متروک پر کوچ کر جاتا ہے۔ خواہ وہ غلام ہو یا امام، پارسا ہو یا زند، یا شاہ ہو یا خادم۔ یہ تو درد کا ایک قلم اور غلاب رنوں کے سرد لمحوں کا ایک سفر ہے جس پر ہر ایک کو روانہ ہونا ہے۔ دیکھ میرے عزیز! تقدیر تو ایک ہولناک و طاقتور قوت ہونے کے ساتھ ساتھ صدیوں کے لمحات پر حاوی ہے۔ اور یہ تو انسان کو روح کی خود لذتی سے نجات دیکھو لوگوں کی طرح موت کے اذیت ناک سمندر سے گزار دیتی ہے۔ اور سنو موت کی دستاویزات کے فیصلے تو خداوند نے اپنی دسترس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ موت دست کو زہر کی طرح وقت کی بے لحاظ رسومات، بام و دو کی اداسی۔ عزیز و محبوب کی فرخت اور رنگا ہوں میں برستے

یونان نے اس موقع پر مندر کا ہاتھ تھاتے ہوئے کہا پہلے تم میرے ساتھ اپنے ذاتی کمرے میں آؤ میں اپنے اور اپنی بیوی سے متعلق تم سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں اسکے بعد محل کے اندر ہماری رہائشی تجویز کو آخری شکل دینا۔ یونان کی اس گفتگو پر مندر کچھ پریشان حال ہو کر بکھلا سا گیا تھا تاہم وہ وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے تھوڑی دیر کے لیے مندر سے کھڑا ہوا آگے بڑھا۔ یونان اور قرطیہ دونوں کو لیکر وہ اپنے ذاتی کمرے میں آیا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے۔ پھر مندر نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی میں پوچھا۔

یونان! یونان! اب کہو۔ تم عیندگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ یونان کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ پھر اس نے کہا۔ میں دراصل! تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میری بیوی قرطیہ ایک جگہ اور مقام کے پابند ہو کر نہیں رہ سکتے۔ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور میری بیوی اس کام میں میری مددگار اور میری معاون ہے۔ اس لیے نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم فائدہ بخشوں کی بھی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کبھی ہمارے کاموں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لیے ایسی قوتیں ہم پر حملہ آور ہونے میں پہل بھی کرتی ہیں اور یہی ان سے بھی ٹٹنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں تم پر یہ انکشاف بھی کر دوں کہ میں اور میری بیوی کوئی عام انسان نہیں ہیں۔ ہم دونوں ہی فوق البشریت حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا تم یقین کر دو گے کہ میں چند ہی ساعتیں قبل ارض مجاز سے روانہ ہوا تھا۔ اور وہیں سے میں اپنی بیوی قرطیہ کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ زمین کی یہ دوریاں۔ مواصلات کا یہ سبب ہمارے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہم دونوں پلک جھپکتے ہیں اپنی منزل کو پاتے ہیں۔

یہ گفتگو سن کر مندر کی حالت عجیب سی ہو گئی۔ اور وہ دونوں کو سہجے سہجے سے انداز میں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور یونان سے مخاطب ہوا۔ یونان! میرے بھائی! یہ گفتگو جو تم نے کی مجھے عجیب سی لگی اور اس نے میرے دل اور میرے ذہن میں ایک پل اور ایک انتشار سا برپا کر کے رکھ دیا ہے یونان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے مندر! میرے بھائی! میں ابھی اور اس وقت تمہارا یہ ذہنی انتشار دور کئے دیتا ہوں۔ پھر یونان نے اپنا ہاتھ قرطیہ کی طرف بڑھایا۔ قرطیہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا نازک، ملام اور ریشمی ہاتھ اس نے یونان کے سخت اور کڑے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور

کمرے کے اس ماحول سے وہ نائب ہو گئے تھے۔ یونان اور قرطیہ کے یوں نگاہوں سے ہچک چکا نائب ہو جانے پر مندر حسرت زدہ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر درد و ترک نادیدہ جذبات اور اس کی آنکھوں کے پس منظر میں ایک جستجو اور ایک تعلق سی رقص کرنے لگی تھی۔ وہ پریشانی میں کمرے کے چاروں اطراف میں دیکھنے لگا تھا۔

وہ ابھی اپنے شعوری کی ایک پھل اور ذہنی پریشانی ہی میں مبتلا تھا کہ یونان اور قرطیہ اس جگہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے نو در ہوئے جہاں وہ مندر کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔ اور یونان نے ایک بار پھر مندر کو مخاطب کر کے کہا۔ مندر! میرے بھائی! یہ انکشاف اور یہ گفتگو تمہارے ساتھ میں نے اس لیے کی ہے کہ تم اپنے محل میں ہماری مستقل رہائش کا بندوبست کر رہے ہو جب کہ ہم دونوں میاں بیوی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم کسی ایک جگہ تک کر نہیں رہ سکتے۔ یہیں نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں پر ضرب لگانے کے لیے بستی بستی نگر نگر دھکے کھانے ہوتے ہیں۔ لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے اس محل میں ہم دونوں میاں بیوی کے لیے رہائش کا کوئی مستقل بندوبست نہ کرو۔ اس لیے کہ جس طرح تم ایک باقاعدگی کے ساتھ اس محل میں رہتے ہو۔ اس طرح میں اور قرطیہ نہیں رہ سکتے مندر نے محبتوں اور خلوص میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

یونان! یونان! میرے بھائی! تمہاری یہ گفتگو سن کر میں تمہارا مطلب و مدعا سمجھ گیا ہوں پر مجھے بھی سنو میں کیا کہتا ہوں تم دونوں بھلے مافوق البشریت حیثیت رکھتے ہو لیکن ہرے لیے سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ تم دونوں میرے بہن بھائی ہو۔ میں تم دونوں کے لیے اس محل میں رہائش کا مستقل اور اعلیٰ ترین انتظام ضرور کروں گا۔ محل کے جس حصے کو تم دونوں کے لیے وقف کیا جائے گا۔ اس حصے میں کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی تم دونوں کی خدمت پر خدام اور خادما میں مقرر ہوں گی۔ اور جب تم دونوں محل میں نہ ہو اگر وہ گئے تو تمہارے رہائشی حصے کو مقفل کر دیا جائے گا۔ اور یہ قفل صرف تمہاری آمد پر ہی کھلا کریں گے۔ اب تم دونوں بولو کیا بولتے ہو۔ یونان تھوڑی دیر تک بڑے غور اور اتہاک کے ساتھ مندر کو دیکھتا رہا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اب میرے اور قرطیہ کے پاس بولنے کو کچھ نہیں ہے لہذا جو تم چاہتے ہو ویسا ہی کرو

یونان کے اس جواب پر مندر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس روز مارب کے شاہی محل کا مشرقی حشر جو کئی ایک کمرے پر مشتمل تھا اس کی صفائی اور ستھرائی کر کر اور اسے رہائش کی ضروریات سے سجا کر یونان اور ترکی کے لیے مختص کر دیا گیا تھا۔ یوں مندر کی خواہش پر یونان اور قریب سے مارب کے اس شاہی محل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔



جیسا کہ عزیزی نے مارب، یو سادار رینیہ کو خبر دی تھی کہ فلسطینی اسرائیلی کے ساتھ منصف کن جنگ کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں۔ وجہ یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں تو فلسطینیوں کا بادشاہ بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا اپنے مرکزی شہر سے نکل کر فلسطینیوں کے لشکر بنی اسرائیل کے سرحدی شہر شوکہ کی طرف آیا اور پھر تیزی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے شرکہ اور عریضہ شہروں کے درمیان کوہستان سلسلے کی ایک وسیع وادی کے اندر فلسطینیوں کا یہ لشکر جنگ کے لیے خیمہ زن ہو گیا۔

دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو جب اطلاع ہوئی کہ فلسطینی ایک ہزار لشکر کے ساتھ ان کے علاقوں پر چڑھ دوڑے ہیں۔ تو اس نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اور انہی وادیوں کی طرف کوچ کیا جہاں وہ فلسطینیوں کا لشکر خیمہ زن ہوا تھا جن وادیوں کے اندر یہ دونوں عساکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تھے۔ ان دونوں وادیوں کی پشت پر ہند کوہستانوں کا سلسلہ تھا اور دونوں طرف کے لشکر اپنی پشت پر ان کوہستانی سلسلوں تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں لشکروں نے اپنی پسگردگی اور خوراک کے نقصان ایک پٹا کی صورت میں اپنی اپنی پشت پر پڑنے والے ان کوہستانوں پر ہی بنا تھے فلسطینیوں کا بادشاہ اپنی طرف کے کوہستان پر بیٹھ کر اپنے لشکر کو ہدایات دینے لگا تھا۔ جب کہ ان کے بین سامنے مقابل کے کوہستانی سلسلے پر ساؤل بیٹھ کر اپنے عساکر کو ہدایا جاری کرنے لگا تھا۔ اور داؤد کے تین بڑے بھائی بھی ساؤل کے اس لشکر میں شامل تھے۔ جب اسرائیلی اور فلسطینی دونوں عساکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے تو فلسطینی لشکر سے ایک سپہ سالار نکلا۔ جو بہت دراز قد اور کوہ پیچر تھا۔ اس کے سر پہ تیل کا خوندار روہ پتیل ہی کی ذریعہ پہنے ہوئے تھا اسکی ٹانگوں پر پتیل کے ساق پوش اور دونوں

کو مقابلے کے لیے لٹکار کر ان کی بے عزتی کا باعث بننا اور جب کوئی اس کے مقابلے پر نہ آتا تو وہ واپس چلا جاتا۔ اسی دوران غزائیل، عارب، یوسا اور رینظہ بھی فلسطی لشکروں میں آسمان ہوتے تھے تاکہ دیکھیں فلسطیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل کے کیا حالت بنتی ہے۔



شانوں کے درمیان تیل کی برچھی تھی۔ اس کے پاس بھلا تلوار اور ڈھال تھی۔ دونوں لشکروں کے وسط میں اگر وہ پہوان رہا اور اسرائیلی لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے پکار کر کہا: میرا نام جالوت ہے فلسطیوں کی سرزمین ہی میں نہیں بلکہ بنی اسرائیل، کنعان اور آشوریوں کی سرزمینوں تک بھی لوگ مجھے جانتے اور پہچانتے ہیں کہ میں کس پائے کا پہوان اور کیسا زور آور ہوں۔ اسے اسرائیل کے فرزند ورا سے ساؤل کے خادموں میں تم لوگوں کو دعوت مبارزت دیتا ہوں۔ تم میں کوئی ایسا ہے جسے اپنی زندگی عزیز نہ ہو اور جو میدان میں نکل کر میرے ساتھ مقابلہ کرے۔

جالوت کا نام سن کر بنی اسرائیل کے لشکریوں پر ادا سی اور مردنی چھا گئی تھی۔ پس جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے کوئی میدان جنگ میں نہ اترتا۔ جالوت جب کافی دیر تک وہاں کھڑا ہو کر انتظار کرتا رہا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ اترتا تو اس نے پھر صراحت کر کہا: اسے اسرائیل کے فرزند ورا! اس وقت تک اجتماعی جنگ نہ ہوگی جب تک کوئی تم میں سے نکل کر میرے ساتھ

انفرادی مقابلہ نہ کرے۔ سو اپنے لیے کسی جوانمرد کو نکالو جو میرے ساتھ نبر و آزمائے ہو۔ اور سنو اسرائیلیو! اگر تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرے اور مجھے قتل کر دے تو تم لوگوں کے خادم ہو جائیں گے اور اگر میں غالب رہوں اور تمہارے آدمی کو قتل کر دوں تو میرے لوگ ہمارے خادم ہو جاؤ گے اور ہماری خدمت بجالاؤ گے۔

جب بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی جالوت کے مقابلے پر نہ نکلا تو جالوت پھر بنی اسرائیل، لشکر کو مخاطب کر کے کہا: اے بنی اسرائیل! میرا خیال ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میرے مقابلے پر نہ آئے گا پر یاد رکھو جب تک تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے گا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے اور یہ یوں ہر روز میدان میں نکل کر اور تم لوگوں کو مقابلے کے لیے لٹکار کر تھاری فقیحت اور بے عزتی کرتا رہوں گا اور دیکھو گا کہ تم لوگ کیونکر خاموش رہتے ہو اور کب تک میرے مقابل کسی کو نہیں لاتے۔ جالوت واپس اپنے لشکر میں چلا گیا۔ اور اب اس نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ وہ ہر روز میدان میں نکلتا۔ بنی اسرائیل

سے تو ریت کے مطابق اس جالوت کا قد چھ ہاتھ ایک باشت تھا اس کی زہ قول میں پانچ ہزار اور اسی کے بھائے کی پھڑی ایسی تھی جیسے جولا ہے شستر اس کے نیزے کل چھ چھ تالہ وزن کا تھا۔ قرآن مقدس میں اس جنگ اور جالوت کا ذکر آتا ہے۔

ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کے ہوئے تھے۔ تو وہ لشکر گاہ میں سے ہوتے ہوئے اس نیچے میں داخل ہوئے جس میں ان کے تینوں بڑے بھائی تھے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی داؤد کو دہاں دیکھ کر خوش ہوئے۔ داؤد نے انہیں پہلے وہ سامان دیا جو وہ گھر سے لے کر آئے تھے اور ساتھ ہی ان سے اپنے اہل خانہ کی خیریت بھی بتائی اور ان پر انکشاف کیا کہ گھر والے ان تینوں سے متعلق فکرمند ہیں۔ عین اس وقت جب کہ داؤد اپنے بھائیوں کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ فلسطیوں کا پہلوان جالوت میدان میں اترا اور روز بروز سے اسرائیلیوں کو مخاطب کرتے ہوئے مقابلے کے لیے نکلنے لگا تھا۔

داؤد نے حیرت و پریشانی میں اپنے بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کون شخص ہے جو بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے نکالتا ہے اور حیرت ہے کہ ہمارے لشکر سے کوئی اس سے مقابلہ کرنے کو نہیں نکل رہا۔ داؤد کے تینوں بھائی افسردہ سے ہو گئے اور انہوں نے اس سے استفسار کیا داؤد کو کوئی جواب نہ دیا۔ پر وہاں اس وقت نیچے میں داؤد کے بھائیوں کے علاوہ کچھ اور اسرائیلی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں میں سے ایک اسرائیلی نے داؤد کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ایسی کے بیٹے! یہ مقابلے کے لیے نکلنے والے فلسطیوں کا ایک پہلوان ہے اور اس کا نام جالوت ہے۔ یہ گزشتہ کئی روز سے ایسا ہی کر رہا ہے۔ دیکھو جب پہلے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے تو جالوت نام کا یہ پہلوان میدان میں اترا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کی دعوت دی پر ہمارے لشکر میں سے کوئی بھی اس سے مقابلہ کرنے کو نہ اترا۔ لہذا اس جالوت نے اعلان کیا کہ اس وقت تک دونوں لشکر اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے جب تک بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کے ساتھ انفرادی طور پر مقابلہ نہ کرے۔

اے بنی اسرائیل کی بد بختی جالوت نام کا یہ فلسطی پہلوان اب ہر روز میدان میں نکلتا ہے اور بنی اسرائیل کی بے عزتی، رسوائی اور فقیحت کرنے کی خاطر ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کیلئے نکالتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کئی روز سے جاری ہے پر کوئی اسرائیلی اس کے مقابلے پر نہیں آتا اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارے بادشاہ ساؤل نے اعلان کر دیا ہے کہ جو بھی اسرائیلی جنگجو اس جالوت نام کے پہلوان کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے زیر کرے گا۔ اسے نہ صرف یہ کہ ساؤل بادشاہ دولت سے مالا مال کروں گا بلکہ اپنی بیٹی کو بھی اس شخص سے بیاہ دے گا جو مقابلے میں جالوت کو زیر کرے۔ لیکن پھر بھی کوئی مقابلے پر نہیں اترتا۔ اس لیے کہ اطراف و اکناف کے

اور بیت لحم کے ایسی کے آٹھ فرزند تھے جن میں سے سب سے چھوٹے داؤد تھے۔ ایسی خود نو بڑھا ہو چکا تھا۔ لیکن ایسے تین فرزند ایسا ہی، ابیداب اور سمحہ سر کے ہمراہ بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل تھے۔ ایک روز ایسی نے اپنے چھوٹے داؤد کو بلایا اور بلایا اور کہا۔ دیکھ میرے فرزند میں جانتا ہوں تو بہادر و رشک، دلیر و جراتمند اور نیک و پارسا ہے۔ دیکھ بنی اسرائیل اور فلسطی لشکر کو ایک دوسرے کے مقابل ہوئے آج کئی روز ہو چکے اور میں اپنے تینوں بیٹوں اور تیرے منور بڑے بھائیوں کی طرف سے فکرمند ہوں جو لشکر میں شامل ہیں۔ سو میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے بھائیوں کو بھول بائیں اس کے برائے کا بندوبست کروں گا تو میں لشکر میں جاؤں اپنے بھائیوں کی خبر لے کر تاکہ ان کی طرف سے مجھے اطمینان ہو۔ کیونکہ دوسرے لوگ بھی جن کے فرزند لشکر میں ہیں اپنے اپنے آدمیوں کی اس طرح خبر گیری کا سامان کر رہے ہیں۔ اس پر داؤد نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا۔ اے میرے باپ آپ فکرمند نہ ہوں جیسا آپ کہیں گے۔ ایسا ہی میں کرے گا۔ داؤد کا جواب سن کر ایسی خوش ہوا اور کہا۔ اے میرے بیٹے! تو آج ہی رزم گاہ کی طرف روانہ ہو جا۔ پر دیکھ اپنے ساتھ سامان بھی لے جا جو میں نے تیار کر رکھا ہے۔ تو میرے ساتھ آ تاکہ میں وہ سامان تجھے ورن پھر سی داؤد کو اپنے گھر لے گیا۔ پھر سامان داؤد کے حوالے کرتے ہوئے لسی نے کہا۔ اے میرے فرزند! بھگہ۔ یہ بھنا ہوا اناج، روٹیاں اور پیاز کی ٹکیاں ہیں یہ چیزیں تو لشکر گاہ میں اپنے تینوں بھائیوں کے پاس ہے۔ با۔ اور دیکھ میرے فرزند! واپسی پر ان طرف سے کوئی ایسی چیز لے آنا جو میرے لیے اس ارک نشانی ہو کہ وہ تینوں خیریت کے ساتھ ہیں۔ سو داؤد نے اپنے باپ کے حکم کے مطابق ان کی دی ہوئی چیزیں لیکر رزم گاہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

داؤد جب اپنے باپ کا دیا ہوا سامان لیکر واری ایلیہ میں پہنچے جہاں دونوں عساکر

بہل نیکی کے مقابلے میں بدی، اطاعت کے مقابلے میں معصیت اور واحدانیت کے مقابلے میں شرک کو نچا دکھانے کی مترادف ہے لہذا میں اس بدی و برائی، اخلاف و مافرمانی اور کفر و شرک کا بڑا انجام دیکھنے بغیر نہ جاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جالوت کو زیر کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد داؤد اس خیمے سے باہر نکل آئے۔ ان کے بھائی اور خیمے میں موجود دوسرے اسرائیلی بھی خیمے سے باہر آ گئے۔ جالوت سے متعلق گفتگو سننے کے بعد اس خیمے سے باہر جلد ہی لشکر کے اسرائیلوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا۔ پھر اس قدر لوگوں کو وہاں جمع ہوتے دیکھ کر داؤد کے بھائی بے بس سے ہو گئے اور انہوں نے داؤد کو جالوت کے ساتھ مقابلے سے باز رکھنے کے لیے ان کے ساتھ کوئی مزید گفتگو نہ کی۔ پھر وہاں جمع ہونے والے اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے داؤد نے کہا: اے اسرائیلی کے فرزندو! مجھے بتاؤ کہ ہمارا بادشاہ ساؤل کہاں ہے تاکہ میں اس سے ہوں اور اسے بتاؤں کہ میں جالوت سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔ لہذا وہ مجھے اجازت دے کہ میں جالوت کے مقابلے میں نکھوں! اتنے میں ایک اسرائیلی نے بند آواز میں کہا ساؤل کا خیمہ تو وہ اس سامنے والے جبل پر ہے۔ داؤد نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ خاموشی سے اس کو ہستان کی بندی پر چڑھنے لگے تھے جس کی طرف اس اسرائیلی نے اشارہ کیا تھا۔



سب لوگ جانتے ہیں کہ جالوت کس قدر زور آور اور قوت والا پہلوان ہے۔ سنا ہے وہ اپنے مقابل پر سپہ پھر پھر کراٹھتے بھوکوں اجان کنی کے لمحات اور شور مچاتے آندھی زلزلوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور لمحوں کے اندر اپنے مقابل کی حالت محکومیت کی اسیری، ظلمت کی گہرائیوں اور بے خبر گھٹیت و ویران بستیوں جیسی کر کے رکھ دیتا ہے۔ کاش بنی اسرائیل میں بھی اس جالوت جیسا کوئی پہلوان ہوتا اور اسی کے سے خوفناک انداز میں اس کی ٹکار کا جواب دیتا۔

اس اسرائیلی کی یہ گفتگو سن کر داؤد نے: برہم ہو کر کہا یہ کیسے ممکن ہے توں کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے والے نفلتوں کا کوئی فرد خدا کے واحد کو ماننے والے اور اسی کی بندگی و عبادت کرنے والے اسرائیلیوں کی رسوائی اور فضیحت کرے۔ میں نفلتوں کے اس پہلوان جالوت سے مقابلہ کروں گا اور اس پر ثابت کروں گا کہ غالب و فوز مند وہ میں رہتا ہے جسے اللہ کی نصرت و حمایت حاصل ہو۔ اور اے اسرائیل کے فرزندو! مجھے غور سے سنو۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میں اپنے رب کا نام لیکر جالوت کے مقابلے پر نکلوں گا تو اس مقابلے میں یقیناً کامیاب و سزاوار ہوں گا اور جالوت کو اپنے سامنے زیر اور رسوا کر دوں گا۔ داؤد کے بڑے بھائی الیاب نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو اسے فخر ہوئی کہ میں میرا چھوٹا بھائی جالوت کے ساتھ مقابلے کے لیے نکل کر مارا ہی نہ جائے لہذا اس نے داؤد کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

تو یہاں کیوں آیا ہے۔ اور اپنی بچیوں کا وہ چھوٹا سا ربوڑ جس پر ہمارے گھر کی گزربہر ہوتی ہے وہ تو کسی کے پاس اور کس کی نگرانی میں چھوڑ آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں تو یہ سامان دینے کے بہتے نفلتوں اور بنی اسرائیل کی جنگ دیکھنے آیا ہے۔ دیکھ میں تیرا بڑا بھائی اور تجھ سے کتنا ہوں کہ فوراً لشکر سے نکل کر گھر چلا جا۔ تیری غیر موجودگی میں باپ پریشان ہو گا۔ اور تیرا ربوڑ بھوکا مر جائیگا۔ اب تو اٹھ اور یہاں سے چلا جا۔ اور اس نفلتی پہلوان جالوت سے مقابلہ کرنے کی دھن تو اپنے ذہن سے نکال دے۔

داؤد نے بڑی متانت اور پیغمبرانہ سنجیدگی میں اپنے بڑے بھائی الیاب کو جواب دیتے ہوئے کہا: میں یہاں بنی اسرائیل اور نفلتوں کی جنگ دیکھنے نہیں آیا۔ بلکہ مجھے میرے باپ نے بھیجا کہ میں تم تینوں کی خیریت کی خبر اس تک پہنچاؤں کہ وہ تمہارے متعلق بہت فکر مند ہے۔ اس جالوت پہلوان سے متعلق تو مجھے یہاں اگر تیرے چلا کہ یہ گزشتہ کئی دنوں سے بنی اسرائیل کی فضیحت کرتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن اب ایسا نہ ہو گا۔ جالوت کو تیرا دکھانا۔ حق کے مقابلے میں

اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ڈالا۔ اور اپنی سری قوتیں استعمال کرنے سے قبل یونان نے پھر بولا۔ قرطیہ، قرطیہ! وہاں فلسفیوں کے لشکر میں عزرائیل، عارب، یوسا اور بنیظ بھی ہیں۔ اگر ان سے ٹکراؤ ہو جاوے اور تم یہ جانو کہ تم کسی کرب میں مبتلا ہو رہی ہو تو فوراً اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو میرے جہم کے ساتھ مل کر لینا اس طرح عزرائیل یا اس کے ساتھی نہیں کرنی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ میں اپنی ذات پر ایک ایسا سری عمل کروں گا جو میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یونان کی گفتگو پر مسین قرطیہ کی گہری نیلی آنکھوں میں خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئیں تھیں یونان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے سکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور عارب سے نائب ہونے کے بعد وہ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادی میں ایک ایسی بڑی چٹان پر نمودار ہوئے۔ جہاں کھڑے ہو کر وہ فلسطی اور اسرائیلی دونوں عساکر کو دیکھ لیتے تھے۔



فلسطی لشکر کی عدد میں عزرائیل، عارب، یوسا اور بنیظ ایک بہت بڑی چٹان کے پاس بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ عزرائیل اچانک خاموش ہو گیا اور اس پر ایسی کیفیت جاری ہو گئی جیسے وہ برتن گوش ہو کر کسی کو سننے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر عجیب طرح کے تاثرات چلے بکھر رہے تھے پھر اچانک عزرائیل بولا اور کہا۔ رفیقان! سنو! یونان اور قرطیہ اس وادی کی ایک جنوبی چٹان پر نمودار ہوئے ہیں۔ ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے مجھے یہ اطلاع کی ہے۔ یونان کا ارادہ اس جنگ میں شامل کر جانے سے متاثر کرنا ہے۔

میرے عزیزو! اگر وہ اس مقابلے میں گود دڑا تو انہوں کے اندر وہ جالوت کا خاتمہ کر کے رکھ دے گا کیونکہ یونان اور جالوت کا تناسب ایسا ہی ہے جیسے آندھی اور بجڑ۔ لہذا آؤ یونان اور قرطیہ کی راہ روک دیں۔ قرطیہ اگر افریقہ میں چل دیں تو میرے ہاتھوں پنج نکلی تھی تو آج وہ ایسا نہ کرے گی آج جہاں ہم یونان کو اپنے ندو سے بقاؤ نہ کرنے کی سزا دیں گے وہاں قرطیہ کا بھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر کے رکھ دیں گے

مین میں عارب کی شاہی محل میں یونان اور قرطیہ دونوں اپنے اس کمرے میں بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے جسے وہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کرتے تھے کہ یونان اچانک گفتگو کرتے کرتے خاموش ہو گئی کیونکہ بیکانے اس کی گردن پر بس دیا تھا۔ یونان کے یوں خاموش ہو جانے پر قرطیہ نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ اب کیا گفتگو کرنے لگی ہے لہذا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی اب بیکانے بس دینے کے بعد کہا۔ یونان! یونان! میرے عزیز ترے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ نیکی کے بری کے ساتھ ٹکرنے کی ساعت آگئی ہے۔ دیکھ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادیوں کے اندر فلسطیوں اور اسرائیلیوں کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے جھم زن ہیں۔ گزشتہ کئی روز سے فلسطیوں کی طرف سے جالوت نام کا ایک پہلوان نکلتا ہے اور سب اسرائیلیں اس سے کوئی اس کے مقابلے پر نہیں نکلتا۔ اس طرح گزشتہ کئی روز سے یہ جالوت جو مشرک سے خدا کو ماننے والے اسرائیلیوں کا رسوائی کا باعث بنا ہوا ہے۔

اے یونان! تو بآسانی اس جالوت کو زیر کر سکتا ہے۔ اٹھ اور ایلہ کی وادیوں کی طرف کوچ کر اور جالوت کو زیر کر کے بنی اسرائیل کو اس کی زلت سے بچا۔ اور سنو اس وقت فلسطیوں کے لشکر میں عزرائیل، عارب، یوسا اور بنیظ بھی شامل ہیں۔ لہذا محتاط رہنا۔ بہر حال اتنا فکر مند ہونے کی بھی ضرورت نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اب تو قرطیہ بھی ساتھ ہے اب دو کے بجائے نیکی کی ہم تین علامتیں ہیں۔ اب کیا جب خاموش ہوئی تو یونان نے کہا۔ اب کیا! اب کیا! میں تمہاری اس پکار پر لبیک کہتا ہوں اور قرطیہ کے ساتھ میں ابھی ارض فلسطین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس موقع پر قرطیہ نے بڑے پیار سے پوچھا کیا کہتی ہے اب کیا! اور جواب میں یونان نے سارے احوال قرطیہ اور آخیں یونان نے قرطیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ قرطیہ! قرطیہ! آؤ یہاں سے ارض فلسطین کی طرف کوچ کریں پھر دونوں میاں بیوی اپنی اپنی جگہ پر

درہ اس میدان میں اگر یونان داخل ہو کر جالوت کو زیر کر گیا تو نندہ تیبوں کے حوصلہ بہت
ہو جائیں گے اور وہ شکست سے دوچار ہو جائیں گے اور نلستیوں کی شکست ہمارے
مقام کی نشی ہے۔ لہذا آؤ یونان اور قرطبیہ کی راہ روک دیں اس کے ساتھ ہی عزرائیل
عرب، یوسا اور سینیٹر اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو استعمال
کرتے ہوئے وہ اس چٹان کی طرف کوچ کر گئے تھے جس چٹان پر یونان اور قرطبیہ
مودار ہوئے تھے۔

اور ایلہ کی وادی میں داؤد اپنے بھائیوں کے خیمے نکل کر جب اس جبل پر چڑھنے لگے جس پر
بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل خیمہ نصب تھا تو ایسا ہوا کہ داؤد کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی لشکر
کے کچھ لوگوں نے ساؤل تک یہ بات پہنچا دی کہ ایسی کا بیٹا داؤد اپنے بھائیوں کے لیے گھرے
کھانے کی اشیاء لے کر آیا ہے اور وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ لہذا داؤد
کے ساؤل کے پاس پہنچے۔ قبل ہی ساؤل کو سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی۔ پس جب داؤد
ساؤل کے خیمے کے سامنے آئے تو صاحب بنیر کسی گفتگو یا تمہید کے داؤد کو فوراً اندر لے گیا
اس وقت خیمے میں خود ساؤل، اس کا بیٹا یونتن اور چچازاد بھائی ابیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ساؤل نے
داؤد کو اپنے بیٹے یونتن اور چچازاد بھائی ابیر کے ساتھ بیٹھنے کو جبکہ وی۔ پھر اس نے بڑی ہمدردی
اور شفقت میں پوچھا۔

اے داؤد! میں نے سنا ہے۔ تو جالوت سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر داؤد نے
بولے اور کہا اے بادشاہ! میں جب یہاں لشکر کے اندر اپنے بھائی کے خیمے میں تھا تو میں نے
جالوت کو سنا۔ وہ دونوں عساکر کے درمیان ہو کر بنی اسرائیل کی فضاخت کر رہا تھا اور بنی اسرائیل
کے لیے رسوائی و ذلت اور بے عزتی و بدنامی کی باتیں کر رہا تھا۔ پس اے بادشاہ! میرے لیے
یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ ایک باطن پرست خدا پرستوں کی ذلت و بے عزتی کا باعث بنے
لہذا میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ میں اس جالوت سے ضرور مقابلہ کروں گا اور اے بادشاہ! میں
اب صرف اس غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ تاکہ آپ مجھے اس نلستی پہوان جالوت کے
ساتھ مقابلہ کرنے کی اجازت دیں۔ ساؤل نے داؤد کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔
اے داؤد! تو اس جالوت سے مقابلہ نہ کر اس لیے کہ تو ابھی اس قابل نہیں کہ تو جالوت کے
ساتھ ٹکرائے تو ابھی ایک نوجوان ہے اور تو اب تک اپنا ریوڑ ہی چرتا رہا ہے۔ جب کہ

علاؤ اور بھی ہو سکتے ہیں۔ ویسے اتنا گھبرانے اور فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایک بھی تم پر نگاہ رکھے گی اور ضرورت کے وقت وہ ضرور تمہاری مدد کو بھی ملے گی ہر حال تم خود ہی ان ذلت آمیز مناظر اور بریدی کے گماشتوں سے محتاط رہنا۔ تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اور نگاہ سے غائب ہو کر اپنا دفاع کر سکتی ہو۔ قرطیہ نے اپنے خوبصورت اور سرخ انگوٹھ ہونٹوں پر سکراہٹ بکھرتے اور خوشی میں اپنی جھیل سی گہری نیلی آنکھیں پچاتے ہوئے پیار سے یونات کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

اور دوسری بات کیا ہے۔ جواب کہنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو میں نے سن لی۔ اور آپ سے تعلق زیادہ فکرمند ہوں۔ میں پہلے ایک بار افریقہ میں اپنی غفلت کی بنا پر عزرائیل کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔ اب میں عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ محتاط رہوں گی۔ اب آپ دوسری بات کہیں، دوسری بات یہ ہے۔ یونات سکراتے ہوئے بولا۔ کہ آج ملکا بھی سے میں تمہارا نام تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے اپنا نام قرطیہ تو سردار محبتا کی بیٹی کے نام پر رکھ لیا تھا۔ تاکہ اس کے ہاں تم پناہ لے سکو لیکن اب تم کبھی پابند اور دہل نہیں ہو۔ قرطیہ نے فوراً سچ میں بولتے ہوئے کہا۔ میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتی۔ آپ کی بیوی کی حیثیت سے میں آپ کی پابند اور دہل ہوں۔ یونات نے فوراً بوجھ لیا۔ کیا تم مجھ کے ہاں کی پابندی اور میری بیوی کی حیثیت سے اس پابندی میں فرق محسوس نہیں کرتی ہو۔ قرطیہ نے اپنے انول اندر میں ترستے ایک خوبصورت بون پر دست خیز اور دل فریب سکراہٹ بکھرتے ہوئے یونات کی طرف دیکھا پھر وہ بولی۔

اس پابندی اور اس پابندی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھ کے ہاں اپنے بھائی کے ساتھ بے بسی، بیخبری اور لاچارگی کی پابندی تھی۔ اور آپ کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے پابندی۔ سکون، پیار و محبت اور خوشی و مسرت سے بھرپور پابندی ہے۔ اور اس پابندی میں تو میں اپنی ساری زیست گزار دینے کا عہد کر چکی ہوں۔ قرطیہ کی اس گفتگو سے یونات کے بون پر گہری سکراہٹ نمودار ہوئی۔ اسکی بھاتی تن گئی تھی۔ پھر اس کی گہرے سرور میں ڈوبی آواز بلند ہوئی۔ قرطیہ افریقہ! ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ قرطیہ پھر بولی اور اپنی شہداء پیار کے رنگ اور چاہتوں کی خوشبو بکھرتی اپنی آواز میں اس نے کہا۔ ایک بیوی کی حیثیت سے آپ کو خوش اور پرسکون رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ اچھا اب آپ وہ دوسری بات مکمل کریں جو آپ کہنے والے تھے۔ یونات نے ایک بار مسکراتے ہوئے پھر قرطیہ کو مخاطب کر کے کہا۔

جالوت اپنے پہن سے ہی ایک پہلوان چلا آ رہا ہے اور ضرب و ضرب کے ساز کو وہ استعمال کرتے حرکت میں لانے کا خوب ماہر ہے۔ لہذا اس جالوت سے مقابلہ کرنے کا خیال دل سے نکال دو۔ ساؤل کی اس توضیح کے جواب میں بولتے ہوئے داؤد نے کہا۔ اسے بادشاہ۔ جالوت تو کوئی چیز ہی نہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ میں اپنے باپ کا ریوڑ چراتا ہوں۔ اور جب کوئی شیر یا بچھ میرے اس ریوڑ پر حملہ آور ہو کر اس میں سے کوئی بکری اٹھا بھاگتا تو میں اس کا پیچھا کرتا۔ تو میں ان درندوں کا پیچھا کرتا اور انہیں مار مار کر ان سے اپنی بکری سلامت چھین لیتا۔ اور جب کوئی درندہ مجھ پر پھینکتا تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا اور اسے مار کر بھاگ دیتا یا ہلاک کر دیتا۔ اسے بادشاہ! جب میں اپنے ریوڑ کی حفاظت میں درندوں کا مقابلہ کر کے انہیں ہلاک کرتا یا مار بھاگتا رہا ہوں۔ تو پھر بنی اسرائیل کی حفاظت کی خاطر میں کیونکر اس جالوت کو اپنے سامنے زیر نہ کروں گا۔ اسے بادشاہ! تو مجھے اس فلسفی نامحنون جالوت سے مقابلہ کرنے کی اجازت دے۔ پھر دیکھ میں اس میں کیا انجام کرتا ہوں۔

اسے بادشاہ! ساؤل! اس فلسفی پہلوان جالوت نے ایک خدا کی بندگی کرنے والے بنی اسرائیل کی رسوائی کی ہے۔ اس سے میں مقابلہ ضرور کروں گا اور جس خداوند نے مجھے میرے ریوڑ کی حفاظت کرتے ہوئے مجھے درندوں سے بچا یا وہ مجھے اس جالوت سے بھی بچائے گا اور دوسری میرا رب مجھے اس کے مقابلے میں فوز مند اور کامران بھی رکھے گا۔ اس بار ساؤل نے قائل ہوتے ہوئے کہا۔ جو گفتگو تم کرتے ہو اگر ایسا ہے۔ تو پھر خداوند تمہارے ساتھ ہے۔ تم جالوت کا مقابلہ کرو اور مجھے امید ہے تم کامیاب ہو گے۔ اور دیکھو میں تمہیں اپنا جتنی لباس پہنا تا ہوں اور اپنے ہتھیاروں سے سجاتا ہوں پھر تم اس جالوت کے مقابلے پر نکلو۔ پھر ساؤل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ویز اور یونین کی مدد سے اس نے راؤڈ کو پیسے اپنا لباس پہنایا۔ پھر تینوں مل کر داؤد کو ہتھیاروں سے سجانے لگے تھے۔

ایک وادی میں ایک بہت بڑی چٹان پر نمودار ہونے کے بعد یونات نے قرطیہ کو مخاطب کر کے کہا، قرطیہ! قرطیہ! قبل اس کے کہ میں ان دونوں لشکروں کے درمیان جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے اتروں میں تم سے دریا میں کہا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ جب میں فلسفی پہلوان جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتروں تم عزرائیل، مارب، یوسا اور بنیظہ کی طرف سے محتاط رہنا۔ مجھ سے علیحدہ نہیں تنہا دیکھ کر وہ اپنی ماضی کی خفت اور ذلت مٹانے کی خاطر تم

رہا تھا۔

قرطیہ! قرطیہ! دوسری بات جو میں تم سے کہہ رہا تھا وہ یہ کہ آج نہیں نہیں بلکہ ابھی سے تمہارا نام اب قرطیہ کے بجائے صرف ارلیہ ہوگا۔ اور میں اب آج کے بعد اسی نام سے تمہیں پکارا کروں گا۔ قرطیہ نے بے پناہ خوشی اور انبساط کا اظہار کیا اور بولی میں آپ کا دیا ہوا یہ نام بخوشی قبول کرتی ہوں۔ پہلے مجھے اپنے نام سے نہیں صرف اپنی ذات سے محبت تھی لیکن اب اپنی ذات کے بجائے مجھے اپنے اس نئے نام سے زیادہ محبت اور الفت ہوگی اس لئے کہ یہ نیا نام میرے شوہر کا دیا ہوا ہے۔ ایسا شوہر جس کے لیے میں اپنی جان تک تیار اور اپنی روح تک بچھا دوں۔ قرطیہ کہہ سکتی ہوں۔ ارلیہ کی اس گفتگو کے جواب میں یونان کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا۔ کیونکہ اچانک اس کی گردن پر ایک کانے تیز لیس دیا تھا۔ ارلیہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یونان پر ایک کا داؤد ہو گئی ہے۔ لہذا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی۔ پھر ایک کانے کی بے چین، سنجیدہ اور فکرمندی آواز یونان کی سماعت یونان یونان! تم اور ارلیہ! فوراً سنبھل جاؤ۔ عزازیل، عارب، یوسا اور بینظہ کے ساتھ تم دونوں پر حملہ آور ہو رہا ہے میں بھی تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ تم نے اچھا کیا قرطیہ کا نام بدل کر ارلیہ رکھ دیا ہے۔ اور ہاں سنو یونان! ایک ایک کتے کہتے خاموش ہو گئی۔ کیونکہ جس چٹان پر یونان اور قرطیہ کھڑے تھے اس چٹان پر ان دونوں کے عین سامنے عارب، یوسا اور بینظہ نمودار ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ارلیہ اپنے حسین، بوری اور پھلکے جسم کو یونان کے جسم سے مس کرتی ہوتی کھڑی ہو گئی تھی۔ یونان خاموش تھا۔ شاید وہ اپنے کسی عمل کی تکمیل میں لگا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک کانے بھی ابھی تک یونان کی گردن سے علیحدہ نہ ہوئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ گردن پر نرم اور پرسکون لمس دیتی ہوئی یونان کو وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔

عارب نے بولنے میں پہل کی اور یونان کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے نیچی کے گاشے آج تو اور تیری یہ سا تھی لڑکی دونوں ہم سے پیچ نہ سکو گے۔ ان چٹانوں کے اور آج ہم تم دونوں کو مدقوق، منظوج اور معذور لاچار بنا کر رہیں گے۔ تیرے لمبی تازہ حرارت کو سمجھ رہی ہوں میں اور تیری زندگی تیری زیست کی ساری خواہشوں کو وقت کے آشوب اور بے کتابہ یقینی کے لمحوں میں بدل کر رکھ دیں گے۔ اس چٹان کے اوپر تیرے لیے نہ ختم ہونے والا زیست کا آشوب کے کنارے سلسلہ کرب و فراق شروع ہوگا۔ عارب کی گفتگو سن کر یونان کے لبوں پر ایک

لفظیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ایک مسکراتی نگاہ اس نے ارلیہ پر ڈالی اور پیار بھری آواز میں اس سے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! میرے قریب ہو کر رہنا۔ اگر تم دونوں ایک دوسرے سے الگ رہے تو یہ ہمارے لیے مسائل کھڑے کر دیں گے۔ ارلیہ نے یقین و اعتماد سے بھرپور آواز میں کہا۔ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں میں آپ کے ساتھ ہوں میں تو آپ کی جان و جسم کا ایک حصہ ہوں۔ ہم دونوں میان بیوی مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔

ارلیہ کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد یونان نے غور اور قہر آلود انداز میں عارب کی طرف دیکھا پھر مولناک آوازیں انہیں مخاطب کر کے یونان بولا۔ اے فطرت کے باغیو! اہرمن کے بندو! عزازیل کے غلام زادو۔ کسی دسم و گمان، کسی ظلم و شک میں مبتلا نہ رہ جاتا۔ اس چٹان کے اوپر میں اور میری بیوی ارلیہ تمہارے ہر جور و ستم کی ذلت و ذکیت۔ تمہاری ہر لطیفی و جبروت کو تمہارے بخت کی رسوائی اور تمہاری ساری ساحرانہ رسومات کو ریت کے گولوں کی طرح اٹا کر رکھ دیں گے۔ یونان کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس کی پشت پر شو قیامت کی گونج جیسی گڑ گڑاہٹ ہوئی تھی اور اس نے جب پٹ گڑ بکھا تو اس کی پشت پر عزازیل نمودار ہوا تھا اور اس سے عزازیل کے چہرے پر ہمہ جیت طوفان اور اس کی آنکھوں کے اندر اندھنی خوفناک قوتیں رقص کر رہی تھی۔ ارلیہ عزازیل کو وہاں دیکھ کر چونک سی گئی تھی۔ تاہم وہ فوراً سنبھل گئی اور یونان کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔

عزازیل کے وہاں نمودار ہونے پر یونان فوراً سنبھلا۔ اپنا رخ اس نے بدل لیا۔ اب اس کی ایک آنکھ عارب، یوسا اور بینظہ پر تھی جب کہ اس کی دوسری آنکھ عزازیل پر تھی۔ اس موقع پر ایک کانے یونان کی گردن پر تیز لیس دیا اور کہا۔ یونان! یونان! میرے صیب فکرمند نہ ہو۔ اور یہ عزازیل کسائے پر تم نے اپنا رخ کیوں بدل لیا اسی طرح عزازیل کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ میں کاہے کے لیے ہوں۔ عزازیل سے میں خود نمٹ لوں گی۔ تم دونوں میان بیوی مل کر عارب، یوسا اور بینظہ کی طرف دھیان دو۔ اس موقع پر ایک کانے یقین دلا سکے بائٹ یونان کے لبوں پر گہرے سکون مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ پھر فوراً اس نے اپنا رخ بدلی کر لیا اور اب پہلے کی طرح اس کا چہرہ عارب کی طرف اور پشت عزازیل کی طرف تھی۔

ارلیہ سمجھ گئی تھی کہ ایک کانے کے ساتھ یونان کی گفتگو ہوئی ہے جس کی بناء پر اس نے اپنا رخ پھر عزازیل کی طرف پیٹھ کر لی ہے۔ اس موقع پر ابیس حرکت میں آیا اور یونان کو مخاطب

نیز اسی سے ڈرو۔ اور سوچ بچ کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا اور نہ ہی تیری حالت اڑتے
جینے خیال اور ملعون و مضموم شے جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یونان کے غامض ہونے پر ارباب بھی دلی
اور عزایل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے عزایل! میرا بسے ساتھ کوئی علاقہ کوئی نانی نہیں
ہے۔ تم کیسے اور کس بنا پر میرے دعویدار بن گئے ہو میں یونان کی بیوی ہوں اس کے جسم
اس کی روح اور اس کی ذات کا ایک حصہ ہوں۔ اریہ کی باتیں سن کر عزایل مسکرایا پھر اس نے
ذیریلی آواز میں اریہ کو مخاطب کر کے کہا۔ تو تم بھی ہمارے خلاف زبان کو لاتی ہو یونان کے ساتھ
رہ کر کیوں اپنے آپ کو کرب اور عذاب میں ڈالتی ہو۔ قبل اس کے کہ تم دونوں کے خلاف اپنے
کام کی ابتداء کریں تم حیرت چاہتی ہو تو یونان سے علیحدہ ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔

اریہ اس بات پر تیزی اور غضب بھری آواز میں بولی۔ میں تیرے جیسے ہمدرد کا جتنے واسے
شیطان اور بدی پھیلاتے واسے مرد و پر لعلت بھیجتی ہوں۔ یہ یونان میرے شوہر اور میری زندگی
کے ساتھ اور میرے جسم و جان کے مالک ہیں۔ میں اپنی ہر شے اپنی کو متاع ان پر قربانا اور قربان
کر سکتی ہوں قبل اس کے کہ عزایل کچھ بولتا۔ یونان نے اریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لیا اور
کہا۔ اریہ! اریہ! یہ عزایل ایسی گفتگو سے مانتے والے نہیں۔ یہ قدرت کی غضبناک انگلیاں کو زخمی
کر چکا ہے۔ تم تیار ہو۔ میں عارب پر حملے کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ اور اے اریہ! میں اس شے
کے لیے تیار اور مستعد ہوں۔ یونان کے ان حملوں پر اریہ بھی مستعد اور تیار ہو گئی تھی۔ اس قدر ہی
اس نے یونان سے کہا۔

یونان! یونان! آپ مطمئن رہیں۔ جس وقت تم عارب پر حملہ آور ہوں گے۔ اسی وقت
میں بھی یوہنا اور بنیظہ پر ضرب لگاؤں گی۔ لیکن پشت پر کھٹے آپٹ سب سے رستہ دشمن
عزایل کا آپ نے کیا کیا ہے۔ وہ جب پشت کی طرف سے حملہ آور ہوگا۔ تو اس کے سامنے
کوئی دفاعی بندہ ہوگا، عزایل کی طرف سے تم فوج مند نہ ہو۔ اریہ عزایل کا بندوبست کرے
گی۔ یونان نے مطمئن انداز میں اریہ کو جواب دیا تھا۔ پھر یونان صاف بدوش قوت کی طرح
حرکت میں آیا۔ اندھی خوفناک قوت اور زہریلی ہواؤں کی مار کی طرح وہ عارب پر حملہ آور
ہوا تھا۔ اور عارب پر یوں حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے جیکر کے تیز و تند ہانچوں کے ساتھ۔
عارب کی گردن پر ایسی ضرب لگائی تھی۔ گو عارب اس ضرب کو برداشت تو کر گیا۔ لیکن
اس کی آنکھوں سے اندھیرا اور پاؤں سے زمین ٹپکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ تاہم عارب

کر کے اس نے کہا۔ اے یونان! کیا معاملہ ہے آج تم بڑی جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے تم مجھے
نظر انداز کرتے ہوئے میری طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے حالانکہ میں ایسی قوت ہوں جسے نظر انداز
نہیں کیا جاسکتا۔ عزایل کی طرف دیکھے بغیر یونان نے قہر بھرے انداز میں اسے جواب دیتے
ہوئے کہا۔ اے عزایل! اے سیاہ منہ و واسے! تجھے تو اس کائنات کے رب نے ہی نظر انداز
کر رکھا ہے۔ پھر میں رب کا ایک عاجز بندہ اپنے خداوند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تجھے نظر انداز
کرتا ہوں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو فکر مند نہ
ہو عزایل۔ تیرے لیے تو میں اپنی پشت پر بھی دو آنکھیں رکھتا ہوں۔ جن سے میں تیری ساری حرکات
سکنا سے کو دیکھ سکتا ہوں۔ اے عزایل! میں جانتا ہوں تو ایک گردن پر کئی پہرے رکھنے والی
ید بلا ہے۔ پر اس کے باوجود تو جانتا ہے کہ تیرے مقابل آتے کے لیے میں نے کبھی بھی شمشیر و پتھر اور
چمکی ہٹ سے کام نہیں لیا۔

عزایل بڑے ٹھہراؤ۔ بڑی آسودگی میں بولا۔ اے یونان! مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تو نے قرطیہ
کا نام بدل کر اریہ رکھ لیا ہے۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ سن رکھو۔ اریہ! ہمارا ایک حصہ ہے
وہ ہم سے ہے تم نے نبیروستی اس پر اپنا قبضہ اور تسلط جمایا ہے۔ لہذا اگر تم اریہ کو ہمارے حوالے
کر دے تو شاید ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں اور واپس لوٹ جائیں۔ اے عزایل! تم تعرض کر کے
بھی دیکھ لو کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسا تعرض تو تم ماضی میں بھی کئی بار کر چکے ہو اور اس کا انجام
بھی دیکھ چکے ہو۔ یونان نے رگوں کے اندر خوف و ہراس طاری کر دینے واسے انداز میں۔
عزایل کو جواب دیا تھا۔ یونان کے اس جواب پر عزایل بھلا کر بولا۔ جانے تو نے کس کو کھ
سے جہنم لیا اور تیرے غیر کے اندر کیا ہے۔ اگر تم نے اریہ نہیں واپس نہ کی تو پھر سن رکھو۔ ہم سب
لاوے، شعلے، شہرے اور صاعقہ آسمان کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور تیری حالت قائم ہوائے
دہر اور حیات کے تاریک محور جیسی کر کے اریہ کو تم سے بیجا نہیں اور پھر اپنی مرضی اپنی خواہش
کے مطابق اس سے سلوک اور برتاؤں کریں گے عزایل کی اس گفتگو پر یونان کا چہرہ آتش ہو
گیا اور وہ بولا۔

اے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے عزایل۔ اریہ میری بیوی ہے۔ میں نے اس پر زبردستی
تسلط اور قبضہ نہیں جا رکھا۔ اس نے اپنی خوشی سے میرے ساتھ شادی کی ہے۔ اے عزایل
عرض حیات کی دیک نے تیری ذات پر گراہی اور بدی کے زنگ کا خلاف چڑھا رکھا ہے

نے اپنے حواس کو قائم رکھا اور اپنی پوری قوت سے اس نے ایسی ہی ایک ضرب یوناف پر لگائی تھی۔ پر یوناف پر اس ضرب کا وہ اثر نہ ہوا تھا۔ جو یوناف کی ضرب کا عارب پر ہوا تھا۔

عارب، یوناف کے مقابلے میں اس امید پر یوناف کی طرح جم گیا تھا کہ عزازیل کے علاوہ، یوسا اور مینٹھ بھی اس کی مدد پر حرکت میں آجائیں گی۔ لیکن جس وقت یوناف عارب کے ساتھ دوچار ہوا تھا۔ اسی وقت اریہ نے بھی اپنی بہت بدل لی تھی۔ اور یہ سارا کام ایک ساعت میں ہو کر رہ گیا تھا اور پھر اریہ کی جگہ اس چٹان پر سیاہ رنگ، بڑی جسامت اور دھمکتی آنکھوں والا ایک ہولناک مادہ چیتا نمودار ہوا اور پھر اس پھٹنے نے بری طرح خراتے ہوئے اس نے یوسا اور مینٹھ پر پھلانگ لگادی تھی اور ان دونوں کو بامی باری اس نے بری طرح بھنچوڑنا شروع کر دیا تھا۔ یوسا اور مینٹھ جو یوناف کے مقابلے میں عارب کی مدد کرنے کو تول رہی تھیں وہ اب اپنے اور ہولناک پھٹنے کی صورت میں نازل ہونے والی برقار سے ٹپٹنے میں بری طرح مصروف ہو گئی تھیں۔ اتنی دیر تک یوناف نے عارب پر ایک اور ضرب لگاتے ہوئے اسے ہلا کر اور اس کے سارے دھوک کو متزلزل کر کے رکھ دیا تھا دوسری طرف یوسا اور مینٹھ بھی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتی ہوئیں بڑی مشکل سے اور ہر ادھر ہٹ کر اس پھٹنے سے بچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

عزازیل نے جب دیکھا کہ یوناف عارب کے ساتھ اور اریہ، یوسا اور مینٹھ کے ساتھ۔ مصروف پیکار ہو گئی تھی تو اس موقع پر اس کے ہونٹوں پر ایک طنز آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور شاید عارب، یوسا اور مینٹھ بھی اس خیال کے تحت یوناف اور اریہ کو اپنے ساتھ مصروف رکھے ہوئے تھے۔ کہ عزازیل کو پشت کی طرف سے اپنا کام کرنے کا موقع مل جائے۔ شاید ایسا موقع دیکھ کر ہی کہ یوناف اور اریہ دونوں کی پشت اس کی طرف ہے عزازیل کے چہرے پر انقلاب رونما ہو گیا تھا۔ اس آنکھوں میں اس سے۔ رگور میں گھل جانے والا زہر شتی کا اہل سمندر اور جسم میں آتش حرارت پیدا کر دینے والے سلکنے دھارے جوش مارنے لگے تھے۔ اس کے چہرے پر خواہشات کی طغیانیاں، حدت شوریدہ جہنمی شرارے اور رگمنا آشنا جذبے موجزن ہونے لگے تھے۔ اپنا ہم عزازیل جس برق و باران کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونے کو آگے بڑھ شاید وہ یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد اریہ کو اپنی گرفت میں کنا چاہتا تھا۔ لیکن

عزازیل جو نبی یوناف سے ذرا قریب ہوا ماحول میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔

یوناف کی گردن کے پاس سے لادے شعلے اور شرارے کی صورتیں کچھ کہہ راتی نہیں اٹھیں اور شعلہ نشان برق کا سماں پیدا کرتی ہوئیں عزازیل کی طرف لپکی تھیں۔ اور ان لہروں سے پھٹنے کے لیے عزازیل پھدک کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ دوبارہ عزازیل کے جب غلیظ بھتوں اور بھال غیب کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونا چاہا۔ تو یوناف کی گردن سے وہ کہانی لہریں پھٹے سے بھی زیادہ غضبناک انداز میں لپکی تھیں اور دوسرے عزازیل کا تقاب کرتی چلی گئی تھیں۔ یہ سماں دیکھ کر عزازیل ذرا دوسرے ہٹ کر ایک چٹان پر جا کھڑا ہوا تھا۔

عارب، یوسا اور مینٹھ نے جب دیکھا کہ عزازیل کو تو کسی قوت نے دھتکار کر دوسرے ٹھکانا ہے تو یوناف اور اریہ کے مقابلے میں ان کے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ یوناف نے عارب کے کئی جان لیوا نمربیں لگائی تھیں لیکن وہ صرف اس لیے برداشت کر گیا کہ عزازیل پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر سارے کھیل کو لمحوں کے اندر ان کے حق میں کر دے گا یوسا اور مینٹھ کو بھی گوارا دینے اور ہراور۔ پھر۔ کر رکھ دیا تھا پروہ بھی عزازیل کے حملے کے انتظار میں تھیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل تو راہ فرار اختیار کرتا ہوا کچھ ہٹ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ تو یہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف و اریہ کے سامنے سے غائب ہو کر وہ ذرا فاصلے پر کھڑے عزازیل کے پاس جانودار ہوئے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے چند ساعتوں تک ان چاروں کی طرف غور سے دیکھا پھر عزازیل کو غائب کر کے اس نے کہا اسے بدی کے نقیب! اسے گناہوں کے چوہدار کیا میں نے اس طوری دیہ میں تیرے نفس کا کبر تیرے دل کا کدورت، تیری گندمی سوچوں کا زہر اور تیرے غلیظ گناہوں کا ملنس دھو کر نہیں رکھ دیا۔

اسے عزازیل! نیکی کا ذائقہ تو بھی جانتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تو نے اپنے نفس مطمئنہ اور نفس لوامر کو سلا کر رکھ دیا اور صرف اپنے نفس امارہ کو کام میں لا کر فطرت کے ایک باغی کی حیثیت سے کام سرانجام دے رہا ہے۔ پرو دیکھ لے نیکی پھر تیرے گناہ آلود ارادوں پر غائب ہی رہی یوناف کے برائے ناظمین کر عزازیل کی حالت غصے اور غضب میں اجاڑ ویران فائقا ہوں اور وقت دہشتی کے کھن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی گرسٹہ ٹھکانا ہیں سیال آگ کی صورت اختیار کر گئی تھیں۔ پھر اس نے اندھیوں کی شدت جیسی آوازیں یوناف کو مخاطب کر کے کہا: اے خیر کے گناہنے تو کب تک مجھ سے پتا رہے گا۔ ایک روز میں تیری حالت ایسی ضرور کروں گا جیسے کہہ دے دینر پڑوں

یونانیوں کے پہلو سے پہلو لاکھڑی ہو گئی تھی۔ عزرائیل جب خاموش ہوا تب یونانیوں نے اس چٹان پر کھڑے ہی کھڑے ایک ہونک قہقہہ لگایا جس کی گونج اطراف میں سنی گئی۔ اور فتح کے جذباتوں سے بھرپور قہقہہ عزرائیل، مارب، بیوسا اور منیٹہ کی رگوں میں زیر گول گیا تھا۔ پھر اس قہقہے کے یونانی کی آواز بھی گونجی۔ اسے عزرائیل! ایسی گفتگو کر کے تو اپنے نفس امارہ اور اپنے ساتھیوں کی تسلی کا باعث تو بن سکتا ہے۔ پر پھر کسی طرح کا خوف اور قدردانی نہیں کر سکتا میں ہر جگہ ہر مقام پر تیری گمراہ بوڑھی سوچوں سے اپنے جوان اور خیر سے بھرپور جذباتوں کو ٹکراتا رہوں گا۔ میرے عزیز غنائی جذبے ہمیشہ تیری سخی خواہشات کے تعاقب میں رہیں گے۔ عزرائیل نے یونانی کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ وہاں ٹھہر گیا تھا۔

ایلیکانے عزرائیل کے جانے کے بعد یونانی کی گردن پر تیز مس دیا۔ پھر اس نے شہد و شیریں لپے اور مسکراتے کھلاتے انداز میں پوچھا۔ یونانی یونانی! دیکھا تم نے عزرائیل کو میں نے کیسے مار بھگا یا۔ میں نے اس کی ساری کالیت کو معدود کر کے رکھ دیا تھا اور کس طرح وہ کسی بے بس دلا چار کی طرح ادھر ادھر ہٹ کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم نے بھی مارب پر خوب ہڈیوں میں تو بھر دینے والی ضربیں لگائی ہیں۔ اور اس ٹکڑاؤ میں تو اریہ نے بھی کمال کر دیا ہے اس نے اپنی ہیت بدل کر بیوسا اور منیٹہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکلی کے ساتھ اریہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو رہی تھیں۔ ایلیکا فرار کی پھر دوبارہ اس کی آواز یونانی کی سماعت میں رس گھولنے لگی تھی۔ یونانی یونانی! عزرائیل اور اس کے ساتھیوں نے یہاں ان چٹانوں پر ہمارے سامنے زندگی کے اندھیروں کے اندر روشنی کے ستون ثابت ہونے کی کوشش کی تھی۔ پر ہم نے ان کی مٹریوں کو رواں اور ان پاؤں کو باد کو دریا اور اب وہ یہاں سے اپنی ناکامی پر دانت پکپکاتے ہوتے پلے گئے ہیں۔ ان چٹانوں کے اوپر ہم یونانی نے انہیں کیا خوب بے ست و کشاد کے عمل سے گزرا ہے۔

ایلیکا فرار کی پھر دوبارہ یونانی کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ یونانی یونانی! میرے حبیب اب تمہارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ اب میں یہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو گا اور اپنے شہداء کو عمل کے مطابق میں فلسطین کے پہوان جالوت سے مقابلہ کر کے اسے زیر کر دوں گا۔ جالوت کو اپنے سامنے منسوب کرنے کے دو بڑے فائدے ہیں۔ اول یہ کہ ہم خیر کا

کے اندر کسی نے آگ بھردی ہو۔ یونانی نے بھی عزرائیل ہی کے ہونک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے عزرائیل جب تک میرے رب کی مشیت میرے حق میں ہے جب تک میرے رب کی رضا میرے شامل مل ہے۔

میں اپنے رب کے نام کا غرہ بند کر کے تیرے سامنے ایک کڑی چٹان ثابت ہوتا رہوں گا اور تو یہ بھی مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں اپنے رب کا نام لے کر تیرے سامنے آگ کا شعلہ تیری قسمت کا ذخیرہ، پیاس کا سحر اور تیرے غلاف نفرتوں کا لادین کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اسے عزرائیل! اب بھی تیری ساری شعلہ نشانی اور تیری ساری برق سامانی کو خوب سمجھ چکا ہوں۔ اب تو میں تیرے سردار تیرے ہر گناہ اور تیری ہر بدی کے غلاف طاقت و جبروت کی چٹان اور نفرتوں کی آگ بن کر کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اسے عزرائیل! اسے کائنات کے اندر مردوری حقیقت سے بے گھر کرنے والے میں تیرے تندہ پانچوں سے تیرے گریبان کو چاک اور تیرے پیراں کو دریدہ کرتا رہوں گا۔ اسے بد دین و بد کردار! تو نے مارب، بیوسا اور منیٹہ کے ساتھ بھی مجھ پر حملہ آور ہو کر دیکھ لیا۔ پھر اسے عزرائیل تیری قسمت تیرے مقدرات میں نہیں اور نامزدی ہی لکھی ہوئی ہے۔ اسے عزرائیل! میرے دست طلب، میرے حروف و با، میرے نصیب اور میرے فیصلوں کی جبارتیں میرے رب کے ہاتھ میں ہیں۔ اب میں جب چاہوں گا۔ اپنے رب کا نام لے کر تجھ پر غنائی زنت لگایا کروں گا۔

اسے عزرائیل! کچھ بول تیری زبان پتھر کی کیوں ہو گئی ہے۔ تو وحشت کے پت جھڑ کی طرح خاموش اور دیکھ آؤ دروہام کی طرح چپ کیوں ہے۔ کیا تیری سماعت پر میرے لگ گئے ہیں۔ بول عزرائیل! ابھی تو تو نے جالوت کی بے بسی کا تاثر بھی دیکھا ہے جس کی خاطر میں بن سے یہاں پہنچا ہوں۔ اور جس کی حمایت میں تم سب یہاں جمع ہوئے ہو۔ یونانی جب خاموش ہو گیا تو فضاؤں میں عزرائیل کی آواز بے عکس ہیولوں کی طرح بند ہوئی۔ اسے یونانی! غنیمت یہ وقت آئے گا جب تیری صداقت کی امانت، سوچوں کے بوجھ اور اطہار کی طینانی پر ادھام کے ذنگار طیش کے انگاروں اور وحشت کی پت جھڑ کی ضرب لگاؤں۔ اس روز تو میرے سامنے گونگا دھیرہ ہو کر رہ جائے گا۔

عزرائیل کی اس گفتگو کے دوران سیاہ رنگ کا وہ ہونک چیتا یونانی کے پہلو میں کھڑا رہا۔ اور اپنی دم اس نے یونانی کی پنڈلی کے ساتھ لیٹ رکھی تھی۔ پھر اس چیتے نے اچانک ایک انگلی اٹھائی اور اس کے ساتھ ہی اپنی ہیت بدل کر وہ اریہ کی صورت میں نمودار ہوا اور پھر اریہ اس چٹان

ساتھ دیکھ بنی اسرائیل کے لشکر کی حوصلہ افزائی کیا بائیں نہیں گئے۔ دوئم یہ کہ عزرائیل کی شہ پر فلسطی بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے ہیں لہذا ہم اگر جالوت کو زیر کرتے ہیں تو جالوت کے ساتھ ساتھ یہ عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کی بھی شکست ہوگی۔ اس طرح آج کے روز عزرائیل دوبارہ ہمارے ہاتھوں شکست خوردہ ہو جائے گا۔ ایلیکانے خوشی کا اظہار کیا اور بولی پلو پھر جہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں دیر کا ہے کی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے حمین اریہ کا ریشمی اور نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا۔ اریہ اریہ! آؤ اب بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور اریہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وادی ایل کی اس پٹان سے غائب ہو گئے تھے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے جیب اپنا جھگی لباس داؤد کو پہنا دیا۔ تاکہ وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں آتیں۔ تب جتنے کے اندر چند قدم چلنے کے بعد داؤد نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میں اس جھگی لباس کو پہن کر ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتا۔ اور اس لباس میں اپنے آپ کو بھی تنگ اور کچا کچھا محسوس کرتا ہوں میں اس جھگی لباس کے بغیر ہی رزم گاہ میں اتروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس لباس کے بغیر بھی میں فلسطیوں کے پہلوان جالوت کو اپنے سانس سے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ داؤد کی اس گفتگو پر ساؤل پریشان ہو گیا تھا۔ اکی کچھ میں نہ رہا تھا کہ اس موقع پر وہ کیا کرے پھر اچھے دیکھتے ہی دیکھتے داؤد نے اسکا جھگی لباس اتار کر دوبارہ اپنا پردہوں کا لباس پہن لیا تھا پھر انہوں نے اپنی لالچی بھال لی اور چرچا ہوں والے لالچے اپنے گلے میں لٹکایا اور اس قہقہے سے اپنا گوبھیا نکال کر انہوں نے اپنے ہاتھیں لے لیا تھا ساتھ انہوں نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے بادشاہ! میں اب جالوت کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ ساؤل نے جواب میں تو کچھ نہ کہا۔ تاہم وہ اپنے بیٹے یوناف، چار زاد بھائی ابتر اور داؤد کے ساتھ اپنے جتنے سے نکل۔ تب ان سے رخصت ہو کر داؤد جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترے تھے۔ عین اس وقت بنی اسرائیل کے لشکر میں اگلی صفوں کی ایک چٹان کے قریب یوناف اور اریہ نمودار ہوئے۔ اسی لمحہ ایلیکانے یوناف کی گردن پر بس دیا اور خوشیاں برساتی آواز میں اس سے کہا۔ یوناف! یوناف! میں کام کو کرنے کے لیے تم میں سے آتے تھے۔ خداوند قدوس وہ کام اپنے نبی داؤد سے لے رہے ہیں۔ تم دیکھتے ہو وہ جو نو جوان بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل کر میدان میں لٹکارتے والے پہلوان کی طرف جا رہے ہیں وہی اللہ کے نبی داؤد ہیں۔ اور ان کے سامنے جو اسرائیلیوں کو لٹکارا ہے وہ فلسطیوں کا پہلوان جالوت ہے۔ واہ یہ مقابلہ بھی خوب رہے گا ایک طرف فلسطی پہلوان اور دوسری طرف ایک نبی ہیں۔

بے دھڑک میری طرف بڑھتا چلا آیا ہے۔ اب جب کہ بنی اسرائیل نے مجھے میرے مقابلے پر بھیج ہی دیا ہے۔ تو میرے قریب آنا کہ میں تیرا کام تمام کروں اور ان دیرانوں کے اندر میں تیرا جسم پرندوں اور درندوں کی خوراک بننے کو چھوڑ دوں۔ اب جب کہ تو مقابلے کے اس میدان میں اتر ہی آیا ہے۔ تو اپنے دل میں یہ بات پختہ کر کے رکھ کہ موت کے اس میدان سے تو واپس نہ جاسکے گا۔ اور آج کا دن تیرے لیے محسوس اور زندگی کا آخری دن ہوگا۔ جالوت جب خاموش ہوا۔ تب داؤد نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے ملعون و معنوم انسان! تو اپنے آپ کو توار و دھال اور زرہ و خود سے مسلح کر کے میرے سامنے آیا۔ لیکن دیکھ میں بھی غیر مسلح نہیں ہوں۔ میں اپنے آپ کو اپنے رب کے نام سے مسلح کر کے اس زرم گاہ میں اتر رہا ہوں۔ اے جالوت! تو نے خداوند اور اس پر ایمان رکھنے والوں کی نصیحت کی ہے۔ سن امیر! خدا تجھے میرے سامنے زیر کرے گا۔ اور میں تیرا سر نہرے دھڑ سے اتار کر رکھ دوں گا۔ دیکھ آج کے دن اس زرم گاہ میں فلسٹیوں کی ان گنت لاشیں پرندوں اور چنگلی جانوروں کی خوراک بننے والی ہیں۔ اور زندہ لوگ اور آئے والی نسلیں جان لیں گی کہ خداوند پر ایمان لانے کا مدد و معاونت کے لیے خداوند موجود ہے۔ اے جالوت! یہ تیری تلوار تیرا بھلا کسی کام نہ آئے گا۔ اے جالوت سن! اس میدان کے اندر تیری موت کا قص شروع ہونے والا ہے۔ داؤد جیسے نوجوان سے ایسی گفتگو سن کر فلسٹیوں کا پہلوان جالوت تاؤ کھا گیا۔ اس نے گولی۔ جواب دینے کی بجائے آگے بڑھنا شروع کیا۔ تاکہ داؤد پر حملہ آور ہو کر ان کا قاتل کر دے۔ داؤد نے جب دیکھا کہ جالوت ان پر حملہ آور ہونے آگے بڑھ رہا ہے تو انہوں نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک پتھر نکالا۔ پھر اس پتھر کو فلاخن (دگوپیا) میں رکھ جالوت کا نشانہ لیکر چلا دیا۔ وہ پتھر بڑے زور کے ساتھ جالوت کی پیشانی پر لگا اور جالوت منہ کے بل اور پتھری زمین پر گر گیا تھا۔ جالوت کے زمین پر گرتے ہی داؤد بھاگ کر آگے بڑھے۔ اپنا عصا انہوں نے ایک طرف رکھ دیا ایک کرا انہوں نے جالوت سے اس کی تلوار لے لی۔ اور جالوت ہی کی تلوار سے انہوں نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اس طرح فلسٹیوں کا وہ سرکش اور طاقتور پہلوان جو گزشتہ کئی دنوں سے میدان میں اترتا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے لٹکار کر ان کی رسوائی کا باعث بنتا تھا داؤد کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

جالوت کی موت کو فلسٹیوں نے اپنے لیے ناموافق اور محسوس جانا۔ لہذا وہ لڑے بغیر ہی

اس موقع پر یونان نے اریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کیسے سے دہلتے ہوئے کہا۔ اریہ اریہ! ادھر دیکھو فلسٹی پہلوان کے مقابلے میں اشد کے نبی داؤد میدان میں اتر رہے ہیں۔ یہ مقابلہ یقیناً قابل داؤد و دیکو گاہ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فلسٹیوں کا پہلوان پوری طرح اپنے جنگی لباس میں ہے جب کہ داؤد چرواہوں کے لباس میں اپنے ہاتھ میں اپنی لاٹھی لیے اور گھٹے میں اپنا تھیلہ ڈالے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر یونان خاموش ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اریہ و دونوں بڑے غور اور انہماک سے داؤد کو فلسٹیوں کے پہلوان جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے داؤد نے اپنے چکنے چکنے پتھر اٹھا کر اپنے چرواہے کے تھیلے میں ڈال لئے تھے۔ پھر ایک بار انہوں نے بڑے عاجزانہ انداز میں آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر انتہائی رقت آمیز آواز ان کی بند ہوئی اور وہ اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہے تھے۔

اے خداوند! اے آدم کو بن باپ کی پیدا کرنے والے یہ بتوں کی پوچھا کرنے والے فلسٹی۔ شب کے سوداگر اور بے شرف و بے توقیر لوگ۔ یہ اجالوں کا لہو کھنے والے حق کی رگوں کے اندر باطل کا زہر کھونٹنے والے سیل وقت اور لمحوں کے طوفان کی طرح قرطاس وقت پر مبنی اسرائیل کے لیے غلامی زلیست کی بدترین دھند پھیلانا چاہتے ہیں۔

اے خداوند! اے دلوں کے نہاں قانون اور شعور و لاشعور کے اسرار سے آگاہی رکھنے والے! بنی اسرائیل کو فلسٹیوں کے فنا کے اپنل کردار پرورش اضطراب و کرب اور محکومیت کی قید سے بچالے سارے جہانوں کے رب! مجھے توفیق دے زمین فلسٹیوں کے اس سیل سو، مقام صمد کی حواست اور بام کے بھنور اور غلی خواہشات سے دیکر بنی اسرائیل کو بچا کر انہیں فلسٹیوں کی قید محکومیت سے بچاؤں۔ اے کائنات کے پیدا کرے والے مجھے اس قابل بنانا اس میدان کے اندر میں فلسٹیوں کے لیے عزمیوں کی داستانیں رقم کروں۔

یہاں تک کہنے کے بعد داؤد خاموش ہو گئے۔ پھر وہ ایک نئے عزمیے دریا کی موجوں کی طرح آگے بڑھے۔ جب وہ جالوت کے قریب گئے تو جالوت نے انہیں غور سے دیکھتے کے بعد کہا اے میرے مقابلے پر اترنے والے میں کتابوں جو تو یوں غیر مسلح ہو کر اور ہاتھ میں لاٹھی لیے

طرح کر رکھ دیا وہ تو کیا خوب وحشت کی پرت جھڑ بن کر اس پر نازل ہو گیا۔ اسے ایسی کے بیٹے تیری اس ہمت تیری اس جوانمردی کو میں بیٹا اور رائیگاں نہ جانے دوں گا۔ میں آج سے تمہیں شکر کا سالاد مقرر کرتا ہوں اور مجھے یہ ہے کہ آئندہ بھی اگر کسی قوم نے بنی اسرائیل کے خلاف ہراٹھائے کی کوشش کی تو تو ان کے لیے بھی ایسے ہی انجام کا باعث بن جائے گا جیسا انجام تو نے اس ہزم گاہ میں فلسٹیوں کا کیا ہے۔ تیرے باعث بنی اسرائیل اس قابل ہوئے ہیں کہ وہ فلسٹیوں کا تعاقب کر کے انہیں عقرون کے پھاٹکوں اور شمریم تک روندتے اور رگدیتے ہوئے چلے جائیں۔

ایسی کے بیٹے۔ سن! جس وقت اس وادی ایلیم کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آگے سامنے پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اور جالوت میدان جنگ کے وسط میں آ کر بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے لکڑا کرتا تھا۔ تو اس وقت میں نے اپنے لشکر کے اندر یہ منادی کرائی تھی کہ جو۔ اسرائیلی جوان میدان میں اتر کر جالوت کو اپنے سامنے نہیاد مغلوب کر دے۔ میں اس سے اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ اسے داؤد سن! میری دو بیٹیاں ہیں بڑی بیٹی کا نام میرب اور چھوٹی کا نام میکل ہے اپنی بڑی بیٹی میرب کو تو میں نے ایک جوان عورت کی مدد کے ساتھ منسوب کر رکھا ہے اور عقرب ان دونوں کی شادی ہو جائیگی۔ دیکھ میری چھوٹی بیٹی میکل حسن و خوبصورتی۔ اخلاق و کردار اور عمدہ سیرت و صورت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ سو میں اپنی چھوٹی بیٹی میکل کو تم سے بیاہ دوں گا۔ دیکھ اب تک میں ہی بوتا رہا ہوں اب تو مجھے کچھ بول۔ داؤد نے ایک بار غور سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر کہا۔ مجھ پر میرے خداوند کا بڑا کرم ہے کہ آپ نے مجھے اپنے لشکر کا سالاد بنانے کے علاوہ اپنی بیٹی میکل مجھ سے پیارنے کا عزم کیا ہے۔

پراسے بادشاہ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لشکر کے نگران کی حیثیت سے میں بنی اسرائیل کا خوب دفاع کروں گا۔ میکل کو خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اور میرے محافظ سے آپ کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ ساؤل نے آگے بڑھ کر داؤد کو گلے لگایا۔ اور بولا۔ اسے ایسا کے بیٹے! قسم خداوند کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع اور امید تھی۔ جب ساؤل قاموش ہوا۔ تو اس کا بیٹا یوتن آگے بڑھا سپہ سالار کو وہ گلے لگا کر ملا۔ پھر کہنے لگا۔ اسے داؤد! آج سے آپ میرے بھائی ہیں۔ جس طرح میں اپنے نص کا خیال رکھتا ہے۔ ایسے ہی آپ کا بھی خیال رکھوں گا اور جس طرح میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں اس طرح آپ کی حفاظت کیا کروں گا تو میں نے اس ہجوم کے اندر آپ نے بنی اسرائیل کا قدر بند اور عظمت کو دوبالا کر رکھا ہے۔

بنی اسرائیل کی حفاظت اور دفاع میں آپ کا آج کا کردار آنے والی نسوں کے اندر سے کراں

میدان جنگ سے بھاگنے لگے تھے بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ فلسٹی ہزم گاہ سے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی فکر میں ہیں تو انہوں نے پوری قوت کے ساتھ فلسٹیوں کا تعاقب کیا۔ اور یہ تعاقب ایسا خوفناک اور خونریز تھا کہ بنی اسرائیل فلسٹیوں کو عقرون کے پھاٹکوں اور شمریم تک روندتے اور رگدیتے چلے گئے تھے۔ خونریزی سے بھرپور اس تعاقب میں فلسٹیوں کا مصیابا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر بھی ہزم گاہ میں واپس آیا اور فلسٹیوں کے پڑاؤ اور خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔

لشکر گاہ میں واپس آنے کے بعد ساؤل نے داؤد کو بلایا۔ جب داؤد ساؤل کے حلقے میں داخل ہوئے تو ساؤل ان کی پیشوائی کو اٹھا اور آگے بڑھ کر ان کا اس نے استقبال کیا۔ پھر ساؤل نے داؤد کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور انہیں خطاب کر کے کہا۔ اسے بیت لحم کے فرزند! اسے ایسی کے بیٹے! تو نے ممکن کو ناممکن بنا دیا۔ تو جب میدان میں اترے تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ فلسٹیوں کا پہلوان جالوت تیرا قاتل کر دے گا۔

لیکن اسے ایسی کے بیٹے! جلد ہی میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا اس وقت تم صدیوں کے سربراہ رازوں، وحشت عدم کے طوفان، غیر فانی جذبول اور برق کی تبتاب کی طرح ہزم گاہ میں داخل ہونے کے بعد جالوت کے قریب چلے گئے تھے۔ پھر اس کے اور تہارے درمیان کچھ مکالمے ہوئے پھر تم نے دونوں ہی لشکروں کو حیرت زدہ کر دیا کیونکہ تو نے اپنے غلامی کے ذریعے ایسا تاک کر جالوت کے پتھر مارا اور وہ زمین پر گر گیا اور تو نے پیکر اسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹ دی۔ اسے ایسی کے بیٹے تیری ہمت لا جواب اور تیری جرأت مندی بے مثل ہے تم اکیلے نے فلسٹیوں کی سفل خواہشات اور تمناؤں کے سرب پر قابو پا کر ان کے لیے رکھ اور غم کے پاتال کھول کر رکھ دیے۔ تو نے سناؤں کی گونج اور صبر کی چٹان بن کر فلسٹیوں کے جسم و جان کو زخمی کر کے اہل کے سیاہ قاتلوں میں اتار دیا ہے۔ آہ جس وقت تو جالوت کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا تو تیرے ہر نفس میں طوفان، تیرے ہر قدم میں زلزلہ اور تیرے ہر ارادے میں آگ کے شعلے تھے۔

اسے ایسی کے بیٹے! کیا خوب تو نے فلسٹیوں کے فاسد تمدن کے لیے سیلاب کو ریت پر کھینچ کر یوں کی طرح ختم کر کے رکھ دیا۔ وہ ملعون و مضموم جالوت خوفناک اندھی قوت اور جنگل ساٹھ کی طرح تیری طرف بڑھا تھا۔ پر تو نے فطرت کے اس باغی کو دھکی ہوئی اون کی

وقت تک زندہ و تروتازہ رہے گا۔
اور پھر ایسا ہوا کہ ساؤل کے بیٹے یوتن نے اپنی قبا، اپنی پوشاک، اپنی تلوار، اپنی کمان اور اپنا
کمبند داؤد کے حوالے کر دیا اور کہا۔ آپ ان چیزوں کی قابل ہیں۔ آج سے آپ ریوڑ نہیں چرائیں
گے بلکہ جمال شہر میں شاہی محل کے اندر رہا کریں گے۔ اور پھر میری عزیز بہن میکمل سے شادی ہو جانے
کے بعد آپ کی عزت و تکریم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ یوتن جب خاموش ہوا ساؤل نے اسے
اور اپنے چچا زاد بھائی ابنیر سے کہا کہ شو کو کوچ کا حکم دیں۔ یوتن اور ابنیر نے باہر نکل کر کوچ
کی منادی کرادی اور تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا لشکر اپنے بادشاہ ساؤل کی سرکردگی میں وادی
ایک درم گاہ سے واپس جانے کے لیے کوچ کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر جمال کی طرف جانے کے لیے ساؤل ارض فلسطین کے
جس جس قبضے اور شہر سے بھی گزرا وہاں کے مرد عورتوں۔ بچوں بوڑھوں نے گھروں سے نکل کر
اس کا اور اس کے لشکریوں کا خوب استقبال کیا ایسا لگتا تھا ارض فلسطین کے سب لوگوں کو فلسطینوں
کے مقابلے بنی اسرائیل کی فتح سکامانی کی خبریں مل گئی تھیں۔ جس وقت ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ
ایک شہر کے پاس سے گزر رہا تھا اس وقت اس شہر کی عورتیں دفین اور دوسرے سبز بجاتی ہوئی
نکلیں۔ اور لشکر کے استقبال کے لیے ان میں سے بہت سی عورتیں ناچ اور گارمی تھیں کچھ عورتوں
کا گیت اس موقع پر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے کانوں میں پڑا وہ گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔
”ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤد نے لاکھوں کو مار کر رکھ دیا“

اس موقع پر ساؤل نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ داؤد کے تو لاکھوں اور میرے
بے فقط ہزاروں میں ٹھہرائے گئے۔ پس ان عورتوں کے وہ بول ساؤل کے ذہن میں بیٹھ گئے۔ جہاں
وہ داؤد مجھ سے جان نثاری کے ساتھ شفقت کرنے لگا وہاں اب ان الفاظ سے اس کے دل
میں ایک گرہ اور گناٹھ پڑ گئی داؤد کے سلسلے میں وہ بد اعتمادی اور بدگمانی میں مبتلا ہو گیا تھا۔
لیکن ساؤل نے اپنی اس بدگمانی کو دبا کر رکھا اور اس کا بیٹا یوتن چونکہ داؤد سے بے پناہ محبت
کرتے لگتا تھا۔ لہذا داؤد کو ساؤل نے نہ صرف یہ کہ اپنے محل میں رکھا بلکہ اپنی بیٹی میکمل کی شادی
بھی ان سے کر دی تھی۔

دن گزرتے رہے۔ ساؤل کے دل میں داؤد کے سلسلے میں جو گرہ اور بدگمانی سی ہو گئی
تھی وہ دبی دبی رہی۔ پھر ایسا ہوا کہ فلسطینوں نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر بنی اسرائیل

پر چڑھائی کر دی۔ ساؤل کے کہنے پر داؤد نے بنی اسرائیل کے لشکر کے ساتھ فلسطینوں سے جنگ
کی اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے بعد میدان جنگ سے مار بھگایا۔ فلسطینوں کی اس دوسری
شکست سے داؤد بنی اسرائیل کے اندر بے حد ہر دلعزیز ہو گئے تھے اور لوگ ہر وقت ان کی
تقریف کرنے لگے تھے کہ ان کی وجہ سے دوبارہ فلسطینوں کو اسرائیلیوں کے ہاتھوں شکست کا سنا
کنا پڑا۔ داؤد کے لیے بنی اسرائیل کی تقریف ساؤل کو انتہائی ناگوار گزری لہذا اس نے داؤد کو
اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لیے ایک روز ساؤل نے
اپنے بیٹے یوتن اور اپنے کھفادوں کو طلب کیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

تم لوگ دیکھتے ہو کہ بنی اسرائیل کے اندر میری نسبت ایسی کاہنا زیادہ ہر دلعزیز اور نامور
ہو گیا اور اگر اس کی شہرت میں اضافے کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ تو بہت جلد وہ دن آجائے
گا۔ جب بنی اسرائیل مجھے اپنی حکمرانی سے معزول و محروم کر کے داؤد کو اپنا بادشاہ بنالیں گے اور
وہ دن میرے اور تم سب کے لیے خواست اور بربادی کا دن ہو گا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا
ہے کہ اس بربادی کے آنے سے قبل ہی میں داؤد کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔ اور اسے یوتن!
میرے بیٹے! دیکھیں یہ کام تیرے ذمے لگتا ہوں تو صل سے باہر ہو کھلا اور وسیع میدان ہے۔
وہاں داؤد کو کسی بہانے بلا۔ اور وہاں اسے قتل کر کے دفین بھی کر دیا جائے گا۔ اس
کی رہائش پر عمل نہ کیا جاسکتا۔ کہ اس کے گھر میری بیٹی ہے اور اگر میری بیٹی کو خبر ہو گئی کہیں اس
کے شوہر کے قتل کے درپے ہوں۔ تو وہ داؤد کی خاطر مجھ سے نفرت کرنے لگے گی۔ کیونکہ وہ داؤد
کو پسند کرتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا میری بیٹی مجھ سے نفرت کرنے لگے۔

سوائے یوتن! تو ابھی اور اس کی وقت داؤد کے پاس جا۔ تھوڑی دیر تک اس کے
پاس بیٹھ کر اس سے شہر میں گفتگو کر اور پھر اسے کسی بہانے محل سے بیرون میدان میں لے آنا۔
تھوڑی دیر تک ان خدام کے ساتھ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور جب داؤد تیرے ساتھ اُن
میدان میں داخل ہو گا تو یہ خدام اسے قتل کر دیں گے۔ اور اے یوتن! تو جانتا ہے کہ اس میدان میں
بہت سے گڑھے ہیں ان گڑھوں میں سے کسی ایک میں داؤد کو قتل کرنے کے بعد دفین کر دیں گے
بس یہی ایک طریقہ ہے جسے کام میں لا کر ہم داؤد سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں درنہ یاد رکھو
آنے والے دنوں میں بنی اسرائیل کے اندر داؤد ایسی شہرت اور ناموری اختیار کر لے گا کہ تم
لوگوں کو اس محل اور اس کے سارے تہذبات سے محروم ہو جانا پڑے گا۔ اے یوتن! تو ابھی اٹھ

ایلیکا! ایلیکا! کسی قوم کو اگر عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے تو یہ عذاب اس کے اعمال اور اس کے گناہوں کی سزا نہیں۔ کیونکہ اسے اس کے اعمال کی سزا اور جزا تو قیامت کے روز دی جائے گی۔ سرکش اور باغی قوم پر عذاب طاری کرے گا صفحہ ہستی سے اس سے مٹا دیا جاتا ہے کہ اس کے گناہ آلود رویہ دوسری اقوام کے پھیل جائیں یونان جب خاموش ہوا۔ تب ایلیکا نے ایک خوش کن اور پس اس کی گردن پر دیا۔ پھر اس نے مسکراتی اور کھلھلاتی آواز میں کہا۔

یونان! یونان! میرے عزیز آج تمہاری یہ بنی برحقیقت اور نصیحت آمیز باتیں سن کر مجی خوش ہو گیا۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ خداوند اپنے پیغمبروں کی حفاظت اور نگرانی فرماتا ہے۔ لیکن تم دونوں داؤد کو ان حالات کی خبر دیکر ثواب تو کما سکتے ہو یا یونان نے تیرا آواز میں پوچھا۔

دونوں سے تمہاری مراد میں اور رلیہ ہیں۔ ہاں! ایلیکا نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا تھا اور کیا تم اس ثواب میں شامل نہ ہو گی۔ یونان نے کسی قدر تجسس بھری آواز میں پوچھا تھا۔ اور یونان

کے اس استفسار پر ایلیکا کی آہوں اور حسرتوں سے بھر پور آواز راز سنائی دی۔ آہ! میں اس ثواب میں کیسے اور کیونکر شامل ہو سکتی ہوں میرے لیے تو دارالعمل ختم ہو چکا ہے۔ اب تو میں دارالخراکی منظر ہوں۔ ایلیکا کی اس گفتگو پر یونان بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اریہ کو بھی اس گفتگو سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ بکھرتے ہوئے کہا۔ ایلیکا! ایلیکا! تمہاری تجویز بہت اچھی ہے۔ میں ثواب اور نیکی کی خاطر ابھی داؤد کی طرف جاتا ہوں اور انہیں خطرات سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یونان اور رلیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لے آئے تھے۔

جس وقت یونان اور رلیہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے محل میں داخل ہوئے اس وقت داؤد کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر نکل رہے تھے۔ یونان اور رلیہ دونوں فوراً ان کے سامنے آئے اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤد نے تعجب اور حیرت سے پوچھا۔ تم کون اور کیوں مجھے آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ لوگ تو بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ یونان نے فوراً وضاحت کرتے ہوئے بولا کہ اے آقا! گو خداوند ہی ہر شے کا مالک اور سرہرزی روح کا آقا ہیں۔ پھر خداوند کے بعد اگر کوئی ہستی صاحب تحریم اور آقا ہو سکتی ہے تو وہ اس کے رسول ہیں جو بشریت میں افضل ترین ہوتے ہیں۔ اور پھر بنی اسرائیل تو اپنی قوم کے لیے مثل آقا اور باب ہوتے ہیں اسی بنا پر آپ کو

داؤد کی طرف جا اور اپنے کام کی ابتداء کر۔ یونان نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔ یونان اور رلیہ نے جلال کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ جس روز صبح ہی صبح ساؤل اپنے محل میں اپنے بیٹے یونان اور اپنے قدم کے ساتھ داؤد کے قتل کی گفتگو کر رہا تھا اسی صبح یونان اور رلیہ جب صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو ایلیکا نے یونان کی گردن پر پس دیا اور فکرمندی آوازیں اس نے کہا۔ یونان! یونان! میرے حبیب! دیکھ اس جلال شہر میں بدی کے گناہتے نیکی کے غاصر پر غالب آنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ دیکھ داؤد کی شہرت سے بنی اسرائیل کا بادشاہ سد کرنے لگا ہے اور وہ اپنے بیٹے اور اپنے قدم کے ساتھ داؤد کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس موقع پر میں ضرور حرکت میں آنا چاہتا ہوں۔ اور ساؤل کے مقابلے میں اللہ کے نبی داؤد کا ساتھ دینا چاہیے۔ یونان نے کچھ سوچا پھر اس نے ایلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔

ایلیکا! ایلیکا! میں ایک کمتر انسان داؤد کی کیا مدد کر سکوں گا۔ تم جانو! وہ اللہ کے نبی ہیں اور خداوند اپنے پیروں، اپنے رسول اور اپنے پیغمبروں کی حفاظت و نگہبانی آپ کرتا ہے۔ ساؤل لاکھ کوشش کرے داؤد کو اپنے سلسلے زیر کرنے کی لیکن وہ ایسا کرنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اے ایلیکا! تم تو صدیوں سے میرے ساتھ ہو۔ تم نے دیکھا نہیں صد زمرا ت کے دوا بہ میں خداوند نے نورج کی قوم کو ترقی آپ کیا پر اپنے نبی اور صاحب ایمان لوگوں کو محفوظ رکھا۔ قوم مادر عذاب طاری ہوا پر ہڈی محفوظ رہے غرور کو تباہ و برباد کیا۔ صالح امان میں رہے۔ ابراہیم کو آگ سے نجات دی سدوم و غمرہ کی سرزمین کا نیچے کا حصہ اور پورا پورا کا حصہ نیچے کر کے رکھ دیا۔ پر خداوند نے لوط کو وہاں سے نکال لیا فرعون بیسے سرکش اور باغی کو بحر میں غرق کر کے مٹے و ہارون اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی غلامی سے نجات اور امان دی۔ یہاں بھی اے ایلیکا! بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل ختم ہو جائے گا۔ پر اللہ کے نبی حکم خداوند کے مطلق اپنا کام جاری رکھیں گے۔ اے ایلیکا! خداوند جب کسی قوم میں اپنے نبی اور رسول کو مبعوث کرتے ہیں تو پھر اس قوم پر خداوند کی طرف سے محبت تمام ہو جاتی ہے۔ اگر وہ قوم ایمان لے آتی ہے تو فلاح پا جاتی ہے تو پھر ایسی قوم کے سلسلے صرف دو ہی راستے رہ جاتے ہیں اول یہ کہ یا تو اس نبی اور رسول پر ایمان لائے ورنہ لوگ خداوند سے سرکشی کرنے والوں پر غالب ہو کر انہیں اپنے سامنے زیر اور منسوب کر کے انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسی قوم پر اللہ کا عذاب اور قہر نازل ہوتا ہے اور ایسی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

آقا کہہ کر پکار رہا ہوں اور یہ جواب نے پوچھا ہے کہ میں کون ہوں تو اس کا ثبات کے اندر میں
نیکی کا ایک عنصر اور خیر کا ایک کارکن ہوں۔ اس وقت میں آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ بنی اسرائیل
کے بادشاہ ساؤل کی طرف سے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ لہذا اس سے آپ اپنی حفاظت کا
سامان کریں۔ اور میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ ساؤل اس وقت اپنے ذاتی کمرے میں آپ
سے متعلق

یونان کہتے کہتے فاموش ہو گیا۔ اسی وقت محل کے اندر دینی بھے کی طرف سے ساؤل کا
بیابان تین بجاکا ہوا آیا اور یونان دار لیک کی طرف اشارہ کر کے اس نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں
میں یونان کی میں آپ سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر داؤد نے فرمایا یہ نیک
لوگ اور میرے بہادر و مخلص تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو ان کے سامنے کہہ سکتے ہو ان سے کسی قسم کی راز
اقتانی اور دھوکہ دہی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ داؤد کی طرف سے اطمینان حاصل ہونے کے بعد یونان نے
نور کے بغیر کہہ دیا۔ میرے باپ کی طرف سے آپ کو خطرہ ہے وہ آپ کی جان کے درپے ہیں۔ آپ
جو خود اپنی نیکی، خلوص اور شجاعت و جرات مندی کے باعث بنی اسرائیل کے اندر تاملوری اور
شہرت اختیار کر چکے ہیں۔ لہذا میرا باپ آپ کی شہرت سے جلتے اور حسد کرنے لگا ہے۔
اور وہ اس شک اور شبہ میں مبتلا ہو گیا ہے کہ آپ اسے تاج و تخت سے محروم کر کے رکھ
دیں گے۔ لہذا میرے باپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی طرح آپ کو پہل پھسلا کر محل سے ملحقہ
میدان میں لے جاؤں جہاں میرا باپ اپنے قدم کے ہاتھوں آپ کا قاتلہ کر دے۔

لہذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ فوراً محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلے جائیں۔
اس میدان کے اندر جبکہ جگہ گڑھے ہیں۔ اور ان گڑھوں میں سے کسی ایک کے اندر چھپ جائیں
تھوڑی دیر تک میرا باپ اپنے قدم کے ساتھ وہاں پہنچ جائے گا اس کے بعد میں بھی وہاں
آؤں گا۔ اور اپنے باپ کے بہادر بناؤں گا کہ داؤد مجھے نہیں لے اس لیے کہ وہ محل میں نہیں ہیں۔
اور کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں اگلا قدم اٹھاؤں گا۔

اور میرا اگلا قدم یہ ہو گا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ آپ سے متعلق گفتگو کروں گا۔ اور اس
کے ذہن سے آپ سے متعلق شکوک و شبہات نکالنے کی کوشش کروں گا اور اسے اس بات
پر آمادہ کروں گا کہ وہ آپ کے قتل کا حکم واپس لے لے۔ آپ اس گڑھے میں اس ساری گفتگو کو
سننے رہنا۔ جب آپ دیکھیں کہ میرے باپ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ تو آپ اس گڑھے

سے نکل کر باہر آجائیں۔ اس طرح میری اور آپ کی موجودگی میں میرے باپ کے ساتھ یہ معاملہ
رفع دفع ہو جائے گا۔ اور اگر میرا باپ آپ کو معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر آپ اسی گڑھے
کے اندر ہی بیٹھے رہیں۔ اور جب میرا باپ اپنے قدم کے ساتھ وہاں سے ہٹ گیا۔ تو پھر
آپ کی حفاظت کا کوئی اور بندوبست کر لیا جائے گا۔ داؤد نے کچھ سوچا پھر کہا۔ ٹھیک ہے۔
میں تمہاری تجویز پر عمل کرتا ہوں۔ داؤد کا یہ جواب سن کر یونان وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اس کے
جانے کے بعد داؤد نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مہربان! جی! تو واقعی نیکی اور خیر کا کارکن ہے۔
یہ اطلاع دینے پر میں تیرا ممنون ہوں اب میں اس میدان کی طرف جاتا ہوں جس کی یونان نے نشاندہی
کی ہے۔

یونان نے تشکر آمیز انداز میں داؤد کی طرف دیکھا اور کہا۔ آپ کو ہرگز ہمارا ممنون ہونے
کا ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی خدمت گزرتا تو ہمارا فرض ہے۔ اور ایسا کرنا انسانیت کی قلعہ
اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اب آپ اس میدان کی طرف جائیے جس کی نشاندہی
یونان نے کی ہے۔ یہ میرے ساتھ میری بیوی اریلہ ہے۔ ہم دونوں بھی آپ کے ان معاملات پر نگاہ
رکھنے کے لیے شاہی محل کے اس میدان کے آس پاس ہی رہیں گے۔ اور اگر کوئی خطرے کی بات ہوئی
تو آپ دیکھیں گے آپ کی فاطمہ دونوں میاں بیوی بلا جھجک آپ کے لیے خطرے کی اس آگ
میں گر پڑیں گے۔ داؤد کے بیوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر انہوں نے یونان سے کہا۔ اس
موقع پر میں تمہارا نام نہ پوچھوں گا۔ میں تم دونوں کو نیکی کے کارکن ہی کہہ کر مخاطب کروں گا یونان
فوراً بول پڑا اور کہا۔ اے آقا! میرا نام یونان ہے وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔ اب آپ
شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف نکل جائیے۔ داؤد نے ایک تشکر آمیز نگاہ ان دونوں پر ڈالی۔
پھر وہاں سے چلے گئے۔ یونان نے اس موقع پر اریلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اریلہ! اریلہ! اوسم دونوں بھی شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلیں اور وہاں دیکھیں
کہ وہاں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور داؤد کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے۔ ویسے مجھے
قوی امید ہے کہ اس معاملے میں ساؤل مکمل طور پر ناکام اور داؤد کامیاب و فوز مند ہو کر نکلیں گے۔
آؤ! اب اس میدان کی طرف چلیں۔ اور اسکے ساتھ دونوں میاں بیوی اس میدان کی طرف چل دے تھے جس میں یونان تھوڑی
دیر قبل داؤد گئے تھے۔

تھوڑی دیر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل بھی اپنے قدم کے ساتھ اس میدان میں داخل ہوئے
اور اس گڑھے کے قریب ہی کھڑا ہوا جس میں داؤد چھپے ہوئے تھے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری

تھی کہ ساؤل کا بیٹا یوتن بھی اس میدان میں داخل ہوا۔ پھر وہ ساؤل کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے باپ دیکھ میں نے داؤد کو تلاش کیا پر وہ مجھے نہیں ملا وہ کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر ہے۔ میں نے اپنی بہن میکل سے بھی داؤد کے متعلق پوچھا۔ اس نے بھی مجھے یہی جواب دیا ہے کہ داؤد کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔ اے میرے باپ اگر آپ براہِ زماں ہیں تو اس موقع پر میں داؤد کے سلسلے میں آپ سے کچھ مزید گفتگو کروں، لہٰذا بھر کے یہ ساؤل نے اپنے بیٹے یوتن کی طرف بڑی محبت اور شفقت سے دیکھا۔ پھر اس نے زم آواز اور گداز لیجے میں کہا۔

اے میرے فرزند! تو جو کہنا چاہتا ہے۔ بلا جھجک کہہ۔ تو یقیناً اس قابل ہے کہ میں تیری کڑوی کیلی بات بھی سنوں اور برداشت کروں۔ داؤد کے سلسلے میں جو کچھ تو کہنا چاہتا کہہ۔ ساؤل کی اس گفتگو سے یوتن کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اپنے چہرے پر اطمینان اور مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ ساؤل سے اور قریب ہوا پھر اسے مخاطب کر کے یوتن نے کہا۔

اے میرے باپ! میری اتنا س ہے کہ آپ داؤد کے ساتھ بدی نہ کریں۔ اس لیے کہ اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس میں آپ کی اذیت اور آپ کے نقصان کا پہلو نکلتا ہو۔ بلکہ آپ جانتے ہیں اس نے آپ اور بنی اسرائیل کے لیے وہ کام سرانجام دیے جو بنی اسرائیل کے اندر کوئی بھی نہ دے سکا۔ اے میرے باپ ایلہ کی وادی میں جب فلسطینیوں کا پہلوان جالوت ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے لٹکا کر بنی اسرائیل کی فضیلت کرتا تھا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ نکلتا تھا۔ تو یہ داؤد ہی تو تھے جو گلے میں اپنا چرواہوں کا تھیلہ ملا اور اپنا عصا تھا سہ رزم گاہ میں نکلے اور کس قدر سادگی کس قدر صفائی سے اے میرے باپ انہوں نے جالوت کا خاتمہ کر دیا اور اس کے بعد جب فلسطینیوں نے دوبارہ اپنی مسکری قوتوں کو مجتمع کرنے کے بعد دوبارہ بنی اسرائیل پر جنگ مسلط کی تو آپ جانتے ہیں اس جنگ میں داؤد نے فلسطینیوں کے خلاف ایسا کام کیا جو کوئی نہ کر سکا آپ جانتے ہیں اس جنگ میں سارا وقت میں ان کے ساتھ اور ان کے پہلو پہلو تھا۔ اے میرے باپ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر داؤد فلسطینیوں پر رگوں میں مچلتے خون، آفاق کی گنگناہوں، الم افزوں، بیداریوں اور برق و باران کے رقص کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ اور اپنے سامنے آنے والے فلسطینیوں کی حالت انہوں نے ٹوٹے بکھرے شیشوں، غروب شب، آندھیوں میں جلتے چراغ اور گرد آلود سرتنگوں جذبوں جیسی کر کے رکھ دی تھی۔

اے میرے باپ! تم خداوند کی داؤد آئندہ صیوں میں اذان دینے والا جوان اور اندامی

رات میں فتح کا سنگھ بھونک دینے والا سرفروش ہیں۔ ان کی باتوں میں محبتوں کی تنازات، ان کے تبسم میں غلوں کا سوز ہے۔ ان کا لہجہ ان کا انداز اور ان کا طرزِ چھانچھان لوگوں سے مختلف ہے۔ وہ اپنوں کے لیے قطرہ شبنم اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کے لیے آہن و فولاد ہیں۔ اے میرے باپ کیا آپ ایک ایسے جوان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کے خریص جسموں کا انتہام کیا۔ ان کے روج و جسم کی دیواریں گرائیں۔ ان کی روجوں کو ان کے جسموں کے سرد قانون سے نجات دی جنگ میں ان کی ٹھکانا ایسی ہوتی ہے کہ تواری پانی مانگے۔ دشمن پر قرب لگاتے ہوئے ان کی رفتار ایسی ہوتی ہے کہ دریا بھی روانی مانگیں۔

اے میرے باپ داؤد نے ہماری اور بنی اسرائیل کی بہتری و بھلائی کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کے بغیر فلسطینیوں کے جسموں سے روج تک اذیت ہی اذیت بھر کر رکھ دی تھی۔ فلسطینی شکاری درندوں کی طرح پھر پھر کر ان پر حملہ آور ہوتے تھے پر داؤد نے انہیں ہواؤں کے وحشی ہواؤں کی طرح دور ہٹا کر رکھ دیا۔ اے میرے باپ! داؤد کے خلاف کوئی قدم اٹھائے وقت آپ یہ بھی تو سوچیں کہ ان کے ساتھ ہمارے دورِ رشتے ہیں اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر کے سالار ہیں دوم یہ کہ ان کی اہلیہ میری بہن اور آپ کی بیٹی ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹی میکل انہیں پسند کرتی ہے۔ اگر آپ نے داؤد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو کیا میکل آپ سے نفرت نہ کرنے لگے گی۔ اے میرے باپ داؤد ایسے جوان ہیں جنہیں ہماری اور ستارے سلام کریں۔ لہٰذا میری آپ سے اتنا س ہے کہ آپ انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ میں میں نے جو آپ سے کہنا تھا کہہ چکا۔

اپنے بیٹے یوتن کی اس قدر طویل اور داؤد کے لیے ہمدردی اور محبت سے بھرپور گفتگو سننے کے بعد ساؤل کی حالت آتشِ دان کی مرقی آگ جیسی ہو کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ یوں خاموش کھڑا رہا جیسے منہ میں زبان نہ رکھتا ہو۔ اسے اس حالت میں کھڑے دیکھ کر یوتن پھر بولا اور کہا۔ اے میرے باپ! داؤد کے ساتھ ہمارا دل اور روج کا رشتہ ہے۔ کہ میکل ان کی بیوی ہے اور یاد رکھ دنیا کی ہر شے سستی ہے پر دل کے رشتے بڑے منگے ہوتے ہیں یوتن کے ان الفاظ پر ساؤل چونک سا پڑا پھر اس نے یوتن کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوتن! میرے بیٹے! تو نے جو کچھ کہا حق کہا۔ میں ہی غلطی پر تھا جو میں نے داؤد کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آہ! اگر میں ایسا کر دیتا تو میری بیٹی میکل نہ صرف یہ کہ بیوہ ہو جاتی۔ بلکہ وہ مجھ سے خفا بھی ہو جاتی۔ سو اے میرے بیٹے! خداوند کی حیات کی قسم! داؤد

ہرگز مارا نہ جائے گا تم اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ اپنے باپ کی ایسی گفتگو سن کر یوتن خوش ہوا
 پس اس نے آواز دیکر داؤد کو بلایا۔ وہ کڑے سے نکل کر ساؤل کے پاس آئے انہیں گلے لگا
 کر ساؤل ملا۔ اور انہیں محل کے اندر لایا گیا اور ایک بار پھر ساؤل اور داؤد کے تعلقات
 خوشوار ہو گئے تھے۔ اس دوران فلسطینوں نے قسمت آزمائی کے لیے ایک بار پھر بنی اسرائیل
 پر حملہ کیا۔ لیکن اس بار بھی داؤد کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے فلسطینوں کو مار بھگایا۔ داؤد کی اس
 کارگزاری سے ساؤل خوش ہو گیا اور اس کے دل میں جو داؤد کے لیے شک و شبہ اور حسد و رقابت
 کے جذبات تھے وہ وقتی طور پر دب گئے اور وہ داؤد کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کرنے لگا۔
 اس لیے کہ داؤد نے گاتار میں بنی اسرائیل کو فلسطینوں کی مار سے بچا لیا تھا۔

○
 دامنہ شہر کی تین سرائے کے کمرے میں عارب، یوسا اور بنیطہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس
 کمرے میں اچانک عزازیل نمودار ہوا۔ عارب یوسا اور بنیطہ جو باہم گفتگو کر رہے تھے۔ یوں
 اس کی اچانک آمد پر چونکے۔ اور قبل اس کے کہ ان تینوں میں سے کوئی عزازیل سے کچھ پوچھتا۔
 عزازیل نے بولنے میں پہل کی اور انہیں مخاطب کیا اسے رفیقان سن، میں ایک مہم پر روانہ
 ہونے کے لیے نہیں لینے آیا ہوں۔ پھر عارب کے پہلو میں عزازیل بیٹھ گیا اور اپنی بات جاری
 رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے عزیز اگر پشتہ دونوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور دوداوند
 کے نبی داؤد کے درمیان ایک عداوت اور چیلش چل نکلی تھی اور مجھے اس بات کی امید ہو
 گئی تھی کہ ساؤل داؤد کو قتل کر دے گا لیکن براہو ساؤل کے بیٹے یوتن کا۔ اس نے ساؤل اور
 داؤد کے درمیان صلح کرادی ورنہ ابھی تک ساؤل یقیناً داؤد کو قتل کر چکا ہوتا۔ اور اگر ایسا
 ہو جاتا تو شیخ کی راہ روکنے کا جو کام ہم کنا چاہتے تھے۔ وہ ساؤل کے ہاتھوں ہو جاتا۔ لیکن ایسا
 چونکہ نہیں ہوا لہذا مجھے خود حرکت میں آنا پڑ رہا ہے۔

اسے میرے ساتھیوں ہم ابھی اور اسی وقت اب دامنہ شہر سے جلیل کی طرف روانہ ہوں گے
 میں بادشاہ کے محل میں داخل ہو کر اسے داؤد سے متعلق اکساؤں گا۔ اس کے دل میں وسوسات
 کے جذبات اب جاگروں گا۔ جب کہ جب تک میں ساؤل بادشاہ کے محل میں رہ کر اسے داؤد
 کے خلاف اکسانے کا کام سرانجام دوں اس وقت تک تم تینوں محل سے باہر رہ کر محل کے
 اطراف میں نگاہ رکھنا کہ کہیں یوناف اور رالیہ وہاں نمودار ہو کر ہماری اس مہم کو ناکام نہ بنادیں
 اس لیے کہ یوناف اور رالیہ بھی ان دنوں جلیل شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔
 اور ہاں ساؤل کو داؤد کے خلاف بھڑکانے کے بعد اسے عارب ایک کام میں تم سے
 بھی لوں گا۔ اور وہ کام جو تمہیں کرتا ہے یہ ہو گا کہ تم جلیل کے اس محل میں یوتن کے کمرے

وہ کوئی ایسی خبر رکھتا ہو جس میں میری بہتری اور سود مندی ہو۔ لہذا تم فوراً جاؤ اور اس ستارہ شناس کو عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس کے بابل علوم سے مستفید ہو سکوں۔ وہ پہریدار مودب ہو کر مرطا اور باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر ہی بعد وہ پہریدار پھر لوٹ کر آیا۔ اس بار اس کے ساتھ عزرائیل تھا۔ ساؤل نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اور آگے بڑھ کر عزرائیل سے مصافحہ کیا۔ اور اپنی نشست کے قریب قالی نشست پر بڑے احترام کے ساتھ اسے بٹھایا۔ اس دوران وہ پہریدار باہر نکل گیا پھر عزرائیل نے بولتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے بادشاہ! میرا تعلق بابل سے ہے بنیادی طور پر میں ایک ستارہ شناس ہوں مگر سحر کے علوم میں بھی میں بڑا تاک اور بے مثل ہوں۔ اے بادشاہ مجھے تیرے تاج و تخت سے متعلق کچھ فکرمندی ہوئی لہذا میں صرف تیری بہتری کا غامد بابل سے یہاں آیا۔ اور تیری سرزمین میں داخل ہونے کے بعد چند روز تک میں رامہ شہر کی سرائے میں قیام کرتا رہا۔ وہاں قیام کر کے میں نے تیرے ستاروں کی گردش اور ان کے غروب و نمودار کا جائزہ لیا اور اس جائزے کی روشنی میں تیرے متعلق میں کچھ نتائج مرتب کئے ہیں۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ میرے مرتب کئے ہوئے یہ نتائج کسی بھی صورت غلط ثابت نہیں ہو سکتے۔ اے بادشاہ! میرا نام عزرائیل ہے۔

عزرائیل کی گفتگو سن کر فکرمندی میں ساؤل اپنی جگہ سے اچھل سا پڑا۔ اور منت کرنے کے انداز میں اس نے پوچھا۔ اے عزرائیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! تو نے میرے متعلق کیا باتیں مرتب کی ہیں۔ ذرا کہو، میں بھی تو سنوں۔ اپنی لچھے دار باتوں کی ابتداء کرتے ہوئے عزرائیل نے کہنا شروع کیا۔ اے بادشاہ! انسان اس زمین میں بے ثبات ہے۔ اور یہاں زندگی ایک رات ہے۔ اے بادشاہ تیرا یہ شہر جلیل شہر حسد، قریہ گناہ خیر اور ایک محزونہ کھنڈر کی صورت اختیار کرنے والا ہے اس لیے کہ ایک زبردست جاہ پسند انسان کا بھٹکا ہوا شوق کاروان کالی آمدھی ریگزاروں کی مداوت، قیروں کے سکوت اور زمین کے سفاک عناصر کی طرح اس شہر پر نازل ہو گا اور شہر کی ہر ذی حیات کو ایک نئے روک اور ہر شے کو ایک دوران بات میں بدل کر رکھ دے گا۔ پھر یہ شہر ہو گا اور دھواں ہی دھواں اور شعلے ہی شعلے ہوں گے۔

رعونت پسند، شکی اور مردہ دل ساؤل عزرائیل کی یہ گفتگو سن کر ٹپ سا اٹھا اور

میں جاؤ گے۔ وہاں تم یوتن کی خوب پٹائی کر دو گے اور اس کے بعد اسے تینہ کر دو گے کہ آئندہ پھر اگر تم نے اپنے باپ ساؤل سے داؤد کو بچانے کی کوشش کی تو اس سے بھی زیادہ پٹائی ہو گی۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اس کے ساتھ ہی عارب، یوسا اور بنیط اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ عزرائیل کے ساتھ رامہ شہر سے جبال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔



جبال کی سرائے میں یونان اور اریہ اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایلیکا نے یونان کی گردن پر تیز لس دیا اور سنجیدہ آواز اور فکرمند لہجے میں اس نے کہا۔ یونان! یونان ابھی اور اسی وقت اٹھ کر ساؤل کے محل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں عزرائیل ساؤل کو داؤد کے خلاف بھڑکانے کا کام کرنے لگا اور ایسا کر کے وہ نیکی پر فربہ لگانے کی کوشش کرنے لگا ہے۔ اس کے علاوہ عارب کو اس نے ساؤل کے بیٹے یوتن کے لیے مقرر کیا ہے۔ تاکہ عارب یوتن کو خوب مارنے کے بعد اسے تینہ کرے۔ اس طرح عزرائیل نیکی اور بدی کی اس پیکار میں باڑی جیتنے کا عزم رکھتا ہے۔ یونان نے فوراً بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ اور اے ایلیکا! ہم عزرائیل کا یہ عزم فاک و خون میں ملا کر رکھ دیں گے۔ میں اریہ کے ساتھ یہاں سے شاہی محل کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں عزرائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیلے کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یونان نے اریہ کو پندے ایلیکا کی ساری گفتگو سنائی۔ پھر وہ اریہ کے ساتھ وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔



بنی اسرائیل کے بادشاہ اپنے کمرے میں ایلکا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے ایک پہرے دار نے اس کے قریب آ کر اسے مخاطب کیا اور کہا۔ اے بادشاہ! بابل کا ایک ستارہ شناس جو گزشتہ کئی روز سے ہمارے شہر رامہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔ آج ہی جبال میں داخل ہوا ہے۔ اور آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے اس انکشاف پر ساؤل چونک سا پڑا اور اپنے اس پہرے دار کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اس ستارہ شناس کو فوراً میرے پاس لے کر آؤ اس لیے کہ تم جانو۔ بابل کے ساحر اور ستارہ شناس اپنے کام کے ماہر اور راستہ ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے میرے لیے

داؤد مجھ سے بچ نہ سکے گا۔ آج ہی میں اس پر اس انداز سے اپنا نیزہ برساؤں گا کہ اس کی جان کا
قائدہ کر کے رکھ دوں گا۔ اے عزازیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! میں تم سے گزارش
کروں گا کہ تم چند دن تک میرے پاس محل میں رہو تیری یہاں موجودگی سے میری
ڈھارس بندھے گی اور میں داؤد سے جیت تک کہ میں اسے ٹھکانے نہیں لگا دیتا تم سے مزید
مشاورت و گفتگو کرتا رہوں گا۔ ویسے عام حالات میں بھی اے عزازیل تیری صحبت میرے
لیے سودمند رہے گی۔

ساؤل کی اس پیش کش پر عزازیل کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں بڑے بڑے
بادشاہوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیراج تک میں نے کسی کے محل میں قیام نہ کیا۔ اس لیے
کہ اپنی زندگی کے لیے میں نے جو قاعدے کیلئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق میں کسی محل
میں قیام نہیں کر سکتا تاہم میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی عجیب شہر کی کسی سرائے میں قیام
کروں گا۔ اور آپ کے پاس بھی آتا رہوں گا۔ اس طرح میری اور آپ کی صحبت باقاعدگی کے
ساتھ ہوتی رہے گی۔ ساؤل نے عزازیل کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر عزازیل اپنی جگہ سے
اٹھ کھڑا ہوا۔ انتہائی منکسر انداز میں اپنا ہاتھ مصافحہ کی خاطر ساؤل کی طرف بڑھاتے ہوئے
وہ کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں اب جاتا ہوں، ساؤل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا
اس قدر جلدی کیوں۔ میں نے تو ابھی آپ کو کوئی خدمت بھی نہیں کی اور نہ ہی میں نے ابھی تک
کوئی خاطر تواضع آپ کی کی ہے۔ عزازیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب تو میں روز
ہی آتا رہوں گا پھر خصوصیت کے ساتھ خاطر تواضع کی کیا ضرورت ہے۔ ساؤل جواب میں
خاموش رہا عزازیل نے ساؤل کی خاموشی سے پورا پورا قائدہ اٹھا اور اس سے مصافحہ کر کے
وہ ساؤل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ ساؤل احتراماً اسے اپنے کمرے کے دروازے
تک چھوڑنے آیا تھا۔ یوں عزازیل وہاں سے چلا اپنا کام کر کے چلا گیا۔



منت کرتے ہیچے میں اس نے پوچھا۔ اے عزازیل کون ہے یہ میرے اس شہر کی ایسی حالت کرے گا؟
عزازیل نے ایک بار صحرا جیسی آنکھوں سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر داستان گو جیسی پاٹ دار آواز
میں اس نے ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! تیرے اس شہر کی ایسی حالت کوئی باہر سے اگر نہ کرے گا۔ بلکہ ایسی حالت
طاری کرنے والا تیرے اپنے محل کے اندر سے ہی نمودار ہوگا۔ ساؤل نے چونک کر کہا یہ تم کیا کہ
رہے ہو۔ ایسا آدمی کیا میرے اپنے محل کے اندر ہی نمودار ہوگا؟ عزازیل نے اس بار بلند اور
پر زور آواز میں کہا۔ ہاں ایسا ہی ہو گا کیا اس محل کے اندر کوئی ایسا شخص ہے جس کا اس محل سے
کوئی پیدائشی تعلق نہ ہو۔ پر وہ اس محل میں آتا جاتا، اٹھتا بیٹھتا، اور رہتا سوتا ہو؟ ساؤل نے
فوراً کہا۔ ہاں ہے۔ اس کا نام داؤد ہے وہ بیت لحم کے ایک شخص لسی کا بیٹا ہے۔ پر میں نے
اسے اپنے لشکر کا سالار بنا کر اس سے اپنی بیٹی کیل بھی بیاہ دی ہے۔ اور وہ اسی محل میں
رہتا ہے۔ عزازیل نے فوراً اپنی جگہ اچھلتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! بس یہی داؤد۔ نام کا وہ جوان ہے۔ جو تیرے لیے اندھیروں میں پلٹے دو
سے ملی حشرات کے انگارے اور زامیرہ آسمادی بلائیں کھڑی کر دے گا۔ یہی جوان تیری راہ کا
پتھر بنے گا اور تیرے دل کے شب قانون میں اور تیرے شور کے شیش محل میں خوف و وحشت
بھر کر رکھ دے گا۔ اے بادشاہ دنیا کی واحد قرار آفریں شے حکمرانی ہے پس اگر تو اپنی سیلفے
سے سبائی بزم، اپنے وقار کی بلند قامت اور اپنی تہذیب اے شاہکاروں کی حفاظت چاہتا
ہے تو داؤد کے نام کے اس جوان کا کوئی بند و بست کر اور اسے ٹھکانے لگا ورنہ اے بادشاہ
لکھ رکھ جس طرح آسمان کی نیل آنکھوں کو رات اپنی سیاہ اور گہری آنکھوں میں جذب کر لیتی ہے
ایسے ہی داؤد تم پر حاوی ہو گا اور تاج و تخت سے تجھے محروم کر کے تیری حالت بوسیدہ کفن جیسی
دیران کر کے رکھ دے گا۔

ساؤل تھوڑی دیر تک تیکھی نظروں سے عزازیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر تشکر بھرے انداز
میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا، اے بابل کے ستارہ شناس! قسم خداوند کی تیری
گفتگو تیری گفتگو تھکے ہونٹوں کی طرح نرم و شفاف ہے۔ اس داؤد سے تو میں پہلے ہی ڈلاں
تھا۔ پر میرا بیٹا اسے مجھ سے چاتا رہا ہے۔ اے بابل کے ستارہ شناس! تم نے داؤد سے
تعلق مجھے مبتد کر کے میرے آگے دے دنوں کو محفوظ اور بے خطر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب یہ



سارے حربے ناکام ہوں گے! اسے عزرائیل تو اس محل میں اپنا کام ختم کر چکا ہے۔ اب میں اپنے کام کی ابتداء کرتا ہوں۔ پھر دیکھنا کیسے اور کیونکر تیرے فسق و فجور کو دبا کر اونٹنی کے جذبات کو ابھار کر رکھتا ہوں۔ یوناف کے فاموش ہونے پر عزرائیل چند ثانیوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے پہلو میں عارب، یوسا اور منیٹھ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر یوناف کے قریب کھڑی اریلہ نے اپنے جسم کو یوناف سے مس کرنے کی خاطر یوناف کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تھا تاکہ عزرائیل اگر اچانک اس پر حملہ آور بھی ہو جائے تو اپنے آپ کو یوناف کے ساتھ مس کرنے رکھنے کی بناء پر وہ بچ جائے۔ پھر عزرائیل نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف اس کار جہاں میں تو بھی ایک کام پر لگا ہوا ہے اور میں بھی خداوند نے انسان کے نفس میں نیکی اور بدی دونوں ہی کے داعیے ڈال رکھے ہیں، پس تو غی کے داعیوں کے فروغ اور بدی کے داعیوں کے جباؤ کیے کام کرتے ہیں جبکہ ہم بدی کے داعیوں کے فروغ اور نیکی کے داعیوں کے جباؤ کے لیے کام کرتے ہیں عزرائیل۔ کو گھورتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔ اے مردود! پرے بھی تو بتا کہ ان دونوں راستوں میں نلاج و فوز مندی کا راستہ کون سا ہے۔ عزرائیل نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ غل سا ہو گیا تھا۔ تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عزرائیل! اے اپنی سرکشی کو بنیاد بنا کر خداوند کے احکامات کے خلاف بغاوت کرنے والے سن! جس طرح آسمان وزمین، سورج اور چاند اور دن رات اپنے اثرات و نتائج کے لحاظ سے مختلف اور متضاد ہیں۔ پھر یوناف غاموش ہو گیا اس موقع پر ایک بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے شاید اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ عزرائیل کے سامنے وہ بھی مستعد اور تیار حالت میں ہے۔ عزرائیل نے جب یوناف کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب یوناف نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور اریلہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ ساؤل کے محل میں داخل ہوا، اور پھر اس کمرے میں داخل ہوا جس میں ساؤل تھا اور اس کے سامنے داؤد بیٹھے بربط بجا کر رہے تھے۔ جس وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا۔ عین اس وقت ساؤل نے اپنے قریب رکھا چھوٹا سا ایک بھالا اٹھایا اور اسے ہوا میں تو لاتا کہ وہ بھالا داؤد کی طرف پھینک کر ان کا فاقہ کر دے۔

جس وقت ساؤل نے داؤد پر اپنا بھالا پھینکا تھا اسی وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے یوں اچانک داخل ہونے پر ساؤل کا نشانہ چوک گیا تھا اور داؤد

جس روز عزرائیل نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو یہ شیطانی مشورہ دیا تھا اس روز ساؤل نے داؤد کو بلایا۔ تاکہ وہ اس کے لیے بربط بجا ئیں تاکہ اسے اس کے مرض سے آرام و سکون میسر ہو۔ پس داؤد آئے اور ساؤل کے سامنے اس کے ذاتی کمرے کے بیرونی دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ ایک نشست پر بیٹھ کر بربط بجانے لگے تھے۔ اسی وقت محل کے بیرونی حصے میں یوناف اور اریلہ نمودار ہوئے اس وقت عزرائیل، عارب، یوسا اور منیٹھ بھی وہاں کھڑے تھے۔ ان سب نے بھی یوناف اور اریلہ کو محل کی طرف آتے دیکھ لیا تھا یوناف اور اریلہ نے بھی عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا تھا۔ اسی بناء پر وہ دونوں میاں بیوی بڑی تیزی کے ساتھ عزرائیل اور اس کی طرف بڑھے تھے۔ عزرائیل کے قریب اگر یوناف نے غور سے عزرائیل کی طرف دیکھا پھر غراتے لہجے اور غصہ ناک آواز میں اس نے عزرائیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے عزرائیل! اس محل کے اندر تو جس برائی کی شروعات کر رہا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اسے نافذ کرنے میں تو کامیاب ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اے مردود تو جانتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا پھر ساؤل کے ساتھ مل کر یہ جو تو اللہ کے بنی داؤد کے خلاف ایک سازش و بدی تیار کر رہا ہے۔ تو اس میں کیسے اور کیونکر کامیاب ہرے گا۔ اس لیے کہ اللہ اپنے پیغمبروں کی نگرانی و حفاظت کرتا ہے۔ اے عزرائیل تو جانتا کہ جب اللہ کا کوئی نبی و رسول اپنے کام کی ابتداء کرتا ہے۔ تو وہ ایک اور ان گنت کی نسبت سے اپنے کام کو شروع کرتا ہے یعنی ایک طرف اکیلا اللہ کا پیغمبر اور دوسری طرف کسی قوم کے ان گنت افراد ہوتے ہیں۔ لیکن اکیلا ہونے کے باوجود خداوند اس پوری قوم کے مقابلے میں اپنے پیغمبر ہی کو فوز مند اور غالب رکھتے ہیں۔ پس اے عزرائیل یہاں بھی تیرے دسویں سات اور تیرے

ہے وہ آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرائے اور دیکھتے کر کیسے ہولناک انداز میں موت کو اس پر میں ملادی
کے تباہوں ان میں سے ایک نے یونان کو شکستیں لگائیں لگا ہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پہلے یہ تو
کہو تم ہو کون؟

یونان نے چند ساعتوں تک غور سے ان کی طرف دیکھا۔ پھر بلند آواز میں وہ بولا تخریب
کے پروردگار میں ہمت و نور کے اس کھیل میں قانون فطرت کا ایک قادم ہوں۔ میں وقت
کے معجز میں نیچی کی شفق رنگ سحر میں سموں کی آنکھوں کے اندر خیر کی ایک لگن اور خوبی
کی ایک تڑپ ہوں۔ اب تم لوگ کہو تمہیں کس کی تلاش ہے۔ اس بار ایک دوسرے نے یونان
کو مخاطب کر کے کہا میں تاس تو تمہاری ہی ہے۔ تم کوئی دنگا کھڑا کئے بغیر ہمارے ساتھ ہمارے
بادشاہ کے پاس چلو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم خیر و بھلائی پانے والے ہو گے اور اگر تم نے ایسا نہ
کیا تو تم تاریکی و مایوسی و تزلزل و بے چارگی تم پر طاری کریں گے۔ طوفانی غریب اور الم خیزی
بن کر تم پر نازل ہوں گے۔ اور زبردستی تمہیں اپنے بادشاہ ساؤل کے پاس جلتے پر مجبور کر دیں
گے۔ لہذا اگر تم ہماری مار سے بچنا چاہتے ہو۔ تو چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو۔ کیونکہ ہمارے
بادشاہ ساؤل نے تمہیں طلب کیا ہے۔ اور تمہیں ضرورت میں اس کے سامنے حاضر ہونا ہو گا۔
اس جوان کی گفتگو سن کر یونان کی حالت ختمناک فطرت، آسیب زدہ، دھول پجاتے
بجائے اور سحر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے اپنی تلواریں اپنے سامنے بند کی پھر وقت کی اڑتی
گرد و غبار میں اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ احمقو! اپنی زبانوں کو لگام دو۔ قبل اس کے
کہ میں دیکھوں کہ لہر اور لالہ کی بھڑکتی آگ کی طرح تم پر وارو ہوں۔ اور تمہاری حالت صحرا میں تنہا
کھڑے نخل خشک جیسی کر دوں یہاں سے بھاگ جاؤ۔ قبل اس کے کہ میں صدیوں کا غبار، اندیشوں
کا اندھیرا اور تخریب کی قوت بن کر تمہاری طرف بڑھوں اور تمہاری حالت بھری کر چوں
اور بوسیدہ اوراق جیسی کر دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اسے تاوانوں اپنی زلیست کی۔
ہندی در وقت مانگو مجھ سے پستی کی پہنائی حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اب بھی وقت
ہے۔ جدھر سے آئے ہو اصرار لوٹ جاؤ ورنہ خاک کا رزن اور لہو کی لکیروں کی داستان
سن کر رہ جاؤ گے۔ سنو یہ بے قوفو! میں تمہاری روایتوں کا پابند نہیں ہوں۔ مجھ سے
نکلناؤ گے تو پتھروں کی طرح بکھر جاؤ گے۔

ان میں سے ایک نے کہا ہم ابھی سب مل کر تیرا سارا بے لگام گھنڈ نکال کر رکھ دیتے

ایک طرف ہٹ کر اس بھلے کی مار سے بچ گئے تھے۔ اسی وقت یونان نے سرگوشی کے انداز
میں جلدی جلدی داؤڑ سے کہا آپ فوراً یہاں سے بھاگ کر امیر شہر میں اللہ کے نبی موسیٰ کی طرف چلے
جائیں۔ وہاں خداوند آپ کو اس ساؤل کی بدی سے پناہ دے گا۔ اس ساؤل پر شیطان مسلط ہو
چکا ہے۔ لہذا یہ آپ کو ختم کر دینے کے درپے ہے۔ داؤڑ فوراً وہاں سے چلے گئے۔ اتنی دیر
تک ساؤل بھی سمجھل چکا تھا۔ لہذا اس نے کڑک دار آواز میں یونان کو مخاطب کر کے پوچھا۔
اے اجنبی! تو کون ہے۔ اور کیوں میرے اس فدا کی کمرے میں تو میری اجازت بغیر داخل ہوا ہے۔
یونان نے، ساؤل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑی جرات مندی میں کہا۔ اے بادشاہ
میں تیرے لیے تیرا نفس لو امر اور تیرا ضمیر بن کر آیا ہوں۔ میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں۔ کہ جن
راستوں کی طرف تو چل نکلا ہے وہ راستے تجھے تباہی اور زبردستی کی طرف لے جائیں گے۔ لہذا تو
اپنے نفس میں نیچی کی نشوونما اور بدی کو دبانے کا کام شروع کر۔ اتنا کہتے کے بعد یونان باہر نکل
گیا۔ ساؤل کو یونان کی اس گفتگو پر بڑا غصہ آیا۔ اپنے بائیں طرف ٹٹکتے پتیل کے ایک ٹشت کی طرف
اس نے دیکھا۔ پھر قریب ہی رکھی لکڑی کی ایک ہتھوڑی اٹھا کر اس نے اس نے اس ٹشت
پر دیے مار دی تھی۔ ٹشت پر ضرب پڑنے کے ساتھ ہی گوجر اور آوازیں بلند ہونا شروع
ہو گئیں۔ جن کے جواب میں چند مسلح سپاہی بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔
ساؤل نے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہا تم میں سے ایک تو داؤڑ کی طرف جائے اور
دیکھ کر آئے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اور باقی سب اس طویل اور کڑیل
جوان کا تعاقب کرو جو ابھی ابھی میرے کمرے سے نکل کر گیا ہے۔ اور اسے زندہ میرے پاس
پکڑ کر لاؤ۔

ساؤل کے اس حکم پر وہ مسلح جوان فوراً حرکت میں آئے۔ ان میں سے ایک تو محل کے
اس کی طرف چلا گیا۔ جہاں داؤڑ اپنی بیوی مکمل کے ساتھ رستے تھے اور باقی سب یونان کے
پیچھے بھاگے۔ انہوں نے محل سے متصل بڑے میدان میں یونان کو پایا۔ وہ اس میدان میں ان سے
ایک جوان نے یونان کو آواز دے کر روکا۔ ان کی آواز سننے ہی ان کی طرف دیکھے بغیر غصے
کے عالم میں یونان نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ شاید ایک پاسے ہی اسے اس تعاقب
سے آگاہ کر چکی تھی۔ اریہ بھی سمجھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر تیزی کے ساتھ یونان ان کی طرف
پٹا۔ اور اپنے سامنے اپنی تلوار لہراتے ہوئے۔ تم میں سے جس کسی کو بھی اپنی زندگی عزیز نہیں۔

ہیں۔ پھر وہ اپنی تواریں لہراتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھے اس موقع پر یوناف نے اپنے
پہلو میں کھڑی اریہ کو مخاطب کر کے کہا اریہ! اریہ! تم ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔
پھر دیکھو۔ ان سب کی میں کیا حالت کرتا ہوں۔ اریہ فوراً ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اس
 لمحہ ایک لڑکے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر اس نے گنگلتا کی ہوئی آواز میں پوچھا یوناف! یوناف
یوناف! کیا میں بھی تمہارے ساتھ ان پر وارد ہوں؟ یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں جواب دیا
اس کی ضرورت نہیں ہے ایک۔ بس تم میرے ہاتھوں ان کی لاچارگی دیکھتے جانا پھر یوناف اہل
کے ہم نفس موت کی سی نگاہ اور آگ میں میں نہائے باب کی طرح آگے بڑھا اور ساؤل کے ان
دس محافظوں پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔ اپنے پانچ ساتھیوں کے اس طرح ختم ہونے کے بعد
باقی بچنے والے پانچ دم بخود ہو کر رہ گئے تھے اور ڈر و خوف کے مارے وہ واپس بھاگ گئے تھے

ساؤل کے پاس سے بھاگنے کے بعد داؤڈ جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے اس
کے باپ ساؤل کے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات کہہ سنائے۔ اس حادثے سے متعلق
سن کر آپ کی بیوی سیکل بڑی فکرمند ہوئی۔ اور آپ کو مشورہ دیتے ہوئے اس نے کہا۔ اگر آپ
کسی طرح سے آج میرے باپ سے بچ نکلے ہیں تو وہ دوبارہ ضرور آپ کے خلاف حرکت
میں آئے گا وہ ایک انتقامی مزاج رکھنے والا انسان ہے میں آپ کو یہی مشورہ دوں گی کہ آپ
یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ آپ کہاں جائیں گے۔ تاکہ میرا آپ
کے ساتھ رابطہ رہے۔ میں آپ کی دیکھ بھال اور نگرانی کا سامان کر سکوں اور مجھے یہ بھی طمینان
ہو کہ آپ بسلامت ہیں سیکل کی اس گفتگو کے جواب میں داؤڈ لوٹے اور کہا میں یہاں سے نکل رہا شہر
میں اللہ کے نبی سمویل کی طرف جاؤں گا اور جب تک حالات میرے لیے درست نہیں ہو
جاستے۔ میں وہیں رہوں گا۔ سیکل نے پھر فکرمند سے لمبے میں داؤڈ کو مخاطب کر کے کہا۔
اگر ایسا ہے تو آپ دروازے کی طرف سے محل سے باہر جانے کے بجائے۔ وہ
سامنے والی کھڑکی نکل جائیں۔ اب شام ہونے والی ہے اور تاریکی کی آڑ میں راہ شہر کی طرف
بچ کر نکل جانا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا۔ سیکل کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے داؤڈ
فوراً اس کھڑکی کے راستے باہر نکل گئے جس کی طرف سیکل نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے جانے
کے بعد سیکل نے بھی اطمینان سے اقتدار اختیار کیا۔ وہ اس سبھی کی طرف آئی جس پر داؤڈ سویا
کرتے تھے۔ اس نے اس انداز میں وہاں تکے جا کر اوپر چادر ڈال دی جیسے اس بستر پر کوئی سو
رہا ہو۔ پھر اپنے گھرنیو کاموں میں مصروف ہو گئی۔

کر کے یوں خوفناک انداز میں ہماری طرف مڑا جیسے وہ اپنے اور پشت کی طرف سے دیکھنے کی ایک عیسیٰ قوت اور بصارت رکھتا ہو۔ اسے بادشاہ ہماری آپ سے یہی گزارش کہ اس جوان اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ساؤل اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ جوان اندر داخل ہوا جسے اس نے داؤد کا پتہ کرنے کو بھیجا تھا۔ لہذا ساؤل نے اس جوان کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تو بھی اپنے ان ساتھیوں کی طرح ناکام ہی لوٹ آیا ہے یا کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے اس جوان نے خوش کن لمبے میں کہا۔ اسے بادشاہ اداؤڈ اس وقت اپنے مسہری پر مور ہے ہیں اور چار داؤد رکھ کر انہوں نے اپنے آپ کو خوب ڈھانپ چھپا رکھا ہے۔ یہ گفتگو سن کر ساؤل خوش اور سب جوانوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ ہم ابھی جاؤ اور داؤد کو اس کی مسہری سمیت اٹھا کر یہاں میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ وہ سب جوان بھاگے بھاگے گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد متہ لٹکائے اور افسردہ سے پھر ساؤل کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے۔ اسے بادشاہ ہمارے ساتھی کو داؤد کی مسہری دیکھتے ہی غلط فہمی ہوئی ہے۔ داؤد اپنے بستر میں نہیں۔ وہ لوگ ہیں جاچکے ہیں۔ ان کی مسہری پر تو صرف تکیے ڈال کر۔ ان پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ جس سے دیکھنے والے کو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس مسہری پر کوئی سو رہا ہے۔

اس انکشاف پر ساؤل غصے میں اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی وہ داؤد کی بیوی اور اپنی بیٹی میک کے پاس آیا اور دونوں جیسی غضناک حالت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اسے میک تو نے میری بیٹی بوکر کیونکر مجھے دغا اور فریب دیا۔ تو نے کیوں میرے دشمن داؤد کو بھگا دیا۔ کاش تو ایسی نہ کرتی تو اب تک میں اپنا بھالامار کر داؤد کا کام تمام کر چکا ہوتا۔ آہ تو نے اپنے باپ کو کیسا برا دھوکہ اور فریب دیا ہے۔ اپنے باپ کی غضناک حالت دیکھ کر میک خوفزدہ ہو گئی لہذا اپنے آپ کو چلانے کا فائدہ فوراً بول پڑی اور کہنے لگی۔ اسے میرے باپ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے انہیں نہ جاتے دیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے لہذا میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور وہ اس سلسلے والی کھڑی سے نکل کر چلے گئے۔ اس موقع پر داؤد نے اپنی بیٹی میک سے تو کچھ نہ کہا۔ اور وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل کر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ ساؤل کو شک ہو گیا تھا کہ بوکر داؤد بھاگ کر سمویل نبی کے پاس ہی گئے ہیں لہذا اس نے رات بھر کی طرف قاصد بھجوائے تاکہ داؤد کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ انہیں سزا

جو دس مسلح اور جنگجو جوان یونان کے تعاقب میں نکلے تھے بھاگتے ہوئے ساؤل کے پاس واپس آئے تو ساؤل نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ تم یہاں سے دس گئے تھے اور پانچ لوٹ کر آ رہے ہو۔ تمہارے دوسرے پانچ ساتھی کہاں ہیں۔ اور جس جوان کو میں نے تم لوگوں کو گرفتار کرنے کو بھیجا تھا۔ وہ کدھر ہے۔ اور یہ تم لوگوں کے چہرے کیسے کاسٹہ خیزات ڈسی ہوئی روح اور غم کی اندھی رات جیسے ہو رہے ہیں۔ ساؤل کے اس استفسار کے جواب میں ان پانچوں میں سے ایک نے بہت کر کے اور ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! جس جوان کے تعاقب میں آپ نے ہمیں بھیجا تھا۔ اس کا نام یونان ہے۔ اے بادشاہ! ہم نے اسے پکڑ کر آپ کے پاس لائے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہم ناکام رہے۔ اس لیے کہ وہ ایک دراز دست اور بڑا طاقتور انسان ہے۔ ہم نے دیکھا وہ طوفانوں کا مخم اور آندھیوں کا شناسا ہے۔ اے بادشاہ! وہ جوان ایک ایسی آگ ہے جس سے بحر بھی ابل پڑیں۔ اے بادشاہ! وہ جوان کوئی عام شخص نہیں ہے وہ ایک اساطیری شخصیت رکھتا ہے۔ ایسی اساطیری شخصیت جو کھیتوں کو بنجر اور بستیوں کو ویران کر کے رکھ دے۔ وہ کیت دہستی میں آئے کسی جنگلی سانڈھ اور خوش زن وحشتوں کی طرح ہم پر حملہ آور ہوا اور ہمارے پانچ ساتھیوں کا لہو اس کے اندر قائم کر کے ہماری بستی و کشادگی ساری قوتوں کو اس نے مسمار کر کے رکھ دیا۔ ہم دھڑکتے دلوں اور کانپتے بدنوں کے ساتھ اس سے اپنی جانیں بچا کر بھاگے ہیں۔ اے بادشاہ! اس کے جوان کے ساتھ جو لڑکی ہے۔ اس کی آنکھوں میں بھی قیامت بدوش ریت کے بجگوں جیسا سماں تھا۔ ان دونوں سے بھی اپنے خون اور اپنی موت کی بو آنے لگی تھی۔

ان محافظوں کی گفتگو سن کر ساؤل کی آنکھوں میں حقارت دیر میں اتر آئی تھی۔ پھر اس نے کھولتے ہوئے لمبے میں کہا۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو اسے پکڑ کر لانے کے لیے ہم تمہارے ساتھ کچھ اور مسلح جوان بھیجنے کا انتظام کرتے ہیں۔ ان محافظوں میں سے ایک نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ! آپ جو چاہے حکم کریں۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ پر اس جوان سے متعلق ہم سب کا تجربہ یہی ہے کہ اس سے ٹکڑا یا نہ جائے وہ اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں ہی کوئی مافوق الفطرت مخلوق گتے ہیں۔ میدان کے اندر اسے رکنے کے لیے ہم نے خوب آواز دی لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی اور برابر آگے بڑھتا رہا۔ پر جو نبی ہم اس کے نزدیک گئے وہ اپنی تلوار بے نیام

کام شروع کریں گے۔ رہی بات اس خطرے کی جو تیس ساؤل کی طرف سے آئے تو اللہ
خیر و نصیر ہے۔ وہ رب کبیر ہے اس نے آج تک بڑی بڑی سرکش اور باغی اقوام کے پست و
بالاکو ہمارے کر کے انہیں انہی کے خون میں غرق کر دیا۔ اگر ساؤل اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا تو اس
کی حالت بھی ایسی ہی ہوگی اور وہ اپنی کامرانوں کی گنتی اور ہزینتوں کو شمار کرنا بھول جائے گا۔
سنو میرے عزیز! ہوشوں کی آہ، دلوں کا زہر، سنگتی تیش، ظلم و جبر کی پیاس، مدتوں کے لب تشنگا
غبار، آنکھ کا آنسو اور غم کی سسکی ایک روز ضرور رنگ لاکر رہتی ہے۔ سو یہ ساؤل کے جب
تک بدی کرنے کے لیے سرگرداں اور بے کل رہے گا۔ ایک روز خداوند کی گرفت کا شکار
ہوگا۔ سمویل کا ایک آدمی کھانا لے آیا تھا۔ اور دونوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے اور دوسرے
روز سے دونوں مل کر تبلیغ کا کام کرنے لگے تھے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے جن آدمیوں کو اس غرض سے رامہ شہر کی طرف
روانہ کیا تھا کہ وہ داؤد کو وہاں سے پکڑ کر اس کے پاس لائیں تو جب یہ لوگ رامہ شہر پہنچے اور
اور وہاں انہوں نے سمویل اور داؤد کو خداوند کی باتیں اور تبلیغ کرتے وہاں سنا تو داؤد کو
گفتار کرنا بھول گئے۔ اور وہ بھی تبلیغ کے اس کام میں سمویل اور داؤد کے معاون اور مددگار
بن کر ان کے ساتھ رہنے لگے۔ اس کے بعد ساؤل نے یکے بعد دیگرے دو اور گروہ داؤد
کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کئے لیکن ان دونوں گروہوں کے افراد بھی سمویل اور داؤد
سے ایسے متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ ہی ہوئے۔ یہ خبریں جب ساؤل کے پاس پہنچیں تو
اسے بڑی پریشانی اور دکھ ہوا۔ اور وہ داؤد کو گرفتار کرتے کے لیے کسی اور تدبیر کی
فکر کرنے لگا۔

ان ہی دنوں جب کہ ساؤل بڑا فکرمند اور متوش تھا کہ وہ داؤد کو کس طرح گرفتار
کے قتل کر دے کہ ایک روز عزرائیل اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت ساؤل اپنے
کمرے میں اکیلا بیٹھا نور و فکر کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عزرائیل کو دیکھ کر ساؤل چونکا پھر خوش ہوا۔ اپنی
جگہ اٹھ کر اور آگے بڑھ کر اس نے عزرائیل کا استقبال کیا پھر اسے مخاطب کر کے کہا اے عزرائیل
اے بابل کے کہنہ مشق کا بن۔ تم عین ضرورت کے وقت آتے ہو۔ میں ان دنوں داؤد سے متعلق
سخت پریشان ہوں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو تمہاری تلاش میں بھیجا انہوں نے عمال فقہر کی مدد
کی اسرائیل چھان ماری۔ مگر تم کہیں نہ ملے۔ یہ میری خوشی بخشتی ہے کہ تم خود ہی آگئے ہو۔ اس

داؤد جب رامہ شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ ہر دو ہواؤں کے
بھاری جھونکے ہاتھوں کی پر پیچ لکیروں جیسے راستوں، سرکوں، دراز ہوتی پر چھائیوں اور ٹھنڈے
گیلے ساعلوں سے ٹکراتے رواں دواں تھے۔ روشنیاں خواب و سراب ہونے لگی تھیں۔ اور
لبیتوں سے نکلنے دھوئیں کے پس منظر میں فضاؤں کے اندر اجنبی خوشبوئیں پھیلنے لگی تھیں داؤد
جس وقت سمویل کے مکان کے سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا سمویل اپنے مکان سے باہر ہی کھڑے
ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر بڑے جوش و جذبے کے ساتھ وہ داؤد سے بے فکر ہو کر ملے۔ پھر وہ
انہیں اپنے دیوان خانے میں لے گئے۔ پہلے شروب سے ان کی تواضع کی پھر ان کے سامنے بیٹھتے
ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز تمہارے چہرے پر پھیلی فکرمندی۔ تمہاری آنکھوں میں سے جھانکتا
غم بہت کچھ کہتا ہے کہو تو تم میری طرف خیریت سے آئے ہو۔ اس پر داؤد روتے دکھ اور انکار
سے بھر پور آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے محترم! ذوق گنہگاری کی طلب رکھنے والا اور ظلم و تعدی کی چاہت رکھنے
والا ایک نفس اور ضمیر میرے درپے ہے میری روح کی تاروں پر وہ بدی کے مضرب کی ضرب
لگانا چاہتا ہے وہ میرے احساس کو دیران گھنڈروں میں اور میرے جذبات کو مردہ لمحوں کی رحوں
میں بدل دینا چاہتا ہے اس سے بچنے کے لیے میں اپنے رب کی پناہ حاصل کرنے کا غلط سرگرداں ہوں
اور اسی لیے اس طرف آیا ہوں۔ اس کے بعد داؤد نے اپنے اور ساؤل کے درمیان جو حالات
حادثات پیش آئے تھے۔ وہ سمویل کو تفصیل کے ساتھ سنا دے تھے۔ پورے واقعات سننے
کے بعد سمویل گردن جھکا کر کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر داؤد کو ڈھارس اور تسلی دینے کی خاطر
وہ کہہ رہے تھے۔

اے میرے عزیز! تو نے اچھا کیا جو تم میرے طرف چلے آئے۔ ہم کل سے دونوں مل کر تبلیغ

لیکے میں تمہاری سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اور اے عزرائیل! اپنی پہلی ملاقات میں جو باتیں تم نے مجھے داؤد سے متعلق بتائیں تھیں وہ ساری کی ساری سچ ثابت ہوئیں اور اب اسی کے سہراب کے لیے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس موقع پر عزرائیل نے بڑی ہکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ روشنی کو روتی شمع اور خواری کے تماشے کی طرح ادا اس اور مغموم ہیں۔ اپنے چہرے پر زہریلی سی مسکراہٹ بکھرتے ہوئے ساؤل بولا۔ اے عزرائیل! تمہارا کہنا درست ہے میں ان دنوں واقعی رات کی باہوں اور بے کل خواہشوں کا اسیر ہو کر رہ گیا ہوں۔ اس وقت میرے سامنے دو مسائل ہیں جو مجھ پر بے چینی بٹھکتی پھرتی آرزوؤں اور زنجیر غلامانہ کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔ ان دو مسائل میں سے ایک تو داؤد اور دوسرا یوناف نام کا ایک جوان ہے۔ جس سے متعلق میرے محافظوں کا کہنا ہے کہ وہ کوئی عام سا جوان نہیں بلکہ ایک مافوق الفطرت انسان ہے میں ان دونوں ہی کی گرفتاری اور پھر قتل کر دینے کے درپے ہوں۔ لیکن دونوں ہی کے سلسلے میں مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

داؤد کی طرف تو میں نے یہ درپہ اپنے دوقور بھیجے کہ وہ اسے رامہ شہر سے گرفتار کر کے یہاں میرے پاس لے کر آئیں۔ لیکن اسی میں مجھے ناکامی ہوئی اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں خود رامہ شہر کی طرف اپنے محافظ دوستوں کے ساتھ جاؤں گا اور وہاں سے داؤد کو گرفتار کر کے یہاں بھال ٹھہریں لے کر آؤں گا اور عام لوگوں کے سامنے اسے قتل کروں گا تاکہ دوسروں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔ اے عزرائیل اب تم کہو تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال اور مشورہ ہے۔ عزرائیل اس موقع پر یوناف کا نام سن کر چونکا تھا۔ پر طبع ہی اس سے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر وہ بولا۔ اے بادشاہ! داؤد سے متعلق جو فیصلہ آپ نے کیا ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ آپ کو خود رامہ شہر جا کر داؤد کی گرفتاری کا سامان کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ کی میں کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ رہا سوال یوناف کی گرفتاری کا تو اے بادشاہ اس جوان کو میں خوب جانتا ہوں۔ میری ایک ٹرے سے اس جوان کے ساتھ عداوت ہے۔ اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جلد یا بدیر ایک روز میں اس جوان کو ضرور گرفتار کر کے آپ کے پیش کر دوں گا۔

اے بادشاہ! جہاں تک اس یوناف نام کے جوان کا مافوق الفطرت ہونے کا تعلق

ہے تو انکشاف درست ہے۔ وہ بے شمار سری اور جہری قوتوں کا مالک ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو لمحوں کے اندر کھینچنے اور مغلوب کرنے کا فن جانتا ہے۔ تاہم میں بھی اسی میں مافوق البشریت قوتوں کا مالک ہوں اور مجھے امید ہے کہ ایک روز میں ضرور اسے زنجیروں میں جھکڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ اس لیے کہ یہ دراز اور ست یوناف نہ صرف آپ کا بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اے بادشاہ! گو یوناف نام کے اس جوان کی باتوں کا ہر حرف عباد اور اس کا ہر لفظ ایک شر ہے پھر بھی یہ جوان قدم قدم پر لوگوں کے لیے جہنم کھڑے کرنے والا ہے۔ دلوں کے باغ اور مغیر کے خرمن اجاڑنے والا۔ اور لوگوں کو بے اساس امیدیں دلا کر ان کی جانوں کو سنگانے اور ان کی روحوں پر ظلم و ستم کرنے والا ہے۔ ساؤل نے تیرا در کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔ پھر یہ یوناف تو بہت برا بلکہ شیطان کا ساتھی ہے اے عزرائیل یہ شیطان بھی کیا بری شے اور بد بلا ہے۔ نہ خیر و دالوں کو مصاف کرتا ہے۔ نہ جنوں والوں کو چھوڑتا ہے۔ سب کے پیچھے بھوکے اور باؤسے کتے کی طرح بڑھا لے اپنے متعلق ایسی گفتگو سن کر عزرائیل کے چہرے پر میں اور سیاسی سی آرائی تھی اور اس کی آنکھوں سے خیالت و شرمندگی جھانکنے لگی تھی تاہم اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اپنے لہجے میں اور زیادہ کشش اور نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! یہ شیطان بچارہ قویوں ہی بدنام ہے۔ ورنہ انسانوں میں اکثر اس سے بھی زیادہ گنہگار ہیں۔ اس لیے کہ وہ تو خداوند کو صرف ایک ہی سجدہ نہ کرتے گا گنہگار ہے ورنہ انسان تو ایسے بھی ہیں جو کبھی سجدہ تک نہیں کرتے۔ عزرائیل سے یہ الفاظ سن کر ساؤل نے ایک بار نظر پھر کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اے عزرائیل! میں تمہارے ان خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ گو شیطان ایک ہی سجدہ نہ کرنے کا گنہگار ہے لیکن اس کا یہ سجدہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کہ اس سجدے کا حکم اسے خداوند کی طرف سے براہ راست ملا تھا۔ اور تم دیکھتے ہو کہ انسانوں میں سے پیغمبروں کے علاوہ کسی کو بھی سجدے و عبادت کا براہ راست حکم نہیں ملا۔ اور پیغمبروں میں سے تم کسی ایسے پیغمبر کا نام بتا سکتے ہو جس نے شیطان کی طرح ایسا براہ راست حکم ملنے کے باوجود خداوند کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ہو۔ یقیناً ایسا کوئی نبی اور رسول نہیں ہے۔ لہذا انسان شیطان سے ہر طرح اور ہر لحاظ سے افضل و برتر ہے۔

اور پھر شیطان تو ایسا بد نعت ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنے فعل پر نادم و تائب نہیں ہوا جب کہ انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لہذا اعمال و افعال کے لحاظ سے شیطان کو انسان سے کیا نسبت۔ اور پھر تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ مردود و اتودن رات اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے اس طرح ایک سزا تو ہے اپنے گناہوں کی ملے گی اور دوسری سزا اور روں کو گمراہ کرنے کی بھی ملے گی۔ ساؤل کی اس گفتگو پر عزرائیل لا جواب ہو کر رہ گیا تھا۔ تاہم گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے وہ پھر بولا۔ اے بادشاہ! تمہاری باتوں میں واقعی وزن ہے۔ اور اس یونان نام کے جوان کو زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ ساؤل نے مسکراتے ہوئے اور خوش طبعی میں عزرائیل کی تائید کی اور پھر عزرائیل وہاں سے نکل گیا تھا۔

ساؤل کے محل سے باہر کھلے میدان میں عارب، یوسا اور منیط کھڑے ہوئے تھے۔ عزرائیل ان کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔ اے میرے قدیم و قریبی رفیقو! میں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل سے مل کر آیا ہوں۔ یونان کہیں داؤد کی مدد کرنے ساؤل کے محل میں آیا تھا جس بنا پر ساؤل یونان سے سخت نالاں اور بیزار ہے۔ وہ یونان کو گرفتار کر کے اس کا قاتلہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں ساؤل سے وعدہ کر آیا ہوں کہ میں یونان کو زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے پیش کروں گا۔ عارب نے فوراً فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں پوچھ لیا۔ اے آقا! آپ نے وعدہ تو کر لیا۔ پر یہ کام کون کرے گا عزرائیل نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ میں ازب کو یونان کے پیچھے لگاؤں گا اور اسے کہوں گا کہ وہ کوئی طریقہ استعمال کر کے یونان کے زنجیروں میں جکڑ کرے پس کرے۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! یہ ازب تو اس سے قبل جہان کی سرزمین میں عتبہ کی گھاٹی میں یونان کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا چکا ہے۔ پھر بھی آپ امید رکھتے ہیں کہ یہ یونان کے زیر کرے گا اور زنجیروں میں جکڑے گا تا کہ اپنے وعدے کے مطابق آپ اسے ساؤل کے سامنے پیش کر سکیں۔ عزرائیل نے لاپرواہی میں کتدھے اچکاتے ہوئے کہا ہم نے پہلے کب کس سے کیا ہوا کوئی وعدہ کبھی پورا کیا ہے۔ یہ کام ہو گیا تو ٹھیک نہ ہوا تو نہ سہی اس کے ساتھ وہ سب اس سرانے کی طرف چلے گئے تھے جس میں ان کا قیام تھا۔

داؤد کو گرفتار کرنے کی نیت سے ساؤل اپنے مسلح دستوں کے ساتھ خوجیال سے رام شہر کی طرف روانہ ہوا۔ اس روانگی کی خبر جب داؤد کو ہوئی تو ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ رام شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور نوب شہر کا رخ کیا۔ اس شہر کے اندر بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا ہیکل اور مسجد تھا اور اس ہیکل کا معمران ایشک نام کا ایک شخص تھا جسے لوگ کاہن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اس ہیکل کے کارندوں نے جب اس کاہن کو یہ خبر دی کہ داؤد بن لسی۔ اس سے ملنے کو آئے ہیں۔ تو اس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ہیکل سے باہر نکل کر داؤد کا استقبال کیا۔ وہ کاہن جو شاید داؤد کے حالات کو جانتا اور سمجھتا تھا۔ وہ بڑے احترام اور توقیر کے ساتھ داؤد کو ہیکل میں لے گیا۔ اور ان کی خوب دیکھ بچال۔ آؤ بھگت اور تواضع کی بہر حال ساؤل کی بجائے ہوں سے دور داؤد اس ہیکل میں دن گزارنے لگے تھے۔

اس دوران ساؤل بھی رام شہر میں داؤد کو نہ پا کر واپس جیال چلا گیا تھا اور وہاں سے اس نے اپنے آدمی داؤد کی تلاش میں روانہ کر دیئے تھے۔ ساؤل کے ان ہی آدمیوں میں سے ایک شخص جس کا نام آدمی دینگ تھا داؤد کی تلاش میں نوب شہر میں داخل ہوا آدمی دینگ نام کا یہ شخص ساؤل کے چرواہوں کا سردار تھا۔ داؤد نے اس شخص کو نوب شہر میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ لیکن اس کی نظر داؤد پر نہ پڑی تھی۔ اب داؤد نوب شہر میں بھی اپنے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ جس طرح ساؤل نے اس شہر میں ان کی تلاش کے لیے اپنے آدمی بھیجے ہیں ایسے ہی دوسرے شہروں کو بھی روانہ کئے ہوں گے لہذا انہوں نے بنی اسرائیل کی سلطنت سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا تا کہ ساؤل کی دسترس سے محفوظ ہو جائیں اس نئی صورت حال کے نظر داؤد واپس ہیکل میں آئے اور وہاں انہوں نے کاہن ایشک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

ہیں گزارا پھر اس ہی سے نکل کر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قبیلہ شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔



بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے سارے فدام کو جمع کیا۔ پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ ان سے کہنے لگا۔ اے بنینو! ایسا لگتا ہے کہ تم سب نے مل کر میرے خلاف ایک سازش تیار کر رکھی ہے۔ کیونکہ جب کبھی میرا بیٹا یوتن۔ داؤد کے ساتھ کوئی ہمدردی بیان کرتا ہے تو تم میں سے کوئی بھی مجھے ان دونوں کے باہمی معاملات سے آگاہ نہیں کرتا۔ نہ ہی تم میں سے مجھے کوئی یہ اطلاع کرتا ہے کہ میرے بیٹے نے داؤد کو میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے کس بات پر ابھارا ہے تم میں سے کوئی بھی میرے لیے غمگین اور فکرمند نہیں ہے۔ سنو بنینو! آخر تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ تم لوگ کیوں میرے مقابلے میں داؤد کو بہتر خیال کرتے ہو کیا غریب سی کالا پار بیٹا داؤد تم لوگوں کو انعام و اکرام میں کھیتا اور تان دے دیگا یا تم سب کو سینکڑوں اور ہزاروں کا سردار بنا دیگا جو تم میری نسبت اسے بہتر خیال کرتے ہو۔ اور اس کی خبریں تم لوگ مجھ تک نہیں پہنچاتے ہو کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم لوگ اندر ہی اندر میرے بیٹے یوتن اور اسی کے بیٹے داؤد کے لیے کام کر رہے ہو۔

قبل اس کے کہ ساؤل ان فدام سے کچھ اور کہتا یا ان میں سے کوئی ساؤل کی ان باتوں کا جواب دیتا۔ ساؤل کے چرواہوں کا سردار ادومی دوئیگ وہاں آیا اور ساؤل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے بادشاہ میں داؤد سے متعلق اہم خبریں لے کر آیا ہوں۔ ادومی دوئیگ کے اس انکشاف پر ساؤل خوشی میں چونک ساڑا قبل اس کے کہ وہ ادومی دوئیگ سے کچھ پوچھتا اس کے وہاں جمع ہونے والے اپنے سامنے فدام کو مخاطب کر کے کہا۔ اب تم لوگ جاؤ اور جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ ان کا خیال رکھو۔ جب وہ فدام چلے گئے۔ تب ساؤل نے ادومی دوئیگ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اب کہو تم داؤد سے متعلق کیا خبریں لے کر آئے ہو تب ادومی دوئیگ کو بولا اور داؤد سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ! داؤد سے متعلق میں یہ خبریں لے کر آیا ہوں کہ وہ بھاگ کر نوب شہر میں اغیٹوب کے بیٹے اخیملک کے پاس چلے گئے تھے جو وہاں کاہن ہے اخیملک کے ہاں ہی داؤد

اسے عزیز اور بچتا ہے کہ میں عزیز مسلح ہوں۔ کیا یہاں اس ہیکل کی خبریں پاس کوئی ذرہ، بھلا اور تلوار نہیں ہے۔ اخیملک نے بڑی عاجزی میں کہا۔ اے ایسی کے بیٹے! ایلہ کی وادیوں کے اندر آپ نے فلسٹیوں کے جالوت نام کے جس پہوان کو قتل کیا تھا اس جنگ کے بعد اس جالوت کی تلوار اس ہیکل میں رکھ دی گئی تھی۔ تاکہ لوگ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسی طرح انہیں اپنی قوم کی غنیمت اور فلسٹیوں کی بے بسی کا احساس ہو۔ پس یہی ایک ہتھیار اس ہیکل کے اندر ہے۔ اگر آپ اسے لینا چاہتے ہیں تو میں حاضر کئے دیتا ہوں۔ اخیملک کے اس انکشاف پر داؤد نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے ہاتھوں مرنے والے جالوت کی تلوار سے بہتر اور کیا ہتھیار ہو سکتا ہے۔ پس تم وہ تلوار نکال لاؤ۔ وہ میرے خوب کام آئے گی۔ اخیملک بھاگا بھاگا۔ ہیکل کے اندرونی حصے کی طرف گیا اور پھر وہ جالوت کی بھاری اور روزنی تلوار اٹھا لیا جو کڑے میں لپیٹی ہوئی تھی۔ داؤد نے وہ تلوار لے لی اخیملک کا انہوں نے شکریہ ادا کیا اور ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ اس ہیکل سے نکل کر فلسٹیوں کی سرزمین کی طرف چلے گئے تھے۔ فلسٹیوں کی سرزمین میں پہنچے ہوئے داؤد کو رفتہ رفتہ یہ احساس ہونے لگا۔ جیسے وہاں کے کچھ لوگ انہیں آہستہ آہستہ ان کے پہوان جالوت کے قاتل کی حیثیت سے پہچانتے ہوئے۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ آپ کو پہچان جانے والے لوگ اس معاملے کو اپنے بادشاہ اکیس کے پاس لے جانے کا ارادہ کرنے لگے ہیں تو داؤد فلسٹیوں کی سرزمین سے بھاگ کر عدلام کی طرف چلے گئے تھے۔

عدلام ہی کے مقام پر داؤد کے اہل خانہ اور ان کے عزیز واقارب آئے۔ ان کی کل تعداد چار سو کے قریب تھی۔ اور یہ سب ساؤل کے خوف سے بھاگے تھے کہ کہیں داؤد سے دشمنی کی بنا پر ساؤل ان کا بھی قتل مام نہ کر دے۔ عدلام سے داؤد اپنے ان چار سو ساتھیوں کے ساتھ موآبیوں کی سرزمین میں داخل ہوئے اور ان کے مرکزی شہر مصفاہ میں آکر موآبیوں کے بادشاہ سے ملے۔ ان سے اپنے پورے حالات کہے اور یہ بھی اس سے کہا۔ کہ میرے عزیز واقارب سب کو یہاں رہنے کی اجازت دی جائے۔ موآبیوں کے بادشاہ نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے خوف کے تحت ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر داؤد اپنے چار سو ساتھیوں کے ساتھ مصفاہ شہر سے نکل گئے اور درشت عارت کے سنان علاقوں اور جنگل میں جا کر پناہ لے لی تھی کچھ عرصہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ داؤد نے اسی عارت نام کے

اس گفتگو کو نہیں مانتا تمہاری اس حجت اور دلیل کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہ تمہیں میرے اور داؤد کے موجودہ تعلقات کا علم نہیں ہے تو سب کچھ جانتا ہے۔ لہذا اس سب کچھ جاننے کے بعد تمہاری طرف سے داؤد کے ساتھ ایسے سلوک اور نرمی کی بناء پر تو اور تیرے اہل خانہ ضرور مارے جائیں گے پھر ساؤل نے ان پچاسی افراد کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان سب کو اتھائی بے دردی کے ساتھ کاٹ کر رکھ دیا گیا تھا۔ تاہم کاہن اخیمک کا بیٹا ابی یاتر اندھیرے کی آڑ میں کسی دھکی طرح وہاں سے بھاگ نکلتے ہیں کامیاب ہو گیا تھا۔

اخیمک کا بیٹا ابی یاتر بھال سے بھاگ کر قبیلہ شہر میں داؤد کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں اس نے داؤد کو اپنے باپ، داؤد اور دوسرے عزیزوں کے مارے جانے کی اطلاع کی۔ داؤد نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور ابی یاتر کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھ لیا۔



داؤد کی طرف جانے کے لیے یوناف اور راریہ قبیلہ شہر سے باہر ایک چٹان پر نمودار ہوئے اور یوناف نے ارلیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! آؤ داؤد کی طرف چلتے ہیں۔ اور ظالم ساؤل کے مقابلے میں ان کے معاون و مددگار بن کر رہتے ہیں۔ کسی نبی اور رسول کا ساتھ دینا۔ خود اپنی فلاح نہیں بلکہ اس میں انسانیت کی فلاح ہے اور اے ارلیہ۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس لمحہ ایک کانے یوناف کی گردن پر پس دیا تھا۔ ارلیہ بھی سمجھ گئی تھی کہ ایک یوناف کے ساتھ غوغا گفتگو ہو گئی ہے۔ لہذا وہ بھی خاموشی اور تجسس آمیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ یوناف کی گردن پر پس دینے کے بعد سنجیدہ اور محرمندی آواز میں کہا۔ یوناف! یوناف! سبھل جاؤ۔ عزائیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم پر وارد ہو رہا ہے۔

یوناف کچھ پوچھتے پوچھتے رک گیا۔ کیونکہ اسی لمحہ یوناف کے سامنے عزائیں، ازب عارب، یوسا اور بیٹہ نمودار ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی ارلیہ سبھل گئی اور فوراً محتاط ہو کر کھڑی ہو گئی اور احتیاط کے طور پر اس نے یوناف کا کمر دھار ہاتھ اپنے نرم و نازک اور ریشمی ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ایک اسی طرح یوناف کی گردن پر پس دیتی ہوئی اسے وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔ اتنے میں عزائیں نے ایک تفاخر اور غرور سے بھرا ایک ہنسنے

نے قیام کیا اور اخیمک نے ان کی سیربانی اور مہمانداری کی اور چونکہ داؤد غیر مسلح تھا لہذا جب داؤد وہاں سے رخصت ہونے لگا تو اخیمک نے داؤد کو جالوت کی وہ تلوار بھی دی جو نوب کے پہل میں امانت کے طور پر رکھی گئی تھی۔ اخیمک کے ہاں چند روز تک قیام کرنے کے بعد داؤد وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے میں نہیں جانتا۔ ادومی دوئیگ کی گفتگو سن کر ساؤل خوش ہوا اور اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے اس نے کہا اے دوئیگ! تم بہترین خبریں لے کر آئے ہو۔ اب کسی کو نوب شہر کی طرف روانہ کر دو کہ وہ اخیمک اور اس کے سارے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو بلا کر یہاں لائے۔ ساؤل کا یہ حکم سن کر ادومی خوش وہاں سے نکل گیا تھا۔



چند دن بعد کاہن اخیمک، ساؤل کے حکم کے مطابق اپنے عزیز واقارب کے ساتھ ساؤل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ان عزیز واقارب کی تعداد پچاسی تھی جن میں اس کا باپ اخیطوب اور بیٹا ابی یاتر بھی تھے۔ جب ان سب لوگوں کو ساؤل کے سامنے پیش کیا گیا تو ساؤل نے اخیمک کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نوب کے معزز کاہن! مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے یس کے بیٹے داؤد کو اپنے ہاں پناہ دی۔ اس کی مہمانداری اور ضیافت کی اور پھر سبک دینے رکھی فلسطین کے پہلوان جالوت کی تلوار بھی اس کے حوالے کر دی تاکہ اس خوفناک تلوار کو وہ میرے خلاف استعمال کرے کیا تو نے اس لیے داؤد کی مدد کی کہ وہ میرے خلاف گھات لگائے اور مجھ سے میرا سب کچھ چھین کر مجھے بے نوا اور بے مایہ بنا کر رکھ دے۔ ساؤل جب خاموش ہوا کاہن اخیمک بولا اور کہا۔

اے بادشاہ! قرب رکھنے والوں میں داؤد کی طرح کون امانت دار ہے۔ اے بادشاہ! وہ تیرا داماد نہیں اور تیرے اسی محل کے اندر رہا لٹش رکھتا ہے۔ وہ تیرے گھر میں معزز اور صاحب اکرام ہے اس لیے اے بادشاہ! بٹھے اور میرے ان اعزاء واقارب کو کوئی الزام نہ دے اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ تمہارے اور داؤد کے تعلقات میں کیا تبدیلی آچکی ہے۔ اور یہیں خبر نہیں کہ داؤد کے ساتھ اب تمہاری قرابت داری اور تعلق ویسا نہیں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا۔ ساؤل نے کر دودھ اور گھٹے کے اظہار میں کہا۔ اے اخیمک! میں تمہاری

لگایا۔ پھر اس نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یونان دیکھ آج میں اور میرے ساتھ ایک بار پھر روگ بھرا سنسار، دیکھ دو زرخ سوگ کا عصارہ اور نفرت کا زہر بن کر تیرے سامنے اکھڑے ہوئے ہیں۔ دیکھ نیکی کے گماشتے آج ہم خزان کے اداس نغمے اور چمکاڑے طوفان بن کر تم پر وار دیں گے۔ دیکھ اس وقت میں چاہوں تو اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بھی تم پر حملہ آور ہو سکتا ہوں۔ پر میں ایسا نہ کروں گا۔ دیکھ یہ جہان کی سرزمین سے تعلق رکھنے والا میرا ساتھی ازب ہی تیرا مقابلہ کرے گا۔ تو دیکھتا ہے کہ اس کے پاس لوہے کی لمبی زنجیر ہے جس کی کڑیاں خوب موٹی اور وزنی ہیں۔ تمہیں بے بس کر کے یہ ازب تمہیں انہیں زنجیروں میں جکڑے گا پھر تمہیں پابانہ بھر کر کے ہی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کریں گے۔ اس لیے کہ میں ساؤل سے ایسا وعدہ کر چکا ہوں یونان نے عزائیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک بار نظر بھر کر اس نے بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر دعائیں انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خداوند کبیر! اے مشرق و مغرب کے رب! میں تیرے ہی سامنے اپنا دامن و گریبان، اپنا دستِ طلب اور اپنے حروف و مابند کرتا ہوں۔ اے میرے رب! تو ہی علف آفاق ہے۔ یہ عزائیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنی پوری اندھی خوفناک قوتوں، ہول انگیزی اور نفرتوں کی اداس ریت کے ساتھ آوارہ ہوا ہے۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے اور ملکوں کے حاکم! ان اشیاء طبع کی ہوس، مشقِ خوشخواری، سفلی خواہشات، حیوانی جذبات اور اندھی شدتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما اے اللہ! تو ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی بندگی اور نہ ہی مدد کے لیے پکارے جانے کے قابل ہے پس تو ہی اپنے ان تافرانوں اور فطرت کے باغیوں کے خلاف میری اعانت و مدد فرما۔

عزائیل بھوڑی دیر تک قاموش کھڑا یونان کو دیکھتا رہا۔ جب یونان دعا مانگتا رہا اور اس کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب عزائیل پھر بولا۔ اے نیکی کے گماشتے! تو چپ اور قاموش کیوں ہے میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا ہمیں دیکھ کر تمہیں یہ فکرا حق ہو گئی ہے کہ ہم تمہاری بیوی اریہ تم سے چھین لینے میں کامیاب ہو جائیں گے یا یہ کہ تم اریہ کے حسن و جوانی کے طوفان، اس کے سرخ آبشاروں اور رنگوں کی بلنگی بہاروں جیسے شباب میں کھو کر رہ گئے ہو۔

اے یونان! اب تو اریہ کی چاند کی طرح چھلکتی جوانی کو زیادہ عرصہ تک اپنے ساتھ نہ رکھ سکے گا۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم تم سے تمہارا یہ اتصال کدہ اور جلال کی لو تم سے چھین لیں گے۔ عزائیل کے قاموش ہونے پر یونان بولا اور کہا۔

اے ہوس کے شیطانو! اے ستم رانہ! خداوند کے تنانوسے اسما کی قسم اگر ان ویرانوں کے اندر تم لوگوں نے مجھ سے ٹکرائے کو کوشش کی تو میں تمہارے اسم و جان کو سیاہ تقدیر اور محکومیت کی قید تمہاری بغض و نفص کو مٹاؤں گے سراب اور دکھوں کی کسک اور تمہارے اعضا و جوارح کو شہرے صمیر اور پیاس کا صحرا بنا کر رکھ دوں گا۔ جس وقت یونان عزائیل کے ساتھ مشغول تھا تو ازب نے اس کی اس محویت اور مشغولیت سے فائدہ اٹھایا اور لوہے کی وزنی زنجیر گھا کر اس زور سے یونان کو دے ماری کہ یونان بڑھ سے اکھڑ جانے والے درخت کی طرح زمین پر گر گیا تھا۔



یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب زنجیر پر اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی اپنی قوت صرف کرتے ہوئے ازب کو اپنی طرف کھینچ لینے کی جدوجہد کر رہا تھا، عارب، یوسا، بینظر اور عزازیل بڑی حیرت اور شوق کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف اریلیہ کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ وہ یوناف کے پہلو میں کھڑی تھی اور روٹنا ہونے والے نتائج کی منتظر تھی۔ پھر یوناف نے فضاؤں کے اندر ایک بیہانی کیفیت ماری کر دینے والی اپنی آوازیں اپنے رب کی تکبیر کہی۔ اور ایسی قوت اور زور کے ساتھ اس نے امڈا کر، پکارا کہ اس کی آواز رقص برق و باران کی طرح اطراف و اکناف کی اشیاء سے ٹکراتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی زنجیر پر اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف ایسا زوردار جھکا دیا کہ ازب کھج کر اس کی چھاتی کے ساتھ اٹکھایا تھا اور اسی لمحہ یوناف نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھوڑ دی اور مثنیٰ انداز میں اس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے ازب کے چہرے گردن اور پیٹ پر مزیں لگانی شروع کر دی تھیں۔

یوناف کی پے پے مزیں پٹنے سے ازب بری طرح کراہ اٹھا تھا۔ اور وہ دہرا ہوا کر زمین کی طرف جھک گیا تھا۔ پھر یوناف نے قریب پڑی ہوئی زنجیر اٹھا اور جس طرح ازب نے ہل کر اسے ماری تھی ایسے ہی زنجیر لہرا کر اس نے ازب کو دس ماری ازب بری طرح ہوا بھی اچھلا اور ایک قریبی چٹان کے پاس جا کر اٹھا۔ اس موقع پر یوناف نے عزازیل کو مخالف کر کے کہا۔

اے اجالوں کا لہو کرتے والے! کیا یہی وہ ازب ہے جسے تو اپنے ساتھ لایا تھا۔ تاکہ مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کیا جائے۔ دیکھ اپنے مقصد میں تو کسنا کام و نامراد رہا۔ اے عزازیل تو کبھی خود مجھ سے کیوں نہیں ٹکوتا۔ پھر دیکھ میں تجھے مارا کر تیری ہڈی پسلی چور چور کروں۔ تیری ٹخو توں تیری مشرتوں کو تمام کروں تیری زیست کے سفر کو قسمت کی زنجیروں میں جکڑ کر تیری حالت شہرے فیرا در چشم حقارت جیسی بنا کر رکھوں۔ اے عزازیل آگے بڑھا اور خود مجھے ٹکوتا کہ میں تیری حالت احساس کے دوران کھنڈروں اور غلامانہ زنجیروں جیسی کروں یوناف سے بری طرح پٹنے کے بعد ازب ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور دوبارہ آگے بڑھ کر اس نے یوناف سے ٹکرانے کی کوشش کی تھی۔ یوناف

جس وقت یوناف عزازیل کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور اس کی بے دھیانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل کے خونخوار ساتھی ازب نے لوہے کی بھاری اور روزنی زنجیر یوناف کو مار کر زمین پر گرا دیا تھا۔ اس وقت یوناف کو گرا دیکھ کر حسین اریلیہ کی حالت دیکھ گئے دروہام، ویران گزرگاہ۔ قبرستان کی ویرانی اور احساسی کے ویران گھنڈروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی یوناف کے یوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر جانے پر عزازیل، عارب، یوسا اور بینظر بے شمار خوشیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ازب بھی اپنی اس کارگزاری پر خوش تھا زنجیر مار کر یوناف کو گرانے کے بعد اس نے شور قیامت کی گونج جیسا اپنا نفع کا لغزہ بند کیا اور ایک طرح سے سرفرازی کا رقص کرتا ہوا وہ آگے بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ دوسری بار یوناف کو زنجیر مار کر اسے مکمل طور پر اپنے سامنے بے بس و مجبور کر کے رکھ دے جو نہی اپنی زنجیر قضا میں لہرا کر اس نے یوناف کی طرف گرائی۔

یوناف فوراً ایک تیزی کے ساتھ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اوپر گرنے والی زنجیر کا سراپکا کر اس نے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ ازب نے پوری قوت سے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا تاکہ زنجیر کا دوسرا سر اریلیہ سے جڑ جائے پر وہ ایسا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ پھر یوناف نے اسے مخالف کر کے کہا۔ فطرت کے باغیو! ہوس کے بندو! اس رکھو جب تک میرے رب کی مدد و اعانت میرے شاملی مال ہے تم لوگ مجھے بے شرف و بے توقیر نہیں کر سکتے۔ تم لوگ مجھے اپنی ہوس کے صحرا اور تحریک تبلیں کا شکار نہیں بنا سکتے۔ سنو فنا تمام شیطانوں! ان ویرانوں کے اندر اپنے رب کی مدد و اعانت کے بل بوتے پر میں تمہاری خواہشوں کی گندگی، منفی قوتوں اور تحریکی طاقتوں پر حزب لگاؤں گا اگر تم سب لوگ بھی مجھ سے ایک ساتھ ٹکراؤ۔ تو تمہارے اپنی بقا کی اس جنگ میں ضرور میں ہی کامیاب رہوں گا۔

نے ایک بار پھر عزرائیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے عزرائیل! اب میری طرف یہی خواہش ہے کہ تو کبھی بذات خود مجھ سے ٹکرائے۔ اے بذات و کمتر تو دوسروں کو میرے مقابلے لاکر کیوں اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو خود کبھی مجھ سے ٹکرا کر دیکھ پھر دیکھ کیسے میں تجھے نفرت کے بدترین گرواب میں پھانس کر تیرے گناہوں کے عکس کی قطع و برید کرتا ہوں اور کیسے تیرا دامن و گریبان چلتی کر کے تجھے بے حس کی سرد لاش میں تبدیل کرتا ہوں عزرائیل نے جل کر کہا گفتگو کے گمشتے اتنا بڑھ چڑھ کر اور اپنی حدود سے نکل کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر جب میں مصر کے احرام کے اندر تم پر حمل آور ہوا تھا تو مجھ سے خوفزدہ ہو کر تو نے کیوں حرم کعبہ میں جا کر پناہ لے لی تھی۔ یوناف نے اپنی آنکھوں سے حقارت اور برہمی برساتے ہوئے کہا۔ اے بدیوں کے موجد! احرام مصر کے اندر اگر تو اکیلا مجھ سے ٹکراتا تو میں تیری ساری حرص و ہوس کو بے سمت گونگے ساگ کی طرح بنا کر رکھ دیتا۔ پر اس وقت تیرے سارے ساتھی بھی تھے۔ اگر تجھے کوئی شک ہو تو اب بھی مجھ سے اکیلا ٹکرا کر دیکھئے تجھے احساس ہو جائے گا کہ تو میرے سامنے کیسا بے بس اور لاچار ہے۔

عزرائیل نے یوناف کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی جگہ پر وہ درد کے نینے رخساروں پر ٹھہرے اشکوں کے موتیوں کی طرح کھوئے سے انداز میں کھڑا رہا اتنے میں یوناف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی زنجیر زب کی طرف پھینک دی اور عزرائیل نے اس سے کہا اب تم لوگ دفع ہو جاؤ یہاں سے جب تک میرا رب میرے ساتھ ہے میں تم لوگوں کو کوئی موقع فراہم نہ کروں گا کہ تم مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کر سکو۔ عزرائیل کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ عزرائیل کا اشارہ پا کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے جانے کے بعد یوناف نے ایک بار غور اور محبت سے اریہ کی طرف دیکھا۔ پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اریہ! اریہ! عزرائیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میرا یہ ٹکرائنا کیسا رہا! یوناف کے اس استفسار پر حسین اریہ کے چہرے پر ہنسلی کے دودھیاں پھولوں اور سنہری وصل کے لمحات جیسی خوش کن کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں برق کی سی تپ تاب تھی۔ اور اس کے دھکتے رنگین رخساروں میں زخم ہونے والی کشش اور جذب کا ایک سلسلہ تھا۔ پھر اس نے یوناف کا کھردرا اور سخت ہاتھ اپنے گداز و نرم اور ریشمی دھیری ہاتھ میں لے لیا

اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے زمزم سا گمراہ آواز میں کہا۔ آپ نے ان سستان وادیوں کے اندر زب کی جو حالت کی ہے۔ اس سے مجھے خوشی اور سکون ضرور ملتا ہے۔ لیکن جو بے زنی آپ نے عزرائیل کی کی ہے۔ اس سے مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ اس لیے کہ پہلے میں عزرائیل کو ایک بہت بڑی قوت خیال کرتی تھی اور اس سے ڈرتی تھی اور مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔

یوناف تھوڑی دیر تک اریہ کی منور چشم میواریں تھوڑی دیر دیکھا۔ اس موقع پر یوناف کے پہلو میں بالکل قریب ہونے کے باعث یوناف تھوڑی دیر تک اس خوشبو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جو اس کی سانسوں سے اٹھ رہی تھی۔ پھر چاہتوں بھری آواز میں اس نے اریہ سے پوچھا۔ اور اب عزرائیل سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اریہ مسکراتی اور بولی آپ کے ساتھ شادی کرنے سے پہلے تو میں عزرائیل کو اپنی قسمت کا مالک سمجھتی تھی لیکن آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے اور آپ کے خیال جان کر مجھ پر یہ بھید کھلا کہ عزرائیل تو کچھ بھی نہیں ہے۔

اصل قوت تو خداوند ہے۔ جو قسمیں بناتا اور بگاڑتا ہے۔ جو زندگی اور موت عطا کرتے والا ہے جو ساری کائنات کا قائل و مالک، مدبر و منظم اور حکیم و حاکم ہے۔ جس نے نظام کائنات کو مرتب بنایا ہی نہیں ہر آن اسے پلا بھی رہا ہے اس کا ہر حکم ہر وقت یہاں چل رہا ہے جو ہر عیب و نقص اور کمزوری و غلطی سے منزہ ہے جو ہر تشبیہ و تجسیم ہر نظیر و مثل سے مبرا ہے ہر ساتھی اور ساتھی سے بے نیاز ہے جس کی ذات، صفات، اختیارات اور استحقاق معبودیت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اریہ کی گفتگو سن کر یوناف مسکراتے ہوئے کہا۔ اریہ! اریہ! خداوند سے متعلق ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ دنیا کا جو بھی شخص ایسے خیال رکھتا ہو وہ یقیناً غیر اللہ سے ملنے جھکے نہیں پاتا۔ اریہ نے یوناف کا ہنسا ہوا ہاتھ ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہا۔ آپ کی میت اور آپ کے سنگت نے مجھے عزرائیل کے خوف یا خطر سے قطعی طور پر بے نیاز کر دیا ہے۔ اب میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔

پہلے میری یہ حالت ہو کر تھی کہ عزرائیل کا نام سنتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اور میں خیال کیا کرتا تھا کہ یہ ناقابل تسخیر ہستی ہے اور خداوند کے بعد سب سے زیادہ قوتیں رکھتا

ہے۔ میں آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھ اس اس ہوا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اور یہ کہ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اب میں نے اپنے دل سے اس کا ڈر اور خوف نکال کر رکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی صحبت بھی میری راہنمائی کا باعث بنی اور اب میں یہ عقیدہ رکھتی ہوں کہ دنیا کے اندر صرف خداوند کا خوف ہی اپنے دل میں رکھنا چاہیے اور ہر طرح کے دوسوسات اور خطرات کے مواقع پر صرف اس کی پناہ مانگنی چاہیے۔ یونان نے اریہ کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔ اریہ! اریہ! کیا عمدہ اور شستہ خیالات ہیں تمہارے آداب داؤد کی طرف چلے پھر اریہ کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یونان نے اریہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اریہ! اریہ! تم خاموش اور چپ کیوں کیا تم سویا اور نگہ رہی ہو، اریہ! تم نے فوراً یونان کی گردن پر تیزلس دیا پھر اس کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سونا اور ساؤنگھتا کیسا باتم جانتے ہو میں پوری طرح بیداری میں رہتی ہوں۔ میں نے ازب کے ساتھ تمہارا مقابلہ بھی دیکھا اور اس کے مغلوب ہونے پر خوش ہوئی۔ عزازیل کے ساتھ تمہاری گفتگو بھی سنی! میرے المینان کا باعث ہے اور تم دونوں میاں بیوی کی باتیں بھی سنیں جو بڑی سکون بخش ہیں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جہاں جاتے کا ارادہ کر رہے ہو۔ اور صرلو۔ اس کے ساتھ ہی یونان اور اریہ داؤد کی خدمت میں حاضر ہوتے کے لیے قلعہ شہر کی طرف چل دیئے۔

○
 قلعہ شہر میں جو مکان داؤد کی رہائش کے لیے مہیا کیا گیا۔ ایک روز داؤد اپنے عزیز واقارب کے ساتھ اس مکان سے باہر امتحان کے ایک جھنڈے بیٹھے ہوئے تھے کہ قلعہ شہر کے کچھ رئیس ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں سے ایک نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یسی کے بیٹے! اس شہر پر مغرب ایک آفت اور مصیبت نازل ہونے والی ہے اور وہ یہ کہ مغرب فلسطی اس شہر پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

اس شہر کے ناظرین نے جو خبریں دی تھیں۔ ان کے مطابق اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلسطی لشکر روانہ ہو چکا۔ چند روز تک وہ یہاں پہنچے گا اور شہر پر حملہ آور ہو جائے گا۔ ہم اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ شہر کے دفاع سے متعلق آپ سے راہنمائی اور مشورہ حاصل کریں۔ اسی وقت وحی کے ذریعے داؤد کو خداوند کی طرف سے ہدایت دی گئی کہ وہ قلعہ شہر کا دفاع کریں پس اس وحی کی روشنی میں داؤد نے قلعہ کے سرداروں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم لوگ اپنے لشکر کو تیار کرو میں آج ہی اس لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا۔ اور قلعہ کی طرف بڑھتے والے فلسطیوں کو دور سے روک کر قلعہ کو محفوظ بنا دوں گا۔ داؤد کا جواب پاکر قلعہ کے سردار خوش ہوئے۔ پس وہ اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کرنے کے لیے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی داؤد کے عزیز واقارب بھی وہاں سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہوں کی طرف چل دیئے تھے۔

○
 جس وقت داؤد وہاں اکیلے رہ گئے تھے اور وہ بھی وہاں سے اٹھتے ہی چلے گئے تھے کہ انہیں یونان اور اریہ اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ان کے چہرے پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی اور جب وہ دونوں نزدیک آئے تو انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں خوش آمدید کہا اور یونان کے ساتھ انہوں نے پرجوش مصافحہ

کی پھر ان دونوں کو انہوں نے وہاں اپنے ساتھ بٹھایا اور یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے وہ بڑی نرمی میں کہہ رہے تھے اے یوناف! اے نیکی کے نمائندے! تو کیا اچھے وقت پر میری طرف آیا ہے میں نے اپنے اہل فائدہ اور دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ ساؤل کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے اس قلیلہ شہر میں پناہ لی تھی۔ لیکن اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلسٹیوں کا ایک لشکر اس طرف بڑھ رہا ہے۔ فلسٹی اس قلیلہ شہر کو اپنا حدف بنانا چاہتے ہیں۔ جب کہ خداوند کی طرف سے مجھے اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم بھی مل گیا ہے یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اگر خداوند کی طرف سے آپ کو فلسٹیوں کے خلاف اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم مل گیا ہے تو پھر کوئی فکر مندی اور پریشانی ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ وہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ اس کے صرف کن کہنے سے تو مردہ دلوں میں زندگی کی احرات دوڑاٹھتی ہے۔ وہ خداوند حاکموں کا حاکم وہ ضرور فلسٹیوں کے مقابلے میں آپ کو فوز مند رکھے گا۔ ایسے ہی جیسے اس نے فلسٹیوں کے پہلوان جالوت کے مقابلے میں آپ کو فتح مند رکھا تھا۔ یوناف کی گفتگو سے داؤد خوش ہوئے اور پوچھا، کیا تم بھی فلسٹیوں کے خلاف اس جنگ میں میرے ساتھ شامل ہو گے؟ یوناف نے بھرپور جان نثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، لشکر میں شامل ہونا تو ایک طرف میں تو آپ کے لیے اپنی جان تک بچھاؤ کر سکتا ہوں۔ ہم دونوں میاں بیوں آپ کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور خداوند کے حکم سے فلسٹیوں کو ایسی شکست ہوگی کہ وہ دوبارہ کبھی اس شہر کا رخ کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ ایک گہری خوشی میں داؤد کا ہاتھ تھام لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے تم دونوں آؤ میرے ساتھ شاید آج شام تک قلیلہ کے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے کوچ کریں۔ یوناف اور راریہ چپ چاپ ان کے ساتھ ہوئے تھے۔



اسی روز شام کے بعد داؤد نے اپنے لشکر کے ساتھ فلسٹیوں کی طرف کوچ کیا۔ اور لشکر کے آگے آگے انہوں نے کچھ ناظر روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق اطلاع کرتے رہیں انہی ناظروں کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق آپ آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچ گئے جہاں فلسٹیوں کا لشکر

شب باشی کے لیے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ داؤد نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے قریب پڑاؤ کیا آپ کے آنے سے فلسٹی چونکے اور مستعد ہو گئے تھے۔ تاہم ان فلسٹیوں کوئی ایسی نقل و حرکت نہ کی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ابھی وقت جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

داؤد کے لشکریوں نے جیب اپنے خیمے نصب کر کے اپنے پڑاؤ کو مستحکم کر لیا اور داؤد جس وقت اپنے خیمے کے سامنے یوناف اور راریہ کے ساتھ کھڑے تھے تو لشکر کا ایک ناظر وہاں آیا اور داؤد کو مخاطب کر کے اس نے انکشاف کیا۔ اے آقا! میں فلسٹیوں کے لشکر سے متعلق اہم معلومات حاصل کر کے آیا ہوں۔ فلسٹیوں کے لشکر کا سپہ سالار۔ والوت ہے اور اس جالوت کا چھوٹا بھائی ہے جو کبھی وادی ایلہ کی جنگ میں آپ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ یہ والوت اپنے بڑے بھائی جالوت کا بدلہ لے گا۔ اور میں مزید یہ بھی انکشاف کروں کہ فلسٹی کل صبح ہی صبح جنگ کی ابتداء کریں گے۔ اور اس جنگ میں وہ آپ کو اپنا پہلا حدف بنانے کی کوشش کریں گے تاکہ جالوت کا انتقام لیں۔ لہذا کل کی جنگ میں آپ محتاط رہیں۔

یہ انکشافات کرنے کے بعد وہ ناظر جیب وہاں سے چلا گیا۔ تب یوناف نے غور سے داؤد کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے آقا! یہ فلسٹی آپ سے اپنے پہلوان جالوت کا انتقام کل صبح لینا چاہتے ہیں۔ پر یہ آنے والی صبح تو ابھی بہت دور ہے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی پہلے میں ان کے لشکر میں ایسا انقلاب برپا کر دوں گا کہ فلسٹی آپ سے انتقام لینے کے ارادے کو فراموش کر کے اپنی جانیں بچانے کی فکر میں لگ جائیں گے۔ میں ابھی اور اسی وقت دشمن کی خیمہ گاہ کی طرف جاؤنگا۔ اور ان کے سپہ سالار والوت کو ختم کر دوں گا۔ اور اس کام کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دوں گا پھر سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی ہم فلسٹیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دیں گے۔ اس طرح فلسٹی جب ہمارے مقابلے میں نکلیں گے اور اپنے سالار کو اپنے ساتھ نہ پائیں گے تو انہیں فکر مندی ہوگی اور جیب انہیں یہ خبر ہوگی کہ ان کا سالار مارا جا چکا ہے تو اس کے حوصلے مکمل طور پر پست ہو جائیں گے اور یوں ہم انہیں رگیدنے اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور فلسٹیوں کو اس میدان سے ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔

یوناف کی اس گفتگو کو داؤد نے پسند کیا اور پھر تحسین آمیز نگاہوں میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگے اے نیکی کے نمائندے! تمہاری سوچ بہت عمدہ ہے۔ جو تم

کہہ رہے ہو اگر اسے تم عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر یقیناً اس میدان میں غالب ہم ہی رہیں گے اور فلسطینیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ یونان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور اپنے کام کی ابتداء کرتا ہوں۔ اریلیہ بھی میرے ساتھ جاٹے گی داؤڈ نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو یونان اور اریلیہ وہاں سے ہٹ گئے۔ دونوں میاں بیوی اس وقت جنگی لباس میں تھے۔ اور اریلیہ اپنے جنگی لباس میں دھلے ہوئے آلہ جنگ سے عیسٰی خوبصورت، ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹ جیسی دلنشین، امیری کرتیں، بھرتی صبح عیسٰی و کش، ہلکتے گلاب عیسٰی حسین اور درخشاں ایام کی یادوں جیسی پرکشش نگ رہی تھی۔ داؤڈ عیسٰی ذرا فاصلہ پر جانے کے بعد یونان نے سرگوشی کے انداز میں پکارا۔

ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو! ایلیکا، فوراً یونان کی گردن پر تیز لمس دیا اور پھر سروں کی طرح دل کش اور روحوں کو تسکین پہنچا دینے والی اس کی آواز یونان کی سماعت سے ٹھکرائی یونان! یونان میں ہیں ہوں میں داؤڈ کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ یونان پھر بولا اور پوچھا ایلیکا! ایلیکا! میں اور اریلیہ جس مہم پر نکلے ہیں۔ کیا تم اس سے اتفاق کرتی ہو! ایلیکا نے اپنی سرسبزی اور شہر ریزی بھرتی آوازیں کہا۔ ہاں جس مہم کی طرف تم دونوں نکلے ہو میں ممکن طور پر اس سے اتفاق کرتی ہوں۔ اور میں بھی اس مہم میں تم دونوں کے ساتھ ہوں گی۔ ایلیکا کی طرف سے المیہ ناکہ بخش جواب پانے کے بعد یونان غور سے اپنے پہلو میں کھڑی اریلیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اریلیہ! آؤ اب اپنی مہم کی طرف کوچ کریں۔ اور ہاں شاہد میری ساتھ، اس نوع کی یہ تمہاری پہلی مہم ہوگی۔ لہذا تم اس سے متعلق فکرمند نہ ہونا۔ اریلیہ نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ جب تک آپ میرے ساتھ ہیں فکرمند ہونے کی کیا ضرورت پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام لیے اور اپنی سرری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہ دونوں میاں بیوی وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

چند ہی سماعت بعد وہ دونوں فلسطینیوں کے سپہ سالار دولت کے خیمے میں نمودار ہوئے دولت اپنے خیمے میں گہری نیند سو رہا ہوا تھا۔ اور اس کا یہ خیمہ اس کے لشکر کے وسط میں تھا۔ یونان کے اشارے پر اریلیہ اپنی توار سونت کر خیمے کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جب کہ یونان اپنی توار سے نیام کرتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اپنی توار کی ٹوک دولت کے بازو پر چبھوتے ہوئے یونان نے اسے جگایا۔ دولت فوراً بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور بدحواسی میں اس

نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ کون اور کیسے تم میرے خیمے میں داخل ہو گئے ہو۔ اور اگر تم ایسا کر ہی چکے ہو تو سنو۔ اب اس خیمے سے تم بچ کر نہ جا سکو گے۔ اس کے ساتھ ہی دولت انتہائی غضب کی خونخواری میں خیمے کے دروازے پر کھڑی اریلیہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یونان پھر بولا اور کہا۔ اسے دولت! تو متوجہ نہ ہو۔ یہ تیرے خیمے کے دروازے پر کھڑا تیرا کوئی محافظ نہیں بلکہ میرا ایک ساتھی ہے۔ اور میں تجھے یہ جزدوں کس اس خیمے میں تیری زندگی کی یہ آخری رات ہوگی۔

دولت، خونخواری اور زندگی کا مظاہرہ کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور عزت سے انداز میں اس نے کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پر میں یہ ضرور کہوں کہ تو کتنا ہے جو مجھے ایسی دھمکی دیتا ہے کیا یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آئی کہ تو اس وقت میرے خیمے میں ہے میرا یہ خیمہ میرے لشکر کے وسطی حصے میں ہے اور میری ایک پکار پر میرے محافظ خیمے میں داخل ہو کر تیرے جسم کو سخت سخت کر کے رکھ دیں گے اور یوں خیمے میں تیرا سارا ذوق جنگ آوری تیرے اعصابی ضعف میں بدل کر رہ جائے گا قبل اس کے کہ میں کسی کو آواز دیکر پکاروں اور تیری ان اندھی سرگرمیوں کو خستگی و بپارگی میں بدل دوں۔ تو فوراً یہاں سے دفع ہو جا۔ دولت کی اس گفتگو پر یونان کی حالت بلائے بدر، بھوکا چنگاری اور سلگتی خزاں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ خیمے میں اس کے تپے ہوئے چہرے پر طلسمی سنسانیاں رقص کرتے لگی تھیں۔

اس موقع پر دولت، یونان کو اپنے سامنے کھڑا یوں محسوس کر رہا تھا جیسے اس کے سامنے رات کی گہری تاریکی میں ہڈیاں چبا جانے والی رات، خون پی جانے والی عفریت اور خوف طاری کر دینے والے ہزاروں ابوالہول کھڑے ہوں۔ دولت کی حالت اس موقع پر ٹپٹے ہوئے گھر کی اداسی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ چیخنا چاہتا تھا پر وہ ایسا نہ کر سکا وہ چلا کر کسی کو اپنی مدد کے لیے پکارنا چاہتا تھا پر وہ ایسا کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی یونان کی توار بلند ہو کر گری اور دولت کی گردن کاٹ کر رکھ گئی تھی۔

یونان کی اس کارگزاری پر خیمے کے دروازے پر کھڑی اریلیہ کے چہرے پر خوشی کے سحر آثار جلوے اور قلب و نظر میں خوشیاں برپا کر دینے والے جذبے بھر گئے تھے۔ اتنی دیر تک یونان نے دولت کے لباس سے اپنی توار صاف کی۔ پھر وہ اریلیہ کے پاس آیا اور سرگوشی کی۔ ہم اپنا کام کر چکے ہیں۔ آؤ اب یہاں سے چلیں۔ اریلیہ نے سرگوشی کے ہی انداز میں یونان کی ہاں سے ہاں ملائی اور اپنا نرم و نازک اور گداز ہاتھ اس نے یونان کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر وہ

اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاکر والوت کے نیچے سے نکل گئے تھے۔ فلسطیوں کے لشکر میں کسی کو کان و کان خبر نہ ہوئی تھی کہ ان کا سالار والوت مارا جا چکا ہے۔



یونان اور اریلیہ کے واپس جا کر فلسطیوں کے سپہ سالار والوت کے قتل کی اطلاع کر دی پس اسی صبح داؤڈ نے اپنے لشکر کے ساتھ فلسطیوں پر زوردار حملہ کیا فلسطیوں نے اس حملے کو روکا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب یہ خبر ان میں پھیلی کہ ان کا سپہ سالار والوت ان کی راستہائی نہیں کر رہا اور اپنے نیچے میں وہ مردہ پایا گیا ہے تو فلسطیوں نے جی پھوڑ دیئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اس طرح فلسطیوں کو بدترین شکست کا سامنا کر پڑا اور داؤڈ ایک فاتح کی حیثیت سے واپس قید شہر کی طرف چلے گئے تھے۔ یونان اور اریلیہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس فتح کے بعد ساؤل کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قید شہر میں قیام کیا ہوا ہے۔ لہذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ داؤڈ سے ٹھٹھنے کے لیے قید شہر کا رخ کرے گا داؤڈ کو بھی خبر ہو گئی کہ ساؤل قید کا رخ کرنے والا ہے۔ لہذا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہ جن کی تعداد چھ سو کے قریب تھی قید شہر سے نکل کر دشت زلیف میں داخل ہو گئے اور وہاں کوہستانی اور بیابانی قلعوں میں سکونت اختیار کر لی۔

لیکن ان بیابانی قلعوں کے قریب کوہستان قلعہ کے رہنے والوں کو خبر ہو گئی کہ داؤڈ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشت زلیف کے قلعوں میں سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ تو انہوں نے گمراہی اور بددیانتی کا ثبوت دیا اور ساؤل کو جا کر خبر کر دی کہ داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشت زلیف کے قلعوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ سو ساؤل نے فوراً ایک لشکر تیار کیا اور داؤڈ کے تعاقب میں دشت زلیف کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ داؤڈ کو بھی پتہ چل گیا کہ ساؤل ان کے تعاقب میں ہے لہذا وہ بڑی سرعت کے ساتھ حرکت میں آئے اور دشت زلیف سے نکل کر دھون کے بیابانوں میں داخل ہو گئے ساؤل نے یہاں بھی ان کا تعاقب کیا۔ لیکن خداوند کو منظور نہ تھا کہ ساؤل داؤڈ پر گرفت کرے۔ لہذا ابھی یہ تعاقب جاری ہی تھا کہ جلعال شہر سے کچھ فاصلہ آئے جنہوں نے یہ اطلاع ساؤل کو دی کہ فلسطی جلعال پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کر رہے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی ساؤل نے داؤڈ کا تعاقب ترک کر دیا اور

اپنے لشکر کے ساتھ وہ جلعال کی طرف لوٹ گیا تھا۔

ساؤل کے لوٹ جانے کے بعد داؤڈ نے عین جدی کے بیابان میں پناہ لی تھی۔ فلسطیوں سے ٹھٹھنے کے بعد ساؤل نے داؤڈ پر گرفت کرنے کے لیے عین جدی کا رخ کیا۔ اس وقت داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک غار کے اندر پناہ لیے ہوئے تھے۔ اور اس غار کے اندر کھروں کی صورت میں ان گنت فائے تھے جن میں داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔ ساؤل نے اس غار سے ذرا فاصلے پر اپنے لشکر کا پرڈا کیا اور خود فراغت کرنے اس غار میں گھسا جس میں داؤڈ نے پناہ لی تھی۔ ساؤل کو غار میں گھستے داؤڈ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھ لیا تھا۔ اس موقع پر یونان نے داؤڈ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا! آپ دیکھتے ہیں کہ ساؤل جو آپ کا بدترین دشمن ہے۔ اس غار میں اکیلا داخل ہو چکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہوں اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں۔ اس طرح آپ کو اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی اور آتے والے دنوں میں آپ کو دشت و بیابان میں زندگی گزارنی نہ پڑے گی۔

داؤڈ نے بڑی شفقت اور نرمی میں یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! میں ترے غلوں تیری وفاداری کی قدر کرتا ہوں میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک نہیں بلکہ ایسے کئی ساؤل کو ٹھکانے لگا سکتے ہو۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ ساؤل کو قتل کیا جائے کیونکہ ساؤل نہ صرف یہ کہ میرے سمر کی حیثیت سے میرے باپ کی جگہ ہے بلکہ یہ میرا محسن و مزی بھی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خداوند کی طرف سے اسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ لہذا میں کیونکر اسے قتل کر سکتا ہوں۔ اے یونان! میں جانتا ہوں کہ تم ساؤل کے مل میں گھس کر بھی اسے قتل کر سکتے ہو۔ اگر میں نے ساؤل کو قتل ہی کرانا ہوتا تو میں تمہاری مدد سے اس کے عمل کے اندر بھی اس کا فائدہ کر سکتا تھا۔

اے یونان! میں چاہتا ہوں کہ ساؤل پر ثابت کروں کہ میں اس کا دشمن نہیں غلوں و وفادار ہوں۔ اور یہ ثابت کرنے کے لیے آج کا موقع بہترین موقع ہے۔ اے یونان! تو میرے ساتھ آؤ اور قاموشی کے ساتھ دیکھا رہ کہ میں ساؤل کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ پس داؤڈ۔ اپنی لوہار سوخت کر اس سمت بڑھے جہاں غار کے اندر ساؤل بیٹھا ہوا تھا۔ یونان بھی ان کے ساتھ ہوا۔ یونان غار کے اندر ساؤل بے خبری کی حالت میں بیٹھا تھا کہ داؤڈ اس کے پاس گئے اسے خبر

کسی پر ہاتھ نہ ڈال حالانکہ میں ایسا کر سکتا تھا۔ اسے ساؤل جو حقیقت تھی وہ میں نے تیرے سامنے
بلا کر دی ہے اب تو جو چاہے میرے ساتھ سلوک کرے۔ میں تیرے سامنے بولوں گا نہیں۔ نہ
تجھ سے بدی کروں گا اور نہ ہی تیرے خلاف ہتھیار اٹھاؤں گا۔

ساؤل نے جو داؤڈ کی یہ باتیں سنیں تو شدت جذبات سے وہ رو پڑا اور چلاتے ہوئے
اس نے حیرت و تعجب میں کہا۔ اے داؤڈ! میرے بیٹے۔ کیا یہ تیری آواز ہے جو میری سماعت سے
ٹھکانی ہے آہ! میں کیسا بد قسمت انسان ہوں جو تیرے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا رہا جب کہ تو
میرے لیے خلوص اور فداکاری لیے پھرتا رہا۔ اے داؤڈ! تو مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ
تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے جب کہ میں تیرے ساتھ برائی کرتا رہا ہوں۔ اور آج کے دن
جب کہ غار میں خداوند نے مکمل طور پر مجھے تیری دسترس میں دے دیا تھا تو نے اپنے خلوص کا
اظہار کیا اور مجھے قتل نہ کیا۔ اے داؤڈ! تو نے نیکی کی اور اس نیکی کا اجر تجھے ضرور ملے گا۔ اور سن
میں نے تیرے ساتھ ایک اور برائی بھی کی کہ میں نے تیری بیوی اور اپنی بیٹی میکمل کی شادی اپنے
ایک دوست لیس کے بیٹے فطی کے ساتھ کر دی ہے۔ ذرا رک کر ساؤل پھر بولا۔

اے داؤڈ! بھلا کیا کوئی اپنے دشمن کو اپنی مکمل گرفت میں پانے کے باوجود سلامتی کے
ساتھ مکمل جانے کی اجازت دیتا ہے۔ پر تو نے ایسا کر دکھایا۔ اے داؤڈ! اب مجھے یقین ہو گیا۔
ہے کہ اب تو سی بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا۔ اور تو ہی اسرائیل کی سلطنت کا وارث ہو گا۔
سواب تو خداوند کی قسم کھا کر میرے ساتھ عہد کر کہ میرے بعد تو میری نسل کو ہلاک نہیں کرے
گا۔ اور میرے باپ کے گھرانے میں سے تو میرے نام کو مٹا نہ ڈالے گا۔ اے داؤڈ! اس وقت
میں تمہیں اپنے ساتھ بھی نہیں لے جاسکتا۔ اس لیے کہ میرے خاندان کے اکثر لوگوں کو اب
یقین ہو چکا ہے کہ ایک روز تو ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے گا۔ لہذا وہ تیرے
قتل کے درپے ہو جائیں گے اور میں اب ایسا نہیں چاہتا۔ سو داؤڈ نے ساؤل کی خواہش
کے مطابق ساؤل سے عہد کیا اور وہ اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ان ہی دنوں رامہ
شہر میں اللہ کے نبی موسیٰ کا انتقال ہو گیا۔ اور رامہ شہر میں انہیں ان کے گھر کے اندر ہی دفن کر
دیا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشت فاران کی طرف چلے گئے تھے۔



بھی نہ ہونے دی اور اپنی تلوار سے انہوں نے زمیں پر پھیلے ساؤل کے جبے کا ایک حصہ کاٹ لیا اور
دوبارہ یوناف کے ساتھ وہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ جب ساؤل اس غار سے نکلا تو داؤڈ بھی
یوناف کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے غار سے باہر نکلے اور پھر انہوں نے بلند آواز میں ساؤل کو
پکارا اور رکنے کو کہا۔ اس پکار پر ساؤل فوراً رگ گیا اور مڑ کر جب اس نے داؤڈ اور یوناف
کو دیکھا تو اس کی حالت بھری کر چیوں، بوسیدہ اور لاق اور وقت کی آنکھوں میں اداسیوں کی
اڑتی دھول جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

داؤڈ اور یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کی اہل اور موت
اس کے سر پر آپہنچی ہے۔ کیونکہ داؤڈ کے ساتھ جو اس نے برائی شروع کر رکھی تھی اس کی بناء پر وہ
ان سے کسی بہتری کی امید نہ رکھتا تھا۔ دوسری طرف وہ یوناف کی قوتوں سے بھی آگاہ تھا اور
اسے خدشہ تھا کہ یہ یوناف اس کے جسم کو ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ لیکن سارا معاملہ اس کی امیدوں
اور توقعات کے الٹ اور خلاف ہوا۔ کیونکہ داؤڈ یوناف کے ساتھ اس سے قریب ہوئے اور
اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے ساؤل! تو کیوں ان لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور ان کی گفتگو پر
دھیان دیتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں تیرے ساتھ بدی چاہتا ہوں۔ تو میرے باپ کی جگہ ہے
میں تجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ دیکھ تو تھوڑی دیر قبل اس غار میں داخل ہوا تھا جس سے تو ابھی ابھی
نکلے ہے۔ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس غار کے اندر ہی تھا میں اگر چاہتا تو اس غار
کے اندر ہی تیرا خاتمہ کر سکتا تھا۔ اگر میں تیرے ساتھ بدی اور برائی کا ارادہ رکھتا تو کیوں تجھے سلامتی
کے ساتھ اس غار سے نکلنے دیتا۔

پھر داؤڈ نے ساؤل کو اس کے جبے کا کٹا ہوا حصہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اے ساؤل! مجھے
خدشہ تھا کہ تو میری باتوں پر اعتبار نہ کرے گا۔ لہذا جس وقت تو غار کے اندر بیٹھا تھا اس وقت
میں نے اپنی تلوار سے تیرے جبے کا ایک حصہ کاٹ لیا اور تجھے خبر تک نہ ہونے دی۔ اے
ساؤل! اگر میں تیری برائی چاہتا یا میرے دل میں تیرے لیے کسی بھی قسم کا کہنہ ہوتا تو یہ جبہ کاٹنے
کے بجائے اس غار کے اندر میں تیری گردن کاٹ دیتا اور کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ اے ساؤل
تو نے دشت زلیف، بیابان سون میں میرا تقاب کرتا رہا پر میں تیرے لیے کسی نقصان کا باعث
نہ بنا۔ اے ساؤل! میں نے تو یہاں تک نیچگی کی کہ دشت زلیف اور سون کے بیابانوں کے اندر
چردا ہوں اور ان کے ریوڑوں تک کی حفاظت کی اور اپنی گزریں گزریں کرنے کے لیے ان میں سے

جو مون کے بیابانوں میں تیرے ریوڑوں کی حفاظت اور نگہبانی کیا کرتے تھے سو اسی تعلق سے داؤڈ بن لیسے تھے ہیں تمہاری طرف بھیجا ہے تاہم تم ہماری مدد کرو۔ کیونکہ ان دنوں ہم سخت اور کٹھے دنوں کی مار سے گزر رہے ہیں۔ یہ گفتگو سن کر اس مغرور اور سنگدل نابال نے جل کر اور اگر کر کہا۔

میں نہیں جانتا کہ داؤڈ بن لیسے کون ہے۔ اور کیوں تم لوگ مون کے بیابانوں کے اندر میرے ریوڑوں کی نگہبانی اور دیکھ بھال کرتے رہے ہو۔ اور پھر آج کل تو ایسا بہت ہو رہا ہے کہ غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی دولت اپنے آقاؤں سے بھاگے ہوئے ایسے ہی غلاموں پر خرچ کر دوں۔ تم یہاں سے بھاگ جاؤ اور داؤڈ بن لیسے کو جا کر خبر کرو کہ میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

داؤڈ کے ساتھی جب واپس گئے اور نابال کا شکریہ جواب سنایا۔ تو داؤڈ نے نابال پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔ اپنے چھ سو ساتھیوں میں سے دو سو کو انہوں نے دشتِ فاران کے اندر اپنے سامان کی حفاظت پر چھوڑا اور چار سو کو لیکر وہ نابال کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ چار سو کے اس لشکر میں ان کے ساتھ یونان اور اریلیہ بھی شامل تھے۔ دوسری طرف نابال کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤڈ بن لیسے اس پر چڑھائی کا عزم کر چکے ہیں تو اس نے ایک گہری چال چلی کہ شہر کے نواح میں خدان نام کا ایک جوان رہا کرتا تھا۔ جو انتہائی طاقتور اور زوردار تھا جو بڑے بڑے سرکش جانوروں کو دم سے پکڑ کر روک لیتا تھا۔ کہل کے لوگوں کا خیال تھا کہ خدان رس جانوروں کے برابر طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ پس اس خدان کو بلا کر نابال نے اسے ایک بھاری رقم دی اور اس کے ساتھ یہ معاملہ طے کیا کہ وہ داؤڈ کے ساتھیوں کی طرف جائے اور انہیں روک کر ان کے ساتھ کچھ یوں معاملہ کرے کہ انہیں مقابلہ کر کے کہے۔

کہ میں خدان، نابال کا آدمی ہوں اور اس کا محافظ ہوں۔ سو مجھے خبر ہوئی کہ تم لوگ نابال پر حملہ آور ہونا چاہتے ہو۔ پس میرے مقابلے میں تم اپنے کسی ایسے جوان کو نکالو جس کی زور آوری پر تم لوگوں کو بھروسہ ہو وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ اگر وہ ہار گیا تو پھر تم لوگوں کو اجازت ہوگی کہ نابال کے ساتھ تم جو چاہے معاملہ کرو اور اگر میں جیت گیا تو تم لوگ واپس چلے جاؤ گے۔

خدان نے نابال کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ پس نابال سے بھاری رقم وصول کرنے کے

دشتِ فاران میں رہتے ہوئے داؤڈ نے اپنے ساتھیوں میں چند جانوروں کو جن کی تعداد دس تھی اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دس جوان داؤڈ کے سامنے آئے تو داؤڈ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اب میرے عزیزو! تم جانو کہ ہم ان دنوں دشتِ فاران کے اندر بے حالات سے گزر رہے ہیں اور یہیں خوراک کی کمی اور مال کی تنگی کا سامنا ہے۔ سو تم دس کے دس جوان کہل شہر چلے جاؤ اور وہاں کے رئیس نابال کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جس کے ریوڑوں کی حفاظت ہم مون کے بیابانوں میں کرتے رہے۔ اس دشتِ مون کے اندر اس کی تین ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریاں چراگرتی تھیں اور اب تو ان میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور دیکھو ان دنوں بھیڑوں کے بال کترانے کا موسم ہے اس طرح نابال کی آمدنی میں خوب اضافہ ہو چکا ہوگا۔ سو تم سب نابال کے پاس جاؤ۔ اسے وہ دن یاد دلاؤ جب ہم مون کے بیابان میں اس کے ریوڑوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور اسی تعلق سے تم لوگ نابال سے امداد طلب کرو تاکہ اس دشتِ فاران میں ہماری گزر بسر بھی اچھی ہو سکے۔ سو اب تم نابال کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میرے نام کا ذکر کر کے اس امداد طلب کرو۔

داؤڈ کا یہ حکم پا کر وہ دس جوان دشتِ فاران سے کہل شہر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ وہاں کے رئیس نابال کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں نابال کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی۔ بہت سے کارکن اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ اور نابال خود ان کے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ دس کے دس جوان نابال کے سامنے آئے۔ پھر ان میں سے ایک نے نابال کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نابال! اسے کہل شہر کے رئیس ہم لوگ دشتِ فاران سے آئے ہیں اور یہی داؤڈ بن لیسے نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ تم امداد کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ ہماری بھی مدد کرو۔ جس شخص نے ہمیں بھیجا ہے وہ اور ہم سب وہ لوگ ہیں

اپنی طرف آتے دیکھ کر فدان بھی اپنے اونٹ سے اتر کھڑا ہوا تھا۔

یوناف ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا گیا کہ ایلیکا نے اس کی گردن پر بس دیا۔ یوناف فوراً بول پڑا اور کہا۔ ایلیکا! ایلیکا! کبھی تم کہاں چلی جاتی ہو۔ ایلیکا نے اپنی ٹورس اور مسکراتی آواز میں کہا کہ میرے جیب میں نے کہا لپیٹا جاتا ہے۔ جس جوان سے تم مقابلہ کرتے والے ہو میں اسی سے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ اس کے ساتھ احتیاط کے ساتھ مقابلہ کرنا یہ ایک انتہائی طاقتور انسان ہے۔ یہ دس طاقتور جوانوں کے برابر کیلا ہی شاہزادہ ہے۔ اس سے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ کسی گائے بیل کی پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارتا ہے۔ تو اس کی ضرب سے وہ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بہر حال آگے بڑھو۔ پر محتاط رہ کر مقابلہ کرنا۔ ایلیکا خاموش ہو گئی۔ جب کہ یوناف فدان کی طرف بڑھا تھا۔ یوناف جب اس کے قریب گیا تو فدان نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے جوان! اس قافلے میں صرف تو ہی ایک قاتل تو رہ گیا تھا جسے موت کے منہ کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ اپنا نام کہو تاکہ تیرے ساتھ کم از کم نام کا تو تعارف ہو۔ یوناف فوراً بولا اور کہا۔ میرا نام یوناف ہے۔ یوناف کا نام سن کر کسی درندے کی غراہٹ کی طرح فدان نے ہلکا ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا اب جب کہ تو میرے مقابل آئی گئی ہے تو آگے بڑھو اور مجھ پر اپنی ضرب لگائیں تجھے تو پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ فدان کی اس پیش کش کو یوناف نے قبول کر لیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب فدان کے دائیں کندھے پر لگائی تھی۔ اس ضرب کے لگنے سے فدان پاؤں ہلک کر رہ گیا تھا اور اس کے سارے اعضاء لرزش طاری ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر وہ سنبھلا اور دوبارہ یوناف کو مخاطب کیا۔

واہ! تو نے کیا خوب ضرب لگائی یہ ضرب بتاتی ہے کہ ضرب لگانے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ اساطیری شخصیت رکھتا ہے۔ اے جوان تیری ضرب میں ام آگیزی، ساحرانہ عمل اور ایک طرح کی ہیجان انگیزی ہے۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس عالم رنگ و بو میں تسلوں کی امانت جیسا تقدس رکھنے والے جوانوں کو بے کراں مشکوں کی طرح منتشر کر کے رکھ دیا۔ اے روح و جسم کے مرکب انسان میں جس پر حملہ آور ہوتا ہوں اور اس کی روح اور جسم میں میں تعزین ڈال کر اسے مٹی کے ڈھیر میں بدل کر رکھ دیتا ہوں۔ اے جوان اب تیار رہ میں تم پر اپنی باری

بعد وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اس طرف روانہ ہوا جس سمت سے داؤد۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نابال کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جس وقت داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے ویرانے سے گزر رہے تھے جہاں دونوں طرف چھوٹے بڑے ٹیلے ہونے کے علاوہ زمین کے کٹاؤ بھی بہت تھے تو یہ فدان تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا سامنے آیا اور داؤد اور ان کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا اے قافلے والو! میرا نام فدان ہے اور میں اس نابال کا محافظ ہوں جس کی طرف تم لوگ دلفار کرنے جا رہے ہو۔ ستو قافلے والو! بجائے اس کے کہ تم لوگ کرل شہر جاؤ اور وہاں تم لوگ نابال کے خلاف ترکناؤ کرو۔ آؤ ان ویرانوں کے اندر رہی فیصلہ کر لیتے ہیں۔

تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور اور زور آور جوان سمجھتا ہوں وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو تم نابال سے کوئی تعرض کے بغیر واپس چلے جانا اور اگر یہ مقابلہ میں ہار گیا تو پھر نابال کے ساتھ تم لوگ جو جی چاہے سلوک کرتے رہنا۔ پھر میرے مقابلے میں اپنا ایک جوان ضرور نکالو۔ مجھے امید ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میری قوت میری جوانمردی کا سامنا نہ کر سکے گا۔ جس وقت یہ گفتگو ہوئی تھی اس وقت یوناف داؤد کے پیچھے کھڑا تھا۔ داؤد نے ابھی فدان کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا کہ یوناف نے پکارا ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو۔ ایلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ پکار یوناف نے اسے کئی بار پکارا لیکن ایلیکا کی طرف سے نہ کوئی جواب ملا اور نہ ہی ایلیکا نے اس کی گردن پر بس دیا۔ اس دوران داؤد نے اس فدان کی پیش کش کو قبول کر لیا تھا۔ پھر انہوں نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف! میرے عزیز! میں سمجھتا ہوں کہ تم اس فدان کا بہترین جواب ہو۔ لہذا آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کرو اور مجھے امید ہے کہ ان ویرانوں کے اندر تم اس جوان کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ویسے میں نے اس فدان نام کے جوان سے متعلق پہلے سے سن رکھا ہے کہ یہ ایک انتہائی طاقتور اور غضبناک و خونخوار انسان ہے۔ بہر حال تم اس سے مقابلہ کرو۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اسے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ داؤد کے حکم پر یوناف آگے بڑھا۔ جب کہ حسین اریہ بھی اس کے ساتھ آگے بڑھی پھر ایک جگہ رک کر وہ ایک تجسس کے میں عالم میں یوناف کو آگے بڑھتا ہوا دیکھنے لگی تھی۔ یوناف کو

استعمال کرتے ہوئے ضرب لگانے لگا ہوں۔ پھر دیکھنا میری ضرب سے کس طرح تیری حالت ریزہ ریزہ اندھیروں کے حصار اور زلت دہستی کے کفن چھپی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی فدان یوں آگے بڑھا جیسے کوئی آسیب شب خون مارتا ہے۔ اور پھر فدان نے ایک کے بجائے یوناف کے شانے پر لگاتا کئی مز میں لگا دی تھیں اور یہ مز میں یوں لگی تھیں جیسے تھوڑے برس ہوں۔

ان مز میں سے یوناف کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی ساری خود اعتمادی منہدم ہو گئی ہو اور اس کی جان آشوب رپتی کاشکار بن گئی ہو۔ فدان کی طرف سے لگتا وہ مز میں لگاتے کے بعد یوناف جھک سا گیا تھا اور وہ بڑا کرب اور اذیت محسوس کر رہا تھا۔ اس موقع پر فدان نے کمال فخر و گھنڈ میں کہا۔ اے یوناف! کیا میری جان لیوا مز میں نے تیری ساری ہنرمندی و ذوقِ جمال تیری خود سری تیری آتش خراچی اور تیری ساری قوت و جبارت کو بچو کر نہیں رکھ دیا۔ میں دیکھتا ہوں تیرا چہرہ فق اور تیرے بازو اب شل لگتے ہیں۔ ذرا فاصلے پر کھڑی اریلیہ یوناف کی حالت دیکھنے کے ساتھ ساتھ فدان کی گفتگو بھی سن رہی تھی۔ یوناف کی حالت پر وہ بچاری موت کے سنلے اور سیاہ رات کے پھیلا ڈھیلی افسردہ۔ راتوں کے آشوب اور غم کی اندھی رات جیسی ویران اور بازگشت سے کالی زندگی جیسی اجاڑ ہو کر رہ گئی تھی۔ لگتا تھا یوناف کی تکلیف وہ حالت نے اسے سخت اور زخم رخم کر کے رکھ دیا ہو۔

چند ہی ساعتوں بعد یوناف سنبھلا۔ غور سے اس نے فدان کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اے بشر گزیدہ انسان! اے سُنوں کی امانت میں خیانت کرنے والے شیطان! میں نے تجھے ایک ضرب لگائی تھی۔ جواب میں اپنی باری پر تجھے بھی ایک ہی ضرب لگانی چاہیے تھی۔ لیکن تو نے فریب سے کام لیا اور ان گنت ضربیں لگائیں ہیں تبیں ایسا کرنے سے روک بھی سکتا تھا۔ پر میں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں تم پر ثابت کرنا چاہتا تھا کہ جھ میں اتنی سکت ہے کہ تباری ضربیں برداشت کر سکوں۔ اے شیطان مجسم! تیرا کردار کمزور اور تو ایک ناقابلِ بھروسہ حریف و مقابل ہے۔ فدان نے یوناف کی بے دھیانی اور باتوں میں معذرت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر ایک سخت اور زوردار جھکے کے ساتھ اس نے یوناف کو اٹھالیا پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں قضا کے اندر بند کیا اور تھوڑی دیر تک

اسے تیزی کے ساتھ گول چوہیں لگھانے کے بعد بڑی سختی اور بے رحمی سے زمین پر پٹخ دیا تھا ساتھ ہی ہلا کر کہا۔ میں تو اب تیری ساری اہام پرستی اور تیری ساری لپک نکال کر دم لوں گا۔

زمین پر گرنے کے بعد یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے سر کو ایک زوردار جھکا دیا کہ وہ سنبھلا۔ اتنے میں فدان پھر بھاگ کر اس کی طرف بڑھا وہ پھر یوناف کے سر پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے قضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس کا بازو موڑ کر اسے دھرا کیا۔ اپنی کہنی سے اس کی کمر پر مز میں لگائیں پھر اس کا ہاتھ چھوڑ چکے ہوئے فدان کی پشت پر اپنے دھبے پاؤں کی ایسی زوردار چٹوکر لگائی کہ فدان کینک کی طرح ہلکتا ہوا دور جا لگتا اریلیہ کے گلاب جیسے لبوں پر اب ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی اور اس کے چہرے پر اسودہ حقیقتیں رقص کرنے لگی تھیں۔ فدان جب بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا۔ تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یہ وقوف انسان! اے شیطان کے احمق گماشتے! خبردار رہ! میں تو اب اپنے سب کا قہرین کر تم پر نازل ہوں گا۔ تیرے سارے سحر آثار جلوت اور تیرے فخر و زور کے سارے قلعے سمار و منہدم کر کے رکھ دوں گا۔ پھر یوناف آگے بڑھا اور فدان پر مز میں لگاتے لگا جواب میں فدان اس پر مز میں لگتا رہا تھا۔

دونوں کچھ دیر تک جم کر ایک دوسرے پر مز میں لگاتے رہے۔ پھر یوناف پکٹے شعلے کی طرح اور منیصلہ کن انداز میں فدان کی طرف بڑھا۔ ایک سخت جھکے کے ساتھ اس نے فدان کو اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں پر قضا کے اندر بند کر دیا۔ پھر ایسی قوت کے ساتھ ایک ٹیلے پر دسے مارا کہ فدان کراہ کر رہ گیا تھا اور اس پر مز میریہ کہ یوناف نے اس پر جیت لگائی اور بار بار کر اسے نڈھال کر دیا تھا۔ جب فدان اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ تب یوناف نے سخت آواز اور عززاتے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے فدان اب تو اپنی شکست تسلیم کر کے یہاں سے چلا جا۔ ورنہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔ فدان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور گھورتے ہوئے اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور برہم آواز میں اس نے کہا۔ اے یوناف! میں تیرے ساتھ اپنے اس مقابلے سے مطمئن نہیں ہوں میں سمجھتا ہوں تو اتفاقاً طور پر میرے مقابلے میں غالب رہا ہے۔ پر یہ غلبہ وقتی ہے۔

اس لیے کہ ایک بار پھر میں تیرے مقابل آؤں گا اور تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا۔
 اے یونان! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تیرے جیسا زور اور
 اور پر قوت جوان میں نے آج تک نہیں دیکھا پر میں نے عہد کر لیا ہے کہ ایک روز میں تمہیں
 اپنے سامنے زیر اور مغلوب مزدور کروں گا۔ بس تو میں جس سے عداوت رکھتا ہوں تو مدت
 تک اس کا تعاقب کرتا ہوں اس لیے کہ میرا کہنا اس ادنیٰ جیسا ہے جو انتقام لیتے وقت اپنے
 مالک و مربی کے احسان اور نعمتوں کو بھی فراموش کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایک روز پھر میں عدم
 کی سرکوشی، بھوکے روجوں کی خواہش بن کر تیری طرف آؤں گا اور تجھے مزدور زیر کر کے اپنے
 انتقام کی پیاس بجھاؤں گا اس کے بعد خدا ان اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔

کرل کے رئیس نابال کے چند ملازم بھاگتے ہوئے اس کی حویلی میں داخل ہوئے اور
 زور زور سے نابال کی بیوی ابی جیل کو آوازیں دینے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد نابال کی بیوی
 ابی جیل حویلی سے نکل کر صحن میں آئی وہ گورہ شب تاب جیسی حسینہ، رنگوں کی حد جیسی خوشگوار
 اور آوازوں کی خوشبو جیسی پرکشش تھی۔ اس کا پھول جسم اور مہتاب چہرہ فضاؤں کو معطر
 اور دل نشین بنا دینے والا تھا۔ ان ملازموں کے قریب آ کر حسین جیل سے پوچھا۔ کیا ہوا
 تم لوگ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہو ان ملازموں میں سے ایک بولا اور کہا اے مالک! آپ
 کا شوہر اپنی حماقت کی وجہ سے ایک عذاب اور مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے۔ داؤد بن
 یسی نام کا ایک شخص معون کے بیابانوں کے اندر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے ریوڑوں
 کی حفاظت نگہبانی کیا کرتا تھا کچھ دن قبل اس نے اپنے دس ساتھی نابال کے پاس بھجوائے
 اور اس سے کہا کہ وہ ان کی مدد کرے کیوں کہ اس وقت وہ ضرورت مند ہیں۔ لیکن نابال
 نے انہیں دھتکار دیا۔ پس وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اب سنا گیا ہے کہ داؤد بن یسی اپنے
 چار سو مسلح جوانوں کے ساتھ ادھر کا رخ کر رہا ہے۔

اے مالک! اگر داؤد بن یسی یہاں پہنچ گیا تو آقا نابال کی ہر شے کو تہس نہس کر کے رکھ
 دے گا ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ایک عقل مند اور دانشور قاتل ہیں۔
 آپ کوئی ایسا طریقہ کریں کہ داؤد بن یسی کرل کی طرف اپنی پیش قدمی کو روک دے۔
 داؤد بن یسی ایک نیک انسان ہیں نابال نے ان کے ساتھ بد معاملگی کر کے ایک جرم کیا ہے
 جس کی سزا اسے ملنے والی ہے۔ حسین ابی جیل شاید سارے معاملے کو سمجھ گئی تھی۔ اس نے
 ان ملازموں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم سب میرے ساتھ حویلی میں آؤ اور سو جو کام میں کرنے
 والی ہوں اس کی خبر ہرگز نابال کو نہ ہونے پائے۔ میں داؤد بن یسی اور ان کے ساتھیوں کو

روک دینے کا ایک معاملہ کروں گی۔

پھر ابی جیل ان سارے ملازموں کو حویلی کے اندر لے گئی۔ ان کی مدد سے اس نے بہت ساری روٹیاں تیار کرائیں۔ شربت اور شہد کے شکنجے تیار کئے۔ کئی بھیڑوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھونا، کچھ اناج بھون کر تیار کیا۔ کشمش کے خوشے اور ڈھیروں انجیر کی ٹمکیاں بوروں میں بھر کر تیار کیں۔ اس سارے سامان کو اس نے چوروں پر لا دیا اور اپنے ان ملازموں کے ساتھ وہ ادھر روانہ ہوئی جس طرف سے داؤڈ بن لسی کرل شہر کی طرف آ رہے تھے۔ اور اس معاملے کی خبر اس نے اپنے شوہر نابال کو نہ ہونے دی۔

پس جس وقت داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرل شہر سے قریب ہی تھے کہ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدرے چوروں کے ساتھ ایک پہاڑ سے اتری۔ ہاتھ بند کر کے اس نے داؤڈ کے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا داؤڈ نے فوراً اپنے ساتھیوں کو روک دیا۔ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدرے چوروں کے ساتھ داؤڈ کے سامنے آئی اور بڑی انکساری دعا جزی میں اس نے کہا۔ میں کرل شہر کے رئیس نابال کی بیوی ابی جیل ہوں۔ میں نے سنا کہ میرے شوہر نابال نے آپ کے ساتھ بد معاہدگی کی اس کے لیے میں معذرت اور معافی کی خواستگار ہوں میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ان چوروں پر لا کر کھانے کی کچھ اشیاء لائی ہوں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں قبول کریں۔ میرے شوہر نابال کی گستاخیوں اور کوتاہیوں کو فراموش کر دیں اور اس سے انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیں۔

داؤڈ ابی جیل کے اس رویے سے بڑے متاثر ہوئے اور ابی جیل کو مخاطب کر کے کہا۔ گو میں نے پختہ عزم کر رکھا تھا کہ میں نابال کو ضرور سزا دوں گا کیونکہ اس نے وہ نیکیاں جو ہم نے اس کے ساتھ معون کے بیابانوں میں کیں تھیں ان کا جواب اس نے بدی اور بدکرداری کے ساتھ دیا تھا۔ لیکن تم نے اپنے رویے سے میرے اس ارادے کو بدل دیا ہے۔ تم ایک عقلمند دورانہش۔ باادب اور سمجھدار خاتون لگتی ہو۔ جاؤ واپس چلی جاؤ میں نابال سے انتقام لینے کے ارادے کو ختم کرتا ہوں۔

کرل کے رئیس نابال کی بیوی۔ اپنے گھر لوٹ آئی۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر جہاں اس کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی وہاں سے گھر لوٹ آیا تھا۔ وہ شاید اپنی بیوی ابی جیل

ہی کا منظر تھا۔ جب ابی جیل حویلی میں اس کے سامنے آئی تو نابال نے شاید اس سے پوچھنا چاہا کہ وہ کہاں گئی ہوئی تھی کہ اس وقت فدان حویلی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی نابال، ابی جیل سے گفتگو کر بھول گیا۔ اٹھ کر فدان کی طرف لپکا اور بڑی بے چینی میں پوچھا۔ اے فدان! تو میرے لیے کیا خبر لایا ہے؟ فدان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اے نابال! میں تیرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ دیکھ میں نے داؤڈ بن لسی کے کاروان کو جا روکا۔ اور ان سے وہی کہا۔ جس کا تو نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ اور دیکھ نابال! ایسا ہوا کہ داؤڈ کے ساتھیوں میں سے ایک جوان میرے مقابلے پر نکلا۔

اے نابال! تو جانتا ہے میں نے بڑے بڑے سوراخوں کو زیر کیا۔ اور اب ان سرنمیلوں کے اندر میری دھاک ایسی چٹھ گئی تھی کہ کوئی میرے مقابلے نہ آیا کرتا تھا۔ لیکن وہاں سارا ہی معاملہ الٹ ہو گیا۔ داؤڈ کے ساتھیوں میں سے جو جوان میرے مقابلے پر نکلا اس کا نام یوناف ہے۔ اور میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس جیسا باہمت و طاقتور انسان نہیں دیکھا۔ سن نابال! یوناف نام کا وہ جوان فطرت کے عذاب جیسا خوفناک، طبقاتی جبر جیسا ستم گراور قبائلی مصیبت جیسا خونخوار ہے۔ وہ حوادث کی بھٹیوں جیسا گرم رواور وقت کی گردشوں جیسا تیز رو ہے۔ وہ چٹانوں جیسا سخت اور سانڈوں جیسا طاقتور ہے۔ گو وقتی طور پر اس نے مجھے اپنے سامنے مطلوب کر لیا ہے۔ لیکن علی اور قوی طور پر میں نے اپنی شکست اور سرنیمیت تسلیم نہیں کی میں پھر کسی موقع پر اس سے ٹکراؤں گا اور ضرور ایک بار اپنے سامنے اسے زیر کر کے رہوں گا۔

اے نابال! اس یوناف کو میں نے شباب کے آخری لمحوں کے عروج جیسا پر قوت طوفانوں کی بیداری جیسا ہولناک اور بیگانہ بحر جیسا بھانک پایا ہے پھر میں بھی میں نے اپنے آپ سے مہر کیا ہے کہ ایک بار ضرور اس سے ٹکراؤں گا۔ فدان اچانک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ نابال اچانک دوسرا ہو کر اپنی نشست سے گر گیا تھا۔ فدان بھاگ کر آگے بڑھا۔ اس کے بدن کا جائزہ لیا۔ پھر اتھائی انسوٹناک انداز میں اس نے ابی جیل کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے محترم خاتون مجھے انسوٹناک انداز میں اس نے شاید یہ اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکا کہ میں ہار گیا ہوں۔ اور اس کا بنایا ہوا اسلحہ لاکھوں برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ ابی جیل کے چہرے پر مرونی چھا گئی تھی۔ اور آگے بڑھ کر وہ

ہے۔ وہ ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن کیا وہ اس شادی کے لیے رضامند اور تیار ہوگی۔

داؤد کے اس جواب پر یوناف کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر اس نے کمال خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا! میں اور اریہ دونوں ابی جیل کی طرف جائیں گے اور اس سے بات کریں گے اور مجھے قوی امید ہے کہ وہ بخوشی آپ سے شادی پر رضامند ہو جائے گی۔ اس کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر وہ تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔ یوناف تقریباً بھاگتا ہوا۔ اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ وہاں اریہ اس کی منتظر بیٹھی ہوئی تھی یوناف خوشیاں بکھیرتی آوازیں کہا۔ اریہ اریہ! آؤ کرل شہر میں ابی جیل کی طرف چلیں اور اس سے داؤد کے ساتھ شادی کی بات کریں۔ اس سلسلے میں داؤد سے میں بات کر چکا ہوں اور وہ اس پر آمادہ ہیں۔ اریہ تیزی کے ساتھ ایک جست لگانے کے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور فضاؤں میں اپنے گلابی ہونٹوں کے رنگ، سفید دانتوں کی چمک اور اپنے سانسوں کی خوشبو اور خوشبو بکھرتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ آپ نے بہترین فیصلہ کیا ہے۔ پھر اریہ نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اپنی مری قوتوں کی مدد سے وہ اپنے اس خیمے سے روپوش ہو گئے تھے۔

یوناف، اور اریہ کرل شہر میں ابی جیل کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اور حویلی کے ایک ملازم کے ذریعہ ابی جیل کو خبر سنائی اور اس سے منے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ابی جیل نے یوناف اور اریہ کو اپنے ذاتی کمرے میں طلب کیا۔ اور جب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا اس کمرے میں ابی پاپچ لونڈیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی یوناف اور اریہ کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے حیرت اور استعجاب میں کہا۔ میں نہیں جانتی تم دونوں کون ہو اور تمہارے کیا نام ہیں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تم شناسا ہو۔ اور اس سے پہلے میں نے تم دونوں کو کہیں دیکھ رکھا ہے اور تم دونوں کو دیکھنے کا یہ واقعہ کوئی زیادہ دور کا بھی نہیں لگتا ابی جیل جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے فاتون! میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی کا نام اریہ ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں ہم داؤد کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ اور ان ہی کی طرف سے تمہارے لیے ایک پیغام لیکر

نابال کو سنبھالنے لگی تھی۔

داؤد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی تک کرل شہر کے نواح میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ایک روز دوپہر کے کھانے کے بعد یوناف اریہ اپنے خیمے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایک کانٹے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹھکرائی۔ میں تمہیں یہ خبر سناتی ہوں کہ نابال مر گیا ہے اور اس کی بیوی اب اپنی وسیع و عریض حویلی میں اکیلی رہ گئی ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا نابال مر گیا ہے؟ ایک کانٹے پھر کہا۔ ہاں وہ مر گیا ہے۔ اور ابی جیل اکیلی رہ گئی ہے۔ مجھے اس قانون سے پھر رزی اور ایک طرح کا انس ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ فہیم و عقل مند، خوبصورت اور دوراندیش ہے۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ایک! ایک! اس حسین ابی جیل سے متعلق میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی اور وہ خواہش یہ تھی کہ کاش! ابی جیل نابال کی بیوی نہ ہوتی تو میں اسے داؤد کے بیہنے کا بہتہ کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری خواہش کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور خوشی کے اظہار میں کہا۔ اریہ! اریہ! ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میں ابی جیل سے تعلق داؤد کے ساتھ بات کر کے ابھی لوٹا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔

یوناف داؤد کے خیمے میں داخل ہوا۔ وہ اپنے خیمے میں اس وقت اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف ان کے سامنے جا بیٹھا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا۔ اے میرے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤد نے نرمی میں کہا۔ تمہیں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف نے جھٹ کہا۔ اے آقا! مجھے خبر ملی ہے کہ ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ابی جیل سے شادی کر لیں داؤد نے ایک بار گہری تنکا ہوں سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ سر جھکا کر سوچنے لگے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہا امید ہے آپ میری اس خواہش کو ٹھکرائیں گے نہیں۔ میں آپ کو خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتا ہوں۔ ساؤل نے آپ کی بیوی سیکل کی کسی اور سے شادی کر کے جو آپ کو زخم دیا ہے میں اس زخم کو مندمل کرنا چاہتا ہوں داؤد نے کہا ابی جیل، خوبصورت، عمدہ سیرت، جہانمدہ اور عقلمند فاتون

آئے ہیں۔ چند دن قبل اپنے شوہر نابال کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو رفع کرنے کے لیے تم نے داؤڑ کی خدمت میں کچھ نذرانے پیش کئے تھے۔ شاید اسی موقع پر تم نے ہم دونوں کو وہاں دیکھا ہوگا۔ ابی جیل نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تم درست کہتے ہو۔ میں نے تم دونوں کو وہیں دیکھا تھا۔ ابی جیل ذرا سی پھر دوبارہ اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کیا تم وہی یوناف ہو جس نے میرے شوہر کے بھیجے ہوئے پہلوان خدان کو زیر اور مغلوب کیا تھا۔ یوناف نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ہاں میں وہی یوناف ہوں جس نے خدان جیسے پہلوان کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس انکشاف پر حسین ابی جیل نے بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں یقیناً خوش نصیب ہوں۔ جو تم جیسے جوان سے ہم کلام ہوں۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنی حویلی میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ پر تم دونوں ابھی تک کھڑے کیوں ہو۔ پھر اس نے اپنے قریب ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ تم دونوں یہاں آکر بیٹھو۔ تم دونوں کا یوں کھڑے رہنا۔ میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ یوناف اور راریہ آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ پھر ابی جیل نے پوچھا۔ اب کہو تم دونوں مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ اس استفسار پر یوناف بولا۔ اے خاتون! ہم دونوں داؤڑ کی طرف سے آئے ہیں۔ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ تمہارے شوہر نابال مرجحکا ہے۔ اس لیے ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم سے یہ کہیں کہ اب تم داؤڑ سے شادی کر لو۔ ستوا ابی جیل! داؤڑ اللہ کے نبی اور ایک انتہائی صالح انسان ہیں۔ گو ان دنوں وہ اوبار میں سے گزر رہے ہیں اور ان کے تعلقات بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے ساتھ کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن عنقریب تم دیکھو گی کہ میرے اللہ نے جاہاتو میسی داؤڑ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی عظیم سلطنت کے بادشاہ بھی ہوں گے۔

ابی جیل نے اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے کہا میں بادشاہت کی خواہش مند نہیں ہوں داؤڑ سے متعلق میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ ان کی عظمت و رعت کے سامنے میری حیثیت تو اس قدر ہی ہے کہ میں ان کی لونڈی اور خادمہ کی حیثیت سے ان کی خدمت کروں۔ تاہم اگر مجھے یہ شرف دیا جا رہا ہے کہ میں ان سے شادی کر کے ان کی بیوی بنوں تو میرے لیے بہت بڑا انعام اور ایک سعادت ہے جس کی کوئی قیمت کوئی مول نہیں لگایا جاسکتا۔ میں بخوشی ان کے ساتھ شادی پر رضامند ہوں۔ ابی جیل کا یہ جواب سن کر یوناف اور راریہ

دونوں ہی خوشی میں کھل اٹھے۔ پھر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر ایسا ہے تو پھر اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ ابی جیل اپنی خوشیوں کو چھپاتے ہوئے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔ کیا ابی اور اسی وقت یوناف نے بھی قدرے زوردار آواز میں کہا۔ ہاں ابی اور اسی وقت ہم تمہیں اپنے ساتھ لیکر جائیں گے اور شام سے پہلے پہلے شادی داؤڑ کے ساتھ کر دی جائے گی۔ اس پر ابی جیل اٹھ گئی اور وہاں سے جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔

ابی جیل نے اپنا ضروری سامان سمیٹا اور تھوڑی دیر تک وہ کرل شہر سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ اس نے یوناف اور راریہ کو بھی سواریاں مہیا کی۔ اپنی پانچ لونڈیوں کو بھی اس نے ساتھ لیا۔ ان کے لیے بھی سواریوں کا انتظام کیا۔ پھر وہ خود بھی اپنی سواری پر بیٹھی۔ اس طرح یہ مختصر سا قافلہ کرل شہر سے کوچ کر کے داؤڑ کے پاس پہنچا اور اسی شام ابی جیل کی شادی داؤڑ کے ساتھ کر دی گئی تھی اس کے بعد داؤڑ اپنے پڑاؤ کو ختم کر کے واپس چلے گئے۔ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی ساتھ لیا جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ دشت فاران سے نکل کر داؤڑ پھر دشت زلیف میں داخل ہو گئے اور کوہستان حکید کے پاس رہنے لگے۔ وہ ابھی ساؤل کی طرف جلیجال شہر کا رخ نہ کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ساؤل ایک مقنون مزاح انسان ہے اور کسی بھی وقت ان کے خلاف ہو سکتا ہے۔ لہذا انہوں نے کوہستان حکید کے پاس ہی رہائش اختیار کر لی اور یہاں انہوں نے اخیونوم نام کی ایک لڑکی سے بھی شادی کر لی تھی اس طرح وہ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ جیل حکید میں پرسکون طور پر رہنے لگے تھے۔ یوناف اور راریہ بھی جیل حکید کی اس رہائش میں ان کے ساتھ تھے۔



لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور وہ اس تاک میں ہے کہ پھر گرفت کر کے میرا قاتل کر دے۔ اے یونان! ساؤل کو میں نے اس دشتِ زیت کے اندر ایک میرت خیز سبق دینے کا سزم کر لیا ہے۔ میں، تم اور یہ ایشیے ابھی اور اس وقت ساؤل کے لشکر کی طرف روانہ ہوں گے۔ اور ستوں میں نے اپنی دونوں بیویوں ابی جیل اور اقیونوم سے کہہ دیا کہ میری یہاں سے روانگی کے بعد وہ تمہاری بیوی اریہ کے پاس جا کر سو رہیں کیونکہ ہماری غیر موجودگی میں اگر کوئی برا اور کڑا وقت آتا ہے تو ہمارے ساتھیوں میں سے صرف اریہ ہی بہتر طور پر ان کی حفاظت کر سکتی ہے۔ یونان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

اگر ایسا ہے تو پھر چلتے ہیں۔ میں اریہ کو پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تینوں اٹھ کر خیمے سے باہر نکلے۔ یونان نے اپنے خیمے میں جا کر اریہ کو اپنی روانگی کی پوری تفصیل بتا دی۔ پھر وہ داؤڈ اور ایشیے کے ساتھ ہولیا تھا۔ تینوں دبے پاؤں ساؤل کے پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ساؤل کے لشکر کی گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ لشکر کے اندر گھوم پھر کر وہ اس جگہ آئے جہاں ساؤل سو رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا وہ بڑی محفوظ جگہ تھی۔ ارد گرد جنگی رکھیں کھڑی کی گئی تھیں۔ ان رکھوں کے اندر ساؤل کے چیدہ چیدہ لشکر ہی سو رہے تھے۔ اور ان لشکریوں کے درمیان میں ساؤل اور اس کا چچا زاد بھائی ابیز سوئے ہوئے تھے۔ ساؤل کا نیزہ اس کے سر ہاتھ زمین میں گڑھا ہوا تھا اور ایک طرف پانی کی مراحی رکھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر ایشیے نے سرگوشی کرتے ہوئے داؤڈ سے کہا۔ اے میرے آقا! اس وقت ساؤل پوری طرح ہماری گرفت میں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں زمین میں گڑھا ساؤل کا نیزہ اس کے سینے میں گاڑ دے گا اس کا قاتل کر دوں۔ اس طرح ہمیں ہمیشہ کے لیے اپنے ایک خطرناک دشمن سے نجات مل جائے گی۔ داؤڈ نے ایشیے کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

ایسا ہرگز نہ کرنا ایشیے! ساؤل کو قتل و قتل کی طرف سے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اور میں نہیں چاہتا کہ خداوند کے مسوح پر ہاتھ اٹھاؤں۔ پس ہم نے صرف یہ کام کرنا ہے کہ ساؤل کا زمین میں گڑھا ہوا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ یہاں سے اٹھا کر نکل جائیں پھر دیکھنا میں ان لوگوں کو کیسا اقلتی سبق سکھاتا ہوں پھر داؤڈ نے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ یونان! یونان! تم اپنے اطراف میں نگاہ رکھو۔ اگر ساؤل کا کوئی لشکر یا کال ٹھہرا ہے اور ہمارے لیے خطرہ بننے کی کوشش کرتا ہے تو تم اس سے نمٹ لینا اور اے ایشیے! تم آگے

ساؤل سے متعلق داؤڈ کے خدشات درست نکلے۔ اس کے قریبی عزیزوں نے پھر اسے داؤڈ کے خلاف بڑھکایا اور لگاتار اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ داؤڈ تم سے بنی اسرائیل کی سلطنت چھین لینا چاہتا ہے۔ ساؤل نے ان ساری ترغیبات کا اثر لیا اور ایک بار اس نے پھر ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور داؤڈ کو گرفتار کر کے ان کا قاتل کر دے گا۔ لہذا داؤڈ کی تلاش میں اس نے اپنے ناظر پھیلا دیئے جنہوں نے اسے خبر دی کہ داؤڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان دنوں جیلِ کلید میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔

پس ساؤل نے اپنے لشکر میں سے تین ہزار آزمودہ کار جوانوں کو اپنے ساتھ لیا اور دشتِ زیت کے کنارے جیلِ کلید کی طرف بڑھتا کہ داؤڈ کو ختم کر کے اپنے راستے کی دیوار ہٹا دے۔ پہلے اسے داؤڈ کے ساتھ کچھ ہمدردی بھی تھی کیونکہ اس کی بیٹی میکیل داؤڈ کی بیوی تھی۔ اب میکیل کی شادی اس نے ایک اور شخص کے ساتھ کر دی تھی۔ لہذا اب داؤڈ کے لیے اپنے دل میں وہ کوئی ہمدردانہ جذبہ نہ رکھتا تھا۔ داؤڈ کے غم خواروں نے بھی انہیں خبر کر دی تھی کہ ساؤل تین ہزار کا ایک لشکر لے کر پھر ان کے خلاف نکل کھڑا ہوا ہے۔ لہذا ساؤل کی طرف سے وہ بھی چوکس اور مستعد ہو گئے تھے۔ ساؤل نے اپنے لشکر کے دشتِ زیت میں آکر پڑاؤ کیا۔ اور اس کے اس لشکر کا سالار اس کا چچا زاد بھائی ابیز تھا۔ داؤڈ نے بھی معلوم کر لیا تھا کہ ساؤل نے کہاں پڑاؤ کیا ہے۔ پس وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اور جب شام ڈھلنے لگی تو داؤڈ نے یونان کو اپنے خیمے میں بلایا۔

یونان جب ان کے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا۔ اس وقت خیمے میں داؤڈ کے ساتھ ان کا ایک عزیز ایشیے بھی بیٹھا ہوا تھا۔ داؤڈ نے یونان کو اپنے قریب بٹھایا اور کہا۔ اے یونان! میرے عزیز! تم جانتے ہو کہ میرے قریب ہی دشتِ زیت کے اندر ساؤل اپنے

بڑھ کر ساؤل کانیزہ اور پانی کا مشکیزہ اٹھا اور یہاں سے نکل چلیں۔ ایشیہ نے فوراً آگے بڑھ کر گہری نیند سوئے ساؤل کانیزہ اور مشکیزہ اٹھالیا۔ پھر وہ لشکر سے نکل گئے تھے۔

ساؤل کے لشکر سے نکل کر داؤد یونان اور ایشیہ کے ساتھ ساؤل کے لشکر کے قریب ہی ایک پہاڑ پر چڑھ گئے پھر وہ بند آوازیں ساؤل اور اس کے چچا زاد بھائی ابنیر کو پکارتے لگے۔ اس پکار کو سن کر ساؤل ابنیر اور ان کے لشکر جاگ اٹھے۔ پھر ابنیر نے بند آوازیں داؤد کو مخاطب کر کے پوچھا تو کون ہے اور کیوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور ان کے چچا زاد بھائی ابنیر کو پکارتا ہے۔ اس پر داؤد نے جواب دیا۔ اے ابنیر تو بڑا بے دربتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کے اندر تم جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ اے ابنیر تو کیسا بودا اور کتر ہے کہ تو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار ہو کر اپنے بادشاہ کی حفاظت نہ کر سکا۔ دیکھ ابھی تھوڑی ہی دیر قبل ایک شخص ساؤل کو قتل کرنے کی نیت سے تمہارے لشکر میں گھس گیا تھا اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائی تھی اے ابنیر! قسم خداوند کی میرے نقطہ نظر سے تم واجب اقصیل ہو کہ تم اس شخص کی حفاظت کرتے ہیں ناکام رہے ہو جسے خداوند نے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا ہے۔

ابنیر نے پھر ہلکا کر پوچھا۔ تو کون ہے اور کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ بادشاہ ساؤل کو قتل کرنے کے لیے کوئی ہمارے لشکر میں داخل ہوا تھا۔ جواب میں داؤد نے کہا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو شخص لشکر میں ساؤل کو قتل کرنے کے لیے گھسنا تھا وہ ساؤل کا بھالا اور پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس بار ساؤل داؤد کی آواز پہچان گیا۔ اس نے اپنے اطراف میں دیکھا واقعی اس کا بھالا اور مشکیزہ غائب تھے۔ اس پر ساؤل نے ابنیر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابنیر! یہ پکارتے والا ٹھیک کہتا ہے کوئی ضرور مجھے قتل کرنے کی نیت سے لشکر میں داخل ہوا ہے۔ کیونکہ تم دیکھتے ہو میرا بھالا جو زمین میں گڑھا تھا غائب ہے اور میرا مشکیزہ بھی نہیں ہے۔ اور سن ابنیر یہ پکارتے والا داؤد کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ تو اسے پہچان نہ سکا۔ پر میں داؤد کی آواز پہچان چکا ہوں۔ پھر ساؤل نے بند آوازیں داؤد کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے داؤد میرے بیٹے! کیا یہ تیری آواز ہے؟ اس پر داؤد نے پکار کر کہا۔ اے میرے قدیم محسن! یہ پکارنے والا میں داؤد ہی ہوں۔ آخ میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ تو بار بار اوروں کے کہنے پر میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا اور میری گرفتاری اور سزا کی تک دعو

کرتا ہے اے ساؤل میں تھوڑی دیر قبل تیرے لشکر میں داخل ہوا میں نے ہی تیرا بھالا اور مشکیزہ اٹھایا ہے۔ اس وقت تو پوری طرح میرے بس میں تھا اور میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ پر میں نے تیری جان کو قیمتی سمجھ کر ایسا نہیں کیا۔ اے بادشاہ! گو تو نے میرے ساتھ دغا اور جفا کی اور سیکل کی شادی میری اجازت کے بغیر کیں اور سے کر دی اور یہ تو نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ تو نے قدم قدم پر میری برائی ہی سے متعلق سوچا۔ اس کے باوجود میں تیری عزت تیرا احترام کرتا ہوں۔ اے بادشاہ! اپنے آدمیوں میں سے کسی کو بھیج کہ وہ مجھ سے تیرا بھالا اور پانی کا مشکیزہ لے جائے۔ ساؤل داؤد کے اس رویے سے بید متاثر ہوا۔ پھر انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے داؤد! میرے بیٹے! میں جانتا ہوں کہ تو میرے لشکر میں داخل ہوا اور میرا بھالا اور مشکیزہ اٹھالیا گیا۔ یہ تیری عظمت ہے کہ تو نے مجھے نقصان نہ پہنچایا۔ ورنہ تو میرا خاتمہ بھی کر سکتا تھا۔ اے داؤد تو نے میری زندگی کو گراں قدر جانا۔ قسم خداوند کی ایسا کر کے تم خود گراں قدر ہو گئے ہیں نے اپنے دل کی آواز نہ سنتے ہوئے دوسروں کے کہنے پر تیرے ساتھ بار بار بدی اور برائی کی۔ پر تو نے میرے خلاف کچھ نہ کیا۔ اے داؤد یہ تیری عظمت کی نشاندہی ہو۔ تو مبارک ہو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو بڑے بڑے کام کرے گا اور ہر کام میں منجند ثابت ہوگا۔ میں اب یہاں سے کوچ کرتا اور آئندہ کبھی بھی تیرے ساتھ بدی نہ کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ اپنا ایک آدمی بھیج کر ساؤل نے داؤد سے اپنا بھالا اور مشکیزہ منگوایا۔ پھر اپنے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی ہی میں وہ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

جب ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ دشت زلیفہ سے اپنے مرکزی شہر حبلال کی طرف کوچ کر گیا تب کوہستان علیلہ کی ایک چوٹی پر کھڑے داؤد نے اپنے پہلو میں کھڑے یونان کو مخاطب کر کے کہا۔ یونان! یونان! اس ساؤل کے عہد کا اب بھی مجھے اعتبار نہیں۔ گو میں نے اسے ایک بہترین اخلاقی درس دیا ہے۔ اور وہ میری طرف سے بید متاثر ہو یہاں سے گیا ہے۔ پر اس کے باوجود اس کی ذات میرے لیے شکوک ہے وہ کانوں اور متلون المزاج انسان ہے۔ کسی بھی وقت اوروں کے ہکانے اور اشتغال دلانے وہ پھر میرے خلاف ہو سکتا ہے اور کسی بھی وقت مجھ پر شب خون مارنے کا عمل کر سکتا ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے ہمسائے اور قسٹیوں کے بادشاہ اکیس کی

طرف چلا جاؤں گا۔ اس موقع پر یونان نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں آپ کے فیصلے سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ کے گزشتہ جنگ میں فلسٹیوں کے سپہان اور سالار جالوت کو قتل نہ کیا تھا اور کیا فلسٹی آپ سے اس کا انتقام نہ لیں گے۔

داؤد نے بڑے وثوق کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے یونان! تمہارے خدشات درست ہیں پر ایسا نہ ہوگا جو کچھ میں نے فلسٹیوں کے بادشاہ اکیس سے متعلق سن رکھا ہے۔ اس کے مطابق اکیس انتہائی نیک رحم دل اور بہادروں کی قدر کرنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے جالوت کا انتقام نہ لے گا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی سرزمین میں امن اور سکون کے ساتھ رہ سکوں گا۔ یونان نے اس بار داؤد کی تائید کی۔ پھر تینوں اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف گئے اور وہاں سے رات کی تاریکی میں وہ فلسٹیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ایک روز جب کہ سورج عارض گل کی طرح طلوع ہوتا ہوا زمین پر اپنی تجلیات کا فروغ کرنے لگا تھا۔ داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلسٹیوں کے مرکزی شہر اشدود میں داخل ہوئے ایک جگہ پڑاؤ کر کے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وہاں روک دیا اور خود یونان کو ساتھ لے کر وہ فلسٹیوں کے بادشاہ اکیس کے محل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں محل کے محافظوں سے انہوں نے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ان محافظوں سے آپ نے اپنا تفصیلی تعارف جا کر اویا تھا۔ کافی دیر تک داؤد اور یونان کو وہاں انتظار کرنا پڑا تب کہیں جا کر ایک محافظ دونوں کو لینے آیا اور اس محافظ کے کہنے پر جب دونوں محل کا ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے کیونکہ جس کمرے میں وہ داخل ہوئے تھے۔ وہ فلسٹیوں کے بادشاہ اکیس کا دربار گلخانے کا کمرہ تھا۔ اس وقت اکیس اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں فلسٹیوں کی ملکہ اور اس کی بیوی تھی۔ ان دونوں کے سامنے کئی قطاروں میں اکیس اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ قطاروں میں شاہی فائدان سے تعلق رکھنے والی اور دیگر معزز خواتین اور لڑکیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

ان قطاروں کے درمیان ایک کھلی جگہ تھی جہاں دبیز قالین پھلے گئے تھے۔ داؤد اور یونان اس کھلی جگہ آکھڑے ہوئے قبل اس کے کہ داؤد فلسٹیوں کے بادشاہ اکیس سے کچھ کہتے کہ اکیس نے بولتے میں پہل کی اور کہا۔ میرے محافظ تم دونوں سے متعلق مجھے تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ تم میرے ہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ چاہتے ہو میں خوش ہوں کہ میں داؤد جیسے جوان کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں جس نے فلسٹیوں کے سالار اور سپہان جالوت کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اے دونوں اجنبیوں! غور سے استوا میرا نام اکیس ہے۔ میں بہادروں کو صرف ان کی بہادری اور شجاعت کی خاطر پسند کرتا ہوں۔

اور اپنے ہاں انہیں ہر طرح کی مراعات دینے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔ اس لیے کہ ایسے جوان ہی کسی قوم کا ورثہ ہوتے ہیں۔ اے داؤد! میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پناہ دینے پر آمادہ ہوں۔ لیکن ایک شرط پر۔

داؤد نے پوچھا۔ اے بادشاہ! وہ کیا شرط ہے جس کی بناء پر آپ ہیں یہاں اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر رضامند ہو سکتے ہیں۔ اکیس بولا اور کہا۔ اے داؤد! ہم جانتے ہیں کہ آپ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل اور فلسطینوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ہے لیکن میں تمہیں آپ کے ساتھ جو نرم رویہ روا رکھا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ آپ بہادر اور شجاع ہیں۔ اور اپنی شجاعت کا ثبوت آپ نے جلاوت کو زیر کر کے دیا تھا۔ لیکن جلاوت کے ساتھ تمہارا مقابلہ میں یا میرے درباریوں میں سے کسی بھی نہیں دیکھا اس لیے ہمارے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی وہ داؤد ہیں اور اگر میں تو ایسے بہادر اور شجاع ہیں۔ میرے دربار میں ایک

پہلوان ہے جس کا نام عییل ہے اور یہ عییل اس جلاوت سے بھی زیادہ زور آور اور قوی ہے اگر تم اس عییل سے مقابلہ کر کے اسے زیر کر دکھاؤ تو میں تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا بصورت دیگر تم لوگوں کو یہاں سے چلے جانا ہوگا۔ قبل اس کے کہ داؤد بولتے اور اکیس کو کوئی جواب دیتے یونان بولا اور فلسطینوں کے بادشاہ اکیس کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میرا نام یونان ہے میں داؤد کے ماتحتوں اور ادنیٰ شاگردوں میں سے ایک ہوں اگر آپ کے عییل نام کے پہلوان کو میں زیر کر لوں تو کیا اس صورت میں بھی یہاں پناہ مل سکتی ہے۔ اکیس نے خوشی کا اظہار کیا اور بولا۔ اے یونان اگر داؤد کی جگہ تم ہمارے پہلوان عییل کو زیر کر جاؤ تو پھر میری نگاہوں میں داؤد اور تمہاری وقت و توقیر اور زیادہ ہو جائے گی۔ اکیس کے اس جواب پر یونان خوش ہوا اور اپنی چھاتی تانے ہوئے اس نے کہا۔ تو پھر عییل کو لائیں میدان میں تاکہ میں دیکھوں وہ کیسا بہادر و زور آور ہے۔ اپنے تخت پر بیٹھے ہی بیٹھے سامنے والی قطاروں کی طرف اکیس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور اس اشارے کے جواب میں ایک قد آور اور تندرست جوان صفوں سے نکل کر اس کی جگہ آکھڑا ہوا جہاں داؤد اور یونان پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔

یونان نے میدان میں آنے والے عییل کی طرف غور سے دیکھا وہ اس کی آنکھوں میں لڑوے کے شعلوں جیسے شرارے تھے اس کے چہرے پر طوفانوں کا زور اور قوت کا اور ج و مرج

جھلک رہا تھا۔ اور اس اور ج و مرج کے اندر شوریدہ مزاجی، اعصاب شکنی، تشدد و پناہ کاری اور طغیان و جبروت کا ایک رقص برپا تھا۔ اس موقع پر فلسطینوں کے بادشاہ اکیس نے داؤد کو ایک خاص نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھے کو کہا۔ اور آپ خاموشی سے آگے بڑھ کر اس قالی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ تاہم وہ بڑے تجسس کے انداز میں یونان اور عییل کی طرف دیکھتے جا رہے تھے۔ خود اکیس اور وہاں بیٹھے اس کے درباری مردوں اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی کہ وہ بڑی بے چینی اور بڑی بے قراری کے عالم میں یونان اور عییل کی طرف دیکھتے جا رہے تھے پھر اکیس نے بلند آواز میں یونان اور عییل کو مخاطب کر کے کہا۔ تم دونوں کو مقابلہ شروع کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ساتھ ہی عییل یونان کے قریب آیا۔ اور پھر وہی جتانے کے انداز میں اس نے کہا۔

اے اجنبی! تو جوان تو کیسا خوبصورت، کیسا تندرست اور دراز قامت ہے۔ میں اس وقت سے ڈر رہا ہوں جب تو مجھے مجھے شکست کھا کر اس فرش پر بے سدھ پڑا ہوگا۔ آہ! میں تھوڑی دیر بعد جو تمہاری حالت کروں گا۔ تمہاری اس حالت پر مجھے ابھی سے دکھ اور افسوس ہو رہا ہے، کاش تو نے اس سرزمین ہی کا رخ نہ کیا ہوتا۔ آہ وہ وقت کیسا دکھی اور بھیانک ہو گا جب میں مار مار کر تیری حالت صحرائیں خشک ہو جانے والے صحرا اور کسی ایسے شخص جیسی کر کے رکھ دوں گا جو گریبان چاک اور پیراہن دریدہ ہو کر رہ گیا ہو۔

عییل کی اس گفتگو پر یونان کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی روح کے تاروں پر مضرب کی ضرب پڑ گئی ہو۔ یا اس بازار میں وہ قایم کسی نے اسے لعل و گوہر اور سیم و زرجان کر اس کی قیمت لگا دی ہو تھوڑی دیر تک وہ بے صورت و صوابیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کا دایاں ہاتھ اٹھا اور عییل کے شانے پر اس نے ایسی ضرب لگائی کہ تکلیف کی شدت کے باعث عییل نے گہری سسکاریاں لیں اور ایک طرح سے بے بسی کی حالت میں لڑھکتا ہوا وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کمرے میں یونان کی آواز گونج گئی۔ اس نے عییل کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ اے فنا پذیر انسان تیرے جیسے ہوس کے شیا لین میں نے بہت دیکھے۔ تو مجھ سے میرا دست طلب، میرا حرف دعا اور میرا فیض نہیں چھین سکتا ایک بار پھر آگے بڑھ میرے نزدیک آکر میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیسے داستان درد داستان تیری پستی اور معلوبیت کو نمایاں کرتا ہوں

تب اکیس نے داؤد کو مخاطب کر کے کہا۔

اے داؤد! تم لوگ واقعی بہادروں اور جرات مندوں کا گروہ ہو۔ تمہارے اس یوناف نام کے ساتھی نے عییل کو زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تم لوگ ہر آزمائش میں پورے اترنے والے ہو اور تم لوگوں کی اس جرات مندی کو دیکھتے ہوئے تم لوگوں سے متعلق میں نے ایک اہم فیصلہ کیا ہے اور یہ اہم فیصلہ کچھ لوں ہے کہ میں اپنا بہترین اور خوبصورت شہر مقلانج تم لوگوں کے حوالے کرتا ہوں تم لوگ اس شہر میں آباد ہو کر اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور جس طرح اس شہر کے دوسرے لوگ اپنی گزربسر کرتے ہیں۔ اس سے بھی بہتر مواقع تم لوگوں کو فراہم کئے جائیں گے اور اے داؤد! اس شہر کے تم ہی حاکم، نگران اور ذمہ دار ہو گے۔ تم لوگ آج ہی اس شہر کی طرف کوچ کرو تم لوگوں کے ساتھ میں اپنے اہلی روانہ کرتا ہوں جو تم لوگوں کو وہاں آباد کریں گے۔ داؤد نے اکیس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر بادشاہ کے اہلیوں کے ساتھ مقلانج شہر کی طرف چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے تھے۔



عییل تھوڑی دیر تک سنبھلا اور دوبارہ وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بند کیا وہ یوناف کے چہرے پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اور یوناف نے جب فضا میں اٹھا اس کا ہاتھ روک کر پکڑ لینا چاہا۔ تو عییل نے پوری عیاری اور چستی سے کام لیا فضا میں اٹھا اپنا ہاتھ اس نے وہیں رہنے دیا اور دوسرے ہاتھ کی ضرب اس نے یوناف کے منہ پر لگائی تھی یہ ضرب عین یوناف کے ناک پر لگی تھی تھوڑی دیر کے لیے یوناف چپکرا کر رہ گیا تھا۔ ناک پر ضرب لگنے سے اس کا خون ناک سے بہہ نکلا تھا۔ ناک کی ضرب لگنے کے باعث تھوڑی دیر کے لیے یوناف اپنے دفاع کو کسر ہی بھول گیا تھا۔ عییل نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور تین چار خوب زوردار گھونے اس نے یوناف کی پیشانی اور کپٹیوں پر دے مارے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف اجڑا جڑا اور بکھرا بکھرا سا عییل کے ہاتھوں پتار ہا پھروہ سنبھلا اور جھکے ہی جھکے اس نے عییل کی ران کے درمیانی حصے میں ایسی زوردار ضرب لگائی کہ عییل دور کی شدت کے باعث بلبل اٹھا تھا۔ اور اپنی گردن ہرا کر کے اور جھکتا ہوا اپنی ران سے ہلانے لگا تھا۔ یوناف نے فوراً پھر اپنے عمل کی ابتدائی کی عییل کو بالوں سے پکڑ کر اس نے سیدھا کیا اور اس کے پیٹ میں ایسا پرفوت گھونسہ مارا کہ عییل ہوا میں اچھلتا ہوا اکیس کے تحت کے قریب جاگرا اس کے بعد یوناف نے جب اپنے پاؤں کی ٹھوکروں سے اس کی تواضع کرنی شروع کی تو عییل بری طرح پیچھے چلانے لگا تھا۔ پھر یوناف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اے عییل! میں پیچھے ہٹ کر انتظار کرتا ہوں اور تجھے سنبھلنے اور اپنی توانائیاں بحال کرنے اور سستانے کا موقع دیتا ہوں۔ اس کے بعد تو پھر میرے مقابلے پر آ اور دیکھ تیرا میں کیا حشر کرتا ہوں۔

طوفانوں کے زور کی طرح عییل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھوں سے اپنی سانس کی زوردار آوازیں نکالتا ہوا وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ لیکن جو نہی وہ یوناف کے قریب گیا۔ یوناف نے اپنا ایک ہاتھ اس کی گردن پر ڈالا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کے پیچھے حصے میں نیچے کی طرف ضرب لگائی اور پھر فوراً ہی عییل کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بند کیا۔ اور زوردار انداز میں اسے غلٹیوں کے بادشاہ اکیس کے پاؤں کے قریب بٹخ دیا تھا۔ پھر یوناف اس کے قریب کھڑا ہو کر اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن عییل جب کافی دیر تک اٹھ کر مقابلے پر نہ آ سکا اور وہیں پڑا

ہیں میں اپنے لشکر کے ساتھ اتھیں اپنی سرزمینوں سے مار بھگانے کو جا رہا ہوں۔

پراسے کاہنہ فلسٹیوں کے ساتھ ٹکڑا کے قبل میں ایک صلاح ایک مشورہ چاہتا ہوں۔ اس پر کاہنہ نے تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اے بادشاہ! میں ایک ایسی عورت اور ایسی کاہنہ ہوں جس کا کبھی جنگوں سے تعلق ہی نہیں رہا۔ اس لیے جنگ سے متعلق میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتی ہوں۔ اس کام کے لیے آپ نے تاحق میرے پاس آنے کی زحمت کی۔ کاہنہ کی اس گفتگو پر ساؤل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر کہا۔ اے کاہنہ تو غلط سمجھی ہے اس موقع جنگ سے متعلق میں تم سے تو کوئی مشورہ نہیں چاہتا۔

کاہنہ کے حیرت و تعجب میں ساؤل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے بادشاہ! میری اس حویلی میں میرے اور میرے چند قدام کا علاوہ تو یہاں کوئی رہتا ہی نہیں پھر تم یہ مشورہ کس سے چاہتے ہو۔ اس پر ساؤل نے کھل کر کہا۔ اے کاہنہ! مجھے غور سے سنو۔ دیکھ یہاں تک مجھے علم ہے بنی اسرائیل کی سرزمین میں تم سے بڑھ کر کوئی کاہنہ اور کاہنہ نہیں جو روجوں کو حاضر کرنے میں ماہر ہو۔ پس اے کاہنہ! تو میرے لیے ایک روح کو طلب کر۔ پس میں اسی روح سے اس جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کروں گا۔ اس بار اس کاہنہ نے پرسکون انداز میں کہا۔ اے بادشاہ! اب تو نے میرے سارے شک اور شبہات دور کر دیئے ہیں۔ بیشک میں روجوں کی نیجر کے فن میں تاک ہوں اور ہر طرح کی روجوں کو نیجر کرنے کی قوت رکھتی ہوں۔ اے بادشاہ! اب تم مجھ پر بتاؤ کہ میں کس روح کو طلب کروں جس سے تم اس موقع جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ کاہنہ کی اس گفتگو سے ساؤل خوش ہوا اور بولا۔

اے کاہنہ! تو میرے یہ اشارے کے نبی سموئیل کی روح کو حاضر کرتا کہ ان کی روح سے اس جنگ سے متعلق رہبری اور راہنمائی حاصل کر سکوں۔ ساؤل کے اتنا کہنے کے بعد اس کاہنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر اس نے اپنے عمل کی ابتداء کی۔ پھر وہ کاہنہ اچانک چونک پڑی اور اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو کر پلا ہونے لگا تھا۔ اس سے ساؤل نے اندازہ گالیاں کہ کاہنہ! سموئیل نبی کی روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے اس پر ساؤل نے استغفار کیا۔ اے کاہنہ! کیا تو روج کو بلانے میں کامیاب ہو گئی ہے! کاہنہ نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بھی بحال ہو گئے۔ پھر اس نے خوشیاں

اپنے ساتھیوں کے ساتھ متلاجم میں رہتے ہوئے داؤد کو ابھی چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ فلسٹیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان حالات یکسر ہی دگرگوں ہو گئے اور جنگ تک کی نوبت آ گئی۔ آخر بنی اسرائیل کے خلاف لشکر کشی کرنے کے لیے فلسٹیوں کے بادشاہ نے ایک جوار لشکر تیار کیا۔ داؤد، یوناف اور ان کے بیٹے جو ساتھیوں کو بھی اس لشکر میں شامل کیا اور بنی اسرائیل کی طرف پیش قدمی کی۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ فلسٹیوں کا لشکر اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس لشکر میں داؤد، یوناف اور ان کے ساتھی بھی ہیں تو وہ بڑا سٹپٹا یا تاہم بادل خواستہ اس نے اپنا لشکر تیار کیا اور راستی لشکر کی راہ روکنے کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن داؤد کے فلسٹی لشکر میں شامل ہو جانے کے باعث ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کے لشکر کو شکست ہوگی لہذا اس ممکنہ شکست سے بچنے کے لیے اس نے ایک نیا حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی۔

اور یہ نیا حربہ کچھ یوں تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسٹیوں کی طرف بڑھنے کے لیے اس نے ایک نیا راستہ اختیار کیا اور یہ راستہ شہر عین دور کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا اور اس شہر عین دور میں ایک عورت رہتی تھی جو کاہنہ اور ساحرہ تھی اور روجوں کو حاضر کرنے کے فن میں بڑی ماہر تھی۔ پس اس عورت سے کام لینے کے لیے ساؤل نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر عین دور سے باہر کیا۔ اور خود وہ اپنے محافظوں کے ساتھ اس کاہنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ کو اپنی حویلی میں پا کر وہ کاہنہ بڑی خوش ہوئی۔ ساؤل کی اس نے خوب آد بھگت کی اور پھر اس نے ساؤل سے وہاں آنے کی وجہ پوچھی تب ساؤل نے بڑی نرمی و شفقت میں اس کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کاہنہ شاید تمہیں خبر ہو کہ فلسٹیوں نے اپنے ایک جوار لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں میں داخل ہوتے والے

برساتی آواز میں کہا۔ اے ساؤل میں تمہاری مطلوبہ روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے ساؤل نے پوچھا۔ اے کاہنہ تو کیا دیکھتی ہے؟ کاہنہ نے کہا۔ میں ایک ایسی ہستی کو اپنے سامنے دیکھتی ہوں جو دیوتاؤں کی طرح قامت میں خوب اور پراٹھی ہوئی ہے۔ ساؤل نے پھر پوچھا۔

اس کی شکل کیسی ہے؟ کاہنہ کاہنہ بولی۔ ایک بوڑھا میرے سامنے آ رہا ہے جو جبہ پہنے ہوئے ہے اور ساتھ ہی کاہنہ نے اس کی شکل و شبہات سے متعلق کچھ حوالے دیئے تب جان گیا کہ اس وقت کاہنہ کے سامنے سموئیل نبی کی روح ہے جسے صرف کاہنہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ تب ساؤل نے فوراً بڑی عاجزی اور انکساری میں سموئیل کو پکارنا شروع کیا۔ اس پر روح کی آواز ساؤل کے کانوں میں پڑی۔ اے ساؤل! تو نے مجھے کیوں بے چین کیا۔ اور کیوں مجھے بویا اس استفسار کے جواب میں ساؤل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اے آقا! میں سنت پریشان ہوں کیونکہ فلسفی مجھ سے لڑنے کے لیے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی اور بری بات یہ کہ داؤد بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس فلسفی لشکر میں شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خداوند بھی مجھ سے علیحدہ ہو گا اور اس مصیبت کے وقت اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔ ہے۔ حالانکہ خداوند ہی کے حکم سے مجھے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اب بتائیں میں کیا کروں۔

ساؤل کی ان باتوں کے جواب میں سموئیل کی روح نے پھر کہا۔ اے ساؤل! تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے جب خداوند نے ہی تمہیں چھوڑ دیا تو کون تیری مدد و استعانت کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ خداوند جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ اے ساؤل! داؤد اللہ کا نبی ہے اور ایک نبی کے ساتھ تو نے ہر طرح کا برا حربہ استعمال کیا ہے دیکھتے تیرے برے اعمال کے باعث بنی اسرائیل کی یہ سلطنت اب تم سے چھین جانے والی ہے اور غریب وہ وقت آ رہا ہے۔ جب داؤد بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا اور بنی اسرائیل کی سلطنت کو عظیم الشان بنا کر رکھ دے گا۔ اے ساؤل! اب وقت آ رہا ہے کہ تم اور تمہارے بیٹے غریب بھرتے آلو گے۔

اور سموئیل نبی کی روح سے ایسی باتیں سننے کے بعد ساؤل چکر کر زمین پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ روح وہاں سے جاتی رہی۔ پھر کاہنہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنے

خدا کو بلایا جنہوں نے کاہنہ کے اشارے پر ساؤل کو اٹھا کر ایک پنگ پر لٹا دیا۔ اس دوران اس کا ہنسنے ساؤل اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایک موٹا پھڑا ذبح کیا اور اپنے خدام کی مدد سے روٹیاں تیار کرائیں اتنی دیر تک ساؤل بھی اپنے حواس پر قابو پا گیا۔ اور پنگ سے اٹھ کر اس نے کاہنہ کی طرف دیکھے ہوئے کہا۔ اے کاہنہ تیرا شکریہ کہ تو نے میری خاطر سموئیل کی روح کو حاضر کیا۔ گو اس روح نے جو باتیں بتائی ہیں۔ وہ میرے حق میں بہتر اور سودمند نہیں ہیں۔ لیکن میں ان حالات میں اپنے لیے اس سے بہتر توقعات بھی نہ رکھتا تھا بہر حال سموئیل کی اس روح کے انکشافات کے مطابق جو کچھ سر پر گزرے گی اسے برداشت کرنا ہو گا۔ پھر کاہنہ نے ان سب کی ضیافت کی۔ اس کے بعد ساؤل وہاں سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

لگاتار آگے بڑھتے ہوئے فلسفیوں کے بادشاہ کس نے رفیق کے مقام پر آ کر پڑاؤ کیا اس پڑاؤ کے دوران فلسفیوں کے کچھ سردار اس وقت اپنے بادشاہ کیس کے خیمے میں داخل ہوئے جس وقت وہ اپنے خیمے میں اکیلا تھا۔ اکیس کے کہنے پر وہ سب سردار اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر اکیس نے غور سے ان کے چہروں کی طرف دیکھے ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز! سردار روز تم سب مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ تم سب کے چہرے مجھے بتاتے ہیں کہ کسی اہم موضوع پر تم لوگ مجھ سے بات چیت کرنے آئے ہو اس استفسار پر ان میں سے ایک سردار بولا۔ یہ جو داؤد اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہمارے لشکر میں شامل ہیں ان کا یہاں کیا کام۔ ان اسرائیلیوں سے ہمارے لشکر کو آئندہ جنگ میں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اکیس ان کی بات کو سمجھ گیا تھا۔ لہذا اس نے داؤد اور ان کے ساتھیوں کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز! یہ داؤد ایہ یونان اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے آدمی نہیں ہیں جو جنگ میں ہمارے ساتھ فریب کریں گے اور ہمارے لیے خطرات اور نقصانات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سو میرے عزیزو! جب سے داؤد۔ اور ان کے ساتھ بھاگ کر میرے پاس آئے ہیں اور مقلانج شہر کے اندر انہوں نے بود و باش

لے اس کاہنہ اور سموئیل کی روح کو حاضر کرنے کے واقعات تو ریت میں تفصیل کے ساتھ درج

ہیں یہ سارے واقعات تو ریت ہی سے حاصل کئے گئے ہیں۔

اور سرخویرے عزیز و اہل گھر اس فیصلے کا برا نہ ماننا۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کی وجہ سے میرے لشکر کے اندر بھوٹ اور نفرت پڑ جائے۔ اسے داؤڈ! میں تیری بڑی قدر کرتا ہوں اور میری نگاہ میں تو خداوند کے فرشتے کی مانند ہے۔ پر لوگ حالات میرے لشکر میں بنتے نظر آ رہے ہیں ان کے تحت میں نہیں چاہوں گا کہ تم لوگ میرے لشکر میں شامل رہو۔ دیکھو اب شام ہو رہی ہے۔ دیکھو! اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ نہ کرنا۔ ورنہ میرے لشکریوں کے دلوں میں طرح طرح کے خدشات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ رات تم میرے لشکر میں ہی رہو اور صبح اندھیرے میں یہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل جانا۔ تاکہ تمہارے کوچ کی خبر عام لشکریوں کو نہ ہو۔ سو اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ داؤڈ اور یوناف وہاں سے اٹھ گئے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ رات انہوں نے لشکر ہی میں گزاری اور اگلے روز صبح وہ مقلانچ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

اختیار کیے تب سے میں نے ان لوگوں کے اندر اپنے اور فلسطینیوں کے لیے کوئی برائی نہیں دیکھی۔ فلسطینی سرداروں نے اکیس کی ان باتوں سے اتفاق نہ کیا اور اس بار ایک اور سردار نے کہا۔ اسے بادشاہ! ہم آپ کو یہی مشورہ دیں گے اور داؤڈ اور ان کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصہ نہ لینے دو۔ اور انہیں یہیں سے واپس بھیج دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جنگ میں ہماری مخالفت پر اتر کر ہمارے لیے ناقابل تلافی نقصان بن جائیں۔ اس لیے کہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل کی محبت میں ان کا دل ضرور دھڑکے گا۔ اس لیے کہ ان ساؤل ان کا بچا بادشاہ رہا ہے اور اپنے بادشاہ کے لیے ان کے دلوں میں ہمدردی ضرور ابھرے گی۔

اس بار ایک اور سردار بولا۔ اسے بادشاہ! یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھو کہ یہ داؤڈ وہی ہے جس نے کبھی ہمارے نامور پہلوان جالوت کو جنگ میں زیر کر کے قتل کر دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کی لڑکیوں نے گانے گائے تھے کہ ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤڈ نے لاکھوں کو مارا۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہم سب متفقہ طور پر آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ آپ داؤڈ اور اس کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصہ نہ لینے دیں اور واپس بھجوا دیں۔ ان سرداروں کی اس گفتگو کے بعد اکیس نے انہیں وہاں سے چلے جانے کو کہا۔

اپنے سرداروں کے چلے جانے کے بعد فلسطینیوں کے بادشاہ اکیس نے داؤڈ اور یوناف کو اپنے خیمے میں بلایا جب وہ دونوں وہاں آئے تو اکیس نے انہیں بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنے سامنے ایک نشست پر بٹھایا۔ پھر انہیں غی طیب کر کے کہا۔ اسے میرے عزیز و اہل گھر! تم دونوں اپنے ساتھیوں کو لے کر یہیں سے اور آج ہی مقلانچ شہر کی طرف لوٹ جاؤ اور اس جنگ میں تم لوگ حصہ نہ لے سکو گے، جو بنی اسرائیل کے ساتھ متوقع ہے۔ اکیس کے اس فیصلے پر داؤڈ بولے اور کہا۔ اسے بادشاہ! آخر میں نے کیا کیا ہے جس کی بناء پر تم ہیں اس جنگ میں حصہ لینے سے روک رہے ہو۔ اکیس بچارے نے گویا گری آواز میں کہا۔ میں جانتا ہوں تم لوگ نیک اور ایمان دار ہو جس روز سے تم میرے پاس آئے ہو میں نے تمہارے اندر کوئی بدی نہیں پائی۔ خداوند کی قسم تم راستکار ہو میں تو اپنے لشکر میں تم لوگوں کو خیال کرتے ہوں۔ اسی لیے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ پر میرے سردار نہیں چاہتے کہ تم لوگ اس جنگ میں شریک ہو۔

اور سنو عزیزو! میں نے ایسا کیا کہ میں عمالیتوں کے ایک گروہ میں داخل ہوا۔ یہ جنگجو قبائل کا ایک بدت بڑا گروہ تھا اور جبل سینا کے کناروں کے ساتھ ساتھ حنہ زن تھا۔ اور یہ گروہ تجارتی کاروانوں کو لوٹ کر گزربہر کرتا ہے۔ پس میں نے اس گروہ کے سردار کے نفس میں دھوسا ڈالے اور اسے مقلانج شہر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ میرے مسلسل وسوسات ڈالنے پر اس سردار پر اثر ہوا پس اپنے جنگجو قبائل کے ساتھ اس نے مقلانج شہر کا رخ کیا۔ اس نے شہر کی اکثر آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور شہر کو مکمل طور پر لوٹنے کے بعد وہ پھر صحرائے سینا کے کناروں کی طرف چلا گیا ہے۔ بہت کم مرد اور عورتیں شہر سے بھاگ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ یونان، اریہ کو بھی مقلانج میں چھوڑ کر داؤڈ کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہوا تھا۔ میں نے مقلانج شہر میں اریہ کو بڑا تلاش کیا۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملی۔ میں چاہتا تھا کہ یونان کی غیر موجودگی میں اریہ پر غلبہ پا کر اس کا خاتمہ کر دوں۔ لیکن وہ بڑی چالاک لڑکی ہے۔ شاید اس نے ان حالات کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا لہذا میرے شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔

بہر حال یہ اریہ کب مجھ سے بچے گی۔ ایک نایک روز تو یہ میری گرفت میں ضرور رہی آئے گی اور میں میرے رفیقو! ایک اور کام بھی ہماری منشا کے مطابق ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے بادشاہ نے داؤڈ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ابھیں بنی اسرائیل اور فلسطین کی جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔ اکیس کے سرداروں نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ داؤڈ اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہیں۔ لہذا اسرائیل کے خلاف کس جنگ میں وہ فلسطین کے ساتھ دھوکہ بھی کر سکتے ہیں اس بنا پر اکیس نے داؤڈ اور ان کے ساتھیوں کو جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے اور اب وہ سب مقلانج شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یونان بھی ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جب یہ لوگ مقلانج شہر میں داخل ہوں گے اور اپنی آنکھوں سے شہر کی تباہی کا منظر دیکھیں گے۔ تو پھر ان لوگوں کو اپنی کمتری اور بے چارگی کا احساس ہو گا میرے ساتھیوں! یہ تو ایک کام ہے جس کی میں تمہیں کر چکا ہوں۔ اب میں اپنے دوسرے کام کی ابتداء کرنے والا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس میں بھی مجھے کامیابی ہوگی۔

اس بار یوسابولی اور یوچیا۔ اے آقا! اگلے کام کی تفصیل بتانے سے قبل آپ ہیں یہ بتائیے کہ آپ لوگوں کے دلوں میں کس طرح دوسو سے ڈالتے ہیں؟ حسین یوسا کے اس سوال

سورج غروب ہو رہا تھا۔ آسمان کے حاشے عارض گل کی طرح رنگیں ہو گئے تھے اندھیرا نے زمین کو مشقی خونخواری بنانے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ایسے میں عارب یوسا اور بنیہ رامہ شہر سے باہر چل قدمی کر رہے تھے کہ عزائیل ان کے پاس نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی وہ رک گئے۔ انہوں نے دیکھا اس موقع پر عزائیل بڑا ہشاش بشاش اور خوش و خرم دکھائی دے رہا تھا۔ عارب اس کے قریب آیا اور پوچھا۔ اے آقا! آج آپ خلافت توقع کچھ زیادہ ہی خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے۔ عزائیل نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں خاص وجہ ہے میں نے ان دنوں ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور کامیابی بھی ایسے لوگوں کے خلاف جہاں ایسے کام مٹوانا ممکن دکھائی دیتے ہیں۔ یوسا اور بنیہ بھی عزائیل کے قریب آگئیں اور بنیہ نے کہا۔ اے آقا! کیا آپ ہیں اپنی اس کامیابی کی تفصیل بتائیں گے؟ عزائیل نے غور سے بنیہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اسے میرے عزیزو! میں بہت بڑا امر کر مارنے میں کامیاب ہوا ہوں اور وہ کچھ یوں کہ تم جانو اللہ کے نبی داؤڈ ساؤل کے خوف سے فلسطین کے بادشاہ اکیس کی طرف بھاگ گئے تھے یونان بھی ان کے ساتھ تھا۔ گزشتہ دنوں فلسطین اور اسرائیلیوں کے تعلقات زیادہ خراب ہو گئے اور فلسطین کا بادشاہ اکیس اپنے لشکر کو لے کر نکلا۔ تاکہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو اور اکیس نے داؤڈ اور ان کے جنگجو ساتھیوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کیا۔ اور سنو رفیقو! میں دقت داؤڈ اور یونان اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے نکلے تو ان کی غیر موجودگی میں مقلانج شہر کے خلاف میں حرکت میں آیا۔

عرب نے پوچھا۔

اسے آقا! اگر آپ کا یہ آخری حربہ بھی ناکام ہو نہ؟ اس پر عزرائیل نے برا سنا منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر میں ایسے شخص کا بیچھا چھوڑ دیتا ہوں اور یہ سمجھ لیتا ہوں کہ وہ شخص نیکی میں پوری طرح ڈوب چکا ہے اور میرے کام کا نہیں رہا۔ ایسے ایسا لوگوں پر میں وقت ضائع نہیں کرتا اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف راجب ہو جاتا ہوں۔ عرب پھر بولا اور کہا۔ اسے آقا! آپ کے یہ دونوں ہی طریقے بہت عمدہ اور کسی قدر دلچسپ بھی ہیں۔ تھوڑی دیر قبل آپ اپنے دوسرے کام پر روشنی ڈالتے لگے تھے۔ جس کی ابھی ابتداء کرتی ہے۔ عزرائیل نے غور سے عرب کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اسے عرب میرے عزیز! یہ دوسرا کام۔ تم بیوسا اور بینظیل کو روک دے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں گا۔ پھر عزرائیل کہتے کہتے رک گیا۔ اور اپنا ہاتھ فضا میں بند کرتے ہوئے اس نے اپنے ساتھی داسم کو آواز دی تھوڑی ہی دیر بعد داسم عزرائیل کے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی عزرائیل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ داسم! داسم! میں عرب، بیوسا اور بینظیل کے ساتھ ایک ایسے اہم موضوع پر گفتگو کرتے لگا ہوں جس کی اطلاع اور بھٹک کسی بھی صورت یوناف، ابلیکا اور ارلیہ کو نہیں ہونی چاہیے لہذا ہمارے اطراف کے پورے ماحول پر نگاہ رکھو۔ یوناف ۱۲ ابلیکا اور ارلیہ میں سے کوئی بھی اگر ادھر کا رخ کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دو۔ تاکہ میں گفتگو کا یہ سلسلہ بند کر دوں۔ عزرائیل کا یہ حکم پا کر اس کا ساتھی داسم وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔ داسم کو یہ ہدایت دینے کے بعد عزرائیل نے عرب بیوسا اور بینظیل کی طرف دیکھتے ہوئے اور پھر کہنا شروع کیا۔ اسے میرے ساتھیو! دوسرا کام اگر ہم باحسن طریقے سے انجام دینے میں کامیاب ہو گئے تو ہم ابلیکا کو یوناف سے علیحدہ کر کے اسے اذیتوں کے ایک لاقناہی سلسلے میں ڈال کر رکھ دیں گے۔ یس تو میرے عزیز! میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ یہاں سے ہم چاروں شہر عین دور کی طرف جائیں گے فلسطین کے اس شہر میں ایک کاہنہ رہتی ہے جو بے شمار علوم کے علاوہ ارواح کو اپنے سامنے حاضر کرنے کے علوم سے بھی خوب واقف ہے۔ چند دن پہلے روجوں کو حاضر کرنے کا عمل اس کاہنہ کے ہاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور وہ اس طرح کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل اس کے پاس گیا اور متوقع جنگ سے متعلق اللہ کے نبی سموئیل کی روح ہی کو حاضر کیا اور جنگ سے متعلق اس سے مشورے

پر عزرائیل نے کچھ سوچا پھر کہنا شروع کیا۔ کسی کو گمراہ کرنے، راہ راست سے ہٹانے اور نیکی سے دور رکھنے اور بدی میں لوٹ کرنے کے لیے گو میرے پاس بے شمار طریقے ہیں لیکن ان میں سے دو بہت اہم ہیں۔ جنہیں استعمال کر کے میں عموماً کامیاب ہی رہتا ہوں۔ ان دو میں سے ایک طریقہ تو دوسو سے کا ہے۔ یہ دوسو سے کا عمل بار بار کرنا بڑا سنا ہے جبکہ پہلا میں کامیابی ہو جاتا ہے۔ یوں سمجھو کہ دوسو سے عمل شرکی ابتداء ہے جس کسی کو میں نے اپنا حریف بنا لیا ہوتا ہے پہلے اس کے ذہن میں دوسو سے ڈالتا ہوں۔ پھر لگاتار عمل سے ان دوسو سوں کی خواہش میں تبدیلی کرتا ہوں۔ پھر خواہش کو نیت میں بدلتا ہوں اس طرح میں آگے بڑھتا ہوں۔ نیت کو پھر ارادے میں ارادے کو مزم میں اور مزم کو مکمل عمل میں تبدیل کر کے رکھ دیتا ہوں۔

یہ تو ایک طریقہ ہے اور کسی کو راہ راست سے ہٹانے کے لیے میرا دوسرا بڑا طریقہ یہ ہے کہ میں ایک دم کسی پر وار د ہوتا ہوں اور اسے شرک، کفر اور دہریت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر اس میں مجھے ناکامی ہو۔ اور انسان مجھ سے بچ نکلے۔ تو پھر میں یہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو بدعت میں مبتلا کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ اگر کوئی انسان اس سے بھی بچ نکلے تو پھر میں اس کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے گناہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور جب کوئی اس کا موت ہوتا ہے تو پھر یہی چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر ایک بڑا گناہ بن جاتے ہیں۔

اور اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو انسان کے خلاف یہ میری بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ اور اگر میں اس میں بھی ناکام رہوں اور کسی کو چھوٹے چھوٹے گناہوں میں لوٹ کرتے میں کامیاب نہ ہوں۔ پھر میں اگلا قدم اٹھاتا ہوں۔ اور میرا اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کرنے والے شخص کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ نیکی کی شہیرہ نہ کرے اور اسے اپنے ملک مند و رکھے اور اگر اس میں بھی مجھے کامیابی نہ ہو تو میں آخری حربہ استعمال کرتا اور وہ یہ کہ اس شخص کو معاشرے کے اندر بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ایسے حالات پیدا کرتا ہوں کہ لوگ اسے خوب برا بھلا کہیں اور اس پر کچڑا چھالیں۔ جب ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اے میرے رفیقو! تو میں پھر اس شخص کے پاس آتا ہوں اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ لوگ تجھے برا بھلا کہتے اور ایسی باتیں سن کر برداشت کرنا بزدلی ہے۔ لہذا تو بھی انہیں ان جیسا جواب دے۔ اور اگر وہ شخص غصے میں آکر لوگوں کی بری باتوں کا جواب برائی سے دیتا ہے تو پھر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔ اس بار

ساتوں بعد حیب داسم وہاں نمودار ہوا تو عزرائیل نے اس سے پوچھا۔ اے داسم! کسی اور نے
 ہماری گفتگو تو نہیں سنی۔ داسم نے بڑے عزم و وثوق کے ساتھ کہا۔ اے آقا! آپ کی گفتگو کسی
 نے نہیں سنی۔ اس دوران میں یونان ابلیکا اور اریہ میں سے کوئی بھی اس طرف نہیں آیا۔ عزرائیل
 نے اس بار عارب، ہیوسا اور بنیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آداب عین دور کی کاہنہ کے پاس
 چلیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور رات شہر کے اس
 تواجی تھے سے روپوش ہو گئے تھے۔

کئے۔ پس میں نے اپنی آنکھوں سے سموئیل کی روح کو اس کاہنہ کے پاس آتے دیکھا۔ پس میرے عزیز
 اس کاہنہ کی مدد سے ہم بھی ایک بہت بڑا کام سرانجام دیں گے۔

اے میرے قدیم! کہنے ساتھیوں میں اور تم تینوں بھی! عین دور شہر کی اس کاہنہ کے پاس
 جائیں گے پہلی بات تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ وہ ارواح کو حاضر کرنے کا علم نہیں سکھا دے۔
 اگر وہ ایسا کرنے میں رضامند ہو جائے۔ تو پھر تم تینوں بہن بھائی یہ علم اس سے سیکھ لیتا۔ اور اس
 علم کی مدد سے ہم ابلیکا کو طلب کریں گے اور اس پر گرفت کر کے اسے یونان سے علیحدہ کر
 دیں گے۔ اور حیب ابلیکا ہماری گرفت میں آجائے گی تو اسے ہم کھل کر یونان کے خلاف
 استعمال کریں گے۔ اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یونان کا تو ہم جیتا تک حرام
 کر دیں گے۔ اس موقع پر عارب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ اے آقا! اگر عین دور کی اس
 کاہنہ نے ہیں روحوں کا یہ علم سکھانے سے انکار کر دیا تب؟ اس پر عزرائیل نے مطمئن۔

انداز میں کہا۔ تو پھر ہم ایک اور کام کریں گے ہم اس کاہنہ سے کہیں گے کہ وہ ابلیکا کو ہمارے
 اسی طرح بلائے میں طرح اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے لیے اللہ کے نبی سموئیل
 کی روح کو بلایا تھا۔

مجھے امید ہے کہ وہ کاہنہ ایسا کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔ اور حیب وہ کاہنہ
 ابلیکا کو حاضر کرے گی تو اسی وقت میں اس پر اپنا ایک ایسا عمل کروں گا۔ کہ ابلیکا یونان
 کی گرفت سے آزاد ہو کر ہماری گرفت میں آجائے گی اور حیب ایسا ہو جائے گا۔ تو پھر
 تم لوگ دیکھتے ہیں کیسے ابلیکا کو یونان کے خلاف استعمال کرتا ہوں۔ عزرائیل کی اس گفتگو
 پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہو جائے پھر تو یونان
 پر ہم مکمل طور پر حاوی ہو جائیں گے۔ اور ہم اس سے اگلے پچھلے سارے ہی انتقام لینے
 میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تو یونان کی حالت ہمارے سامنے ایک کمتر
 اور لاچار انسان کی سی ہوگی اور ہم اس پر اپنی مرضی کے مطابق ضرب لگانے میں کامیاب
 ہوں گے۔ پر اے آقا۔ اس کام کی ابتداء ہم کب کریں گے۔

عزرائیل نے خوشی اور لمٹائیت میں ڈوبی آواز میں کہا۔ اے میرے کہنے ساتھیوں! ہم
 ابھی اور اسی وقت عین دور شہر کی اس کاہنہ کی طرف روانہ ہونگے۔ اس کے ساتھ ہی عزرائیل
 نے اپنا ہاتھ فضا میں بند کیا اور اپنے ساتھی داسم کو آواز دیکر اس نے طلب کیا۔ چند ہی

ناحق کی بوند مٹی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر داؤد نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہیں قورا
مقلاج پہنچ کر لوگوں کو دوسری اور عمالیقیوں کا تعاقب کر کے ان سے انتقام لینے کی کوشش
کرنی چاہیے۔ یوناف نے داؤد سے اتفاق کیا۔ اور اس طرح وہ بڑی تیزی کے ساتھ پھر مقلاج
کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جب وہ مقلاج میں داخل ہوئے تو بچے کچھے لوگ رو رو کر ان سے
عمالیقیوں کے مظالم کے خلاف فریاد کرنے لگے تھے۔ ان ہی لوگوں کا زبانی یہ بھی پتہ چلا کہ عمالیقی
داؤد کی دونوں بیویوں اور مقلاج کی دیگر کئی بڑیوں کو اسیر بنا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔
داؤد اور یوناف نے ان بے کس لوگوں کو تسلی دی پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ عمالیقیوں
کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

حصہ چہارم بہت جلد پیش کیا جا رہا ہے

فلستینوں کے بادشاہ اکیس کے لشکر سے علیحدہ ہونے کے بعد داؤد اور یوناف اپنے
ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے سفر کرتے ہوئے جب مقلاج شہر کے نزدیک آئے تو ایک طرف
سے عین اریہ بھاگتی ہوئی نمودار ہوئی۔ وہ بڑی بھری بھری اور پریشان حال تھی۔ اس کی
حالت دیکھتے ہوئے داؤد اپنی جگہ پر رک گئے اور ان کے پیچھے ان کے ساتھی بھی رک گئے
تھے۔ پھر یوناف نے بڑی تیزی اور ملائت میں اریہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اریہ!
اریہ! کیا بات ہے۔ تم پریشان اور پرانگندہ سی کیوں دکھائی دے رہی ہو اریہ یوناف کے
اور قریب آئی اور پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

آپ لوگوں کے مقلاج شہر سے نکلنے کے بعد اس شہر پر قیامت بیت گئی۔ جہاں تک
میرا اندازہ ہے عزازیل نے کچھ قاتل بدوش عمالیقی قبائل کو مقلاج پر حملہ آور ہونے کی اکساہٹ
اور ترغیب دی۔ پس یہ عمالیقی مقلاج پر حملہ آور ہوئے اور جس وقت وہ شہر میں داخل
ہوئے اس وقت عزازیل بھی ان کے ساتھ تھا۔ میں اسے پہچان گئی تھی۔ میں جانتی تھی کہ وہ
مجھ پر گرفت کرے گا لہذا میں اس کی نگاہیں پھا کر مقلاج شہر سے بھاگ نکلنے میں کامیاب
ہو گئی۔ جب کہ عمالیقی مقلاج شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے شہر کو جی بھر کر لوٹا اور توں،
بوڑھوں اور بچوں کو انہوں نے بے دریغ قتل کیا۔ مقلاج کے بہت کم لوگ ادھر ادھر
چھپ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ گو عمالیقیوں کے چلے جانے کے بعد
بچ جانے والے یہ لوگ شہر میں واپس آ گئے ہیں۔ پر شہر میں ہر وقت عجیب سنسنائی اور
ویرانی کا عالم رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے مقلاج اب کوئی ہنستا ہنستا شہر نہیں بلکہ ایک
نمکدہ ہومس کے مکینوں سے خوشیاں ہمیشہ کے لیے چھین لی گئی ہوں۔

اریہ کی گفتگو سن کر داؤد اور یوناف کی حالت درد کے تیلے رخساروں اور خون